بہ یمن حمن پیرائی چمنستان کون و مکان کار فرمای ماشاکان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوشس ربائے جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا معنی

جلد اوّل

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار ہشتم

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج و فصاحت شعار پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن بلاغت دستگاہ جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بجلیۂ طبع متحلی ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ باتصویر ـ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید ـ عہ/

〃 〃 کاغذ خاکی عہ/

طلسم ہوشربا (جلد اول) سے/

〃 (جلد دوم) سے/

〃 (جلد سوم) سے/

〃 (جلد چہارم) للعہ

〃 (جلد پنجم) زیر طبع

〃 (جلد ششم) للعہ

〃 (جلد ہفتم) للعہ

طلسم فصاحت ـ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲

فسانۂ عجائب متوسط قلم ـ ۷/

ایضاً باریک قلم بلا تصویر ـ ۴/

سروش سخن ـ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی ـ ۶/

باغ و بہار ـ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر ـ ۴/

آرایش محفل ـ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش ـ ۶/

ایضاً بغیر تصویر ـ ۵/

داستان امیر حمزہ ـ باتصویر ـ عہ

مقتول جفا ـ ۲/

نوطرز مرصع ـ ۲/

بستان حکمت ـ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا ـ عہ

جام سرشار باتصویر ـ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی عہ

فسانۂ آزاد کامل ـ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد ـ ۱۲عہ

فسانۂ جمیل ـ مترجمہ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے ـ ۵/

یہ چمن چمن ہے پیرا جمنستان کون و مکان کا فرماں روائی ستان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنی

جلد اول

طلسم ہوش ربا

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار ہشتم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج معنی خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و ہمیسان سر آمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حلیۂ طبع محلّی ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
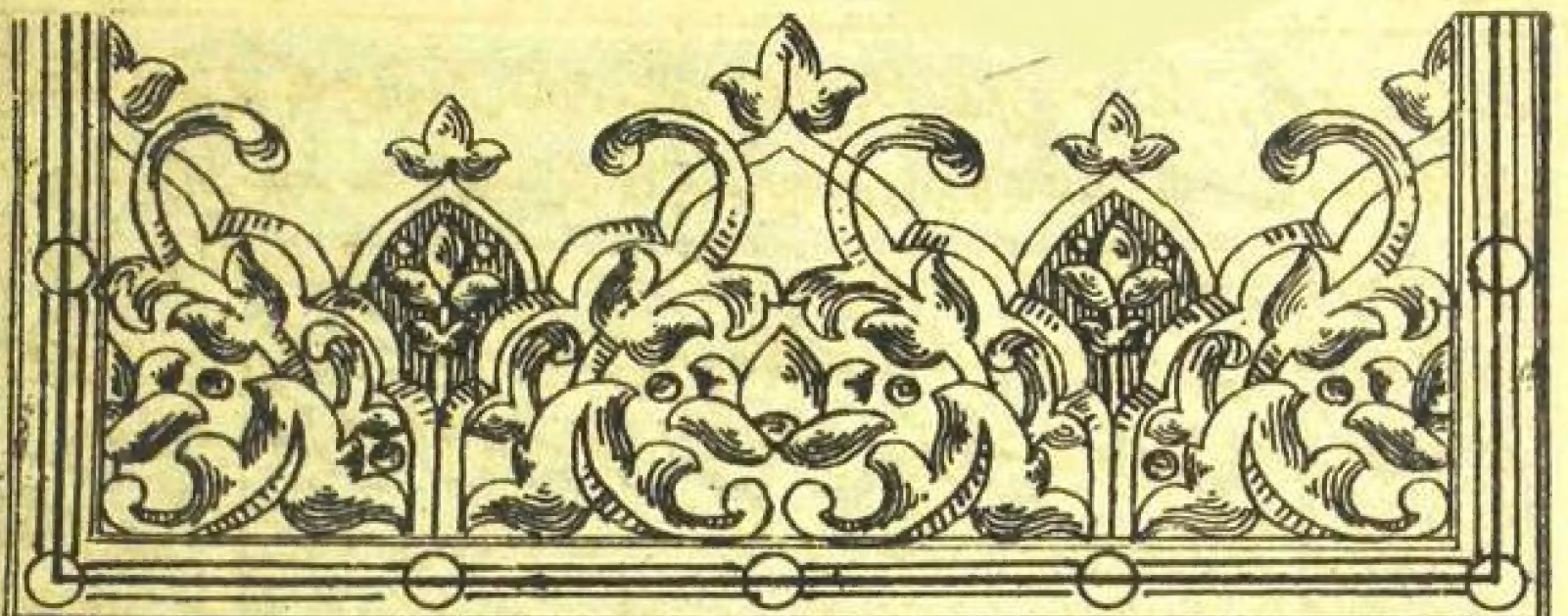
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثناے لاتعد اُس ساقی ازل کو سزاوار ہی کہ جس نے خراب آباد گیتی کو بصداے مستانہ کن فیکون آرایش دی اور نعت مع تحفہ درود اُس مست پیمانۂ الست کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہی کہ جس نے سرستان خمخانہ کفر و ضلالت کی بیک ساغر ظہور خمارشکنی فرمائی صلے اللہ علیہ و آلہ العظام و اصحابہ الکرام زان بعد خوشہ چین خرمن ارباب علم و ہنر و رمز شناسان دقائق معانی پرور عالی پایگاہ خاک راہ سید محمد حسین جاہ بگوش ہوش سخندان ذی ہوش خطاپوش عرض رسا ہی کہ داستان امیر حمزہ فسانۂ دلکش و مرغوب پسندیدۂ ہر طالب و مطلوب ہو زہے گوہر دریاے خوش بیانی زہے آفتاب سپہر زور زبانی کہ زبان توصیف و بیان تعریف نسبت اُسکے قاصر ہی منجملہ اُس کے ایک طلسم حیرت زا مسمّی بہ طلسم ہوش رُبا نہایت نادر ہی لہذا اُس شاہد دلربائے رعنائی و محبوب خوش اداے زیبائی کو چاہا کہ زبان اُردو میں بطرز فصیح و بمحاورۂ صحیح جلوہ گاہ تحریر مین لائے اور مشتاقان ادائے محبوب قصص کو اُسکی کرشمہ سنجی پر لبھائے بفضلہ و کرمہ و منہ التوفیق وہو الرفیق الاعلےٰ ۔

التماس مترجم بخدمت ناظرین والا تمکین فسانۂ ہذا

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کے سات دفتر ہین اور بغیر ملاحظہ دفاتر مذکور کے دشوار ہی امیر اور عمرو اور زمرد شاہ اور بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے نام سمجھ مین آئین باین خیال گزارش ہی کہ امیر حمزہ پسر سید خواجہ عبد المطلب سردار خانہ کعبہ کے ہین اور عمرو اُن کا عیار ہی اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ لشکر کیا ہی کہ نام اُسکا سعد بن قباد ہی اور آپ سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہین اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہین وہ سب مطیع اُسی پوتے کے ہین جو بادشاہ ہی اور بادشاہ روئے زمین بہت سے کہ جنکا ذکر اِس قصہ مین آئیگا وہ سب ہمراہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے رہتے ہین اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری

سے کہ جسکو لقا بھی کہتے ہین اور اُس نے دعوئے خدائی کا کیا ہی لڑ رہے ہین اس لیے کہ وہ دعویٰ باطل سے باز آئے اور امیر کے ہاتھ سے جس ملک مین لقا بھاگ کر جاتا ہی وہان کا بادشاہ اور رعایا سب اُسکو اپنا خدا سمجھکر اطاعت کرتے ہین اور بنا بر اسکے حکم کے امیر سے لڑتے ہین اور لقا کے ساتھ بیٹیا نوشیروان کا فرامرز بن نوشیروان بھی ہی کہ اُس سے امیر پہلے لڑ چکے ہین اب اُسنے لقا کا ساتھ کیا ہی اور وزیر فرامرز کا بختیارک بن بختک شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہی کس لیے کہ خدائی مین کوئی شیطان بھی چاہیے غرض لقا نے پہلے جاکر طلسم ہزار شکل مین پناہ لی تھی جب وہ امیر نے فتح کر لیا تو لقا کوہستان کی طرف آیا ہی طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم کے ہی بوجہ اس کے کہ طلسم ہوشربا کا حقیر کو بیان کرنا منظور ہی اس لحاظ سے اُس طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ نہ ہو۔

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش رُبا اور داخلہ لشکر لقا کوہستان مین نظم

مغنی نوائے کہ آمد بجان ٭ درین زیر پردۂ آسمان ٭ درین دور دوار نالم چو نے ٭ بہ احوال جم یا باحوال کے

فرد نگارندہ نقاش معنی قریب ٭ عروس سخن را چنین دادہ زیب

ساقیان خمخانۂ اسمار و جرعہ نوشان جام افکار بادۂ ارغوانی شنجرف تحریر سے ساغر قرطاس کو اسطرح مملو کرتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اُسکے وزیر بد تدبیر نے صلاح بتائی کہ ملک کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ فوج بیکران و پہلوانان دوران رکھتا ہی اور اسی ملک سے ڈانڈا طلسم ہوشربا کا ملا ہی حاکم طلسم افراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آور ہی کہ نہیب شمشیر سے اُس کے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہین اور سحر آزمائی سے سامری عہد و جمشید روزگار کان پکڑتے ہین ابیات خداوند اورنگ چتر و کلاہ ٭ کہ از ماہی او سکہ زد تا بہ ماہ ٭ بدینگونہ آرایش تاج داد ٭ کہ دوران زبیمش باو باج داد ٭ فی الجملہ بصلاح وزیر زرخست شیر زمرد شاہ سمت کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب اُس ملک کے پہونچا ہرکارون نے خبر آمد زمرد شاہ کوہ عقیق کے بادشاہ سلیمان عنبر مو کو ہی کو دی وہ کشتیان زر و جواہر کی نذر کے لیے تیار کر کے مع ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو واسطے آراستگی کے حکم دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا الحاصل استقبال کر کے لقا کو داخل شہر کیا اور دار العمارۃ شاہی مین پہونچایا یہان امرا و وزرا و ارکین سلطنت اور شیران بہت حاضر تھے اُنکا مجرا و سلام ہوا مقام صدر مین تخت شاہی بچھا تھا اُسمین جواہر اعلیٰ گرانبیش قیمت جڑا تھا اُسپر لقا آکر جلوہ فرما ہوا ارباب نشاط ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز و با مذاق حاضر تھے اُنھون نے اپنی خوش لحانی سے ہر شخص کو اپنا محو دیدار بنایا دور جام مے گلفام بے دغدغۂ نیرنگی ایام چلنے لگا یہان کا بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہی کہ ایک کا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسرے کا نام ناظر زاغ چشم کوہی ہی

اور یہ دونون بھانجے بادشاہ کے ہین کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے ہین اور سب کا سردار ایک بہادر ہی کہ نام اسکا
لالان لال قبا ہی فن سپاہگری مین یکتا ہی غرض ان بھون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی
و جان نثاری کو حاضر ہین آپ اطمینان سے اِس جگہ تشریف رکھیے لقا کو ان کلمات سے تسکین ہوئی اور جاے
سکونت وہین مقرر کی سلیمان عنبرین مو بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سر انقیاد و اطاعت لقا مین
جھکایا راوی کہتا ہی کہ جب لقا ہزار شکل سے بھاگا تھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان نے
لشکر ظفر پیکر سے اپنے چار ہرکارے صبا دم تیز رفتار کہ نام اُن کے نامیان خیبری و تومیان خیبری و
سرہنگ کمی و ابو طاہر خونریز ہین لقاے بے لقا کے ہمراہ روانہ فرمائے تھے کہ جس جگہ یہ برگشتہ بخت آرام تمام
مسکن گزین ہو اور جو اسے پناہ دے اُس بادشاہ کی حقیقت سے اور اُس ملک و سپاہ کی کیفیت سے
ملازمان عالی اور بندگان حضرت قدر قدرت شاہنشاہی کو اطلاع دین وہ ہرکارے ہمراہی لقا یہان
تک آئے تھے اور باشکالِ مختلفہ دربار مین سلیمان عنبرین مو کے موجود تھے انھون نے بیان سپہ سالاران
سلیمان سب سُنا اور حال فوج اور ملک کا سب دریافت کر کے خدمت امیر کشور گیر مین چلنے کا ارادہ کیا
القصہ قلعہ سے نکل کر مثل برق اور مانند صرصر کے روانہ ہوے یہان امیر حمزہ بعد فتح طلسم ہزار شکل بارگاہ سلیمانی
مین دنگل ناو عنبر پر تمکن تھے اور بادشاہ عالیجاہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سراپچے بارگاہ کے
اٹھا دیے تھے سیر و کیفیت صحرا کی ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکارے دوان دوان خدمت سلطان
عالی شان مین آکر پہونچے اور اس قدر بہ تعجیل تمام آئے تھے کہ پپڑیان ہونٹھون پر بندھی تھین کنپٹیان لپکتی
تھین انھون نے آکر مجرا گاہ پر سے شہنشاہ عالی جاہ کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا
دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے شہریاری بجا لائے اور یون عرض کرتے تھے کہ اے بادشاہ عالی تبار نصفت نشان قطعہ

تا سر زند آفتاب سرور باشی　　تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی
تا تاج حیات بر سر خضر بود　　در خانۂ اقبال سکندر باشی

عدوے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے رو بفرار لایا بادیۂ ضلالت کو وہ خرس تبہ ہلاکت طے کر کے
کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین پہونچا اور وہان سکونت ٹھہرائی ہی بادشاہ نے وہان کے اعانت کرنے کا
وعدہ کیا ہی تسکین دی باقی اور جو احوال کہ ہرکارون نے دیکھا تھا وہ سب من و عن و مفصلاً گزارش خدمت
سلطان عالی شان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا صاحبقران نے
عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیش خیمہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب ارشاد
فیض بنیاد امیر با توقیر کوس رحیل لشکر ظفر اثر مین بجا اور وہ بہادر نے سامان روانگی کیا فی الفور پیش خیمہ بصد ہجوم و دھام
کر چل چل پڑی بر سر دم و شام پلٹنین اور رسالے بہ کر و فر کیب ہاے تازی پر سوار پیادے بے شمار بصد عجیب

ودواب کوچ کرنے لگے بازارین لشکر کی روانہ ہوئین خیمہ خرگاہ والاعالی بارگاہ کے اشتر وقاطرون پر بار ہوئے دلاور
مسلح وکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ معہ سرداران گرامی کے اور صاحبقران معہ عیاران نامی کے سوار ہوکر
بر رہبری ہلکاران کے اُسی طرف چل نکلے ؎ سوئے دشت شہ کی سواری چلی + کہے تو کہ باد بہاری چلی +
قصہ کوتاہ بعد کوچ ومقام وشام وپگاہ لشکر جلالت پژوہ نے قریب کوہ عقیق نزول اجلال ورود اقبال
فرمایا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین لشکر مین کھل گئین پلٹنین مسل درمسل بآراستگی تمام صحرائے پاکیزہ
اور مقام عمدہ مین اوترنے لگین طبل نقارے داخلہ لشکر مخالفون کے ہوش مثل طائر پریدہ اوڑے سلیمان نے
آمد فوج کی خبر سُنکر حکم ربط ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپین برجی وآہنی ڈھلی ہوئی لگائین
برج وبارے وکنگرے وفصیلین درست ہوئین الغرض یہان تو یہ تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلۂ
عدو سامنے قلعہ کے فروکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران ؎ مہ برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان
گرد لشکر شکن + کو ہوائے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھکر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی
امیر خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملک اردبیل کے پاس گئے اور
گزارش کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کے لیے جانے کی لا دین ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ
مین ملکہ کی تشریف لائے ملکہ نے شاہزادے کی سفارش کی امیر نے بناچاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام
ساحران جہان کا مسکن ہے اسلیے مین اجازت نہین دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا نہو لیکن تمھارے
کہنے سے ایک روز کی اجازت دیتا ہون کہ بعد ایک روز کے پھر آئین زیادہ عرصہ نہ لگائین بدیع الزمان
نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا جسوقت صیاد فلک دام شعاع
بردوش کاشانۂ مشرق سے سبزہ زار فلک پر صید افگن ثوابت وسیارگان ہوا وہ آفتاب عالمتاب سپہر
صاحبقرانی کوکب خجستہ افروز فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالی شان بہر شکار عازم میدان ہوا
نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شمعون کا جھلملانا غنچون کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور جنگل مین رقصان مور
طائرون کا اپنے اپنے کاشانون اور آشیانون سے تلاش آب ودانہ مین تال مار کر اوڑنا یاد صانع عالم مین
ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف مؤذن قمری منبر سرو پر خطبہ خوان حق سرہ گویان بیت
ہر گیا ہیکہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + خلاصۂ مرام شاہزادۂ عالی مقام باحشم وخدم صحرا مین
صید افگن تھا اور ہر طرف فضائے نزہت انتہائے دشت وکوہ دیکھتا جاتا تھا سامنے کچھار سے ایک آہو
مثل معشوق طناز سراپا ناز اٹھکھیلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا ابیات جل زر لفت پشت کے اوپر + واہ رے
آہوئے پری پیکر + رم محبوب اُس سے عاری تھا + دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا + بدیع الزمان اُسکی

رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوئے سرداران کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ دو
بہ مجرد حکم ہمراہیون نے حلقہ باندھکر اُسے گھیرا مگر ہرن سنبھلکر کنوتیان بدلکر طرارہ بھر سر پر سے شاہزادہ کے
نکلکر چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور کئی کوس نکل آیا سب ساتھی چھٹ گئے اور یہ اکیلے رہے
اُس وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہونچا اور وہ زندہ گرفتار نہوا فوراً ترکش سے تیر مار دہشت عقاب پر
شستہ سوفار بہر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا ؎ قضا گفت گیر و قدر گفت دہ ✤ فلک گفت احسن
ملک گفت زہ ✤ تیر اسکے دوسار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے کودکر اُسے ذبح کیا جیسے ہی
وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل غور فلک کا ہلگیا اور راہ وماہی تک زلزلہ
پڑگیا کہ اے فرزند حمزہ تونے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا غزال جادو کو یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے یہان سے بچکر جانا
اب دشوار ہے جو ہو وہ تھوڑا ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد وغبار سے تاریک ہے آندھیون کا طوفان
برپا ہے بعد لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گران مین قید پایا سر زانوے
فکر پر جھکایا اور یہان اُمیہ بن عمرو نامدار عیار شاہزادے کا مگار جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا قیامت کا
آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹون کے عیار ہین کیونکہ امیر کے یہان لڑکا
جب شاہزادی سے ہوتا ہے اُسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہان لڑکا ہوتا ہے اور اس شاہزادے کا وہی عیار
ہوتا ہے غرض اُمیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزمان کی خاک پر پڑی ہے وہ
چاند سی صورت خون مین بھری ہے واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد طلسم پر پہونچا خبر مالک طلسم افراسیاب
کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے اور اُنکی صورت کا پتلا بزور
سحر بنا کر ڈالدے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر آنے کی جرأت نہ کرین الغرض عیار شہزادے
نامدار والی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا خاک سر پر اور لیتا لاشے کو گھوڑے پر ڈالکر
لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق شاہزادہ کے ملے انھین جو یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا
فرط الم سے کلیجہ منھ کو آیا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے خدمت امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ تحفہ
جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ وشیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیہ
بانو مان شہزادہ کی پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے سُناتی تھی بیت اے راحت جان ودل ہمارے
تنہا ہمین چھوڑکر سدھارے ✤ بلکہ فرد رفتی دم خبر نہ کردی ✤ بربیکسیم نظر نہ کردی ✤ یہان تو یہ شور و
نوحہ وزاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیوزاد کو تیار کرے لا کہ مین تلاش قاتل شہزادے
کے لیے جاؤن اور اُسے قتل کرکے اُسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار مین نے سُنا ہے

کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہی بلکہ صحرا تاریک ہو گیا کچھ معلوم نہوا سوائے اُسکے یہ کہ لاشۂ
بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہی اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ فرزندان خواجہ
بزرجمہر وزیر نوشیروان کو کہ یا امیر سے نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہی
کہ وہ بطور ملازمون کے ہر وقت مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون مین مذکور
ہی یہان برائے تفہیم ناظرین فسانہ اسی قدر کافی ہی الحاصل حسب ارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو
بلایا اور بارگاہ مین باعزاز تمام صدر عزت پر بٹھایا شاہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور
خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختۂ تفکر پر قرعۂ تعقل کو پھینکا اور زائچہ
کھینچکر نظرات سال کا ان بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کر کے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھا کر فرمایا کہ
ای شہریار ذیوقار شہزادہ صحیح و سالم ہی مگر قید شدید مین ساحرون کی گرفتار ہکیس ذنا جا رہا اور یہ جو لاش
آپ کے سامنے آئی ہی ماش کے آٹے کی تصویر بنائی ہی آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر پھونکیے اور اس لاش پر
چھڑک دیجیے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیجیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کر کے لاش پر چھڑکا وہ لاش ماش
کے آٹے کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن پئے سجدہ باری جھکائی کہ شکر ہی تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنائی خواجہ
زادون کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور لاش کو پھکوا دیا لشکر مین شور و فریاد جو بلند تھا موقوف
ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو نے با نہائے عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل اور
جال الیاسی اور گلیم عیاری اور کمند آصفی اور دیو جامہ اور قنطوری تیپا دے منڈھی دانیالی
وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کوہ سراندیپ پر تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہی کہ جب لشکر امیر حمزہ
ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانے مین عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت کی اور وہان عمرو
کو ایک غنودگی آئی عالم خواب مین جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے انھون نے فرمایا کہ ہمارے
مزار کے روضہ مین زنبیل وغیرہ اشیائے عیاری رکھے ہین انھین کے لیے زنبیل ایک کیسہ ہی کہ علاوہ اس
دنیا کے ایک عالم اُسمین بھی آباد ہی جب تم چاہو گے اُسمین سے ہر چیز جو مانگو گے نکلے گی اور جو چاہو گے
وہ اُسمین رکھلو گے گلیم عیاری ایسی ہی کہ جب تم اُسے اوڑھ لو گے تم سب کو دیکھو گے اور تمھین کوئی نہ دیکھیگا
اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہی کہ اگر کرور من کے وزن کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سو آنچ
کی ہوکر اسمین آجائیگی اور جہان کہین منڈھی کھڑی کر دو گے اور اُسکے نیچے بیٹھو گے کوئی گرفتار نہ کر سکیگا جو
اُسکے اندر آئیگا اُلٹا ہو کر لٹک جائیگا اور کمند آصفی کو پھینک کر جتنا کہو گے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو

کھو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے وہ نہ کٹے گی نہ ٹوٹے گی اور دیو جامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلے گا کبھی سبز ہو جائیگا اور کبھی سُرخ کبھی زرد وغیرہ اس طرح سے جتنی چیزین ہین سب کرامت رکھتی ہین عمرو کو جب یہ بشارت ہوئی ان اشیا کو لے لیا ذکر اُسکا دفتر اول مین ہوگیا خلاصہ ناظرین فسانہ اُن اشیا کا جہان ذکر آوے تو اسی مضمون سے اُسے سمجھ لین اور اُنھین اشیا کو عمرو نے درست کر کے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان کے راستہ لیا اور بسرعت تمام صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ ؎ چنان می دوید از نشیب و فراز ❊ کہ گردش نمیدید شاہین و باز ❊ وہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اُس جگہ جہان بدیع الزمان گشتہ سحر ہوے تھے پہونچا صحرا مین سبزہ زار اور نزہت افزاے فردوس ایک مرغزار دیکھا فرد ہوا رسبزہ ہمہ گوہر گسستہ ❊ زمرد را بمروارید لبستہ بیت ہر گلے گونہ گونہ از رنگے ❊ بوے از گل مے رسید فرسنگے عمرو پیکان سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک جھاڑی مین چھپ رہا دیکھا کہ کئی سوار نیان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین فرو برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتین مراد ون کے دن ❊ چلی آتی ہین اور اُنکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال صحراے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصون کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ؎ جیسے گل بلبلون مین بیچ مین شاہ ❊ شمع فانوس مین ستارون مین ماہ ❊ خراماں خراماں سیر جہان جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہے عمرو بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتون مین سے ایک عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور ساتھ کی سب عورتین شاہزادی کے ہمراہ آگے بڑھ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتون کے ساتھ چلو گے یقین ہے کہ کچھ مطلب برآری ہوگی یہ تصور کر کے جھاڑی سے نکلکر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی گند ماری اُس نے غل مچایا عمرو نے گیند عیاری کا اُسکے مُنھ مین ڈالدیا اور تھوڑی بیہوشی اُسکے مُنھ پر ملدی وہ بیہوش ہوگئی اسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکال اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے مُنھ مین لگایا اور اُسکی صورت دیکھکر ویسی ہی صورت بنائی اور پوشاک اُسکی اُتار کر آپ پہنی اور اُسے چھوڑ کر آپ بجلدی تمام ان عورتون مین جا کر جو آگے جاتی تھین ملگیا انھون نے اُسے اپنے ساتھ والی سمجھکر کہا اے شگوفہ تو بڑی دیر مین آئی وہان کیا کرتی تھی عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اُسکا نام شگوفہ ہے کہا کچھ ایسی دیر تو نہین ہوئی غرض باتین کرتی ہوئی وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہونچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے ہواے سرد مسیح دم عیسیٰ نفس وزان ہے وہ نازنین اندر باغ کے آئین عجب تیاری کا باغ ہے عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات

باغ کا درمیان دیدہ وا
اُس گلستانِ روح افزا کا

محو نظارہ گل رعنا
باغبان ازل چمن آرا

جتنے گل تھے جہان کے اندر
زمین و آسمان بحر و بر گل

سب تھے اس بوستان کے اندر
نماندہ در جہان گوئی کہ گل

اگر فردوس بر روے زمین ست۔ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست۔ روش بلّوری سے درست ہر روش
پر بجاے سُرخی کے جواہرات کو ٹکڑے ڈالا ہی درختون کو بادلے سے منڈھا ہی مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور ہر ایک
آراستہ و پیراستہ گرد سبزۂ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہی سر پینلے شجر سے ٹکراتی ہی کٹورے پھولون کے
شراب تراوٹ و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی سوگز
تک کا مربع اُسپر فرش ملوکانہ بچھا ہی مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی تکیہ بالاے مروارید استادہ ہی
اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اُسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے
بعد شان و شوکت بیٹھی ہی عطر دان پاندان جو گھڑے چنگیر رکھے ہین جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جسکے
ساتھ عمرو آیا ہی وہان پہونچی وہ عورت مسند سے اُٹھی اور ہنستی ہوئی اُسے لینے چلی اُسنے بھی آگے بڑھکر
باادب تمام سلام کیا اور سب خواصین بھی باعزاز و نیاز دست بستہ جھکا کر کے پیچھے ہٹین وہ ضعیفہ کہ اُسکا
نام شمارہ جادو ہی کہ جسنے بدیع الزمان کو کشتۂ سحر کر کے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اُسکے پاس
آئی ہی بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہی اور اُسکی بھانجی ہوتی ہی الغرض
شمارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت جادو کی بلائین لین اور پیار کر کے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان
طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سامنے آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اُسی
جلسۂ نشاط مین تصویر جادو نے شمارہ سے پوچھا کہ اے فرزند یون پا پیادہ سر شام صحرا مین کس
باعث سے نکل آئین اس نازنین نے گزارش کیا کہ اے مادر گرامی قدر خالہ جان مین نے سنا ہی کہ آپنے
کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہی اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کیونکہ یہ لوگ
ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوندان لوگون کے ہاتھ سے
دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہی اور صدہا طلسمات
کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ اُنکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت
خداوند لقا نے اُنکو دی ہی اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہی شمارہ نے یہ بیان سُنکر ہنس دیا اور
حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اُسکا حال ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب
حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہی اُسی عمارت کے ایک
حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہی یہان بھی ساحرنیون کا پہرہ ہی اُن کنیزون نے پہرہ والیون کو

حکم تمسارہ جادو پہونچایا اور بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر مین گرفتار ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پانون
مین بیڑیان بغلون مین خاردار لسٹرانون مین جوڑے فولاد کے چڑھے ہوے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے
سامنے شمسارہ اور ملکہ تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار
کی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی گوہر آبدار محیط خوشنمائی ابیات
جمالی دیدا از حد بشر دور + ندیده از پری نشنیده از حور + جوانی روی نیکش آفتابی + که از نظاره در دل اضطرابی +
ز باغ نوجوانی سرسبز حسن + بہار بر بہار روش بر حسن + کمال نرگسش از غمزہ ناز + ز مژگان بر جگرہا ناوک انداز +
مقوس ابروان محراب پاکان + معنبر سایبان بر خواب تاکان + یہ دیکھتے ہی ایک خانہ ابروے کمان شاہزادے
کے تیر عشق جو رہا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گزرا جینا دشوار ہوا نظم تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی +
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ +
ملکہ مسند پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی تمسارہ جادو نے گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ ہوا
شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پا کر میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب
صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بے مثال اسکی بنائی ہو شاہزادے کا دل مضطر
باوجود اس قید گران کے بیقرار ہو کر اُسکے کمند طرۂ تابدار مین اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نامی اُس
غیرت وہ نگار خانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظارۂ جمال عدیم المثال سے اُسکا نشان شکل تصویر بیس
وصورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہو جاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بدست می کشد
نقاش چون شمائل آن ماه می کشد
چون می رسد بپا ہدا او دست می کشد
نوبت بزلف او چو رسد آہ می کشد

کاتب ندرت طراز قدرت نے دل فریبی اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی ورنہ مرقع دہر مین ایسی صورت
زیبا دوسری خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اسیر فسیدا ہوا صبر کا یارا نرہا ابیات

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق
جنون کا علم دل نے برپا کیا
کہا صبر نے الفراق الفراق
سر کنے لگا پاس ناموس و ننگ
تسلط حواسون نے پیدا کیا
لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ

مگر اپنے تئین سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید مین تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا پھر ایک اس طلسم مین
دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہو جائیگا ضبط کر کے خاموش ہو رہا مگر ملکہ تمسارہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر
دیکھا خواصون کو حکم دیا کہ اس قیدی کو یہان سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت مین نہ دیکھا
تھا آج اسکو دیکھکر اُسے غش آگیا ابھی نام خدا کنواری بیٹی ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیان

شاہزادہ کو ایک حجرۂ باغ مین لائین اور بند کرکے چلی گئین شاہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اسکے عشق مین سب بھولی اوداسی کی یاد و دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید مین یہ ورد تھا **نظم**

عالم کا ترے جہان حیران ہو | بیتابی دل وہان وہان ہو
زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو | دیوانے کا پاؤن درمیان ہو

اور یہ خیال آتا تھا کہ ملکہ بدیع الزمان بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہیکو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر تم اب اس قید سے رہائی پاؤگے تو یقین ہو کہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے قید عشق مین ہے مدت قید اسیران محن کیا کیجیے گل کے سوبار گرے تختۂ زندان سر پر* خلاصہ بیان تو شاہزادے کی یہ کیفیت ہو مگر وہان تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر اُس باغ مین گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے کچھ سوچکر خاموش ہو رہی شرارہ نے پوچھا کہ کیون بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہو کہا خالہ جان کیا کہون جی بیٹھا جاتا ہو دل مین ہول سمایا ہو کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہین یون گرفتار رہتے ہین شرارہ نے کہا کہ اے فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھین ایسی وحشت نہ چاہیے شاہان روزگار کے یہان گنہگار و امیدوار بھی ہوتے ہین کوئی سولی دیا جاتا ہو گردن مارا جاتا ہو کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہو یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہو افراسیاب جادو نے اسے قید کیا ہو چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہو اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو مین تمھاری خاطر سے اُسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ مین جاکر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو ایسے خیال لاطائل دل سے نکال ڈالو تمھارا حال مین اور کچھ دیکھتی ہون کہ ماتھے پر پسینہ ہو اتنک وہی خوف و وہم کا قرینہ ہے اگر یہان ٹھہروگی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہو کہ اپنے مقام پر جاکر ہمرازون کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قید کی فکر نہ کرنا یہ باتین شرارہ کی سُنکر تصویر جادو وہان سے اُٹھی اور جی مین کہتی تھی کہ چلو اچھا ہو کہ اسنے آپ سے مجھے رخصت کر دیا اگر یہان ٹھہرتی کوئی کلمۂ درد و غم مُنھ سے نکلتا تا راز عشق کھُلتا تا اب اپنے باغ مین چلکر غم سے دلکو خالی کرینگے اور جی کھولکر خوب رولینگے غرض شرارہ کو اُس ماہ کامل نے بہ شکل ہلال خم ہوکر سلام کیا اُسنے بلائین لین اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزین کہ باغ مین سیر کر رہی تھیں ملکہ کے جانے کی خبر سُنکر حاضر ہوئین عمرو بھی کہ بشکل کنیز تھا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم کہان جانا ہو تمھارا شاہزادہ اسی جا قید ہو اس حرامزادی شرارہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزمان کو چھوڑا لو یہ خیال کرکے ملکہ شرارہ جادو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہو آج میرا جی نہین چاہتا ہو کہ آپ کے قدمون سے جدا ہون اور دوسرے مین نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہو اور آج آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہو چاہتی ہون کہ شب بھر رہ کر

وہ سب کمال آپ کو دکھاؤن اور اُس کے عوض انعام پاؤن شرارہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا
مکان ویسے یہ جگہ ہم وہ کہین الگ ہین جہان تیرا جی چاہے بآرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی
مین آئے رہ اور اے فرزند ملکہ تصویر اسے یہین چھوڑتی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو
تو رخصت ہو کر چلی اور شگوفہ جادو یعنے عمرو بن امیہ یہین ٹھہر گئے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہے کہ پیر
کہین ڈالتی ہو اور پڑتا کہین ہے فرط رنج سے جی نڈھال ہے اس سوچ مین چلی جاتی ہے کہ اے ملکہ دل بھی آیا تو
کس شخص پر کہ جو دشمن جان وایمان اور کشندۂ ساحران ہے اس قید سے اُسکا چھوٹنا دشوار ہے افسوس
مفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے اُسکی کنیز شگوفہ بدن سے ننگی
روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو شرارہ کے یہان رہ گئی تھی اور ابھی یہان
آ پہونچی اور کپڑے اسکے کس نے اتار لیے اس عرصہ مین شگوفہ شاہزادی کے پاؤن پر آ گری اور عرض کیا
کہ اے ملکہ مین آپ کے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا
اور اُسنے نہین معلوم کیا کیا مین بیہوش ہو گئی وہ مجھے ننگا کر کے ایک درخت سے باندھکر چلا گیا جب مجھے
ہوش آیا آیندہ و روندہ کو منت کر کے بلایا اور اپنے تئین رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی شکر خدا کا پھر حضور
کی صورت نظر آئی واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہے جس کی صورت عمرو بنکر ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس
ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شاہزادہ
بدیع الزمان کا اُسکی شکل بنکر اُنکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہے معلوم ہوا کہ وہ شگوفہ نہین ہے کوئی اور ہے
اور اگر اس حال کا چرچا کرو گی شرارہ آگاہ ہو گی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گا غرض شاہزادے کی محبت سے
کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزون کو بلا کر شگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے
ملکہ شرارہ پاس رہ گئی تھی اسلیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو جی مین آئے وہ کرون آخر نہین معلوم
کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھوڑ آئی ہر چند شگوفہ نے کہا واری مجھ پر یہ سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل جھوٹی
مجھے کب یقین آتا ہے قسم ہے سامری کی اب جو مجھسے ایسی باتین کریگی سزا دلواؤنگی غرض اسکو دھمکا دیا
کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے اور اس امر کا چرچا نہو اور ملکہ آپ نظر بکرم کارساز مسبب الاسباب
کر کے کہ یقین ہے کہ اب کوئی صورت بدیع الزمان کی رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی
اور جب داخل باغ ہوئی بنظر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر نظم

بن ترے سیر چمن خوش لگے کیا اے سوناز
جو غنچہ گل کی کھلی ہے وہ ہے مشکل کہان

پھول جو ہے میری نظرون مین ہے رنگ خار ہے
شکل ناوک موج بوئے گل جگر کے پار ہے

لالہ وار دل غم عشق سے داغ دار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو و باد شہزادہ
والا تبار مین وہان فروکش ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہو اب حال ریش تراشندہ کافران و سر بریدہ جادوگران
خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار کا سُنیے کہ یہ جو باغ مین ملکہ خمارہ کے پاس ٹھہرے شام تک تو بارہ دری مین
خمارہ کی خواصون کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی لے لی گال پر گال رکھدیا آنکھ
بچا کر جسکا جو مال پایا زنبیل مین رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد کسی کا مقابہ غائب ایک ہنگامہ ہی نہین معلوم
ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگامہ مین شام ہوئی تو خمارہ نے کھانا شراب کباب سب نے تین اپنے خاصے پر جمین
جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی چبوترہ بلورین پر قطرہ فرش بچھوا کر بیٹھی باغ مین روشنی ہوئی قندیلین
شل قبہ ہائے نور ہر درخت مین آویزان ہوئین بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات
فراشون نے خوب درست کرکے روشن کیے سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا ع آئینہ کا تھا باغ جوہر تھا ÷
بے تکلف دل سکندر رکھا ÷ زر و دیوار گیریون مین بہار ÷ کیے پستان شاہد گلنار ÷ طرفہ فرشی کنول بچھا جو تمام
ہار و نور امجاپہ تھے روشن ÷ فوارون کے خزانے مین بادلہ کتر کر ڈالدیا نہرون کا پانی جھلکایا گیا القصہ جب
آراستگی ہوچکی اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی خمارہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بمجرد حکم شگوفہ حاضر ہوئی دو
پیشواز منگا کر پہنی چوراسی گھونگھرو پاؤن مین باندھے سازندون اور گائیون سے جو ملازم خمارہ تھین
حکم دیا کہ ساز اپنے اپنے ملائین اور عمرو نے جوڑی نے کی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابو قبیس
پر امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل ع نے شاگرد کیا ہی اور تین دانے انگور کے کھلائے ہین کہ ایک دانہ کی خاصیت
یہ ہو کہ عمرو خوش الحان ہی اور لحن داؤدی رکھتا ہی اور دوسرے دانے کی تاثیر سے بہتر صورتین بدل سکتا ہی
جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانے کے سبب عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا
ہی اور انھین کے محاورے مین گفتگو کرتا ہی الحاصل عمرو نے بانسری نکالکر لبون سے لگائی اور تھوڑے سے
موتی پھانک لیے اور چار برنجی انگوٹھے مین پاؤن کے باندھا اور دو سر اسر لبون سے دبایا اور گلابی شراب
کی بغل مین دبائی اور پیمانہ ہاتھ مین لیا گت ناچنا شروع کیا اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا
سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منھ سے موتی ہر تال اور گت مین نکلکر زمین پر گرتے جاتے تھے اور پیمانہ مین
شراب بھر بھرتا تھا اور اہل انجمن کو پلاتا تھا ناچ مین چھلبل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے تحسین
و آفرین کی صدا بلند تھی کہ نظم

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا

دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کی اوٹ

کبھی دل کو پاؤن سے مل ڈالنا
کہ پر دیکھین ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہی کہ یہ انسان ہی یا شعلہ ہی یا شرارہ عجب طلسم کا ناپنا ہی بانسری مین گت کا ٹھیکہ بج رہا موتیون کا تسلسل جاری ہی شراب برابر اہل مجلس کو پہونچتی ہی ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالا اوتار کر دیا عمرو نے سلام کیا ناچتے ہوئے جا کر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے مین پہنا دیا اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صداے دلچسپ اور نغمۂ دلکش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا کہ مثنوی۔ ہوا بند ھگئی اس گھڑی اس اصول ✦ بسیرا گئے جانور اپنا بھول ✦ درختون سے مل مل کے باد صبا ✦ لگی وجد مین بولنے واہ وا ✦ جب شرارہ حالت ذوق مین آکر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا شرارہ نے کہا ارے بسمل کیون چھوڑتی ہو ذبح کیا ہو تو دم نکلجانے دے شگوفہ نے عرض کیا ہی ملکہ حال اپنا مین غزل مین بیان کرتی ہون غزل

آنکھون کو جانتی ہون پیالہ شراب کا	ستون کو فرض عین ہی بینا شراب کا
سیرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین مل گیا مری قطرا شراب کا
خمخانۂ جہان مین وہ علامہ دہر ہون	دیتا ہی مجتہد مجھے فتوے شراب کا

جب یہ اشعار شرارہ نے سُنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہی لحاظ سے مانگ نہین سکتی بڑی تمیزدار ہی کہ اپنے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہین پی بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کرو کنیزین دوڑین اور کشتیان شراب کی اور شاغر و کنٹر و گلابیان سب لاکر موجود کر دین شرارہ نے کہا اے شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا مین نے تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسون مین داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت مین کرہمین بھی شراب پلا عمرو یعنی شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہدہ ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا کنٹر اور شیشہ کو شراب کے جہان جہان جھاڑ روشن تھے وہان مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنٹر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اسکی روشنی اُسپر پڑے فرش پر گلدستہ رکھے ہوئے معلوم ہون اس طرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض یہ تھی کہ جلدی تمام شراب مین بیہوشی آغشتہ کرے غرض آنکھ سب کی بچا کر سب شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا شروع کیا اور گلابی شراب کی بغل مین دابکر شراب پیالہ مین بھر کر ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا کہ ؎ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✦ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ✦ شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیے شگوفہ نے اُس جام کو اچھال دیا اور اسے سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے بیجا کر جھکایا اور عرض کیا کہ اے ملکہ افسرون اور سردارون کو سر سے شراب

پلاتے ہین شرارہ جادو کو اُسکے ہنرہاے شایستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہے الغرض جام شراب اُسنے لیکر چاہا کہ پی جائے وہ شراب جب اُسکے مُنھ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اُسکو لگی وہ شراب شعلہ ہوکر اوڑی اور جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی عیار ہے فوراً کچھ سحر پڑھا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا رنگ اور وہ روغن جو عیاری کے لیے لگایا تھا کچھ نرہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیون کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو اُنھون نے عمرو کی مشکین باندھ لین شرارہ نے کہا او موئے تو نے مجھے مار ہی ڈالا ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہون عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا بچ جاویگی مابدولت جہان تشریف لاتے ہین بے نیل مقصود پھر کے نہین جاتے ہین دیکھ تھوڑے عرصہ مین تجھے واصل جہنم کرتا ہون شرارہ کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا راوی کہتا ہے کہ جب بدیع الزمان کو شرارہ نے مقید کیا ہے سحر کے پیر مقرر کر دیے کہ اگر کوئی عیار شاہزادۂ نامدار کو چھوڑانے آئے تو مجھے خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ بنکر اوڑی اور عمرو کو اس نے گرفتار کر لیا فی الجملہ کلمات درشت عمرو سے سُنکر عمرو کو ایک درخت سے بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باہر نہ نکل سکے اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب کو مشتمل حالات عمرو تحریر کی کہ مین نے اُسے گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو سر اسکا کاٹکر بھیجدون اور اگر ارشاد ہو زندہ روانہ کردون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز شعلہ رخسار نامی کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین جاکر پہونچاے شعلہ عرضی لیکر چلی لیکن اب حال افراسیاب جادو مالک طلسم سُنیے کہ اُسکی عملداری مین ساٹھ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد ہین اور انکے بادشاہ سب اُسکے مطیع و منقاد ہین اور اس طلسم مین تین مقام ہین ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر پردہ ظلمات مین بزرگ افراسیاب کے مثل ماہی زمرد رنگ کو آفات چہار دست وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر انکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب کے رہتے ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم کے درمیان ایک دریاے سحر بنایا ہے کہ نام اُسکا دریاے خون ہے اور اُسپر ایک پل دھوین کا بنا ہے اور دو شیر دھوین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہے اول درجے مین اُسکے پریزادین شہنائیان اور قرنائین مُنھ سے لگائے ہین اور دوسرے درجہ مین پریان موتی جھولی مین بھرے ہوئے کھڑی اوچھالتی ہین کہ موتی دریا مین گرتے اور دریا کی مچھلیان ان موتیون کو مُنھ مین لیے تیرتی پھرتی ہین اور تیسرے درجے مین بڑے بڑے قدآور جوان قوم کے حبشی ہین کہ دو دو صفین باندھے ہوئے با شمشیر برہنہ

ٹکڑے ہین اور آپس مین لڑتے ہین اور خون اُنکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہو کہ پانی اُسکا وہی خون ہو اسی
سے نام اسکا دریاے خون رواں اور نام پل کا پل برزادان ہی افراسیاب ہر جگہ سیر کرتا پھرتا ہو اور ہر
مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہین کہ ذکر اُنکا بروقت داخلہ عمرو اور
طلسم کشا شاہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی اور
دریاے خون رواں کے کنارے پر پہونچکر پکاری کہ اے شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شرارہ جادو کی
حضور پر نور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہو کہ نام اسکا باغ سیب
ہو وہان ارکان سلطنت کے ساتھ جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اُس کے جادو نے
پہونچائی راوی کہتا ہو کہ افراسیاب آتنا بڑا ساحر ہو کہ اندر طلسم کے جو اُسے پکارتا ہی سحر اُسے خبر دیتا ہو
اور ایک کتاب اُسکے پاس ہو کہ نام اُسکا کتاب سامری ہی اسمین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہو اور
بہت سے پتلے کہ بعضے فولاد کے اور بعضے مٹی کے ہین کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام
کرتے ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اُسکو اُٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنے کی
خبر بذریعہ سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ آکر شعلہ کو اُٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب
کے پہونچا کر پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت احمر
کی بچھی ہین اور دنگلون کے نیچے پاے شیر وہان اور فیل چہرہ لگے ہین اور منھ سے اُن چہرون کے شعلہ آگ
کے نکلتے ہین اور کرسیون اور دنگلون پر سرداران طلسم اور ساحران نامی بہ لباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ
بہار جادو و ناقرمان جادو و زعفران جادو و طاؤس جادو و مشکین موے کاکل کشا و نجم
رُخ تیز چشم وغیرہ کہ نام اور دن کے وقت بر تحریر ہونگے اور ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب تخت پر
پہلوے افراسیاب مین جلوہ گر ہی وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہو جواہرات بیش بہا جڑا ہی اور
سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام اُنکے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و
غزالہ کمند انداز و تیز زن گاہ خنجر زن ہین حاضر ہین صرصر شاہزادی ہی اور چار عیار بچیان صرصر کی
مصاحبین ہین اور دو وزیر زادیان کہ نام اُنکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے
سر پر رومال سے مگس رانی کر رہی ہین حضار دربار رعب و داب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے
ہین اور چار وزیر افراسیاب جادو کے کہ نام اُنکے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابرق
کوہ شگاف و سر ایہ برف انداز ہین سر پر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مروحہ جنبانی
کر رہے ہین الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کر کے عرضی پیش کی افراسیاب نے

بعد ملاحظہ جواب لکھدیا کہ عمرو کو قتل کرو شعلہ جواب لے کر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلاکر
دریاے خون رواں کے پار اُسے بھجوادیا یہ وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کے باغ
کا فاصلہ ہی یہ تو دوسرے روز پہونچیگی مگر اب حال عمرو کا بیان کیاجاتا ہی کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری ایک درخت
سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جاکر بارہ دری مین سو رہی عمرو نے دل مین فکر
کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کرون اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ اُدھر
آنکلی کہ جدہر یہ بندھے ہوے تھے اُسے دیکھکر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے بندی لقا کی
ذرا دو باتین میری سُن لے جب وہ کنیز قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو
کہ گردن مارا جاؤنگا اور جلاد وغیرہ جو کچھ مال ہے لے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کرون اگر تو
میری وصیت سُنے اور کہنا میرا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ مین عیار حمزہ صاحبقران ہون جواہر
و دُر و گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہی مال کا نام سُنکر لالچ مین آئی اور پاس
عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہی اور کس قدر مال ہی عمرو نے کہا مال تو بہت ہی مگر پہلے وصیت
سُن لو اور وہ یہ ہی کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ مال صرف کرکے شرارہ سے لاش میری مانگ لینا اور اُسے
کفن دے کر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی
تم صرف کرنا سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہی عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تاکہ وہ سب مال نکال کر
مین تمھین دیدون سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھولدیا عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی اور کہا میرا
دوسرا ہاتھ بندھا ہی تم اسے کھول دو اور جو جو مین کہون اور دون لیلو اُسنے وہ کسوت کھولی اُسمین سے اسباب
عیاری کرنے کا نکلنے لگا کہین زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو
بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہین اس طرح ہم عورت کی شکل بنتے ہین اور یون فقیر بنتے ہین یون
بادشاہ بنتے ہین اس مٹھائی مین بیہوشی ملی ہی یہ میوے آغشتہ بدارو سے بیہوشی ہین غرض ایک کیسہ زر بھی ان سب
چیزون کے بعد نکلا کہ اسمین جواہرات اور اشرفیان تھین عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش
ہوئی اور وہ روپیہ لے لیا پھر اس کسوت کو تلاش کرنے لگی اب کی بار ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی نہایت سبک
تراشی ہوئی کہ جسکی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہوگئی اُسمین سے نکلی عمرو نے وہ درج جلدی سے اُٹھایا
سمن عذار نے کہا اس مین کیا ہی کہا اسمین میری جان ہی جو کچھ مین نے کمایا ہی سب اسمین رکھا ہی کنیز نے
کہا یہ بھی مجھے دے دو عمرو نے کہا یہ اپنی قبر مین ساتھ لے جاؤنگا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا مین
کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسمین ایک گوہر بے بہا ہی کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہی

سمن عذار نے کہا اے عمرو آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال سلوک کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کرے گی اسے لے لیکن ایکبار مجھے یہ ڈبیا کھول کر پھر دکھا دے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نہ سکی عمرو نے کہا سینے کے برابر رکھکر دونون ہاتھون سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُسمین سے غبار بیہوشی اوڑا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی اُسنے کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھا کر علیحدہ لاکر ایک گوشہ باغ مین رنگ روغن عیاری لگا کر اُسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنا اور اُسکی زبان مین ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی مُنھ مین پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور ہوئی اُسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری مین باندھکر وہان آیا کہ جہان سمن عذار سویا کرتی تھی کس لئے کہ جب عمرو شگوفہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزون کے رہنے کی جگہ اُنکے ساتھ رہکر دیکھ لی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا یہان تک کہ زندانی فلک قید خانہ سے مشرق کے زنجیر شعاع مین مسلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا

ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رخ در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روئے خود شست

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اُٹھین بعد فراغ امور ضروری شرارہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے کہ جو بشکل سمن عذار تھی اُسکی خدمت مین حاضر ہوئین کہ اس عرصہ مین شعلہ رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شرارہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹے کنیزین جاکر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب روغن لگانے خواجہ کے مُنھ سے بولتی نہین ہے ہرچند رو رو کر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا ایک ہی ہاتھ مین قلماقنی نے سر اُسکا بحکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی شور بلند ہوا اور اُسکے بیرون نے غل مچایا کہ افسوس کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اُسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشہ باغ مین جا چھپا اور شرارہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھکر اور شور و غوغا سُنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو سے بفن مکاری خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزون سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ دیکھو کہ وہ باغی وہان بیٹھا ہو کنیزین تسلیم بجا لائے تعمیل چلین اور سمن عذار کی جگہ پر جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا شرارہ کو مطلع کیا کہ وہان کوئی نہیں ہے جا سمن

اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اُٹھا لاؤ مین نے رات کو حصار سحر کر دیا تھا
کہ کوئی باغ کے باہر نکل کر نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزون مین ملا ہے مین اُس صندوقچہ سے دریافت
کرونگی یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اُسکے سامنے حاضر کیا تو شرارہ نے اُسکا پٹ اُٹھایا اُسمین سے ایک
کڑا مثل حلقے کے بیچ مین لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اُسمین
سے نکل نہ سکیگا سب نے ہاتھ حلقے مین ڈالا مگر کسی کا ہاتھ نہ پھنسا شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ
تم مین کوئی عمرو نہین ہے اب مین رات کو اپنا سحر جگا کر دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہے کنیزین صندوقچہ رکھ
آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی
باغبانون کے رہنے کی معلوم دی عمرو درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ
ایک بڑھیا اسی جگہ لیٹی ہے عمرو نے اس سے پوچھا تو کون ہے کہا گلشن باغبانی کی مان ہون میرا نام چمپا ہے
عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے مُنھ پر مار کر اُسے بیہوش کر کے زنبیل مین ڈالا اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لے
سامنے شرارہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شرارہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہے گزارش کی قربان شوم
مین نے آج سنا ہے کہ کوئی چور آ لیکا بھاگا ہے اور آپنے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہے لونڈی
بھی حاضر ہوئی کہ میرا بھی امتحان لیجے شرارہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہے مین آج رات
کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ
ہو آج جو سب کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ کیجے شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا اٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لاتی
ہون تبلایئے کہان رکھا ہے کہا بیچ طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلین اور اندر بارہ دری کے آکر صندوقچہ
کو کھولا سب تو باہر ہین کیلیے قابو پا کر بیہوشی کا غبار سب اُسمین لگا کے کڑے مین ہاتھ نہ گھسنے پائے بھر دیا اور بند کر کے
صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ بڑھیا ہے تم جا کر اُس سے لے لو غرض ہاتھون ہاتھ صندوقچہ شرارہ کے
پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آ کر کھڑا ہوا شرارہ نے جونہین اُسکا پٹ کھولا ایک
لکہ بیہوشی کا دھوئین کی طرح نکلا کر گرد کی خواصین اور شرارہ جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئین عمرو نے
جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا ابر قباری اور سنگباری
بزور سحر ہونے لگی پریون نے غل مچائی مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہو کر
سفید مہرہ جسکی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے اور مثل اور اشیاء کے ایک یہ بھی ہے نکالا اسنے اُس آفت مین سنا کہ
کوئی کہتا ہے جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤگے ایک صدائے مہیب کے سنتے ہی باقی کنیزین اور
ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہو گئی تھین اُن سب کا سر کاٹ لیے پڑی

دیر تک شور و غل اور تاریکی رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی
ہین اور باغ مین جو درخت اور مکانات سحر سے بنے ہوے تھے وہ غائب ہو گئے ہین اصلی درخت اور
مکان رہ گئے اور بدیع الزمان چھوٹے ہوے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے عمرو کا تماشہ
دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادے کی جانب دیکھا اسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے
فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا شرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان تھین جب وہ واصل جہنم ہوئی وہ سب قید
دفع ہوئی اور حجرہ کھل گیا مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند
چلی اور بونڈرے اُٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرد اگرد چکر مارنے لگے
اور لاش کو چکر دیتے ہوئے زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا ای بدیع الزمان اب یہان
سے جلدی چلو معلوم ہوتا ہو کہ لاش شرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائیگی اور کوئی لمحہ مین آفت آجائیگی شاہزادے
نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلدی چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہو مگر روپیہ درکار ہی
بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالا کہ
لکھ دو تم نوجوان ہو شاید نہ دو تو مین نالش کر کے لے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ
لاکھ روپیہ کا لکھ دیا کہ لشکر مین چلکر لا دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر
زنبیل سے گھوڑا نکالا اور ساز و یراق نکال کر اُسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا
کہ ایک سوداگر سے جاکر ابھی مین نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا کہ دروازے پر
گھوڑا لیے منتظر آپکا ایسی آفت مین کھڑا تھا عمرو نے کہا ای فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور
کچھ بھی آتا ہو جلد یہان سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو غرض بدیع الزمان سوار ہوے
اور عمرو ہمراہ ہوا دونون باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا ای عم نامدار
معلوم ہو کہ عمرو دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اس وجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا
کہتے ہین اور تعظیم کرتے ہین الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین
میرے لیے ننگ و عار ہو کس لیے کہ مین ملکہ تصویر پر دل و جان سے عاشق ہون وہ سُنے گی تو کہیگی
کہ فرزند حمزہ میرا جویا تھا اور جان بچاکر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بنگاہ
غضب بدیع الزمان کو گھورا اور کہا اورے ناشدنی [illegible] ایک آفت سے تو مر مر کے
ہوا تھا جینا ÷ پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ÷ ہنوز زخم جگر آلے ہین طلسم مین خار و گل سب
آفت کے پرکالے ہین ابھی لشکر تک مین پہونچے نہین کہ آپ نیا راگ لائے جلدی یہان

سے چل ورنہ قسم ہی اُسی حمزہ صاحبقران کی مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا بدیع الزمان نے کہا مین آپ کو یہ بازو بند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہون اگر کوئی تدبیر کر کے میری معشوق کو مجھسے ملا دیجیے میرا یہ حال ہی بیت یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید * دست از طلب ندارم تا کار من برآید * عمرو نے جب نام بازو بند کا سُنا ایکبار خفا ہو کر کہا تو نے کوئی مجکو قرم ساق مقرر کیا ہی رنڈیان ملوانا مین کیا جانون مگر ہان ملکہ تصویر شاہزادی ہی اُسکی نسبت البتہ کوشش کرونگا لاؤ بازو بند مجھے دے بدیع الزمان نے بازو بند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو لیکر اُس طرف چلا کہ جدھر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہان پہونچا کہ جس جگہ جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اُسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھایا اور سارا حال سُنایا بدیع الزمان ہنسے اور آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سُنیے کہ عشق بادشاہزادہ عالی تبار مین بیتاب و بیقرار شرارہ کے پاس آتی تھی اُس روز سے یہ حال تھا بیت دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی * عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی * تصویر خیالی شاہزادے کے لوح سینہ پر کندہ تھی نام کی بدیع الزمان کی رٹ دلکو لگی تھی بیت ہون تصور مین تری صورت تصویر لگی * جسم بیجان ہی مرا پیکر بیجان کی طرح * جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا ماجرای عشق استفسار کیا کہ واری کہان دل لگایا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا آنکھون کو تری حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہی ہم سے تو بتلائیے کہ اُسکی تدبیر کرین اور اُسکو آپ تک پہونچائین ملکہ نے کہا درد اپنا دوا ہی اُس کے علاج مین بیکار مسیحا ہی قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ ناداں ہو جو دلکو دیوے	دیکھیں تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی
اب اسی شخص کے ہی زیر قدم سر اپنا	سچ کہا ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی

انیسون نے کہا اے ملکہ عالم قربانت شویم اب چاہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہی کہ جبسے اُس قیدی کو دیکھا ہی حال اپنا غیر کیا ہی ایک بولی کہ بوا وہ مرد وا بھی ایسا سجادار کیلا حسین جبین ہی کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدون کی قسم عجب حال ہی جب سے اُسے دیکھا ہی اُسکی زلف گرہگیر مین دل اُلجھا ہوا ہی سودا سا ہو گیا ہی راتون کو نیند نہین آتی ہی وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہی جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز انیسون اور کنیزون سے سُنے اسوقت اپنے حال سے اُنھین آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزور سحر کبوتر اور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شرارہ کے باغ کے گرد ٹھہرو اور جو کیفیت وہان گزرے اس سے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی عمرو جو شگوفہ

بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اس رنج مین تھی کہ دوسرے دن خبر مرگ شرارہ کی پہونچی اُس وقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون سے کہا کہ اب شاہزادہ چھوٹ کر لشکر مین جائیگا تم جاکر اُسے یہان لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزین اُسطرف سے چلین اور عمرو اُسطرف سے لیے ہوئے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار عورتین کمسن سراپا غرق دریاے جواہر مانگ مین سر کے سیندور بھرا ہوا نہین ہر مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر ہے سر پر رکھی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر نازنینان حور شمائل پری تمثال اُسمین خوش فعلیان کرتین ناز و انداز سے قدم دھرتی آتی ہین ابیات

ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین و ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آئے شرم

قریب مرکب شاہزادہ عالی وقار آکر دست ادب باندھکر تسلیم ادب بجالائین اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہے کہ اگر ہرج کار تصور نہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے باغ مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لاکر دل بہلائیے بعد اُسکے چلے جائیے عمرو نے یہ سنکر تجاہل کر کے کہا کہ ہم جادوگرنیون کو مُنھ نہین لگاتے اور اُنکے لوٹا بھی نہین اُٹھواتے اُن عورتون نے عمرو کی طرف بھیانک ہوکر دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا سوکھا یہ کلام کرتا ہے وہ شوخ مزاج تھین عمرو پر پھبتیان کہنا شروع کین ایک نے کہا کہ بوا یہ تو مرجیا جن ہے دوسری بولی مٹھیا دیو معلوم ہوتا ہے تیسری نے کہا مین تو جانتی ہون نہانس ہے عمرو نے کہا مین وہ مرجیا جن ہون کہ سب کو تیتا کا ناچ نچا ڈونگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہے چلو یہان بھی ہوتے چلین اور اُس شاہزادی سے ملاقات کر لین عمرو نے کہا جہان تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس ریجھ کر لٹو ہوا دیکھ تو چل کے حمزہ سے کیسا ٹھیک بنواتا ہون غرض یہ باتین کرتے ہوئے اُن کنیزون کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اُنمین سے بڑھکر ملکہ کو شاہزادے کے آنے کی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد فراشون نے مکان مین فرش قاقم دو بیا بچھایا اور سب طرح اسباب لہو کا عیش و راحت کا موجود کیا ملکہ در باغ پر انتظار مین شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اُس نہال حدیقہ صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُترا کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجا کر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہو بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اُسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ تھی آنچل پلو کا دوپٹہ پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پہنے لدو زیور سے آراستہ نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی اُڑ جائیں ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق
زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش
وہ جبین جسکی محبت مین دل بدر مین داغ
خم ابرو وہ کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز
مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور
اختر نور صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بر دوش
حور آئینہ قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
بیحجابانہ گہے جلوہ نما گہ روپوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
ناز کی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنین خواصون کے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور منت عرض کیا کہ ای شاہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا زہے فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے ؏

ز آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی
خاک قدمش ز دیدہ بر داشتمے

شہزادہ نے کہا کہ ای ملکہ میرا بھی تمھاری محبت مین یہ حال ہو بیت مارا ز خاک کویت پیراہنست بر تن ✤ آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن ✤ اس جامع المتفرقین نے تمسے مجھے ملا دیا یہ باتین کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک روضۂ رضوان ہی نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہو درختون کی سبزی و شادابی سنبل چرخ اخضر پر طعنہ زن ہی سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پر فن ہو جوش و بہار سے یہ حال ہی کہ نظم

عجب نہین جو انیوقت ہو زمزمہ سنج
شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
چمن کو دیکھکے دیکھو اگر بدن اپنا
نظر فریب پر طاؤس کے ہے نقش و نگار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی
کہ نخل یک شبہ ہو پہنچے ہی تا سر دیوار
ہر اک شگوفے نے ہی اپنا عطردان کھولا
نسیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار
اگرچہ سرو روانہ نہین ہی گلشن مین
پر اُسکا عکس لب آب روان پہ ہی سیار
ہی نہر مین جلتی آئینہ کی خاصیت
سو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز
کیے ہی پنجۂ دست دعا اُٹھائے چنار

	مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیے		الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہی اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے
مین داخل کیا ہی کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہی دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہی الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوے دونون
شیدا باہم بارہ دری مین ائے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا ایکطرف جو کی بچھی کشتی شراب کی اسپر لگی ایک
سمت مسہری سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پایون کا طرحدار شیشہ آلات فرش فروش سے مکان
پیراستہ کر ع لطیف و دلکش و آب وہواے + مبارک منزل و فرخندہ جاے + ملکہ یہان کی کیفیت دکھاکر
لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہان لائی یہان بھی سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل
عروس شب اول کے وہ بنگلہ سجا تھا دونون عاشق و معشوق لب نہر فرش مکلف پر جلوہ گر ہوئے کشتیان شراب کی
حاضر ہوئین ارباب نشاط گانیین ناہید طلعت بلائی گئین ملکہ پہلو مین اور عمرو روبرو و بدیع الزمان کے
دونون بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ لے بدیع الزمان یہ عورت دیکھ تو کیسی بدصورت ہی آنکھون مین ماکھنی اور
سر مین بال خورہ رکھتی ہی تصویر یہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ مرد صاحب طمع ہی اگر
اسکو کچھ انعام دو تو ابھی یہ تمھاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک عقد و کچھ پراز زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا
ای بدیع الزمان کیون سنو آخر بچہ یہ شاہزادی ہی کیا تو خوش قسمت ہی کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا
ہوکر اسکا ہم پہلو ہی بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ دیکھا اب میری مذمت اسنے شروع کی سب عمرو
کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے بھر کر شاہزادے کو دیا اور کہا کہ ای شہریار یہ بادہ محبت ہی
اسے نوش فرمایئے ع الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا +
شاہزادے نے کہا ای بلبل گلستان خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ
کجاست + میرے آپکے صحبت برآری مشکل ہی اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ شریک بزم ہوون اور تمھاری
اطاعت مین تمام عمر بسر کرون ملکہ نے کہا ای شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کس لیے کہ ابھی کمسن ہون سیکھا
نہین ناز و نعم مین اوقات صرف کی ہی مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہون میرا تو یہ مقولہ ہی ع
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + الحاصل ملکہ نے اسلام قبول
کیا پھر تو دور جام دمادم اور پے در پے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ع ساقیا برخیز و در دہ جام را +
خاک بر سر کن غم ایام را + رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا بیت مغنی چنگ عشرت ساز کردہ + نواے
خرمی آغاز کردہ + عمرو نے مسخرہ پن کرنا آغاز کیا مقراض زنبیل سے نکالکر دو انگلیون مین اسطرح چھپائی کہ ثابت [illegible]
اور رقاصہ کے پیچھے جاکر اسکی کمر سے پیشواز کاٹ لی کہ معلوم نہوا جب رقاصہ نے ہنگام رقص گردش کی

پیچھے سے بلکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا وہ رقاصہ گھبرائی عمرو نے بجالاکی دوسری بار آگے سے
بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی شاہزادے نے کہا اری کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو نگاہ
دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ مارا بدیع الزمان نے کہا یہ کام عمرو کا ہے ملکہ بہت ہنسی وہ رقاصہ
عمرو کو گالیان دینے لگی خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالیمقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ
پرداز و گردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا ؎ یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہیں + کسی کا اسے میل
بھاتا نہیں + یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ
ہر ایک گھبرایا بعد لحہ کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ مین چقماق چادر
لیے تھا اُس ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ کے گزارم کہ از دست من زندہ
وسلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہوکر آ ٹھہرا ڈانٹا کہ او نابکار
ادھر آ تو میرا شکار ہے اس دیو نے چقماق چادر چرخ دیکر سر پر شہزادے کے لگائی شہزادے نے پیترا بدلکر خالی دی
اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ وہ دیو دو پرکالے ہوا لیکن جب وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا وہ دونون ٹکڑے اسکے
جسم کے تڑپ کر اُسی نہر مین جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہوکر نکلا اور بدیع الزمان پر
حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے اُسکے حملے کو رد کرکے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونون ٹکڑے نہر مین
جا گرے اور دیو زندہ ہوکر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی
نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤن یہ دیو سات بار اس طرح نکلے گا اور قتل ہوگا
اور آٹھوین مرتبہ جو زندہ ہوکر نکلے گا پھر قتل نہو سکے گا اور شہزادہ کے دشمنون کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے
نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونے کی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا مین اتنا جانتی ہون کہ اس دیو
کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہان معین کیا تھا اور اسکے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بناکر
اسی باغ کی ایک کوٹھری مین رکھدیے تھے پس اگر اُس کمان مین وہی تیر پیوستہ کرکے کوئی اُسپر لگائے اگر وہ
تیر اسپر پڑیگا مارا جائیگا اور اگر تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہوا اور اگر تینون تیر خالی
جائینگے تو یہ پھر کسی طرح مارا نجائیگا یہ باتین سُنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہان ہے نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اس
کوٹھری کو سحر کرکے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہے اُسکا سحر بھی دور ہو گیا ہوگا -
یقین ہے کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ مین تلاش کرون
تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو حقیقت مین وہ کوٹھری جسکو کہ
کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہے خوش ہوکر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر

رکھے ہین اُس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزّمان پانچوین بار ہوکر اُس دیو سے مقابل ہوکر اُسے قتل کر چکا ہے اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر مین گر چکے تھے ابھی پھر زندہ ہوکر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو نکلے تو انسے اُسے قتل کرنا بدیع الزمان تیر کمان مین پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزّمان نے تیر سینہ پر اُسکے تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اُسکے تودہ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلۂ آتش نکلا کہ اُسکے سارے بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غل غبار پا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو را اُسوقت بدیع الزّمان نے سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا کہ اے عمرو بدیع الزّمان جانے اور ملکہ جانے یہ کمبخت آپ سے آ کر اس بلا مین گرفتار ہوا اور نہ مین چھڑا کر اب تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہدینا کہ لونڈا تیرا خراب ہوگیا اور سب حال بیان کرنا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا او ناخلف بیخبر دار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے بدیع الزّمان نے کہا اے تصویر اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلتی ہون یہان رہ کر کیا کرونگی یہ سب خبرین جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچینگی تو مین مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزّمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اُسپر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا کہ تم ملازم ہو تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا بعد ہمارے چلے جانے کے تمہارا جدھر جی چاہے چلے جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال افراسیاب سنیے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شمارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو شمارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب مین لائے اور پریون نے اسکے صدا دی کہ اے شہنشاہ ساحران شمارہ ماری گئی افراسیاب یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اُٹھا کر دیکھا کہ شمارہ کا قاتل اب کہان ہے اور بدیع الزّمان جو قید مین شمارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب مین معلوم ہوا کہ عمرو نے شمارہ کو مارا اور بدیع الزّمان اور عمرو دونون باغ مین تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے بس یہ معلوم کر کے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے مُنھ اور ناک کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے

گھور چندن کے تمام جسم مین لگے تھے بت کمنی سے شانے تک بندھے تھے اس نے افراسیاب کو سلام کیا
افراسیاب نے کہا ای اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع عمرو کے دونون لشکر اسلام کی
کی طرف جاتے ہین انھین گرفتار کرکے ظلمات خانہ طلسم مین لیجا کر مقید کر و عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جا کر حمزہ
کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈر کے ادھر آنے کا ارادہ نکریگا بمجرد حکم افراسیاب اسی وقت اژدر چلا یہان
بدیع الزمان کئی کوس باغ سے تصویر جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک
اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سد راہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھلی اور غائب ہوگیا مگر
بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان مین جوڑکر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے
کے پہونچا اُسنے شعلہ آتش منھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے
نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو کو نگل گیا عمرو نے اُسوقت پتھر فلاخن مین رکھکر مارے
وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ ای عمرو جا کر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ صحرائے
طلسم ہوش رُبا ہی خبردار یہان کوئی آنے کا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا دشوار ہی حمزہ
اس فرزند سے اپنے صبر کرے کس لیے کہ جو یہان اُسکے چھوڑانے کو آئیگا گرفتار بلا ہوگا اور مارا جائیگا تجھے
گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہوتا یہ کہکر وہ اژدر نظر سے غائب ہوگیا اور عمرو گریان
و نالان گریبان چاک سر پر خاک اڑاتا لشکر امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر مین داخل ہوا
بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی ہدہد پر نشستن ہوا صاحبقران
اور بادشاہ لشکر اور سب سردارون نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمھارا اچھا ہی عمرو نے بعد ادائے دعا و
ثنا بادشاہی کے سب ماجرا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہی اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین مو
کوہی سے فی الحال مقابلہ درپیش ہی کچھ انتظام جنگ کرلون تو فتاحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون یہ فرماکر امیر
تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین مو سے سُنیے کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اُتارا
ہی اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا ہی کہ مین لڑون گا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے
اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرون کے واسطے
مقابلہ صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا ❊ لمولفہ

دو اک جام سے ساقی تشنہ ہو
مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو

کہان تک پئین خون دل بادہ خوار　　مئے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا　　کہ ہر معرکہ ساحرون سے پڑا
کسی کا فسون مجھپہ کیا چل سکے　　کہ مین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجکو وہ جام افسون گری　　مرے دم سے شیشے مین اُترے پری
سخن سنج دغواص دریائے ہوش　　چنین ریخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت ومنشیان بدائع نگار دیوان کدہ بلاغت سحر سازی خامۂ سامری کیش سے نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران متعاقب زمرد شاہ بے ایمان داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم وخدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے خیال کیا کہ مین مقابلا اتنے بڑے لشکر سے نہ کرسکون گا یہ سوچکر اُسنے اطراف وجوانب مین اپنے ملک کے بادشاہون کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون ان مین مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے شکست کھاکر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنا برا سکے کہ وہ تم سب کے خدا ہین کچھ میرا پاس نکرو بلکہ اپنے خداوند کی آکر مدد کرو اور اُن کے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند کو اُن کے ملک باختر مین لیجاکر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس مرقومہ کی نسبت غفلت کروگے خداوند تم سے ناراض ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کر دینگے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہو کہ ان کے بندے انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند انکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ فرماتے ہین کہ وہ بندے ہین مین نے عالم خواب مین اسوقت مین کہ جب مین مست نشۂ شراب تھا پیدا کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام مستی مین غافل تھا قلم تقدیر ان بندون کو سرکش اور مغرور لکھ گیا اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث ہو کہ خداوند ان بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین اور لیے انسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند تو یہ بھی انکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ کہتے ہین کہ توبہ ہماری قبول نہیں ہوتی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہو سکے کرین فی الجملہ مناسب ہو کہ جلد آکر شریک خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ تمام ان بادشاہون کے بروقت انکے آنے کے مدد کرنے کو بیان ہو گئے منجملہ انکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب مالک طلسم کو بھی لکھی اور اسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہو کہ وہین سے طلسم شروع ہوا اور اس کوہ پر ایک نقارہ اور چوب رکھی ہو جو کچھ سلیمان کو نامہ وپیام کرنا منظور ہوتا ہو اس کوہ پر لکھکر رکھدیتا ہو اور نقارہ بجادیتا ہو وہ نقارہ سحر کا ہو اُسکی آواز افراسیاب کے کان مین پہونچتی ہو وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگالیتا ہو

الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ زہے فخر میرا کہ مین اور خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور ہی اسی وجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا انھین برباد کرے اور اس بندے کو خداوند بدنے اس کام کے سرافراز کرین پس جو خداوند کی مشیت مین گذرا ہی بہت مناسب ہی کیا حقیقت ہی حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو ایک دن مین تباہ و برباد کردیگا یہ جواب عرضی کا لکھکر اسی کوہ پر پنجے سے پھکوا دیا سلیمان کا ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اسے پڑھکر بہت خوش ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُسوقت ایک ٹکڑا ابر روے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اُتر آیا اُسپر ایک ساحر کہ نام اُسکا اجلال جادو وہ سوار تھا اُسنے اُترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین تشریف لائے ہین اور اُنکو کچھ بندگان مغضوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہی ان بندون کو تو جاکر ہلاک کرکے خداوند کو انکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہوکر اپنی جگہ پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہی اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ملک ہین انمین سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہی غرض اس چالیس ہزار فوج کو اُسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور آرد و آتش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بط اور قرقرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہوے ترسول اور پنسول ہاتھ مین لیے منقلہاے آتشین پر ہوم گراتے گوگل سلگاتے گلون مین جھولیان باولے کی ڈالے کہ ان جھولیون مین اسباب سحر کرنے کا رہتا ہی لیکر بڑے کر و فر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دار العمارۃ شاہی مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان کہ یہان کا رہنے والا ہی سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آیا ہی فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہونچا اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تہمبری باندھے اور دونے مروے کے پتے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین رکھے سحر آزمائیان کرتے آتے ہین سلیمان استقبال کرکے ان سب کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اُسکے ہمراہیون نے سجدہ کیا اور نذر دی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے لشکر کو ایک مقام

عمدہ مین اتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کر کے اجلال کی دعوت کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و مغنیان زہرہ لقا لولیان قمر پیکر و راشگران ہمہ حاضر ہوئے دربار لقانے برخاست کر کے مع اجلال اسی باغ مین آ کر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران کی خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو سنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہی عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا یا امیر مین جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہی کہ جا کر قلعہ کی سیر کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ ای عمرو وہ سب ساحر ہین ایسا نہو تمھین کوئی پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہر چہ بادا باد مین قلعہ مین جا کر دو چار کوڑیون کا روزگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو ایسی جگہ کون روکتا ہی خیر جایئے عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہین انکو دیکھکر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالے دھوتی تہبری باندھے بحکہنی سے شانے تک باندھکر کھڑاون پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جسنے عمرو کو دیکھا معلوم کیا کہ کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہی یہ سمجھکر مزاحم نہ ہوئے عمرو نے اندر شہر کے آ کر دیکھا کہ کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاری ہر طرف ہی کرسی دکانون کی برابر دونون طرف بیچ مین پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار بیوپاری سیاح ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہین سقون کے کٹورون کی جھنکار دلالون کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتین گچ اور پختہ تعمیر کرے نفیس و خوش قطع و دلپذیر عمرو سیر کنان قریب دار الامارۂ شاہی کے پہونچا یہان سے اہل عملہ کو اسی باغ کی طرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہوا ہی جاتے دیکھا عمرو بھی انھین کے ساتھ ساتھ اس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ سرسبز و شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہی طائران خوش الحان زمزمہ سرا گلشن گلہاے

زنگار نگ سے پھولا پھلا
آن پر از لالہ ہاے زنگار نگ
گسترانیدہ فرشش بوقلمون

روفتہ مار نہرہا سلسال
دین پر از میوہ ہاے گوناگون

دوختہ مجمع طیرہا موزون
باد در سایۂ درختان نشین

صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک دہ داغہاے خاطر عاشقان ہی فرش مکلف بچھا ہی اجلال مسند پر بیٹھا ہی سامنے ناچ ہو رہا ہی سلیمان خاطر داری مین مصروف ہی عجب طرح کا سمان بندھا ہی جام شراب چل رہا ہی نظم

روش باغ تھی یا خط راہِ کاہکشان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان

جا کے طوبےٰ سے ملا نخل کا شجرۂ رضوان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور افشان

تھا بڑھ کے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پریرویون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مردنگ تو کروبی بھی ہو جاتے دنگ
اور تانون سے ملا ایک پہ ہوا عرصہ تنگ

دلربا طبلون کے پرتونکا عجب لے رنگ
دل گھلا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
وا درے وا درے گر سنتے تو گرتے بیجو

خلاصۂ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا ساحر کی صورت بنا ہوا ہی اجلال جہان بیٹھا ہوا اسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہی اور اُسکے دروازہ پر پردہ پڑا ہی وہ پردہ بار بار اُٹھا کر ایک زن حسینہ و جمیلہ اجلال کو دیکھتی ہی اور یہ بھی اسی طرف نگران ہی اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہی اور عورتین بھی محلات کی در و بام پر سے ناچ دیکھ رہی ہین اور جس طرف کہ اجلال دیکھ رہا ہی اور وہ عورت جھانکتی ہی یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہی بس عمرو یہ خیال کر کے اسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہر رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی عمرو نے اُس سے کہا کہ ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہی ذرا انھین بلا دو کہاری نے کہا اس پردے مین شاہزادی نسرین عنبرموئے دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی علحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جاسکتی تم وہ جو سامنے داہنی طرف کو کمرہ بنا ہی وہان جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہان سے علحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اس پردے مین دختر شاہ ہی کہ جسکو اجلال دیکھتا ہی غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشۂ باغ مین گیا اور ایک مرد پیر کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چپکن کھڑیا کی ہوئی پہنی تمغہ پگڑی مین لگایا عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ مین لیا اور داڑھی سینے تک سفید درست کر کے قریب اُس پردہ کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہان نسرین نے جو پردہ اُٹھایا کونا دبا پایا چاہا کہ پردے کو چھوڑ دے مگر عمرو نے کہا اے بی شرط بادشاہ سے کہہ دون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین ملکہ یہ سنکر دم بخود ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہی اس مرد پیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہہ دے یہ سوچکر جھانکنا موقوف کیا

ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہان سے وہ نازنین جھانکتی ہے اب اُسجگہ ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار ہوا چاہا کہ چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر سلیمان سُنیگا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا مگر دل بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ اُٹھکر چلو تو ہمین کچھ کہنا ہے اجلال سمجھا کہ چوبدار اس نازنین کا جو مجھسے نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھکر مسند پر سے اُٹھا سلیمان سمجھا کہ رفع حاجت کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر عمرو کو اشارہ سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجاکر عمرو کو کہنے لگا میان مرد ہے آپنے مجھے کیون اشارے سے بلایا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا اے بادشاہ عالیوقار یہ غلام داؤ ملکہ نسرین عنبرین مو کا ہے اور ملکہ کو مین نے گودیون مین پالا ہے اور اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی کرلیجیے اور وہان آپ ہون اور وہ ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیرخواہ ہوئین وہ ہون اور کوئی نہو پس ان ساحرون کو بھیجیے کہ بزور سحر اُڑتے ہوئے آئین اور مین کوٹھے پر اسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اُٹھا لیجائین رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اسی جگہ پہونچا دین یہی باتین کہنے کو مین نے آپ کو بلایا تھا اب فرمائیے کہ کب ملکہ کو بلوائیے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اس دن وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سُنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے مالا موتیون کا اُتار کر مژدے کو دیا اور کہا مین تجھے مالا مال کرونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا بھی تمھاری فرقت مین حال غیر ہے مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ جب ہوگیا عمرو نے کہا اچھا جائیے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجیے اجلال نہایت مسرور ہوکر پھرا اور محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پردے کے پاس آیا اور گلیم عیاری اُوڑھکر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسرین عنبرین مو مع اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہے عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے پیر اور دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین بے دھڑ کا شہید ہون تم سب کو کھا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سُنی اور دیکھا کہ ایک سر اور ہاتھ پاؤن کٹے ہوئے چلے آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے منھ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی سب کے منھ پر مل دیا کہ سب بیہوش ہوئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس

کمرے کے بند کرکے اسی جگہ بیٹھکر ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو
اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جب اسطرح سے عمرو درست ہو چکا اسوقت خواصون کو فتیلہ دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا
جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہے غرض جب سب درست ہوئے کہنے لگین کہ اے ملکہ عالم واسطہ
خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لیچلیے ورنہ وہ بلا کھا جائیگی عمرو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو
مین ہی مضبوط ہون کہ تم سب بیہوش ہو گئین اور مین ہوشیار ہی رہی سب نے کہا واری جاے کچھ ہی ہو مگر ہم آپ کو
یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اسطرف کا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کے
لائین عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہو جا بجا کمرے اور شہ نشین تعمیر ہین بارہ دری سراسر خوبی سے بھری پردہ
رنگ برنگ کے ہر دالان کے سرے پر آویزان ہین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین دیوارگیریان ہین مکلف
قصر ایسے اسجگہ تعمیر تھے جو چرخ چنبر پر ترجیح کرتا تھا شانہ خم ہون ابروے حسینان جہان جو اسطرح کے طاق تھے مہرابدار
خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم دیا کہ پلنگ میرا آراستہ کرو اور مسند پر زر بچھاؤ کنیزین جہان نسرین رہتی تھی اس مقام کو
آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اسکی یہ خوابگاہ ہے بس سمجھ جا کر با آرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات
کو حسب وعدہ اجلال بالاے بام جا کر آرام کرونگا اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو
کہ جب یہ وعدہ کرکے چوبدار سے محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا
مجھے ایک مکان کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کر دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم
دیا کہ ایک خانہ باغ باغہاے شاہی سے خالی کرکے آراستہ کیا جائے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام ہوے
اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام کا وہان جانے لگا
اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے صورت بدلکر آیا تھا کس لیے کہ جب عمرو امیر سے
واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہین گرفتار ہو جائین
تو مین عیاری کرکے رہا کرون بایں خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے
کے اس باغ مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر حاضر ہوا
دیکھا کہ نگیرے باسلک مروارید تھالین چھت پردے اور دیگر ضروریات کی چیزین مزدورون کے سر پر اور چھکڑون
پر بار کرکے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہونچا دے یہ اسے لیے ہوے اسی خانہ
باغ مین آیا اور وہی ملازمون کے حوالے کرکے ان سے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری
میری ہو جائے انھون نے کہا ٹھہرا رہ اور آپ جا کر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علیحدہ حسب
الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد کیجیے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جائے

اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر چند مزدورون کو مع چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ تکیہ وغیرہ کوٹھے پر لیجلو چالاک مزدورون کے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا تکیہ استادہ کیا ایک جانب چھپرکھٹ جواہرنگار لگایا اسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھائی ایک طرف بیخانہ سجا ایک جانب آبدارخانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا اور ملازم نیچے کوٹھے کے اتر گئے مگر چالاک سبکی نگاہ بچاکر پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھکر اپنے تیئن اپنے مخفی کیا ملازمون نے مزدورون کو اجرت دیکر رخصت کیا اور کہا کہ ایک مزدور اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود آئیگا الحاصل اجلال سے جاکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصہ مین نیم بھی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسہ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہوکر اُسی خانہ باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلاکر حکم دیا کہ مین نیا سحر تیار کرنے جاتا ہون تم جبتک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اس باغ مین آیا دیکھا کہ یہ مختصر سا باغ نہایت درجہ بہار آگین رشک دہ فردوس برین ہے ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہو گل ہر ایک زر سے مالا مال ہو کہ ابیات

چمن آتش گل سے دہکا ہوا ✤ ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا ✤ درختون نے برگون کے کھولے ورق ✤ کہ لین طوطیان بوستان کا سبق ✤ حاصل کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون رفیق اسکے باغ مین سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن تمام ہوا اور ادھر عمرو بشکل ملکہ نسرین ہے اس روز محل مین کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کرون بھر آرایش و زیبایش مین مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھا کر چاندنی کی کیفیت دیکھین گے اور وہین آرام کرینگے بموجب حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور لوٹ پھولونکے کھرنے کردیے گلاب اور کیوڑے کے قرابون کے اور عطر کے شیشون کے مُنھ کھولکر رکھدیے گلدستہ جا بجا چن دیے غرضکہ جملہ طرح کا سامان عیش و نشاط مہیا کردیا اور کنیزون نے عرض کیا کہ واری خوابگاہ حضور کی درست ہے اسوقت ملکہ یعنی عمرو ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زکوٰۃ حسن شب دیتا تھا بیٹھا بام پہ ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر ✤ وہ چاندنی کی سیر ملکہ کے حسن کی بہار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی مانگ موتیون سے بھری عجب عالم دکھائی تھی جادہ کہکشان کو راستہ بتاتی تھی کنیزین چکور کی طرح اس ماہ تابان سپہر خوبی کے تصدق تھین اسی طرح پہر رات تک مصروف لہو و لعب رہین جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سو رہین لیکن ملکہ یعنی عمرو نے دوپٹہ مُنھ پر ڈالکر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور منتظر قدرت نمائی خدائی کا ہوا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے مگر اب اجلال

نے پہر رات گئے انتظام اور منصرم اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہوگے اور میرا کام کردوگے تو مال دنیا سے غنی کردونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے کہا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کرین آپ کو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمایئے کہ غلام اُسے بجالائین اور یہ راز ہماری زبان سے ہمارے کان تک نہ پہنچینگے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہئے تو سنو وہ بات یہ ہو کہ مین سلیمان عنبرین مو کی دختر ملکہ نسرین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھ پر فریفتہ ہو اور اُسنے مجھے وعدہ کیا ہے کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلالو چنانچہ وہ اب کوٹھے پر مکان کے جہان دعوت میری ہوئی تھی اور رناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اُسکا اُٹھالاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون اُنکو سحر کرکے بیہوش کردینا کہ بعد اٹھالانے ملکہ کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہوا انتظام اور منصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے اسیوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھکے اوڑے ملکہ نسیرین کے کوٹھے کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب نازمین مین ہے ایک پائجامہ پانون تک چڑھا ہے دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا ہے سراپا غرق دریاے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہے شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہے جوڑا بالون کا کھلا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے ہاتھ کہین ہو پانون کسی جا ہو جوانی کی نیند مین کچھ خبر نہین کہ کیا کھلا ہو انتظام اور منصرم دونون نے دور سے سحر پڑھا کہ کنیزین جو پلنگ کے پاس سوتی تھین انپر بیہوشی طاری ہوئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی تھین وہ بھی سوگئین اسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا دیکھئے اب کیا گذرتی ہو غرض نظر بہ فضل کردگار کرکے خاموش ہورہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے ایک لمحہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لاکر رکھدیا اجلال چشم براہ انتظار رکھتا تھا انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے کے آرام کرو اور خبردار کسی کو یہان آنے ندینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون بہ حکم لشکر نیچے کوٹھے کے اُتر کر گئے اور آپسمین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو اسلیے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری آپسمین مقرر کی لیکن اجلال یہان ملکہ کے قریب آیا اور وہ چہرہ رخ روشن سے سرکا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو باینہمہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا۔ سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ	وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور	شعلہ کہون یا کہ جلوہ طور

تھا خرمن حسن دانۂ خال ٭ دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال

بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر ٭ شب کو لیے آفتاب سر پر

نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش ٭ اڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش

پر نور گلے کی تھی صفائی ٭ مہتاب کی جیسے رونمائی

محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ ٭ سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ

کرتی بھی نفیس ایک پر زر ٭ پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر

لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین ٭ تھا نور بھرا ہوا قمیص مین

کیا اسمین کرون شکم کا اظہار ٭ سرتابہ ج سے نور کے نمودار

ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو ٭ تھا اسکو وبال بار گیسو

کچھ وصف بیان ہو نہانی ٭ رندون کو ہو جس سے شادمانی

بیجا ہو جو دو ہلال کہیے ٭ لازم ہے کہ لا مثال کہیے

جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین ٭ قربان ہزار دل سے جانین

گلبرگ سے نرم تر کف پا ٭ کانٹون سے زیادہ فرش گل کا

ہر دل کو عزیز جان سے تھی ٭ نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پاؤن ملکہ کے دبانے کہ ایکبار عمر و کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھدیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان نہین ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہے ع بنامیکہ مولاے نام توام ٭ درم ناخریدہ غلام توام ٭ ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھاکر اجلال کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمٹ کر جوڑا باندھا اور دونون پاؤن کو پلنگ سے لٹکا دیا اجلال کی جانب سے منھ پھیر لیا اس اداے معشوقانہ کو اجلال دیکھکر مر گیا اور پروانہ وار گرد اس شمع کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ کیا ماجرا ہے تم کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو مجھے یہان کون لایا ہے یہ مکان کس کا ہے اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ اے جان جہان والے آرام دل مشتاقان جیسا آپ کے دادا جی نے مجھے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام محل مین لایا اور سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اٹھی اور کہا اے نابکار ساحر غدار مین اسی طرح پیادہ پا اپنے گھر جاتی ہون اور اس موے بڈھے چوبدار کو جس نے مجھ پر یہ طوفان جوڑا ہے اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہے دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس مرکی

جز اپنے باپ سے کر کے افراسیاب کو نامہ لکھاتی ہون کہ مونڈی کاٹے تجھے وہ ذلیل کر کے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو تنگ وموس مین بادشاہون کے دراندازی کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتا ہے **اجلال** یہ باتین غصہ ناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجالاؤن اور پھر حضور کو خوابگاہ کی جانب پہونچادون ملکہ نے کہا خدمت تو جاکر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار مجھے ایسے کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا **اجلال** نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ افگن ہون مین نظارہ گلشن جمال کرون اور گلچینی باغ حسن کی کر کے دامن نظارہ بھرون مجھے سوائے آپ کی صورت دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ہے گر بسرو چشم من نشینی ٭ بنازت بکشم کہ نازنینی ٭ اے مونس جان عاشقان واے شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنیٰ غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کہ **بیت** جمال چلتے ہین وہ اس انداز سے ٭ مروسے رہتے ہین خرام ناز سے ٭ آکر مسند پر بیٹھی اور **اجلال** سامنے مودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہے کہ

چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود ٭ تو انگریست بر آنکس کہ پاکباز بود ٭ **اجلال** جب دست ہوس بڑھاتا ہے ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہے کبھی روکھی صورت بناتی ہے کبھی سسکی بھرتی ہے کبھی مسکرا کر اسکے خرمن جان پر برق آفت گراتی ہے خنجر موج تبسم کا زخمی بناتی ہے ہنگامہ راز ونیاز گرم ہے ادھر شوق اُدھر شرم ہے جب زیادہ الحاح وزاری **اجلال** نے کی ملکہ نے کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کا ٹھ کا الو ہے پہلے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے نمک رکھتا ہے نہ شراب نہ کباب اور پھر یہ اضطراب مہمان کو یونہین بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ ہے مرد وے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہین اور تجھ مین تو بوئے محبت ذرا نہین سوائے اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہین **اجلال** یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے شراب دافع حجاب ہے دو ایک جام پیکر یہ مست ہو جائیگی اور تیری آرزو بر آئیگی اب بخت خفتہ بیدار ہے کوئی دم مین ہم پہلوئے دلدار ہے بس اُسی وقت میخانے سے اٹھکر کشتیان شراب کی اور تغار مین گزک کے سیخ کباب کی لایا اور گلابی اٹھا کر جام جواہرنگین مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ پر رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ یہ بادۂ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجئے اور داد عیش وخرمی دیجئے کہ **ابیات**

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد
بے چراغ جام در خلوت نمی آیم نشست
مجلس دانش بہار و بحث عشق آمد میانہ

زانکہ گنج اہل دل باید کہ نورانی بود
وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود
جام مے نگرفتن از جانان گرانجانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منھ پھیر کر تیوری چڑھا کر سسکی بھر کر لبون سے لگایا اور ذرا سا منھ بنا کر ساری شراب **اجلال** پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے مگر ٹکے کا ٹھرا پیتا ہے

بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہی اجلال نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہاں ہیرا لمکٹ مال نہیں آپ ہی کے باپ نے جو میخانہ بھجوا دیا
ہے وہی تعریف مین ہی ملکہ نے کہا کہ بادشاہون کو سب جگہ یہ نعمت مہیا ہی ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب
نیست + اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کرکے عمدہ شراب کیتکی بگھار رکھتا تو یہ شکل تھا مگر تجھے سوا اپنے مطلب کے
کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آ چکھنی جو کچھ تقدیر دکھائیگی دیکھین گے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنی
محرم سے نکال اور جام شراب سے بھرکر اُس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہوگیا
اور اُس جام کو بہ نخوت نگارین خورشید نما پر اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ بڑھایا اور کہا او بیمروت ساقی گری
کرنا ہمارا کام ہی یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر ع نکی پیر مغان مین کہ چو با بد مستان + ہر چہ کردیم بچشم
کرمش زیبا بود + اجلال یہ چشم عنایت اپنے ساقی کی دیکھکر مرہون منت ہوا اور جام اس گلفام کے ہاتھ سے
لیکر پی گیا معاذ اللہ وہ قطرے جو قلم سے جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو عمرو نے ملادی تھی یکایک
اجلال کو چکر آیا اور کہا ای ملکہ بڑی تیز و تند شراب پلتی ہو کہ مجھے تو اسنے ایک ہی چلو مین اُلو بنایا ملکہ نے کہا ذرا اٹھکر
ٹہلو فرحت حاصل ہوگی اور عجب مزا یہ شراب دکھائیگی اجلال اُٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا مُنھ پر جو لگی بیہوش
ہوکر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکالکر چاہا کہ اسے ذبح کرے اُسوقت چالاک بن عمرو جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا
اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہی مگر اب جو دیکھا کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی
ہی سمجھ گیا کہ والد ماجد ہین شاہزادی بنکر یہان آئے ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہی مگر اب قتل
کرنا اجلال کا بُرا ہی یہ سوچکر پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو
خالی دیا اور کہا مین ہون فرزند آپکا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالائق کیون یہان آیا اور کس لیے اس
ساحر دشمن صاحبقران کو قتل کرنے سے منع کرتا ہی چالاک نے کہا ای والد ماجد ساحر کا قاعدہ ہی کہ جب مرتا ہی
بیراسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا تو نیچے کے انتظام اور منصرم جو پلنگ آپکا
لائے ہین موجود تھے فوراً صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار کر لیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہی مگر پھر کیا کرون چالاک
نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو آپ بنے ہوے ہین اور آپ اب اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ
پلنگ پر جا کر لیٹا ہون حضور انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا تم پہونچا آؤ اور اجلال کو
زنبیل مین ڈال لیجیے اور اس طرح یہان سے بچاؤ کرکے چلیے آئندہ جو کچھ اور عیاری کیجیے گا بن پڑیگی عمرو کو یہ
تدبیر پسند آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بناکر پلنگ پر سلا کر اجلال کو زنبیل مین ڈال لیا
اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بزور سحر پلنگ لیکر اُڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان
پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لاکر رکھا اور آپ وہان سے علیحدہ ہوکر سحر پڑھا کہ خواصون کو پہلے جو بیہوش کر گئے تھے

وہ ہوشیار ہوئیں یہ دونوں تو خدمت اجلال میں جو عمرو ہوئے اور وہاں خواصوں نے دیکھا کہ صبح قریب ہے
ملکہ اسی طرح سو رہی ہے غرض سب اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم کار ہوئیں اور جالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکر
اُٹھا اور عمرو نے سب نام خواصوں کے اور رہنے کی جگہ ملکہ کی بتادی ہوامی دستور کے موافق ہمراہ کنیزوں کے
نیچے کوٹھے سے اُتر آیا اور جہاں کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اسی جگہ آرام و عیش میں مصروف ہوا اگر عمرو شکل جلال
صبح کو مع اپنے رفیقوں کے سوار ہوکر دربار میں سلیمان کے آیا سب نے تعظیم کی یہ ذرا گل پڑھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر
لے کر باہر قلعہ کے چلیے تاکہ میں لشکر حمزہ کو غارت کروں اور خدمت شہنشاہ افراسیاب میں جاؤں لقا نے سلیمان
کو حکم دیا کہ افسران فوج اور سپہ سالاران لشکر درست ہوکر بیرون قلعہ جائیں اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کریں بمجرد حکم خیمے
وخرگاہیں بارگاہیں لدنے لگیں اور متوجہ جنگ تھا جہ قران ہوے یہاں امیر نامدار بیٹھے تھے کہ ہلکارے جو باہر جاسوسی
پر مقرر ہیں دوڑے آئے اور بعد دعا وثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار میں سلیمان
کی حاضر تھے کہ جلال نے تہیہ جنگ کیا اور لشکر لقا کا مع لشکر ساحروں کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیوں کے قلعے کے
باہر آتا ہوا امیر مع سرداروں کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آکر ٹھہرے کہ یکایک دروازہ کوہ عقیق کا کھلا
اور نشان فوج کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے انکے بعد ساٹھ ہزار سوار حلقہ پوش چار آئینہ بند دوش پر ڈھالیں پڑے ہوئے
طلائے مرکب ہاے دوڑ کا ہر سوار گزرے کہ اسلحہ کے جھنا جاق سے گنبد گردان میں غلغلہ پڑ گیا پھر انکے پیچھے ستر ہزار پیادے
کمانیں پشت پر ترکش مثل طاؤس پہلو کے برابر لٹکیاں کمر سے باندھے بانے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوئے بعد انکے
فوج ساحران پیدا ہوئی کہ ساحر اژدہوں اور شیروں پر سوار منہ درے کانوں میں پڑے کنڈل اور حلقے ڈالے
بے سامری و جمشید کی بولتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو فی الحال جلال بنا ہوا ہے مظام (?)
اور منصرم سے حکم دیا ہے کہ ہمارے دولت کے لیے ایک اژدہا تم اپنے سحر سے بنالاؤ کہ اسپر کا ٹھ (?) کھینچا ہو میں جا بیٹھا ہوں میدان
رزم میں دکھاؤنگا یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں وہ ساحر حسب حکم ایک اژدہا بنا کر لائے عمرو اس اژدہے پر
سوار ہوا انھوں نے رکاب لی اور سحر کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے
تھیلی سحر کی گلے میں ڈالے تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوؤں پر لوح تن باندھے نکلا اسکے بعد دیکھا
کہ چالیس ہاتھی زنجیر بند کیے ہیں اور اسپر تخت مرصع کھنچا ہے موتیوں کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر چھایا ہے اور
اس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا نوشیروان کا ہے خواصی میں خواجہ
گلزار الدین ملک بختیارک نحوم کا فرید میں بیٹھا ہوا رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے اور گرد سواری لقا کے
ملکال خون آشام اور طائر عادکرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنگال خون آشام اور بہت سے سردار
سجانی (?) باختری مشتری حصاری اور سالار فوج مرکیا کے بری پیکر پر سوار گرد نکش تاجدار برآمد ہوئے پھر کی

لاکھ کا لشکر قوام زرکے سپہ سالار قارون رزم زن اور قارن فیل مین بداغ لاہوت فی جم زرین کلاہ
لیے ہوے اور لشکر سلیمان سب کے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار ناظر زاغ چشم و منظور زاغ چشم دلالان لال قبا
تھے الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرما کر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہی اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے
میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے دیکر اُتر گئے اور دہل اور دمامے طبل رزمی بروقت داخلہ لشکر بجنے لگے ابیات

برآمد شده لشکرے بے قیاس
حضیض زمین چون فلک اوج بود

زمین در تزلزل فلک در ہراس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہاے عالیشان استادہ ہونے لگے گندے سرا پچے چوبے قرینے سے سجے ساز کی قنات تنی بارگاہ مین مسل و مسل
پالین چوبداریان نمگیرہ کھڑے ہوے سردارون کے لیے بارگاہ مین سوارون کے لیے طنبو استادہ تھے لشکر جب
اُتر چکا اسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نانبائی کونڈے سب جگہ لجا کر آباد کرنے گئے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال
اہلکار محافظ ہوا لشکر میں آیا۔ شہر کی کیفیت حاصل تھی دوکانین کھلی ہوئین خرید فروخت ہوتی تھی کہ شام آئی
اسدم دور۔ سر چوک مین گلاس روشن ہوے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردان لشکر پھرنے لگے چار سپہ سالار
لشکر کئی کئی ہزار سوا لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوے کوتوال گشت کو اُٹھے زنگے جھنکے بدمعاش ٹھگ گرنے لگے بیدار باش
خبردار باش کی صدا بلند ہوئی اور ادھر لشکر صاحبقران مین بھی اہتمام تھا طلایہ پھر رہا تھا الحاصل دونون لشکر کی طرح
ہو غیاری ایک دن اور رات مقابلے میں اُترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحرون
کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور پہلوان اور لقا اور جتنے بادشاہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم
سنایا دلاوران روز بجا اور شیران بیشہ وغا نے نقارخانون مین جا کر نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال
گونج گیا طاس فلک مین جھنکا ہوا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت صاحبقران مین لائے اور مجرا گاہ
پر ٹھہر کر بعد اداے آداب یون عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشے
رہین اسد ہر دم مثل دربان

جہان را تا نشان باشد تو باشے
شہ روم و عجم اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار زار و زبون ہو آج لشکر ضلالت
اثر عدو مین طبل جنگ بجا ہو ہر ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہی یقین ہی کہ کل میدان رزم مین آ کر آتش عناد
و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہی امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا
کہ یا امیر آپ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی حکم دیجیے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ
بجے اور نقارہ سکندری پر چوب پڑے کس لیے کہ جو کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی

مین تحریر فرمایا ہو وہی پیش لی ہو عیاران لشکر اسلام بہ کلام شادمانی لشکر بابلے صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی اور سکندری مین آکے دارو غہ نقار خانہ قلابہ چینی اور کبابہ چینی شاہزادگان چین اور ماچین نے طبل سکندر کو سینک کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اسپر سے اٹھالیا تھا اور صدائے نقارہ رزم لشکر مخالف منتظر حکم بادشاہ تھے کہ عیارون نے اگر حکم شاہ سنایا انھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل رزم سوائے عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہی منصب عمرو کا ہو اور اگر عمرو نہ ہو تو آپکے بدلے بیٹے عمرو کے یا دارو غہ نقار خانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین و زمان مین زلزلہ پڑ گیا یہ وہ طبل سکندری ہو کہ جب صاحبقران نے ہندوستان مین دریا کے اندر سیل سکندری پر پایا تھا اور عمرو جال لیا سی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین مذکور ہی چونسٹھ کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہی غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ بجا نسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہلگیا نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال	جہان را اگر شور آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نہ طبل اسکندر ست	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر و نام در ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہو نقد جان کی خریداری ہو سر تن سے جدا ہونگے ہار زخمون کے بٹین گے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا تیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصقل ہونے لگین کمانین سینک کے درست کی جانے لگین بہادر رزم پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاق اون مورچون کو غور کرکے ہنس ہنس کر رزمگاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد بھاگ جانے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحرا تیار کرتے تھے دھڑ دبجا تھا جو کے عون خوک سے دیے گئے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگتا تھا کلوا بیرون اور نارون پکارا جاتا تھا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ لاتے تھے کہ سے جوانان جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ عروس آرائے زنگاری مشرق بکرہ فرخندہ دار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی سفیدۂ صبح آشکارا ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ پر اکبابا	شہ انجم سیاہ رو بفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر باتوقیر مسجد کرپاس مین تشریف لائے فریضۂ نماز سحر ادا کرکے درود وظائف مین مشغول ہوئے اور

دست دعا اُٹھا کر دعای فتح و ظفر درگاہ ربّ الاکبر مین کرتے تھے کہ ای قادر و توانا تو مجکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرما

ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی		دز دامن شب صبح نمایندہ توئی	
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ		بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی	

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیرانداز ون کا سپہ سالار غلام امیر با وقار حاضر ہوا آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہی مقبل نے عرض کیا ؎ دو لشکر رسید ند جاے مصاف + دو ریکا لہ بستند چون کوہ قاف + امید وار تقدم یمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحہ کا لاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ جنگ رکھنے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہی اور اسکا مذکور قبل ہو چکا ہی پایا ہی اور وہ خود ہودؑ اور زرہ داودؑ اور کمان صالحؑ اور نیزہ سام بن نوح اور موزے ر اگے چار آئینے وغیرہ ہین اُن سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ باغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر انکا دفتر اول مین ہی اور شمشیر عقرب سلیمانی اور نیمچہ سہراب اور سپر گرشاسپ یہ سب بردہ قاف مین پائی ہین غرض ان اسلحہ کو زیب جسم فرما کر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار نالیس کہ ساز و یراق سے درست کرکے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر اسنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فخر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حلقۂ رکاب مین کہ ہمہ تن منتظر قدم سعادت توام امیر تھا پاؤن رکھکر ایال پر ہاتھ ڈالکر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلوہ دار نے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دوسرا اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر لیکر ناد علی پڑھا گھوڑے کو مہمیز کیا سب سردار بھی شل کریت سپر گردان نعمان بن منظر شاہ یمنی دعامر رودباری وسیف ذوالیدین و ابوالعدن کرد و طوق حرانگر دادر فرزندان امیر علم شاہ رومی و ملک قاسم بن علمشاہ اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشورکشا و ایرج بن قاسم و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغزن بن حمزہ و کرب دلاور و اسد بن کرب لندھور بن سعدان جانشین حمزہ و مالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکر و فرا پنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ سب پانسو چھپن سردار ہین کہ انھین لیکر امیر در دولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر اتو قیر شاہ سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوئے اور منتظر آمد سلطانی جلوہ خانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھنچا صدا غراشے کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ پر زر پہنے ہوے ہاتھون مین

کرتے سونے کے پڑے لوٹتے لٹھے کے لیے عود و عنبر انپر جھونکتے نکلے پھر ہزار ہا تنجشانے والیان طلائی و نقری تنجشانے لیے وردیان سُرخ سُرخ زیب جسم کیے نکلے پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزار ہا نواب ناظر خواجہ سرا انتظام کرتے گزرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ تخت پر سوار کہاریان پیاریان پیاریان لہنگے قیمت کے جھمکے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر وہان پڑے کانون مین بالے ناز و انداز لہریلے زالے جسم گدرایا شباب چھایا تمغے اور مچھلیان سرون پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئین مرد ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پکارے امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جاکر کھڑے ہوئے ادہر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن پے تسلیم جھکائی مرد ہا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا صاحبقران نے فرشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جلچہ تمھاری دل مین ہوا امیر تسلیم کرکے بیٹھے پھر سب سردارون کا مجرا اور سلام ہوا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ اور سردار مذکورہ بالا ہر ایک نے بعد سلام دیگرے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار سوار ہوکر تخت شاہی کو مانند دل قلب مین قائم کرکے گرد حلقہ کیے ہوئے طرف داوگاہ مصاف کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی بیت نقارہ آواز آمد عجیب ٭ کہ نصر من اللہ فتح قریب ٭ نقیب کڑکا کہتے ہین وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے باد بہاری غرضکہ بڑی تیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے یہان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے جوڑے تیغے گردنون مین گینڈون پر پہلوان سردار گرز بر دوش ہا ترنج آتش صاحب سطوت ورد ریشانیون پر شکن ڈالے نیزون کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام مین میدان نیم آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحرون کا لشکر اجلال جادو یعنے عمرو لیکر اسی طرف اژدر سحر پر سوار آیا انتظام اور منصرم رکاب پکڑے سحر کی نیرنگی دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیان چمکاتے پتھر برساتے ترئی پھکے نرسنگا بجا گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرۂ خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤن بھولے روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گندہ ہوا کہ ؎

ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

آخر کار بیلچہ کار ہوشیار نکلے اور میدان کارزار پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا کہین نقب اور کہین کمینگاہ کو درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹکر زمین آئینہ سان صاف بنائی پھر سقون کے آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان باد لے اور کھاروے کی باندھے وردیان پہنے

گوڑے کمر سے لگائے تسمے گلون مین اسکے آبشار سنبھالے ہزاری کے فوارے دہانے مشکون کے چڑھائے چھڑکاؤ کرنے نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماد یا سب گرد و غبار کو ٹھہا دیا مبارزون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از سر تا پا غرق بحر آہن تھا سوا لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت ✦ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت بعد صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چورو صفین مثل سد سکندر کے آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نقیب جو آگے بڑھ آتا تھا اسے پیچھے کو ہٹاتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقیبائے خوش آواز اور گوئیے کے لڑکے سرود نواز کہ لٹ پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس پہنے قیامت کیا انہون نے بالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیائے دنی گائی یہ صدا بہادرون کو سنائی کہ ؎

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین ہا کرتی تھین سرطار و نمین
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

بار وان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
واہ ری تیری تنگظرفی با این عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پر زاد و نکے بھو مرکا عکس
آجکل وہ لب جو جغد کے ہین آئینہ دار

گھونسلے سقف مین ہین لکھوری با بیلو نکے
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار

چیلین منڈلاتی ہین آڑتے ہین بگولے ہر سمت
ہین بیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار

قصر کو جاہیند و باخسند ون کو آنکھے دیکھو
تکیۂ گور و گوزن آج ہوا ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ رنگین نہ خود آرائی ہی
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ای بہادران دریان ہی نہ سام ہو نہ صفحہ ہستی پر نشان زال خون آشام ہی بر زور یا نہ بیژن ای شناس بلندی و پستی بر اسفندیار روئین تن ہی کیسے بہادر صف شکن تہمتین نوجوان رستم دستان پیر فلک نے بچشم زدن تہ خاک کیے مگر جرأت سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت کافی ہی لڑائی حسن اتفاق ہی کس لیے ؎ دور مجنون گذشت

ولو بت ماست + ہر کرا بنجر و زنوبت اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہو گیلے موکھے دونون جلتے ہین سر و گردن مین لاگ ہو یہ غضب کی آگ ہو زندگی دونون کے نام ہو نام کر لواے نوجوا نو لا بھڑ کر سرخرو ہو جس کا قدم ڈگمگا گیا وہ پھر کہین ایرو نہ پائیگا دو ہرہ لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلاے + پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جاے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کے شیرون کو شراب پرتگال ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہو مٹین قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مرکب پرست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام اور منصرم سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بڑھا کر میدان مین بھو بچا و انھون نے سحر پڑھکر دستک دی اژدہا بیچ میدان مین اوڑا کر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود ہین جلد انکی خدمت مین حاضر ہو کر سجدہ کرو اور در صورت گردن تابی مین تیری سر کوبی کو آیا ہون میدان مین آ تمنا دل برلا امیر نے یہ سُنکر اشقر دیوزاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا اور بو لعلن گرد نے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کی طرح کے اسمین چھتیس شقہ ہین جب اُنکو جنبش ہوئی صدا انمین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہو اور چھتیس شقہ اسمین کلہ اژدر کی صورت رکھکر ایسے مخرج بنائے ہین کہ جب انمین ہوا بھرتی ہو مشک و عنبر کی بو آن سے آتی ہو اور یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہو الحاصل میدان مین فرق ہوا کہ اور کوئی سردار سواے امیر کے لڑنے نہ نکلے سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوے اور لشکر علم جلوہ گری پر آ گئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے شاہ نے جام کلہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت فرمایا امیر نے اُسے اونش کر کے پہلوان عادی ورگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کر کے امیر نے اسکے کلے کی صورت بنایا ہو کہ روز جنگ جبیر مرحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہین تو اس جام مین اُسے شربت دیتے ہین ذکر اسکا دفتر اول مین ہو غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہو کر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہو کر امیر نے دوبارہ خانۂ زین کو مثل آفتاب منور و روشن فرمایا کہ چہ خیر یکہ گیر و برآ ہو کمین + بجست از زمین بر آمد بزین سب سردار صف کارزار مین رخصت ہو کر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان کر کے طرف ناوردگاہ کے چلے مرکب بعگدری کرتا طرارے بھرتا کلائیان تیر کی طرح مارتا روانہ تھا کہ ابیات

دے چو مرکب کہ برق یا بادے
تیز گامے زباد چابک تر

طرفہ دیوانہ یا پریزادے
زبے گوشش زمی کا کل

خوشخرامے زآب نازک تر
سنبل دمیدہ دستہ سنبل

غرض کہ وہ مرکب تین طارون مین مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت و شنید بسیار ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولے سے نکالکر اوسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ زبان جنی تھی کس لیے کہ جب

امیر و عمرو پردۂ قاف گئے تھے تو زبان جنون کی یاد کر آئے تھے ذکر پردۂ قاف دفتر اول مین ہی فی الجملہ عمرو نے بحیلۂ افسون پڑھنے کے امیر سے کہا کہ مین ساحر نہین ہون آپکا غلام عمرو ہون آپ مجھے اسم پڑھکر گرفتار کر لیجیے مگر اس طرح گرفتار نہ کرنا کہ مجھ دبلے سوکھے آدمی کو آپ ایسے موٹے تنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی عضو میرا بیکار ہو جائے امیر نے جب یہ باتین سنین بغور عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور واضح ہو کہ خواجہ عمرو کی آنکھ مین تل ہے کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت ہوئی اور عمرو نے ایک ناریل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ ناریل زمین پر گر پڑا اور امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا تو سواری کا اثر دراتش کے آٹے کا ہوگیا اور سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا امیر نے گھوڑے سے کود اور ترسول خالی دیکر اجلال کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ لے لشکر ساحران مین نے تمھارے افسر کو گرفتار کیا لشکر یہ ماجرا دیکھکر چار طرف سے لینا لینا کہکر دوڑا امیر نے اجلال یعنی عمرو کو جو عیار کہ ساتھ تھا اُسے حوالے کیا اُسنے بظاہر مقید کیا اور لشکر امیر جہان اترا تھا وہان لے گیا اور امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسرون کو للکارا ادھر سے شاہ اسلام نے نعرہ مارا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونون لشکر آپسین ملگئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر درآمیختہ + قیامت زگیتی برانگیختہ + اسی گرمی جنگ مین اجلال کے دونون رفیقون انتظام اور منصرم نے ساحرون کے افسرون کو بلا کر یہ سمجھایا کہ مالک ہمارا گرفتار ہوگیا ہے نہین معلوم وہ طاعت امیر کی کرے یا نہ کرے لہذا ہمین لڑنا مناسب نہین ہے چاہیے کہ الگ ٹھہرین اور جب لڑائی یکسو ہو اسوقت اپنے مالک کا ساتھ دین غرضکہ سب ساحر ایک طرف ہوے اور لقا اور سلیمان دونون کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام مین نعرے سردارون کے بلند ہوئے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا ؎ امیر عرب حمزہ شیر دل + کزو گشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا ؎ منم صاحب عمود و جانشین حمزہ دور گردان + شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و صاحب حیدر نعرہ زن تھے ؎ منم مالک اژدر خشمگین + پسندار در لشکر اہل دین ایسی جم کر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا ساعقۂ شمشیر اور باران تیر اور ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر دولے کی طرح گرتے تھے دریاے خون رنگے کھیت مین موج مارتے کشتے بے گور و کفن کہین سر اور کہین بدن تھے شپا شپ تلوارون کے شورش زن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون کے ہار تیرون کے گھاو سوراخ دار سہرے جوانون کے چہرے مرد و نامرد دولہا دولھن کا لطف تھا اور بقول اس نظم کے کہ نظم

زخیم زرہ خون روان ہر کنار
خدنگِ جگر وار پر خندہ لب
پراگندہ شد اہل جمع عناد
بدنبال کین پروران تاختند
چہ گویم چہ آمد دران انجمن
نہ دل ماند باکینہ جویان ہوش

زخود کردہ قطع نظر روزگار
زخون بردہ تیغ ہلالے گرد
زہاموں چو خار و خس و تند باد
پلنگ دلاور زخون سیر نیست
زتیغ دلیران لشکر شکن

کمانہا زبس کشمکش در تعب
زرنگین کمانہا فلک توبہ تو
دلیران دین خنجر افراختند
بہ نخچیر کس مانع شیر نیست
زفوج ستمگر برآمد خروش

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریف پسپا ہوئے اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا پھر کچھ قابو نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارۂ امان بجا کہ لشکر جانبین سے جدا ہوئے ادھر کے پہلوان بفتح و نصرت اُدھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تین ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج شریر سے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوئے لشکر مخالف کے تو پھینکے الگ زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخمون پر چڑھیں امیر نے اسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خدائے دو جہان کے کیا کہتا ہی اجلال کا اصل مین عمر دیتھا عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر نے یہ سنکر خلعت دیا اجلال اُسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلوا کر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہی تمھین بھی لازم ہی کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اسوقت کچھ ساحر جو بڑے سیہ قلب تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سب کو خلعت دیا اسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہ ہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کر کے حشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کر کے حشام کو حاصل کیا اور تیسری بارگاہ سلیمانی ہی کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہی اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہی کہ جب اسمین کوئی ساحر آتا ہی جلجاتا ہی اور اسمین کوئی عیار نقب لگا کر نہین آسکتا کس لیے کہ سراپچے بارگاہ کے جسقدر زمین کھودتی ہی اسقدر نیچے ہو جاتے ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور کوئی عیار سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کر کے بلند ہوا اتنی قدر سراپچہ بارگاہ بلند ہو جاتا ہی غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہی امیر دیگاری

ساحر کی بارگاہ حشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر بھر فتیلہ دفع بیہوشی سنگھاتے وقت زبان اسکے منھ سے کھینچکر سوزن سے چھید دی تاکہ سحر نہ کرے پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا ای اجلال جادو چشم خود را واکن وحال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولا سے ملوک العرب والعجم دوندہ بے درنگ صاحب قنطورہ زرنگ مردان سرہنگ و نامردان را بیش بن پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیکر طراز خواجہ عمرو بن امیہ نام دارد دیکھا تو نے قدرت خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسے کو تجھے بر بلایا تھا وہ یہ عبد ذلیل خدا تھا جو تجھے پکڑ لیا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحب قران ہوا اور ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس گرفتار ہی اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اور اگر ملک کا اپنے خیال ہی کہ افراسیاب ضبط کرلے گا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہی اگر وہ خدا ہوتا اس حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اسکا کوئی دوست بنا تا الحاصل اجلال نے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور رکھوالیا اجلال دوڑ کر امیر کے قدم پر آگرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین چہل ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ تخت شاہی بچھا ہی اور برابر اسکے دنگل امیر کا ہی اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہی باقی سردار تاجدار عیار بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ مین صاحبقران کے بیٹھتے اور وہ جانشین امیر کے ہین کہ ایک دست راست کے سردارون کا ہی افسر اور نام اسکا لندھور ہی اور دست چپ کے سردارون کا جو افسر ہی نام اسکا مالک اژدر ہی اور جو سردار دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری کھائین اور دست چپ چاہتے ہین کہ ہم اپنی شوکت جتائین اسوجہ سے آپسمین چشمک رہتی ہی اور ایک دوسرے سے دست راست اور دست چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہی اور اسی طرح جو عیار دست راست کے سردارون کے ہین وہ دست چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر ہین اور ان افسرون کے چار شخص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہی اور اس افسر کا ایک استاد اور مالک عمرو ہی اور بعد عمرو کے جوان سب کا افسر ہی بجاے خلیفہ عیاران لشکر ہی نام اسکا مہتر قران ہی اور یہ نظر کردہ حضرت امیرالمومنین ہی کبھی عورت کی صورت بضرورت بنتا ہی اور نہ کبھی یہ عیار لشکر مخالف

کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہو غرض ابجد قران کے جو چار افسر ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی و چالاک
بن عمرو اور مہتر بزرگ ختائی اور ابوالفتح اصفہانی ہین اور اُنکے جو دہ افسر ہین وہ گلباد عراقی و سمک
یلطاقی و عمران ختائی و سیارہ بن عمرو و فاقولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر کجبر و اصفہانی و امید
بن عمرو و فرخ بن عمرو و ابو شہاب خرقہ پوش و ابو سعید لنگری و ضرغام شیر دل ہین حال انکے
چشمک کا خالی لطف سے نہین ہو کسی جگہ بیان ہوگا آمدم بر سر مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صف
مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور یہان کا یہی دستور ہو کہ جس جگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہو وہان بیٹھتا ہو اجلال کو دست چپ
کے سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف زنگی بچھوایا مالک نے کمال تعظیم کی اور محبت ظاہر فرمائی امیر نے
فرمایا کہ ای اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ یہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرنے کا نہین ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی ہے اُسنے
حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کر کے وہ مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان
مہیا ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ شراب ہوش رُبا لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے مستانہ
ہو شاہوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی ؎ ہر طرف ایک جوش مستی شور مستانہ رہا + خوب ہی اُنکی بزم ورزم
پہ میخانہ رہا + امیر نے سب کے ساتھ شراب نوشی کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف عیش و طرب
اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین لباس عمدہ پہنے بارگاہ
مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین عنبرین مو دختر سلیمان ہو یہ گھبرایا
کہ محفل مین ایسی بے غیرت ہو گئی جو چلی آئی مگر ذکر سنیے کہ چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا جب دیکھا
کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے پہونچے اور سلیمان طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اسوقت قلعہ سے اس حیلہ سے سوار
ہوا کہ مین اپنے باپ کو دیکھ آؤن جب سواری باہر نکلے کہان چالاک محافے سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر
کی طرف چلا خواصین اور اہل عملہ سوار کے لوگ حیران ہو کر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب پاسکتے ہین یہ کودتا پھاندتا کہ
عیاری سے نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جا کر عرض کیا کہ صاحبزادی تمھاری نکل
گئین سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جا کر اُسے قتل کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہان
جاتے ہو ایسے سانحے تم پر کیا سو توقت ہین ہمارے خداوند لقا پر جو گذرے ہین گزرے ہین دو صاحبزادیان اُنکی ایک
ملکہ جہان افروز اور دوسری ملکہ گیتی افروز لیران حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سنکر ٹھہر گیا اور خداوند
لقا نے بختیارک سے کہا ارے حرامزادے شیطان میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہو اُسنے کہا خداوند مین دنیا کی نقل
کہتا ہون کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات تو ہنسی مین اُڑ گئی اور یہان امیر ملکہ کو دیکھکر حیران تھے کہ اُسنے عرض کیا کہ یا امیر
مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا گزارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سنکر بڑی حیرت ہوئی کہا الحمد للہ کیا

عیار ہین یون محل مین رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جو اسپس لشکر کفار بشکل مبدل بارگاہ مین حاضر تھے اُنھون
نے یہ خبر جاکر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپ کی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال
سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ اے سلیمان میان اجلال جادو طلسم سے آئے مگر پیر در خسد یعنی عمرو نے لڑنے بھی نہ دیا
اور پکڑ لے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی کچھ حال نہ معلوم ہوا بھلا تم انتظام سلطنت اور فوج کا کیا کروگے اور کیونکر امیر
سے بہادر اور ہوشیار سے لڑوگے سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین بھیجتا ہون
اور مدد طلب کرتا ہون اور ابکی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری عرضی افراسیاب کو لکھی اور
سارا حال اجلال کا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ اگر خداوند کی مدد کرے اس
عرضی کو بنا بر دستور کے جیسا اوپر بیان ہو چکا اُسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ روانہ
کیا اور عرضی کو منگا یا پڑھا اور غضبناک ہوکر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سنا تم نے اجلال جادو نمک حرام ہو گیا
اور خداوند کا دین ترک کرکے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر یا ساحرہ خداوند کی
خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کرکے اجلال کور نمک کو باندھکر میرے پاس لائے جب افراسیاب
نے یہ کلام تمام کیا دربار مین سے ایک ساحرہ نام حسینہ جادو منجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر متمکن تھی حکم شاہ سنکر
اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا
جاؤ خداوند سامری اور جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہوکر جس ملک کی طلسم مین حاکم تھی
وہان آئی اور بیس ہزار اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پئے جنگ وجدال درست کرو اور سمت
کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو غرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب نے جواب عرضی لکھکر پہاڑ
پر پنجے سے بھجوا دیا ملازم سلیمان اُٹھا لیگئے سلیمان کو جاکر دیا اُسنے پڑھا۔ لکھا تھا ملکہ حسینہ جادو وہان آتی
ہین کل لشکر حمزہ کو برباد کردینگی تم اطمینان رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان
لشکر امیر سے جاکر کہین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا اسے پڑھکر سلیمان خوش ہوا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہی امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ جبتک طلسم فتح نہ ہوگا اسی طرح ساحرون
کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی بھی رہائی نہ ہو گی لہذا اے عمرو چلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو
زنبیل سے نکالکر محلات مین داخل کردو اور اجلال کے ساتھ نکاح کردو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل سے ملکہ کو جب نکالونگا
جب کچھ ملے گا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہی نکالنے کے لیے نہین ہی زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہی اُسکا
یہ حال ہی کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت

فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے وصول کیا اور ملکہ نسترن کو زنبیل سے نکالکر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک
بھیجی ملکہ نے پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود خیمے مین تشریف لائے
اور ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ اس طرح عیار میرا تمھین یہان لایا ہی اور سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ عاشق تمھارا
یہان اجلال جادو موجود ہی اب تمکو اختیار ہی چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کر لو اور اگر یہ منظور نہو تو
مین تمھین تمھارے باپ کے پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی مروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون
غرض امیر نے برضامندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کر دیا اور ملک ومال ان دونون کو بہت کچھ دیا بعد فراغت
اس امر کے حکم کیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے امیر نے تعظیم کی اور بعزت
تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے
ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے موافق سوال امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کر کے حال اشکال
رمل کی سعادت ونحوست کا دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن
ہم از روئے قواعد رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنے کو نواسا آپ کا شاہزادہ اسد بن کرب غازی
تشریف لیجائے اور اسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین مہتر قران نظر کردہ مولانا علی ابن ابی طالب
علیہ السلام ہو اور دوسرا برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ ضرغام
شیر دل ہو اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے وہ جانسوز بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض
کر سکتے مگر سر نام پر اسکے حرف عین ہی عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین
جاکے خالی عیارون سے مطلب برآری نہوگی خواجہ زادون نے کہا کہ دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین بتلایا
کہ آخر انھون نے ہمپر اعتراض جمایا خلاصہ آپ جانیے عیار جانین ہم نے صرف بتا دیا امیر نے کہا خواجہ
تمھارا نام نکلتا ہی تمکو جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہ زادون کو تو رخصت کیا عمدہ
حوصلہ انعام وخلعت دیا بعد اسکے شاہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا کہ ای فرزند طیاری سفر کرو
اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب بجا لاکر بارگاہ مین آیا اور مصروف
انتظام روانگی ہوا پھر صاحبقران نے دس لاکھ روپیہ منگوا کر پانچ لاکھ اسمین سے واسطے زاد راہ کے
چارون عیارون کو جن کا بھیجنا منظور ہی عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم
کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہی کہا یا صاحبقران کچھ روپے پیسے کی مجھے خواہش نہین اور مین
ہرگز طلسم مین نہ جاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپ کا گرفتار ہی اس سبب سے مجھے چار ونا چار جانا پڑا لیکن آپ میرے
شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کہکر ان چارون عیارون سے کہا کہ او ناشدنیو تم یہ

پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجکو دو مین رکھ چھوڑون تمھارے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف کرکے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہان سے اور پیدا کرکے لاؤ نہ کہ یہان سے لیجاؤ اور مین نے جو روپیہ لیا تو تیرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھ چکے ہین چھوڑینگے نہین غرض انھون نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا اُنھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور بارگاہ سے اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کرنے لگا اُدھر وہ چارون عیار بھی درستی سامان سفر مین مصروف ہوے اخیر
اُنکو عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ دیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت وجلادت وبہادری شاہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیردل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش رُبا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم مین علیحدہ علیحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے۔ لمؤلفہ

ترے در پہ اے ساقی لالہ فام	ہوئے جمع پھر آکے میکش تمام	طلب جام مے تجھسے یا نیک پے
کہ سر بادہ خوارونکے پھرنے لگے	شاگردش بخت فرخندہ خو	تھا دور مین مجکو زندونکے تو
وہ ساغر پلا جو روانی دکھائے	طبیعت کی میرے گرانی دکھائے	بدولت ترے ساقی نیکنام
دکھادون مین نیرنگ عالم تمام	جو اک جام مے اور مین پاؤنگا	طلسمات کی سیر کرآؤن گا
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح	چلے جھومتا بادہ کش جس طرح	دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
کہ ہو دنگ زیر زمین سامری	سر صفحۂ خیال سخن آفرین	سخن را کرسی لنشانم اینچنین

رہروان جادۂ اقلیم معانی وفتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرائب وندرت طرازان حکایات عجائب طلسم معنا مین بدیع کو بدستیاری لوح میدان قلم یون فتح کرتے ہین اور عالم خیال مین سحر عجیب تفکر ہوکر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سواران جرار کو حکم دیا کہ طیار ہوکر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین بمجرد حکم شاہزادۂ گردون وقار بارگاہین اور خیمے چھکڑون پر بار ہوئے اور بہادر افسران فوج مسلح مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوے اسد محلات عظمیٰ مین آیا اور پائے ادب کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ شیرگیر کے بوسے دیکر آنکھون سے لگایا اور عرض کیا کہ ای زادہ ماجدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہے آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمایئے اور خطایئن جو کچھ مجھسے عمداً یا سہواً ہوئی ہون اُنکو معاف فرمایئے ملکہ زبیدہ شیرگیر ایک تو بھائی کے غم مین مبتلا تھی اب فرزند کے جانے سے آنسو آنکھون مین بھرلائی

اور اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات مین ہوگئی کہ شاہزادہ اسد چھوڑا نے بدیع الزمان کو
جاتے ہین اسوقت سب بیبیون نے صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین دو رندر امام ضامن مائین اشرفیان
بازو پر باندھین ملکہ کرویہ بانو کہ اسد کی حقیقی نانی ہین مفارقت سے اسد کی بے قرار ہوکر خوب روئین آخر
سب نے دعاے حرزجان پڑھکر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہان سے آکر اسلحہ خانہ
کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشیدی کہ جو انھون نے فتح کیا ہی اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ مین ہی نکلوایا
چالیس ہزار خفتان فیروزی نگار اور تیغ ہاے شرربار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم فرمائین اور کئی ہزار جوڑیان نقرئی
اور طلائی نقارون کی شتر اور ہاتھیون پر بار کرائین اور عماریے زرسُرخ و سفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر
مین ٹھہرکر سب سردارون سے رخصت ہوا سب امیرالامراے صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور
سب نے گلے لگایا اور رخصت کیا ایک رات اور ایک دن یہی ہنگامہ رہا جب دوسرے روز مسافر مغرب
دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل بروج آسمان برآمد ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور
شاہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سحر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی نوبت ونقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد مین
مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد فراغ نماز پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد
جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا چلو ہم سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کے
دیدار سے مسرور ہون یہ فرماکر مسجد سے برآمد ہوے اور ایک مقام بلند پر سر راہ جاکر ٹھہرے سب سردار ساتھ
تھے یکایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوے مستکون پر انکے آئینے نصب تھے جھولین زربفتی پڑی تھین علم دار
علمون کو جلوے دیتے تھے پھریرون پر تعریف خداے لایزال تحریر پرچم پر ہر ایک کے سورہ انا فتحنا کی تفسیر
انکے بعد گنبال شترنال دار اور نقارے نقرئی وطلائی ہاتھیون اور اشترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان
گلنار باندھے چپکنین کمخواب کی پہنے دوال مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دماے رعد آسا گڑگڑاتے
تجمل وشان دکھاتے نکلے پھر بانون کی قینچیان اونٹون پر جنکے چھڑیان جواہر کار مرصع پوش طرحدار اونٹون
کے غول بند مقیشی ہر ایک گنگا جمنی گلے مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزار ہا آدمی پیادہ
جنگ پر آمادہ باہم تعلق باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار لاکھون کے غول کا انبوہ کیے شفتالوی
پگڑیان سر پر انگرکھے چست ڈاٹے جوتے خوردنوکے پانون مین پہنے خواجیان شیر دہان کاندھے پر سنبھالے
جس پر غلاف زربفتی چڑھے ایک طرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کندن کے
کرتے ہیکلین پہنے کلغیان دُہری ایک سر پر اور دوسرے کنوتی کے بیچ مین لگائے پاکھر ہر ایک کے پڑی
کھنڈیان پٹھون پر چڑھین سائیس گس رانی کرتے پیدا ہوئے پھر کئی ہزار سقہ مگدار وے کی لنگیان باندھے

وردیان زربفت کی پہنے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ اُنکے بیلدار
کنکر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت منقلین سونے اور چاندی کی لیے عود برکی کا بگشاڑ اتے جنگل کو رشک
تاتار یا غیرت وہ طبلہ عطار بناتے اپنی سج دہج دکھاتے لباس رنگین پہنے جواہر کے کڑے ہاتھون مین
پڑے ہر ایک شعلہ رخسار ماہ جبین وطرحدار گذر گئے بعد اُن کے مردے ہے عصاہاے نقرئی وطلائی لیے
ادب وتفاوت پکارتے سہ

نقیب اور جلودار اور چوبدار　یہ آپس مین کہتے تھے ہردم پکار　بلالون جوالو بڑھے جائیو
دو جانب سے باگین لیے آئیو　اُسی اپنے معمول و دستور سے　ادب سے تفاوت سے لو دو دسے
بڑھے جاؤ آگے سے چلنا قدم　بڑھے عمرو دولت قدم با قدم　علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اُسکے

سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن وصف شکن مرد میدان دلاور نبیرہ حمزہ حجازی اسد بن کرب غازی
کا شاہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائی زرہ فیروزہ نگار پہنے ارابے زر سرخ و سفید کے لدے شاہزادہ کے
سر پر زر نثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پس پشت چالیس ہزار سوار جرار حلقہ پوش چار آئینہ
شجاعت کا ہر ایک کو جوش گھوڑے سے گھوڑا ملاے باگین اُٹھائے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے
ولائتیان کمر سے لگائے گرز گران بار لیے ارابے ساتھ بڑے حشم وخدم سے ظاہر ہوئے اور امیر کو اسد نے
کھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑے سے اتر کر خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا اور دعاے
فتح وظفر دی دل بھر آیا اسد نے عرض کیا کہ نانا جان آپ کو حفظ وحمایت خداے پاک مین مین نے دیا
امیر نے قبول فرمایا سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغل گیر کیا پھر اسد نے کہا
سہ یا امیری دامنت مولائی + بسفر رفتنم چہ فرمائی + صاحبقران نے فرمایا سہ بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روے وباز آئی + اے فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین
دشمن پر مظفر ومنصور فرمائے بوسہ عذار وقادر دل توانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے
بوسہ دیکر بعد اوس مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عظم وشان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھرے
سردار رونے لگے محلات مین گریہ وزاری کی صدا بلند تھی امیر کے پھرتے وقت شاہزادہ کے بہیر و بنگاہ
کے لوگ خیمے ڈیرے بارگاہین گردون پر لادین جملہ سامان کوچ ومقام شکار کا اسباب سامان جلسہ ارباب
نشاط چنگ ورباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ
اُٹھا کر دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ ماہ الآتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس عیاری
اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گوپھن بازو پر لپٹی

پتھرون کا توڑا گلے مین ڈالے قنطورہ زر لفتی اور تیبادے سقرلاتی جیلہاے جسم ناحق بادمین بھرتی چست وچالاک بنے ہوے کسوت عیاری ومکاری زیب قد کیے ہوئے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہرایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت یاد کرکے ہرایک بے اختیار رو دیا عمرو نے عرض کیا کہ اے آقاے نامدار واے مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش خاطر عاطر نہ فرمایئے گا اور حقوق دیرینہ خدمتگزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے کیا ہوگا مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہی طلسم مین جاتا ہون دیکھیے کیا پیش آتا ہی یا امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ پر بٹھایئے گا اور جو مجھسے خدمت لیتے تھے اس سے اس کام کو فرمایئے گا امید ہی کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک بن عمرو تھا امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہونچانے ساتھ آئے تھے انکو یہ حکم بنا بر وصیت خواجہ سنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہوکر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جا کر ان چارون عیارون سے کہا اے برادران شغل شہود ہی کہ اپنی ڈفلی اپنا راگ الگ الگ صحراے طلسم طی کرکے طلسم مین داخل ہون اور علحدہ چلنے مین فائدہ بھی متصور ہی کہ اگر کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی گرفتار ہوگا تو ایک دوسرے کا وقت پڑ کر یاور ہوگا اور جو سب ساتھ چلین گے ایکبارگی گرفتار ہو جاینگے عمرو کے کہنے سے عیار علحدہ ہوے مہتر قران کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور عمرو جست وخیز کرتا اس راہ کو چھوڑ کر کہ جدھر سواری شاہزادۂ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا مگر اب اول حال شاہزادہ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ باحشم وخدم قلعۂ کوہ عقیق کی سرحد سے گزر کر دو راہ طی کر کے اس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہی اور سلیمان اُسکے ذریعے سے نامہ وپیام افراسیاب سے کرتا ہی پہونچے اس کوہ بلند کو دیکھا کہ ایک کوہ کہ منزلون تک بلندی اسکی تا فلک ہی کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال ہے

یکے کوہ بود و بغایت بلند — بر و کہکشان گشتہ گونہ کمند
برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر — ز سنگینش در رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادۂ والا گہر وہان پہونچکر ایک لحظہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلعہ کوہ سے پایین کوہ تک کوٹریا در رشک لالہ وزگستان کو اکب کھلا تھا بہار شغل گلدستے کے بنا تھا گھا ٹیون سے آبشار ہو رہا تھا جھرنا جھرتا تھا تدروکہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے چہچہے تھے سر کوہ پر نقارہ رکھا تھا اور ایک پیر صد سالہ بیٹھا تھا جب اسد عازم داخلہ در کوہ ہوا وہ پیر پکارا کہ ہان ہان

نوجوان کیا غضب کرتا ہے دانستہ دہن اژدر میں قدم دھرتا ہے اس پہاڑ کے ادھر طلسمات ہے بلا کی جگہ ہے وہاں کا گیا ہوا پھرا نہیں ملک عدم کے سوار استہ یہاں ہیں اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کجا اور زندگی کجا اسد یہ کلام سنکر للکارا کہ باش او پیر نا بالغ جوانمرد کہیں مرنے سے ڈرتے ہیں قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہیں منہدم کنندۂ طلسمات سیارۂ عجائبات نبیرۂ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی تیرے روکے سے کب رکتا ہوں جان بیچکر طلسم میں چلا ہوں اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سُنا پکار کر کہا کہ اگر یہ ارادہ ہے اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہے تو بسم اللہ کون روک سکتا ہے تشریف لیجائیے جو قصد ہے پورا کیجیے شہزادہ نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درۂ کوہ ہوا پہاڑ پر یہاں طائران طلسمی اڑے اور نقارہ بجنے لگا طائروں نے جاکر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادہ فتح طلسم نبیرۂ حمزہ اسد نام اس قدر فوج سے داخل سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور سرحد داران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے شہزادہ حمزہ کا نواسا داخل طلسم ہوا ہے جہاں پانا فوراً گرفتار کر لینا ہر ایک ساحر طلسم آمد شاہزادۂ والا تبار سے آگاہ ہوا اور فکر گرفتاری کرنے لگا لیکن شہزادہ نے درۂ کوہ طے کر کے جب سر باہر کیا تو ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا میں گزر ہوا کوسوں تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل بسا تھا اگر کہیں خار تھا وہ بھی گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیاں زلف معشوق کو شرماتی تھیں دریاؤں کی لہریں رفتار جاناں یاد دلا کر دل بیتاب کو لہراتیں سبزہ چرخ اخضر کا مقابلہ تھا خلاصہ یہ جنگل ہرا بھرا تھا ؎

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ	مردہ ہو جس کو دیکھ کر زندہ
سوئے اس سبزے پر اگر بیمار	تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی	روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام	مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کف پا جس نے اُس میں پھیری	چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہاں	ہوں اسی سبزہ زار پر غلطاں
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز	اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادۂ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیکذات سیر گلزار کرتا دشت کو نزہت آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کی کہ حضور اس باغ پر بہار میں تشریف لے چلیں اور نظارہ گل در یاسمین فرمائیں اسد اسی طرف چلا اور قریب باغ پہنچا دیکھا دروازہ باغ کا کاریگروں نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہے سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنائے عاشق وا

ہو نہ کوئی باسبان نہ کوئی چوکیدار رہا منتظم وہان کی بہار ہی شہزادہ اندر باغ کے آیا اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ تھے نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر شجر کی اسپر تاک تھی جواہر نگار سوتن کھپاچ کے بدلے سنہری بتیان خاتم بندی کا کام خوشون پر زربفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا وجد مین خوشہ کو خوشے سے چومنا چمن کی روش پٹری خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹ ڈالی تھی نئی نئی روش نکالی تھی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب اسکے ہری ہری گھانس زمرد کو شرماتی تھی نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلائے درد وٹپڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی نسیم صبا عنبر فشان گویا یہ باغ وہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالا مال ؎

کیوڑا اور چنبا گل با چین گڑھل　　لالہ و صد برگ نافرمان کنول
مہندی اور بیلا و نرگس جعفری　　کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
ہد تی داؤدی دبا بونہ کسنار　　موگرا شبو سبھی تھے بے شمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمن　　سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار　　اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار
چادرین تھین چھوٹتی لاکھون وہان　　حوض تھے لبریز نہرین تھین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار　　جسطرح ساون مین پڑتی ہو پھوار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان　　جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان بیچ چمنستان مین ایک چبوترہ سو گز سے سو گز تک مربع سوا گز کا مرتفع بنا تھا گرد اسکے چار چمن ہر ایک مین لالہ پھولا تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا تھا اسمین آکر شاہزادہ ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اوترا کہ یکایک صدا قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون کے منھ ہزارون پیدا ہوئے قذہاے آتش چھوڑ کے دم جو اژدھون نے کھینچے شاہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منھ مین چلا گیا اور اسد تنہا رہ گیا چبوترہ سے اوتر کر اپنے رفیقون کی طرف دوڑا پھر ایک آواز تڑاقے کی آئی پیچھے پھر کر جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے پر نکل آئے ہین اوڑکر ایک طرف چلا جاتا ہی شاہزادہ اُس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لمحہ بھر مین پھر اسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شاہزادہ یاد مین اپنے رفیقون کے خوب رویا اور پکارا کہ اوگردون ناہنجار واے فلک کجرفتار تجکو اتنی صحبت پسند نہ آئی مجھسے تنہا بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ تو ہمرہان قافلہ سے کہو اے صبا ۔ ایسے ہی

گر تمھارے قدم مین تو ہم رہے ✣ کبھی تلوار پکڑ کر اٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا کہ اسپر وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب ہو و بجا کر وہ بھی نظر آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہو کر اس چبوترے پر بیٹھا خیال مین آیا کہ ای اسد یہ مقام طلسم ہے ابھی ایسے ایسے سحر کے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی ہی منزل مین گھبرانا یون بلبلانا نچاہیئے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا اسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پر چھالے لب پر آہ و نالے طلسم کا صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے ہوتا شاہزادہ یہ شعر ورد زبان فرماتا چلا جاتا تھا

بیت مدد ای خضر بیابان بلا ✣ نہین کشتا ہی یہ میدان بلا ✣ اسی طرح تین شبانہ روز راہ طے کی اور کوئی جاے سکونت و آسائش نظر نہ آئی تیسرے روز ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہے سر بسر نور کا ہے دیوار مین نقش و نگار تصویرین شاہ و شہریار کی بنائی ہین شکار گاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائین در شہر وا ہے پھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہے ہزار ہا ساحر کھوپڑی پر چندن لگائے صورت مہیب بنائے ماتھون تلک دیے گرلے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسی چہرہ حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی بر صورت ہر قسم کی شکلین سحر سے بنائے کھڑے ہین سامنے ان کے آگ کے لکڑ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ ہی ہزار ہا برج اسمین بنا ہی ساحر روئین تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہی گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین بھجن سامری و جمشید کی تعریف مین گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے منع نہ کیا جب اندر شہر کے آیا ملک کو آباد پایا گلی کوچے صاف دل عاشق کی طرح دکانین ستھری اور شفاف ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کار و بار لین دین اور بیوپار جاری ہر مکان دکان کی تیاری جڑی ایک طرف صرافہ دوسری طرف بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے اور درم دینار کا ڈھیر لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار پھرتے ہین کسی سمت حلوائی تھال سونے چاندی کے لگائے جنمین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے ہین کہین نانبائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہی کہین گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقنون کی بناوٹ ہی رنڈیان طرحدار چکلہ چوک مین آباد تماشا بین دل شاد عورتین جوان لہنگے زربفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اوڑھے اور آدھی باندھے بعض سکھ ہو و ٹھ مین لچکا ٹکا کرن لگی اُسکی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی سب گو کھرو کی انگیا بھی وضع دار کچھ نکالا دہار جلوہ گر

کرتے ہاتھوں مین پڑے پاؤن مین تین تین سونے کے چھڑے نا ز و انداز دکھاتی عاشقون کو لبھاتی تھین کہین
کبڑنین سنکر یٔین سونے چاندی کی تراز و مین میوے تولتین عاشق تنون کو نارپتان دسیب زنخدا انکی بہار
دکھاتین کرسے سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن + کہ لے نارپستان دسیب ذقن + شاہزادہ امس شہر
کی سیر دیکھتا پھرتا اور از بسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا مشت زر جیب سے نکالکر اسکے
حوالہ کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا کر بھیجے اور آپ ارادہ کیا کہ آگے جاکر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر
جو اسد نے دیا اسکو پھینکدیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اسد نے وہ روپیہ
لے لیا اور فرمایا کہ بھائی اسمین کیا برائی ہی اُس نے کہا ایسے روپے میرے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے
کنکر پتھر کے انھین اشرفیان روپے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جاکر تھوڑا سا زر و جواہر
دامن مین بھر لائے اور اُس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شاہزادے
نے کہا پھر یہان خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رائج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے سول لو شہزادہ
نے کہا یہان کس کا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا کیا نام ہی کہا شہر ناپرسان
اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپے چلتے ہین یہ کہکر اُسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہ یہ سکہ یہان
چلتا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی ہی دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش
و نگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے ورنہ اپنا راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہان سے
دوسری دوکان پر آیا اور چاہا کہ اس سے کچھ سودا لے وہان بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا تھا از حد غصہ مین
آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر
کردو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دوکان سے تھال اُٹھایا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد
نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک کا دوسرے سے سر لڑایا اور دو ایک کو جہنم مین بھیجا ایک غلغلہ ہوا
کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اسکے بیٹھنے
کی چوکی بیچ سڑک پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مار دو کاندار
بھاگ کے حاکم پاس گئے راوی کہتا ہی افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے یہ شہر آباد
کیا ہی اور حاکم یہان کی حیرت ہی اور اسجگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اُسکا گنبد بے نور ہی اور اسمین تین درجے
ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہین ناقوس رکھے
ہین اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائین اور تیسرے درجے مین حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم
کرتی ہی یہان سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور اُسکے ایک طرف طلسم گلشن ہے

ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم ظاہر مین یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ
جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی تکلیف نہو سب چیزین یہان پا کے فی الجملہ اُسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد
مین جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا مد نظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ
سامنے کھڑی ہین کہ یکایک فریادی کا غل سُنا زمرد جادو اپنی وزیرزادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ
کرتا ہی کس نے ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جاکر حال دریافت کیا اور فریادیون کو سامنے گنبد کے لائی
ملکہ نے ماجرا پوچھا رعایا نے اسد کے ظلم کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو نام سے حکم
دیا کہ جاکر اس لیٹرے کو پکڑ لائے تاکہ سزا دی جائے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیون کے چلی
اور قریب شاہزادے کے آئی دیکھا کہ ایک جوان رعنا رشک مہ پیر کنعان تخت پر بازار مین بیٹھا ہی
تلوار ہاتھ مین ہی مٹھائی کھا رہا ہی لیکن شعشہ نور حسن سے اُسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہی گلی کوچہ
رشک وادی ایمن ہی ایسا حسن کبھی دیکھا نہ سُنا کہ ؎ سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے +
ایسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا + گلشن جادو دیکھتے ہی اسد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب
تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اسطرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزین چھین کر کھاتے ہو اسد نے اُسکی صدا
سنکر سر اُٹھایا دیکھا ایک ساحرہ ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگائے ساری باندھے جھولی گلے مین سحر کی ڈالے
چلی آتی ہی دل مین خیال کیا کہ مقرر یہ تجھ پر سحر کریگی اور پکڑ لیجائیگی پھر ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ کر تجیے
اور اس حرامزادی کو سزا دیجیے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تو اپنا حال سُنائین اور تمھارے ساتھ
تمھاری ملکہ کے پاس چلین گلشن جادو قریب اسد کے آئی اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ
مرد ہی مجھ پر ریجھا فوراً آکر اسد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلون اور دل مین یہ ہی کہ
ملکہ سے مانگ کر مزے اڑاؤن اپنے گھر لیجاؤن اسد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی
گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پیرہن پھاڑکر اسکے منہ مین ٹھونسا کہ سحر نکرے اور اسی کے دوپٹہ سے مشکین باندھکر
ایک دوکان کے ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا
شروع کی دوکاندار یہ حال دیکھکر دور سے غل مچاتے ہین اسد کو دھمکاتے ہین مگر کوئی پاس نہین آتا ہی
اسد مٹھائی کھائے جاتا ہی آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ سُنکر ہنس دیا اور اپنی وزیرزادی
زمرد جادو سے کہا جاکر اس موئے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا اُسے لاکر یہان پہونچا دے وزیرزادی یہ سُنکر
سحر کرکے اڑی اور آکر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی گلشن کو کھولدیا اور اسد کی گردن
مین پنجہ ڈالکر لے کر اڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسد کو ملکہ حیرت کے سامنے لاکر ڈالدیا اسد نے دیکھا کہ ایک

زن حسینہ لباس پرزر پہنے مسند پر بیٹھی ہی ستر سو عورت سامنے ہاتھ باندھ کھڑی ہی اسد نے منھ اس کی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت اسد کی دیکھکر حیرت مین آگئی اور پوچھا کہ ای گرفتار رنج والم زگل کیکے گلستان کا ہی بیان کیونکر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سُنا فرط حیرت سے سر دھنا اور دیکھکر خواصون سے کہا میرا صندوقچہ اُٹھا لاؤ وہ گئین صندوقچہ جا کر لے آئین ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک تصویر نکالی اور شاہزادہ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی اسد سے پوچھا کہ نام تیرا کیا اسد ہی فرمایا ہان اسد ہی عبد ذلیل خدائے صمد ہی حیرت نے خواصون سے کہا یہ بیشک طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی نام سے نشان اور پتہ ملتا ہی اسے صحرائے طلسم مین پھینکدو اگر طلسم کشا ہی از خود طلسم سے نکلجائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہی تو صحرا مین سرگردان ہوکر جان دیگا یہ حکم سُنکر جادوگرنیون نے کچھ سحر پڑھا شاہزادۂ اسد بیہوش ہوگیا وہ اُٹھا کر صحرائے طلسم مین لائین اور چھوڑ کر چلی گئین بعد لمحہ کے شاہزادہ کی آنکھ کھلی ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اُٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ یہ صحرا ازبسکہ آگین نمونہ بہشت برین ہی ؎ ہر نخل کی شان جیسے طوبے ٭ سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا ٭ سرو شمشاد و قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی ؎

سنبل مین تھا طرز زود زوانب ٭ شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق وہ پھول رنگین ٭ تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوئین جابجا پختہ بنے جنکی چاہ مین باؤلی دوالی ہوشیار ڈالوان ڈول پھرے پڑیان جگت کی ایسی تحفہ کہ انگور کی تاک جو اُنھین جھانکے تو غش کہائے ہر طرف نہرین اور چشمہ جاری لب گردانون پر آنکے گلکاری درخت گلدار بیلا موتیا نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لا لیکے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین نیبو نارنگی ترنجا وے کی کھٹی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل باذلف پریشان کہین سوسن سو زبان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولون کے بھولنے سے اتراتی ؎ ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم ٭ لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم ؎

نہرین تھین لطیف مثل کوثر ٭ لہرین تھین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان ٭ نظارہ تھا جس کا مایۂ جان

جھیلین لہراتین رفتار معشوق کی ادا دکھاتین گھانس کوسون تک ہری ہری اُگی ہوئی تازگی اور سرسبزی بھری ہوئی ہرن بارہ سنگھے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دعا دان کو کلا ہریل بد اکوئل و ہر شاخ

درختون پر جھولا جھولتے نہال نہال ہوکر جھومتے نہرون کے کنارہ قازلبط و مرغابی قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو بھگوتے او صاف کرتے پھریریان لیتے پرون کو اپنے جھر جھراتے سے

چہ دشتے رنگ فردوس برین بود
خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزہ در گل
چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
ز فیض باغبان گردیدہ گل ہا
چو چشم مے پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیون کو گلچینی کرتے پایا پوچھا کہ اے برادران یہ کون مقام ہے اور تمھارا کیا نام ہے گلچینی کرنے سے کیا کام ہے انھون نے کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہے مگر مختصر سا یہ بیان ہے کہ ہم سب اپنے ملک کے شہزادے ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے اس سے پھر کے جا نہ سکے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین پاتے ہین آخر بناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہے یہان ایک شاہزادی رہتی ہے ہر روز گہنا پھولون کا پہنتی ہے اُسکے لیے ہم پھول چُنکر گہنا بناتے ہین خواص اُسکی آکر سر شام گہنا لیجاتی ہے ہمین اسکے بدلے مین کھانا دے جاتی ہے نظر بفضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نہ سکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چُنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی ہوگی اور روٹی ملے گی اسد نے کہا استغفر اللہ مجکو مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہے موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلے گی فاقہ کروگے آپ ہی بناؤگے اسد یہ باتین سُنکر اُنسے ہمکلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی اونچی ہوگئی اور جو میوہ کہ گرا پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہے ناچار بیٹھ رہا یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورنیون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ لے معتقدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو سب آدمی دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھالیا اور انھین ایک نوالہ بھی نہ دیا اسد نے اس رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جس دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک پر آیا ابیات

تاکہ از جیب افق خضر صبح
برتن شب کسوت ظلمت درید
تاکہ کند زندہ دل مردہ را
صبح چون عیسے نفسے برکشید

راس فلک دستہ ریحان رود — سُرخ گل از دستہ گردون دمید

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اُٹھکر فریضہ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون نے آکر سمجھایا کہ ای گل نو رستہ حدیقہ جوانی واے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمھلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر گہنا بنا شام کو بآسایش تمام کھانا کھا ورنہ صحراے طلسم مین بھوکا پیاسا مر جائیگا پانی ملے گا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے کام مین مشغول ہو میرے سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اُٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھدو اور تم چلی جاؤ ان عورتون نے جب اُسے برسر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ یہ موا سنڈا تمہارا کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑے خواصون کو طمانچے لگا مزدور ڈھیکولا تین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اُتر والیے آپ بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے مالک کے آئین ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی افراسیاب جادو مالک طلسم کی ہی کہ افراسیاب نے اُسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار بنایا ہی روز نوروز تخت پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اُس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور بادشاہ مالکان ممالک طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام کرتے ہین چنانچہ ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اسجگہ افراسیاب نے ایک مکان اسکے رہنے کو بنایا ہی ملکہ یہان رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی رہکر ہمراہ اسکی حفاظت کرتی ہی اتفاق سے اُسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر تو ہی کہا حضور ایک قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ گہنا بناتا ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ اسوقت اُسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان قیدیون کو کھانا پہونچا آئین بموجب ارشاد ملکہ محلدار عصا گنگا جمنی لیے کہاریون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی کہا او موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین قضا سر پر کھیلتی ہی کہ تو نے سرکاری آدمیون کو مار کر کھانا چھین لیا اور دیکھو تو ہوا کس ڈھٹائی سے بیٹھا زہر مار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا ہی اسد کو یہ باتین سُنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت دق ہوے ہو انکو بھی مارو اُٹھکر محلدار کو مارنا شروع کیا اور دو دہتہ اور عصا اور ہاتھون کے کپڑے سب چھین لیے کہاریان خوان چھوڑ کر بھاگین اور قیدی سب جا بجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے

پیچھے دوڑا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ملکہ غل سُنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کمسن آفتاب رو خال ہند دچشم یوسف ثانی اُٹھتی جوانی ہو نشہ شراب مین چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار — دو ابرو دو دسر فتنۂ روزگار
بہر خندہ کز لب برانگیختے — نمک بر دل خستگان بیختے

کہاریون کے پیچھے چلا آتا ہی رفتار مستانہ سے خفتگان کو جگاتا ہی دیکھنا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہان ہان ای نوجوان یہ کیا کرتا ہو شہزادے نے نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہا درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اُسکی جادۂ کہکشان فلک کو راستی کا چلن سکھاتی جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پشت جسکے روبرو خود پسند ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان نازنینی نازک بدنی یاقوت لبے صنمے کبک رفتاری طوطی گفتاری شمشاد قدی ماہ رخساری شمس سپہر رعنائی و زیبائی سہ

دو زلفش منزل لہاے آگاہ — دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے — ازان گل تا ابد بیلے دمیدے
دو ابرو بر بیاضِ گردن حور — چو بسم اللہ بر سر سورۂ نور
جفا پروردہ چشم سیاہش — اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد — چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادی سایہ گر بر رُخ ز مویش — نشستی چون رگ گوہر بہ رویش
دہان او شکر ریز تبسم — چو غنچہ گشتہ لبریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولے — در شاداب را ناسفتن اولے
لب لعلش بہ پہنائے کمیدن — ز قن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بلا زو دور — بیاضِ گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش — شکست بندی دہا بدستش
رعونت با خرام او ہم آغوش — ہر آنکس دید او را رفتہ از ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور — ز سر تا پاے او نور علی نور

اسد دیکھتے ہی اس سراپا نور کو نقد حال کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی اور

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لیٹ رہنا اچھا نہیں اپنا مطلب دلی ہم سے بیان کر اس لوٹ مارسے کیا فائدہ
ہو شہزادہ اسکی گہرریزی کلام سے مالامال ہو کر گویا ہوا کہ ای یار دلنواز و ای مایۂ ناز مین اپنی جان سے تنگ تھا
جب باعث اس تنگ کا ہوا کئی فاقہ گزرے تھے کہ مین نے کھانا چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمھاری ظاہر ہوا اسے
مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شاہزادے نے کہا ای ملکہ ہم تشنہ دیدار تمھارے ہین زکوۃ
حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بیغیرتی کا خدا بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم اور سنتے ہو
چلو اپنا راستہ لو اسد نے کہا ؎ خاک ہی اپنی اٹھے تو اس مکان سے اٹھ سکے ✤ ہم جہان چون نقش پا بیٹھے نہ واں
سے اٹھ سکے ✤ ای ملکہ ہم کہان جائینگے تمھارا سنگ آستان ہمارا سر محبت سے مجبور ہر لشہزادی یہ باتین
صحرا مین ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہی یہان نہ ٹھہریے انکو بھی
گھر لیچلیے ایسا نہو کوئی آجائے دشمنون کو پہونچائے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر
ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریب خانہ مین تشریف لیچلیے کھانا نوش فرمایئے دل بہلایئے شہزادہ ہنسکر
ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوئے قریب اس مکان کے آئی اسد نے اس مکان رشک وہ گلستان کو دیکھا کہ
چار دیواری پر اسکے مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی پچی کاری ہی مذہب مطلا ہی در و دیوار کی صفا کے روبرو آئینہ
سکندر کو زنگ غیرت حاصل اور حوالی رنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کرے گرداگرد
تعمیر نشین سطر یا پری کی تصویر بلند قصر تا باوج فلک شاردن کی چمک ؎

طیور وہم بر عمرے پریدہ
ز سنگ انداز او سنگے کہ جستے
بہ دیوارے حصارش نا رسیدہ
پس از فرقے سر کیوان شکستی

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنے کا دیا مسند بزر
بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کرکے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی دو تین سیڑھی پر قدم
رکھا کسی نے اٹھا کر نیچے پھینکدیا پھر قصد کیا ایسا ہی ہوا دو تین بار اسی طرح اسد نے ٹھنی کھائی لیکن کمرے
پر جانہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اوتر کر آئی کیفیت شہزادے کی دیکھی تو ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپنے چلے آنا
کھیل سمجھ لیا یہ کہکر اپنی وزیرزادی ملکہ دل آرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو
اس جگہ حصار سحر کا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جانہ سکے اسوقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے
اور مین اسد کو مکان کے اندر لیجاؤن دلآرام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہ جبین شہزادے
کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھادیا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو مجبر شادملک فی الفور
اغذیۂ لطیف گوناگون اور طعامہائے لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمایئے

اور بعد فراغ تشریف لیجائیے اسد نے کہا ای جانجان تیرے سیب ذقن کو دیکھکر میری پیاس بھوک گئی اب کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہو تمھارا دیدار مدنظر ہو اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام کی سیر کرو خارستان ضلالت سے نکلکر سحر کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادہ کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر جواب دیا کہ سحر کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہو کس لیے کہ ان خداوند کا بڑا نام ہو اسد نے کہا ای ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا نہ پھرتا ملکہ نے جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہو بہت خوش ہوئی اور اسد کے سمجھانے سے لقا پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف ہوے باتین محبت کی کرتے جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی شہزادہ گھبرایا دو سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ اژدہے پر سوار ڈرونی صورت بنائے پیرزال نیلا قچھا باندھے کالی بھرپا اوڑھے بالون کی جٹا مین لٹکائے ہٹی تھیلے ہڈیون کھوپڑیون کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ ننگ خاندان یہ کون ہو جسے تو لیے بیٹھی ہو ملکہ یہ سنکر کھڑی ہوگئی اور کہا ای پھوپھی یہ سقید طلسم بھوکا پیاسا یہان آنکلا تھا مین نے رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسی کا صندل جادو ہو یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب ہو آپ ہی قتل ہو جائیگا لیکن ملکہ کو یہان سے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خیر ہو ورنہ خراب ہو جائیگی یہ سوچکر وہ بھی اسبات پر آمادہ ہو گئی کہ اسکو لیکر وہان سے کسی طرح چلدے بس دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہو طلسم مین تجھے کوئی پوچھتا نہین یہ قیدی اپنا جان بچنا غنیمت جانیگا اسے تو افراسیاب سے مانگ لینا اور مزے اوڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کر ایسی فکر کرکے ملکہ سے کہا کہ مین سامنے جو کمرہ ہو اسمین جاکر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے وہان بھیجدے مین خطا تیری معاف کرونگی ورنہ تجھے اسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لیت و لعل کرنا اچھا نہین صورت پندرہ برس کی حسینہ و جمیلہ جیسی کوئی عورت ہو ایسی بنائی کہ اب جو کوئی اسے دیکھے اسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے اسد سے کہا لو صاحب مبارک ہو پھوپھی جان تمپر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے کیونکہ خدا نے ایسی معشوق طرحدار کہ جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جایئے اسکے ساتھ مزے اوڑایئے اسد نے ان باتون کا ملکہ کو جواب نہ دیا اور اٹھکر صندل جادو کے پاس چلا مہ جبین نے آبدیدہ ہوکر دامن پکڑلیا اور کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے بھلا دی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا

اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پونچھے تسکین دی کہ جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ کے پاس
جاکر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو روتی رہی اور اسد دامن جھٹک کر کمرے مین صندل جادو کے گیا
دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہے سامنے کشتی شراب کی لگی ہے پلنگڑی
جواہر کے پایون کی بچھی ہے اسد جاکر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب بھر کر دیا اسد
نے جام لیکر کہا کہ ای جانمن اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے تسکین دون اور مین
تو تیرا تشنۂ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اٹھا لیا صندل جادو غمزہ کی وجہ سے نہین نہین
کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونون ٹانگون کو بالون سے گانٹھا
صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہے اب مطلب تیرا حاصل ہوا چاہتا ہے مگر اسد نے اس طرح گلے
کو دبایا کہ نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے تھا پھر بھی نہ ہو سکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی
تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اُسوقت وہ صدائے مہیب
آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد کود کر الگ جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد
کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کیا کہکر آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر
کیا کیا دار و مدار کر رہا ہے اس عرصے مین صدا دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اُٹھنے
لگین پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد تھمنے کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو تھا
افسوس ہے کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے نہ چنا تھا کہ صرصر اجل نے گل حیات
کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سُنتے ہی گھبرائی اور دل آرام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا پھوپھی جان کو انھون
نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپ کی محبت مین شہزادے نے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور
اُسے ہلاک کیا ذرا نکلین جاکر دیکھئے تو حال کیا ہے اور کیا گزری ہے ملکہ مع دلارام کے اندر کمرے کے
آئی اسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب
کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ واہ صاحب تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے
کہا کیون ملکہ کیا مین نے اسے جلد جہنم واصل کیا مہ جبین نے کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپ کے دیدے
سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے
ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈال دیے پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے
اسد نے کہا میری جان تجھپر قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ بچون یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ناگاہ لاش صندل جادو کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ اُسمین سے نکلا اور

افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا اودلارام نے کہا اے ملکہ یہ طائر نہین ہے یہ سحر جو صندل جادو کے جسم ناپاک مین تمام عمر کا سمایا تھا وہ نکلا ہوا افراسیاب پاس جاکر اسکے مرنے کا حال کہیگا آپ کے بھی دشمن شکل ماکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہوجائینگے مہ جبین نے گھبراکر کہا پھر مین کیا کرون دلارام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور طلسم سے باہر نکل جایئے اسد نے کہا مین واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب کو طلسم سے نجاؤنگا مہ جبین نے منت کرکے کہا اے دلارام مجکو سحر نہین آتا اگر تجھسے ہوسکے ہم دونون کو بھگا لے چل دلارام جادو نے عرض کیا اے ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کرسکون یا طلسم کے باہر آپ کو لیجاؤن مگر آپ کے کہنے سے مین کمرے کے نیچے اوتر کر ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادہ کو لیکر آیئے اور اس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیئے مین آپ کو لیکر اس شکل سے بھاگون ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطک مارکر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین اسد کو لیکر نیچے کمرے کے اوتری اور پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اسوقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر چلا اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ یہ ماجرا دیکھکر رونے لگین مگر دلارام نے کچھ خیال نہ کیا اور انھین روتا ہوا چھوڑکر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئی اودھر وہ طائر جو کہ صندل جادو کے سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہورہا تھا کہ یہ طائر سامنے تخت کے جاکر گرا اور پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران صندل جادو کو اسد نے قتل کیا یہ کہکر اُس جانور کے مُنھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور پر و دن مین ساری آگ لگی جلکر خاک ہوگیا افراسیاب یہ خبر سُنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوشش ہونے کا حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو کو شہر نایرسان سے بلوایا اُس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی افراسیاب مع تمام ارکان سلطنت واکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین مہ جبین کی حاضر تھین آکر قدم پر گرین کہ ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی کنیزون نے سب ماجرا مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا باہر طلسم کے کیا مجال جو جاسکے اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اُٹھوالون بعد اُسکے اس گیسو بریدہ کو سزا دون یہ کہکر حکم دیا کہ تجمل وجلوس طلسمی حاضر ہو بمجرد حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری وجمشید کا لینے والے حاضر ہوئے فولاد کے سواران طلسمی تپلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع ہوئے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم سے بنابر آئین دین جمشیدی اُٹھائی الغرض جب

افراسیاب نے اس کام سے فرصت پائی باول ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام شاہان ممالک طلسم اس مضمون کے لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین نبیرہ حمزہ اسد کو لیکر بھاگی ہین انکو جہان پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکم نامہ بنام ملکہ مہرخ جادو لکھا مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہی کاہنہ بے بدل ہی ساحری اور نجومی مین بھی لاثانی ہی افراسیاب کی رشتہ دار ہی ذی لیاقت و ہوشیار ہی پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی لیکن جب سے بیٹیا اسکا تشکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق ہوا مہرخ سحر چشم بخوف افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور پشتہ رنگین حصار ایک طلسم ہی طلسم ظاہر مین بود و باش اختیار کی افراسیاب جب حال عشق خوبصورت سے آگاہ ہوا اُسے گرفتار کرکے سحر کرکے ہنڈولے پر بٹھا دیا دریاے خون روان کے اُس طرف ایک بیابان سبزہ زار ہی کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا کرتی ہی اور ترنا اُسپر سے ممکن نہین ہی اور تشکیل جادو کو افراسیاب نے بپاس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑ دیا ہی اس سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا ہی اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہی اور راز طلسم جانتی ہی بارہ ہزار ساحر اسکے مطیع و منقاد ہین پشتہ رنگین حصار مین آباد ہی یہ اُنکی حاکم ہی افراسیاب خوفناک رہتا ہی بظاہر خاطر داری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین مہ جبین کو مثل تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحر چشم کہ نانی اسکی ہی برا مانیگی ایسا نہو فتور کرے اور طلسم کشا سے ملجاے بدین لحاظ پہلے نامہ ہی کو تحریر کیا کہ ای ملکہ مہرخ نواسی تمھاری ہمراہ اسد کے بھاگی ہی باوجودیکہ مین نے اسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال نہ کیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور کرو تاکہ تمھاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے چھوڑ دون اور طلسم کشا کو قتل کرون اگر تمکو اس حکم کی تعمیل مین کچھ عذر ہوگا ملک و مال ضبط کرکے قتل کی جاوگی سرکار کی باغی کہلاوگی یہ مضمون عتاب مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا احترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجاے اور جواب باصواب لاے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت شہر رنگین حصار مین پہونچا خبر اُسکے آنے کی مہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرایا دار العمارۃ مین لائی سامان دعوت مہیا کیا ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ کس سبب سے آپ نے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب کا دیا مہرخ نے جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیمہ تھی آہستہ یہ زبان پر لائی کہ ای زنار جادو آپ ٹھہرے رہین مین جواب نامہ سمجھکر دیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم رہا اِدھر

مہرخ وہان سے اُٹھکر الگ مکان مین آئی ازبسکہ علم کہانت مین دخل تمام رکھتی ہو زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب قاتل افراسیاب ہو طلسم کو
فتح کریگا جو اُسکا شریک ہوگا وہ عزت پائیگا جان بچے گی آبرو ملے گی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا
گھر برباد ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم ساوی سے ظاہر ہوگیا دل سے کہا مہ جبین
تیری نورنظر ہی اُسکی شراکت کر افراسیاب نمک حرام ہی اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہی کس لیے کہ لاچین جادو
جو پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اسکو اُسنے قید کیا ہی اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق خوبصورت
جادو عداوت رکھتا ہی اور اسکی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہی عجب نہین جو فرزند تیرا اس غم مین
مرجائے دنیا سے گزر جائے چاہیے کہ بیٹے اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن
اسوقت سے بہتر پھر کوئی زمانہ نہ ملے گا فال بھی نیک ہی طلسم کشا بھی آیا ہی فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب
مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی ای شاہ جادوان واے شہنشاہ ساحران ایک توقیع
وقیع جہان مطاع نے اس ضعیفہ کے ورود فرمایا سر احقر خاکسار کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت
میری نواسی کے عتاب ظاہر ہوا ہی جان نثارون کو بڑا استعجاب ہوتا ہی یون تو کمترینہ ہمیشہ سے معتوب
درگاہ ہی کوئی نہ کوئی الزام ضرور رہا ہی چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف مدت سے نہین ہی دور افتادہ
بساط غربت خانہ نشین ہی مگر اس امر خاص مین سراسر بیقصور ہی محبت سے بشر مجبور ہی کوئی بشر اپنے نورنظر
کو زیر تیغ نہ رکھے گا خود مریگا لیکن اُسکا مرنا گوارا نہ کرے گا خلاصہ یہ کہ اس حقیرہ سے ممکن نہین کہ مہ جبین
کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور مالک ہین چاہے مجکو سرفراز
کرین خواہ اُسکے عوض سزا دین جو کچھ ہو سکے میرے حق مین قصور و کوتاہی نکرین مجھے نہ آپ سے کچھ سرکار
ہو نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہی زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کے حوالے کی وہ لیکر طرف
افراسیاب کے روانہ ہوا ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار ہونے کا دیا وہ سب
مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے لدے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک
نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اُسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت کے رہتا ہی صحرا لسندی
گھر را معلوم ہوتا ہی بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کردیے ہین وہ بھی صحرا مین رہتے ہین غرض
اسکو اطلاع دی کہ ای فرزند ہم سے اور افراسیاب سے بگڑ گئی تمھین لازم ہی کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے
ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب یا تو افراسیاب کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی
معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائینگے سچ یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین لبریز ہے آج جھگڑا ہی چکا لیتے چلکر اپنا اُسی

وقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر نبی مان کے پاس آیا مہرخ چوبیس ہزار کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ
ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب سے جلا جب عرضی
پڑھی فوراً چند ساحرون کو حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کر لاؤ اور جو اُسکی حمایت کرے اُسے بھی ہمراہ لاؤ اور مین لشکر کشی
کیا ایک عورت پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو بمجرد حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و
اسد روانہ ہوے نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے یکدیگر یعنی اسد و مہ جبین کا سنیے
کہ دلارام جادو اسی طرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکلگئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسی طرف کوہ
لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار دکھائی دیے اسیطرح کوہستان
اور دریاے زخار سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل آئی اُسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد اور مہ جبین
سے کہا کہ پہاڑ پر سے اوتر آؤ وہ اوترے آپ بصورت اصلی بنی اور براہ پوشیدہ پھر ان دونون کو لیکر چلی تھوڑی
دور پر ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ جہان ہر سمت پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اسکے
چشمے پانی کے بہتے تھے نظم پڑی آبجو ہر طرف کو بہے + کہین سرو پر قمریان چہچہے + کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال +
رہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال + ملکہ نے کہا اے دلارام بس جنگل مین کچھ دلآرام پاتا ہے بھوک پیاس سے جی اپنا
دل بیٹھا جاتا ہے ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال پر شہزادی کے رونا
آیا کہ افسوس یہ وہ شہزادی عالیجاہ ہے کہ جسکے ہوادار کا پایہ پکڑ کر ستر ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادہ اطاعت سے
قدم باہر نہ دھرتی تھین آج وہی بیسر و پا صحرا مین رواں دواں ہے نہ ڈنکا نہ تخت نہ چتر شاہی سچ ہے کہ بادشاہ عشق
کی بارگاہ رفیع مین رتبہ شاہ و گدا یکسان ہے اور اسپر بھی دیکھیے جو جان بچے کس جا امان ملے زمین و آسمان دشمن
ہے ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہے افراسیاب جو یان ہوگا ہزارہا ساحر بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے آئینہ
خیال مین جلوہ عروس مرگ دکھاتی ہے مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہے ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے اور مقدر کیا
دکھاتا ہے یہ سوچکر دلارام اُس دشت فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد آسا سر پیٹ کر
رونے لگی اسد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا اے بیوفا ہم نے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج سہل لیا قطعہ

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے — تو تھا یقینا کہ اسکے نیچے کبھی تو روتے کبھی تو سوتے
نہ ایسی گلیون مین تیری خاطر کیے ہین نالے پھرے ہین روتے — خراب و خستہ ذلیل و رسوا نہ تجسے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اسکا کیا گلہ ہے یہی قسمت کا لکھا ہے مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دور ہو اسد
نے کہا اے ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کر لاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا
اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا از بسکہ پیدل تھا اُسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان

جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر لیجائے اور آنکے دشمنون کو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی تو مہ جبین اکیلی رہی اور شہزادے کی تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی

ای فلک کبتلک مجھے دربدر پھرائیگا

وادی غربت مین پھری پہرون ہمین وحشت لیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے
نوبت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویرانکی طرف

ہر دم غم واندوہ سے سو بار مر مر کر جیے
کر یاد با فتنہ دون کی ہم وانکے بہت رویا کیے

اس سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے روانہ کیے تھے انمین ظلمات جادو نام ایک ساحر اودھر نکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ یہ ایسی حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ ہی اور شاہ نے حکم اسکے قتل کرنے کا دیا ہی اسے دھوکے سے اپنے گھر مین لیجاکر سوال وصول کا اگر منظور کرے تو عورت بھی چھبیلی ہی اور مال و زر بھی رکھتی ہی بڑی آسائش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین یہ کوئی گمان نکریگا کہ مہ جبین تیرے یہان ہی بلکہ یہ سمجھینگے کہ اسد بھگالے گیا غرض یہ سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا ملکہ اسکو دیکھکر دل مین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کرلیجائیگا لیکن اُسنے کہا ای ملکہ مین آپکا دوست ہون شہزادہ اسد اور دلارام جادو کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب دوانے کے گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا تھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کرچکا اُسی وقت مکاری سے کہا ای ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف لیگئے اور مجھے اپنا مطیع کیا اب سی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپ کی بلانے کو بھیجا ہی ملکہ نے کہا دلارام آئے تو مین چلون اُسنے کہا مین آپکو پہونچا کر اُسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اُسکے کہنے سے اُٹھکر ہمراہ ہوئی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ مین آیا ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے خلاصہ کلام ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین انھین بلاؤ ظلمات نے کہا مہ جبین لب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون فقط اسوقت دیکر یہان لایا ہون تم میرا وصل منظور کرو تمہاری جان بچے گی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہو گی جب اسد قتل ہوجائیگا اور شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبراگئی اور کہا ای ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کردونگی اور انگشتری الماس چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اسوقت یہ دھمکانے لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین کیا کہ ای خدائے دوجہان وارث مظلومان مجھ مظلومہ کی بر داس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک ساحر خان جادو نام متلاشی ملکہ ناکام اُدھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی کرتے دیکھا اُسنے ڈانٹا کہ او یہ کیا کرتا ہی ظلمات اُسے دیکھکر سمجھا کہ راز تیرا فاش ہوگیا یہ جاکر افراسیاب سے کہیگا وہ تجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہی کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ

زبردستی وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر کرکے مارا کہ وہ پھٹا اسمین سے دھوان نکلا سارے
باغ مین تاریکی ہوگئی دخان نے یہ سحر اُسکا دیکھکر فوراً ایک مشکیزہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُسمین سے
پانی لیکر اور اُسپر پڑھکر اُس تاریکی کی طرف اُچھال دیا وہ سیاہی دھوان ہوکر ایک طرف سمٹکر ہوگئی اُسنے
پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور قطرے پانی کے چنگاریان بنکر اُسکے جسم کو جلانے لگین
آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر خاک ہوگیا صداہائے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم
برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت مٹی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود دخان اُسے قتل کرکے
ملکہ کے پاس آیا اُس شعلہ رو کے جمال سے وہ جگہ سنور پائی اُسکے دل مین بھی بُرائی آئی ملکہ پر ہزار جان سے فریفتہ
ہوا اور دست بستہ ملکہ سے عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر گردن تابی نکرون
اور شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرادون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا نہین ہون
ملکہ نے جب یہ کلام اُس نافرجام سے کہا اے دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی ؎ کلاغ چنگال کرگم درربودے
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ۔ اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر تجکو
زندہ نپائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشا کی ہے مجھسے راضی نہوگی یہ تصور کرکے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ
خود اُسپر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک
مکان کو قتل بھی کرچکا ایسا نہو کہ کوئی وارث آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی
جان بھی جائیگی اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھکر چلی
دونون باغ سے نکلکر صحرا مین روانہ ہوئے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً اسد ہرن کو شکار کرکے وہان
گیا تو ملکہ کو جہان بٹھا آیا تھا جب اس جگہ ملکہ نملی ڈھونڈھتا ہوا ادھر آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک
تیر تاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر لگا پُشت کو توڑ گیا قلابازی کھاکر گرا اور مرگیا غل اور شور اُسکے مرنے
کا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور رو کر سب
ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار
کو پہاڑ کے پتھر سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا آگ نکلی ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی
کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ
نہوئے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ
افراسیاب سے آکر پہونچا اسد اور مہ جبین کو دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاؤگے تم شعلہ جادو یہ نعرہ

اسد مُنکر تلوار پکڑ کے دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسکا نصف جسم غرق ہوگیا
اُسوقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اس ساحر کو دیکھکر ایک
ناریل پتری وار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کا رد ہوگیا اور
پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اڑا کر لیچلا راہ مین اسنے
خیال کیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھ سے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ اُنکے سر کاٹ کر پاس
افراسیاب کے لیچلون اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ انکے قتل کرنے کا
کیا اُسوقت مہ جبین نے رو کر کہا او ظالم پہلے میرا سر تن سے جدا کر تاکہ اپنے مطلوب کو بیجان
نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکار کر کہا
اے نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجکو ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجاے
یہ ساحر ملکہ کی طرف سے شاہزادہ کی طرف پھرا اُسوقت دلارام نے للکارا کہ اے بانی جفا کہان زیبا ہے
کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اسکے ہلاک ہون قبل اُنکے قتل کرنے کے میرا کام تمام کر شعلہ انکے
کلام سے حیرت مین تھا کہ پہلے کسے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ دادرس
غریبان مین بلبلا کر دعا کی کہ اے پروردگار مجکو شر سے اس ظالم اظلم کے بچا

ابیات

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین — رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا — مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی — فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدا کے کشتی ہے نوح کی — حقا جواب ہی نہین تجھسے جلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد — پشّے سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوندا ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین
آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران والی ملک
کوہ قاف کبھی کبھی خیریت اپنے شوہر کی منگاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیے طرف لشکر حمزہ
کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک
ساحر کو درپے قتل پایا ازبسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی پکڑکر سب اعضا اُسکے
توڑ پھوڑ لقمہ بنا کر منھ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جاتا تھا کہ معلوم ہوا دم نکلا دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ
کیسا تھا جسنے معدہ مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کرکے وہ شور موقوف ہوا اسد نے رہائی پائی

دیو نے اگر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپ کی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا پاس امیر کے جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب سرداروں کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گزرا تھا وہ سب بیان کرکے کہا امیر سے کہدینا اور تو نے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے کھلوادین اور ہلاک کرادین لیکن ہمت مردان روزگار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے لڑائین کس لیے کہ جو فعل انسان کر سکتا ہے اُس سے جن بری کیا ہے پھر جنون سے ہنگام جنگ مدد لینا نامردی ہے اگر میری حیات خدا کو رکھنا ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہین اور ہم اُنکو عیاری سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کرکے لیتے ہین دوسرے جنگ بنی بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا اور رسول نے نہین منع فرمایا ہے اب تو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا دیو سلام کرکے اُڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب اُنکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین تینون کی پھرتے ہین غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سنیئے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہبر وبادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا اس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے لمؤلفہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست	کہ جو ایک ہی جام مین کردے ست
بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو	حوالے کر آب ساغر مشک بو
پھرون مست بڑ مارتے ہر طرف	چلین رند بنکارتے ہر طرف
ترے فیض سے ہون مین جادو کلام	فسونساز مشہور ہو میرا نام
وہ نقرے دون مین زاہد خشک کو	چلے میکدے کی طرف مست ہو
سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان	کرون جاکے واعظ سے مکاریان
نہو حرمت دخت رز کا خیال	نہ رند کا قول سحر حلال
ذرا جاہ پھر میکدے کو چلو	کہ راہ طلسمات دریافت ہو

بہ بزم سخن طوطی خوش نوا | بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب و رمز شناسان کلام بے ریو و ریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر نیرنگ
تدبیر معجز نمایان اسطرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کی طرف سرینچکر یون قدم اٹھاتے
ہین کہ جب عیار بے نظیر والا تدبیر ہنر پرور خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور جنکے نام پہلے بیان ہوئے
الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک دوسرے
کا حال جو یہان رہا ساحرون کی صورت بنا کر چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین صحراے سرسبز
دیکھا کسی طرف دریاے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دانگ طلسم پر کے نئے نئے سوانگ ہر طرف
بنگلے ساحرون کے بنے چوکیان جادوگرون کی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ اور پتھر
برستے الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو
آکر پہونچا صحراے عجیب وہان دیکھا کہ گھانس کے بدلے کوسون تک منقش اُگا ہے جنگل سارا
چاندی کا ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھ لیتا ہاے کیا
کرون کچھ بس نہین کیونکر اسے اٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہانتک ہو سکے گھانس یہان کی
کاٹ لون بس ہنسیا زنبیل سے نکالکر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کر دیکھتا جاتا کہ ایسا نہو
کوئی آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش
اے دزد مکار مین تیرے تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اُٹھائی
اور کہا افسوس کیا تقدیر بُری ہے ناچار اُٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ
سارا بدن اُسکا چاندی کا ہے بال سر کے منقش کے ہین اسباب سحر کا لیے کالے سانپ سر سے لپیٹے
للکارتا ہے عمرو اُسے دیکھکر بھاگا اُسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پاؤن عمرو کے زمین مین
چمٹ گئے آگے نجاسکا وہ ساحر تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو
فکر تیری بیشتر ہے مین نے تیری گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ
کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارا ہون مصیبت
کا مارا ہون اُسنے کہا تو مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری دے چکا
ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ اور عیار جو الگ ہین اُن مین سے مہتر قران نے ایک
بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچکر روانہ ہوا جہان یہ ساحر کہ نام اُسکا
مقرنس جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرنس نے

جو دیکھا ایک ساحر جسکے گلے مین سانپ پلٹے ہین ترسول لیے ہے مندرے کان مین پہنے ہے پکارتا
چلا آتا ہے مقرنس ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چور سے جب تک مال میرا نہ قبول کرا لیجے
اسوقت تک قتل نہ فرمائیے یہ میرے گھر سے سارا اسباب اُٹھا لایا خبردار اسباب تو درکنار دیکھیے یہ
موتی اکیلا رہگیا اسکی جوڑی کا یہ چورا لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرنس کو دکھایا
یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تحفہ نایاب چیز پائی ہے ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم
کہان سے لائے اُس ساحر نے کہا مین کوہ مروارید پہ رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے سامری
کی زمین مین پیدا ہوتے ہین یہ اُنھین موتیون مین سے مین نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ
چورا لایا دوسرا میرے پاس ہے لو دیکھو یہ کہکر مقرنس کو موتی دیا اُسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور
بڑی تعریف کی اُس ساحر نے کہا بھائی اسکو ذرا منھ کی بھاپ دے لو پھر اسکی چمک اور آب وتاب دیکھو مقرنس
نے اُس موتی کو دہن کے قریب لاکر منھ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے اس
طرح سے دھوان اُس مین سے نکلا مقرنس کے دماغ مین منھ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر
کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا نعرہ قران سریع السیر چون باد
بہاری * جہان سر بہنگ در خنجر گزاری * بہ میدان اژدر آتش فشانم * منم مہتر قران شیر زیانم * یہ نعرہ کرکے
ایک بغدہ مارا کہ مقرنس جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل جاندی کا سب مٹگیا بیابان
ہول خیز دکھائی دیا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا اور عیاری کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب
حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمائیے کیا ارادہ ہے چلنے کا قصد کدھر ہے عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا
صلاح ہے تم اپنی راہ لو خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ
مقرنس جادو سحر کے طائرون نے افراسیاب کو پہونچائی اُسنے فی الفور دستکدی ایک پتلا فولاد کا پیدا
ہوا اُس سے کہا یہ نامہ میرا مہتاب جادو کے پاس بیابان رخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان
رخشان مین پاس مہتاب کے گیا نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرنس
کو مار کر تمھارے جنگل کی سرحد مین آئے ہین اُنکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دے کر چلا گیا لیکن
افراسیاب نے مقرنس کے چند عزیز ساحرون کو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرنس کی اُٹھاؤ اور قاتل
کی اُسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ ہوئے اور بعد لاش اُٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مہتاب
جادو کو جو پتلا نامہ دے گیا ہے اُسنے بنا بر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اسے خوب آراستہ کیا
فرش مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پہ لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند ساحر

دروازے پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک چاند کاغذ کا کتر دروازے پر اُس مکان کے لگادیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چاند ماہ فلک کی طرح روشن ہوا مہتاب کمرے مین مکان کے بیٹھکر مے نوشی کرنے لگا پھر اُسکے خیال مین آیا کہ عیار بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی صورت بنکر عیار آئین پہچان لیے جائین یہ سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ سب زندہ ہوکر اُڑین اور کمرے کی کانس پر جا بیٹھین خاصیت انمین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے ایک چڑیا کانس سے اُڑکر زمین پر گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور چڑیا جلجائے پھر جب اور کوئی آئے دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جلجائے اسی طرح اب جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتلادینگی یہ سحر بناکر مہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ عیار جنگل مقرنس جادو کاٹکر کے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہے اور چاند بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے ماند ہے دروازے پر ساحر بیٹھے ہین کڑھاؤ چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری کی توصیف مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہین انکو چلکر ہلاک کر اس صحرا کو اُنکے جسد ناپاک سے پاک کر یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نے نواز جادو کہتے ہین اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سُناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح لحن دلکش ایک تان لگائی کہ مہتاب اندر کمرے بیقرار ہوگیا اور دروازے سے کمرے کے سر نکالکر ساحرون سے کہا کہ اس گانے والے کو یہان لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کانس سے گری اور پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سُنا کہ چڑیا نے نام تیرا بتا دیا فوراً گلیم اوڑھکر نظر سے غائب ہوگیا مہتاب نے دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سُنکر چھپ گیا تم سب جا کر بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوئے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی شخص آئے اُسے گرفتار کرلین گے خلاصہ کلام یہ سب بہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت دریافت کرکے اس جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے اُنمین سے برق فرنگی نے زنبیل کی صدا سنکر آپ کو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا اے فرزند مین مناسب جانتا ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کی طرح بناؤ اور یہ سامنے مکان بنا ہے ساحرون کا مجمع ہے اس طرف جاؤ وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کس لیے کہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور اپنے جانے کا سب حال کہا اور کہا جب تم پکڑ لیے جاؤ گے ساحرون کو اطمینان ہوجائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کرلیا ہے پھر مین جاکر عیاری کرون گا

اور تجھین چھوڑ دونگا برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو عمرو کی طرح بنایا اور ساحرون کیطرف روانہ ہوا جب
قریب اُنکے پہونچا وہ تو شور وکر ہی چکے تھے کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کر لیا اور شور وغل جو اُسکے قید کرنے سے
ہوا مہتاب نے کمرے پر سے پوچھا کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانئے کون ہو ہم تو جانتے ہین عمرو ہو مہتاب نے کہا یہان لاؤ
مین پہچانون برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا گر کر بکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون
عیار تیرا نام برق ہو اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہو ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہو برق نے کہا بھلا میرا
نام برق ہوتا او مین اپنے تئین عمرو بتلا کر کیون مبتلا کرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین
دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی
اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین بچائیگا نہ کہ اور گنہ گار بنائیگا یہ خیال کرکے
کہا اچھا اے عمرو تو نے اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا
ہوتا آپ سحر سے دریافت کر لیتے آپ کو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا
تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر نے جو نام تیرا خلاف بتایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہو برق
نے کہا میرا اصلی نام برق ہے اور مشہور عمرو ہو مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین
اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی درست ہے مگر ایک امتحان اور کر لون کہ تصویر عمرو کی میرے
پاس شہنشاہ نے بھیجی ہے اُس سے تیری صورت ملا لون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکالکر مطابق کی
کچھ سر مو عمرو کی صورت مین اور اُس قیدی کی شکل مین فرق نپایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت
خوش ہو کر ایک طرف بند ھوا دیا لیکن اب حال عمرو کا سُنئے کہ جب برق گرفتار ہو چکا اور اُنھون نے
دور سے یہ سب ماجرا دیکھا پس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنائی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھکر
فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹکر ہلال ہو جائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری
کہنا خطا حسن ایسا کسی نے دیکھا نہ سُنا شوخی دگر شمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی
چودھوین رات کا چاند تھی بلکہ چاندکی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ
کشور چین سے چشم تھا دوست یا آہو ست یا صیاد خلق ٭ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلا ست این ٭ لب
لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندری دندان سلک گوہر سے تیرے دندان لب نے کر دیا
بقدر عالم مین ٭ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو ٭ بازو دو قوت بازوے ناز و ادا کلائی بلورین جسکے
دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ہے یہ اُسکے ہے
ساعد و نکا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ٭ نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا ٭ سینہ

گنجینۂ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول ے سوہن موہن من ہرن کنچن برن اڈول ٭ کروے کرارے چکنے اونچے گورے گول ٭ بلکہ فرد حسن روز افزون نے گنجائش نپائی سینے مین ٭ بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان ٭ اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے بیت ہے نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ٭ گرداب یم حسن مین ہر ناف نہین ہے ٭ ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سر بزانو رہین لاکھ فکر کرین مگر اُسے نپائین ے لے سر سے تا بناف تو تھا نور کا بدن ٭ رانین بنائین گوندھ کے میدا انتہاب مین ٭ پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو معلوم ہوتا تھا ے صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ٭ پاؤن صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ٭ الغرض اس حسن وجمال سے اپنی صورت کو آراستہ وپیراستہ کیا ے زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم ٭ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ٭ لباس سرخ سونے کا زیور اپنے قد زیبا پہ مزین وتجلی کیا کنگنا کلائی مین باندھا اور پیراہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام رخ انور پہ بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار زار مانند ابر نوبہار کے روتا ہوا عمرو روانہ ہوا اور جہان مہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین رونا شروع کیا اور شور وفریاد بلند کر کے شکوۂ فلک بے مہر اور مذمت دنیاے فانی کرنے لگا نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
نہین دُنیا مقام آسائش
کہین جو تھی ہے اور جالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالیٰ ہے
ہے یہ دنیاے دون کا سررشتہ

بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی خنا بندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار واے گردون ناہنجار یہ تو تو بتا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جسکے بدلے اور بادا اشش مین تو نے مجکو یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس ے جو گل نہ کھلنے پاے تھے پھول انکے ہو گئے مسند سے وہ اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ٭ اسطرح پہ تڑپکر اور بلبلا کر عمرو رویا کہ دل سنگ آب ہو گیا اور شور وا مصیبتا کان مین مہتاب جادو کے پہونچا اُسنے جھاڑی کیطرف جو نظر دیکھا ایک عروس شب اوّل کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہو خسوف کے رنج ومحن مین مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہو دشنۂ غم سے سینہ فگار ہو سر کے بال پریشان مین تنہائی کے عالم مین اپنے حال پر گریان ونالان ہو مہتاب اُسے دیکھکر درپے حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلداری تمام بلاو ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ تار گل اندام ساحر انکو دیکھکر گرتی پڑتی اورطرف چلی ہر چند منت سے کہا کہ ہمارے مالک تمھین بلاتے ہین مگر اُسنے کچھ جواب نہ دیا ساحرون نے اگر مہتاب سے اسکے سماعت نکرنے کی حقیقت کہی یہ اُس رشک وہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اُٹھکر چلا اور جھاڑیون کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان وخیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑلیا اور اُسکے روے زیبا وسراپاے خوش ادا کو

بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چکا چوند سے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت　　ہر چین تھی موجۂ لطافت
بینی کے قریب کب تھے ابرو　　شہباز نے وا کیئے تھے بازو
آنکھین اُستاد سامری تھین　　نشے مین شراب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُن مین سرمے کا تھا　　بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی توت جاتی رہی جی سنسنا گیا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار ہے کیا تجھے آزار ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سُنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اس طرح پھوٹ کر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور تسکین کرنے لگا اسوقت اُس عاقلہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون ع
چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ جنکے ہم طالب دیدار ہین انکی صورت زیبا ملک عدم مین جا کر دیکھین گے ہائے وہ ہمین چھوڑ کر پیوند خاک ہوے مین اُنھین ابھی طرح جی بھر کر دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیت انکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانیوالے ٭ گور مین سوتے ہین پہلو کے سُلانیوالے ٭
یقین ہے کہ ہماری قبر پہ بس مردن نرگس آگے گی یہ کشتۂ انتظار کا نتا ئیگی غزل

ہماری قبر پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار　　اُٹھو اُٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے　　رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہانگ بلند　　عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل　　ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر ایک آشنا کی تربت پر　　جو دیکھتا ہون کہ اک سمت کو ہے نرگس زار
سوال اُس سے کیا مین نے ایگل نرگس　　تو سرنگون ہے بھلا کس لیے بخاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا　　عزیز تجکو تو نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین　　سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گذار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے　　کہ زیر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

اے عزیزہ مین ایک ساحر جلیل القدر کی بیٹی ہون کہ نام اُسکا عجیب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اُسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پر آغاز نہ ہوا تھا

عین شباب وجوانی کے دن تھے مرنوالے بہت کمسن تھے جب میرے باپ نے ماجرا اُسکی محبت میرا نسبت اُسکے سنا مجھے
اُسکے ساتھ منسوب کرکے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس روز میری برات تھی اُس روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت
سے فریفتہ تھا اور مین اُسکے قبضہ مین نہ آتی تھی میری شادی کی خبر سُنکر رات کو مع دس بیس قزاقون کے آکر
کودا میرے شوہر کو کہ ہنوز اُسنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سب کو
قتل کیا مین اُسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب کچھ عرصے کی اس جہان فانی مین
مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی **مہتاب جادو** یہ قصہ جانکاہ سُنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین
اُس غنچہ دہان کے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مر گئے اُنکا غم تا کجا ؎ کسی کی مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز ٭
بہت سا روئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین ٭ اب تمھین لازم ہے کہ میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدم مسرت لزوم سے
چلکر آباد کرو اور عمر عزیز بمصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کرو ؎ بیت دگر نہ تو رُک رُک کے مر جائیگی ٭
اسی طرح جی سے گذر جائیگی ٭ مین بھی **افراسیاب** کا مصاحب ہون مالک طلسم صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اپنی طرح
رکھونگا ورنہ ؎ یہ حسن وجوانی اور اُسپر یہ غم ٭ ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم ٭ اُس نازک بدن نے یہ باتین سُنکر کہا
کہ مین شوریدہ سر وبخت کیسے یہان رہنے کے قابل ہون **فرد** درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منی را ٭ افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را ٭
مہتاب جادو نے بہت قسمین دین اور پاؤن پر سر رکھا منتین کین اُس سراپا ناز نے کہا بھلا صاحب تمھارا نام
کیا ہے کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے اُسنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہین یہان سے سرحد کوہ لاجورد تک کے ساحر
میری اطاعت کرتے ہین اس قمر پیکر نے جب نام اُسکا سُنا کانون پر ہاتھ رکھے کہا مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون
کارخانہ سحر کا دیکھکر میرے دم پر بنتی ہے ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہین جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب
جی چاہتا ہے مرد بنجاتے ہین **مہتاب** نے یہ کلام سُنکر دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب
سارا فوت ہو گیا کہا اے دلدار مین تیرے نثار کبھی تیرے روبرو سحر نہ کرونگا اور مین ابھی کمسن ہون مین سو پچیس برس
کا سن رکھتا ہون اس غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نہ کرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی
اس قول سے نہ پھرونگا اُسوقت یہ محبوبہ **مہتاب** کے ساتھ ہوئی اور وہ لیے ہوے اُسی مکان مین آیا جیسے ہی اس گلفام
نے اندر کمرے کے قدم رکھا کانس سے ایک چڑیا اُڑی اور زمین پر گر کر پکاری **عمرو** آیا اور چلگئی **مہتاب** نے اپنے دل مین
کہا مین **عمرو** کو ایکبار قید کر چکا ہون تصویر ملائی وہ بھی مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہے ادھر تو اسنے یہ خیال کیا اُدھر
اُس معشوقہ نے کہا اسی باتون سے مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون سحر کے سبب سے میری جان جائیگی **مہتاب** تو فریفتہ
ہو رہا تھا کہنے لگا اے جانمن یہان عیار آتے ہین مین نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین اسنے
کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا مجھی کو عیار بناتی ہے اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون ایسا نہ ہو مین تمھین مار ڈالون یہ کہکر

اُٹھکر چلی مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا ایک چڑیا گری اور پکاری کہ عمرو آیا اُس نازنین
نے کہا اے مہتاب اب کون شخص غیر آیا جو اس چڑیا نے تجھے آگاہ کیا مہتاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین کچھ فرق
پڑگیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو مین اس سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیان زمین پر
گرکر جل گئین کہا لو اب بیخوف ہوکر بیٹھو عمرو مسند زرین پر بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی برق
نے پہچانا کہ یہ عورت نہین ہے اُستاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد
اُسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اس غنچہ دہن نے کہا مین نے کئی دن سے شراب نہین پی حواس میرے
درست نہین ہین اب نہ مجھے بھوک ہے اور نہ پیاس ہے شراب کی تلاش ہے اپنا یہ تکلف دعوت موقوف رکھو اور ایک
جام شراب مجھے دو قطعہ نہ مجھے تخت دو چتر وافسر دے * نہ مجھے دولت سکندر دے * جام جم رکھدے طاقت کسرے پر *
میرا چلو شراب سے بھردے * مہتاب نے اُسیوقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جس قدر دل چاہے پیو اس
گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے اُسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصے سے نہین پی پہلے تم پیو اُسنے کہا
مین بھی پیتی ہون تم تو پیو یہ باتین ہوتی تھین کہ وہان افراسیاب کو خیال آیا مہتاب کو مین نے لکھا تھا
اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اُسنے گرفتار اب تک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید سامری دیکھا اُسکی
کیفیت دریافت کرون بس کتاب اُسنے دیکھی تو ظاہر ہوا عمرو عورت بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اُسے
قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا زمین سے نکلا اُس سے کہا جلد جا کر مہتاب سے کہدے
کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے عمرو ہے اور جو بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونون کو پکڑ کر بھیجنا کہ میرے
پاس لاے پتلا یہ حکم سُنکر چلا اور یہان عمرو نے مہتاب کی آنکھ بچا کر تھوڑا سا سفوف بیہوشی مُنھ مین رکھ لیا تھا اور
جام شراب مین بھی بیہوشی ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ آفت
آئی اس عرصے مین پتلا زمین سے فرستادہ افراسیاب نکلا عمرو اُسے دیکھکر مہتاب کے اوہی کہکر لپٹ گیا اُسنے
کہا دور ڈر نہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر مُنھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکی ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور
مہتاب بیہوش ہوگیا ادھر پتلے نے کہا اے مہتاب یہ عمرو ہے حکم شہنشاہ ہے اسے گرفتار کرے ہر چند پتلا پکارا
کیا مگر مہتاب بیہوش ہو چکا تھا سُنتا کون ناچار پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو
نے پتلے کو آتے دیکھکر جال الیاسی اسپر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو
کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دار وگیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم مہتاب کے جو چند
ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا عمرو اور برق نے نیچے اتارے کہ گردن کٹ
گئی اور زیادہ شعلے اُٹھنے لگے بہت سے جل گئے جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم

اندر کیا آفت ہے الغرض بعد کچھ دیر کے وہ آفت دور ہوئی عمرو نے چیلے کو جال سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اُس سحر سے
افراسیاب سے کہدینا کہ بدولت واقبال تجھے عنقریب قتل کیا چاہتے ہین چیلا یہ حال سُنکر جال سے چھوٹتے ہی بھاگا اور
عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال واسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر صحرا مین آیا برق نے کہا اُستاد
فرمایئے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پڑا آنا برق سلام کرکے ایک سمت جست وخیز کرتا ہوا روانہ
ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن چیلے نے خبر مرگ مہتاب جادو افراسیاب سے جاکہی اور اپنا جال مین گرفتار ہونا
جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب کو یہ حال سُنکر غیظ وغضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ کر لاؤن
اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا حضور کو مناسب نہین
بہت بندگان حضور ایسے ہین کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہین چہ جائے کہ ایک عیار اُسکی کیا حقیقت ہے آپ ایک
طلسم مین کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر برگرفتاری عمرو روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ وقطع سے سامنے آئین
وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرے افراسیاب عرض اُنکی سُنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین اور بنگاہ غضب
باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا وہ چمن اُسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اُس آگ کے اندر غائب ہوا
بعد لمحے کے جو بر آمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ مین تھی اُس تختی پر ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ ؎
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری ٭ ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری ٭ افراسیاب نے دستک دی زمین
شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا نہایت کریہ منظر بدہیئت تھا اُسے وہ تختی اُس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ
ہو عمرو عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل مین ہے اُسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اُسکے پہچاننے کو یہ تصویر دیجاتی
ہے جو شخص تجھے راہ مین ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو شکل عیار تبدیل کرکے آئیگا اور
اُسکی جو صورت کہ اصل مین ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہو جائیگی اور اگر وہ عیار نہوگا تو یہ تصویر جیسی اسوقت عورت کی ہے ویسی
ہی رہیگی غرض آذر جادو وہ تختی تصویر کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل مین پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو
بھی اُس جنگل مین ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہ رہا تھا کہ اے عمرو دیکھیے انجام کار یہان آنے کا کیا ہوتا ہے لاکھون ساحر
موجود ہین کہانتک قتل ہو سکین گے مقدمہ طلسم ہے نہین معلوم لوح طلسم کہان ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا ہے
زندہ ہے یا مر گیا اس سوچ مین عمرو بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کنان دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو
نے دل سے خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیے جو ساحر کم ہو وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر چلا
اور آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر مہیب صورت کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے ہین چلا آتا ہے آذر جادو
خود قریب اُسکے آگیا اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتایئے آذر نے نام اپنا بتا دیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے آیا ہون
عمرو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون مہتاب جادو کا عزیز ہون جیسے خبر اُسکے مرنے کی سُنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہون آذر

بولا کہ چلو ہم تم چلکر فکر کرین عمرو اُسکے ساتھ ہوا اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذر جادو کو خیال آیا کہ شہنشاہ نے کہدیا تھا کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر کو دیکھ لینا یہ سوچکر اُسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت اصلی عمرو کی پیدا کی تھی کہ تو تڑی سا سر زیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان کلیجہ کیطرح گال تاگا سی گردن رسی کیطرح ہاتھ پاؤن نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی عیار ہے کہ مکاری سے صورت اُسنے جادوگر کی بنائی ورنہ اصل صورت اُسکی ایسی ہے جیسی اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی رہی اور ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکالکر عمرو کے ہاتھ باندھے اور لے کر چلا عمرو نے ہر چند کہا کہ اے برادر مجھکو کیون بلا سبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھسے عیاری کرتا ہے تیرا ہی نام عمرو ہے مجھے تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچے تمہین معلوم ہوتے کوئی دم مین جہنم رسید ہوا چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہے کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا مین سبکو قتل کرونگا تیرے دھمکانے سے نہ ڈرونگا غرض عمرو کو لیکر چلا اُدہر سے ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ استاد کو کوئی ساحر پکڑے لیے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ اہیر گائے بھینس چرا رہا تھا اُسکے سامنے صورت بدلکر آیا اور کہا دیکھو جھاڑی مین بھیڑیا بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے اہیر گھبرا کر جھاڑی کیطرف دوڑا ضرغام نے پشت کیطرف سے کمند ماری حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوئے منہ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین مین گرا کر بیہوشی منہ پر ملدی اہیر بیہوش ہو گیا کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھکر مرزئی پہنکر اُسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ چرانے لگا اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس عرصہ مین آذر جادو مع عمرو یہان آکر پہونچا چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور کا چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس لوٹا اور دوڑی ہو تو پانی لاکر مجکو پلا دے اہیر نے کہا گسیان تم گام سے چلے آتے ہو کہو تو دودھ دوہکر لاؤن وہ پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکار کر پاس بلایا اور دودھ دوہا اور پیتل کی لٹیا مین بھر کر بیہوشی ملا کر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ مہتاب کو دو عیارون نے ملکر مارا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو دیکھ لو یہ سوچکر تصویر کو دیکھا اُسکی صورت بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا ہر چند ضرغام نے کہا کہ مین اہیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالایق تو بڑا مکار ہے مین خوب پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اُسمین اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر آذر جادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار سب طرف پھیلے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا ہون لازم ہے کہ اب جو راہ مین ملے بغیر تصویر دیکھے اس سے بات نہ کرون یہ تہیہ کر کے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب

مصروف ہین اور دم بدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کرلیتا ہے انمین سے برق نے ایک جگہ
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہے دیکھکر پہاڑ کے درے مین بیٹھکر لنگا پھریا اور سب سامان عیاری
کسوت سے نکالکر صورت اپنی زن مہ جمال کی بنائی ہاتھ پاؤن مہاور سے رنگے پور پور چھلے پہنے ع ہاتھون مین وہ
پور پور چھلے ۔ تھے جیسے بجون طپان مچلے ۔ لنگا لنگام کا بناچری سرخ رنگی اوڑھی سیندور مانگ مین بھرا پٹیان پار کے
کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور جھیکا ماتھے پر لگایا جھلے اور تریکیان کانون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پاؤن مین کڑے
اور دوسون پیر کی انگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی ہاتھ مین لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے
کلاونت ہوتی ہے مگر وہ حسن وجمال رنگ و روغن عیاری سے درست کیا **کبت** سندر روپ سروپ مہا من یون لکیے
جیسے آنکھون مین لیجے ۔ جیون مور سو جیون کے چھب دیکھے وکی چھب دیکھے ہی چھپے ۔ پان کھوات سہار او سارس
چاہت تو چیند رکو ندیجے ۔ اٹک اور بناؤنے نہ بنے ٹھک بیٹھے ہی کمد کو دیکھا ہی کیجے ۔ الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ
نکالے ہاتھ مین بوتل شراب کی لیے اٹکھیلیان کرتی طرف آذر جادو کے چلی ع وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی ۔
قیامت جلو مین چلی آتی تھی ۔ آذر جادو کے سامنے جب ہو کر نکلی اسنے دیکھا ایک مہ پارہ حسین شوخی وناز وادا
بھری ہے رشک وہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پاؤن سے ملتی آتی ہے ع

ہے نام خدا او چھرے کچھ زور وتماشا — یہ آپ کی رنگت
گات ایسی چھبن قہر بھین اور جھگڑا — اور اسپہ ملاحت
جادو ہے نگہ چھب ہے غضب نور ہے مکھڑا — اور قد ہے قیامت
غارتگر دین وہ بت کافر ہے سراپا — اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مائل ہوا اور کہا بی کلاونت ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب دیتی جاؤ
اس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹا کر مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب
بکاؤ نہین ہے آذر جادو نے جب اسکے رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش
کھو یا کر مطلع ۔ چشم تو افتاد وجودم حک شد ۔ ہر چیز کہ در کان نمک رفت
نمک شد ۔ آذر جادو قریب گیا اور کہا کہان جاتی ہو اس غنچہ
لب نے متبسم ہو کر کہا جہان میرا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو
کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنسکر باتین کرتی ہے معلوم
ہوتا ہے کہ راضی ہے یہ سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا اسنے ہان ہان کرکے کہا دیکھو
کوئی آجائیگا مین بدنام ہون گی تمھارا کچھ نہ جائیگا آذر جادو نے کہا

ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دونوں بیٹھیں شراب پئیں دو دو باتیں کریں پھر چلی جانا جلدی کیا ہی ہمارے تمھارے ملاقات ہو جا ئیگی ہمیشہ اطاعت کرونگا جو کچھ کہا ؤنگا وہ دونگا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والون سے کرو کیا میرے خاوند نہین ہے مین ایسے راہ گیرون سے بات نہین کرتی آذر منتین کرنے لگا پانٔون پر سر دھرنے لگا کہا مین اسی طلسم مین رہتا ہون مسافر نہین ہون مصاحب افراسیاب ہون اس مہوش نے کہا تم کوئی ہو مین ایسی شوخ دیدہ نہین ہون جو یکایک مردون کے دم پر چڑھ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر مین عمرو اور ضرغام بندھے تھے اُسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن کو گود مین اُٹھا کر چلا وہ نہین نہین کیا کی اُسنے درخت کے نیچے لاکر اُتارا اور کمر سے اپنی چادر کھولکر بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھپر جاتی ہے تو میرے پہلو مین بیٹھکر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ شعر ہم آزما چکے ہین بہت سرد و گرم عشق ؎ اسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو ؎ آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منھ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہا بس بس مجھ سے ایسی باتین نکرو یہ مُنھ دیکھے کی محبت ہے مردون کی ذات بیمروت ہے خیر اگر مجھ سے دارومدار منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نکرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا اُسنے جب جام ہاتھ مین لیا خیال آیا کہ تونے تصویر کو نہین دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھ لے پھر اس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اسنے صورت اصلی برق کی پیدا کی تھی آذر جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری اڑگیا اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اُسنے اسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا عیارون نے تار باندھا ہے کہ قدم قدم پر آکر دھوکا دیتے ہین عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا بچ بھی جا ئیگا کوئی آن مین قتل ہوا چاہتا ہے آذر خوفناک ہوا مگر ان تینون عیارون کو لیکر چلا دورسے جانسوز نے دیکھا

پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل مین کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز و آراستہ پھولوں سے بھرا ہوا

عجب باغ تھا رشک مینو سواد — اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار — کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

آذر جادو ازبسکہ تھکا ماندہ تھا اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن مین ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ مین جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی بیلچہ ہاتھ مین لیا قینچی درختون کی سرتراشی کی پٹکی کمر مین ٹکڑی پھول جھولی مین بھرے اور باغ مین آیا جنگل سے ایک درخت کھود لایا اسے چمن مین بویا آذر جادو سمجھا کہ یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس جاکر کہا اے مالی یہ باغ کسکا ہے جانسوز نے نام بناکر کہدیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم مین ہزارہا ساحرہ رہتا ہے کوئی بنفشہ بھی ہوگا یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گجرے بناکر ٹوکری مین لگائے بیچ مین اُسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ روپیہ انعام دیا ڈالی سے میوہ نکالکر چاہا کھاؤن پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھون تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنگئی تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی زنجیر سے باندھکر مارے خوف کے اُس باغ مین نہ ٹھہرا ان سب کو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ مین کہین مخفی ہوکر بھیجون اور عرضی شہنشاہ کو لکھون کہ مجھے عیارون نے گھیرا ہے چار کو تو مین نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہین حضور ساحرون کو میری مدد کے لیے بھیجین اور ان قیدیون کو منگوالین کہ مین انکے سبب سے اُڑکر نہین چلسکتا اگر اکیلا ہون تو اُڑکر بذریعہ سحر آپ کی خدمت مین آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہرون لیکن ابھی بازنظر کردہ شاہ مردان علی مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر اُستاد کو مع تین عیارون کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری مین غوطہ زن ہوا اور گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران چار یہ عیار پے درپے واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہوا جو گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسکے پاس ایسا سحر ہے کہ جو اُسکے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منھ سے بولو نہ اسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا آخر گل مراد سے دامن بھرکر اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کم اُدھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیان جلدی جلدی کاٹ کر چار طرف ستون بنائے اور چھت پر ٹٹیان بچھادین اور ساری چھت پر بلیدار درخت کی بیل چھادی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اس منڈھی کے دروازے پہ سیلی تاگے لٹکنے لٹکے سے درست ہوکر تہمد باندھکر الف ازاد ی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹیکا آگے کے رکھلی گرم اپنے لکڑیان بڑی بڑی سلگا دین اور دو دافع بیہوشی روئی مین بھرکر نتھنون مین رکھی کہ دھوان تاثیر نہ کرے سیر دن بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دھوان چار طرف پھیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصے کے آذر

جادو چاروں عیاروں کو لیے آگے پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج مین جھوم رہا ہو ٹھیک کھی ہو دھونی رمائے ہو دسینا ٹھیک مین گھر سا ہو مسند مٹھی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہو آسنی بچھی ہو سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہو زیل دھرا ہو تپستی معلوم ہوتا ہو آذر جادو نے یہ دیکھکر آگے بڑھ کے پالاگن کی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا باباجی کچھ اشیس دیجیے عیار میرے فراق مین پھرتے ہین مین کھیم کسل سے افراسیاب کے پاس پہونچ جاؤن اس فقیر نے یہ باتین سنکر اسکی طرف بنگاہ قہر گھورا آذر نے دیکھا کہ آنکھین لال لال ہین مارے خوف کے بیٹھ گیا یہان تک کہ خوب دھوان بیہوشی کا اسکے دماغ مین پہونچا اسوقت فقیر نے کہا او نالق مین بھی عیار ہون تجھے قتل کرنے یہان بیٹھا ہون آذر یہ کلام سنکر گھبرایا اور چاہا کہ اٹھکر پکڑلون بیہوشی دماغ مین پہونچ چکی تھی اٹھتے ہی گرا قران نے اٹھکے بنداما راکہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے برفباری سنگباری ہونے لگی ہول خیز صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آذر جادو بود سر سے اسکے ایک طائر خوش رنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار رہا ہوئے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور عمرو بھی بطور مخفی چلا اس عرصہ مین رات ہوگئی کہ مسافر چرخ مطرے مغرب مین جاکر فروکش ہوا اور سیارہ دشت فلک رفقاے ثوابت انجمن سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوئے طائران دشت بسیرا درختون پر لینے لگا ابیات

شب چو سراپردہ ظلمت کشید　　مہر فلک شد ز جہان ناپدید
زنگی شب برمہ و براختران　　خندہ زنان دست بدندان کشید
از چمن طائر نیلو فرے　　نسترن و نرگس و گل بشگفید

عیار سب درہ ہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوئے کسو تہائے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی جھرنون سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سور ہے لیکن عمرو نہین فاقہ سے درہ کوہ مین ٹھہرا دل سے کہا زنبیل سے روٹی نکالونگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہو کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہو رات کا وقت ہو کہین جا بھی نہین سکتا دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خراب صبر کرون بھوکا سور ہون غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اٹھکر درختون کے پھل توڑے اور کھائے زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دور کیا اور لیٹ رہا مگر وہ طائر جو سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ ای بادشاہ طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصہ کے ہونٹھ چبانے لگا اور ایک ساحر

ارماق جادو سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہی اُٹھاکر دفن کردینا اور جو تصویر کہ مین نے اُسے دی تھی واسطے گرفتار کرنے عیارون کے وہ اسکے پاس ہوگی اُسے لاکر مجھے دینا مین صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارون کو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہوگئی ہی تم بھی جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کرکے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش وآرام ہوا اور ارماق وہان سے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اُسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب کو دی اس عرصے مین رات تمام ہوئی ساحر مشرق جھولی زر تار شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب — شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ — یافت زانوار فلک انقلاب
صنعت مشاطۂ صبح سفید — باز کشود از رخ زنگی نقاب
جوہری چرخ جواہر فروش — کرد عیان دانۂ در خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوے کمر ہمت چست باندھکر اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین جاکر سر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرون کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہوے قریب دریاے خونزوان پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحراے نرگس زار تک اسد اور بہ جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ مین چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ وہین مہرخ بھی آتی ہی اور عیار بھی آتے ہین ہی سب کو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی خاک اُن ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہی جس ساحر پر تھوڑی خاک ڈالدوگے گو کہ کیسا ہی زبردست ہوگا مگر بیہوش ہوجائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بروقت مقابلہ مہرخ بیان ہون گے خاک لیکر روانہ ہوے لیکن حال عیاران سنیے کہ کوہ و دشت طلسم طی کرتے چست و چالاک اپنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو والا تبار کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہی کہ کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کرکے صبح کا وقت ہی بھنی کرون اور بدلی کھاؤن اسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طی کرکے قریب حصار شہر آیا دیکھا چاردیواری اسکی سنگ مرمر کی بنی ہی منقش و رنگین ہی دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہو کوئی دربان نہین ہی بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے

گیا یہان دکانین آراستہ تھین جا بجا اشیاے نفیسہ و قیمتہ واجنس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دوکان کہین بزازہ کسی طرف صرافہ تھا مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث نہ والی عمرو سیر کرتا ہوا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور نہایت استوار بنا تھا سقف سپہر دوار بلند و مرتفع تھا کہ نظم

یکے قلعہ دیدر گزمحکمی ۔۔۔ کزو خیرہ گشتہ سر آدمی
ز بامش سر چرخ کوتاہ دست ۔۔۔ سپہر بلند از بلندیش پست
سر بر جہان بر کشیدہ بجاہ ۔۔۔ دران قلعہ چون ستارہ بماہ
فلک نقشی از طاق ایوان او ۔۔۔ مہ و مہر و بہرام دربان او

دروازہ اس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہے تخت جواہر کار بچھا ہے گرداگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین چار کرسیان قریب تخت بچھی ہین اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب اور آگے بڑھا پتلیون نے کہا کیون سوے تو یہان بھی آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھکر حیران ہوا خیال کیا کہ مقام طلسم ہے ایسی باتون کا کچھ تصور نکرو اور یہان سے نکل چلو یہ سوچکر قلعہ سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی مالک سے پاکر کچھ چیزین اُٹھا کر چاہا کہ زنبیل مین رکھلون کہ یکایک زمین شق ہوئی انھین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موذی کا ٹے چوٹے خیریت اسی مین ہے کہ جو چیز اُٹھائی ہے رکھدے عمرو نے جو اُٹھایا تھا جلدی سے رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین مین سماگئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جا کر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پانون لگے تھے کہ پتلی نے زمین سے نکلکر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے مجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہ ہوئین کیا بدقسمتی ہے آخر لاچار ہو کر اس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل دریاے خونخوار پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہے مواج تھا ہے نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین ؎ سہمگین آبے کہ مرغابی درو ایمن نبود ✤ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود ✤ بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار ۔۔۔ جس کا ہر قطرہ موج تھا تہ وار

موج کا ہر کنارہ طوفان پر
گذر آب جب نہ تب دیکھا

مارے چشمک حباب عمان پر
ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہی لیکن وہ دھوئیں کا ہی تین درجے پل کے ہین اوپر کے درجہ مین ہزارہا برج بنے ہین پریان اور دیو بوتین اور شہنا مُنھ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک بوق بجے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہو جائین پریزادین برج کے اندر موتی جھولیون مین بھر سے اُچھالتی ہین ایک درجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹکر گر رہے ہین خون زخمون کا انکے بہکر دریا مین جاتا ہی بجاے پانی کے خون بہتا ہی ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ حد طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہی اور اُس طرف طلسم باطن ہی بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جا سکتا ہی ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہی ناچار جب عمرو نہ جاسکا رو غن و زنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی ڈاڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ کا دنبالہ دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا پہنا گلبدن کا پائجامہ زیب تن کرکے کنگنا کلائی مین باندھا بھاری اوگی مقیش کی پھندنے لگے موتی اسمین ٹکے پاؤن مین پہنکر زنبیل سے لٹیا اور ڈور نکالکر دریا مین شست پھینکی اور کنارے ڈور پکڑکر آپ ٹھہرا اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اُسوقت خمار جادو کسی کام کو گئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اُسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہی ابرو ہلال فلک ہین بدر سیا ہی کہ قطعہ

سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف
سب کہتے کی ہی بات کہ یون تھا وون تھا

رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو آشنا نہین جانتا کہ دریاے سحر ہی اسمین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن اور مشقت بیفائدہ سے بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اُتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ دریاے سحر سے مچھلیان شکار کرنا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ چہرہ منیر کسن لباس اور زیور سے آراستہ مالے مروارید کے گلے مین پڑے بال بال موتی

پردے کا ابیات

لٹین منہ پہ چھوٹی ہوئین سربسر — کہ بدلی ہو جون مہ کے ادھر ادھر
وہ بن پوچھی ہونٹون کی مسی غضب — کہ منھ پر تھی گویا قیامت کی شب
فقط کان مین ایک بالا پڑا — کہے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشوازاگری وہ نرگس کے ہار — وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال — کمر کی لچک اور ٹھسک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست — کنارون پہ مینا بنت کی درست
وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی — وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ توڑے چھڑے — وہ پائون مین سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تجھے دو روز گزرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس ساحرہ کو قتل کر کے زیور و لباس اوتار لو خیر کچھ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کر کے اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو مین نے سُنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ سمجھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین ہی بلکہ سحر سے بنا ہوا اسمین شکار ماہی کرنا سراسر حماقت ہی اس رنج و تعب سے باز آ اور اپنے گھر جا عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کر چکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کر لین تو جائین اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیان یہ شکار کر چکا بحر حیرت مین غرق ہوئی اور کہا ای عزیز تو کہان رہتا ہی اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہی عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اسنے کہا ہم دریاے خوزروان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے تو تمسے بات کرینگے ورنہ منھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑ کر لیے جاتے ہین خمار اسکی بھولی بھولی باتین سُنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او سورکھ ناداں جورو تیری فاحشہ ہی تجھے اسنے خراب کیا ہی کہ دریاے سحر پر جا کر کچھ بے ادبی کرے تا کہ مارا جائے اور مین مزے اوڑاؤن خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلا دون ایسی قحبہ عورت سے ہاتھ اٹھا عمرو نے یہ بات سُنکر کہا خراب اور فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی بی بی پر قربان ہی خمار جادو نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہی اور بچہ کمسن ہی کسی سے پھنسا نہین نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہین اسوجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہی اگر ہو سکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لوٹو اب اس سے گفتگو سخت نہ کر کچھ لگاوٹ کی باتین کر یہ منصوبہ کر کے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس منزل مین تم رہتے ہو

عمرو نے کہا کہ تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ ہمین بھی اس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہی کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلا دین تو اپنی بی بی کے لیے کیا لیجائینگے خمار جادو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمھاری بی بی بنین گے عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اسنے کہا ہان عمرو نے اسکو لپٹ کر خوب پیار کیا اور کہا ہمین جورو سے مطلب ہی خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین اور کباب کھلائین خمار جادو کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر ٹھہری عمرو نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی اور اُسے بٹھایا اور جیب سے کباب ماہی نکالکر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہی ابھی لایا اور سحر کر کے بہت جلد آؤنگا مگر تمھین نہین لیجا سکتا کس لیے کہ زوجہ میری غل مچائیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ بڑا ساحر ہی جب تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحہ کے زنبیل سے گلابی شراب کی نکالکر آغشتہ بدار وے بیہوشی کی اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر کی اُسنے جام بھر کر عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور ہونٹون سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اُٹھلانا بہت پسند آیا اور مُنھ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا جام حلق مین اونڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اوترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر خار گری اور بیہوش ہوگئی عمرو نے زیور اور لباس اوتار لیا اور اُسکے بالون مین موتی پروئے تھے عمرو نے استرا نکالکر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریاے خونزوان کے دوڑے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا لیکن پاسبان دریا خمار کو اُٹھا کر پاس افراسیاب کے لیگئے اُسنے معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پنہایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک شخص دریاے خونزوان پر مچھلیان پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اسنے کہا مین شکار کر کے کباب بھی لگا چکا ہون تو تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کر کے ایک کباب کھایا بیہوش ہوگئی یہ سب کہا مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا اے ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے بڑے دغاباز اور جعلساز ہین مین نے ساحرون کو بھیجا ہی وہ آلین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بہر جنگ مہرخ روانہ کرین اور اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ چند ساحر خوشرنگ درختان باغ سے اڑکر پاس آئے اُسنے حکم کیا کہ جاکر جہان اسد و مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پر بیٹھو اور جو کچھ مشورہ وہ کرین وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سنکر اوڑے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا کے کنارے پھر روانہ ہوا اور اُس پار نہ جا سکا آخر کچھ عرصے کے بعد ایک پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا کہ یہ کوہ پُر شکوہ

زیور سے گلون کے مثل عروس شب اول کے آراستہ ہو دامن کوہ مانند قلب پاکدامنون کے مصفا ہی کوسون تک زعفران کے کھیت ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہی ؎

زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت		دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان یہ ہی

بلکہ بیت پسند دلکو مرے چھاؤن ہی ہو بوتی کی ٭ عجب بہار ہی ان روز ون زرد پھولونکی ٭ پہاڑ سے آبشار ہو رہا ہی اور برکوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اسکی سنکر عمرو گھاٹیون کو طی کر کے سرکوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب تن کیے بیٹھی ہین فرش ملوکانہ بچھا ہی ناچ ہو رہا ہی درخت مین جھولا پڑا ہی کچھ عورتین جھولتی ہین تھوڑی سی کھڑی بینگ دیکر جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان چھو لینے کا ہی ہر ایک مثل طاؤس مست جھومتی ہے جھولے پردہ غرور حسن ہی کہ ہوا سے باتین کرتی ہی عمرو نے انھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین جھکر شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مہ جبینون مین جا کر ملون لیکن انھون نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر قدم دھرا رکھا ویسے ہی غل مچایا کہ عمرو آیا عمرو کو کچھ بن نہ آیا دو رگلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ پتلیان بانیان طلسم نے علم نیرنج سے بنالی ہین ان سب کا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اترا اور آگے کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل اسی طرف آ نکلا کہ جہان درہ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہی اور اسد بیٹھا ہی ایک نازنین حور شمائل پہلو مین جلوہ گر ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ کوہ نہین ہی بلکہ برج حمل مین قران شمس و قمر ہی عمرو نے پکار کر کہا کیون ای چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ رنڈی بازی مین پڑ گیا اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اٹھا کر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آئیے واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی عمرو کو اپنا بیٹا کیا ہی اس وجہ سے اسد انھین دادا کہتا ہی غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے لگایا دعاے جان درازی دی اور آ کر درہ مین بیٹھا اور بھیانک ہو کر ملکہ مہ جبین کو دیکھا اور کہا ای اسد یہ کس بد قطع بد صورت عورت کو تو نے ہم پہلو کیا ہی لا حول ولا قوۃ کیا تیری بھی نیت ہی ملکہ یہ کلام سنکر کچی پڑی اور شرمندہ ہوئی اسد نے کان مین کہا ای ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین انکے برا کہنے کا کچھ خیال نہ کرو ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا ای ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا کب ہی تو وہ شاہزادی عالیوقار ہی کہ تیرے ہم رتبہ بڑے بڑے شاہان روے زمین نہین اسد اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا خدا تمھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا ای

ملکہ طلسم فتح ہو جائیگا داد اجان آگئے کیا غم ہی انشاءاللہ سیلوا نون کو مین مارونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے
ملکہ یہ باتین سنکر خوش ہوئی لیکن حال سنیے کہ مہرخ جو جو بیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی
لشکر سے آگے اکیلی بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا کہ تم لشکر عقب مین لیکر آؤ غرضکہ مہرخ بھی آکر قریب
اسی درہ کوہ کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اسنے مہ جبین کو خبر دی
کہ نانی جان آپکی آئی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے کو آئی ہی کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہو گیا کہ مبادا اگر فتار نہو جاؤن
تو کچھ نہو سکے گا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے مہرخ کے آیا اسنے کہا کہ ای شاہزادہ عالی تبار یہ کس لیے آپ
مع شمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرنے آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون
میری بچی کہان ہی یہ باتین سنکر مہ جبین اٹھکر دوڑی اور مہرخ کے قدم پر گری اسنے سر اسکا سینے سے
لگایا اور کہا ای فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہوا افراسیاب بڑا زبردست ہی مین بگڑ کر چلی تو آئی
ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ نہین کر سکتی وہ چاہے گا تو ایک آن مین ہم سبکو برباد کر دیگا اسد نے کہا وہ
کیا اگیا ہی جو برباد کر دیگا خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی و سرفروشی
کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ و بھروسا کرو مہرخ نے کہا یہ سب جو تم نے
کہا سچ ہو مگر ظاہر بھی کچھ دیکھا جاتا ہی اسد بولا کہ ریش تراشندہ منکران دسر بریدۂ جادوگران یہان
تشریف لائے ہین ایک دن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالینگے مہرخ نے کہا سب کو
دیکھا ہی افراسیاب ایسا زبردست ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی
جاؤنگی جاہے جان رہے یا نرہے مقابلہ کرونگی اسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو
کو ظاہر ہوا کہ شاید یہ باتین اسکی از راہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہولین اسوقت گرفتار
کرون غرضکہ جب سب بیٹھے پھر مہرخ نے کہا ای شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو قاتل بادشاہ طلسم
ہی اسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کرکے تیری شجاعت کا امتحان کرتی تھی بارے الحمدللہ کہ
تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشہ جلاوت ہی ع اینکار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ الحاصل یہ آپسمین
سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور مہرخ کو بیٹھے
دیکھکر للکارا کہ باش او نمک حرام مثل مشہور ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بچکر کہان جائیگی مہرخ
نے اس ساحر کو آتے دیکھکر اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور سحر پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار
کے جاکر پھٹا اور اسمین سے ہزارہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس

خاک قبر جمشید ہی ایک چٹکی خاک اُسنے اڑائی وہ پرکالے آتش کے دور ہوے اور پیشقدمی کرکے دوسری
چٹکی خاک کی مہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہوگئیں اُسوقت اسد نے اُٹھکر تلوار ماری
راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بحس وحرکت ہوگیا اُسنے مع سہ جبین سبکی مشکیں باندھ لین اور لیکر چلا
عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین پتھر ساڑھے پانچ سیر کا بلورین ہشت پہل ترشا
ہوا رکھکر پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہرنا راہدار آواز سُنکر رکا اتنے عرصے مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا اور
ایسا تاک کر پتھر مارا کہ کاسئہ سر ترش کر دور جا گرا صداہاے مہیب پیدا ہوئین اور مہرخ ہوشیار ہوئی
دیکھا اُسنے کہ آندھیان اُٹھ رہی ہین اور شور بگیر بگیر کا بلند ہی یہ دیکھکر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت تو موقوف
ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا از بسکہ
عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرے یون یہ بھی کوئی ساحرہ ہی عمرو اُسکے ارادہ پر مطلع ہوا اور فوراً
حباب بیہوشی مارا کہ مُنھ پر پڑا پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین مہرخ کے گیا کہ یہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھکر
پھر چھپ گیا لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہوچکے تھے انھون نے مہرخ کو پھر ہوشیار کیا اُسنے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اسد نے کہا کہ دادا جان نے راہدار کو مارکر ہم آپ کو چھوڑایا اور آپ نے اُنکو گرفتار
کرنا چاہا انھون نے پھر آپ کو بیہوش کردیا اور یہان سے چلے گئے مہرخ نے کہا پھر اُنکو بلاؤ اسد نے
کہا آپ ہی بلایئے اُسنے باواز بلند کہا ای شہنشاہ عیاران مین آپ کی بہت مشتاق ہون صورت مبارک
اپنی دکھایئے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھکر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا رونمائی
چاہیے اگر کچھ مُنھ دکھائی دو تو صورت دکھاؤن اسد اور سب ہنسنے لگے اور مہرخ نے زیور اپنا اُتار کر رکھا
اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہی عمرو دبیہ دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل زنبیل کیا مہرخ نے جو صورت
عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر کیگئی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اسکی
نگاہ پہچانی کہ مجھے بنظر حقارت دیکھتی ہی کہا تم جانتی ہو کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکیگا کسی سے کیونکر لڑیگا
مہرخ نے کہا تو بڑا فہیم ہی جو میرے دل مین آیا وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہی اُسکی
سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا
ساحر فرستادہ افراسیاب فولاد جادو نام آکر پہونچا اور عمرو نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہرخ تم بڑی ساحرہ
ہو دیکھین اس سے کیونکر لڑتی ہو کیونکہ فولاد نے آتے ہی پہلے ان سبکو دور ہی سے ڈانٹا تھا کہ خبردار ای
باغیان مین آپہونچا اب کہان بچکر جاؤگے مہرخ نے کہا ای عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے
نہین دیکھا کہ تم نے کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ

نجس کے اسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر سامنے فولاد جادو کے آیا اور للکارا کہ او بیجا کیا بکتا ہوا اور جھک مارتا ہو ادھر آ کہ تو میرا شکار ہی فولاد جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بڑبڑانے لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست ہی غرضکہ عمرو نے کہا ای نالائق تو پرائے بھروسے پر لڑنے آیا ہی پس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہی فولاد نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے اتنی دیر مین جست کر کے اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اسنے ادھر دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو جھوٹا ہی دھوکا دیتا ہی بس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ چھینک آئی اور چکر کھا کر گرنے لگا عمرو نے گرتے گرتے اسکے خنجر مارا کہ سر کٹکر دور گرا شور نشور قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے الگ کھڑے یا حافظ یا حافظ پڑھ رہے ہین کہ خداوندا بچانا مجھکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کہنا کتنا جلد اسکو آپ نے جہنم واصل کیا مین آپ کی کنیز ہون آیئے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوشش بادلے کی پوشاک پہنے دمامے شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے ہین پیدا ہوے اور ساحرونکی سواریان ظاہر ہوئین اژدہو نپر کاٹھے کھینچے منھ سے انکے شعلے آگ کے نکلتے ساحر بزور سحر صورتین مہیب بنائے اسباب سحر کرنے کا لیے نمودار ہوئے اور یکایک اس دشت مین آگ اور پتھر برسنے لگے اور ایک ہنس پر جسکا جسم مثل آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھے اور آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین اور ماہ جادو اور مہرخ تخت پر سوار اژدہے اٹھائے لیکر آئے لشکر چوبیس ہزار کا بڑے کروفر سے آیا خیمے اور بارگاہین جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا اسکی سواری کا اسوقت یہ جلوس تھا کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہی نظم۔

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم ہوا جب کہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار ہزارون ہی تھین ہاتھیونکی قطار
سنہری رو پہلی وہ عماریان شب و روز کی سی طرح داربان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ نوبت کہ دولھا کا جیسے مکان
سوار و پیادے صغیر و کبیر جلو مین تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام لباس زری مین ملبس تمام

طرق کے طرق اور پرے کے پرے ۔۔۔ کچھ ادھر ادھر اُس سرے اس سرے
چلی پایۂ تخت کے ہو قریب ۔۔۔ بدستور شاہانہ بنتی جریب

مہرخ نے کہا اے شاہزادۂ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے حضور دست مرحمت اسکے سر پر رکھیں
اور تسکین دیں اس عرصہ مین شکیل شاہزادے کو اور اپنی مان کو سامنے کھڑا دیکھکر ہنس سے اُترکر حاضر ہوا
اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی مہرخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اُترے بموجب
ارشاد اُسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیاں جھنڈیاں کاٹکر میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو
شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے لگے رن گڈھ بننے لگا دمدمے تیار
ہوے کہین نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہین مورچہ کشادہ بنایا کہین تنگ کیا جنگی سامان
درست ہوگیا بیچ لشکر مین چشمۂ آب کے قریب بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی منڈیون اور گنج کے
جھنڈے گڑ گئے چوچڑ کا بازار سجا گیا دکانون کے نشان ڈالے گئے خیام شاہی کے روبرو اردوے معلی کا
طور مقرر ہوا ایکین بے چوبے کنڈلیان راوٹیان استادہ ہوئین لشکر اُترا عیش محل کی زنانی بارگاہ
علیحدہ استادہ ہوئی دردولت مقرر کی سردارون اور شاہ کے جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ ٹھہرائی
پھر تخت طاؤسی مقام صدر مین آراستہ ہوا چار طرف زنگل کرسیان بچھ گئین سامان راحت جملہ درست ہوا
کسی طرف باورچیخانہ بنایا کہین آبدار خانہ مقرر کیا ایک سمت میخانہ سجا گیا لشکر مین بازار مین کھل گئین کٹورا
کھنکنے لگا مہرخ بارگاہ مین داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہے جلوس کیجے
شاہزادے نے کہا مجھے دعوی سلطنت کا نہین مین نواسا سپہ سالار بادشاہ لشکر اسلام کا ہون دعوی
سپاہگری کا رکھتا ہون یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہے اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کریگی اور
چند حقہ زرین تحفہ جات انواع واقسام کے خدمت شاہ اسلام مین بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ
کہکر عمرو سے کہا آپ منجم ہین ساعت سعید تبلائیے کہ ملکہ کا جلوس میمنت مانوس اورنگ شاہی پر ہو عمرو
اور مہرخ نے کہ دونون بے بدل علم سماوی جانتے ہین زمانہ عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان مین ملکہ
مہ جبین کا ہاتھ پکڑکر تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور مہرخ وغیرہ اور سب
امرا نے سامنے نذرین دین صداے مبارکباد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین و مہرخان مہر تمکین
حاضر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام وصراحی بادہ احمر لیکر آئے
اہل انجمن داد عشرت دینے لگے صداے نوشانوش بلند ہوئی ہر طرف میکشون کی زبان پر
جاری تھا کہ اے ساقی خوش ادا اسد تیرا دور رہے عیش ونشاط کا یہی طور رہے بیت پرکن زیادہ جام

در بادم بگوش ہوش ✤ بشنو از حکایت جمشید وکیقباد ✤ عہدون کے خلعت بٹنے لگے ملکہ مہرخ کو وزارت
کا خلعت ملا دل آرام کو مصاحب خاص بادشاہ کیا اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو خزانہ
سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو خواجہ مشورہ دین اُسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ
عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کردین
غرضکہ کچہری وزارت مقرر ہوئی مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی
اُسے منگوا کر میر بخشی کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون
قصبہ واقع ہوے ہین وہان جاکر منادی ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے
اور فوج ساحران وغیر ساحران یعنی سپاہی وپہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لام بندھے یہ ارشاد سنکر ملازم
بہر تعمیل حکم روانہ ہوئے دُہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو
کمیدانی کا خلعت ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ الگ دور عمرو سے چلے آتے ہین انمین
سے ضرغام شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز قریب اس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈورے کی
سنکر ساحرون کی صورت بناکر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کہ کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمھارا سحر دیکھین
کہ کیسے ساحر ہو عیار بولے بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سب کے دکھانے کو
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کیا مگر وہ ناریل مُنھ پر پڑکر پھٹا اور دھوان
اسمین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے سحر پڑھکر چاہا ہوش مین
لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے زبردست ساحر
ہین کہ انکا سحر کسی سے رد نہین ہوسکتا عیارون سے کہا بس امتحان ہوچکا آپ سحر اپنا اُتار دیجیے
قران نے تھوڑا پانی منگا کر رد سحر بظاہر پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر چھینٹا دیا وہ فوراً ہوشیار ہوگئی عیارون
نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہم نے
مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ
مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوادی اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چلو مین اُنسے
اجازت دلادون انھین لیکر پاس عمرو کے اندر بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا تخت شاہی

آراستہ ہی چارون گوشون پر تخت کے طاؤسان زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دُمین اُنکی بلند اور
کشادہ ہوکر سر بادشاہ پر چتر ہوگئی ہین مہ جبین الماس پوش بڑے کروفر سے جلوہ گر ہی تاج لعل و یاقوت
کا سر پہ ہی قبائے قلمکار جواہر وزر پہنے ہی چار قب شہنشاہی در بر ہی ٹیکا بیش بہا کمر سے بند ھا ہی ہار
نوگھا گلے مین پڑا ہی دلآرام سر پہ مورچھل بال ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے
ہزار ہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر پہ متمکن ہین عیارون
نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین ملے تھے خواجہ کو نذر دیے عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے
ساتھ کے عیار ہین اُٹھکر ہر ایک کو گلے لگایا مہرخ نے حیران ہوکر پوچھا کہ خواجہ آپ انکو کیا جانتے ہین عمرو
نے کہا اے ملکہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور جانسوز و ضرغام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا
شاگرد رشید نظر کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ اگر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور
کبھی گرفتار نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی کہ عنقریب
ملے الغرض مہرخ عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ بلند استادہ کرائے
پلنگ اور فرش میز کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے اور عیارون سے کہا
خیمے مین چلکر آرام فرمائیے قران نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑون کے درے اور غار میرے خیمے
ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر بغدا ٹیک کر جست کی اور مثل بچہ بارگاہ
پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے کہا تم خیمون مین فروکش ہو اور
لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اس طرح رہنا کہ اگر کوئی تمکو ڈھونڈھے تو نپائے عیارون نے
کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر بیٹھے ہاتھ منھ دھویا کسل سفر سے آسودہ ہوے کھانے کی قسم
سے جملہ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ
بھی صحرا نور د طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر
سے کھڑے ہوکر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اترا نظر آیا برق ساحر بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک
آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور
سب ساتھی تو با آسائش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار نمایان کر اسکے بعد لشکر مین چلا آ یہ تصور
کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا یہانتک کہ ایک جگہ کنوان پختہ جنگل
مین بنا دیکھا اور گزرگاہ خلائق اس مقام کو پایا جی مین کہا اے برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور
ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گزرتے ہونگے اور پانی پیتے ہونگے ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ

بنا زنار گلے مین ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی زانوؤن تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئین کے چبوترے پر بیٹھا بعد تھوڑے عرصہ کے بچاس ساحر ایک ملک کے مالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے لیے افراسیاب کے پاس جاتے تھے کنوئین پاس ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمین پانی بھر کر پلا دے برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہین تمھارا جی چاہے تو لو بہت سستے دام کے ہین ساحرون نے کہا کتنے سیر ہین برہمن نے کہا چار پیسے ان سب نے لالچ مین آکر مول لیا اور تھالیان اپنی نکالکر ستو سے گھولکر کھاتے ہی بیہوش ہو گئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک حشر برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے دو لاکھ روپیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڈھا کھود کر دفن کر دیا اور وہان سے پاس عمرو کے چلا اور لشکر مین ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربارگاہ پر آکر ملازمون سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ عیاران سے کردو کہ جان نثار جادو حاضر ہے خادمون نے جاکر عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ مین آنے دو ملازم برق کو سامنے لائے برق نے بھی سامان دربار دیکھا بہت خوش ہوا اسد اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک رقعہ ہاتھ پر رکھکر عمرو کو نذر دی اس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ مین آپکی نذر کے لیے فلان صحرا مین درخت کے نیچے دفن کر آیا ہون چلکر وصول کیجیے عمرو نے بغور نگاہ غور برق کو دیکھا اور پہچانکر گلے لگایا اور کہا ای ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر مین کرتا تھا یہی برق فرنگی ہے الغرض اسکے لیے بھی خیمہ نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے مین آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ ہوا کھانا تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر بموجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئین کے قریب پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک اس بیچارے شاگرد نے تمھاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہین یہ باتین دل سے کرتا ہوا پھر لشکر مین آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ مین وہ طائر خوشرنگ جو افراسیاب نے واسطے خبرگیری اسد اور مہرخ کے مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختون پر بیٹھے یہ سب ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارا جانا راہدار اور فولاد کا پھر جمعیت لشکر ہونا آپس کا تپاک فوج بھرتی کرنے کے لیے منادی کا نداکرنا دیکھکر پاس افراسیاب کے آئے اور جملہ کیفیت بیان کی افراسیاب کو غصہ آیا اور اسیوقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے ای ملکہ شہزادی پرستان سے تم میرے پاس آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے یہ نامہ ایک چیلے کو دیا اُسنے حیرت پاس پہونچایا وہ تخت سحر پر سوار ہوکر مع کنیزون وانیسون جلیسون کے پاس افراسیاب کے آئی اسنے کہا ای ملکہ حیرت تمنے اس نمکحرام مہرخ کو دیکھا

کر مجھ پر جمعیت کی ہی اور فوج نوکر رکھتی ہی طلسم کشا کی شریک ہوئی ہی ای بابیاے خود اگر دریاے خونزوان کی
ایک پری کو حکم دون اور ایک برق اگر بجادے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہی مہرخ اور
مجھسے مقابلہ حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اسکی کیا مجال ہی جو آپ سے
مقابلہ کر سکے افراسیاب نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہی اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون
اور دوسرے اپنی پرورش اور اوسکے ملازم ہونے کا خیال ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے
ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اسکے منحرف ہوکر آمادۂ جدال و قتال ہونگے اسوقت شاہ طلسم اپنے
لطف و مدارا کرے اور جنگ نہ کرے درحالت رزم وپیکار نقصان بادشاہ طلسم ہی ای حیرت قسم ہی سامری
کی اگر یہ امور مانع حرب وضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون کا نقش
ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اسمین کیا شک ہی مگر اسی سے ہی کہ بموجب ؎ پشہ چو پر شد بزند پیل را ؛
با ہمہ تندی و صلابت کہ اوست ؛ الحاصل اسنے ایک نامہ مہرخ کو لکھا کہ ای ملکہ تمھین مناسب ہی کہ جسکا نمک
تمام عمر کھایا اور جسکے سایۂ عاطفت مین تمام عمر پلی ہو اسکے ساتھ آمادۂ رزم وپیکار ہو لہذا از راہ پرورش مالکانہ
و مرحمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہی کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے
پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین پہونچاؤ کہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لیکر معاف
کرادون درصورت انحراف ورزی بادشاہ طلسم کا تو بڑا مرتبہ ہی مین ایک کنیز ناچیز اسکی اس طرح تمھین
ہلاک کرونگی جس طرح مور ضعیف کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھے کو بہت جانکر فوراً
تعمیل حکم کرنا ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ؛ اگر جنگجوئی نباید درنگ ؛ نامہ تمام والسّلام ایک طائر
کو دیا کہ جاکر مہرخ کو پہونچا دے اور جواب لا دے وہ طائر منقار مین نامہ لیے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش
مین اسکے بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ ای طائر تجھے کس نے بھیجا ہی طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو
نے مہرخ نے نامہ پڑھا بروقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہو گئی اور مارے
خوف کے کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامے کو مارے غصہ کے
چاک کر ڈالا اور جواب اسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قصہ
پہلے جناب رسول کے گزرا ہی مگر ہر پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بے قیاس است　　زقہرش ہر دو عالم در ہراس است
محمد آنکہ چون نورش علم زد　　قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد
زلطفش روضۂ رضوان گلستان　　زقہرش آتش دوزخ فروزان

علیؑ شیر خدا دست ہمیشہ مبدا — مس ایجاد را گو گردا حمر

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باش ای ملکہ حیرت و افراسیاب منم ریش تراشندۂ ساحران و سر برندۂ جادوگران میرے ہی خنجر جانستان نے دمامہ جادو جو بوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحرہ ممشش کی جو دریا مین مسکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی مین وہ ہون کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیرو کا شعزدام البجال کے ساحران نامی کو مارا عنطلی آباد مین مالک بن زردہشت کا سارقو مارا غرض کس کسکا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہو بلکہ شاہان روے زمین کو جنکا کلہ گوشہ تا بفرقدان پہونچا تھا تخت سے اتار کر تختہ تابوت پر سلایا نظم

آن منم بادشاہ عیاران — کہ ستانیم باج از شاہان
بر زبان کسان چو مہر مبین — نام من روشن ست از توفیق
ہر زمان صورت دگر دارم — از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز — گر کنم عزم بود اول روز
ہمراہی من نکردہ گاہے نسیم — کہ بمغرب رسیم و بر گردیم
نالہ مانند کمر ہر کہ شنود — در ہما ندم وداع عمر نمود
مے کنم نعل از خر مردہ — بار ہا از اجیل گردبردہ
با وجود حقارت تن من — نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت جبہ یا فت — کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مردو ترنم — ملک الموت وقت خوشتنم

لائق و لازم یہ ہو کہ ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہو کہ فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہو خطا تمھاری صاحبقران سے معاف کرا دیگی درصورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمھاری کٹوا کر گدھے پر روسیاہ کرکے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھکر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اس عیبانی چڑو حیرت سے کہدینا کہ مالزادی تیرا اب عنقریب سر مونڈونگا تو ہوکس بھروسے پر جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرنا خدا مالک ہو یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مہرخ ملکہ تو نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اسنے نامہ کو آپ کے چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھوا اور بہت کچھ برا آپکو کہا حیرت یہ ماجرا

شنکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ آپ سچ فرماتے ہین کہ یہ لوگ بغیر سزا دیے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامہ کا جواب دیا ہی اور اُس عیار وزدونے بہت ناسزا آپکو اور مجھے کہا ہی افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہوگیا اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تب ہی قضا آتی ہی اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہی راوی کہتا ہی کہ ادھر تو افراسیاب لشکرکشی کی فکر مین ہی اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے بعد چلے جانے طائر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی ہم تم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ تم بڑی بودی ہو صرتگا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو کہ شہزادہ کی فتح ہوگی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے نامہ دیکھا کہ تم پڑھکر بدحواس ہوگئی تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج کیا لڑیگی اسلیے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب سنین اور سمجھین کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو ایسے کلام مقابل مین اتنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین اب تمھین چاہیئے کہ دلکو مضبوط کرو اور ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہی وہی معین یار بیکسان ہی مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا بھلا یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکرکشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سردارون کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران کے اور عیاریان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارا جانا ساحرون کا

لمؤلفہ

کدھر ہی تو اے ساقی ہوشمند — وہ مے دے کہ جو نشہ کردے دو چند
غضب مین ہی رندونکی جان حزین — سبو ہی کہین اور خم ہی کہین
ادھر آمد محتسب کی خبر — ہی پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
اُدھر رند بگڑے ہین بے حساب — ادھر عزم ہی میکدہ ہو خراب
پھرا ایسا رندون سے گردون دون — ہے گا عبث دختر رز کا خون
خرابی یہ انجام کے ہی نظر — دل میکشان کو ہی خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی — نہ شیشے کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام — کہ زاہد کی ساقی ہو قلیبا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو — جو اک وار مین محتسب ہووے دو

شکم محتسب کا ہی شل سبو | عوض مے کے بہ جائے اسکا لہو
مسلح مکمل ذرا جاہ ہو | روان تیغ افسانہ گوئی کرد
تہمتن توان رستم این داستان | چنین داد رخش سخن را عنان

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصۂ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عسکر مضامین و رایت افرازان لشکر بیان ظفر قرین بصد تمکین اشہب تیزگام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولان گر فرماتے ہین اور تیغ تیز بیان کے جوہر معرکۂ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب افراسیاب اور حیرت کو آئینہ ضمیر مہر منیر مہرخ نیک تقریر خالی از صفا و مکدر از غبار رنج و عنا ظاہر ہوا سوائے پیکار کے اور کوئی صورت دیکھی اور خود حیرت بہر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو نا چیز ہو اُسکے مقابلہ کو شاہزادی طلسم اور زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہین کیا اور کوئی ملازم باقی اب نہین یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چارطرف سے گھر آیا اور ہزارون بجلیان سنہری روپہلی رنگ کی چمکنے لگین بڑے آتشباری ہونے لگی اور سنگباری دیر تک رہی پھر وہ ابر شق ہوگیا اور تین تخت ظاہر ہوے کہ ساحر اُنپر سوار تھے نہایت کریہ منظر بدقطع و نابکار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے غلامون کو کس لیے طلب فرمایا ہو افراسیاب نے حال مہرخ سے فساد ہونے کا اور اسد وغیرہ کا بیان کر کے کہا کہ تم تینون ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور ان باغیون کو باندھکر حاضر حضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام جاموش جادو و شہباز جادو و کوہان جادو کہ رکھتے ہین یہ حکم پاکر مستعد روانگی ہوے اور اپنے مقام پر پھر آکر ساٹھ ہزار لشکر کے سردارون کو بلاکر حکم افراسیاب سے خبردار کیا طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اٹھ دولت پر لد گئے اور ساحر سحر کے جانورون پر سوار ہوکر سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریاے خونخوار سے گذر کر قریب لشکر مہرخ پہونچے یہان مہ جبین اور اسد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میدان سے صدائین ہولناک رعدآسا آنے لگین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہی عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست وخیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحرون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب رد سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہی آگ پتھر برساتی ہی ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کروفر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کیلیے جگہ چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اُترے خیمے نصب ہوے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین کھل گئین جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے طائر بزور سحر بناکر خبر کیواسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا ساحر ہجوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوشش فلک

تک اسکی صدا سے کرہ ہوا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عجز ثنائے ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجا لائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد — داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر — تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہی ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہی یہ کہکر طائر اڑ گئے لیکن مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خدائے قہار کے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر سحر کو دم لے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگا مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا

ز غریدن کوس رویینہ تاس — نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر — برقص آمد آن اژدہائے دلیر

اس ہنگام مین وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونون لشکرون کے طلایہ دار نکلے حفاظت کرنے لگے بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار سحر جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون بجے شاہ زنگ بر آمد ز کوہسار — تاریک گشت دیدہ مینائے روزگار
شد از برائے لشکر شب بر فلک عیان — چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پروین روانہ گشت برائے ہراولی — جاسوس گشت زہرہ و مرشد طلایہ دار
بر خندق سپہر فگندند تخت پل — تا شاہ زنگبار از انجا کند گذار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور ڈھرو بجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے اژدہا آتش کے تیار کیے سینکون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا پھر جتنے قابو مین تھے سب کو بھینٹ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرف مہرخ نے جوت کھرلسی کی اگیار کیا شراب کی بوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت عورت کی تھی اسکو زیور تنکون کا پہنایا اور اگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت ای زن سحر جا وقت بر آمادہ پتلی آگ مین پگھل گئی اور آپ آرام گاہ مین جا کر استراحت پذیر ہوئی مگر عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھ کر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام تیر فگن واسطے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر میلی پگڑی باندھکر چادر سے کمر بھی باندھ کر سر پہ لگا کھی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈالکر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً

کوہان کا ملازم ایک ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اسنے کہا بھائی
مزاج اچھا ہی کہا جی خیریت ہی آپ سے کچھ کہنا ہی اگر نہ سنیلے گا آپ کے لیے سخت تباحت ہی ساقی گھبرایا کہ
یہ خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین ہی شاید اسنے کوئی خبر بد تیری نسبت سُنی ہی یہ سوچکر کہا اے برادر کہو کیا ہی اُسنے
کہا الگ تنہائی مین چلو اور ہاتھ پکڑ ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہی ساقی نے پیچھے
پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین کمند پڑی ہوئی مُنھ سے بولا نہ گیا اُسکے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے اُتار کر پہنے اور اُسکی صورت بنکر خیمہ مین جہان اہل عملہ کوہان کے اُترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو
مجھ سے حکم ہوگا مین سمجھ جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص
نے کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہی پس فوراً
گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق بڑھیا بنا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان آ کر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا
کوہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان قریب ایک
گانون ہی وہان رہتی ہون جب سے لشکر مہرخ آیا ہی سارا گھر لُٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی
ہون کوہان نے کہا تو چلکے میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب نگوڑمون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اسکا دونا
تجھے ملجائیگا بڑھیا دعا دیتی ہوئی اُسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہی کہا بڑی بی
اس پٹاری مین کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تم سے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس
پٹاری کو دکھیو کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے کے باہر کر دیا بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجیے دیکھیے آپ کو خود ہی
معلوم ہو جائیگا جو کچھ اسمین ہی اُسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اُٹھایا غبار بیہوشی کا بلند ہوا اُڑا کہ کوہان چھینک مار کر
بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے ایک مٹی کی پتلی حفاظت کیواسطے
خیمے کے گوشے مین کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچائے پس جیسے ہی برق
سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھلین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور
کہا یہ بڑھیا نہین ہی عیار ہی تمھین قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا
صبح کو تیرے حمایتیون کو بھی گرفتار کرون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ستون سے اُسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور
کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہی خدمتگار نے
ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بدارو
بیہوشی کوہان کو پلائی پیتے ہی بیہوش ہوا اُسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور
ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی

عیاری تجھے قتل کرتا تھا اسیطنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوئے اور آمد شاہ خاور کی بارگاہ زنگاری چرخ مین شہرہ ہوئی کہ نظم

سپیدہ دم کہ ازین صحن و خشت نیلی فام	شدند منہدم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری	بسان مہر تبان گرچہ بود عنبر فام
ز بیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب	کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند فیل کنیز حبش پس دیوار	چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموش و رشہبا زنگا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بجر و کر و فر سے میدان مصاف مین آئے ادھر مہرخ اور شکیل بمدد خداے جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوئے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کر کے طاعت رب العزت بجا لایا اور مسلح اور مکمل ہو کر در دولت پر آیا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سردار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے بیادل اور چوبدار دور باش پکارتے تھے علمون کے پنجے سلامی کے لیے جھکنے لگے قلب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا دلآرام طاوس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ باحشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھین وہ جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار دفع ہوا دشت سبزہ صاف ہو گیا پر اجمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان چھنکنے لگین سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرن کا شور مچاتا سنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہان ہین سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوئے ساحران نامی آج دن معرکہ کا ہی نام کرلو خوب جی کھولکر لڑ بھڑ لو ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب	بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہین کیون	یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے
بچا کوئی اپنی بستا نہین	جگہ جو کہ عقبے مین راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر مین	یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے	جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

	بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے		سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے	

جب نقیب لقابت کر کے میدان جنگ سے کنارے ہوئے بہادر جتنے تھے وہ فرط شجاعت اور نشۂ جرأت سے
جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین پہونچایا نیرنگیان سحر کی دکھائین پھر للکارا کہ ای نمک حرام
مہرخ آ میرے مقابلہ کو کہ ؎ بہ بینیم تا سر بلندی کراست ٭ درین کار فیروزمندی کراست ٭ مہرخ نے نعرہ حریف
سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ہر ایک اہل لشکر دعاے فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے
ایک تیر سحر کا مارا مہرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر اُلٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا مہرخ نے
تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اُسے توڑ گیا لیکن مہرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے
ہوا تیھر اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز زرد لوے رائی بنولے سرسون کے دانے منقلہا سے
آتشین پر جلنے لگے ہار مہرخ کے ساحرون نے توڑ کر گلون سے مارے وہ اژدہے بنکر مہرخ پر چلے ادھر شکیل نے
ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا برق چمکنے لگی پانی برسنے لگا
لشکر حریف مین جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر جاموش میدان نبرد مین نکلا اور
ایک آفتاب کاغذ کا کتر کر ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑ کر بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر
جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ مین جسپر دھوپ پڑی وہ پتھر ہو گیا کوبان اور جاموش لشکر پر ترسول پکڑ کے
آگرے ہزارہا ساحر مارے گئے نارنج اور ترنج اور ناریل سحر کے چلنے لگے اُسوقت اسد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر
بیچین ہوا ملکہ سے کہا مین بھی تلوار کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ
مہ جبین نے دلآرام سے کہا شاہزادہ سحر نہین جانتا ہی اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہین گرفتار ہو جائے گا
دلآرام نے یہ کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کر کے اُڑ گیا
ہر چند اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جا کر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے سامان لڑائی
کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلآرام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے
اور کوئی ساحر گرفتار نہ کر لیجائے الحاصل لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا جاموش لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور
سحر پڑھکر کچھا سوئیون کا مارا مہرخ تخت سے گر کر زمین مین غرق ہو گئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑ کر پشت پر
جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو مارا سینہ کے پار نکل گیا یہ مر کر گرا ہزارون آوازین ہول خیز آئین اور آفتاب
جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ ہو کر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہو گئے تھے وہ بہیئت اصلی ہوئے اور لڑنے
لگے کوبان نے جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون اُسکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کر کے چار
طرف پھینک دیے ایک آندھی تاریک آئی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی سب نے دیکھا

کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اُکھڑتے ہوے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ای زن سحر آؤ واضح ہو کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بناکر شب جنگ آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا کہ اسوقت ای زن سحر جاؤ وقت پر آنا لہذا اسوقت اُسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور صدا چھم چھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نازنین کو سراپا حور کہنا عقل کا قصور ہے بلکہ مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ　　شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مسی اور اُسکے لب لعل فام　　سواد دیار بدخشان کی شام
ستم اُسپہ سرمے کی تحریر سے　　کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلکہ آنکھون کا یہ عالم تھا کہ کبوتر بڑے بڑے نین لال لال ڈورا و بکارے کارے بھونرا تا ہین نیکو منات ہی ترس چتراین تالی چنچل سی چاہ دیکھے مین رگ کھجن لجاتے ہی + دامنی سی کوندے تالی سود ہو ہنار و جات کو اکبار دیکھو تو پران انگھات ہی + یا ہی کے کاسے کہون بیاہو تے ہوئے چپ رہون لاج کے جہاج مین مانو موتی بھرے جات ہی + وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیان کہ نظم۔

لٹھی اس کی ترکیب اور وہ بدن　　وہ پوشاک و زیور کی اُسپر پھبن
وہ چھب تختی اُس کی نزاکت نژاد　　چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگایا سے وہ نازنین تا بہ فرق　　سراپا جواہر کے دریا مین غرق

میدان مین آکر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اس ماہ وش نے پکار کر کہا کہ ای کوہان ہم تمھارے واسطے یہان آئے اور تم ہمسے مخاطب بھی نہین ہوتے لو ہم جاتے ہین یہ صدا کوہان نے جو سُنی اس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھ خنجر ناز کا اسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد نے کہا کہو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق و شیدا ہون جان و دل سے تجھپر فریفتہ و شیفتہ ہون پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے یہ کہکر کھینچا اُس نازنین کے ہاتھ مین جواہر آگین تھی وہ کوہان کے جھلی ہوا جو اُسکے لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی کوہان نے پکار کر کہا سے مرا کشتی و تکبیرے نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اور منت کرکے بلایا سر پانون پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ مین کنیز ملکہ مہرخ کی ہون اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہے کیسا تو میرا عاشق ہے فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سُنکر سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھیرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رُکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت پائی سب محو دیدار اس کبک رفتار کے ہوے

اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا پری نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے عیارون کو گرفتار کیا ہی اُنکو بلا دے اُسنے اُسی وقت عیارون کو حاضر کیا ملکہ نے خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کے اپنے لشکر مین گئے پھر ایک سے ملکر بطرف جنگل کے روانہ ہوئے بعد رہائی عیارون کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا اور خنجر کھینچکر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا کہ بیت یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے ہی + سر تو قت ذبح اپنا اُس کے زیر پائے ہی +: چاہتا ہی کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اگر تو مرجائیگا تو ہمارے حُسن کی بہار کو کون دیکھیگا کہ بیت نہ عاشق نہ معشوقون کو پوچھے کون دنیا مین +: جہان مین قدر ہی گل کی فقط عشق عنادل سے + تیرا ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو ذائقہ شربت وصل کا میرے چکھے اُدھر تو اُسنے کوہان سے یہ شرط کی اور ادھر سارا لشکر کوہان کا جدا پُر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصرعہ خلقے بمنت یک طرف آن شوخ تنہا یک طرف +: اُن سب نے پکار کر کہا کہ ای عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت حرامزادی کے جھونٹے پکڑکے کھینچتے ہوئے لاؤ اور یا سر اُسکا حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سُنکر گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے خیمے خرگاہ سب سامان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریائے خون روان سے گذر کر قریب باغ سیب کے پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب تھے اُنھون نے روکا اُنھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش گرا دی شور عظیم بلند ہوا حیرت اور افراسیاب غلغلہ سُنکر باہر باغ کے آئے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے کتاب جاری دیکھی معلوم ہوا کہ تیلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنائی ہی اور اُس پر یہ ساحر فریفتہ ہوکر آئے ہین اب یہ ہوشیار ہونگے یہ دیکھکر اُسنے گولا سحر کا بڑھکر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گذر گیا اور ہزار در ہزار برق سحر کرکے گرائین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اُدھر وہ سب جیا حرمر گئے یہان تیلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر سب فریفتہ ہوے تھے میدان رزمگاہ مین کھڑے کھڑے جلگئی مہرخ نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کوہان اور اُسکے ساتھیون کو مارا کہ جلی سحر کی اُنھین کے لیے بنی تھی وہ مرے یہ بھی جل گئی غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر حریف کے لوٹ لیے گئے اور جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا آتارا آگے بڑھکر کوس بھلی جگہ سے بارگہ مہ جبین کی استادہ ہوئی اسد کوہ ہوا سے اُتارا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ ای ملکہ مہرخ مجھے کھڑا کیون آڑا لے گیا تھا اُسنے کہا ای شہزادۂ عالی وقار آپ سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو گزند پہونچے دل آرام نے سحر کرکے وہان بھیجدیا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجکو بزدل مقرر کیا ہوا ہی یا یہان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کر دونگا ای ملکہ جہان کہین ہم لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین

ہمارے لیے بڑا ننگ ہو کر جان اپنی بروز نبرد مجائیں مہرخ نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتین کرکے مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو بوقت جنگ جنگل مین چلے گئے تھے اُن مین سے چار عیار لشکر مین آئے قران نہ آیا یہ سب تو بعشرت مشغول ہیں لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا بُرا وقت ہو کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم سچ لکھ گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح نہ دیگا تو نشانی اُسکے ادبار کی ہوگی فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہو لیکن ای ملکہ میرے لیے چاہیے کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گو شمالی سے اس فرقہ شریر نمک حرام کی مین باز نہ آؤنگا کیا یا ؤن کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہو اہل دربار مین چند ساحران گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے مابین ارض و سما بجتے ہوے سُنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویرین سامری و جمشید کی گلے مین پہنے صورت مہیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آکر اُترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندرون باغ آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہی ہبران شیر سوار جادو ہے پہچانکر اُٹھ کے گلے لگا پایا ئین لین برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس وجہ سے آئے ہوا اُسنے کہا مین نے سُنا ہو کہ چند ملازم خالو جان سے منحرف ہوگئے ہین اور آمادہ بفساد ہین لہذا اُنکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہون مجھے رخصت فرمایئے کہ جاکر سزا سے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزا دہی کو موجود ہین اُن باغیون کی حقیقت کیا ہی تمھارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوے ہین وہ فریب دیکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے ابتک وہ مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ہلاک ہو گئے ہوتے ہبران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤنگا اور عیاران اور سرداران لشکر حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے یہان سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑگیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا ہی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے آئے اور ہبران سے ملے حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے حال طلسم معلوم ہوتا ہی بیٹھیے اور تماشا جنگ کا دیکھیے اور ہبران سے کہا ای فرزند تم قریب دریائے خون وَلان اُترنا کہ وہان سے منزل بھر پر لشکر مہرخ کا ہو اور پشتہ رنگین حصار وہان سے قریب ہی غرض ہبران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمر بندی کا دیا کہ

نظم

بفرمود زین را بیکران نہند — کہ بر باد تخت سلیمان نہند
ہوا ہاے گردن کشان شد بلند — علم شد علم ہم سنان شد بلند
زغریدن کوس و فریاد نائے — ندانست مہر چرخ گردون زپاے
بزیبے نشستند گردان بزین — کہ برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم بادپا — تو گفتی روان شد لبیر ہوا
چوا خگر قبا کرد خاکستری — دران ورطۂ نیلوفر خاوری

غرض لشکر شیر پیے دریاے خون روان سے ہیران گزرکر قریب لشتہ رنگین حصار آکر پہونچا اور فوج کو اتر نیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ مہرخ نے طبل و نقاریکی آواز سنکر روانہ کیے کہ دیکھیو یہ دہل نامے کیسے بجتے ہین طائر اُڑے اور آ کر لشکر پر مطلع ہو گئے یہان مہ جبین و اسد و عمرو وغیرہ بارگاہ مین مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے آکر عرض کیا ؎

شہا بود بکام تو چرخ کبود رنگ — صد ملک زیر حکم تو باشد چہ روم و زنگ
لطفت بدوستان تو باشد بہ بزم عیش — قہرت بدشمنان تو نازل بروز جنگ

لشکر حریف خود قریب دریا اُتر آہی بھراتی سے کنارہ چاہتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر عیار لشکر بھی بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا مین مخفی ہوئے مہرخ نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اُترے بموجب حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی جیک دمک سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید — کہ ہمسنگ آن چشم گردون ندید
بزد خیمہ بر دامن ہین دشت — طناب خود از قبہ اش پارہ گشت
شد از مجمر آسمان چون سپند — بلند این ندا بہر دفع گزند
جہان داد را چشم بد باد دور — زاصحاب دین تا بیوم نشور

فی الجملہ دونون لشکر میدان سہر جنگ سے چھوڑ کر مقابلہ مین آئے ہیران نے اس روز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحران کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایکسو ساحر انکو بٹھایا حکم انسے کردیا کہ کوئی عورت مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آئے کس لیئے کہ عیار بصورت مبدل آکر قتل کرڈالتے ہین اور سب دربارگاہ پر نہایت ہوشیار رہیگا کسی کو اپنے پاس آنے ندین سب نے کہا ایساہی ہوگا اور آکر دروازے بربارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا رمین وہ باقی دن تمام ہوا اور ستارون کی فوج کا میدان فلک مین آمادہ ہونے لگا ترک خنجر دار گردون بہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا ؎

خالی ز رخ جہان ز شب عنبرین نہاد ۔ در مخزن انچہ داشت فلک بر زمین نہاد

ہندوے شب چو روے عیان شد عروس چرخ ۔ بر روے شرم کاہکشان آستین نہاد

آورد سر فرو ز رفتن شہ نجوم ۔ انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد

سر شام بصد انتظام لشکری مصروف استراحت و آرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا مین گئے تھے انمین سے برق نے ارادہ عیاری کرنے کا کیا اور درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد کمر سے زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک بالشت کے انگلیون مین لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کر خت کیا کہ معلوم ہو خشک ہو گیا ہی اور دوسرے ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا اور وہان سے سامنے بارگاہ بہران کے آیا وہ سو آدمی جو پہرے پر تھے انکی طرف سے کترا کر نکلا ان سب نے اسکو تپشی جانکر مودب ہو کر سلام کیا مگر برق نے کسی کو جواب ندیا اور انکے روبرو سے بھاگا انھون نے آپسمین کہا یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اسکے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق مین پوچھو یہ خیال کر کے اُٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھین آتے دیکھکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین مین لکیرین کرنے لگا جب یہ قریب پہونچے پھر اُٹھکر چلا اور اب کی بار دور جا کر ٹھہرا مشت خاک اُٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منھ سے بُدبُدانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ سب کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا ایکدفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے فقیر ان سبکو لشکر سے دور لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کر جھاڑی مین چھپ رہا ساحرون نے کہا یہ فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا دارون سے ملوث نہوا جب ہم سبنے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ گھڑا چھوڑ گیا دیکھین اسمین کیا ہی لپس آگے جا کر اس سبوکو دیکھا ایک آبخورہ اسپر ڈھکا تھا اسکو جو اُٹھایا شراب سے گھڑے کو ملو پایا آپسمین کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف تپشی کے پینے کی ہی دین و دنیا کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہی کہ کوئی بیماری تمام عمر نہوگی کسی نے کہا بیماری کیسی عمر بڑھ جاویگی غرض سب جگہ بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور اُٹھکر بارگاہ بہران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہو جانیکا تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے ہونگے کہ ہوا سر دصحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگین اوپر اوندھے منھ زمین پر گرے تن بدن کی خبر نرہی بیہوش ہو گئے برق جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور آکر قتل کرنا شروع کیا جلد جلد پچاس ساحرونکے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا ابر فاری ہونے لگی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلین برسنے لگین پہرون نے غل مچایا جنکی گردنین قلم ہوئی تھین انکی لاشین اُڑ کر بارگاہ بہران مین گئین بہران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشین دیکھکر باہر نکل آیا ساحر دوڑے سبنے دیکھا کہ

آندھیان اُٹھ رہی ہین ایک حشر برپا ہی ساحر بیہوش پڑے ہین ایک شخص خنجر لیے گردنین کاٹتا پھرتا ہی بہران نے سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے بعد لمحہ کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی بہران گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق سچ بتا کہ تو کون ہی برق نے کہا کہ مین ملک الموت جان ساحران ہون تجھے قتل کرنے آیا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ ان ساحرون کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی لاشین اندر بارگاہ کے جائینگی ورنہ گڑھا کھودکے تو پٹ دیتا سب کو زندہ درگور کرتا اور ابھی کیا گیا ہی عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم ٭ دگرگون شود احوال عالم ٭ گھڑی مین کچھ ہی لمحہ مین کچھ ہی ابھی ہم رہا تھے ابھی قید ہوے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ تجھے قتل کرکے لشکر مہرخ مین صحیح و سلامت جائینگے بہران کا برق کی باتین سُنکر جی چھوٹ گیا کہ بل بے تیری جرأت اور حوصلہ سچ کہا تھا حیرت نے کہ عیار پرکالۂ آفت ہین غرض دل قوی کرکے کہا ای برق لاکھ تو مجھے دھمکائے مگر مین تجھے صبح کو قتل کرونگا ابھی اسلیے ہلاک نہین کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے رہا کرنے کو آئے تو اسے بھی گرفتار کرون برق نے کہا یہ نیت ہی بکی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردیگا الحاصل برق کو مقید کرکے بہران نے حصار کردیا کہ اندر بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکلکر نجائے یہ سحر کرکے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پاؤن زمین پکڑے ہی یہان تو یہ حال ہی لیکن جب برق نے ساحرون کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قران نے دیکھا تھا پھر اسے گرفتار ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر بہران مین آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاؤن پھر خیال آیا کہ اگر حصار سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہو سکا آخر گریبان سحر غم مین برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتل گاہ سپہر مین داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود		بعد کرشمہ زخواب سحرگہی بکشود	
نبرک روز نداے سحرگہی برسید		کہ سر زخواب برآور کہ چشم شب لغنود	
دو داج زر دبپوشید ترک یغمائی		پرند کحلی گردون زلیت شب بربود	
لواے شاہ سحر از افق علم برزد		زچین فتاد بہندوستان درخش کبود	

صبح کو بہران نے بیدار ہوکر چند جام مے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اُسی طرح قید رکھا باہر آکر ساحرون کو حکم دیا کہ سواری حاضر کرو مین ہوا کھانے جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو قتل کرونگا ساحرون نے شیر لاکر حاضر کیا بہران سوار ہوکر صحرا کو چلا قران نے اسے جاتے دیکھکر صحرا کا راستہ لیا اور کچھار مین جاکر شیر کی تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ نظر کردۂ اسد اللہ الغالب ہی سامنے شیر کے جاکر بیدھڑک للکارا شیر بھپٹر اٹھا کر چلا قران نے تھپڑ خالی دیکر دونون کلائیان پکڑکر گھونسا مارا کہ شیر لیٹ ہوکر زمین پر گرا قران نے

کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا بہران کے شیر کا دیکھا تھا اسکا فکر شیر کو آراستہ کر کے بہران کی صورت بنکر
سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین پنا مالک جانکر حاضر ہوئے قران نے
انسے کہا کہ اندر بارگاہ کے جا کر اس عیار کو بیڑی سحر اتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر قتل کرون اور فارغ ہوکر
ایک ہی بار سواری سے اترون جب ساحر حسب الحکم سحر دفع کر کے برق کو لائے قران اُسے لیکر لشکر کے کنارے لایا اور اپنا
نام برق سے جا کر کہا جاؤ مجھ بوجھکر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھکر حیرت مین آگیا اور کہا ای خلیفہ یہ شرف خدا نے
آپ ہی کو عنایت کیا ہی کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اتار کر
چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ گیا اور برق بصورت بدلکر لشکر مین بے فصل بہران آیا ہر طرف
پھرنے لگا لیکن بہران جو ہوا کھا کر آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوئے یہ اتر کر
بارگاہ مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہی ساحرون سے کہا وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ آپ
ہی ابھی آ کر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے بہران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا گیا اب آیا ہون مین کب اُسے
لیگیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا بہران کی عقل دنگ ہوگئی کہ کیا زبردست عیار ہین کہ میری
صورت بنکر کیا جلد آ کر اپنا کام کر گئے اور سب تو سب یہ بخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل
ہی ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت اور افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا
یہ حکم دیکر مشغول می نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہرخ اور اسکے لشکر سے مقابلہ کرون اور
سب کو قتل کر کے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا ہی مگر وہان حیرت اور افراسیاب شہر ناپرسان مین آکر
گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ میرا بھانجا دو روز سے لڑنے گیا ہی
نہین معلوم کیا کیفیت گزری آپ کتاب سامری دیکھکر خیریت اسکی بتلایئے میرا جی لگا ہی افراسیاب نے کتاب
دیکھکر حال برق اور قران کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہوگئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کر ڈالین
موئے حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس سنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا تم میرا نامہ
پاس بہران کے لیجاؤ اور کہنا تمھین بلایا ہی اور نامہ لکھا کہ اے بہران تم میرے پاس آؤ مجھے تم سے ایک کام ضروری
ہے اکیلے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہی کہ بہران کو بلا لون اور کسی افسر کو فوج مین بھیجدون غرضکہ نامہ
لیکر زمرد جادو ابر در ہوا اُڑی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ بہت خوبصورت ہی چہرہ مانند ماہ تابان ہی زلف
عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ ابھرا ہوا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے مین ڈھلا لب لعلین
مسی آلود خام بدخشان کی کیفیت دکھاتی تھی دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان مین
ہزارون دل ڈوب جاتے تھے نظم

جعد وہ جعد کہ کھنے مین ہو جسکے ہر لہر
گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریائے اٹک
پہ جہرے مین ایسی رہی گرمی کہ شب روز جیسے
یاد کرتی رہی ہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین بکھری ہوئین یون چہرہ اور مانگین تھی دل
جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

نیاز داد امہ بارہ نامہ حیرت کا لیے پران پران لشکر ہبران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے جانے لگی ساحرون نے آکر گھیرا اور محاصرہ کرکے قید کیا ہبران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہین لیکن ہمنے آنے نہین دیا قید کرلیا ہے ہبران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر بھیجدو شاید عیار نہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زمرد جادو اندر بارگاہ کے آئی ہبران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر سحر کرکے پھینکدی اور کہا اے زمرد جادو یہ انگشتری اُٹھاتی لاؤ اور آکر بیٹھو اگر تم اصل مین زمرد جادو ہوگی تو اسے اُٹھا لوگی ورنہ ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی نہ اُٹھیگی زمرد نے کہا اول تو جب مین لشکر مین آئی بے عزت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم یہ ڈھکوسلا بتلاتے ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اُٹھائی اور آکر مسند پر بیٹھی ہبران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو مین ایسے بودے سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لڑنے کو کیون آئے تھے ہبران نے تنہائی مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہوکر چاہا کہ سوال وصل کرون گال پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم بودے سہی لو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کرکے شرماکر کہا تم مجھ سے ایسی باتین نہ کرو نہین مین تمھاری خالہ سے کہدونگی ہبران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو آؤنگا سہ پہر کو یہان سے چلو نگار زمرد پیام لیکر چلی مگر ہبران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر مین تھا اسنے زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا مگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر درہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دھانی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا زیب تن کرکے صورت کو ہمشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمردین سے جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمہ آگین ہمرستان خمخانہ عشق کے لیے میخانہ تھین دیار بیخودی کی راہ بتاتی تھین جیسے یہی ارادہ ہو ان کالی کالی آنکھون کا + شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین + رخسار تابناک غیرت خورشید بلکہ سے مہ کامل جو انسے لڑ جائے صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے۔ دہن تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلو سے تمارک صراحی بادہ

نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار
پتلی پتلی رگون کا اس سے ابھار
وہ سینہ حسینون کی مد نظر
کو اُبھرے ہوئے وہ تھے اسپر ثمر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے – تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وصف موئے کمر ای حد سے فزون – درد سر ہو جو موشگافی کر دن
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا – تار خط شعاع مہر کہا
طبع نازک نے بھید یہ پایا – آئینے مین شکم کے بال آیا
آگے جگہ حیا کی ہی لب بند چاہیے – باہم شگاف کلک مین پیوند چاہیے
ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور – یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور
پائجامے مین یون تھی عکس فگن – شمع فانوس مین ہو جون روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا – ہاتھ ملتا تھا جنبہ دزد حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی – کلک قدرت کہو کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا – پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بداروے بیہوشی کرکے جام ہاتھ مین لیکر مقام سبزہ زار دیکھکر برق لب جل دریائی اور خوش دلی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہی قتل کر ڈالتا اس عرصہ مین دن ڈھلا اور ببران آج کے دن بھی جنگ موقوف کرکے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کیلیے تاکید کرکے حیرت کے پاس چلا اور اُڑتا ہوا اسی گلزار پُربہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اسے دیکھکر یہ پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانے والے ٭ کبھی ہم بھی تھے ترے ناز اُٹھانے والے ٭ ببران نے صدا اُسکی طرف پستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہی وہین سے پکار کر پوچھا کہ ای ملکہ زمرد خیر تو ہی کیون یہان بیٹھی ہو کیا ابھی خالا پاس نہین گئین زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا تمھین کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہان جی لگا وہین بیٹھکر روز بھر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدارانند – خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین – کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

ببران بولا کہ بارگاہ مین تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہان موجود تھا لائق نہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا اسلیے اسنے راہ مین ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہی یہ بھی تجھ پر فریفتہ ہی یہ سوچکر بروے زمین اُترا اور قریب زمرد کے آیا زمرد نے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر جلائے اوج سعادت بدام ما افتد ٭ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد ٭ ببران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ المولف اسقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو ٭ آپ سے بھیجدیا اس بت گمراہ کو ٭ یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ اسکے لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس بس الگ رہو ایسے بیمروت دنیا مین دیکھے نہ سنے ہم دن بھر

ہوا ہی کہ فرہاد کا سا جان شیرین فراق مین برباد کر رہے ہین اور کوہ و دشت مین سر ٹکراتے ہین آپ اب محبت جتلانے آئے ہین
ای بہران جس روز سے تجھے دربار مین بیٹھے دیکھا ہی اسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا ؎ رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا + بہران نے کہا او جان جان میری بھی تجھپر جان جاتی ہی قطعہ

ایذا ہین اٹھاے ہوے دکھ پاے ہوے ہین ‏ | ہم دل سے بہت تنگ آگئے ہین اُکتاے ہوے ہین
اب تک تو غضب کرتا رہا اپنا دل بیتاب ‏ | روکے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکاے ہوے ہین

جان من تمھین بتاؤ کہ مین کیا کرتا مجبور وناچار تھا کہ ؎ تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بچارہ کہہ کیا کر سکے +
تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے ؎ للہ الحمد
ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید + اب ہم تم داد عیش دین اور غم ایام ماضی فراموش کرین
زمرد نے کہا اے بہران ہمارا تو یہ حال ہی ؎

تم سے دو بول کہہ کے ہارے ہین ‏ | تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہین گلے مین ڈالین بہران کو محبت دیکھ کے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا
کا وفور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤن نکالے تاب ضبط نہ رہی گلے سے لگایا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہرو شراب
پی لین تو مزا اُڑائین یہ کہکر صراحی سے شراب جام مین نکالی اور کہا لو یہ بادۂ محبت ہی نوش کرو اس نے چاہا کہ جام
پیے مگر حال سنیے کہ حیرت کے پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بہران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہی جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ہی شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب نے کتاب دیکھکر سر پیٹ
لیا کہا ای حیرت اسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہی اور فلان صحرا مین قریب بہار کے بیٹھا ہی حیرت
نے کہا ای زمرد جلد جا اور بہران کو آگاہ کر دے مین بلکہ سحر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ
بہران کو بیہوش کر کے اٹھا لا زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بہران کیا غضب کرتا ہی اپنی
قضا اپنے ہاتھ بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اسے گرفتار کر لے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سُنکر گھبرایا اور زمرد
کو آتے دیکھکر کہا اے بہران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی عیار
میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بہران ایسا مزے مین تھا کہ اسکو آنا زمرد کا بہت ناگوار ہوا
اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو دہان تھی اُس سے کہا چھپ جاؤ مین اس زمرد
کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا اور بہران کھڑا ہو گیا اسی عرصہ مین
زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بہران وہ عیار جو تمھارے پاس بیٹھا تھا کہان گیا اسنے کہا اے ملکہ
تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے نابکار تو مجھے بھکانے آیا

ہے اس ہنگام میں برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور پکارا اے بیران نہ چھوڑنا اس نابکار کو بیران
نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھ کر مارا زمرد وزیرزادی حیرت کی بڑی معتمد اور زبردست ساحرہ
ہے اُسنے بزور سحر رخسار اپنا سخت مانند پتھر کے کر لیا ورنہ سر اسکا تن پر سے اُڑ جاتا اور غصہ میں آکر خاک کی چٹکی
بیران پر چھڑک دی کہ یہ بیہوش ہوکر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھکر کہا گیر زمین نے
پاؤں برق کے پکڑ لیے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹکر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ شکل پنجۂ انسان کے ہو گئے اُنکو حکم دیا
اے پنجۂ سحر ان دونوں کو اُٹھا کر طرف گنبد نور کے چلو پنجے جھپٹکر شکل برق کے گئے اور بیران اور
برق کو اُٹھا کرلے چلے زمرد بھی اُڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجوں کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے
کہا واہ واہ بی بی بھانجے آپ کے اپنا پرایا نہیں پہچانتے ایسی سستی میں آ گئے دیدون میں چربی چھا گئی تھی
کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مر جاتی لیجیے یہ وہ ہیں
بھانجے آپ کے اور یہ وہ عیار ہے جسے بغل میں لیے بیٹھے تھے مگر میں آپ کی نوکر ہی نہیں کرتی اربٹ
کی مجھے عادت نہیں حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بیران کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی
حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اُٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل میں لیے بیٹھے تھے
اور زمرد کو تمنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہ ہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے بیران نے کہا مجھے
قصور ہوا اور بہت نادم ہوں حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کیا موے نے صورت بنائی ہے کیوں بی
زمرد دھوکا کیونکر بیران نہ کھاتا بھلا کچھ بھی فرق تمھاری شکل میں اور اس موڈی کاٹے جوانا مرگ
کی صورت میں ہے لی بی بگڑہ نکی جگہ نہیں رنڈی مرد میں جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ میں بڑے بچے
کی نہیں رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن عیاری کا چھوٹ گیا
کہا اے برق میں تجھے چھوڑے دیتی ہوں جا کر مہرخ سے کہدینا کہ کیوں قضا آئی ہے وہ مہ جبین کو لیکر چلی آئے
میں شہنشاہ سے خطا معاف کرا دونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر بیٹھکر قحبہ باتیں کیسی بناتی ہے یہ خبر نہیں کہ کچھ دن جو زندگی ہے
غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے اور مہرخ آنکے باپ کی نوکر ہے جو دوڑی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتیں سنکر
ایک ساحر کو حکم دیا کہ سر اس بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا رجوع قلب درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ۔

ہر کس بکسے نالد و ما را تو بسے	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی ہر آنکس کہ درد رنج و تاب	دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا بیران نے کہا خالہ جان اس عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہے اے میرے

حوالے کیجیے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجا کر قتل کرون تاکہ سب کو عبرت ہو اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت
نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی بہران نے کہا مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا
جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمایش کی مگر اسنے نمانا حیرت
نے مجبور اُ اجازت دی اور کہا جلد جاکر اس عیار کو قتل کرکے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری
مدد کو ضرور بھیجونگی بہران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھا کر پیچھے آپ بھی
سوار ہوا اور وہان سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے متفکر حال
برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت آیا کہ مشاطہ روزگار
نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پر چاند ٹیکی قمر کی لگائی عالم ظلماتی نورانی
ہوا کہ فرد نکھری عروس زلف کی زلف سیاہ تھی ؛ روشن فلک پہ ہر جگہ قندیل ماہ تھی ؛ قران پھرتا ہوا
اس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد پکڑ کر لیگئی تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے
بہران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہوگیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر
اسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی بھرا کاغذ اسطرح اندر لفافہ کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک
زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے اور مہر لفافہ پر ملکہ حیرت کی کرکے صورت اپنی ساحر کی بنا کہ بہران کو پکارتا ہوا چلا
بہران دور نکل گیا تھا قران کی آواز سُنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اسنے پوچھا تو کون ہے قران نے کہا کہ فرستادۂ
حیرت اسنے کہا ابھی مین انکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور دوسرے ابھی مین آیا ابھی
انھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا مگر تیوری چڑھا کر کہا مین کچھ نہین جانتا یہ خط
دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اسکا جواب دو اور اے بہران کیا تو کہ ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین
جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلا کر نامہ دیا کہ بہران کو دے آؤ مین لیکر
آیا تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو بہران نے یہ باتین سُنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین
چلو تو پڑھکر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون ورنہ تم ساحر ہو تو سحر کی مشعل
روشن کرکے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ مانو تو مین روشنی کر دون بہران کو غیرت آئی ایک تنکا فوراً
زمین سے اُٹھا کر سحر کیا کہ مشعل سا جلنے لگا اسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیے رہو مین خط پڑھون قران
نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا مشعل پر ڈال لیا بہران کے
مُنھ مین لگا دی اُسنے مُنھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے دماغ مین پیچیدہ ہوا
اور مُنھ بھی جل گیا چکر کھا کر زمین پر گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک

ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹکر بھاگا قران جنگل مین چلا گیا شبخون اسکے لشکر
پر گرا شکیل نے نفیر سحر بجائی مگر برق نے لشکر مین جاکر شکیل اور مہرخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو
بہران مارا گیا شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمربندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر سوار ہوئے مہرخ
اور شکیل مع چالیس ہزار ساحران نامی کے آگے فوج پر گرے گولے فولادی نار فلفل کے اور گچھے پیکان کے
سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج بہران کی غافل اتری ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے
آندھیان بلند ہوگئین بجلیان چمک کر گرنے لگین نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف
جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا تکبیر و بکش کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر بہران کا قتل ہو رہا ہے عمرو
نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھی کہ اگر ساحرون کے نرغہ مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ
لونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلطک ماری چھ چھ آدمی کے پاؤن کاٹے جب جست کی شانے پر
ساحر کے پاؤن رکھے اسنے جانا کہ پاؤن پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے
کے شانے پر پہونچا جو ساحر مر کر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جبکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی
مارکر مع فرش خیمہ وغیرہ اندر زنبیل کیا ادھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے
حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر
کیے کہ ساحرون کے حربے سحر شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی ہمراہ اسد کے رہے پیچھے
چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے ہر بار نعرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ　　بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران　　اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخرہ شمشیر زنی
ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین ذرا پروا اس
نہین مرکر گر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن ناخدا　　بدریاے خون کشتے ناخدا
ز نوک سنانش فلک بستہ خاک　　ز بادم نم از خنجر تن بردہ خاک
ز شستش خدنگ آنچنان جست صاف　　کہ سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف
چو خط شعاعی ز نجم کمند　　کشیدہ سر آفتاب بلند
ہم از سایہ گرز او چرخ پیر　　سر افگندہ تا روز محشر بزیر

عنان را دلیران رہا ساختند ۔ بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز نعل ستوران آتش نژاد ۔ بدریا بہ تپ لرزہ ماہی فتاد
زمین دید یا برہوا جائے خویش ۔ فلک راند انگشت از پائے خویش
بیکدم شد آئینۂ روزگار ۔ زگرد سپہ صورت زنگبار
زگرد سپہ نوک رخشان سنان ۔ نمایان چو شب انجم از آسمان
زبس برق تیغ آتش افروختہ ۔ ہوا خرمن کہکشان سوختہ

آخرکار ساحران غدار نالان و گریان دریائے خونخوار سے اُترکر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے اور افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج ہیران کی بھاگ آئی حیرت نے گھبراکر کہا ارے لوگو میرے بچے کی تو خیر ہے لوگون نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا یہ سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہا ہئے میرا فرزند ہے ہے میرا نوجوان آخر موئی کاٹے عیارون نے پچھوڑا خلاصہ یہ کہ ایک ماتم گنبد نور مین برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور لاش ہیران اُڑکر گنبد نور پر آگئی تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوئے اور لاش اُٹھانے کا انتظام کرنے لگے لیکن مہرخ وغیرہ نے اسباب خیمۂ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر ہیران تھا وہان لشکر کو اپنے اُتارا یہان سے دریائے خونخوار سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتۂ رنگین حصار قریب ہے جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے بارگاہ مین مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت ملے ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا اس اثنا مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھاکر میدان فلک سے رو بفرار لایا اور علم زرین شاہ خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر نصرت نے اُڑایا سواری سلطان سیارگان کی بتجمل داخل دشت ہوئی ع

دم صبح کاین قاتل بیدریغ ۔ زمشرق برآمد چو با طشت و تیغ
ز رخ از آتش کینہ افروختہ ۔ کہ گردد جہانے ازان سوختہ

صبح کو لاش ہیران کی بڑی دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے کہا ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمایئے کہ جاکر ان نمک حرامون کو قتل کردن افراسیاب نے کہا اب کسی ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارتا تھا کہ ایک ساحر گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت زشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اسنے کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آئے ہین اندھیر ہو رہا ہے ہیران مارا گیا ہے اب تک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ باغی آئین اور جس طرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی رہین

مگر انکی قضا آئی ہے میں بارہ چیلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش ہونگے نہ کوئی اُنھیں قتل کرسکیگا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کرینگے یہ کہکر دستک دی کہ بارہ چیلے رویین تن ہاتھ مین تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ اور انکا حکم بجا لاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ چیلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون بیہوشی سیرون شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہے حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا نہ میرا کچھ عیار کرسکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑسکتے ہین **افراسیاب** نے کہا براہ احتیاط کیا ہے انھین لیتے جاؤ اور کار سرکار بجا لاؤ **فولاد** سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ چیلے ہمراہ رکاب چلے چاوُش لشکر ادب و تفاوت وہ دورباش کی صدا دینے لگے بڑے عظمت و شان سے **نظم**

روانہ ہوا لشکر کینہ جو — تھے آراستہ ساحر زشت خو
پے سحر کرنے کا اسباب تھے — پے جنگ دل اُنکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل و طے مراحل دریاے گذر کر قریب لشکر **مہرخ** آکر پہونچے نقارون کی صدا گوش دلاوران حق نیوش مین آئی **مہرخ** نے طائران سحر ہر خبر روانہ کیے طائر اوڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے **نظم**

ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد — وے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب ولم یولد بہ جاد ستگیر — دافع غم لم یکن مونس لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز رہے دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے **فولاد بیہوشی خوار** نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آتا ہے اور ملازمان حضور پر نور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہے طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور یہ خبر لشکر حریف ہوے بیان **مہرخ** نے نام فولاد کا سنکر **عمرو** سے کہا خواجہ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے سیرون بیہوشی پی جاتا ہے سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین ہوتا ہے **عمرو** نے کہا اے ملکہ خداوند عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھے ہون نہ لیٹے ہون یہ سب ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرماے اور اس نافرمان کو اطمینان ہوگیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر فنا ہوے ذکر شداد بد سیر سنا ہوگا کہ کس طرح بہ حسرت و ارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پانون نکل کے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب در بہشت پر داخل جہنم ہوا یہ **فولاد** مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے اور وہ مالک اسکا

افراسیاب کیا ہے بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہے اے ملکہ ۔ عزیزیکہ از در گہش سر بتافت + بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ۔ جس نے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنایا خسرالدنیا والآخرة ہوا کہیں ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے کیسا دربدر خاک بسر بھاگتا پھرتا ہے اے ملکہ تم نظر بفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین بجنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد مین فرق نہ لاؤ مین جاتا ہون اور اس فولاد بے حیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا لشکر کی خبر لشکر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کر رہا تھا مگر اب اوّل حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ تینون عیار صورت ساحرون کی بنا کر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری خبر جاکر عرض کرو کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی دی چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد دنگل پر بیٹھا ہے ہزارہا شعلہ آگ کا دنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھا ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر آتشین باندھے ہے صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ پتلے فولادی تلوارین لیے ٹہل رہے ہین جب کلام کرتے ہین چنگاریان آگ کی منھ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار مجرا گاہ پر حاضر ہین عمرو نے بھی آکر تسلیم کی مرد ہا بکار انگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھاکر اشارے سے سلام کیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کالے سانپ سر سے لپیٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہی زنجیر سونے کی کمر مین بندھی ہے جھولی سحر کی اسباب رکھنے کی بادلے کی ہے فولاد نے معزز جانکر قریب اپنے طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا عمرو بیٹھا فولاد نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہے عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار کا رہنے والا ہون میرا گھر بار سب مہرخ نے چھین لیا ہے مدت سے اسکی بربادی کی دعا کرتا تھا تاب مقاومت اس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانے کا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی مین بھی حاضر ہوا فولاد نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو آپ چلے آئے یہ آپ کا گھر ہے مین ان نمک حرامون کو قتل کرکے انکا اسباب و مال شہنشاہ سے تمھین دلا دونگا یہ کہکر خلعت منگوا کر عمرو کو دیا اسنے نذر دی مقرب خاص بنا ادھر ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے فولاد تک پہونچین کہ انھون نے دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکلکر ایک طرف کو جاتے ہین عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی تم اپنی معرفت بکوا دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر

ہے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگھکر بیہوش ہوئے اُنھون نے کپڑے
اُتار کر دونون کو گوشے مین ڈالدیا اور روغن عیاری نکال کر اُنھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ
مین آئے اور پس پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوئے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کچھ شغال بیہوشی قاتل شراب مین ملادی فولاد جام لے کر بے اندیشہ انجام پی گیا کچھ بیہوشی
نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی
عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف پھونکا کہ عمرو ذکل سے جھٹ گیا فولاد نے کہا
اے عیار جانا مین نے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے لاحول جا ہے بیہوشی مجھے پلادے یہ کلام سنکر ضرغام اور جانسوز
جو پیچھے کھڑے تھے آپس مین کہنے لگے کہ اگر یہ بیہوش نہ ہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہے بس
دونون نے دہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑتے جھنجھناتا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار بھاگے
فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دونون منھ کے بل گر پڑے اپنے حکم دیا ساحرون نے آکر مع عمرو اور دونون عیارون
کے گرفتار کر کے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پنہا کر حکم کیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ ایستادہ کرو اور انکو وہان
رکھو بمجرد حکم خیمہ استادہ کر کے عیارون کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا
ہو گیا اور کہا کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوئے بس اب طبل جنگ بجے تا کہ
مہرخ کا بھی خاتمہ کر دون اسکے کہنے کے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور قرناے
جنگ کو بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے دربار
مین آئے اور بعد ادائے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گزارش
کر کے پھر بہر تجسس خبر روانہ ہوئے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا اے ملکہ مہ جبین
آپ نے سُنا کہ عیار گرفتار ہو گئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کر سکتا اگر تمھاری
رائے مین آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ
طلسم سے باہر جانے کی معلوم ہے تم سب کو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ
خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ شاہ طلسم سے ہو سکے گا اسد نے یہ کلام سُنکر کہا
اے ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوئے ہین اور چھوٹے ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور
تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے بڑا ننگ ہے
اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر مین جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہینگے جان ندیگی بھاگ کیون آئے
تمھارا میرے پاس کچھ کام نہین اے ملکہ تمھارا جی چاہے جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن

مین ہرگز بجاؤن گا مہرخ نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین اگر یہ مرضی ہو تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزم بجے ملازم حکم شاہزادہ والا شیم بجا لائے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا مین سلطان نوریز نے چرخ سے نیزہ خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چلا سپاہ سے / اور انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا / اور بھبوت اسکا اپنے منہ پہ ملا
تاج نورانی رکھ کے سر اوپر / ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر

ساحرون نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے چارسو ساحر زبردست بلاکر ہوم کیا گرد اگیار کے ڈہڑ و بجنے لگا موم کے اژدہے بناکر آگ مین ڈالے انسے وعدہ لیا کہ جب تمہین بلائین حاضر ہونا بیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا لشکر کے ساحر اپنا اپنا سحر جگاتے تھے بھینٹ مین بھیجتے اور چیلین چڑھاتے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ جھمکے ہوتے تھے ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہین جانتے ہین انھون نے تلوار اور خنجر کو صیقل کرنا شروع کیا غرضکہ چار رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھرا کیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوے دل شب کی تاریکی دعاے سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید ہوئی نظم

برتخت مرصع نشست شاہ ملمع بدن / جیب مرقع درید شاہد گل پیرہن
ساقی سیمین شکست ساقی زرین قدح / پیکر پروانہ سوخت شمع زمرد لگن
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد / صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن
آتش موے نمود از کمر کوہسار / دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن
بیضۂ زرین نہاد طائر مشکین جناح / جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن

صبح کو اسد والا در بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر در دولت پہ مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ اور شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق طوق اور جوق جوق بدشت مصاف کی طرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانہ شہنشاہی مین آئے مہ جبین بتجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک کا مجرا اسلام ہوا تخت ملکہ کا ولادرام نے بند سحر آزاد تخت کے ساتھ کل سرداران لشکر مع اسد نامور کے رزمگاہ کی جانب چلے نقیب لبیسا دل ادب اور تفاوت پکارتے تھے صدا طرقوا طنبور تقی نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمداران علم بالا کشیدند / دلبران رخت بہ صحرا کشیدند
غریو کوس بانگ و نائے برخاست / زمین چون آسمان از جائے برخاست

یہ سب دشت قتال مین داخل ہوے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے مین مصروف تھا صبح کو اپنے گینڈے
پر سوار ہو بارہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلوارین برہنہ کیے ساتھ چلے ترہیان پھونکنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے
لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کہ بیت کر گدنے کز سم خارا شگاف ؛ رخنہ فگندے بدل کوہ قاف پر بڑے
جوش و خروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار مین آیا ساحرون نے ابر برسا کے بجلیان سحر کی گرا کے میدان
جنگی کو صاف کیا صف آراؤن نے صفوف کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے نقابت کرنے لگے کہ اے نامور و سے
نام رستم کا شاد و آج ہر دو معرکہ ؛ بھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ؛ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
سست روز جنگ سست جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوے فولاد
نے گینڈا اڑایا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقۂ لکھو ام عازم دشت قتال ہوا آمادہ جنگ و جدال ہوا سے لاف
زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اترکر دست بستہ سامنے تخت مہ جبین کے آکر اجازت حرب لی اور
سامنے فولاد کے آیا اسنے کہاں ضرب کیا حرب چاہتا ہے شکیل نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہو گئی
اور اس اندھیرے مین کچھ پنجے پیدا ہوے اور نیزہ و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈے کو بڑھا کر مشت
خاک اٹھا کر سحر کر کے طرف فلک کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجون کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا فسون
پڑھکر مارا کہ شکیل کے گرد دھوان ہو گیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہو کے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جاکر
اٹھا لا پتلا گیا اور شکیل باندھ کرکے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرداً فرداً مقابلے کو نکلے مگر جو آیا
فولاد نے ناریل مارا کہ اسمین سے دھوان نکلا اور مبارز کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور باندھ کرلے گیا یہان تک کہ ملکہ
مہرخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو دھوان کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا
تھا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور مہرخ نے نارنج سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدھا
ہوا قلعۂ آتشین منہ سے چھوڑکر اس نے دم اوپر کو جو کھینچا فولاد کھنچتا ہوا اسکے منہ کی طرف چلا اور
پکارا کہ پتلا ہاے طلسم بچانا کہ مجھے اس قحبہ مہرخ نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے پتلے اژدر کے لپٹ گئے
اور اسے چیر پھاڑ ڈالا پھر ادھر سے پھر کے پتلے مہرخ کو لپٹ گئے مہرخ نے بہت سحر کیے اور پنجے
سحر کے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اسوقت مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جاکر مہرخ کو بچاؤ
فوج ہر طرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ
ماجرا دیکھ کر فولاد نے چار ناریل میدان جدال کے چارون کونون پر مارے کہ وہ ناریل زمین مین غرق
ہو گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلکر ایسے بلند ہوے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے
دیوار آگ کی ہو گئی اور دھوان اس آگ سے نکلکر لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا

اب ہر طرف دیواریں ہیں اور اوپر دھواں ہے جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑھکر جلا دیتی
ہے دھواں ہر جاتا ہو دھواں بیہوش کرتا ہے فوج تو اس آفت میں پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے لپٹ گئے ہیں ہر چند
ملکہ نے چاہا کہ انکے ہاتھ سے میں بچوں مگر رہائی نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے
قید سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں آگ کی شکیل اور مہرخ کو پہنا کر اژدہے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ
کرنے کا حکم دیا اسی وقت خیمہ ڈیرہ اکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانسوز
جنکو پہلے گرفتار کیا تھا انکو بھی قیدی بناکر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر مہ جبین
تھا از خود روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر ناچاری خود بھی بیرو
اختیار کی کس لیے کہ اگر ٹھہریں تو دیواریں آتش سحر کی جلا دیں لشکری نالاں و گریاں یا رب مستغیث پکارتے چلے
اور فولاد انکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سرداروں کو اولوالعزمی دکھاتا روانہ ہوا اس حال حیرت اشتمال کو
دور سے قران اور برق کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہیں اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر
تک اندر حصار کے مقید ہیں برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا کہ خلیفہ میں جاتا ہوں
اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجروں کے ٹکڑے کیے ڈالتا ہوں اور یا اپنی جان دیتا ہوں قران نے کہا اے
برادر بھلا تمھارے جانے سے کیا مطلب نکلے گا اس ساحر پر نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے پھر
عیاری اسپر کیا ہو سکے خدا کو یاد کرو اور انکے ساتھ چلو جہاں کہیں منزل پر یہ ٹھہرے وہاں کچھ فکر کرو الغرض
قران اور برق انکے لشکر کے ساتھ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور پر افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھوں کیا گذری کتاب میں معلوم ہوا کہ سب کو حصار آتش میں گرفتار کیے فولاد
لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا اے حیرت دیکھا تمنے ثمرہ بغاوت کا کہ اس طرح
حال زار سے سب قید ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب نمک حراموں کو دار پر کھینچیے افراسیاب نے چند
ساحروں کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا اسکے فولاد کے لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من
کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلدی تمنے اس جنگ کا خاتمہ کیا ہے یہ خلعت تمھیں بھیجا گیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف
خسروانہ رہو دمبدم عنایت شاہانہ تمھارے حال پر افزوں ہوگی ان قیدیوں کو لیکر باغ عشرت میں
جو قریب شہر نافرمانیہ ہے اور اسی پار دریائے خونخوار کے طلسم ظاہر میں واقع ہوا ہے آؤ ہم بھی
وہیں آتے ہیں سب کو سزا دینگے کیا ضرور ہے کہ اس طرف دریا کے سب قیدیوں کو لاؤ
اور تکلیف بیفائدہ اٹھاؤ یہ نامہ ساحروں کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد
کے آئے نامہ دیا خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحروں کو رخصت کر کے راہ

گنبد نور کی چھوڑ کر طرف باغ عشرت کے چلا اور افراسیاب ملکہ حیرت کو اور ساحران نامی کو لیکر بعد
بھیجنے نامے کے بحشم و خدم باغ عشرت مین داخل ہوا اور باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا
اس مین دارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے بار انسان کی ناک و کان
کٹے کا پٹے لنگ باندھے صافی تیغہ صاف کرنے کی جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا کاندھے پر ڈالے حاضر
ہوے اور پکارے **بیت** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست *
کس کا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سر رشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو کون سے گنہگارون کا قتل کرانا منظور ہے
افراسیاب کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوگا جلادون
نے زیر دار بستر لگائے اور حکم شاہ سے انعام بیکران پانے کے امیدوار ہوئے **افراسیاب** اندر باغ کے
صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون اور بین اور چنگ و رباب بجنے لگا درخت باغ کے بادلے سے منڈھے گئے
نہرین چھلکائی گئین اور فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت زا ہے مگر **فولاد** قیدیون کو
لئے برسم یلغار کہین نہ ٹھہرا یہانتک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے در شہر
پناہ پر قلعہ بنا ہے ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے اترے ہین لکڑ سلگتے ہین ہوم کر رہے
ہین قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی ملکہ
نافرمان جادو افراسیاب کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور معزز ہے حسن و جمال بھی
رکھتی ہے ملک و مال بھی رکھتی ہے اسے طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ **فولاد بیہوشی خوار جادو**
سپہ سالار شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپ کی سرحد مین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہے
نافرمان یہ خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر مع تحفہ و تحائف کے واسطے ملاقات کے
چلی اور قلعہ سے جب باہر آئی حصار آتش کوسون تک دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کے رونے کی صدا
سنی **فولاد** کو بارہ پیلون سمیت اور فوج ساحرون کے ایک طرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے
بہادر زبردست کیا کہنا واہ وا ذرا ٹھہرو **فولاد** اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا
نافرمان قریب پہونچی اور کہا میرے قلعے مین تشریف لیچلیے ایک چمچہ آش کا تیار کرون نوش
فرمالیجیے تو جائیے **فولاد** بھی سوچا کہ مین دور سے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور
حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کر کے کہا مجھے جانا ضرور ہے گنہگار ساتھ ہین مگر آپ کے فرمانے سے مجبور ہون
اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون **نافرمان** وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک
دیا تمام شہر آئین بند ہوا دکانین آراستہ ہوئین دکاندار پوشاکین نفیس پہنکر بیٹھے **نافرمان** نے

باغ پر بہار مع عمارت دلکشا وفرح افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب درستی ہوچکی ارکان دولت واعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر **فولاد** کے استقبال کو باہر قلعے کے نکلی **فولاد** بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قیدیون کے اُتار کر بارہ تیلون کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ **نافرمان** ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہے رعیت دلشاد ہے کہ **ابیات**

سب رعیت تھی چار دہ سالہ ۔ ہر جوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان ۔ چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا ۔ صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا ۔ چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر فردوس چوک کے کمرے ۔ جگمگٹے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلے سے ہر مکان بڑھ کر ۔ چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب دہ نور کا بازار ۔ بیچ مین اسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر ایک دُکان ۔ در نہایت تھے انکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب ۔ کہیے قوس قزح کا اس کو جواب
تھے دوکاندار خوبرو سارے ۔ فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا ۔ ماہ ہوتا تھا مشتری اُنکا

فولاد تماشائے شہر دیکھتا ہمراہ **نافرمان** اسجگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کہنا کیا جوڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اُنپر سورج مکھی یاقوت کی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمردین بال کلس پر چڑھے تھے منقارون مین گوہر کے لیے تھے چاردیواری باغ کی برنجی تھی طلائی احمر کا مصقلہ کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا **فولاد** اندر باغ کے آیا اسے نہایت سرسبز پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست و نہرین لطیف پٹڑون پر سُرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین رواں چشمہ ہر ایک قلب صافی والاق مصفا ہر شجر پر طائرون کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگارنگ غیرت دہ نگارخانہ ارژنگ سچ تو یہ ہے **نظم**

سبز سبزے سے ہر روش پڑی ۔ لعل و یاقوت کی کٹی سُرخی
روشون پر ستارے چھڑکے تھے ۔ ذرون کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا ۔ رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جس جگہ اشجار — لائق دید تھی وہان کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب — پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو — قمریون کی وہ سرو پر کو کو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی — کہہ رہا تھا پپیہا پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ مین چمنستان کے بنی تھی فرش لہکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا **فولاد** وہان آکر مسند پر بیٹھا بارہ تیلے اور سردار گرد و پیش با ادب تمام بیٹھے ملکہ **نافرمان** نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پر تگالی کرکے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہوکر ساقی سے خطاب کرتا تھا **نظم**

مین کب سے تھا ترا اشتیاقی ساقی — مدت مین ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جانے نہ یہ دور جلد بھر دے مجھکو — شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیاء فردوسی اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی آواز کا سناٹا خلاصہ کلام بیان تو یہ جاسہ ہر دھوم دھام ہر خلقت کا اژدہام ہر کہ اہل محفل مصروف وجد و سماع ہین ہر زبان پر واہ دہین کھڑے ہوے ہین مگر حال **قران** اور **برق** کا سنیے کہ لشکر **فولاد** کے ہمراہ زار و نالان تدبیر رہائی لشکر **مہرخ** مین فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر **فولاد** ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح بنا کے لشکر مین داخل ہوے اور **نافرمان** کا آنا دعوت کا کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ **فولاد** کے شہر **نافرمانیہ** تک آئے **فولاد** تو جاکر باغ مین مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونون عیار در شہر پناہ پر ٹھہرے اور **برق** سے قران نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فوراً دھوتی باندھ ننگے سر ننگے پاؤن انڈوا سر پر رکھ کر مزدور اپنے تئین بنایا اور **قران** نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جسمین ہلدی اور گھی کے دھبے تھے کمر مین چھریان ترکاری چھیلنے کی رکھین اور صافی گھی اور مصالہ چھاننے کی کندھے پر ڈال کے لشکر **فولاد** مین آیا اور کئی من ترکاری آلو اور اروی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر **برق** کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور در شہر پناہ پر پہونچا چاہا داخل قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے **قران** نے کہا ہم سرکاری باورچی ہین لشکر **فولاد** سے حسب الحکم ملکہ **نافرمان** ترکاری لیے جاتے ہین دربانون نے کہا ذرا ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگالین **قران** نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھین پہونچا دینا یہ کہکر ٹوکرا ترکاری کا اونڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا چوبدار نے دیکھکر آپسمین کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجاوے **فولاد** بھوکا رہے باورچی سے پرسش ہو وہ کہے دربان نے مجھے آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیا

جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میاں صاحب ابھی باورچی صاحب جائیے آپ کو کوئی روکتا نہیں قران نے کہا اب کچھ ضرور نہیں ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور آکر ہاتھ پکڑلیا کہا خفا نہو جیے جائیے قران نے کہا مین اب جا سکے کیا بناؤن تمھاری جھنجھٹ مین اتنی دیر ہوئی اب تم گفتگو کرلینا مین نہ جاؤنگا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہان تک کہ جتنے سپاہی تھے سبنے اپنے پاس سے کچھ روپیے جمع کرکے دیے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیےگا اور خفا نہو جیے ہم بھی حکم کے تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے ہمنے پہچانا نہ تھا قران نے وہ روپے لیے اور ترکاری ٹوکرے مین بھرکر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازار مین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین وضیع و شریف شہر کے خرید و فروخت مین مصروف ہین قران نے ترہ فروشون کی بازار مین آکر ایک کبڑیے سے کہا یہ ترکاری باورچی خانے سے ہمکو ملی ہے کس لیے کہ جو بچ رہتی ہی وہ ہم لوگون کا حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا نفع رکھو کرے لو کبڑیے نے اُن سے کہا چلو تلو ہین دو روپیہ دیتے ہین قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھکر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور آکر اُس باغ مین پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر جلوہ گر دیکھا کسی سمت میخانہ سجا تھا کہین آبدارخانہ ارباب نشاط کے بستر کسی چمن مین نونہالان باغ حسن کے جمگھٹے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے مین مصروف تھا کہ برق نے قران سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کرو یہ رات گذرنے ندو اگر صبح ہو گئی تو لشکر مہرخ ہلاک ہوگا اسکی ابھی صبح ہوجائیگی کیونکہ فولاد یہان سے ہوچلےگا افراسیاب پاس پہونچےگا پھر وہان کچھ نہوسکےگا برق نے کہا اے خلیفہ میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کرکے اسکے پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ یہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو مین ساحر بیٹھا ہے اسکی صورت بخوبی غور کرلو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑلو اور اُسکی شکل بنو تو مین ایک تدبیر کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشۂ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب فولاد کی شکل کہ نام اسکا مریخ جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کرلی اب آگے آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دارالعمارۂ شاہی کے پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام دعوت ہین انھون نے کہا جاکر عرض کردو کہ ایک صاحب فولاد کے پاس سے آئے ہین ملازمون نے جاکر اُن کے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسیوقت باہر نکل آئی دیکھا مریخ جادو ہے کہا کیون آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلالیا

ہوتا مریخ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے فولاد نے جس کام کو کہا ہے اُسے مین و آپ
انجام دون نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب ملازمون کو چھوڑ کر آپ تنہا مریخ کے ساتھ ہوئی یہان
تک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی اودھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا
برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک جاب بیہوشی مارا کہ نافرمان کے منھ پر دہ پڑا بیہوشی اسمین سے اُڑی یہ
بیہوش ہوگئی اسکو برق نے اور زیادہ بیہوش کرکے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید ہوشیار
ہوجائے سحر نہ کرسکے اور کپڑے اُسکے اُتار لیے قران نے اٹھاکر ایک مقام پر درخت تجویز کرکے نافرمان
کو اوپر درخت کے چڑھ کر باندھا اور پتون مین چھپا دیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران
نے کہا اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان
کی صورت بنا ہوا در باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوے اور دست بستہ
سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور مہتابین ہاتھ مین لیے حاضر
ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشبازی بنائی ہے برق سمجھا اس سے
آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے سوچی ہے یہ سوچ کر کہا اے آتشباز کتنے وزن تیرے
پاس تیار ہین اور کتنے اسوقت تیار کرسکتا ہے قران نے کہا حضور آتشبازی تیار کرسکتا ہون برق نے کہا
اچھا کیا لیگا اسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی
صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی مین گھر نہ لیجاؤن گا مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز
نے کہا پچیس پیپے برق نے کپتان کو طلب کرکے حکم دیا کہ پچیس پیپے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے چھکڑے
لدے ہوے آئے آتشباز نے کہا کہ پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات کھڑی کروا دیجیے کہ مین اکیلا آتشبازی
بناؤنگا ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہو گا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر مین صرف کرے اور آتشبازی بنالے یہ کلام آتشباز
کا سنکر نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے فولاد کو جلادینگے پس بموجب انکی درخواست
کے قنات باغ کی پشت پر دور تک کھڑی کروادی اور بارود رکھوا دی سبکو منع کردیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنی
قران نے وہان آکر جلدی خنجر کی لیکر پیچھے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سردارون اور
تبلون کے بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھود دی اور از بسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ ہے
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کے جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک نقب لگاکے
اپنے چادرے کے دو فتیلے لیکر جا بجا بارود سب نقب مین بچھائی پیپون کے پیپے ڈالدیے فتیلے وہین
نقب مین سے لگاکے قنات سے باہر نکلا برق در باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا

تھا کہ دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ آیئے تو مین اپنی استادی آپ کو بے چلکر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائیے برق نے ملازمون ارکان سلطنت وغیرہ سے کہا ٹھہرو ہم بلا لین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا قران نے کہا اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہے اُسے کھولکر ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور اشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سے چھدی ہے کچھ کر نہ سکیگی مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم رفتار ہوا اور درخت پر جاکر چڑھا نافرمان کو کھولا ہوشیار کیا جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین بالائے شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگادی اور بھاگ کر دور نکل گیا فتیلے سلگتے ہوئے جب سرنگ مین پہونچے عیاذاً باللہ وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا افلاک پھٹ پڑا اور بارہ دری جسمین فولاد اور اسکے سردار اور چیلے سرپٹ گئے اڑکر طرف آسمان کے گئے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی بارہ دری اور پتھر اور مکان اور کنوارے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیان کھل گیئن رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط ہوئے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین بیرون نے ساحرون کے مرنے کا غل مچایا کہ کشتی مرا نام من فولاد بیہوشی خوار جادو بود آگ اور پتھر برسنے لگے قران ایسے وقت قیامت مین قابو پاکر حقہ ہائے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جابجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی جل گئے جب تک اُسکے بجھائین جب تک اور کئی مکانات مین آگ قران نے لگادی تمام شہر مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوئے سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکل گیا یہان کا حال سُنیئے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسد پر سے دور ہوا اور مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سُرنگ اُڑنے کی سُنکر کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اُسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو دیکھو لشکر بھی ہمارا آرہا ہوگا فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہیئے مہرخ اور شکیل وغیرہ کہنے سے عمرو کے باہر نکلے اور

نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر محافظ زندان بھاگے ادھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان ملکہ مہرخ نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اُسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب وہ حصار نہین رہا آپ بھی لشکر فولاد پر جاگرے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا بجاس ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر لشکر فولاد پر گری نارنج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور کچھ پیکان کے سوئیان اور مرچون کے ہار سحر پڑھ پڑھکر جابنین سے ساحر لگانے لگے بجلیان چمک کر گرنے لگین ترسول و رنبسول چلنے لگے ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحر مین در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار دوندگان آفاق — من آمدہ در دوندگی طاق
از راہ فنون و مکر و حیلہ — آشوب کنیم در قبیلہ
تیر از دم تیغ من گریزان — آورد پناہ سوے تیران
نامم عمر است شاہ عیار — ہستیم قضا براے کفار

جب غلطک عمرو لگاتا تھا دس دس کے پاؤن اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو گر کے گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر وہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا ز گرد و غبار — چو شمع فروزان بہ شبہاے تار
زچکاک شمشیر زہر آبدار — برآمد فغان از دل روزگار
شباشاب تیر و ترنگ کمان — چو قوس قزح شد زہ آسمان
ز بار کدورت چو گل تر نشین — بدریاے خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام و مردان کین — خروشان زہر سو چو شیر عرین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ — یکے کار صد کینہ جو ساختہ
زبس کشتہ صحرا پدیدار نہ — بروے زمین جاے رفتار نہ
بیفتاد چندان سر و پا و دست — کہ گفتے تو دست قضا را ببست

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سبکو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور بیابان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نا فرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی یعنی لشکر خنجر افغان شکست کھا کر خنجر بیضاے کینہ سوز شاہ نیمروز سے روبفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کرکے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی خرمن جان بسوخت برق بلا		سر کشید از حجاب ظلمانی سبز شد گلشن جفا و قضا	

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایاے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی مہرخ اُس بھاگی ہوئی فوج پر آ گری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور مالک آنکا موجود نہ تھا وہ کیا لڑتا کوئی لمحہ بھر سحر کی لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی مہرخ نے نقارہ امان بجوایا اور سب رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قران آیا اور کہا قلعہ فتح ہو گیا مہرخ کے پاس نافرمان کو لیچلو غرض یہ دونون نافرمان کو بیہوش کر کے پشتارہ لگا کر روانہ ہوئے مہرخ دار الامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی پھر رہی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دار الامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین اکابران شہر کی مہ جبین کو گذر رہی تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نافرمان کا سامنے رکھدیا مہرخ اٹھکر دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت نقب دیکے اُڑا دینے کی بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت عیاری خلعت منگا کر دونون عیارون کو عنایت کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا اور ایک رومال گاڑھے کا نکالکر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ زہے فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اس عیاری مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میرا جان بخش ہی تو انکی برابری کیا کریگا یہ انھین کا مرتبہ ہی کہ ایسا خلعت لین نے دیا برق نے کہا اب دیکھیے دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نافرمان کو ستون دار الامارۃ سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایک بار پہلے جو نافرمان ہوشیار ہوئی تھی تو نقب آڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہی دربار آراستہ ہی اسد ذنگل شوکت پر بیٹھا ہی یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھین بند کر لین کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ نافرمان یہ خواب نہین ہی بیداری ہی جسکی دعوت تمنے کی تھی وہ سرنگ دیکر اُڑا دیے گئے ملک تمھارا ملازمان مہ جبین کے قبضہ مین آیا در صورت اطاعت تمھاری جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کیجاؤگی نافرمان ساحرہ زبردست نہایت عقیلہ تھی سمجھی کہ ادبار طلسم پر آیا ہی اسد بیشک طلسم کشا ہی یہ خیال کر کے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے اُٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکالی اور ستون سے کھولدیا نافرمان نے آکر

تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح کرینگے
علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی ندا کرے جسکو ساتھ اپنی شاہزادی
ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ دہل زنی ہوئی بھاگی ہوئی فوج کوہ
دشت سے آکر حاضر ہوئی سب نے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کر کے اپنا اپنا عہدہ بدستور لیا جبکہ تمام
ساحر جمع ہوے سب نے انعام بیکران پایا بعد اس تسلط کے عمرو نے کہا اے ملکہ اس قلعے مین ٹھہرنا نہ چاہیے
افراسیاب کی فوج آکر گھیر لیگی کچھ بنائے نہ بنیگا یہان سے اپنی قدیم جگہ پر چلکر ٹھہرو اس مین یہ فائدہ
ہو کہ اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ مین کہین ٹھہریگا عیار مارے گا اور اگر یہان سے آکر پکڑ لے جائیگا
بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر بن نہ پڑیگی مہرخ نے اسیوقت بموجب مشورہ عمرو کے
نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا مین ساتھ چلتی ہون ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر
مین کمربندی ہوئی عیار و سردار مع نافرمان کے سب طائران سحر اور سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ
ہوے اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی جگہ قریب پشتہ رنگین حصار لشکر آکر اترا بارگاہ فلک
پائگاہ نصب ہوئی مہ جبین آکر تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی قران جنگل مین چلا
گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے ہین مگر افراسیاب باغ عشرت مین مصروف عیش و نشاط تھا اور
انتظار فولاد کے آنے کا کرتا تھا اور یہ استادہ تھین جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ
سے بھاگے ہوے قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون
کو حاضر کرو ساحر دبر لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ
برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت کماحقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب نے
زانو پر ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا ای حیرت اگر مین چاہون تو تجرۂ بخت
کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھائے مگر مین طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور
پرورش یافتہ ہین کیا انھین یکایک قتل کر دون چاہتا ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دین
اور اسد وغیرہ کو گرفتار کر کے لائین حیرت نے کہا ای شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے
اجازت دیجیے فوج طلسم میرے ساتھ کیجیے کہ جا کر مقابلہ لشکر حریف سے کرون اور سب کو گرفتار کر کے حضور مین
لاؤن افراسیاب جواب دہ ہوا کہ ای حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کس طرح سرنگ دیکر اڑا دیا
تمھین کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ مین بھیجدون اب مین بھی پردہ ظلمات مین رہا کرونگا طلسم ظاہر مین
نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ای بادشاہ مین حکم احکام کس سے دریافت کرونگی افراسیاب نے

جواب دیا کہ تم خود بردہ ظلمات مین آتا اور اگر مین تمھارے پاس آؤن گا تو آئینہ سحر کرکے اندر رہونگا اور تم دیکھوگی
کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہان
اپنا خیمہ نصب کرے اس زمین کو بزور سحر تعویذ کردے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے رہے یہ باتین
خوفناک افراسیاب نے جو کہین اسکا ایک چیلا ہوا ارژنگ جادو نام فن سحر مین مہارت تمام رکھتا ہی سر پر رومال جھل
رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش
کیا ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ ان نمک حرامون کا جاکر خاتمہ کرون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ
سے اڑا سکے گا نہ کوئی عیار میرے پاس آ سکے گا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہی اسنے عرض کیا کہ جو شخص
میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکون گا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اسکی تبدیل ہو جائیگی مین گرفتار
کرلونگا اور میرے گرد خیمہ کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکے گا افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اور ابھی مہرخ شہر
نافرمانیہ کے حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا ارژنگ اسی وقت باغ
کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحران نامی حاضر ہوے اسنے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین
اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیر و اژدر پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری
لیکر ہمراہ چلے نظم

صدائے بوق تھی اک شور محشر — ہوا تھا اس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز — کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قد و قامت تھے انکے مثل کہسار — سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا کرنا کی تھی اک شور محشر — پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک — صدائے باشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام ارژنگ بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعہ نافرمانیہ پہونچا آکر سارے شہر کو خراب و برباد
دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بیامان اسنے اس جا قیام کیا اور ایک نامہ
لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا بس از تعریف خداوند جمشید و سامری ز مہرخ شاہ باختری ای گروہ باغی آگاہ ہوکہ
کہ منم ارژنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آج تک چڑھا نہین اور کوئی زبردست
ہوکر سر بر ہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سب کو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور — سلیمان کے ہی آگے دیو بھی مور
نہین ہی کام اژدر جائے آرام — کہ شیشے کا ہی خارا سے بدانجام

نہین کچھ فائدہ اس شور و شر مین — مناسب آشتی ہی ہمدگر مین
دو سر رکھتا ہی کار و بار پرخاش — مسوزان خلق را بر جاے خود باش
عداوت ہی بہت شاہ ہونسے ممنوع — در توبہ ہی وا اور عذر مسموع
شراب تند لشکر سے نہ کھا جوش — خمار اسکا پشیمانی ہی بیہوش
اٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو عذر — وہان چاہیے صف نعلین یان صدر

اے مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر ہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ لکھکر ایک تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا ای تصویر پھر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اس تصویر نے نامہ اٹھا لیا اور زمین مین سما گئی مہرخ بارگاہ مین اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ پتلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ پایا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بد حواس ہو گئی عمرو نے اسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ ای ملکہ خیر تو ہی مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ چیلہ افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہی اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہی وہ لڑنے آیا ہی اب سواے مرگ کے چارہ نہین مقابلہ کرنے کا یارا نہین عمرو نے کہا ای ملکہ خدا کو یاد کر کے جواب نامہ جنگ کر ناتبک جو آیا فرعون باسامان آیا مگر پھر فرعون نے راہ موسی دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کس طرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو واپس گریبان تھی چیل کوون نے لاش کھائی تھی گور بھی نہ پائی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب — کہ بسم اللہ ہی ہر کام مین خوب
پھر اسکے بعد توصیف رسالت — کہ یہ نقطہ ہی سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر — مین تیری مدعی ہون قتل شمشیر
اسد خوش بخت ہی اور مرد جرار — جو اس فوج دلاور کا ہی سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار — تصور کر ذرا تو اے گنہ گار
کہ نامی ساحرون کو ایک دم مین — عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان — کر استغفار تو اور ترک طغیان
ابھی بھی تیری جان بخشی ہی منظور — وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرماکر تصویر کے حوالہ کیا وہ لیکر زمین مین سما گئی اور پاس ارژنگ کے پہونچی اور وہ تحریر وہی اسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور ادھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا ای ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہانسے جاؤن اور ارژنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا اس سبب سے مصلحت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کر لی تھی

فی الحال ای ازدرنگ آپ تشریف لائے ہین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمایئے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ
دیرینہ لشکر مہرخ سے نکالون اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون بس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اسے قتل کرڈالیگی
یا گرفتار کریگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرے کیونکر تنہا تمھین جانے دون اور مصیبت ڈالون اس اثنا
مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو سہ فوج روانہ فرمایئے انکے نامہ و پیام مین وہ رہے گا مین جاکے قتل کرڈالونگا
آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ نہ اٹھائین آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا
شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ تم قریب لشکر ازدرنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر
ٹھہر رہو یہ بھی روانہ ہوا ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب
لشکر حریف پہونچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت و منت ازدرنگ
جادو کو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین گھری تھی طاعت مہرخ سے سراسر مجبوری تھی
کوئی حامی و مددگار اس وقت بد مین نہ تھا اگر مطیع اسکی نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان
تشریف لائے غریب خانہ مین تشریف لایئے مجھے سرفراز فرمایئے مین معاوضہ اس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے
ہوکر لڑونگی یہ تحریر ایک ساحر معز لیکر ازدرنگ پاس آیا اور نامہ دیا اسنے پڑھا اور براے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اسنے ایک کاغذ اسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ از راہ فریب
نافرمان نے لکھا ہے وہ صدق دل سے شریک عمرو کی ہے اور تجھے قلعہ مین بلاکر قتل کیا چاہتی ہے خبردار اسکے
مکر مین نہ آنا اسنے وہ کاغذ توڑ کر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین غرق ہوا اور نافرمان کے رقعہ کا جواب لکھا
کہ ای نمکحرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے فقرے مین کب آتا ہون تونے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر
تصور کیا ہے مین ازدرنگ جادو کوئی دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی
خیر منا مین پہلے مہرخ کو جاکر گرفتار کرلاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنے کردار
ناسزا کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لے گیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہرا کر بشکل مبدل گرد اسکے
خیمے کے پھر رہے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر اسکے خیمہ کے اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ
پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ازدرنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہے اسے شبہ ہوا اسی وقت سحر کیا
کہ ضرغام کا رنگ و روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہوگئی اسنے کہا خدمتگار سے یہ رقعہ نافرمان کو دے آ
اور ایک کاغذ اٹھاکر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے آکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او نابکار تو میرے ساتھ
بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر مارون مگر ازدرنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی
رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہے جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ازدرنگ نے

کہا عیار آمادۂ شرع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہے اسے لیجا کر قید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کرون اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز بازو پکڑ کر ضرغام کو لیچلا مگر ارژنگ کو کچھ ظن ہوا ہنوز درِ خیمہ تک دونون نہ پہونچے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی اصلی صورت ہو گئی بس پہچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین وہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور　　شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم　　نشان مہر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ　　کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا اے ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہے وہ پہچانکر اسے گرفتار کر لیتا ہے مین اسکے پاس نجاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگڑی جواہر نگار کی و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہے لیجائیے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آکر ایک صحرائے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہائے رنگارنگ کھلے تھے چشمے چھٹ رہے تھے نظم

چٹکے تھے غنچے لال تھے لب کو بلونکی طرح　　پنکھا کرے تھی انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھوکے سے باد کے تھین کشاکش مین یکدیگر　　شاخ کمانکی طرح سے پھولون کی ڈالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے　　فتنے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرہ کہین　　اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان
تھا بسکہ برفروختہ رخسارۂ چمن　　ہر دم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

برق نے چھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے تھے گھیرے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمہ کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند کر لیا تھا ناک مین روئی رکھلی تھی غرض اندر خیمہ کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے عطر بیہوشی ان مین بھی ملدیا تھا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی مرتبے اٹھا دیے روبرو خیمے کے وہ صحرائے سبزہ زار ہے کہ جسکے دیکھے سے روح تازی ہوتی تھی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرۂ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے

ہمسری کرتا تھا چشمہ ہر طرف موجزن انکے کنارے باڑہی جیتل گورد گوزن وہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق نے صورت اپنی جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنکر خاک آلودہ کین ہاتھون مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھکر گلے مین سیلیان پہنین مالے ڈالے منھ پر موتیون کو خاک کرکے بھبھوت ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر بچھا کر بیٹھا اور طنبورا لیکر بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون عیارون کو قید کرکے اپنے خیمہ مین بیٹھا اور سحر کردیا کہ اب اندر خیمہ کے اپنا پرایا کوئی نہ آسکے خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کردیا کہ کوئی عیار نقب نہ لگائے خلاصہ کلام با انتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صدائے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی اٹھکر در خیمہ پر آیا معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہے ادھر سے آواز آتی ہے اسی طرف روانہ ہوا اور قریب خیمہ برق پہونچا چاندنی چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اٹھکر بھاگا اور ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن ارژنگ نے جا کر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہے خیمہ آراستہ ہے مسند پر زر لگی ہے پلنگ جواہر آگین بچھا ہے مگر کوئی نہین ہے ایک سناٹا ہے یہ خیمہ کے اندر حیران ہو کر آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ شام جان اسکا معطر و معنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست کیا ہو یہ سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر تیر کی کاغذ لیے نکلی اس سے کاغذ لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے اور تجھے وہ قتل کر چکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو تو کام کر چکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی کہ یکایک چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمہ کے اندر جاتے دیکھکر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور قریب خیمہ چھپکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک شور عظیم برپا ہوا اور سلین برسنے لگین قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو اور ادھر ساحر صدائے دار و گیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعہ سے نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شبخون مارا سحر کی لڑائی شروع ہوئی شمشیر زنی ہونے لگی

نظم

برآیین دارا برون از حصار
برآمد سپہدار جم ... دار

یلان تیغ و بازو برافراختند
رجز خوان بناوردگہ تاختند

سپاہ دو سو گرم پیکار گشت
زمہ تا بماہی خبردار گشت

زمین گشت رنگین زخون یلان
پس از وصف شیران شمشیر زن

چنان کز شفق دامن آسمان
کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر کی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھوں کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام میں کیا قطعہ

چو خورشید در صبح دم طبل جنگ
تزلزل زمین و زمان را گرفت

فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تپش نبض جان جہان را گرفت

لشکر ازرنگ شکست کھاکر طرف باغ عشرت کے بھاگا **نافرمان** نے خیمہ و خرگاہ **افراسیاب** نقد و جنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان نہ ٹھہر و اسی طرح لشکر مہرخ کی طرف چلو تو فوج سب مسلح و مکمل تھی رہی نقارے خوشی کے بجاتے قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوئے مہرخ نے سب کو گلے سے لگایا اور صدائے مبارکباد بلند ہوئی کہ سہ عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل + برق کو مہرجبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا لیکن فوج ازرنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا کمر رہی تھی دور می گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صدائے نوحہ و شیون کان میں آئی خبر دریافت کرائی معلوم ہوا کہ ازرنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہی چند افسرون کو ان میں سے اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ازرنگ کے قتل ہونے کا دریافت فرمایا اور سب کیفیت سنی پشت دست کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا ای شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہے مین جاتی ہون اور ان نمک حرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین تم باغ سیب مین جاکر معہ ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردہ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جب آؤنگا جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برروے ہوا بجنے لگے اور تخت طاؤسی جب افراسیاب سوار ہو سامنے اس تخت کے پریزاد ین طلسمی ہاتھون مین ساز لیے تخت روان پر بیٹھ کے سوار اگرنا چنے لگین اور بہت سی پریان پچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے رنگ کے بدلے گلاب اور کیوڑہ بید مشک انمین بھر آپسمین رنگ کھیلتی ہوئین قمقمے اچھالتی چلین چارون وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہما کا لیے مگس رانی مین مصروف ہوئے ایک ابر سرخ رنگ تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی ابر سے برسنے لگے اور تخت از خود سواری کا سن ہوا کی طرح روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب

یا افراسیاب کی صدا دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے داخل پردۂ ظلمات ہوا حال پردۂ ظلمات بروقت داخلۂ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور معارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت پر بیٹھی تمام سردار ساحر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادۂ احمر دینے لگے اسوقت ہوا سرد سر دینے چلنے لگی اور گھٹا چار طرف چھا گئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے درخت نشۂ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوئے کہ ای ملکۂ عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا جبھی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اُٹھ کر کھڑے ہوے حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین پاس بٹھایا کس لیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہی اور ایسی خوبصورت ہی کہ باغبان قدرت نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہی اور گلشن روزگار مین سرو قامت کو اس غنچۂ خوبی کے بوٹا سا جسم خلق کیا ہے ابیات

شہریار لشکر جور و جفا	زیب بخش کشور حسن و ادا
برق تمثال آتشین و شوخ و شنگ	سوز جان نازنینان فرنگ

افراسیاب ہزار جان سے اسیر شیفتہ و فریفتہ ہی اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہی مگر بہار نے حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہی دربار مین کم آتی ہی کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہی وہان رہتی ہی طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر یہان اپنی بہن کے آئی ہی ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہی مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہی کوئی خواستگاری عقد کی نہین کرتا ہی بہار نا کتخدا ہی اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہی کہ بہار طلسم مین نہ رہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہی خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ کیا غلغلہ طلسم مین ہی حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہی شامت زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہی جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہی اب مین جا کر گرفتار کرکے ایسے بُرے حال سے جوتیان لگا کر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس طرح کوئی بےعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر بُرا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہی اور کہا کہ بہن یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور مہ جبین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہی کہین لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہی یہ کس طرح تمہارے منھ سے نکلا کہ جوتیان لگا کر قتل کرونگی

بلکہ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلۂ طلسم یا بلائے ہفت مجرہ یا ساکنان
دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ کر سکتے ہین یا چار دن
وزیر شہنشاہ کے لائق مقابلہ ہین سُنا ہی کہ فولاد بہیوستی خوار کو سحر کرکے اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا اگر پتلے طلسمی
نہوتے تو بجکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیان
لگاوگی حیرت یہ کلام سُنکر فرط غیظ سے آگ ہوگئی اور کہا اے چھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے
میرے سردارون کو خوف زدہ کرتی ہی نمکحرامی در پردہ اسی کو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہی
جبھی تو طرفداری کرتی ہی یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہوگیا ہی کہ جب ایسے شخص نمکحرامی
کرین تو پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری
عزیز ہی یا دشمن ہی مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سُنکر کہا
بس بس مُنھ سنبھالو نمکحرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری پیزار یہ جھگڑے جانے ذرا میرے مُنھ
نہ لگنا نہین مین بھی اپنے نام کی ہون سارا شہزادی پن تمھارا معلوم کر دونگی مجھے ذرا اپنا زوجہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ
باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا
ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اُچھالتا ہوا خوش طبعی کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہر تعظیم اُٹھے
مجرا اور سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار جادو کے اشک متصل و پیہم جاری ہین یہ معلوم ہوتا ہی
کہ مشاطۂ حسن نے موتیون کا سہرا چہرہ زیبا پر اس عروس بہار کے آراستہ کیا ہی یا صدف کا مُنھ کھلا ہی کہ لآلی
آبدار اُگل رہی ہی رنگ چہرہ کا فرط نزاکت سے گل کی طرح سرخ ہی افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا اور
پوچھا کہ ای غیرت دہ گلشن صرصر رنج سے تو کس رہے کونسا الم پہونچا ہی کہ بشکل غنچہ دل تنگ ہی بہار نے عرض
کیا کہ ای شہنشاہ اب مین نمکحرام ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ بہار لشکر مہرخ پر جا کر وہ خزان لاؤن کہ عندلیب آسا
اُسکے مددگار نالہ و شیون کرین اور مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی مین کسی باغ کا نخل قامت باقی
نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوے گل پریشان ہوے واے چمن بند دریافت سلطنت
آپ کے قدم سے جدا ہوے یہ کلام اُس غنچہ دہن کے افراسیاب نے جو سُنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی
مین اشک شبنم نمط بھرے ہین لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب سے اور تیزی صہباے
کلام سے تھرا رہے ہین کہ

ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہی ملال لبون پر ہنسی چتونون مین حجاب	ٹھہرنا اُسے یان ہوا ہی محال محبت بظاہر بباطن عتاب

کھسیانی ہوکر باتین کر رہی ہو افراسیاب نے حیرت کو گھڑکا کہ اگر یہی لوگ نمک حرام ہونگے تو نمک حلال تم
کہانسے ہوئین حیرت نے کہا یہ باتین سب مجھپر آئینہ ہین جلو مجھسے ایسی باتین بناوٹ کی نہ کرو مین آدمی
کی نگاہ پہچانتی ہون تم انکی پشتی بھلا کیونکر نہ ہوگے یہ طنز بھی بہار کو برا لگا اور افراسیاب پتے کی بات سنکر
چپ ہورہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ چلکر مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہان سے کسی طرف نکلجاے
یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام مین کی کہ اے شہنشاہ آخر حضور کسی جان نثار کو بمقابلہ حریف بھیجیگا مجھی
کو روانہ فرمایئے افراسیاب سوچا کہ اگر مین روکتا ہون حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اسی
سبب سے بہار کو اجازت دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم الگ رہنا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ
کردے اور مین بھی تمھاری مدد بھیجونگا بہار نے کہا آج تک تو مین نے کسی کی مدد نہین چاہی اگر آپ بھی بہر امداد
تشریف لائے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا جو کسی کو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ
ہو اے ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منھ پھلائے سوار ہوکر کوہ آرام
مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار میخوار کرگدن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زرنگار
بسنتی رنگ کی اژدر سحر پہ بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان اور ساحر اسباب سحر کا لیکر آمادہ سفر ہوے
جب کہ دوسرے دن اریکہ آراے چرخ زنگاری با چتر زرین شعاع اورنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

	روان گشت فتح و ظفر در رکاب		چو در خانهٔ زین نشست آفتاب	
	فرو رفت ظلمت بدریاے آب		برآمد یکے قرص زرین حباب	
	ز رویش جہان گشت روشن ضمیر		ز رخ خود نمود آفتاب منیر	

بصدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار کو
جو ہلتے رکھے تھے گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین بوندیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی
تھی ساولی کے تختے از خود ظاہر ہوتے تھے اور پھول لیتے تھے خواصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خود بخود
کچھ پریزادین ظاہر ہوکر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین ہولیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر
ہمراہ کے چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے
میخوار بعہدہ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار ابیات

	عدو گیر و بے رنج بر وقت رنج		کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج	
	لیے ساتھ اسباب سب سحر کا		زرہ پوش مردان جنگ آزما	
	کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی		وہ اُڑتی ہوئی بیرق اُس فوج کی	

ہزبران جنگی بہ آئین جنگ ۔ کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
یلان غرق آہن ز سر تا بپا ۔ چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ بڑے جاہ و حشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ منجوار کرگدن پیشانی نے عرض کیا کہ اے ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحرون سے یہ غلام آپکا آگے جاکر لشکر مہرخ کو گرفتار کرے کس لیے کہ بروقت تشریف آوری حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹواکر پاس شہنشاہ کے بھیجنا باقی رہے بہار نے کہا اچھا جاؤ اور پیر اسکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا منجوار حسب الارشاد منجملہ ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کرکے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا نقارے داخلے کے بجے لشکر اُترنے لگا مگر منجوار نے اپنے خیمے کے برابر خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک سے چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر لگ دھتورے کے پھل رائی سرسون نبولے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ اُسکے لشکر کو اُترتے دیکھکر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور بزبان فصیح دعاے شہنشاہی بجا لائے کہ ابیات

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو ۔ وی خلعت شاہنشہی زیبا ست بر بالاے تو
بدرالدجاے کرمت مہر سپہر آیتت ۔ شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پاے تو

منجوار سپہ سالار بہار آیا ہی اور ارادہ فساد رکھتا ہی مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا بڑا قہر ہوا اس سے ہم کوئی مقابلہ نہین کر سکتے تا اینکہ اسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہین ہو سکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتین ہونے لگین اور عیار خبر سنکر لشکر سے نکل کے صحرا مین چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہی گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہی مگر سارے لشکر مین کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہین انھین یقین واثق مرگ کا ہو گیا عمرو نے بعد دعا دینے کے چاہا کہ مین بھی لشکر سے نکل جاؤن اُسوقت یکا یک آسمان پر ابر آیا اور اس ابر سے ہزارون ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے نافرمان نے کہا اے ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ مہرخ موے کا کل کشا حاکم قلعہ سرموبان آتی ہی مہرخ نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو یا تو جاتا تھا یا ٹھہر گیا کہ دیکھون کون آتا ہی لیکن جب خلیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی کس لیے کہ ان دونون مین بہناپا ہی اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہی کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی باز گشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہی اور صاحب طاقت و مال ہی

تیس ہزار ساحر اُسکے مطیع ہیں افراسیاب بھی خاطر کرتا ہی حسینہ جمیلہ بھی ہی مہرخ نے اُٹھکر تعظیم کی اور زنگل زمین
پر بٹھایا اسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہی دربار لگا ہی ایک کرسی جواہر نگین پر عمرو بیٹھا ہی عمرو کا
چونکہ حلیہ سارے طلسم مین افراسیاب نے پہلے ہی جاری کیا تھا اسی سبب سے مہرخ مو نے بھی شناخت
کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھکر ہنسی اور کہا اے نافرمان بہن یہ تمنے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ
سے بگاڑی افسوس مفت اپنی جان کھوئی نافرمان نے کہا بہن ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج
پر ہی افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے
تم بھی بس ملجاؤ مہرخ مو یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا چہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری
آپکی عقل کہان زمین اور کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا
افراسیاب کی فوج اسقدر ہی کہ ایک قلعہ ہی اسمین کئی سو کنوئین ہین اسکے ہر ایک کنوئین مین بیشمار
مچھر بھرے ہین مگر وہ مچھر نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہی اگر اُس مین سے ایک کنوان
کھولدے تو سارا طلسم پر از فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اور فرض کیا عمرو
سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اس
طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہی پس عمرو کہان سے لائیگا نافرمان نے کہا ای مہرخ مو وہ
مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملے گی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہین کہ مصرعہ دشمن اگر قویست
نگہبان قوی ترست مہرخ مو نے کہا معلوم ہوا کہ اے بہن اب ہمارے تمھارے جدائی ہوئی ہم کسی طرح عمرو
ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اس طرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہورہی تھین کہ وہان صنجوا دا اتنے
عرصہ مین سحر پڑھ چکا بعینٹ دیچکا اور اسی طرح خون خوک مین نہایا ہوا در خیمہ پہ آکر کھڑا ہوا لشکر مہرخ
کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا اور ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے مہرخ مو نے کہا
دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرکے چلی لیکن ابر سارے لشکر پر محیط ہوگیا تھا ہوائے سرد کا جھونکا لگا بیہوش
ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے پھر ہوش مین آئی اور کہا ای نافرمان تیری محبت مین مین بھی گرفتار ہوئی
نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ صنجواد جب طبل جنگ بجوائے گا اُسوقت
مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے
جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئے پکارتے تھے نظم

منادیست در کوچۂ میفروش گریبانش گیرند و امان کشند	گر امروز در ہر کہ یابند ہوش کشاکش بدیوان مستان برند

سب مبہوت ہوکر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا ناک پکڑ کر زمین پر گرتا تھا اپنے دانست مین غوطہ لگاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ ؎

دنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا
پھر خاک مین تو دیکھے گا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہی کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہوکر ڈھولک بین پکھاوج لیکر ہولیان گانے لگا کہ فرد میکشو اکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے ٭ واعظ آیئن بھیٹون پر ہولیان گاتے ہوے نعرۂ مستانہ اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک میخوار کہ رہا تھا کہ

غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز
غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

مرا بہ کشتی بادہ در افگن ای ساقی
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

ز کوے میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا
مرا دگر ز کرم در رہِ صواب انداز

بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی
شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز

اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفی کن
نظر برین دل سرگشتہ و خراب انداز

بہ نیم شب اگرت آفتاب مے باید
ز روے دختر گلچہر زر نقاب انداز

مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند
مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز

ز راز تو یک سر مو سر کشند دل حافظ
بگیر و در خم زلفش بہ پیچ و تاب انداز

الحاصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر سحر کے نیچے مقید ہین کہ جو مہرخ کے لشکر سے باہر جانے کا قصد کرتا ہی اسکو ہواے سرد کا جھونکا ابر سے نکلکے بیہوش کر دیتا ہی اور جو زیر ابر ہی وہ مست ہو رہا ہی لیکن سواے عمرو کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے انھون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج کی دیکھی زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل سنکر عیارون کے پاس آیا انھون نے یہ حال کہا قران فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور تینون عیار ایک سمت روانہ ہوے ادھر میخوار بعد فراغ سحر خوانی از بسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین غسل کرونگا سقے مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا دریا پر آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا اُنسے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا انھون نے کہا میخوار نہائیگا قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے پاس ہی تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہی سقا یہ کلام سنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ ہرچند مین اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا حرج ہی شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جا کر لے لون یہ سوچکر

علیحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اُسے لیجاکر حباب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسے درخت سے باندھ کر قران اُسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی لنگی کھاروے کی باندھی تسمہ کمر سے لگایا کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہان سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور کمر مین بغدہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھا کر لشکر میخوار مین آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہین قران بھی خیمے مین آیا دیکھا میخوار جو کی پر بیٹھا ہی اور سقے مشک لاکر اسکے جسم پر ڈالتے ہین اور پھر پانی بھرنے جاتے ہین قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور دوسرے ہاتھ سے بغدہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اتار کر میخوار کے سر پر اُلٹ دی وہ حیران ہوکر پھرا تھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا پھوٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا شور وغل پیدا ہوا تمام عالم مین تاریکی چھاگئی ساحر دوڑے قران جست کرکے خیمہ سے نکلکر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا میخوار گرگدن پیشانی تھا ساحرون نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر مہرخ پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہوکر برطرف ہوگیا اور سب کو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی سرخ مو نے کہا بہن نافرمان مین جاتی ہون یہ کیا تھا کیا ہوگیا نافرمان نے کہا میخوار کے سحر مین ہم سب مسحور تھے اُسکو کسی عیار نے قتل کیا ہم لوگ رہا ہوگئے سرخ مو کے ہوش اُڑگئے کہ کیا جلد عیارون نے میخوار کو قتل کیا کہا بہن مین مان گئی واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہان جاؤگی ٹھہرو دیکھو اب کیا ہوتا ہی سرخ مو ٹھہر گئی اس عرصہ مین قران بھاگ کر صحرا مین پہونچا اور زنفیل عیار جی بجائی برق صدا سنکر دوڑا آیا اور کہا ای خلیفہ لشکر میخوار مین یہ شعلے کیسے بلند تھے شور وغل ہو رہا تھا قران نے کہا میخوار کو مین نے جہنم واصل کیا جلد جاکر لشکر مہرخ کو لاؤ اور فوج کو حریف کی قتل کرو برق بعجلت تمام پاس مہرخ کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر میخوار کو قتل کیجے مہرخ نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر میخوار پر کہ بارہ ہزار ساحر تھے گرے سحر چلنے لگا سلین برف کی گرنے لگین کسی ساحر نے دریاے سحر کے زور سے ظاہر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت رہا مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا دلارام نے سحر کی بجلیان گرائین عمرو موافق اپنے دستور کے کبھی لوٹ مار کر کبھی جست کرکے خنجر زنی کرکے سر در پانون قلم کرتا تھا مردون کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار	نظر کردۂ شیر پروردگار
ز تیغم بمیدان جنگ آوران	شود چار سو الامان الامان

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے فیل شہزادہ اسد کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا **نظم**

بجوش غضب صورت شیر نر
نمایان شدی این چنین کارزار
بسے گیر چون گلہ گوسفند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے را روان خون ز زخم سنان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید

بہر سمت چون مے شدی حملہ ور
ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
گریزندہ از بیم جان می شدند
پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
چنین فتح کس راندا دست دست
نہ گوش سپہر در مصافے شنید

خلاصہ یہ کہ دم بھر میں بارہ ہزار ساحر لشکر حریف کے مارے گئے بہیر و بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئے مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال و خزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا الیارن پڑا تھا کہ ؎ یک وجب جائے ز سیلان خون پاک نبود ✦ کشتہ تپان بود دگر خاک نبود ✦ غرضکہ لوٹ مار کر کے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذریں فتح و نصرت کی مہ جبین کو گذرنے لگیں سرخ مو نے بھی اٹھکر نذر دی اور کہا ای ملکہ اب اگر میں اپنے ملک کو جاؤنگی ازبسکہ آپ کے یہان جنگ میں شریک تھی افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا لہذا میں بھی آپ کی کنیز ہون خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت سرخ مو کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ میں آکر ہو بیچوکہ میں نے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ زور سحر پرواز کر کے سمت ملک سرخ مو یان روانہ ہوا لیکن اب حال سنیئے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہی اور منتظر ہو کہ نامہ بیخوار شعر بہ مضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو میں جلدی جاکر سر سب کے کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون یہان تک کہ ایک دن صحرائے سبزہ زار و نشاط افزا میں اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوئے آکر پہونچے بہار نے صدائے استغاثہ سنکر یہ دبروا پنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر بیخوار بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہو گئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسیوقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی طاؤس سحر سیمرغ

تھا اسقدر عظیم الجثہ اور جسیم و تجسیم تھا کہ نظم

بر دبالش چو شاخہاے درخت　　پاے او بود مثل پایہ تخت
چون ستونش بلند منقارے　　نہ ستون لیک درمیان غارے

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاوس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سردارون نے جو بہار کو جاتے دیکھا اُسی وقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسرون سے کہا مین آگے جاتی ہون تم پانچ کوس جب لشکر مہرخ باقی رہے وہان اگر ٹھہرنا مین جاکر اُنکا خاتمہ کیے دیتی ہون لشکر لیجانے مین یہ قباحت ہی کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہین کیے جاتے ہین اور وہ لشکریون مین ملکر آفت برپا کرتے ہین مین ٹکڑے ٹکڑے سبکو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ کہکر دو چار کنیزون اور انیسون جلیسون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہان بارگاہ مہرخ مین سامان عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر مہرخ اندیشہ ناک تھی کہ میخوار سپہ سالار بہارہ کا مارا گیا وہ ضرور آئیگی بکھیڑا مچائیگی عمرو بھی سُن چکا تھا کہ میخوار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا ہو اب کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہی یہان سے نکل جانا چاہیے غرضکہ عمرو نے مہرخ سے کہا خدا حافظ مین جاتا ہون تم ہر ایک بلا مین دست استقلال سے دامن صبر نچھوڑنا اور گھبرانہ جانا آمد بہار کی خبر ہی میرا ٹھہرنا مناسب نہین یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو کے جانے سے اور عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوے اور مہرخ تدبیر دفع سحر بہار مین مصروف ہوگی اس عرصہ مین یکایک ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر مین مہرخ کے غل پڑگیا کہ بہار آئی بہار آئی مہرخ اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا رو برو لشکر کے طاوس زمردین بال ٹھہرا ہوا ہو اور ملکہ اُسپر سوار ہی جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیمون سے لشکری باہر نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت زیبا اور طلعت جہان آرا بہار کی دیکھنے لگے اُسوقت بہار نے کچھ سحر پڑھ کے دستک دی کہ بہار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی مہرخ اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھکر دستکین دینے لگے مگر طرفۃ العین مین غبار زرد رنگ زمین سے اُڑا کل لشکر کی آنکھین بند ہوئین اور گھٹا ہر سمت چھا گئی پھر جو مہرخ وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمنہاے طولانی لا انتہائی لگے ہین باد صبا جھومتی ہوئی بروش مستانہ خرامان ہی اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلورین کوسون تک سامنے نظر آتا ہی کس لیے کہ جسوقت آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئی تھین تو ملکہ بہار نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے سحر کی نکالکر اور قلم دوات لیکر اس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا کہ وہ تختہ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہورہا ہی یہ ایسے طلسم بنایا کہ جو اندر اس باغ کے آئیگا مبہوت ہو جائیگا اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہی اس مین کوئی

نقب نہ لگا سکے الحاصل سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اُڑا کر اندر اس باغ کے چلی گئی یہ دیکھتے ہی تمام لشکری اور مہرخ اسی باغ کی طرف چلے۔ ابیات

دفعتاً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف شادابی مین جسکے ہو مری قاصر زبان

لغزش مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اُسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان

پشتۂ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جسکے سبزۂ گلزار جنان

ہر دریچہ پر گمان تھا صاف جسم حور کا
قدرت حق کا نمایان تھا ہر اک جانب سمان

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی دل سے فکر دو جہان

جون قدم آگے رکھا سب نے پئے گلگشت باغ
صنعتین دیکھین ایسی گلچین قدرت کی عیان

لڑکھڑاتی پھرتی ہو باد بہاری ہر قدم
نکہت گل نے ہر اک جانب مین کھولے عطردان

وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین نخل جو
ہر طرف کیلے بشکل حلہ پوشان جنان

وار ستون سے عیان ہو چرخ اخضر کی بہار
تاک کے خوشے ہین عقد ثریا کا گمان

طرفہ سرسبزی نے کی ہو ہر طرف سے سرکشی
ہو زمین فیروزہ گون ولاجوردی آسمان

سجدۂ خالق مین ہو ہر شاخ نخل میوہ دار
حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہو دہان

نشۂ عشرت مین سنبل ہو کہین پاؤن پڑی
کرتی ہو تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان

ہو تماشا گاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے سے ہر چمن ہو رشک گلزار جنان

نغمہ آرایان گلشن ہین بہم مرغول سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان

چہچہے کرتے ہین گل بر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کو سرو پر ہین قمریان

قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے
کرتے پھرتے ہین تذروان چمن اٹکھیلیان

ہو نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین مغنیان

نخل کے پتون سے آتی ہو جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین اٹکھیلیان

چل رہا ہو دور ساغر ہر طرف ہو بزم عیش
ہو کمند آہوے دلگیر زلف مہوشان

تھاپ پے طبلونکی ہو پیر فلک گردش مین آج
پہونچی بائین کی گمک ہو از زمین تا آسمان

اندر باغ کے چبوترہ بلور کا سطر سر نور کا تعمیر تھا شمیرہ اسپر باسلاک گوہر استادہ تھا نیچے اُسکے فرش قاقم سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھیں ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے

ہاتھ مین لیے آراستہ بلباس و زیور تھی سامنے گلدستہ اور تحفے رکھے تھے بہار کی صورت دلاویز دیکھکر اسوقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اٹکر اگر پائی ہوگی تو اسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طائر جان عاشقان کے لیے دام تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہاے بیدلان ناکام تھے کہ سراپا نظم

زبان منھ مین آگاہ اسرار غیب
سیہ خال اس مین سویداے دل
ترقی پہ جوشش بہار چمن
عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ
یہ سینے پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
درخشندہ ناف اس دریاک کی
نہان چشم مین مثل تار نگاہ

دہن جز م الحمد بے شک و ریب
وہ غبغب مین اک موج آب زلال
بر دوش گلدستۂ یاسمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ
پسینے کے قطرون مین بوے گلاب
اگر زہرہ تھی بردۂ خاک کی
وہ رانین بنائی تھین سانچے مین ڈھال

بناگوش سے صبح محشر خجل
دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال
سمن سینہ و نازک اندام نرم
کرین جس کی بیعت صنوبر پرست
زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا
صفاے شکم سے خجل ماہتاب
وجود کمر کی لطافت گواہ
پھسل جاے جنپر نگاہ خیال

نہ ہو ساق کیونکر رشک شمع طور
کہ تھی پشت پا اسکی رخسار حور

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر صرصر اور شکیل و راسبدہ اور مہ جبین نافرمان اور سرخ مو اور ماہ جادو اور دلارام سالار سردار شب بےکار ابیات

کہان گل کہان مرتبہ خار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید

کہان مین کہان سامنا یار کا
کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روے عید

اے ملکہ بہار ہم لوگ آپ کے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے نظم

دربدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہوکر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف
صبر و ہوش و خرد و تاب و توان لیگئے آپ
جو ہوا ان بہال خدا خیر سے کاٹے تیم

کیسے برباد ہوے آپکے شیدا ہوکر
فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہوکر
دل تڑپتا ہی یہان سینہ مین تنہا ہوکر
گھٹتے گھٹتا ہی یہ چارہ وہ پورا ہوکر

اے ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمایئے ملکہ بہار نے کچھ اُنکے حال پر اعتنا نہ کیا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر اُنکی طرف کھینچ مارا پھر سب کی آنکھین بند ہو گئین اس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہو گئی اور پھولون کا گجرا بنکر لشکریان صرصر کے ہاتھون مین پڑ گئی جب گجرے سب کے ہاتھون مین بندھ

گئے اسوقت سب منتین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ ای ملکہ بہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار و زد مکار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین بہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمہین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل چلی ساری خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سارے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا فیل عیاری بجائی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہی تم اسپر غلبہ نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کردیا تو قتل کروگے اور لشکر کو چھڑاؤگے اور مین چاہتا ہون کہ بہار کو گرفتار کرکے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم بہار کو قتل نہ کرو تو جاکر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت نظر مردم دُنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتے ہی پلٹ گئی لینے عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہی تمن کمر پٹیان لگی ہین ٹوپی گوشہ پھٹا تمغے سر پہ ہی جواہر اور گوہر اُسمین ٹنکے ہین کہ سہ زہے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین + ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین + گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہی جو طوق منت کا بڑھایا جاتا مگر چتون سے اس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہی سہ

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن مین
بڑھائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین

پائجامہ اطلس کا پاؤن مین جوتا بھاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر کہے بیت

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل
اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن زیر پا

بھولی بھولی صورت رخسار نازک پھول سے حسن خداداد مین یگانہ زمانہ کہ بموجب اس خمسہ کے

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جائے بیخود دیکھکر
یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر
انسان تو کیا چیز ہی پریون کے یان جلجائین پر
ہرگز نیاید در نظر صورت زردیت خوبتر
ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

اس شکل مرغوب پر جب دکھانے کے لائق ہوا اسوقت بہار کی سواری سے دو کوس آگے نکل گیا اور

ایک صحراے پاکیزہ اور دشت ریاض روضۂ رضوان دیکھکر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا آنکھین بند کر لین اور بند انگرکھے کے کھول دیے ٹوپی آتار ڈالی ہاتھ کان پر رکھکر تانین مارنا شروع کین اور اشعار عاشقانہ اور غزل پر مضمون مہاجرت محبوب گانے لگا اور روتا جاتا تھا کہ غزل

کشتہ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا ۔ استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے ۔ دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی ۔ وحی آتا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ محبوب کی ۔ زیر پا ہر ایک قدم ہی یان محل آرام کا

ای صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھین تری ۔ نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

گیسوؤن نے کر دیا دہ چند حسن روے یار ۔ نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہو جلے دشت کربلا ۔ یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا کتم عدم سے برہنہ ۔ پردہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی آب اسیر ۔ یار کا چاہ زنخدان بھی ہی چشمہ دام کا

ہی سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی ۔ حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ ۔ حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

بہار قیدیون کو لیے چلی آتی تھی جب کوئی آدھ کوس وہ مقام رہا کہ جہان یہ کھڑا گا رہا تھا اُسنے صداے دلکش سنی کلیجا تھام لیا اور بیقرار ہو کر اپنے طاؤس کو اُڑایا اور اُسی صدا کی طرف چلی کس لئے کہ جیسا یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہی ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی مین بھی دخل رکھتی ہی غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجیب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اُٹھتی جوانی محبوب لاثانی شاخ درخت پکڑے آنکھین بند کیے گا رہا ہی اور اسطرح ترنم سرا ہی کہ اس جگہ کے چرند اور پرند سب محو ہین کوئی طائر اس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہی کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پر مسکن گزین ہی مگر اس لڑکے کو اپنی دھن مین کچھ خبر نہین ہی کانون مین بالے پڑے ہین بازو بند جواہر کے بندھے ہین گلے مین ہیکل خوشنما پڑی ہی ہاتھون مین مہندی لگی ہی چہرہ چودھوین رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی روبرو اُسکے ماند ہی لباس پر تکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب اُس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ ای سرو قامت نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اس طرح اس دشت پر خطر مین کھڑا ہی تیرے والدین کا کیا تجھ کا کلیجا ہی ابیات

اس وقت کہان اس دشت مین آ ہوا جلوہ گر اے بت حور لقا

میری جان ہی جاتی ہے برائے خدا کچھ کہ تو ذرا تو حالت دل

نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط تیرے خال ہین ہوش رُبا

ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز وادا سبھی باندھے کمر پہ غارت دل

عمرو نے یہ صدا سُنکر آنکھین کھولین اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور کہا مین جاتا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ تجھے دیکھکر اسکا رنگ رخ زرد ہوگیا ہی اور بسبب بچپنے کے ڈرگیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو ہاتھ جوڑتا روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہان نہ آؤنگا بہار نے دل سے کہا ہی یہ بالکل نا سمجھ ہو نہین معلوم کیونکر یہان آیا ہی بس سنے چمکار کر کہا کہ میان ڈرو نہین ہم تمھین پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو چمکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا کہ تم ہمین مارو گی تو نہین ہمین باجی امان نے مارا ہم یہان بھاگ آئے بہار نے یہ سُنکر خیال کیا کہ افسوس والدین اسکے ڈھونڈھتے ہونگے اور یہ یہان بھاگ آیا ہی جب ہی مین حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل مین کیون کھڑا ہی معلوم دیا کہ مارے ڈر کے بھاگا ہی بس اسنے کہا نہین نہین تم خوف نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا ساری قسم نہین مارو گی بہار نے کہا ساری قسم کچھ نہ کہینگے عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اُسوقت بہار سوچی کہ کمبخت اسکے مان باپ نے ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کر کے ایک گلدستہ بہت خوش رنگ اور پر بہار جھولی سے نکالا اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کر دے گی تو کچھ نہ بنے گا گلدستہ دیکھتے ہی ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا آؤ ہمارے گلے لگجاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل مین تجھے اپنا بیٹا کرونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ پھر ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہی ادھر دیکھو وہ سامنے جو درخت ہی بس اُدھر ہی ہمارا مکان ہی وہ دکھائی دیتا ہی بہار نے کہا چل جھوٹے گویا انکا گھر ایسا قریب ہی کہ سامنے دکھائی دیتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور انیسین اگر بہار کی پہونچین عمرو انھین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہی تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤگے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دوگی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کروگے عمرو گویا ہوا کہ ای باجی ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم

بچوا نے بہیا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکائینگے ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے
ہین تو ہرن لیتے جائین امان خوش ہوکر ہمارا بیاہ کر دینگی بہار خوب ہنسی اور کہا تجھے جورو کے ملنے کی بڑی
خوشی ہو اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو شہزادی کوئی بیاہ لاؤنگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اُسے بلوا کر مانگ لون
عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام امیہ جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو و باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین
گھر اچھی طرح یاد نہین ہے تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈھوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی
عمرو نے کہا اچھا ہمین گود مین لیچلو بہار نے اسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھالیا اور لیکر روانہ ہوئی بہار
کے بموجب حکم لشکر اسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اُترا تھا بہار کئی کوس تو آہی چکی تھی
تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا لشکر مہرخ میرے سحر مین گرفتار ہو کر آیا
ہے جب تک گجرے اُنکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا بنابر احتیاط تم لوگ پہرا کر لو کوئی
افتاد ناگہ نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب سامان عشرت مہیا کر کے تم سب بیرون
بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دل تمھارا ہاہوا قسم
لشکر مہرخ کے سرکٹ نہ سکین گے کل صبح سب کو قتل کرونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت
مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ کے بھی کوئی نہ رہے مین اپنی حفاظت آپ کرلونگی کنیزون یہ حکم
پاکر مصروف کاروبار ہوئین اور فوج نے جاکر لشکر مہرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہوگیا ادھر خواصون نے مسند پر
زر بچھائی پلنگڑی جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیان خوشرنگ نرالیان لگادین کشتیان شراب ناب
کی قابون مین بھر گزک کباب کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطردان چنگیر جو گھوڑے پاندان جملہ سامان
موجود کر کے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچے بارگاہ
کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہے تم بھی اب روشنی کر کے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے
شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصۂ
فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرما کر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے کو حاضر ہوئی اور ترک سپہر
خنجر لیکر بعہدۂ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پر ٹھہرا نظم

دکھایا ماہ نے جب روے پرنور ۔۔ دھوئین کی طرح ظلمت ہوگی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی ۔۔ فروغ ماہ سے نور تجلی
وہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر ۔۔ لبان مہر تھا ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ

کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرماکر مسند پر بیٹھی اور کہا میان صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمرے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی مہاجرت آمیز گاتا تھا نظم

تا عمر بود در ہوس روے تو باشم　　در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم
فرداے قیامت نروم جانب طوبیٰ　　در سایۂ سرو قد دلجوے تو باشم
خوش آنکہ زبان از پے دشنام بر آری　　من مست بر آوردہ دعاگوے تو باشم
پہلوے تو پیوستہ نشینند رقیبان　　تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم
از غمزۂ تو ساحری آموزم و از وے　　موے شوم و در خم گیسوے تو باشم
ہرگہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان　　خواہم ہمہ تن سر شوم و گوے تو باشم
از شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ　　معذورم اگر شیفتۂ روے تو باشم
روزے کہ فلک خواند مرا نام ہلالی　　یخواست کہ من مایل ابروے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہوکر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سمان بندھ گیا بہار زار زار شل بر نوبہار کے گریان ہوئی اور تال سم پر بیقرار ہوکر حسرت سے منہ تکتی تھی بعد بہر بھر کے عمرو نے ڈیور کھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہوگئی اور کہنے لگی کہ میان صاحبزادے کیون مجھے گھائل کر کے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پاے عمرو نے کہا میرے سر مین درد ہوتا ہی بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مے گلگون اسکو پلادون تو اُسکے نشے مین خوب یہ کیفیت دکھائیگا پس ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میان یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے نہین یہ شراب ہی ہمارے گھر مین بھی سب پیتے ہین لاؤ ہم بھی پیین بہار نے کشتی مین حاضر کی عمرو نے اپنے قاعدہ کے بموجب میخانہ آراستہ کیا اور گلابیون کا گلدستہ بنایا سرخ شیشے کے برابر سبز کنٹر لگایا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہی لیکن عمرو نے اس اُلٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بداروے بیہوشی کی اور کہا اے ملکہ تم پہلے پیو کہ میر مجلس ہو تو پھر ہم بھی پیئن گے بہار اُسکی شایستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہین پیتے ہین اور انکار میکشی سے زیبا نہین نظم

دے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد　　گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد
گفتم بباد میدہد این بادہ نام و ننگ　　گفتا قبول کن سخن و ہر چہ بادا باد
برکن زیادہ جام دمادم بگوش ہوش　　بشنو از این حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے گے عمرو نے دو جام نگاہ بچا کے اپنے گریبان مین اونڈیل لیے کہ بہار کو معلوم ہو کہ خود بھی پیتا ہی اور پھر ڈنیکرہ بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منھ چومتی تھی اور مستی مین آکر خود بھی گاتی تھی دین و دُنیا فراموش تھا ہردم نوشانوش تھا اور عمرو گا رہا تھا کہ نظم

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق باران
فلک جدائی کی گھات مین ہی یہی محل دعا ہی یاران
سبب یکجا ہین سب آج باہم ہوا ہی تقدیر سے یہ سامان
ہوئی ہی مدت مین وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان
گردون مین اپنے جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دُعا کر

ہوے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دلکو گلہ نہ کیجے
شراب گلگون بھری ہی شیشے مین دست تسکین جام لیجے
نہین ہی کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھونکو ڈال دیجے
حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب اُلٹیے شراب پیجے
ہماری شیشے کچھ اپنی کہیے پیجیے اب منھ سے منھ ملا کر

یہی صحبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجلہ مشرق سے چہرہ پر نور اپنا خلوتیان شب کو دکھایا اور محفل فروز انجم نے انجمن کوکب برخاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح
روے روشن سے اُٹھایا مہر گردون نے نقاب
آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
مردمان دہر تھے مصروف کار و بار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار چادر مسند پر بیہوش پڑی ہی پاجامہ رانون تک چڑھ گیا ہی دوپٹہ کہین پڑا ہی سینہ کھلا ہی عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اُٹھا کر ستون سے خیمے کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو اجتک وہی خیال شبینہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منھ سے نکلی ہوئی اور چھدی تھی بولا نہ گیا اور رسا رنشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کوڑا زنبیل سے نکالا اور غیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندہ منکران و سر برندہ ساحران ۵

کزان اُستاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار

اے بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا در صورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین سپرد ملک عدم ہوگی بہار ازبسکہ حیرت سے رنجیدہ ہوکر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب سے اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کردو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فوراً سوزن زبان سے نکالکر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح

فریب کیا اسی طرح لازم ہی کہ اُسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہی جو تجھ ایسی ساحرہ اسکی اطاعت کرے بھرا ہی تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہی اس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اسنے عمرو کی جانب بنگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا ای بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال کرتا کراب مین رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کرسکتا ای بایان خود اسطرح مار ڈالونگا کہ جیسے کوئی چھچھوندر یا جیوانی کو مار ڈالتا ہی جو کچھ تجھ سے اسوقت ہوسکے تصور نہ کرنا بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو بلالے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السّلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ کرکے اسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا ای مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چارطرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہی اور عمرو جہان ایسا ہی مجبور ہوتا ہی وہان تبرکات سے کام لیتا ہی صاحبقران نے قسم لے لی ہی کہ کسی کو گلیم اوڑھکر یا منڈھی کھڑی کرکے قتل نکرنا کس لیے کہ لبشر سے بعہدۂ لبشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبا نہین کہ کسی کو مجبور کرکے قتل کرین خلاصہ کلام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار نے کہا کہ اسے گھیرے رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اُسیوقت سر نیچے اور پانؤن اوپر اُلٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ گئی عمرو نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکالکر منڈھی کے براہ معجزہ کہا کہ مثل خیمے کے وسیع ہو جا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت کے جڑے تھے سراپچے اور پردے جواہر دوز تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا عمرو پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانؤن دبانے لگین عمرو نے حکم دیا کہ ما بدولت رات بھر آرام پذیر نہین ہوسے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا سحر کرکے چھڑانے آئے جو آیا اُلٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا کہ کوئی آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اُٹھکر کوڑا ساحرون کو مارنا شروع کیا اُنھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اسمین غرق ہوگئی اسقدر آتش نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو

کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کر رہا ہی یہ دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی تیغ برسا کر منڈھی کو چھپا دیا کبھی پانی مین سحر کرکے غرق کیا اور تلوارون سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا اُلٹا ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے بہار سے کہا کہ اے ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کرلیتا لیکن میرے آقا کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم لوگ تم سے بہ مکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بمردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو شہزادہ اسد ہم نبرد ہو اور ہم عیار عیاری کرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار قسم ہی پروردگار کی قتل کرکے صاف مین چلا جاؤن گا کوئی میرا کچھ نہ کر سکے گا بہار نے کہا خواجہ مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب ارشاد بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے لگی کہ جان دینا رنج گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت کرون عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے مین تامل ہی اسوقت کہا کہ اے بہار تجھ ایسی محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نکرے یہ امر بہت بعید ہی زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا لیکن آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دو جہان ہی کہ

ابیات

شہ لا شبیہ و شریک لہٗ — الہ الصمد و حدہ وحدہٗ
سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ خبیر — محیطٌ علیٰ کل شئے قدیر
کریم و ودود و حید و غفور الرحیم — حمید و مجید عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک شمس و قمر — ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند و علام و دانائے غیب — مبرا ز نقص و مبرا ز عیب

پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اسکے بندے یعنے لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین بس خارستان فسق و فجور سے نکلکر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز مین مار ڈالے جائین گے یہ خیال بیجا ہی کہ لقا بچا لیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار مین بیان کیا اور اپنی شوکت از راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استادہ کرکے جتائی کہ بہار کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر بھی عمرو کے فریفتہ تھی دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کہا اے ملکہ از راہ عیاری جس طرح مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمھارا رتبہ ہوتا ہی

بہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی قصور جانبازی اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کرکے ملکہ بہار منڈھی کے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر تمھین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ ہر شخص پڑھتا تھا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گجرے پھولون کے جو بندھے تھے وہ مرجھا کر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اُس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوے بہار جادو نذر لیکر چلی عمرو نے منڈھی اکھاڑی اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور مہ جبین کو نذر دی شہزادہ اسد نے اور مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمھارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین سب کو لیکر بارگاہ اور خیام شاہی جہان نصب تھے وہان آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار سے تھا اب بہار اور نافرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہو گیا وہ فاصلہ جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے مقام پر آئے عیش و عشرت مین مصروف ہوے بہار آکر کرسی جواہر آگین پر دربار مین مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگے جام سے ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار بھی لشکر مین آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اُسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کیا کہ سپہ سالار ملکہ سرخ مو مع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا شمشاد فیل پیکر پاس سرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کرکے اسباب و مال سپرد کیا الحاصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام مین مشغول ہوے لیکن افراسیاب کو آزردہ ہو کر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج بختی حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب ازبسکہ عاشق ہی یہ بھی منغص ہو کر طرف کوہ چینی کے چلا گیا جسدن کوہ چینی پر پہونچا یہ بہار گلہائے رنگارنگ سے مثل گلدستہ کے ہرا اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور سایہ دار لگے ہین جانور زمزمہ سرائی کرتے ہین افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھ کر اور زیادہ یاد اُس گل پیرہن یعنے ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی یاب نہوا اسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ✤ انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ بلکہ ؎ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو

کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطانۂ ملک حسن وجمال خسرو ماہ طلعتان خیرین مقال ضیا افروز چہرۂ دروے پری نور افزاے رخسار دلبری گلعذار سراپا بہار جان عشاق ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے در ذات رنگین رہے ہر شاخ تمنا مین مثل لب لعلین تمھارے کے تزئین رہے غنچۂ راحت وآرام اس باغ ہستی مین بشکل دہن صبح خندان اور شام کلفت بصورت چہرۂ منفعل سر در گریبان اے جان جان تمھارے ناراض ہوکر روانہ ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہو کہ ابیات

دل من ز ور در دیت ز چمن فراغ دارد — گرچو سرو پاے بند ست وچو لالہ داغ دارد
سر فرو نیاید بکمال ابروے کس — کہ درون گوشہ گیران زجہان فراغ دارد
سزد ار چو ابر بہمن کہ درین چمن بگریم — طرب آشیان بلبل بنگر کہ زاغ دارد
من و شمع صبح گاہی سزد ار بہم بگریم — کہ بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد
سر درس عشق دارد دل درد مند حافظ — نہ بخاطر تماشا نہ ہواے باغ دارد

حیرت کے کہنے کا برا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہو سینۂ عاشق پر سونا اچھا ہو تم مبارز معرکۂ شب زفاف ہو نہ بیر دشت مصاف یہ قلمبند کرکے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار مطلع ہوکر بارگاہ مہرخ مین جلوہ فرما ہو کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل برجیس شیم عطارد رقم بہتر سے بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ افراسیاب سلامت غرض عشق کسے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستۂ گلستان محبت اور لو بادۂ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کجا اور عاشقی کا نام جہان سے اٹھ گیا کس لیے کہ جو چاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے اپنے ہی دل سے آپ قسم دیکے پوچھیے + فی الحال اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمھاری خاطر — رسوائی سہین گے ہم تمھاری خاطر
تم بھی جو کرو بات ہماری منظور — تو کیون نہ کرینگے ہم تمھاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو ہمسے ہاتھ اٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہو تو تحفۂ طلسم لیکر مع قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ تصویر جادو کے یہان آؤ اور اطاعت عمرو کی اختیار کرو کہ ہمنے اب بدل تابعداری

عمرو کی اختیار کی ہو اور اپنی جان اُنکے قدموں پر نثار کی ہو نامہ تمام والسلام جواب چیلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ جینی پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہوکر اسیوقت دستک دی کہ گھٹا برروے ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اسپر تین ساحر سوار تھے اُنھوں نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب کمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ سامنے کھڑے رہے افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو ای قہر جادو و عذاب جادو تمھیں چاہیے کہ با فوج بیکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہوکر لشکر حریف سے ملگئی ہی اُسے جس طرح ہوسکے سمجھا کر میرے پاس لے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کرکے گرفتار کرنا اور مین تمھارے لیے قبر جمشید پر جاکر ایک تحفۂ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہی یون گرفتار ہوگی مین چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو جاؤ پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینون ساحر کوہ جینی کے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب اپنی جاے حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کرکے روانہ ہوے کہ نظم

حرامی لعینان مردار خوار ‏ زمرد پرستان ہمہ نابکار
بمیدان برفتند از ہر طرف ‏ چو افواج دجال بستند صف
صداہا برون آمد از طبل جنگ ‏ دزنگا و زنگ و دزنگا و زنگ
بود شور طبل و چنان کرنا ے ‏ تو گوئی بجنبید کوہ ہے زجاے

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوے اردوے معلے کا نقشہ درست ہوا لشکر اُترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوے سردار سالار سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید غفلت دیکر ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ جینی سے باغ سیب مین آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا کمال آزردہ آکر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہی افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری کج بحثی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جاکر شریک عمرو کے ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہوگیا تمھارا بنا ثانی دوسرے گو نہ جانتی تھی تیور اُسکے پہلے ہی سے بدتھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نہ چاہیے بہت جان نثار ایسے

ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کر کے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا یہ فقط کہنے کی باتین ہین
لاکھون روپیے صرف کر کے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا سحر سکھلایا اب یکایک
کیونکر ان سب کو قتل کر ڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن
لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ مجھے تمھارا رہنا نہین منظور
انسان تالیف قلوب کر کے اپنی فوج کے سردارون کا دل بڑھاتا ہی یا برا بھلا کہکر دشمن بناتا ہی یہ
کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہو کر طرف گنبد نور کے آئی مگر یہان شدیاد اور
قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اسمین مضمون فہمایش اور پند ونصیحت کے تھے
کہ ای ملکہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہین چلی آؤ نمک حرامون کا ساتھ نہ دو دین
جمشید و سامری نہ برباد کرو بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال وجواب تقریر بجا رہی
یہان تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہجوم کرنے کیلیے دانہاے انجم کو بدلے رائی سرسون کے
ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوے زحل فلک سیر آسن مار کر بیٹھا اور سحر اپنا جگانے لگا سلطان
فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ		منور شد این اطلسی بارگاہ	
برآمد پے گشت بہرام چرخ		نہ برداشت از فتنہ یک گام چرخ	
سواد زحل بہر تیرہ دلان		چو سرمہ گلوگیر شد در جہان	

شدیاد اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر چادر جمشید لانے کا راستہ دیکھین گے تو سارے
طلسم مین نامرد کہلائینگے اس بہار کی حقیقت کیا ہی طبل جنگ بجوا کر اُسے گرفتار کرو جب تک چادر
آئے اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری ہی یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحرون نے
نقارہ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ اشش این صدا		کہ آمد محل قضاے شما	
بہ دوزخ بود جاے کافر مدام		بحق محمد علیہ السلام	

مہرخ کو خبر طائرون نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی فوج کے افسر
سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی بنگالی باجے بجا کے پوئین تالی گئین اور بیرون کو بھینٹ
دیکر قابو مین کیا جوگیان بلائین سوہن بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفون
کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کا مٹیان آڑ اپامال کی گیلی مٹی بزنار یل ناری کے ساگ مین لپیٹ کر دیا

جلایا کالا بھجنگا اور کلجڑی اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اڑایا گیا چراغ کی لو تیز کی مسان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مُردوں کی ہڈیان جمع کرکے دستک پڑھنت کی تیار کی ناریل اور ترنج و نارنج کی لاگ مقرر کی جو سامری و جمشید کی بول کر گیاری پڑھائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادروں نے خنجرہاے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلواروں کی باڑھ کو دورویہ بنایا کھانڈون کے دو دو انگل کے پٹھے چڑھوا دیے باڑھ ہاتھ سے لینے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتین جوانمردی کی گھاتین رہین یہان تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقہ زرین کیسۂ مشرق سے نکالکر تماشا گاہ چرخ مین گردش وہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری
برآمد باین چرخ نیلو فری
بداندر کفش ریزہ سندروس
فرو ریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضہ نماز بجا ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا بظاہر اُسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی بلٹن کی بجی لشکر مین ترئی پھکی کمر بندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوے ایک طرف تخت مہ جبین کا دلارام بزور سحر اڑتی ہوئی ظاہر ہوئی مہرخ اور نافرمان اور شکیل و مہرخ سوا اور بہادر بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤس ہاے سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئین اور سب نے فراشی مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہی کو رکھو لیا جوق جوق طوق طوق بیرق بیرق اور بجق بجق علم علم اور حشم حشم ساحران نامی بازوے بط وار در پر سوار وارد دشت مصاف ہوے ایک سمت سے شہزادہ اسد فوج غیر ساحران لیے مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی ترکٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتا ظاہر ہوا کہ ابیات

مشتری رایت و قمر منظر
آسمان گردش و زمین پیکر
سوے بالا چو دعوت مظلوم
سوے پستی چو رحمت داور

لشکر مہرخ کے آگے بعہدہ سپہ سالاری اگر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیان چمکنے لگین رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے امڈے فوج شدید اور عذاب اور قہر لیے ہوے مثل دریاے مواج کے بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچے ساحرون نے بجلیان گرائین درخت اور جھاڑیان جل گئین سامنے کی آڑ ہٹی پھر ابر سحر برسایا گرد و غبار بٹھایا صف آراؤن نے صف آرائی کی چودہ صفین مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئین نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب

جنگ بہادروں کو دلانے لگے کرکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

بااحوال جم جاے عبرت نکوست — نشانی نداز کاسۂ مغز اوست
سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت — ز آئینۂ مرگ چون رنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ — کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد — نداری زکاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت — ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب — کہ گشتی ازو زہرۂ شیر آب
بخاک سیہ فرق رستم نگر — کہ ازوے بدے از گرز او کوہ سر
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار — نماند آن یل برزوے نامدار
جہان باکسی پایدارے نکرد — بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
مگر آن کہ نام شجاعان عصر — بماند نکو تا بہ فرداے حشر
شجاعت خدا و رسول را پسند — شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام است کس آن یل ارجمند — کہ آید بہ میدان بتیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبوں کی صدا نے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان
مین آیا آگ تھہر ریسا کہ اپنی اولوالعزمی دکھا کر نہیب دی کہ اے فرقہ تکحر امان آؤ میرے مقابلہ کو کہ گوشمالی
تمھین واجبی دی جاے نافرمان نے اپنا طاؤس اڑایا اور تخت مہ جبین کے سامنے آئی اجازت حرب
چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپرد بخدا کیا نافرمان سامنے اس نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے
ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آکر ران پر نافرمان کے پڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اُسوقت صرخ مو
نے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنے اسکے گئی آتے گولا اُسکے بھی مارا صرخ مو نے خالی دیکر اپنی کاکل کو
پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اسکو کھولکر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھکر اڑا دیے کہ
فلک کی جانب جاکر تابندہ ہوے اور وہان سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین
مین چلے گئے شور قیامت کی طرح صدائین آنے لگین صرخ کے ساحرون نے سحر پڑھکر ہر قہر کے اپنے
قابو مین کیے ران چاک کر کے خون کے چھینٹے بھینٹ مین دیے وہ آفت مٹی عذاب جادو نے پھر مقابلہ
کیا اسطرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حملے کیے شکیل نے سب چوٹین خالی دیں

اور سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اُسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اُسوقت شدید بغضب شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا کہ اس سانپنے شکیل کو کاٹا ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا کچھ نہوا بیہوش ہوکر گرا مرخ نے اُٹھوا منگایا اور ساحر جہار طرنے کے لیے مقرر کیے کہ مرنہ جائے اُسوقت مرخ مو پھر مقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی گھیرا اُسنے ایک طاؤس کاغذ کا کترکر سحر کرکے اُڑایا کہ وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار مین داب کر لے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید کو غصہ آیا اور کمان مین تیر رکھ کر سحر پڑھکر مارا مرخ مونے دستک دی چالیس سپرین آپ سے آپ سامنے آگئین مگر تیر شدید کا سب سپرون کو توڑ کر مرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی اسوقت شدید نے للکارا کہ اے بہار مین تیرے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آکر مقابل ہو کہانتک چھپے گی بہار تخت پر باز یب و زینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص در در گوش مرصع پوش سامنے پھولون کی ڈالیان لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سُنا فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھا گئی اُسوقت بہار نے مقابلہ کھولکر اپنی پیشانی پر افشان اور چاند بکلی لگائی اُسوقت اس تاریکی مین ایک جلد اور ستارے چھٹکے ہوے دکھائی دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہے دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید دستگیر رد سحر پڑھکر دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ اے بہار آؤ جھونکے ہواے سرد کے آنے لگے اور لشکر شدید کے ساحر تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزارہا عورت نازنین مہ جبین ہاتھون مین ساز اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن اور ہندنا ور الف وار سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھین اور سب مہ پارہ غیرت وہ مہر و ماہ تھین پس اُنھون نے ساز اپنے اپنے نہایت خوش آہنگی سے بجائے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر عاشق ہوا کہ بہار نے جو تھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے نسیم مشک بار ہر مینا ے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹک کر جا ری لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہ ہو مزاج ہوا ۔ کہ روکش پر طوطی ہے سطحۂ غبرا
نسیم ہو رہی ہے صدقے ہر خیابان پر ۔ گلون سے بھرتی ہے دامن کو اپنے باد صبا
زبسکہ محو تماشاے لالہ و گل ہے ۔ نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا
شگوفے یون نظر آتے ہین باغ مین ہر جا ۔ ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا

کسی کے نرگس مخمور سے چھکے ہین یہ ۔۔۔ جو سر جھکائے ہی ہر گل بدوش باد صبا
صبا یہ ایکی برس اسقدر ہی رنگ نشاط ۔۔۔ کہ ہاتھ ہوتے ہین رنگین چھوکے برگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس مین ۔۔۔ چمن مین قطرون سے شبنم کے گل ہین آبلہ پا
ہر ایک گل پہ گرے تا نثار گوہر اشک ۔۔۔ اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہی گھٹا
چمن مین دیکھ کے گل نخل بارور ہر سو ۔۔۔ یہ کہ رہی ہی اٹھاکر چنار دست دعا
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیو ۔۔۔ الٰہی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اترکر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھین وہ بھی داخل باغ ہوئین شدید اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اوسوقت اُسکے حسن وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اُسکی کنیز ہوجاتی **نظم**

ماہ سے کب جبین مقابل ہی ۔۔۔ نقص داغ اسمین ہی یہ کامل ہی
رشک خورشید تھی وہ پیشانی ۔۔۔ چاند سے تھی دوچند نورانی
وصف ابرو مین کیا کرون تحریر ۔۔۔ تھی دعاے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہون حیران ۔۔۔ صاد کہتے تھے قاری قرآن
روشنی قلوب تھین آنکھین ۔۔۔ چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچہ لب بینی وگل رخسار ۔۔۔ چمنستان عیش کی تھی بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید بار شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لیکر آئی اور پکاری کہ اے فریفتگان جمال ملیحہ المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اُس سفاکہ کے کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہے اسکی رسید دو یہ صدا سنکر ساحران لشکر شدید دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آنے مین کرنے لگا جو پاس اُس کنیز کے آیا اُسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اُس مین گرنے لگا اور وہ بیہوش ہوگیا پھر دوسرا آیا اُسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا **بیت**

مرا کشتے و تکبیر نگفتی ۔۔۔ عجب سنگین دلے اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بپا و گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے مین کرتا تھا اس اثناے مین بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شدید کو طلب کرے کنیز نے بہ آواز بلند کہا اے شدید ملکہ عالم تمھین طلب فرماتی ہین جلد آؤ شدید طرف بہار کے کنیز کی صدا سنکر چلا اور بہار اُسے آتے دیکھ کر وہان سے پھری اور اُس گلشن سحر مین دور جاکر ٹھہری شدید پیچھے پیچھے مست

تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھڑی ہاتھ مین لیے گلگشت کر رہی ہی جوڑا ترچھا بندھا ہی آنچل بادلے کا دوپٹا سینے سے
ڈھلکا ہوا ہی پاںچے گلاپچے پر پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گنا پھولون کا پہنے سیر مین چمنستان
کے مصروف ہی جیسا حسن پہلے تھا اُس سے اِسوقت سو حصے زیادہ ہی شدید دست بستہ سامنے کھڑا ہوا بہار
نے ایک چھڑی ماری اور کہا اسی منہ پر دعوی عشق کا رکھتا ہی کہ حیرت نے سر دربار مجھے گالیان دین بُرا بھلا
کہا اور تو نے کچھ اُسکا معاوضہ نہ کیا شدید نے کہا اے راحت جان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے
دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے تو نے اب جو یہ ماجرا سُنا تو کیا کیا کچھ بھی تجھے میرا پاس ہوا
اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو حیرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پیٹا
کہ مسخرے ہم حکم دین جب تو بدلا لے تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہین شدید نے چھڑیان سحر کی جو کھائین
بیخود ہو گیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے اور کہا اے ملکہ مین ابھی اُس عیبانی حیرت کو جھونٹے پکڑ کے
لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بلا اپنے افسران لشکر کو اُسنے افسرون کو طلب کیا اسوقت
بہار نے اس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور سب سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی
ہون اور رشتہ اقرار تمھارے ہاتھ مین باندھتی ہون کہ حیرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جاکر
بذلت تمام قتل کرے وہ میرے وصل سے شادکام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے
سب کے ہاتھ مین بندھوا دیا اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر بیتابانہ
شعر عاشقانہ پڑھتے روانہ ہوئے اور ہزارون نشتر کھا کر راہی ملک عدم ہوئے تھے غرض کل فوج خیمہ
خرگاہ مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد نور کے چلے جب یہ جا چکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی
اور پڑھکر دستک دی کہ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب نکل آیا لشکر موج
مین نقارے فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین مہرخ نے کیا بہار جادو کے سر پر
زرنثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی مہ جبین بھی بارگاہ مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت
کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا کیفیت ہوئی گانے والون کی
اک دھوم دھام ✤ تماشائیون کا ہوا اژدحام ✤ یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہی لیکن شدید دیوانہ
روے بہار بصد اضطرار زبون و زار دریاے خون رودان کے پار اُترکر قریب گنبد نور پہونچا اور
وہین سے گالیان حیرت کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس قحبہ کو فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار تو اُسنے
میری معشوقہ کو گالیان دی ہین اور شہر ناپرسان مین آکر لوٹ شروع کر دی جو ساحر ملا اُسے ہلاک کیا
واویلا فریاد والغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اُسنے سُنا

ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہو ساحر گئے اور خبرلائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز جو اُس گنبد کے درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اُسکا ہوا تھا انھین حکم دیا کہ ان سب کو روکو وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے لگے سحر جانبین سے ہونے لگا ناقوس نواز انسبکہ زبردست ہین انھون نے ہزارون کو قتل کیا لیکن شدید لڑتا ہوا قریب گنبد نور کے پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی بحر بند ہو شدید سے چڑھا نہ گیا گر پڑا پھر اٹھکر چاہا چڑھ جاؤن پھر گرا اُسکی تو یہ کیفیت ہوا اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہو مگر حال افراسیاب سُنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان آہنی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریائے آتشین طلسم کو طی کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکور کا آگے تفریح وار بیان ہوگا انشاء اللہ فی محلہ اس جگہ لاکھون ساحر بہیئت مہیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق بروے ہوا تعمیر تھی اور اُس قصر مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی ان پر جھول رہی تھین افراسیاب اُڑکر قریب اُس عمارت کے پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہو ہزار ہا گھنٹے شنگاہی گنبد بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلا سے بے ریان اور آفت روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے سے اُترکر آئین افراسیاب نے ریگ پاؤن سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پاؤن کی بوٹی کاٹ کر گنبد پر اُس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب آیا ساتون لونڈیون نے سلام کیا اور کہا اے شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہی بیابان سردستان جب طی کرے اور تخت اشعلاغ کی روشنی پر چلے اسوقت حجرہ ہفت بلا تک پہونچے پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے قبر کی سر حد ہی اور کچھ تحفہ طلسم یہان بھی ہین تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہی افراسیاب نے کہا جادر جمشید کی مجھے دو کہ مخالفون نے گھیرا ہی جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے ہین یعنے عمرو کی وہ طلسم مین آیا ہی ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہین طلسم مین فتنہ برپا ہی کنیزان جمشید نے کہا جادر جمشید موجود ہی لیجا تو بادشاہ طلسم ہی تجھے اختیار ہی جو جی چاہے وہ کر یہان انگشتر جمشیدی اور رمال وغیرہ نہین ہی اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین کہ وہان کا بادشاہ تیرا ابتیت کوکب روشن ضمیر ہی کہ دریائے ہفت رنگ کے اور ہمیشہ تجھ سے اور اُس سے جھگڑا رہتا ہی افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہی خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہوگا کہ اس سے بند و بست کچھ طلسم کا نہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہونگے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہی تو ایک

ان کو بھی لیجا کر لڑوائے گا تو وہ ہی آخر بادشاہ ہی کہ جسکی خبر خداوند دے گئے ہین جا کر دکھا صندوق جو سامنے رکھا ہو اُس مین چادر جمشیدی ہی بولے یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب یہ باتین ان کنیزون کی سنکر رونے لگا اور کہا اب آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے ہر چند چاہا کہ مہرخ وغیرہ سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہوا نجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ لوگ بطرف راہ راست برآئین اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کر کے سزا دے کر پھر بدستور انھین سرفراز کرون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ بھی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی وہ حفاظت کرتی اور یہ مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ کہتی ہو اب یہان سے جا کر عیارہ بھیون کو بھیجونگا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اسے کھولا ایک شعلہ آتشین اُسمین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب نے نقد اپنی کھوکر خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرو ہوا اُس مین سے ایک چادر ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اسکی یہ ہی کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر مخالف پر اُس چادر کو ہلائے ہوا سے اسکی کیسی ہی زبردست ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا افراسیاب اُس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کنان طلسم باطن مین پہونچکر باغ سیب مین ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دمکتا تھا زمین کے اندر سے نکل کر سامنے افراسیاب کے آیا اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ ای روتاس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لاؤ سوائے تمھارے کون لائق اُس چادر کے دینے کا تھا تم بھی معززان طلسم سے ہو روتاس نے عرض کیا کہ یہ شہنشاہ کی عنایت ہی جو مجھے ایسا جانتے ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور نوکر غرض روتاس نے فخر یہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ لون افراسیاب نے کہا فوج پہلے مین سندیلہ اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی از راہ احتیاط بارہ ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کر کے سب کو لانا کہ وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہو اور ایسا بلند ہی کہ مین بھی تماشا تمھاری جنگ کا وہان سے دیکھون گا یہ کہکر خود سوار ہو کر افراسیاب گنبد نور کی طرف چلا اور روتاس نے اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کر دیا نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا

نظم

بجنبش درآمد از ایشان زمین ——— بمیدان کشیدہ عنان بہر کین
ہژبران جنگی بآئین جنگ ——— کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
بزرگ بر زرگ سو بسو در شتاب ——— نہ در دل سکونے نہ در دیدہ خواب

اب یا تو اسی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان قتل ہو رہا ہی اک غلغلۂ داد بیداد بلند ہی شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہی یہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہی پس غصہ ناک ہو کر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید کا وہی کیفیت بہار کی ہو جاے اور شدید ہوشیار ہو سحر اُلٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ بہار اِس سحر کے پھیرنے سے مرجائیگی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ ؎

گو کہ ساقی مین نہین آج مروت باقی ——— خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی

یہ سوچکر ایک ترنج اُٹھا کر تخت سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلا اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین دسون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا ای حیرت یہ تمھاری بھینابی بہار کا سحر تھا کہ شدید آپ مین نہ تھا یہ تمھاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمایے کہ جا کر اُس چھوکری کو سزا دون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مہرخ نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر مین خود کرونگا لیکن تمھین اپنی بہن کے مقدمے مین اختیار ہی وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن جادو جمشید دیکر مین نے روتاس کو بھیجا ہی وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہ ہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلوا کر کہ جدھر دریاے خون روان ہی اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی دیتا ہی تخت بچھوا کر بیٹھا جادون وزیر اور ارکان دولت خدمت مین حاضر تھے ناچ ہونے لگا حیرت جام شراب سے بھر کر دینے لگی اُس وقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہماری پانچون عیار بچیون کو حاضر کر وہ ساحر شہر نگارستان مین آ صرصر شمشیر زن کی جاگیر مین یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہی اور وزیر زادی اسکی صبا رفتار ہی اور باقی عیار بچیان یعنے شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب خاص صرصر ہین اور پانچون یکم سن اور ہم سن ہین اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین اور انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہی بسبب

سحر نہین جانتی ہین لیکن عیارہ بے بدل ہین الحاصل ساحرنے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اسیوقت بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت افراسیاب ہوئین اور تسلیم کرکے روبرو کھڑی رہین شاہ نے حکم دیا کہ ای صرصر کہ چار عیار مع عمرو کے طلسم مین آئے ہین اور سیکڑون ساحرون کو قتل کر چکے ہین مین سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلے گی مثل مشہور ہی کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا مگر عیارون نے آفت برپا کردی ہو فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہو تمھین چاہیے کہ جاکر انسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرو اور ہر چند کہ تم سحر نہین جانتی ہو مگر سارے طلسم مین جہان جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ مین پھرنا کوئی تمھین مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چارون عیار بچیون کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلین اور جست و خیز کرتی ہوئی قبل پہونچنے لشکر روتاس کے اس صحرا مین جو قریب لشکر مہرخ ہی پہونچین اور فکر عیاری کی کرنے لگین یہ جنگل تو عیارون کا رمنا ہی عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہین اتفاقاً عمرو مع تین عیارون کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا دری کے جنگل مین آیا تھا کہ ایک سمت سے صدا زنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آگے بڑھکر دیکھا کہ پانچ عورتین کمسن حسینہ و جمیلہ بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے ترچھے باندھے کاتیان دوپٹہ کی مارے پانچون مین گرہ لگائے بالون مین قنطورے اور بتیاوے پہنے گوپھنین بازو پر باندھے کمندین سر سے لپیٹے پتھر کا توڑا اور کسوت عیاری لگائے تھے اور خنجر بران ہاتھون مین لیے تیر و ترکش اور سپر سے درست زر و زیور سے آراستہ مانگ ہر ایک نکالے اپنے سلائے سے بھڑکتی اچھل کود اور جست و خیز کرتی چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھیڑ چھاڑ باہم اس طرح کی گرما گرم
کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھے وہ
شادین محو کرشن سے سر زمین ایران کی
ہزارون کوس لا ور زمین کھسک جائیے

کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہو سرور نشاط
بہار بیر بہوٹی کی طرح جاے سمٹ
ادا و ناز سے وہ روم و شام دیوین الٹ
کبھی جو انکے دبے پانون کی سنے آہٹ

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو لقا بدار سر ترانی اکڑا ور مروڑ مین تیکھے وم رفتار دل کو عاشق کے پانون سے ملتی تھی آفت کے فیل ستم کے رہوار جلو مین اس شاہ خوبان کے تھے غمزہ و ادا و حسن ناز کو سنبھالے تھے اور بعد اسکے وزیر زادی اسکی لیعنی حسن و ناز سبزہ رنگ جیٹی جھوین آفت کا پرکالہ تھی اور اسکے برابر برابر اور تینون عیار بچیان شوخ و شنگ غارتگر جان نام ہونگ تھین کہ سرو کو وقت خرام چتکیون مین اڑاتی ہین گل کو رنگ دلبری سکھاتی ہین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان
ان مین اک اک یہ خوبصورت تھی
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل
چال مستانہ کوئی چلتی تھی
بکھرے جوڑون کی آن بان نئی
عمدہ زیور لباس سب ملبوس
ناک مین کیل کوئی پہنے تھی
سب کو بالا تباتے تھے بالے
نیلے ڈورے کسی کے زینت گوش
بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین
ایک گل رو کی ناک مین تنکا
طوق منت کا پہنے ایک پری
نورتن تھے کسی کے بازو پر
اد بچی چوٹی کسی کو دل سے پسند
رخ پہ چھوڑے ہوئے کوئی پتے
تھی دھوان دھار ایک کی مستی
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن
چست محرم غضب بچون کا ابھار
پہنتے تھے دل کسی کے منہدی پر

ان پہ مرتے تھے مہوشان جہان
آگے انکے پری کو خجلت تھی
چال مین انکی سیکڑون چھلبل
کوئی پائون سے دل کو ملتی تھی
وہ نیا جوبن اور شان نئی
خوب آراستہ مثال عروس
نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی
طائر دل کے جال تھے چھالے
انتیان لو مین رہزن دل و ہوش
جست کی بالیان کسی کی تھین
تنکے پہنوائے حسن کم سن کا
تھی کسی گل کے پائون مین بیڑی
پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
مینڈھیون کا کسی کے حسن دوچند
کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوئے
تھرلٹھاتی تھی پان کی سرخی
قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن
تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار
فندقی پایہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھ کر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا اسنکر جنگل مین جہان تھا دوڑکر عیارون پاس آیا اور عیار بچیون نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچان لے اور بروقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو روکا اور صبا رفتار نے آکر قران کو ٹوکا تمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو رکھ ادائی دکھائی تیز نگاہ سے ادھر عام سے نظر بازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور

ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لایا عمرو نے صرصر سے کہا ای جان جان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد
بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا کہ

منادی میکندم در زنار سر زلفم
کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ ای یار دلنواز فرد

چو خنجر میزنی بر سینۂ من
توئی در دل مبادا بر تو آید

صبا رفتار نے جھک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر نوشتے کہ بد افتاد بہ تدبیر چہ سود
کس بناخن نگشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی
ز خاک نعرہ بر آید کہ مرحبا ای دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک نیمچہ مارا اور کہا فرد

دشمنی را ہمچو میخ خیمہ میخواہم مدام
سر بسنگ و تن بخاک و ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم ترا ناز ہمان
صد قیامت شد و حسن تو در آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بناز و ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ

آفت صد دل و ماتم آتش صد خرمنم
سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑتا تو یہ شعر زبان پر لاتا کہ

می توان پرسید احوال اسیران گاہ گاہ
رسم یاری اینچنین ہیچ دوست یاران وای واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اے نادان

نغمۂ افسانۂ غمہائے خود با من مگوی
سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس رمز و کنائے کے آپس میں خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی ادبھڑیں چلنے لگیں عیار بچیوں نے حلقے کمند کے جو دو گا نچٹے کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آکر لپٹے عیاروں نے اتنا جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پانوں کی طرف سے الجھا ہو کر زمین میں گرے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے نیمچے مارے کہ عیار بچیاں جست کر کے

دس دس قدم پر جاگرین پانچ عیار اور پانچ عیار بچیون نے اپنی کود پھاند مین دو کوس کا میدان باندھا
شلنگین بھرنے لگے اور کبھی سمٹ کر گز بھر زمین سے گرد مین گتھ جاتے تھے کبھی بیضۂ بیہوشی پھر چلتے تھے اور
کبھی بھلاوے باہم دیتے تھے نیمچون کی جھکائیان دیجاتی تھین خنجرون کی جھنکار بلند تھی عیار باتک کے پیچ
باندھ کر عیار بچیون کی گود مین بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیان اپنے تئین قریب پہونچاکر
کاٹ کھاتی تھین دو گھنٹہ آپس مین بلا رد و رعایت جنگ حریفانہ رہی اُس وقت عیار بچیان
جستین کرکے اور نعرے مار کے کہتی ہوئی کہ ای خانمان بربادان دیکھو تو ہم کس طرح تمھین ہلاک کرتے
ہین ایک طرف چلی گئین اور عیار بھی ایک درہ کوہ مین ٹھہرے عمرو نے کہا کہ بھائیو مین تمھین
چارون کو اطلاع دیتا ہون کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہی اگر تم مین سے کوئی اسے مار ڈالے گا تو
مین اُس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا قران نے کہا صبار فتار پر بندہ علی ہذا القیاس فریفتہ ہی
اُسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا
حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے
معشوق کی شناخت ہوگئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ
جب طلسم فتح ہوگا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو اُنکے قتل کرنے کا
اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کرکے حفاظت لشکر
مین مصروف ہوئے اور اُسی طرف عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبار فتار نے صرصر
سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پاؤن کہین ڈالتی
ہی پڑتا ہی کہین کاکل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبار فتار نے کہا واری مجھ کو
آپ کیا کہتی ہین ازراہ ادب حضور کو کہہ نہ سکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہی تو الامر فوق الادب کسوت
عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہین آنکھون مین تری حواس مین
ابتری ہی آپ کی تو وہ مثل ہی کہ اپنی بائی اور پر گنوائی صرصر نے کہا نوج خدا نہ کرے یہ تیری ہی عادت ہی
کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھ پر یہ گمان کرتی ہی اور خیر اگر مین ایسا بھی کرون تو
بیلا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا وزیر اعظم کلید عقل و رنفس ناطقہ ہی
تو کیا سمجھ کے ریجھی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبار فتار نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو جیے تو مین عرض کرون مجھ پر
اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے
جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن اِن تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر

کیا ہی شمیمہ نے کہا کیا خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہمپر مٹائی تمھاری خجالت میری
آنکھوں پر ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہی مانتی ہوں آپ کو اچھا صاحب یوں ہی سہی پھر عاشق میں میرے
تمنے بُرائی کیا تصور کی ہی ملک فرنگ کے ملکوں میں ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید عمرو ہی ہاں جو کچھ کہو
تو ان دونوں کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی شمیمہ تم میں کیا بُری عادت ہی کہ اپنی بات اور پر ڈالتی ہو یہ تمھیں
ایسی او دماغی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہی مگر میں ذرا بھی حقیقت نہیں جانتی بی صبا رفتار کی کہا تو
کر توان نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہو اسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ پڑا جان دیا کرے میں کب
سماعت کرتی ہوں ایسے جو دہ ہزار مرتے ہیں ہاں بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہی یہ کلام تیز نگاہ نے
سنکر کہا آگئی مجھپر ہوئی بی ہوش میں آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہی گو کہ مجھے تو صرف عام سے کچھ واسطہ
نہیں لیکن جو وہ مجھ پر جان دے تو جسکی تم سب نے تعریف کی ہی ان سب سے افضل ہی اول تو نظر کردہ
مثل قران کے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہی سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہو وہ گویا اسکی رعیت ہی صرصر نے یہ باتیں سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج سے ہم آپ کو
تسلیم کرینگے تمھاری رعیت ہم کہتے ہیں خدا حضور کو سلامت رکھے کیوں نہو وہی مثل ہی کہ سیاں
بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھوں لیا اور یہ شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور
کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہی لوگو آپ اپنے لونڈوں کی تعریف کرو تو کچھ نہو
میں نگوڑی بیوقوف جو بول اٹھی تو سب نے ہنسی دل لگی میں اڑانا شروع کیا ای بی ایک تو مجھ
کمبخت کو سات پانچ نہیں آتا یہ تمھیں لوگ چرب زبان ہو کہ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے
کو میٹھ کر ہنسو صبا رفتار نے کہا جرواتو جھاڑ کا کانٹا کیوں ہو گئی اسمیں جھینپنے کا اور خجالت کا کیا موقع
تھا ہماری شہزادی نے یہی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوئے پھر میری جان اسمیں جھینپنا کیا تم نے
آپ ایسی بات کہی نہ آسمان پر تھوکو نہ گریبان میں اُسے القصہ اسی طرح کی باتیں باہم دیر تک
کرتی رہیں اور مقصود اس کلیات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور گویا
در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقوں کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیاروں کو بباطن دست
رکھنا چاہیئے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہی غرض سب ایک سمت چلیں اس عرصہ میں روتاس جادو بعد
قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری
میں مصروف ہوئی ادھر صحرا سے عیاروں نے آمد لشکر دیکھی اور عیار بچیاں بھی آگاہ ہوئیں اور دونوں
فکر عیاری کرنے لگے مگر روتاس ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر

دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر واسطے آبیاری کشت انجم کے مزرعۂ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر ہوا مشعل ماہ خیمۂ زرنگاری روشن ہوئی **نظم**

از فراق شاہد شب روز را آمد زوال — ور سرشک لالہ گون این سبز مینا پر شدہ
داشتہ از بسکہ شوق دیدنش روز وصال — دیدہ شد از نور خالی در تماشا پر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس مین بجا شور و غلغلہ قتلوا بلند ہوا اکابران سحر آتے ہوئے دربار مین حاضر ہوئے اور سامنے مہ جبین کے باادب تمام ٹھہر کر اس طرح عرض کرنے لگے **ابیات**

کف عطا سے ترے ابر گوہر افشان کے — مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند
صدف نے ابر سے منہ کھولکر گہر مانگے — ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی — سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
مدام تاکہ عروسان ماہ و انجم کا — ہو جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
ترے قبالے مین شاہا عروس دہر رہے — الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خاوند

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہی اور ارادہ بیجا رکھتا ہی مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہو اسیوقت افریدون نے نائے ترکی اور نقارۂ رزمی بجایا **نظم**

بلرزید طاس فلک از صدا — برہیبت ز نقارہ آمد ندا
کہ اے نامداران میدان کین — برآرید سر دشمنان از زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال مین سرگرم تھا چار پہر رات شور ساحرون کے سحر کا اور غل بہادرون کی اسلحہ ورزی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ مشاطۂ دہر نے روے زیبائے شاہد صبح کو آئینہ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے سحر کے بھرکر جلوہ افروز عالم کیا **قطعہ**

چو زنگی شب دید روے سیاہ — در آئینۂ عالم افروز ماہ
ز داز غصہ آئینہ را بر زمین — بخندید ناگہ سحر از کمین

صبحدم فوج گروہ گروہ مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئین مہ جبین مع اسد دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ مین آئی اسیوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل رزم گاہ ہوئی ساحرون نے پرے جمائے دلاورون نے صف کشی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صدائے دلکش دی کہ **ابیات**

درین رواق زبرجد بخامۂ خورشید — نوشتہ یکدو سہ بیتے بآب زر دیدم

کہ ای بدولت دہ روزہ گشتہ مستغنی	مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
کسے کہ تاج مرصع صباح برسرداشت	نماز شام وراخشت زیر سر دیدم
زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک درگذر دیدم
مساز خاطر خود با جہان دون کہ درو	ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

ای بہادران سرائے فانی مقام عبرت ہو یہ میدان قتال جائے غیرت ہی نام کرلو لڑ بھڑ لو پھر کون رہا ہی اور کس کی رہے گی ؎

رستم ہی نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

یہ کہکر جب نقیب خاموش ہوے روتاس خود میدان مین نکلا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آپ پتھر برسانے لگا بعد اسکے اولوالعزمی دکھانے کے للکارا کہ ای نمکحرامو تم مین کوئی ایسا ہو کہ مجھ سے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے نکلکر مقابلہ آغاز کیا روتاس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوے اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جا کر بیٹھا فوراً وہ درخت ہو گیا اور نہال قامت مین اُسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کو پلین پھوٹین اور ٹہنیان جھومنے لگین طائر اُنپر نشیمن گزین ہوے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دشکین سحر کی دیتے تھے اور اپنے تئین بچاتے تھے اُسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر زینت و زیب سوا تھی سمجھی کہ یہ سحر نہین کرتا ہی گویا روتاس مجھ پر طعن کرتا ہو کہ سب کو درخت بناتا ہی یہ سوچ کر تخت سے کود کر دوپٹے کو سر سے سنبھالتی ہوئی سامنے روتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اُس آفت روزگار نے کھولکر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اسمین ایک پتلی بہت خوبصورت ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی اُنگلی کاٹ کر اُس پتلی پر خون ٹپکایا اور کہا ای سامری کی پتلی مین نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا کر رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کرین اور انسانون کو شجر بنائین یہ کلام بہار کے سُنکر پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب ہو گئی بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ ایک جال برروے ہوا پھیلا ہی اور اسقدر وراز ہی کہ منزلہا منزل گسترده دکھائی دیتا ہو اور جملہ طائران سحر روتاس اس دام مین گرفتار ہین اور وہی پتلی بہار کی ہاتھ مین چھری لیے جانورون کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہی اور خون اُنکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہو کہ جو جو انسان درخت ہو گئے ہین وہ سب آدمی بنے ہین یہ ماجرا روتاس نے جب دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی ہی اُسکی یقین ہو کہ تجھ پر بھی حربہ کریگی اسکا سحر اتارنا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ

ہوگا یہ تصور کرکے اُسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے برد دے ہوا جاکر لشکر مہرخ پر اُس چادر کو جھاڑا خاک جمشید برسی اور اسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور سرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوئے لشکر مین بھگدڑ پڑگئی اور ساحران روتاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان اپنے سحر کی پنھا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا اے چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار ہوکر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اُسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہورہے اور روتاس نے حکم دیا کہ آج سب قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا حسب الحکم لشکر نے اُسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا روتاس اپنی بارگاہ مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے اُس رنڈی کے اور جو کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہوجائے کیونکہ اُسکو خوف عیاری کا ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے گرفتاری دور سے دیکھکر صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربارگاہ پر سے الگ بلایا اور کہا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جب وہ علٰحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مارکر اُسے بیہوش کرکے پیرہن اُسکا اُتار لیا اور اُسکی صورت بنکر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا اندر جاؤن ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس کے لیے جاتا ہون یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہوکر گرا روتاس نے اُٹھکر اُسے اُٹھایا اور سحر پڑھکر چوبھونکا روغن ورنگ عیاری اُڑگیا صورت اصلی رہگئی روتاس نے سحر سے اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھکر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اسوقت جانسوز ساقی مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون اُنھون نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے جانسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کرکے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا روتاس نے اُسکو بھی گرفتار کرکے بزور سحر روغن عیاری اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدل کر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوئے مگر کچھ مطلب برآری نہوئی

بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً روتاس کے پاس طوائف ہے اُس کا خیمہ ایک طرف استادہ تھا
اور اُس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گڑگڑی بھر رہا تھا برق اُس کے پاس آیا اور کہا بے سن تو ادھر تو آ
کل تو نے میرے کتے کو کیوں مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا کہ کیسا کتا کہنے لگا اجی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے
کھینچتا ہوا لیچلا کہ بچا آج مکرتے ہو چلو تو جس کے سامنے مارا ہے دیکھو تو اُس سے پوچھ کر کیا ٹھیک بناتا
ہون یہ کہتا ہوا اُسے تنہائی کے مقام پر لایا اور بیہوش کر کے اُس کی صورت آپ بن کر آیا اور
گڑگڑی بھرنے لگا کہ اتنے مین ایک خدمتگار آیا اور کہا تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہے بائی جی حقہ مانگتی ہین
برق نے کہا آگ تو سلگاتا ہون غرض تمباکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کر کے
دی کہ لیجاؤ اُس نے کہا تو آپ لیجا ہمین حکم اندر جانے کا نہین ہے برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے
گیا یہ بھی اورون کی طرح سے بیہوش ہو گیا روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور پھر پڑھ کر جو دم کیا اُسکی
صورت بھی اصلی ہو گئی اُس وقت اس نے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہے کہ عیار بغیر زحمت
کے گرفتار ہوئے کچھ تردد بھی نہ کرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر سحر کر دیا
کہ دست و پا بچین ہو گئے لیکن اب کی بار عمرو صورت صبا رفتار عیارچی کی بن کر آیا اور افراسیاب
کی مُہر بنا کر فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہ مین کاغذ کی بہت باریک غبار بیہوشی بھر دیا لفافہ
پر مُہر کی اور دربارگاہ پر آیا اور نوکرون سے کہا میری خبر کر دو کہ صبا رفتار شہنشاہ پاس سے آئی ہے ملازمون
نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہے آپ خود جائیے عمرو سمجھا کہ اندر جانے مین کچھ نہ کچھ قباحت ہے
جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچ کر دروازے ہی سے پکارا کہ اے روتاس جادو منم صبا رفتار نامۂ
شہنشاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو روتاس نے سُنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامۂ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہے
کہ دربارگاہ تک نہین آیا جاتا ہان صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو روتاس
نے سُنے شرمندہ ہو کر باہر آیا صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجیے اس کا جواب لکھ دیجیے روتاس
نے کہا آپ اندر تشریف لے چلیں اور ایک جام شراب پئیں مین جواب لکھون عمرو نے کہا تم جیسے پاتے ہو
اندر بارگاہ کے بُلاتے ہو عیارون کا تمھین کچھ ڈر نہین ہے روتاس نے کہا نہین بارگاہ سحر بند ہے جو
کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبا رفتار نقلی نے کہا مین سحر نہین جانتی ہون اور عیارہ بھی ہون
اسی لیے تم بُلاتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تم نے
کوئی تدبیر ضرور کی ہوگی پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھ منھ تو تا روتاس
نے اُسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اُتارا کہ اب جو آئے بیہوش نہ ہو اور صبا رفتار نقلی کا

ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بحیس و حرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ و جمیلہ
زر و زیور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہی عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ روتاس کو دیا لفافے سے نامہ
نکالنے لگا غبار بیہوشی اڑا اور خوشبو آنے لگی اُس نے نامہ کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہی پس سونگھتے ہی
بیہوش ہوا ادھر عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی منھ پر اُس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اس وقت
روتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا بیر اُس کے شور و غل کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے رنڈی کا زیور
وتارا لیکن اس کے مرنے سے عیار تینون رہا ہوئے اور لوٹنے لگے برق نے جلد چادر جمشید اُس کے
جھولے سے نکال کر جست کی اور سلرچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا اور غل جو ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون
عیار بھی کود کر بھاگے ادھر قیدیون پر سے سحر روتاس کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور
مہرخ وغیرہ نے زور سحر پرواز کی اور بر دسے ہوا جا کر بار فلفل اور گچھے پیکان کے اور گولے فولاد کے
لشکر روتاس پر مارے ابر سحر کے اُٹھے صدا مین رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین
آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزار ہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور
شکیل نے ہزارون کو قتل کیا نافرمان اور سرخ مو نے ستارے گرائے تیر برسائے کہ نظم

برسنے لگے آگ پتھر وہان	بلند آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اُٹھتے تھے ہر سمت سے	مچاتے تھے غل بیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے	بہت بھاگ کر دان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر روتاس تباہ و برباد ہوا اور بفتح و فیروزی مال و اسباب لوٹ کر مہرخ اور مہ جبین اپنی
بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی لشکر بدستور اول
دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اُسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا
ہی اس سے چل کر نے لے یہ سوچکر جنگل مین آیا اور زنبیل عیاری بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر
خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ اُستاد چادر جمشید چھین لین گے یہان عمرو نے ان دونون عیارون
سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہی اُنھون نے کہا ہمین قسم نمک صاحبقران کی ہی کہ ہم
نہین لائے عمرو نے کہا زنبیل کی صدا پر برق نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی لے گیا بس کوڑا پکڑ کر
واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر مین
رہونگا تو اُستاد چادر چھین لین گے اور استاد اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس
کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جس سے سحر تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اسے استاد کو

نہ دون یہ خیال کرکے طرف طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنیے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ
ساتھ لشکر روتاس کے آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لا دیے تو
فکر گرفتاری عیاران کرتی تھین لشکر روتاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا ان کا اصل مطلب
تو عیارون کا گرفتار کرنا تھا اسی فکر مین تھین اب روتاس جو قتل ہوا اور اس کے مرنے سے غلغلہ بلند
ہوا صرصر نے کہا اے صبا رفتار بڑا غضب ہوا عمرو نے روتاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب
لشکر مین موجود تھین اور حفاظت نہ کر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہو کر بہر گرفتاری
عیاران چلین صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور اُس نے دور سے
دیکھا کہ عمرو کوڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہو اور بیک خیال چار طرف دوڑاتا ہی صرصر
نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست وخیز کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہو کر
نکلی عمرو تو جویاے برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا اور قریب آکر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید
لایا ہی یا نہین اگر لایا ہی تو مجھے دے صرصر ہاتھ باندھ کر پاؤن پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ
مجھ ہی کو عنایت کیجیے عمرو نے کوڑا اُٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہی لا مجھے دے صرصر نے پاؤن پکڑ کے عمرو کا
کھینچ لیا اور گرتے وقت اُسکے بچالاکی تمام ایک حباب بیہوشی مار کے بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر
دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن
وکمر کو باندھ کر ساتوان حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہو گیا صرصر نے چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ
باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست وخیز کرتی طرف گنبد نور
کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اُسنے دور سے دیکھا کہ صبا رفتار کودتی چلی آتی ہی
برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کی طرف سے ہو کر نکلا اُس نے پکارا کہ ای شہزادی
کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ میان نہ ٹھہرو صبا رفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
یہ موے عیار بد بلا ہین ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہی
اب ایک طرف سے ای صبا رفتار تم جاؤ اور ایک سمت سے مین یہ کہکر اُس کے ساتھ باتین کرتا
ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون آتا ہی صبا رفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش
کر دیا آپ اُس کی صورت بنا اور اُسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھ کر طرف گنبد نور کے روانہ
ہوا اور بسبب چادر جمشید کے دریاے خون روان سے گذر کر شہر ناپرسان مین آیا کسی نے
منع نہ کیا بلکہ دو ایک نے پوچھا بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو اس نے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور پر

چڑھ آیا یہان ہزار ہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا شہنشاہ تخت پر جلوہ گر تھا کہ صبار فتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈالدیا افراسیاب نے پوچھا کسے باندھا ہی اس نے کہا کہ عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اس عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک عمرو کو لاتی ہی برق نے افراسیاب سے عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لائی ہون اُس کے عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون آپ صرصر کو گرفتار کیجئے یہ کہکر صبار فتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اس اثنا مین صرصر پشتارہ باندھے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُس وقت ایک ساحرہ سے اشارہ کیا کہ اُس نے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جو لائی تھی اسے بھی کھولا اُس وقت برق جو تخت کے پیچھے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھکر رونے لگا اور کہا ای شہنشاہ صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُس کی صورت بن کر آیا ہی افراسیاب نے عمرو کو چھوڑ دیا اور صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبار فتار نقلی یعنی برق نے صرصر کے گرفتار ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون لیکن صرصر نے کہا ای شہنشاہ آپ غضب کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند اس نے کہا مگر کسی نے نہ سُنا اور برق نے صرصر کے پاس آکر چپکے سے کہا کہ استانی سنم برق تم استاد کو پکڑ لائین اور سب کے سامنے ننگی کھُلی پھرتی ہو کہو تو اس وقت ناک کی پھُننگی کٹوا لون یہ باتین سن کر صرصر لگی دوہائی دینے اور برق نے حکم دیا کہ اس پر مار پڑے اُس وقت صرصر پر مار پڑنے لگی اور صرصر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ کتاب سامری دیکھیے کہ اس مین عمرو کون ہی افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی اس وقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سُن لیجیے مین کان مین کہونگی یہ کہکر قریب افراسیاب آیا اس نے بات سننے کو کان لگایا برق نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا سنم برق فرنگی اور جست کر کے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بحکم دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُس نے لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر مارا کہ حیرت کا پاندان اور مقابہ طلائی اور کرسی ہائے جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ ہزار ہا چیلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر سیڑھی آیا ساحرون نے سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب گیا چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب نے

صرصر اور صبا رفتار کو جو بندھی تھیں کھلوا لیا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر ناپرسان مین
لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ
ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا ہنگامہ ہے ایک دوکاندار نے کہا
عمرو شہر مین آیا ہے لوٹتا پھرتا ہے راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہان تک لوٹے گا معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہوگا یہ سمجھکر
آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی لوگ قتل ہوتے ہین یہ سن کر وہ شخص بھاگا
اُسے بھاگتے دیکھکر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے بھگدر پڑگئی سب کی زبان پر جاری ہے کہ فوج آگئی
اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہے کوئی اپنی عورتون کو لئے بدحواس ایک ایک سے
پوچھتا ہے ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہے کدھر جائین کوئی رو رہا ہے کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران دزگا
ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازون پر موندھے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام
بیٹھے ہین لوگ آآکر اُن کے سامنے خبرین کہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان
دیجے گا ابھی ابھی میرے سامنے جوہری بازار قتل ہوچکا ہے اور چوک لُٹ رہا ہے ہم تو جاتے ہین آپ
بھی بھاگیے بہادرون نے جواب دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرین گے اگر نہ مانا
دیکھیے گا وہ جگر ساکھے کی لڑائی ہوگی اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کردین گے غرض کہ ایک
تہلکہ عظیم برپا ہے اور عمرو اور برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی ہین اور جوہریون کے
ڈبے گم ہوتے ہین بساط خانہ برباد ہو رہا ہے بزازون کی گٹھریان ندارد ہوئی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ
رہے ہین اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہے کوئی اگر جان بچاکر نہین بھاگا ہے تو اہل محلہ کے خالی گھرون
مین کود کر اسباب اُٹھا رہا ہے کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہے کوئی تہ خانہ مین
چھپ کر بیٹھا ہے کوئی کہتا ہے میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہے مجھے اُس نے سند لادی ہے مین سب کو بچا لونگا
میرے یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا جب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج اسد
کی آگئی اُس نے اس وقت حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے
اور افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدہا پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو نے
سند بھی استاد کی اور برق نے چادر جمشید کی اوڑھ لی اور ایک طرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت لوگون
کو نگل گیا سب کو یقین بالکل ہوگیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدر پڑگئی اور اژدر کچھ آدمیون کو نگل کر
پھر آئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نکلوا لیا یہ کہ رہی تھی کہ ایک ساحر
سامنے سے پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُس نے پوچھا پشتارہ مین کیا ہے

ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر نے یکایک
جست کرکے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج لیکر بھاگا صنعت سحر ساز
جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے مگر
برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا سب ہوشیار ہوئے اُس وقت دیکھا کہ شمیمہ
آئی اور سلام کرکے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا اس نے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر
مین عرض کرون اس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب
علحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست کرکے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر بار
افراسیاب منگا کر پہنتا ہی لیکر راہی ہوا اب کی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف
کی گرنے لگین اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مرگئے سرمایہ نے
سحر اپنا رد کیا اور کہا برق اور عمرو مر گئے ہونگے اُس وقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دوہائی شہنشاہ
کی لوٹے لیتا ہی افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی اُس ساحر نے کہا دیکھیے اے
شہنشاہ آپ کے پیچھے برق کھڑا ہی تاج لیا چاہتا ہی افراسیاب نے پیچھے پھر کر دیکھا ادھر ساحر نے جست
کی اور دھول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور چوتھا تاج لیکر بھاگا اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے
ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزار دن تختے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولون سے گلابی لال خوش
رنگ نکل کر اُڑے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو بسبب
چادر کے کوئی پاتا نہ تھا آخر کار جب یہ دونون نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سرون پر بیٹھے کہ اہل شہر
دیوانے ہوئے اور نعرے مستانے کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اس وقت تو عجب عالم شہر کے لوگون کا
تھا کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست	دیکھیے جس کوچے مین پڑے مارتے ہین چار مست
میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے	آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھکر باغبان نے سحر اپنا رد کیا مگر عمرو اور برق کا پتہ نہ لگا پھر یکایک برق بصورت اصل
ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھکر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان کھڑا ہی
اور افراسیاب مثل تصویر کے قلب آئینہ مین جلوہ گر ہی برق نے دور سے پتھر مارا اُلٹا پھر آیا اور ابرق
کوہ شگاف چوتھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہائے سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُٹھکر
طرف برق کے چلے برق کو بسبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریان معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پہ جو

گرے عیاذاً باللہ ہزاروں دب گئے ایک تہلکۂ عظیم پڑگیا اُس وقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست تو سحر کرتے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مرگئے ابرق نے فوغاشن کرکے سحر کو دفع کیا عمرو نے اب کی بار جہاں افراسیاب کھڑا تھا اُس کے سامنے آکر منڈھی تھوڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہی اُس کے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھا کے بآرام تمام لیٹا ہی اور دو پریاں پاؤں دباتی ہیں افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہی تم میں ہی کوئی ایسا کہ جو اس کا مقابلہ کرے اور گرفتار کرلے یہ کلام سُن کر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوگئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھ کر کوڑے تھوڑے سے لگائے اور ایک بوٹی اُس کے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے میں تیرے کباب لگاکر کھاؤں گا کیونکہ ساحروں کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہی یہ کلام سنکر ساحر بہت خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا کہ بنام دقواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا ای عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے میں تجھے ہزار اشرفی دوں گا عمرو نے کہا پانچہزار اشرفی لوں گا اُس نے کہا اچھا پانچ ہزار اشرفی لے مگر چھوڑ دے اور اشرفیاں منگاکر سامنے منڈھی کے ڈھیر کردیں عمرو نے اُس وقت طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کرکے زبان تھوڑی سی کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکالکر جال مارکر اشرفیاں کھینچ لیں اور طمطراق کو باہر ڈال دیا دقواق نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اُس سے بولا نہیں جاتا ہی زبان کٹی ہی بس غضبناک ہوکر ہزاروں طرح کے منڈھی پر سحر کیے کبھی تیر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کردیا مگر کچھ نہ ہوسکا اس وقت عمرو نے منڈھی کے چاروں ستون پکڑے اور اُکھیڑ کر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا اس وقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اُس کے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری میں دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہیں یہ کہکر ایکطرف روانہ ہوا اسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے برروے ہوا سنائی دیے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینہ میں جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہم شبیہ جاؤ تمھیں بڑی تکلیف ہوئی اور عیاروں نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینہ کے اندر تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور تجھے کیا ضرورت شدید پڑی تھی کہ تحفۂ طلسم اور لباس خداوندکو جاکر لایا یہ انھی کی شومی تھی جو ہم شبیہ نے تیری دعوتیں کھائیں

اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا
کر دیا تھا تو افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اسمین معلوم ہوا تھا کہ دوپہر اس وقت کے تجھ پر نحوست
ہین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہریگا چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ معلوم کرکے ایک
دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہم شبیہ آ تو اُسی وقت ہم صورت اس کا آیا اور یہ خود غائب
ہوگیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ
طلسم ہی یا کوئی اور ہی جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہی
اور بائین ہاتھ مین اُسکی ذات کا حال بدی اور شر فساد و ذلت واد بار ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص
نہایت زبردست اور معزز طلسم ہین کہ اُن کے ہمزاد دریائے نیل مین رہتے ہین اور جب تک وہ
ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہے اُنھین ہزار مرتبہ عیار بیہوش
کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ عیار اُنھین بیہوش
کرینگے مگر قتل نہ کر سکینگے اور باقی حال ہمزادون کا بروقت ملنے روزنامچہ میر بحر کے طلسم کشا اور
عمرو کو عیان ہوگا آمدم بر سر مطلب افراسیاب عیارون کی شورش دیکھکر غضبناک ہوا اور عیار بچیون
سے خطاب کیا کہ نالائقان تم کو مین نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا شہر عیار آکر برباد کردین صرصر نے
عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی اور عمرو شہنشاہ عیاران ہی آسان
نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے اُس وقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے
چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤن افراسیاب نے کہا برق دریائے خونروان کے پار اُتر
جائیگا اور عمرو نہ جا سکیگا کس لیے کہ اُس کے پاس تحفۂ طلسم نہین ہی اور اگر اس دروازے سے عمرو
نکل کے جائیگا کہ جدھر سے اسد داخل اس شہر مین ہوا تھا البتہ دریا نہ پڑیگا مگر جہان اب لشکر عمرو
ہی اس مقام سے پھر فاصلہ اتنا ہی ہو جائیگا کہ جیسا اسد نے راستہ طی کرکے اپنے تئین یہان پہونچایا ہی
الحاصل جس طرف سے عمرو جائے اُسے جاکر گرفتار کرے اور جب گرفتار کرنا تو ایک اپنی عیار بچی سے
کہلا بھیجنا اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جاکر ٹھہرنا کہ مین آکر سامنے مہرخ وغیرہ کے قتل کرونگا صرصر یہ حکم
پاکر روانہ ہوئی اور افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہی کہ جسے
واسطے گرفتاری بہار بھیجتا ہون وہ مارا جاتا ہی ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اُس وقت ایک ساحر
نمرود جادو نام اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ
سے گرفتار نہ ہو سکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر

ہمراہ لو نمرود نے کہا ہمارا اس قابل نہین ہی کہ جس پر مین فوج لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے
عیار شناخت نہین ہو سکتے اور اگر فتور کرتے ہین مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لون گا اور بارگاہ مہرخ مین گھس کر
بہار کو گرفتار کرون گا دیکھون میرا کوئی کیا کرتا ہی یہ کہکر بزور سحر پرواز کر گے۔ روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنئے
کہ یہ جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب چادر کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر نا پرسان کے چالیس دروازے
ہین ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہی بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم ظاہر مین بغیر دریا کے اُترے
آدمی آتا ہی اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو ادھر سے چلا جاے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا
کے اُترے کوئی طلسم ظاہر مین نہین آسکتا ہی لہذا صرصر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا
ہو کہ طلسم ظاہر مین پہونچ گیا ہو تو چاہیئے کہ مین بھی اُسی طرف سے چلون اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو
اُترون اس راہ مین جہان کہین عمرو ملے تو گرفتار کرون اور اس مین یہ فائدہ ہی کہ عمرو جو اُس طرف سے
آتا ہوگا ور تو طلسم ظاہر کی طرف سے چلے گی عین مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی یہ مضمون تجویز کر کے پہلے طلسم ظاہر
مین آئی لیکن یہان کا حال سُنئے کہ برق جو پہلے آیا ہی اُس کو شمیمہ اور صنوبر اور تیز نگاہ ملین اور سب نے
برق کو گھیر لیا ہچہ چلنے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اُس وقت جانسوز بھی آگیا اور
دونون لڑ بھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف چلا برق کو یہ خیال
ہی کہ چادر میرے پاس ہی کوئی لے نہ لے اس لیے الگ رہتا ہی لیکن جانسوز کو عیاریون نے پھر اکیلا
پاکر ہر طرف گھیر لڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز جست کر کے نکلا تھا کہ شمیمہ
نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز اُلجھ کر گرا تیز نگاہ نے بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کر دیا اور
پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ مین لیجاؤ ہم دونون اور عیارون کی فکر مین جاوینگے
صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونون اور طرف چلین لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام
نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جا کر ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کر کے
سر کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا کہ صنوبر جب قریب کمند کے پہونچی دل اُسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ما تقدم کی
راہ سے پکار کر اُس نے کہا کہ ای عیار مین نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے
نکل کر اس کے مقابل ہون پھر خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہرو اسی فکر مین تھا کہ صنوبر
نے پتھر فلاخن مین رکھکر بالکل ضرغام کے برابر آ کر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ مجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی
کے نکلے اس وقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی ہی
چپکا بیٹھا رہا صنوبر نے خوب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہی اس سبب سے دل تیرہ خوفناک

ہوتا ہے بس جست کرکے بیچ میں کمند کے جاکر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کرکے اس راہ خطرناک سے گذر جاؤں ضرغام نے ایک ڈھڑکا شیر کی صدا کا بناکر مارا کہ صنوبر جھجکی اور ضرغام نے کمند گھسیٹی حلقے بھی زور ہوئے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگاکر اُسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے اسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر تیغ کھینچ کر دوڑی کہ با شیدائے ناعیاران کہاں جاؤگے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر پکڑ کر مقابل ہوئے اور کہا استانی صاحبہ جس دن اُستاد تمھیں پکڑ لیجائینگے داد دلوائینگے چکی پسوائینگے ہمارے اُستاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہیں دیتے ہیں اور رات بھر پاؤں دبواتے ہیں صرصر نے کہا تمھارے اُستاد کو گھری گور میں تو یوں سوؤں جوانا مرگ استانی تمھاری کون ایسی تیسی ہے اور بہ غیظ و غضب یہ کلمات کہکر لڑنے لگی اور تیغے مثل برق کے چلنے لگے صرصر لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منہ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بہر گرفتاری عمرو آئی تھی اس کو عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کرکے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھ کر صنوبر بھی ایک سمت روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریائے خونرواں سے تلاش کیا جب پار اُتری ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہے کہ پار اُتروں لیکن راہ نہیں ملتی بھٹکتا پھرتا ہے صرصر نے سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہے اور اُس کے گوشوں میں کچھ بندھا ہے عمرو نے اسے اُٹھاکر دیکھا اس کے ایک گوشے میں بجا س اشرفیاں تھیں اور ایک کونے میں کچھ روپے اور پیسے اور ایک کونے میں چکنی ڈلیاں اور الائچیاں بندھی تھیں رومال سارا عطر میں بسا تھا عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہے ساحران معزز اس جانب سے گذرتے ہیں کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہے اُس نے اشرفیاں اور روپے وغیرہ کھول کر چاہا داخل زنبیل کروں کہ رومال جو عطر میں بسا تھا اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھاکر گرا صرصر جو پوشیدہ تھی نعرہ کرکے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بموجب حکم افراسیاب پار اُتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زنبیل بچاکر بلاؤں اور شہنشاہ کو اطلاع دوں اسی فکر میں تھی کہ اُسے برق نے دور سے دیکھا بس فوراً اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفیں دونوں رخسار پر آراستہ کرکے دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبوں کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پان کا جمایا اور کسوت عیاری سے خون ایک بوتل میں جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پاؤں اور ایک سر مع گردن کے بناکر اپنے

سر پر گردن مقتولہ کی لگائی اُس کی رگوں میں خون تازہ بھر دیا اور رسہ اور چہرہ اپنا اندر اُس گردن کے چھپا لیا اور سر مقتولہ کا اس گردن پر لگا کر گردن سے جدا کر کے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور وہی دست و پا بھی مقتولہ کے پوست تازہ سے منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کر کے باین ہیئت مجروحانہ و مقتولانہ گذرگاہ صرصر تجویز کر کے پڑ رہا صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانے کی فکر میں ادھر آئی دیکھا ایک لاش پڑی ہی جس کے ہاتھ اور پاؤن کٹے ہین اور خون تازہ رگون سے جاری ہی سر جدا ہی نرخرہ کٹا ہی صرف تسمہ گردن مین لگا ہی یہ دیکھکر جب قریب آ کر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی عیارہ بھی کو پایا ازبسکہ یہ سب بہنین آپس مین ایک دوسرے کو کہتی ہین اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہی بس دیکھتے ہی دل صرصر کا اُمنڈ آیا اور کہا افسوس موے عیارون نے میری بہن کو مارا اور چیخا یا نہ روتی ہوئی ہاے میری بہن تیز نگاہ تم مجھ سے جدا ہو گئین یہ کہکر خیشتارہ عمرو کا پٹاس کے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منھ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق نعرہ کر کے اُٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اُس چادر پر لٹا دیا اور عمرو کو پائینی بٹھایا پاؤن صرصر کے آغوش عمرو مین رکھدیے اور فتیلہ بیہوشی صرصر اور دوسرے ہاتھ سے عمرو کو سونگھایا کہ دونون ہوشیار ہوے اور برق نے سامنے صرصر کے آ کر کہا کہ استانی مین آداب عرض کرتا ہون واہ دن دہاڑے آپ اُستاد کو میرے بیے جنگل مین پڑی ہین کوئی باغ میسر نہین تھا تو خیمے مین چلی آئی ہوتین یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیے ادھر سے اس نے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا ای جان جہان و آرام دل مشتاقان کہکر لپٹا کر ع

	نہال عیشم از وصالش برآورد		ز بخت خویش برخوردارم امشب

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا موے حرامیو تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دولتی سینہ عمرو پے لگائی کہ دور جا کر گرا عمرو پکارا کہ بیت لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال یہ کیا کیا غل مچا یگی خلخال پائے دوست بہ صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ لیا بیٹا مین تجھ سے چادر جمشیدی ندون گا بارگاہ مین آؤ بہلا کر بارگاہ مین لایا برق نے چادر و تاج افراسیاب کے مہ جبین اور اسد کو نذر دیے اسد نے وہ تاج عمرو کو دیے اور مہ جبین نے لاکھ اشرفیان انعام برق کو دین اور بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کین سردارانِ نامی نے رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین آفرین کی صدا بلند تھی کہ مصرعہ تبارک اللہ از ین

فتنہ ہا کہ تست بدست ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش ہے کر مجلس افروز اس محفل خلد شاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ دلکش سناتے تھے کہ ابیات

صبح دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب　　فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب
خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو　　موسم عیش است و دور ساغر و عہد شباب
فتنہ ساقی بدست افشان و مطرب پاکوب　　غمزۂ ساقی ز چشم می پرستان بردہ خواب

اُس وقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اس لیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران یہ ہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ لینا اور تم چادر پاتے ہی شہر نابرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوئے اگر ایسا مین چاہتا تو گلیم اوڑھ کر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمھین چاہیے کہ صرف عیاری کر کے معین اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا کرنا ہی انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کر دونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے کی یہان تو یہ صحبت گفتنی شنیدنی ہو رہی تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم عمرو و جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار مہرخ وغیرہ کھڑے ہو گئے اور ہزارہا ناریل اور ترنج اس پنجہ پر مارے لیکن وہ دست ساحر زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑے گئے اُس وقت عمرو نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ ای فرقہ نمک حرام یہ نہ کہنا کہ عمرو چھپا کر بہار کو پکڑ لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ کر کے ایک پتلا سحر کا قلہ کوہ پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے اے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اس کے سحر سے بیہوش ہو گئی تھی اس کو ایک طرف لٹا دیا اس عرصہ مین عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر آیا اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر بیضہ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے نہ مانا اُس وقت پتلا پکارا کہ ای عمرو ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا عمرو یہ صدا سُن کر گویا ہوا کہ آنے دے پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو عمرو کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا ای عمرو دیلا تمھارا چھوٹا ہی مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمھین بھیجے ہین یہ کلام سُن کر عمرو بہت ہنسا اور کہا ای عمرو تو ڈرامکا ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤنگا دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے ہاتھ مین اُٹھا کر بغور دیکھنے لگا کہ مین

سے بھاپ نکلنے لگی اور بار یک دھوان نکل کے دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام مین نمرود جادو بود اور ایک طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار رہا ہوئی عمرو کو لیکر لشکر مین آئی سب نے خوشی کی جلسہ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جاکر افراسیاب سے حال نمرود بیان کیا اور جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤن گی ساحران نامی کو ساتھ لون گی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر مین مصروف ہوئی مگر حال لقا کا سنئے کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبر مو نے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر بیمار ہو گئی لقا پاس پہونچی عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر بہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا نامہ پاس افراسیاب کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی مین مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ اے سرمست جادو تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو سرمست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکر قریب بارہ ہزار ساحر کے سمت کوہ عقیق بڑے کروفر سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا سرمست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا با افواج قہار لشکر مہرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیار بچیون کا لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام
طلسمات کا رنگ دکھلا دیا
شجاعت کے ساغر مین مے مین شار
رہے سکۂ نقد جان کا رواج
گرجتے ہین پھر رعد آسا نقیب
رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا
فسون سازیان حیلہ پردازیان
ترے رند کے دل کا ہے یہ علاج
بیا بشنو اے ہمدم راستان

شراب شجاعت کا دے ایک جام
میرے ساقیا آج تیرا ہے دور
دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار
گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی
شجاعون کو جام شہادت نصیب
کھلین نخل قامت پہ گل زخم کے
ہر اک سمت پھر ہوئین عیاریان
دکھادون مین پھر معرکہ جنگ کا
کہ باز آمدم بر سر داستان

ترے جام سے ساقی مہ لقا
پلادے مے سرخ کا جام اور
چمکنے لگے برق شمشیر آج
چلی آتی ہے فوج انڈی ہوئی
برسنے لگے خون کا دونگڑا
بہے خون کی نہر ہر سمت سے
نہ کرے کے دینے مین کچھ دیر آج
لے جام گر خون کے رنگ کا

چہرہ پردازان عرصہ شجاعت

وآرایش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانۂ تقریر سے اصلاح فرماتے ہین اور خال سیاہ نکات تحریر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یون بتاتے ہین کہ جب حیرت برمقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو و طولان بن شہاب جادو اور شہاب آزر گیر جادو و قتیل جادو و تشکوف جادو و قیماس جادو و مجبور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر ہمراہ رکاب کمر باندھکر چلنے پر طیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابرق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیر زادیان چنور بالی ہما کا سر پر جھلنے لگین اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر غائب ہوگیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور شکل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ دنیا نگار تھا ہزارہا کرسیان یاقوت نگار اُس مین بچھی تھین بیچ مین تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلۂ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے ناقوس اور گھنٹے از خود بجتے تھے صدا سامری کے جے بولنے کی از خود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی طولان بن شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا اور وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزارون توپین چھوٹنے کی صدا آتی تھین اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے اور سر پر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور جبر آزمایان عرصۂ جلادت مرکبہائے برق پر سوار کہ جن کے اسلحہ کی صدا سے شور الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ خود پسند ساحران نامی مبارزان گرامی روانہ تھے

نظم

بہ راجو حیرت بمیدان کشید
بخوت درجا ماہ و ماہی فتاد
بپوشید درع و کمر بستہ تنگ
بفتراک زین بستہ از روی کین
بخون ریختن پنجہ را باز کرد

صف لشکر ساحران بستہ دید
بپشت سمند فلک اقتدار
بباز و کمانہا ترکش خدنگ
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان
بہ تیغ و خدنگ آزمان ساز کرد

چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد
بگشتہ ہزبران جنگی سوار
کمند چو زلف عروسان چین
کہ گرد آسمان روز محشر گمان

خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش سے مثل دریائے ذخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب پشتۂ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہوگئین اُتھل پڑ گئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان کارزم کا فاصلہ درمیان لشکر حریف دیکھکر استادہ ہوگئی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک سیخیمے

ساحرون کے استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین جابجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو دارو گیر اُس کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اُترکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گرد گردن کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد ہمتون کے جنگل ہوئے عیار بچیان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال مین مصروف ہین مگر سے ازین قصہ یکدم فراموش کن ✤ زجائے دگر داستان گوش کن ✤ سرمست جادوگر کا اول حال بیان کیا جاتا ہی کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بہ تزک و احتشام بہر مدد لقا سمت عقیق کوہ روانہ ہوا تھا بعد طے راہ طلسم سے باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا اس جگہ صحرائے سبز و خرم پاکر ہوائے صید افگنی دل مین سمائی دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرا کر آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در زمین تاختہ　　ز وحشی غزالان لیے ہر طرف
بقصد گوزن اسپ انداختہ　　بہ تیر کماندار گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھاکر سامنے سے بھاگا اُسنے اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت مین نخچیر کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑکر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا اس اثنا مین وہان سرمست آکر پہونچا اور اپنے صید کو سامنے داراب کے پڑا دیکھکر للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے صید کو تونے ذبح کیا داراب نے کہا اے بہادر مین نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہی ورنہ دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو مین نے شکار کیے ہین تو لیجا اور مجھے معاف کر سرمست مست مے نخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سُنا اور ڈانٹا کہ اے نامعقول مجھے تونے گوشت کا بھوکا تصور کیا ہی جو لالچ دیتا ہی منم سرمست جادو بدلے اپنے صید کے تجھے شکار کرونگا داراب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازان ہوا گر تلوار کے رُخ آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم کھائی کہ مین تجھپر سحر نکرونگا دیکھون کہ تو میرا کیا کر لیتا ہی لاضرب مردان عالم شہزادے نے فرمایا سے تو اول بر آور تمنائے خویش ✤ کہ من خصم را میدہم جائے بیش ✤ سرمست نے تیغہ کھینچکر سارے جسم کا زور بازوؤن مین شریک کرکے رکابون پر کھڑے ہوکر بقوت تمام سر داراب پر لگایا داراب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر زیر سپر سارا جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھات سے تلوار نہ پڑی کہ جو زورق حیات اُنکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار لگا کر جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ داراب شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت مین مارا بیت تو ضربی زدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل

فراموش کن ہے غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازوی قوت اور تیغہ بالحہ دار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئین جست کر کے کفل مرکب پر پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہی اور خود و دوبلغا و زرہ ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو حریف کے پہونچی سرمست نے بعجلت تمام داتنا نے دم شمشیر مین مارے کہ وہ جھنجھنا کر سر سے نکلی مگر جا در خون کی منھ پر گرگئی اور صدمۂ زخم سے بیہوش ہو کر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال کیا کہ بسمل و بے بس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہی یہ سوچکر ٹھہرا کہ ناگاہ آندھی سیاہ آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چہرہ کریہ منظر آہن صورت کہ اسکا ناگن جادو نام ہی اُس نے سرمست کو دودھ پلا کر پرورش کیا ہی آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر بہ غضب تمام سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین ہوگیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے سرمست کو اُٹھایا اس عرصہ مین زرّوم جادو ملازم سرمست مع فوج جو پیچھے رہگیا تھا آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن فوج ساحران نے بزور سحر ایک لحہ مین شکست دی فوج داراب بہزیمت بھاگ کر سمت کوہستان گئی مگر سرمست اُسی جا اترا اس وقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے یعنے ایک ہیزم کش بنکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھکر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر سرمست مین آیا ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران سے کہی امرا لشکر کے فکر مین قتل سرمست کے لیے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم سحر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہوگیا اُسوقت اُسنے بہت کچھ تشدید فراز جنگ وجدل کرنے کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ کر کے خداوند پاس جا یہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران ارادے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اُسکے فتاح عیار بھی آیا یہان لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اُٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہوگیا لقا فرط خوف سے تخت سے اُتر کر نیچے چھپا بعد لحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈالکر لقا کو اُسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہوجیے گا تو لوگ سست اعتقاد ہوجائینگے الحاصل درست ہو کر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہ مدد حضور مجھے بھیجا ہی لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ و بہترین جا کر اُتروایا

ہر سمت ڈھرو بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ مین شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان تومیان خبری ہرکارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے اُنھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر کی جاکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد عجز و نیاز دست دعا بلند کیا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

	ای فریدون ہمت و دارا حشم یا الٰہی تا ابد باقی رہے		وے زذاتت رفت از دنیا ستم ملک و مال و جاہ و اقبال و علم	

بہر امداد لقا گمراہ سرمست جادو نام ایک ساحر ناکام با جمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار برائے مقابلہ لشکر ملازمان حضور دشمن شکار آیا ہو داراب کو شکارگاہ سے قید کرکے ہمراہ لایا ہو صاحبقران یہ خبر سُنکر جو واسطے رہائی داراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ اب یہین وہ آگیا ہو سمجھا جائیگا اور ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اُسکے نائب زرروم کے لیے لقا نے اپنا اولش خاص بھجا جو بہار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی فتاح عیار جو لکڑی والا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ پانون کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا جو بہار اُسکو بُرا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اُٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا فتاح بھی اسکے ساتھ اُٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے وہان سے لیکر پاس زرروم کے چوبدار آیا اور عرض کیا کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہو زرروم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر فتاح پشت خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہانتک کہ زرروم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش ہوا فتاح سراپچہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زرروم کا مع اُسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا لینا کا ہنگامہ ہوا فتاح سراپچہ چاک کر کے نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس ہنگامہ کی خبر سرمست کو ہوئی اس نے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے بھی آسودہ ہونگا طبل جنگ بجواؤ کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہو غرض اتنا دن جو باقی تھا اُسمین لاشین زرروم اور اسکے رفقا کی اُٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا اور روز ہنگام آیا کر خورشید عالمگیر مانند اسیرون کے دستگیر اور مقید ہوا اور لشکر حبشیان زنگی ظلمت نے رایت سیاہ تعزیت سرائے روزگار مین برپا کیا لاش بنات النعش کی گورستان فلک مین آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی نظم

	عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین		زغصہ مہر سلما سے چرخ شد مشکین	

خدیو نور بظلمت ز بی نیازی رفت
چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

سرمست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارہ رزم نواخت مین آیا ہرکارون نے مکرر خدمت شاہ اسلام
مین جاکر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی
بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل سکندر اور طبل جشامی کو بجایا
زمان و زمین مین تزلزل آشکار ہوا نامے ترکی اور سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملا چار پہر رات
تیاری آلات حرب و ضرب رہی اور دونون لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے
تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عسس لیل با خیل انجم طلایہ داری سے
برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک چہارم کی آمد کا غلغلہ شبستان شرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کیا بات

چو دارای خورشید شد بر سپہر
دل آئینہ عالم نور شد
جہان راست از لشکر دیو چہر
ز مہ تا بماہی جہان یافت کام
ز روی زمین گرد غم دور شد
فلک شد بکام دل خاص و عام

دم سحر لشکر طائفہ طائفہ انبوہ انبوہ میدان رزم مین جانبین سے وارد ہوئے اور امیر مسجد کرباس مین آکر
اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ چالاک نے آکر خبر عرض کی کہ فوج دریا موج دشت نبرد مین جا چکی
امیدوار برآمد ہونے صاحبقران روزگار کے ہوا امیر سلح جنگ سے آراستہ ہوکر مسجد سے باہر آئے سرداران
بلند احتشام حاضر ہوئے امیر مرکب اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سردارون کے در دولت ظل اللہ
بادشاہ عالم پناہ پر پہونچے یہان بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار عیش محل سے برآمد ہوئے نقیبون نے صدا
بسم اللہ کی دی سب سردارون نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے مودب اور تفاوت سے پکارنے لگے
سواری حضور عالم کی طرف داوگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی وقار بیچ مین وہ شہریار بڑے جاہ و حشم
سے دشت قتال مین پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سرمست کو لیکر وارد ہوا اور بہادرون نے صف
کشتی کی پست و بلند زمین ہموار ہوئی سقے گرد و غبار بٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان جنگی پاک و
صاف ہوا سرمست اجازت لقا سے لیکر بادۂ رزم و پیکار از در سر اڑا کر میدان مین نکلا اور لشکر امیر کو
للکارا کہ ای بندگان مغضوب درگاہ خداوندی تم مین کون ایسا ہی جو مجھ سے آکر نبرد آزما ہو لشکر اسلام سے
مندویل اصفہانی اجازت شاہ سے میدان مین آکر مقابل ہوا سرمست نے سحر کیا کہ صحرا کی جانب سے
گرد اڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح و مکمل پیدا ہوا مندویل سے کہا لا حرب غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار
قدرت نے نیزہ بعد رد و بدل ہونے کئی طعن کے ہاتھ سے نکال دیا مندویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت
نے بند دست پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر مندویل کو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر

دے پٹکا اور مقید کر کے سپرد لشکر سرمست کے کیا اور پھر شیب دی کہ اور تم مین جیسے تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابل ہو سرداران فوج اسلام آتے تھے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اس طرح کئی سو سردار گرفتار ہوئے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذرا مثال غم مفارقت وامق روزگار مین سیہ پوش ہو کر حجلہ نشین ظلم ہوئی اور عیسی گردون نشین نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی نظم

فگندہ پردۂ ظلمت برُخ خود خورشید	کہ پرتوش نشود از پس حجاب پدید
عطارد از عمِ تاثیر بخش این تدبیر	کشیدہ بود قلم راز دفتر تقدیر

سر شام طبل بازگشت بجا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کے سپاہیون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کہ دیکھون یہ کہان سے آیا تھا یہان بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہی جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا اور سب جادو باطل ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہو ناگن نے کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہو کر اسم اعظم امیر کا بند کرونگی کہ پھر اُسے یاد نہ آئے بختیارک نے کہا سردار جو مقید ہوئے ہین انکو عیار چھڑا لے جاینگے آپ کا رہنا یہان مناسب ہی ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب مجھے بلانا منظور ہو اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سیکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کر کے کسی طرف چلی گئی مگر چالاک تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بنکر بختیارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا ایسے عمرو نے بکالو بختیارک کو کھلایا ہو تو اُس روز سے بختیارک مقدمہ عیاران مین نہین دخل دیتا ہی جانتا ہی کہ بیمار ڈالینگے اور بہ ظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہی الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشدزادے آج آپ کہان تشریف لائے پہلے یہ فرمایئے کہ میری جان کی خیر ہی یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب پہونچی ہی آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم سے کچھ حال پوچھین اور اگر نہ تبلاؤ تو تمکو عذاب زندگی سے چھڑا دین بختیارک سفید چادر اوڑھکر سامنے چالاک کے لیٹا اس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہی چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچوگے نہین لو اُٹھو یہ دو خرمے میرے ہاتھ سے کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہی بیہوش کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہی چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قرمساق یہ کچھ سے بھی چہ میگوئیان کرتا ہی جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار وہ

خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاندکر جست و خیز کرتا ہوا صحرا مین
پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ سچ تبلا یہ سوار
کہان سے آتا ہی بختیارک نے کہا اگر تبلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے
دھمکایا کہ جلد تبلا یہ اقرار کیون لیتا ہی جی چاہیگا معاف کرینگے اور مزاج مین آیگا قتل کرینگے بختیارک
نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہی اور ایک تعویذ دے
گئی ہی کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسیوقت آئے کہیے تو اسے بلاؤن یہ اسلیئے بختیارک
نے کہا کہ ساحرہ ہو آیگی مین چھوٹ جاؤنگا اور چالاک کو گرفتار کرا دونگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے
کہا کہ اچھا ناگن کو بلا بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا تھا کہ یک ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اسنے پوچھا کہ
ملک جی تمنے کیون مجھے بلایا ہی اسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو تبلایا یعنے یہ دشمن
ہی اسے گرفتار کرلو ناگن اشارہ نہ سمجھی چارطرف دیکھنے لگی چالاک اسکے آنے سے پوشیدہ ہوگیا تھا جب
اسکو چارسمت متحیر ہوکر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پتھر کو پھمن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر ریزش کردہ ہوکر گرا
اور یہ زمین پر گرکر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اسے خرمے
باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر سرمست کے خیمے مین آیا اسنے اپنی دایہ کو دیکھکر باادب تمام سلام کیا اور
پوچھا کہ اسم اعظم بند کر آئین ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مجھ پر تین روز بہت سخت مین عیارون سے
جان بچانا مشکل ہی میرے ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے تبلاؤن یہ کہکر سرمست کو جنگل مین لاکر ایک
سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہی اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی
قتل نہ کرسکیگا سرمست نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ
عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور داراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب نے
مشورہ کیا کہ اس ساحرزادے کو قتل کرو بس تلوار لیکر لشکر پر اسکے آگرے فوج ساحران غافل اتری
تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہی کہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ جنھون
نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوئے اور نامور بہادرون نے لشکر حریف پر
شمشیر زنی کی

نظم

بناگہ چو تیر از کمینگاہ جست	جہان پہلوان تیغ رخشان بدست	سپاہ ستم تا خبردار شد
بیابان زخون ارغوان زار شد	یلانے کہ بودند اندر کمین	برون تاختند از یسار و یمین
چکاچاک شمشیرہا شد بلند	ز ہر سو غو ا تیرہا شد بلند	سنان ہائے رخشان چو دندان فیل

نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل
بگیر و بہ بند و بکش بود و بس
فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا
ز بس خون بداماں چرخ کبود

برآمد سرنے بر رمح السماک
ہمہ داد خواہان بیداد رس
غذا از نخوان ریزہ ہا ریگ زار
شب تیرہ داغ دل لالہ بود

تو گفتی فتاد آسمان روے خاک
سر و دست پاے یلان جا بجا
نشستہ دران تا بزانو سوار
آخر جسوقت چشم خونبار لیلائے

لیل سے اشک خونین گرے اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا

بصبح ز خاور بہ تخت سپہر
علم شد بہ زیر سپہر برین

بسر تاج زر شد چو داراے مہر
چو وسعت دعاے اجابت قرین

برق و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوے اور لقار نجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق مین چلا آیا
ساحر بھاگ کر طلسم مین گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور مین تخت پر متمکن تھا
اور حیرت مقابلہ کمہرخ مین آکر اُتری ہی کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب مین پہونچے اور
ہزیمت عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال مین گذرا کہ عیار قیامت
ڈھاتے ہین اور سرگروہ اُن عیارون کا مع چند عیارون کے طلسم مین آیا جبکہ وہ مجھ سے قتل نہین ہو سکتا
تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہین وہ تو حقیقت مین کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے وزراے
اسیوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ ابھی طبل جنگ بجاکر مقابلہ نکرنا
اگر مقابلہ کرکے تمام لشکر حریف کو زیر و زبر کردوگی تو عیار اُسمین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرینگے چاہیے کہ
اوّل صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات
ہی یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے پتلا نامہ لےکر روانہ ہوا اسوقت دوسرا
خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اُسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ تم وعدہ کرگئی تھین کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہی
کہ مزاج تمھارا ناساز ہوگیا فی الحال اگر مزاج تمھارا اصلاح پر نہو تو اطلاع دو کہ بہر مدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے
اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ نامہ پاس حسینہ کے لایا اُسنے
نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب بعنایت جمشید سے مین اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان کیجیے
یہ جواب جب افراسیاب پاس پتلا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر حیرت پاس نوشتہ پہونچا اُسنے بموجب
لکھے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لاکہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا
اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون کا سُنیے کہ بارگاہ مہرخ مین مشغول
عیش و نشاط تھے جس وقت حیرت فوج لیکر آئی اُسکے آنے سے عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری

کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے مین عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر نگیرہ استادہ ہی اور بہت سے ساحران کا مجمع ہو ناچ ہو رہا ہی دولھا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہیگا اس برات کو روٹو مفلس بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلانوت کی بنائی داڑھی سینے تک بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید روغن لگا کر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھین کوزہ پشت مرد پیر اپنے تئین بنا کر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندھکر جوڑی ڈگی کمر سے لگائی دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح مبارکباد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا تاثیر جادو میرہ کے لڑکے کی برات تھی اُسنے کلانوت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا حرمت کرکے بلا کر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہی جو کچھ مین مقدور ہو وہ آپ کی خدمت بھی کرونگا عمرو نے دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھکر نی بجا کر گانے لگا

غزل

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود — وین بحث با ثلاثہ بغسالہ میرود

مردہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت — کار این زمان زصنعت دلالہ میرود

بلو بہار می زند از بوستان شاہ — در ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین — کش کاروان سحر بدنبالہ میرود

خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن — از شرم روے او عرق از ژالہ میرود

ایمن مشو زعشوۂ دنیا کہ این عجوز — مکارہ مے نشنید و محتالہ میرود

چون سامری مباش کہ زر دید و از خری — موسی بہشت و در پے گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو متلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی صدا گانے کی دور سے سُنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلانوت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا گھڑی بھر سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اُسنے محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلانوت عمرو ہی اسے گرفتار کرلو اور ادھر عمرو نے صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ یہ میری گرفتاری کیلیے کہتی ہی مجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کرکے اُٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آتا ہی تاثیر پھر اُٹھا کہ عمرو نے دھول لگائی اور کلاہ مروارید نگار اُچکلی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ ٹھہرین مین گرفتار کیے لاتی ہون اور خنجر کھینچکر جھپٹی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا کہ باش اے نابکار عیار

کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر گھسیٹا اور لڑنے لگا اسوقت برق فرنگی بھی ایک سمت سے
پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا ای برق ستاد تیرا کیا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ
سے لڑ نہین سکتا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا یہ
کام ہی کیا ہی جہان عاشق و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ در پردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ
کہکر ایک طرف چلا اتفاقا ادھر سے صبا رفتار آ گئی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد کو لڑنے مین
دقت ہوگی پس اسنے للکارا کہ کہان جاتی ہی صبا رفتار شمشیر کھینچکر آ پڑی برق سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر
اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضائے کار سیاح جادو نام ایک ساحر تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا
تھا اس طرف سے ہو کر نکلا اسنے دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر زور سحر دونون
کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی
ہی مین کلانوت ہون اور یہ میری زوجہ ہی از بسکہ مین بوڑھا ہون اور بیارون کے پیچھے خراب ہی جب
مین اسے کسی سے گرفتار دیکھتا ہون اور اسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن اب چھوڑ دیجیے
آج اس حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر شمشیر زن
کو بمقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی رعایا کیونکر جا سکتے ہین
جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہہ ہی کہ تم مین نہین معلوم کون سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس
شادی مین چلکر دریافت کر لیجیے سیاح نے کہا مین وہان تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو پنجۂ سحر سے اٹھا کر
شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات کر کے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ
پہلے یہ کلانوت آیا تھا اسکے بعد یہ عورت آئی کلانوت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اسکے عیار ہونے
کی ہی اور صرصر کو مین بھی نہین پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن بذریعہ رسائی دربار شاہی خوب نکلا ہی آپ
ان دونون کو پاس حیرت کے لیجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر چہ کا وغیرہ دیگر
سحر سے چاہون دریافت کر لون کہ عمرو ان مین کون ہی اور صرصر کون مگر یہ وسیلہ دربار کی رسائی کا خوب ہی
آپکی شادی مین ٹھہر لون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کا ہاتھ باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا
اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا ہنگام جنگ جست کر کے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار
پیچھے پیچھے غار مین کودی کہ اب تو کہان جائیگا برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبا رفتار
کودی برق نے جھٹکا مارا کہ اچھلکر برق کی گود مین آ گری برق نے بیہوشی کا غبار منھ پر مل دیا کہ بیہوش
ہو گئی اسکو عمرو کی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ باندھ کر تاثیر جادو کی شادی مین آیا سبنے

کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہو اس وقت صبا رفتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے ہین اُسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون باندھا ہو سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا کہین عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہو مین وزیرزادی صرصر کی ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہو اور یہ کلاؤنت عمرو کے ساتھ کا عیار ہو عمرو نہین ہو عمرو کو مین گرفتار کرلائی ہون سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا اُسنے کہا میرے پاس تصاویر عیاران و عیاربچیان ہین آپ مطابق کر لیجیے یہ کہکر اُسنے صندوقچہ منگا کر تصویرین نکال کر مطابق کین اُسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبا رفتار کو عمرو بنا کر لایا تھا اُسے بندھوا دیا صرصر جو چھوٹی اُسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مجھ سے جتنے اس شادی مین ہین سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے مجھے انھون نے بےعزت کیا ہو ذرا ٹھیک بننے دے یہ تصور کر کے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اُسوقت ایک جلسہ عیش کر کے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہو کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہو مجمع بھی معقول ہو نہین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاثیر جادو میخانے کی نسبت جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو تاثیر جادو نے کہا یہ تو گھر ہو جسقدر جی چاہے شراب پیجیے اور سب کو پلایئے دام کی کیا احتیاج ہو صبا رفتار یہ کلام سنکر مسکرائی اور میخانہ اپنے قبضے مین کر کے جام و ساغر کے الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بداروے بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے برق نے عمرو جو کلاؤنت بنا ہوا بندھا تھا اُسے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا سب کو لوٹنے لگا دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ اودھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جبسے حیرت کے مقابلے کو کی تو اسے خیال ہو کہ ایسا نہو عیار میری زوجہ کو بھی بےعزت کرین تو ہر دم کتاب دیکھتا ہو الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جگا نون ہو وہان عمرو اور برق نے آفت برپا کی ہو افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تک سطرح دون آج عمرو کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالون بس اُسنے ملکہ خمار جادو کہ جسکا پہلے عمرو مونڈ چکا ہو اور ذکر اُسکا سابق مین بیان کیا گیا ہو اُسے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی مین عمرو اور برق قتل و غارت کر رہے ہین تم جا کر پکڑ لاؤ اور صبا رفتار بندھی ہو اُسے کھول دینا خمار یہ حکم پا کر ازبسکہ عمرو سے نہایت جلی ہو بزور سحر اُسی شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ باشیدلے نا عیاران برق تو یہ صدا سنکر بہت جلد جلد یا عمرو ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار چونکہ جویا عمرو ہی کی تھی برق جبکر جو گری عمرو کو

پنجے میں داب کرلے اڑی اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبار فتار جو بندھی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے بچھا انگشت سے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ ایک لکہ ابر آکر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے ان پر برسنے لگا کہ وہ سب ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھ کر اور لاشین ساحرون کی دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ عیارون نے آخر مکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرہ کہ یہ سب تو اپنے کاروبار مین مصروف ہوئے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون ای عمرو یہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا کیون نہ تھا اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جاینگے تمھاری ڈاڑھی مونڈ کر جاینگے آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ عالم ہمنے عمرو کو گرفتار کیا ہی تمھین چاہیے کہ لشکر افسردن کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو پنجہ سحر کو دیا وہ لیکر چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگاکر اُس مین بند کردیا کہ حیرت آئے تو قتل کردن لیکن پنجہ سحر نے نامہ جاکر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلاکر ہنسی اور ایسی خوش ہوئی کہ کبھی خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل البشارت شادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہی نوبت خوشی کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر جانوران سحر نے جاکر ملکہ مہ جبین اور مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہوگئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارے شادمانی کے بجتے ہین حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہی بہار اور مہ جبین اور نافرمان وغیرہ سبنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جان دیگے یا خواجہ کو چھڑالین گے مہرخ نے کہا گنبد نور پر پہونچنا بہت محال ہی اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کرسکے یہ کسکی مجال ہی وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین سر بر زندہ جادوگران ہین جب اپنے منھ سے تین بار خواستگار موت ہون جب اُنکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہی جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہی کہ اُنکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوے اور پکارے کہ ای خالق اکبر کریم و رحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار کیا ہی تجھے وحدہٗ لاشریک جانا ہی تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہی نظم

اے خالق سرور دو عالم
ستار عیوب و رب اکرم
سلطان کریم نام تیرا

رحمان و رحیم نام تیرا — خالق ہی تو ہی سمیع و ناظر — سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
بندہ عاجز ہی اور مجبور — تجھ مین قدرت ہی اور مقدور — چاہے جسے عرش پر بٹھادے
چاہے جسے خاک مین ملادے — قادر ہی محیط ہی تو سب پر — اب میری دعا یہی ہی لب پر
یارب تو پناہ دے عمرو کو — صحت کی سنادے پھر خبر کو

یہ لوگ تو مصروف دعا مین مشغول گریہ وبکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھدیے پاندان طلائی واکر کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے افراسیاب کو کھلائی گلے مین باہین ڈال کر بناز و تبختر کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اس سوزی کو راہ عدم دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہرناپرسان سامنے اس قصر کے میدان مین جمع ہون اور اسکے حال زار کو دیکھین اسوقت دن قلیل ہی بروز فردا عمرو کے کیے کی ندامت ہوگی بڑی حسرت سے جان اسکی جائیگی لہذا بمجرد حکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آآکر جمع ہونے لگے اور باہم یون حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی بعضے زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ ای بہادران یہ وہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہی جنھون نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہی عاجز کر رکھا ہی اسیطرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہی اسنے بڑے بڑے ناموردون کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
رتبۂ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد — پایۂ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس نخم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا — ٹھنڈی سانسین بھرے جسکے لیے باد صبا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس — صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکے حیا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط — نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا
ربط اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے — دفعۃً ہمسفر و ایسا ہمین بھول گئے

اس شور و شین مین زندانی فلک قیدخانہ مغرب مین جاکر مقید ہوا اور سارے دہر مین تعزیت قتل عمرو کی برپا

ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہوکر منھ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلی شب نے　　اور شبنم غمدیدہ لگی اشک بہانے
سیارے ہراک دیدۂ حسرت تھے فلک کے　　اور تیرگی سی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیگر سحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی پنجرے کو عمرو کی قید کے کھول نہ سکے یا مین مارا جاؤن تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کرکے سحر عمرو کے جسم پر سے رفع کردیا جب رات زیادہ گئی سب عیش وعشرت مین سرگرم ہوئے عمرو کی جانب سے اعتبار تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا بدین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک پتلا مقوے کا زنبیل سے نکالا اور روغن اُسپر لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اُسے بجائے اپنے بٹھا کر آپ ایک گوشۂ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہوگیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا کی اور تھاپ طبلے پر پڑا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اُسنے ہم سب کو لوٹا ہی کل ایک ایک ضرب اُسپر لگا ئینگے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اُسکا چھیدونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان قفا سے کھینچونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اُسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے انجمن دہر پر ضیا بار ہوکر عالم نور افشانی اور تیرگی شب سامنے سے کافور ہوئی نظم

عیان چو گشت بمیدان چرخ چہرۂ نور　　تنق کشیدہ بر افلاک لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ دژم　　بلالہ داغ رسید و بزردی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو ساحرون نے ہاتھ ڈالکر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ پتلے کے باہر نکل آیا اس طرف تو پتلے کو ساحر زدوکوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان سحر جمال و جادوگرنیان حسینہ و بیمثال کا جو حاضر دربار تھین جال مارکر لوٹنا شروع کیا پاندان اور بقابا اور صندوقچہ و گلاس و عطردان و سبودان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اُسنے دوسری اپنے ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین کہ عمرو نے پھر کہا ابے او مسخرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر گھبرائے اس اثنا مین کرسی و دنگل و میز و فرش و چلمین و پردے سب غائب ہوے اسوقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھکر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سب نے دیکھا کہ کاغذ کا پتلا ہی جسے ہم سب زدوکوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کیون ری مردار تو اپنی رسوخیت جتانے کو پتلا عمرو کی صورت کا بنالائی تھی یہ کیا ماجرا ہی جلد کیفیت صحیح عرض کر خمار نے کہا ای

شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو سے باتین کی تھین بھلا پتلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فرمایئے
کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری دیکھین شرارت میری ظاہر ہوجائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ
کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہی، بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کرکے افراسیاب نے
اپنے وزیر باغبان قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین
کی ایک لاٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار
ساتھ اسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہوکر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جس قدر تماشائی اہل شہر
جمع تھے انکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی جال مارکر لوٹی ایک ہنگامہ
برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر نہین آتا اور ہم لٹ رہے ہین ایسا نہو کہ ادل کی طرح آفت مین مبتلا ہون ایک
لمحہ مین سناٹا ہوگیا دروازے گھرون کے بند ہوگئے دکانین بڑھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک
دروازے سے شہر کے اپنے لشکر کی جانب چلا گلیم اُتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعتہً چارطرف
سے دھوئین نے گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لاکر
حاضر کیا اُسنے ہاتھ پکڑکے روبرو افراسیاب کے پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہوا افراسیاب نے عمرو کو دیکھکر خطاب
کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو بری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب
نے کہا اسوقت تو میرے قابو مین ہی جو چاہون تجھے سزا دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین
ہون یا تو میرے قابو مین ہی مین تو جانتا ہون کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑجائینگی
اور اس صورت سے دوسری صورت بدل جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی
وہ مثل راست ہی کہ ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید اور عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر
کہ تجھے کیونکر یقین ہی کہ مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا عمرو نے عرض کی کہ اے شہنشاہ اول ایک بات مجھے یہ بتلایئے
کہ آپ لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے اختیار مین
موت اور حیات ہی یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا اختیار ہی چاہین
جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون تو حکم خداوند سے ورنہ
مجھ ایسے ادنے متنفس کی کیا حقیقت ہی جو ملازمان شہنشاہ ساحران جہان کو قتل و غارت کرون ہندی
مثل ہی کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + مجھے خداوند
نے اُس طلسم مین اسلیے بھیجا ہی کہ بندے مجھے یاد نہین کرتے ہین تو جاکر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت
خداوند ہون جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوندکا

بندۂ خاص مقرب ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سُنکر کہا کہ آمنا و صدقنا بغیر حکم خداوندی پتا نہین ہلتا ہی عمرو بیشک سچ کہتا ہی اُسوقت سب تو یہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوندکی بہت سرزد ہوتی ہین بعضے کہتے تھے کہ س ؎ رائی گھٹے نہ تل بڑھے بے صاحب کی چاہ ؛ لا تتحرک ذرۃً الا باذن اللہ افراسیاب نے اُٹھکر باادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سحر دفع کرکے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف ارزانی فرمایئے اور یہ تبلایئے کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر آگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین یہ راز خداوندی نہین تبلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہتر صورتین بدلنے کا اختیار دیا ہی خوش گلو کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنر ہاے شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی سے مین خود آگاہ نہین ہون آپ کو کیا تبلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمپر ظاہر کیجئے سچ ہی کہ راز خداوند پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سُنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سب نے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند ہی لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اُتاری اور صورت اپنی زن پری پیکر کی بنائی لباس پر تکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت س ؎

چو رویش مہر و مہ تابان نباشد
در دریا و لعل کان نباشد
بآن نسبت نباشد ہیچ تن را
بروے تو ازان ایمان نباشد

چو قدش سرو در بستان نباشد
چو فندق پستہ اش خندد بعالم
نہ تن باشد کہ خلش جان نباشد

چو لعل و لولوش در دلفریبے
چرا با دام من گریان نباشد
سواد کفر زلف او کہ دل را

غرضکہ افراسیاب کے سامنے باین خوبی و دلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا و حسن دل آرا کو دیکھکر حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچۂ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس رنگین ادا نے جواب دیا کہ س ؎

رد و در پیش نہادم و برمن گذر نہ کرد
صد لطف چشم داشتم و یک نظر نہ کرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپکے سلسلۂ الفت مین گرفتار ہی بادل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑکر قریب اپنے بٹھا لیا حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت وہ حور رخ گویا ہوئی کہ ای ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشۂ عیاری عمرو بن امیہ ضمری ہون افراسیاب کو سکتہ ہوگیا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ بیشک بندۂ مقبول خداوند لقا ہی اس صورت بدلنے پر خلعت گران بہا عنایت کیا اور بعجز تمام کہا کہ بیت

تو ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اُسکی
عیان ہین تیرے اوپر اُسکے سارے راز نہانی

اب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کرکے محظوظ فرمایئے اور نغمہ سنج گلشن صحبت ہو جیے عمرو نے یہ حکم پاکر مجرا

کرنا شروع کیا اور پہلے گت ناچ کے نئی نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور جھومنے لگے اور یہ غزل عمرو گاتا تھا نظم

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید | وظیفہ گر سر منبر شدہ است گل ز وعید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست | فغان فتادہ بہ بلبل نقاب گل کہ درید
ز روی ساقی مہوش گلے بچین امروز | کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد | کہ با کسے دگرم نیست روی گفت و شنید
بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم | کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
ز میوہ ہائے بہشتی چہ ذوق دریابد | کسیکہ سیب زنخدان شاہدی نگزید
گلے بچید ز بستان آرزو دل من | مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

پھر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا اور عمرو نے بجائے رقیفہ گر کے شراب آغشتہ بدارو ے بیہوشی کے جام لبریز کر کے سامنے افراسیاب کے آیا اور جام کو طرف فلک کے رتاب دیکر سر پر رکھ کے پیش کیا افراسیاب مالامال محبت تھا جام لیکر پی گیا پھر تو تمام ساحر انجمن نشین ہاتھ سے ساقی جفا و ستم شعار عمرو نابکار کے مست و سرشار ہوے سب کو دور آ باندھ کر شراب بیہوشی آمیز پلائی جس وقت کہ ہوائے کسر کا جھونکا منھ پر افراسیاب کے لگا پکارا کہ ای عمرو بونے روسو خداوند تیرا گانا سننے آگئے ہین اور سامری و جمشید تعریف کر رہے ہین عمرو نے عرض کیا سب کی ٹانگ پیچھے ہر ایک کو بلا کر بٹھائیے افراسیاب عالم مستی مین حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ناچتا ہوا اٹھا بیہوش ہو کر منھ کے بل گرا ادھر ساحران دربار آپس مین جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہوے مے خوارون نے باہم کسی کی مونچھ اکھاڑی ایک نے دوسرے کے دھول ماری برانے لگا کوئی اپنے کپنے پھر کا حال کہتا تھا غرضکہ جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر دس بیس ساحرون کے سر جدا کیے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے لگا اسوقت مرنے سے ساحرون کے غلغلہ دار و گیر برپا ہوا ابر جھوم کر ہر طرف سے اٹھے بجلیاں چمکنے لگیں بیرغل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریان دُر در گوش مرصع پوش ظاہر ہوئین ہاتھون مین پچکاریان اور لگر ے پر از مشک و گلاب لیے تھین انھون نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور پچکاری منھ پر لگائی پکارین کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیے افراسیاب ہوشیار ہوا اُس وقت پریان زمین مین سما گیئن عمرو وہ لاشین جہان ساحرون کی پڑی تھین وہان چھپ کر لیٹ رہا اور لیٹے لیٹے پارچہ گوشت خون آلودہ زنبیل سے نکالکر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منھ کو خون آلود گوشت رکھکر مجروح بنایا اب عمرو بھی مقتول

معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا سب محفل کو بیہوش ورلٹا ہوا پایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا
ہوا دیکھا اُسی وقت کچھ اشارہ طرف فلک کے کیا ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوے حیرت
نے کہا ای شہنشاہ عمرو نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہان جایگا ابھی گرفتار کرتا ہون یہ
کہکر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہو وہ سب حاضر کرو بمجرد حکم ایک آن مین کرسی دونگل جام وساغر گلدستے
و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشین اُٹھانے کی تدبیر مین مصروف ہوے
افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو لاشون کے درمیان مین مجروح
صورت بنائے لیٹا ہوا اُسے کسی سے گرفتار کرا مگر تجھپر چند گھڑیان بہت سخت ہین خبردار یہان نہ ٹھہر
طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کر کے اُسنے ساحرون سے کہا کہ ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے ان مین
عمرو ہی یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر عیارہ بھی حاضر ہوئی اُسنے بھی خبر گرفتاری عمرو کی سُنی تھی افراسیاب نے اُسے
دیکھ کر کہا ای صرصر ان لاشون مین عمرو کو بچا کر گرفتار کر صرصر جا کر لاشون کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر
صرصر کی طرف دیکھنے لگے افراسیاب اُسوقت سب کو اور سمت مشغول دیکھ کر اپنی صورت کا پتلا
اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب بظاہر ہی کہ شاہ بیٹھا ہوا الحاصل
صرصر ہر طرف لاشون مین پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کر کے سینے پر چڑھی چاہا کہ مشکین باندھ لون
عمرو نے دونون پانون صرصر کے گلے مین ڈالکر مثل کشتی گیرون کے قفل مارا کہ صرصر نیچے اور آپ اوپر ہو گیا
اور جلد منھ سے سفوف بیہوشی منھ پر صرصر کے پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو اُسے گود مین لیکر بھاگا ساحر
حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منھ دیکھتے ہو جلد اُسے گرفتار کرو ورنہ وہ صرصر
کو لیجائیگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر مثل برق و باد کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا
اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور
ہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی اُدھر بھاگا اتفاقا اُس طرف سے صبا رفتار و شمیمہ عیارہ بھی دونون آتی
تھین اُنھین دیکھ کر صرصر کو ایک غار مین ڈال دیا اور آپ خنجر لیکر ان دونون سے لڑنے لگا ازبسکہ شہر
ناپرسان ہی عالم کی جائے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر
پر سوار مع خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہو نکلا عیارچیون کو شخص
غیر سے لڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عمرو ہی چاہا کہ سحر کر کے گرفتار کرون عیارچیون نے کہا ای ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار کرائین
ہوشیار نے کہا دیوانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا

اسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہونچے اور عیار بچون نے کہا کہ عمرو نے
صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو گلیم اوڑھے موجود تھا غار
مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا مُنھ نکالا ساحر جو قریب غار کے آئے
اژدر کو بیٹھے دیکھکر بھاگے اور دور جا کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ اژدر کے مُنھ سے تلہ ہاے آتشین نکلتے ہین
اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے کا پڑھ کر پٹیین مارتے ہین کنڈل گردا بنے کھینچ
لیا ہو لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپسمین کہتے ہین کہ یارو یہ بڑا زبردست اژدہا ہی کسی سے دفع
نہ ہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت
بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دیکے کہا کہ جا کر کسی طرح صرصر کو نکال لائے
وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو نے اُسے آتے دیکھکر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع
کیا پس دلیرانہ اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اُلجھ کر گرا عمرو نے حباب
بیہوشی دماغ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے تھے
سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور عمرو نے اس
عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اُتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور اُسکو زنبیل مین ڈال
لیا ہے جست کر کے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا ای میان یہان نہ صرصر ہی نہ کوئی
ہی ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر بھی پایا پکارے کہ ارے بھاگ بھاگ اژدہا لیا
ہنوز پہونچانے عمرو یہ سُنکر بے تحاشا بھاگا اور سامنے ہوشیار کے آکر گر پڑا بیہوش ہو گیا دانت بیٹھ گئے
ساحرون نے آکر اُٹھایا دیکھا جسم اسکا نیلا ہو گیا ہی ہوشیار نے عیار بچون سے کہا صرصر ہم سے نہین
نکل سکتی عیار بچیان خود فکر نکالنے کی کرنے لگین اور ہوشیار نے اپنے رفیق یعنے عمرو کو اُٹھوا کر سواری
پر ڈال کر افراسیاب کے دربار مین آیا دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی اُسنے مجرا گاہ سے مجرا کیا اور قریب تخت
آکر سارا حال بنے رفیق اور اژدر کا معرض بیان مین لایا افراسیاب اصلی تو چلا گیا تھا یہ ہمشبیہ اُسکا
تھا اُسنے حکم دیا کہ کوئی حکیم آئے اور علاج کرے شہر ناپرسان سے حکیم طلب کیا اُسنے دفع زہر کی دوا
عمرو کو دی ایک صحنچی مین اُس قصر کے پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا علاج اور معالجہ ہونے لگا اس عرصے مین
صرصر کو اندر غار کے ہوش آیا جست کر کے باہر غار کے نکلی اور دیکھا ایک اژدر بیٹھا ہی پہلے تو رو مین نکل آئی
پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کیطرف چلی راہ مین تیمیمہ اور صبا رفتار
سے ملاقات ہوئی اُن سے پوچھا عمرو کا کچھ حال معلوم ہو کہ کہان ہی اُنھون نے کہا واری عمرو آپ غار

مین پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا تھا ہم جانتے ہین کہ نکل گیا ہوگا صرصر نے کہا پھر دربار مین جانا بیکار ہی مفت مین خفت ہوگی سب کہنے لگے کہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکی چلو صحرا مین عمرو کو تلاش کرین یہ باہم ارادہ کر کے تینون عیار بچیان روانہ ہوئین لیکن یہان جب عمرو کا علاج ہوا اُسکو ہوش آیا اس اثنا مین سواری افراسیاب کی بڑے جاہ و حشم سے آئی اور تخت پر آکر جلوہ گر ہوا سب نے تعظیم کی شاہ دے نے کہا یہ شبیہ جادو وہ چلا جو اُسکی صورت کا تھا غائب ہوگیا سب ساحر سمجھے کہ پہلے جو ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش کیا تھا تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ اُسکا ہمشبیہ تھا بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسم کیونکر بیہوش ہوتا ایک نے کہا ہم آج تک یہی نہین جانتے کہ شہنشاہ اصلی کون ہی ہمنے اصل صورت افراسیاب کی نہین دیکھی باوجودیکہ تمام عمر دربار مین اُسکے رہے افراسیاب تک کون پہونچ سکتا ہی نہین معلوم وہ کہان رہتا ہو اور کیا اسکا مرتبہ ہو الحاصل جب افراسیاب آیا رقاص سامنے آکر مجرائی ہوئی ہنگامۂ عشرت گرم ہوا اُسوقت ہوشیار جادو نے سب حال اپنے رفیق کا گرم شہنشاہ سے عرض کیا افراسیاب نے کہا بڑے خیر ہوئی ورنہ رفیق تمھارا ہلاک ہو جاتا اب کہو کیسا ہی اُسنے عرض کی کہ فیض سامری سے اب اچھا ہی اُسوقت عمرو بھی سامنے افراسیاب کے اپنی جگہ پر سے اُٹھکر حاضر ہوا اور تسلیم کی افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض کیا عنایت سامری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اسے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور ناچ دیکھنے لگا لیکن چور قاعدہ کہ گار ہی تھی اُسکو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سُر ہوگئی یہان اُسکی آواز نے تپتی لی اس جگہ گلا اسکا کھر اگیا اس مقام پر آواز لہراگئی دیکھیے ساز سے الگ تال اُڑی سم جاتا رہا حلق اور تالو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سُنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین جادو تمھین گانے مین خوب دخل ہو اُسنے کہا آپکے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہو سب علم مین دخل تام ہی کس لیے کہ آپ ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھ کر گانے لگا اور اس طرح ترنم سرا تھا المولفہ

فراق یار خو تحو مین یہان شیون پہ شیون ہی	عجائب جوش گریہ ہی کہ تر دامن پہ دامن ہی
تہ زلف معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہی	متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہی
عجب شوق شہادت ہی ترے عشاق کو قاتل	کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہی
تری تلوار مین جوہر نہین زخمون کے بال تن اپر	ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہی
چڑھاتے ہین جو مسی گیسو فنا کر مہندی ملتے ہین	پھٹا پڑتا ہی عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہی
پیا لے بوسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پر	چمن مین حسن کے اگ گل ترے سوسن پہ سوسن ہی

فنا کے بعد بھی یاد آئے کب نظارہ بادی سے
مشبک کر دیا سینے کو خشق تیر مژگان نے
رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل مین

چھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہی
دل صد چاک مین لی پنے نیا روزن پہ روزن ہی
نہ آئے جاہ آی دربان یہی قدغن پہ قدغن ہی

افراسیاب اُسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئی نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اسمین سے یاد کیا ہی وہ سُنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہوکر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کر دو ہم دیکھین کیسا سحر ہی عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسیقدر رال اور گھی وغیرہ منگا یئے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیے حاضر ہوگئے عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھکر بہت بڑی مشعل بنائی اور بیہوشی بیرون اُس مین ملائی اور بیچ محفل مین اُسکو روشن کیا دھوان اسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا بعد دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دیگا سب مشعل کی جانب دیکھے جائین اور آپ الگ جھکر بُدبُدانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہی سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہی کہ ایک پر دوسرا جُھکا ہوا ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ مین سرایت کر گیا اور اُسکے نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین بعضے خود اُٹھکر ناچنے لگے یہان تک کہ افراسیاب اور حیرت مع اہل دربار کے سب بیہوش ہوکر گرے عمرو نے بیس پچیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و قیامت زا بلند ہوا ساحرون کا نام لیکر پیر سحر کے شور کرتے تھے آندھیان اُٹھتی تھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے عمرو پھر خنجر پکڑکے افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اُسکا جدا کرے دفعتہً زمین شق ہوئی اور پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھکر بہت جلد گنبد کے باہر نکل گیا اور پریون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سما گیئن افراسیاب نے رنگ محفل دگرگون دیکھکر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوایا پھر نئے سر سے اسباب راحت منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب سب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران کار تھا اور افراسیاب نے ازراہ بناوٹ کہا کہ بیشک عمرو بندۂ خاص خداوند لقا ہی اور کسی طرح ہلاک نہوگا وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی مین اُنکو قتل کرونگا مجھے بھی یقین ہی کہ ضرور وہ ایسا ہی

کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یہ ہین ہی کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے ای حیرت تم جاؤ اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کرو مین اور کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سنکر طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال مین اسکے آیا کہ ایک بار پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بھٹکتا پھرتا تھا اب کی بھی اس طرف سے نہ جا سکونگا اس سوچ مین متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو باتین کرتے سُنا کہ آپس مین کہتے ہین کہ عمرو بلاے بے درمان ہی دو بار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے کہا کہ یہان سے جانہ سکے گا دریا بیچ مین حائل ہی دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائیگا تو طلسم ظاہر مین پہونچے گا اُس ملک کے چالیس دروازے ہین تیسرے نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ نہ جانتا ہوگا عمرو اُنکی باتین سُنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ عالیشان دیکھا ہزارہا ساحر کو بعہدۂ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانون نے کہا کہان جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت مین ملازم ہون عمرو کے تعقب مین جاتا ہون مجھ سے باتین نہ کرو کہ دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک جانب دریاے خون روان دیکھا اور دوسری جانب سواد لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہو کر قدم آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور غل ہوا کہ خواجہ آئے جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شادان و فرحان باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار و مہرخ اور مہ جبین اور نافرمان سب آکر گلے ملے زر نثار کرکے داخل بارگاہ ہوے نوبتین خوشی کی بجنے لگین عمرو کرسی پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے دربار مین قہقہے پڑنے لگے اسی اثنا مین حیرت داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ مین مصروف ہوئی لیکن اب حسینہ جادو کا حال سُنیئے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لیکر تخت سحر پر سوار ہو کر بڑے کر و فر سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ مین بیٹھا دربار جمع تھا ناچ ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سُرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوے پھر تو بختیارک اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہی بہر تعظیم اُٹھے اور لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا حسینہ بھی اُتری سب نے اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اُسنے اپنی صورت بہت خوبصورت بنائی ہی بر وقت مقابلہ لشکر ہلال کیفیت اُسکے حسن و جمال کی گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لے گئے اور بختیارک نے لشکر ساحران مقابل لشکر امیر اُتروایا خیمے بارگاہ ہین استاد ہوگئے بازار مین غل گستن لیکر

حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقا نے پکار کر کہا کہ سر خود از سجدہ بردار کہ رحمت خود را بر تو نصیب کردم حسینہ اٹھی اور زنگل پر بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کون بندگان مغضوب آپکے ہین جو آپ سے ہمسری کرتے ہین لقا نے کہا یہ قصہ طویل ہی اس حال کو میرا شیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہی حسینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی بختیارک نے کل حوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اور تا اینندم جو کچھ ساتون دفترون مین مذکور ہو بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمھارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہی کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجے مین سب کو دم بھر مین غارت کردونگی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کھایئے پھر تو آخر فنا آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تھین قاروے مین بجائے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہو اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہو یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ بندے خداوند نے سرکش پیدا کیے ہین کہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خداوند کا فضل شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرضکہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور اسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسۂ نشاط مہیا رہا ایکدن سہپہر کے دربار مین اُسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کا کام تمام کردون حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرماکر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمۂ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب رلیمان سیاہ چاردانگ عالم مین دراز ہوئی ابیات

شدہ جلوہ گر شاہد شب نباز — بپوشید از ماہ زرین کلاہ
نگاہے چو گردہ گرفتار گشت — دل پیر گردون بزلف سیاہ

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوئے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گذارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا کہ قطعہ

داوگرا فلک ترا جرعہ کش پیالہ باد — دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد
ذرۂ کاخ رفعتت کاست نہ فلک ارتفاع — لاہ روان راہ را راہ ہزار سالہ باد
زلف سیاہ رحمت چشم و چراغ عالم است — جان ز نسیم دولتت ورشکن کلالہ باد
ای مہ برج سعدیت مقصد کل ز آدمی — بادہ صاف دائمت قدح و پیالہ باد

چون ہوای مدحت زہرہ شود ترانہ ساز — حاسدت از سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد
ز طبق سپہر و آن قرصۂ ماہ و خور کہ ہست — از لب خوان قسمتت اکل ترین نوالہ باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہو لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے بموجب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانۂ سکندری مین جاکر طبل سکندری پر ڈوال دیا قرنائے جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا نظم

چو نقارۂ جنگ بنواختند — یلان کار جنگ آوری ساختند
دہل زن دہل زن بہ تحسین او — ببین دین او دین او دین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سریر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر با چتر شعاع میدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا نظم

صبح چو شد انوری بستہ بزینت گری — تا بہ دم خاوری منقبت بوالحسن
شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ — نصرت دین آنکہ فخر زمین و زمن

نقارہ بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اسوقت امیر بھی نماز سحر سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح کرکے وارد دشت مصاف ہوے صف آرا فوج کے پرے جمانے لگے بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبشار کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت مذمت دنیا کہکر بہادرون کو سناتے تھے قطعہ

ولا تا توان مہر گیتی مورز — کہ تیغ سیاست بکینت کشد
قضا و قدر زیر زینت کشد — گر فتم کہ بر آسمان رفتہ
متو غرہ گر ابلق چرخ را — اجل عاقبت در مینت کشد

ہان ای نوجوانون یہ گوئے ہی یہ میدان ہی جان دینے کا سامان ہی سے کوئی لیتا بھی اب نہین ہی نام + کون سی گور مین گیا بہرام + آج کد کرکے سر میدان سرخرو ہو نام کرلو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور ایک پہلوان ہیران ہیر جنگ رخصت لقا سے بہر حرب لیکر میدان مین آیا اور طبل شوری دکھا کر ہل من مبارز کا نعرہ مارا لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ہی کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہی کہ گرد برد ہوا امیر کی جانب سے خاقان بن خاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران

اجازت قتال شاہ اسلام سے لے کر گھوڑا اُٹھا کر بہران کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے بہران کے ہوائی کیا اُس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی بہران نے کمر بند فولادی مین ہاتھ دے کر بہرام کو قاش زین سے اُٹھالیا اور زمین پر دے ٹپکا سینہ پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبرین موے نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منھ پر مار کر بیہوش کر کے لیجا کر اپنے لشکر مین قید کیا ادھر بہران نے پھر نقیب دیکر اور جسکو خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے مندویل اصفہانی نے نکلکر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اُسکا بھی وہی حال ہوا اُسکو بھی گرفتار کیا مہلیل جنگ عراقی نکلا یہ بھی مقید ہوا اسی طرح آلا گرد وما لاگرد وکیل زنال وکیل لزال وغیرہ سترہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صف میسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور قیلی اور زشتری دمامے بجنے لگے اور صفدر و صف شکن شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پے جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد خدائے قہار کیا اُس وقت ہاشم نے امیر سے خطاہاے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر گلے مین پہنادی دعاے صحیفہ ابراہیمی پڑھکر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑا کر سمت میدان چلا کہ ع

بمیدان خرامید ہاشم جوان	سمندے پریزاد در زیر ران

تین جھپکے مین میدان کا فاصلہ طے کر کے حریف سے ہم تگاور ہوا اور بہران کو گرد بر د کر دیا بہران نے تیغہ آبدار کھینچکر برسر شہزادۂ عالی وقار لگایا شہزادے نے بہ فن سپاہ گری رد کر کے شمشیر نیام انتقام سے لے کر خبردار کر کے کمر کو تیلا کر سر پر مارا ہر چند حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادی کی بہران کے دو پر کالے کیے طبل و بوق لشکر اسلام مین بجے اور شہزادۂ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان مین نکلی اور ایک پتلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑکر آپ غائب ہو گئی سب دیکھ رہے ہین کہ حسینہ شاہزادے سے مقابل ہوئی غرض کہ اُس سحر کی پتلی نے جو بشکل حسینہ تھی شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس پتلی کے دو ٹکڑے ہوے اور دونون ٹکڑے اُسکے جسم کے اُڑ کر طرف فلک کے گئے اور وہان سے بعد لمحہ کے آواز خلخال اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم آئی اور شہزادے نے دیکھا کہ ملکہ حسینہ با زلف دلاویز و قامت رعنا کہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور ترکان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے نظم

دوش می آمد و رخسار برافروختہ بود — تا کجا باز دل غمزدۂ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی — جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل — در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت — اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست — دانش چہرہ براین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہوکر پکارا نظم -

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد — نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدارا چون دل ریشم قراری بستہ باز لفت — بفرما لعل نوشین را کہ جان را برقرار آرد

اُس قمر رخسار نے کہا ای شہزادہ ذی وقار و ای عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ اسلحہ اپنے مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل جنہیں حوالہ کین اُسوقت نازنین نے کہا ہیکل گلوے معشوق کے لیے زیبا ہی تمنے کیون اسے پہنا ہی میرے گلے مین پنھادو ہاشم نے کہا ای یار دلنواز و ای سراپا مایۂ ناز نظم

ای یار اگر جان طلبی جان بتو بخشم — از جان چہ عزیز ست بگو آن بتو بخشم

اور حرز ہیکل اُتار کر اُسکے گلے مین پنھادی اسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اُسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید — یا جان رسد بجانان یا جان ز تن بر آید
بکشای تربتم را بعد از وفات بنگر — کز آتش درونم دود از کفن بر آید
بنمای رخ کہ خلقے والہ شوند و شیدا — بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن بر آید
ہردم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری — مائیم و آستانش تا جان ز تن بر آید

جب ہاشم لشکر لقا مین پہونچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھین بھی لیجا کر زندان مین قید بنھا کر ٹھہایا ادھر طبل آسائش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خونریزی نہایت — بھرا دوزخ ہوئی معمور جنت
رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ — کہ عرصہ زندگی کا ہی بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوے اور حمام فرماکر دربار مین آئے یہان بسبب گرفتاری سرداران ہنگامہ ناچ بھی بادشاہ نے موقوف کرادیا تھا کہ امیر نے آکر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادمانی

بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام گردش مین آیا لشکریون نے کمر کھولی اسی طرح ایکدن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان مین شام دلفروز عاشقان نے پردہ پرند مشکین رخ زیبائے نہار پر ڈالا والیل اذا یغشیٰ کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو روے جہان گشت تاریک تر
شگفتہ درین چرخ نیلوفری

منور بنود از رخ خود قمر
بشکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام سے ہرکارون نے جا کر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ مہر مین شاہد صبح نے منھ دیکھا اور والنہار اذا تجلیٰ نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم۔

ہوئی محفل آرائے چرخ برین
ہر اک سو تھی عالم مین جلوہ کنان

عروس زمان یا جبین مبین
ز رخ صاف سے تھا منور جہان

دلاوران روز ہیجا لشکرے کر میدان مین آئے اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نا فرجام کے جانبین مین آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور نیسول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ مین کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہوکر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہون ای بندگان سرکش تمھین سزا دینے آئی ہون آدمشیر کے طعمہ بنو یہ سنیب لشکر آج سے

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب
کیست علم شاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن و پیل کن کشندہ قویل ہندی دو ویل ہندی کشندہ بدکیشان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علم شاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان مین چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا مٹاتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبرو ریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا ادا و ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور حلال کرتا بمقتضا سے نظم۔

اسکا اسوقت تھا غضب کا نکھار
حسن قامت جدا قیامت زا
دے رہا تھا فریب سیب ذقن
تھا انار ایک اور سو بیمار

خار کھائے چمن مین اسپہ بہار
گرمی چہرے مین تھی نئے ڈھب کی
کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
پستی لب پہ لوگ پیتے تھے

عنبرین زلف و چشم آفت زا
مشتری تھی وہ بوسۂ لب کی
مار پستان پر شیفتہ تھے ہزار
شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے ان آنکھوں کے عشق مین بدنام
شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار
پاے نازک مین بھی غضب کے چھڑے

ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی
گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دھوئین لب کی اڑاتی تھی مسی

دیکھیے گر اُسکی چھاتیون کی بہار
تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
دست رنگین مین دست بند کرے
خون کرتی تھی پان کی سرخی

علمشاہ دیکھتے ہی اسیر عاشق ہوے ہر چند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ گو کہ کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اُسکی طرف توجہ نہین کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے بہوت ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا سواے چہرۂ زیباے دلدار اور کچھ نظر نہ آتا تھا نہ امیر کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونین سے چشم تر لب نالہ سے ہمراز زبان پر یہ نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید
گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر برآید
گفتم ز مہرورزان رسم وفا بیاموز
گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید
گفتم دل رحیمت کے عزم صلح دارد
گفتا بکش جفا را تا وقت آن برآید
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم
گفتا کہ شب رو است این از راہ دیگر آید
گفتم خوشا آن ہوا کز باغ خلد خیزد
گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید
گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت
گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

اور جب شیداے یکدیگر مین باہم افسانہ حسن و عشق بڑھا گیا حسینہ لشکر کیطرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کر کے لے گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوے سب نے اُٹھکر تعظیم کی اور یہ آکر قریب حسینہ جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادہ سے عرض کیا کہ باعث تشریف آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر ملکہ کو رضامند کر دو بختیارک نے جواب دیا کہ آپکے کام مین کوشش و سعی وافر کرونگا پھر آیندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ سے کہا آپ اُٹھ جائیے یہ اُٹھکر علیحدہ کرسی پر زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ اے ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفین جادو دختر خاقان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن تمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین اور زلفین جادو نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران اگر میرے مہر مین دو تو تمھارے ساتھ مین نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ میرے اس زمانہ مین کیا

تھا لہٰذا مین چاہتا ہون کہ تم بھی اے حسینہ چند شرائط اس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لا دے اور دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اس مین کھو مین نکاح کرونگی اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا
کو سجدہ کرے اور اے حسینہ تم کچی اور کسی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت دیکھکر وصل پر راضی ہو جاو اسس
لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوے چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر
علمشاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ
کو قتل نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ملکہ جی تمنے
تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ اور مجھ سے جو ڈر کے رہنے کو کہتے ہو تو مین ایسی
متالی نہین ہون کہ جو یکایک پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چار سو سال کا ہے اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی
تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہے کہ جو مطلب کی بات ہو اُسے اپنے مزے کے لیے برباد کر دون تم جاؤ
اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرو کہ شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیجدینا کہ سوائے
وصل کے اور اختلاط ظاہری کر کے دل بہلایا کرونگی اور نظارہ جمال سے اُسکے آنکھون کو روشنی دونگی
بختیارک اسکو بچا کر کے پاس **علمشاہ** کے آیا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے
کام مین کوشش کی پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین اگر میرے
خداوند کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لا کر میرے مہر مین دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے وصل
سے کامیاب ہون **علمشاہ** نے یہ باتین سُنکر جواب دیا کہ ملکہ جی مین ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہون یہ کہکر
اُٹھکر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ
جادو بندی میری اس بندہ قدرت کے ساتھ نکاح کرے اُسوقت **علمشاہ** نے کہا ملک بختیارک
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے تاکہ مین بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک
نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے جا کر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند
کو کیا اے شہزادے جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین
دے سکتا کس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑوایا تو مین کیا جواب دونگا
یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ اے ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست و درست آئی **علمشاہ** باپ
سے اپنے لڑنے کو تیار ہے لیکن اب سے ایک فکر اور لاحق ہوئی ہے کہ **حمزہ** مالک باطل السحر کا اسم اعظم جانتا
ہے جسوقت علمشاہ اُسکے سامنے جائینگے وہ سحر تمھارا دور کر دیگا اور یہ بیہوشی دفع ہو جائیگی ہوش شہزادے
کو آجائیگا سب میری محنت برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملکہ جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کیطرح

اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے بزور سحر مٹا دون اور ایسا سحر کردون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ سحر یکایک نہین ہو سکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہوگی بختیارک نے کہا اے ملکہ اب تم علمشاہ کو لیکر ایک باغ پر بہار مین اس جگہ کے فرد کش ہو اور لذت بوس و کنار اٹھاؤ شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اُٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا اے شہزادے مین نے ملکہ سے سبب آپ کی کیفیت بیان کی وہ فرماتی ہین کہ مین چند روز اپنے شیدا کو لے کر تنہائی مین رہونگی اور دونون جانب سے حسرتین دل کی نکالین گے پھر اُسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے شہزادے ملکہ کو صرف آپ کی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہین اب آپ چین سے مزے اُٹھائیے علمشاہ نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین وہ بجا لاؤن بختیارک نے سلیمان عنبرین مو سے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پر بہار سراسر رشک گل و لالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرادیا اسباب عشرت جام و سبو ساغر شراب و ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو و خوش خصال اغذیہ لطیف و گوناگون سب مہیا کردیا حسینہ ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ مین گویا منتظم بہار ہے لب نہر سرو جوئبار ہے درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہے پھولا پھلا ہے نہ خزان کا خوف ہے نہ صیاد و گلچین کا کھٹکا ہے

بموجب نظم

لپیٹے ہوئے بادلون سے درخت
لگے آئینے قد آدم تمام
پڑے اُسمین فوارے چھٹتے ہوئے
زمین و ہوا صاحب تاج و تخت
لبالب وہ پاکیزہ چوپڑ کی نہر
رواں بیچ موتی سے لٹتے ہوئے
ہر اک سمت طاؤن نور کا اژدحام
پڑے چشمہ راہ سے جس مین لہر
بیچ باغ کے بارہ دری سراسر

نعمتون سے بھری مسند لگا فرش بلنگڑی جواہر نگار بچھی گائین خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ یہ دونون شیدائے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط کرنے لگے جام مے ارغوانی پیے بوس و کنار ہونے لگا لیکن جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے ہین حسینہ ٹال جاتی ہے غصے کی آنکھین دکھا کر تیوری چڑھاتی ہے جب شاہزادہ بگڑتا ہے تو مسکراتی ہے گلے مین ہاتھ ڈالکر مناتی ہے اور کہتی ہے کہ اے شاہزادہ ہمین غدار نا چار ہون حکم خداوند سے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و نثار ہے اگر چہ ہا خداوند لقا نے تو عنقریب تجھے اپنے شربت وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو دن تامل کر شہزادہ بیتابیان جب کرتا ہے اسوقت حسینہ مجبور ہو کر علمشاہ کو پلنگ پر بارادۂ ہمبستری لاتی ہے اور بر وقت آمادہ ہونے شہزادے کے یہ سحر کردیتی ہے کہ علمشاہ سو جاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہو کر رہجاتی ہے اور دل سے کہتی ہے کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا

کام نہ ہو تو یہان سے طلسم تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سُنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی کہ وہ ایک دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز کو طلسم مین لیجا کر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤن بھی تو قتل کسی طرح سے نہونے دون بختیارک بھڑوا میرے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہی جو کہتا ہی کہ میرا دونون طرح سے فائدہ ہی یعنے امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اُسکو غرضکہ اس طرح کے منصوبے دل سے کرتی ہی اور کبھی خیال کرتی ہی کہ اس سے وصل حاصل کر نہین معلوم کیا فلک سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے ۵

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	کہ آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہی کہ خداوند لیسانہ ہو ناراض ہو کر فرط غضب سے مجھے اور اسے دونون کو غارت کر دین یہ دونون اُسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین آتی ہی تو علمشاہ ہمراہ آتے ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہرکارے اور جاسوسون نے امیر سے جا کر عرض کی تمام سردارون کو ایسے مجاہد کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا بڑا رنج ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ علمشاہ مسحور ہی اپنے ہوش مین نہین مجبور ہی اگر ہمسے لڑنے کو آئے تو کوئی اُسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے اب سب کو انتشار ہوا کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہی مثل مشہور ہی کہ جو ہمین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین الحاصل لشکر اسلام مین بڑی پریشانی ہی اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر چلا کہ مین جا کر حسینہ کو قتل کرون اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤن طرار بانہ ہلے عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت ایک خدمتگار کی طرح بنائی دربارگاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک گوشے مین ٹھہر رہا جب نصف شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک جو اٹھے اُس اژدہام مین طرار دنگل کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے بادشاہ عیش محل مین داخل ہوے لشکر مین طلایہ پھرنے لگا زنگا پھنکتا تھا مقبل وفادار بعہد نگہبانی دربارگاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھا مگر طرار نیچے دنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران کی بلند ہوئی اُس وقت اس عیار نے پروانے بیہوشی کے بنے ہوے دنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعون پر آ کر گرے اور دود بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو پائون امیر کے دبا رہے تھے وہ بیہوش ہوے اور طرار دنگل کے نیچے سے غلطاک لگا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کانٹے سے دو

شب خوابی مُنھ پر سے امیر کے ہٹا کر کفچہ مین بیہوشی رکھ کر نے کفچے کی نتھنے مین امیر کے رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ امیر مین سرایت کر گئی اور چھینک مار کر بیہوش ہوے اُسوقت طرار قریب دربارگاہ آیا اور آواز امیر کی طرح بنا کر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا طرار نے خدمتگارون کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھکر چادر مین لپیٹ کے پشتارہ اُٹھا کر پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے پنہان ہوتا چلا جب دیکھتا ہی کہ روندا آتی ہو زمین مین شکل جلیا سہ کے لیٹ جاتا ہی جب طلایہ نکل جاتا ہی یہ آگے چلتا ہی اسی طرح گشتے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور وہان سے جست و خیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال مین آیا کہ لشکر مین اگر امیر کو لیجائیگا عیار آکر چھڑا لیجائینگے یہ سوچکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہی وہ تجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور فرزندان و سرداران امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند مین آیا ہو اُسکو اگر محبت پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال کر کے اسی جگہ ایک غار تنگ و تاریک تجویز کر کے امیر کو غار مین ڈال کر پتھر اُسکے مُنھ پر رکھدیا اور وہان سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہون کہ بے دانہ و آب ہلاک ہو جائیگا بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام نے عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے متعین فرمایا ابوالفتح اور سمک وغیرہ روانہ ہوے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمہارا مطلب بر آئیگا سارے لشکر کو حمزہ کے قتل کرو اور علمشاہ کو لڑواؤ حمزہ کو مین نے چُروا منگایا ہی حسینہ نے کہا ملکہ جی طبل جنگ بجواؤ اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو جیتے سر اپنے باپ کا لاؤ اُنھون نے کہا نقارۂ رزمی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا بختیارک باغ سے آکر مُرا منی کر کے بارگاہ مین آیا اور یہ حال نقارہ سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ نواخت مین آئے بموجب حکم عیار سہر نواخت طبل چلے یہان تو یہ حال ہی اور باپ بیٹے مین تیاری جنگ کی ہو رہی ہی مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین سُنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رفیق کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کر کے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے پر از آب سحر ہوشیار کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملا کر گرد لشکر کے حصار کرا دینا

جو عیار بارادۂ عیاری آئے گا بیہوش ہوجائے گا اور طبل جنگ بجوا کر جب مقابلۂ حریف مین جانا تو جو مقابل اگر ہو اسپر اس پانی کا چھینٹا اُسپر مارنا وہ بیہوش ہوجائے گا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے اُنھین بھی قید کر لینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشۂ آب سحر کے لیکر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اسکے ملازم ہین اُنکو حکم شہنشاہ سُناکر چلنے کا حکم دیا اُسوقت اُسکی ماں یعنے مغیلہ جادو نے سُنا کہ بیٹا میدان لڑنے جاتا ہی مغیلہ ساحرہ زبردست ہی اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤنگی غرضکہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار ہیاے سحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار پر پرواز پیدا کرکے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اُڑکر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق سمجھکر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو لے کر داخل بارگاہ حیرت ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اُترا بارگاہ اور خیمے استادہ ہوے ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل لشکر حریفون کا خاتمہ کردون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت سردارون نے اُسکے نقارۂ رزمی بجایا طائران سحریان خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار اُٹھاکر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثناے شاہی بجا لائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے **نظم**

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل
ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل
ای آنکہ در اسلام پناہ تو کشودہ
پر روی جہان روز کہ جان و تن و دل
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است
دست طرب از دامن این سلسلہ مگسل
می نوش و جہان بخش کہ از خم کند ت
شد گردن بد خواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب آیا ہی حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادۂ رزم دیکار کا آگے سرکار کو اختیار ہی یہ کہکر طائر سحر اُڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے کہا کہ آپ بھی نقارۂ حرب کے بجنے کا حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا بہت اچھا افسرون کو بلاکر لڑائی کی اطلاع دی سارے لشکر مین خبر ہوگئی یہان تک کہ قریب شام جب چرخ نیلی فام پر شاہ مسند نشین سپہر جلوہ گر ہوا اور شاہ نیمروز منھ چھپاکر روبفرار لایا گوشۂ مغرب کو ماوا و ملجا بنایا **نظم**

شدہ مسند آرائے چرخ برین
سپہدار انجم بصد زیب و زین

ستادند ہر سو بہ خدمتگری — کمر بستہ بہرامش و مشتری

اسوقت حسب الحکم مہرخ شور کرنا سی بلند ہوا اور دہل رزم بجا صداے پر آشوب بمقتضاے یوم ینفخ فی الصور عرصہ جدال مین بانتظام قناتون افواجا دتیر تیب فی دین اللہ افواجا بلند ہوئی نظم

علم گشت افغان زرینہ خم — جہان گر شد از نالۂ گاؤ دم
قیامت بہ فکر قیامت فتاد — نزار د کسے این قیامت بیاد

ساحران ذی رتبہ جمشید وقت سامری مرتبہ سحر کو جگانے لگے بہادر و دران اسلحہ جنگ کو درست کرتے تھے مہ جبین دربار برخاست کرکے داخل علیش محل ہوئی عیار سب مع عمرو کے صحرا کی سمت روانہ ہوے اور دہ درہ کوہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹھے اسد کارسازی لشکر کرنے لگا ابیات

ہر اک سو تھا اک شور محشر عیان — کہ جگر مین تھا خوف سے آسمان
دلاور جو آمادۂ جنگ تھے — شجاعت سے رخ رشک گلرنگ تھے
بھلا کس طرح آئے ہر دل کو تاب — دل سنگ دہشت سے ہوتا تھا آب
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان — کسی نے کیا سحر تیار یان
کوئی سنکھ پوجے پہ بیٹھا بجاے — کوئی بیر کو اور بھون کو بلاے
کوئی اپنی دھونی رمانے لگا — کوئی سحر اپنا جگانے لگا
ادھر فوج مین شور تھا ہر جگہ — نقیبون کی آتی تھی پیہم صدا
جوانو جوان بخت ہوشیار ہو — سلاحون سے اپنے خبردار ہو

مہرخ اور سرخ مو و نافرمان و شکیل و بہار ہر ایک نے باین لحاظ کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہوگا نایاب اور منتخب سحر جگائے پتلیان نبائین طاؤس زرین بال درست کرکے آگاے سامری کے وقت کے منتر جگائے بیرون سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا وقت جنگ حسب المطلب آنے کا وعدہ لیا رات بھر یہ تیاری رہی دم سحر جب فراش قضا نے قصر لاجوردی فلک مین تخت بہ منور بچھایا اور خدیو زمانہ مع تاج مرصع کے اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز دگر چون ز شرق دیار — قد افراخت این رایت روزگار
بہ تخت فلک خسرو شیر گیر — بر آمد مسلح بہ مہر منیر
روان شد سپاہ از دو سو رزم خواہ — عیان شد علمہا سفید و سیاہ
ز ضرب سم با پایان زمین — غبارے شد و شد بچرخ برین

تو گفتے سرافیل صور فنا — دمیدہ مبدم در دم کرنا
شکارے عقابان کمانہا بچنگ — بر انداختہ مرغ جان را خدنگ
دران بیشہ از صولت شیرہا — جدا گشت از قبضہ شمشیرہا
زبس از زرہ خون دلہا چکید — زہر حلقہ شد چشمہ خون پدید
اجل بود سرگشتہ در رزم گاہ — کہ بیرون رود چون زبیش سپاہ
بلائے چنین کس ندارد بیاد — کہ خون در رکاب یلان اوفتاد

شیر بشیگان شجاعت و دلاوران عرصۂ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت قتال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہو کر آمادۂ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ میں ملکہ حیرت کے لباس جنگ جو نایاب زمانہ تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح و سنجوگ ترتیب دیا کہ نظم

بخودے سر افراخت آن سرفراز — کہ از انا فتحنا ش بود طراز
زرہ کش قبائے زراندود بود — ز صنعت گری ہائے داؤد بود
بزیر زمین جلوہ کرد چست — چو سد سکندر بزین برنشست
تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد — فلک زیر شمشیر او مردہ شد

اس کروفر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر میں لے کر وارد دشت مصاف ہوئے جلوخانۂ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک و احتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشتروں کی قطار ہودج ہائے زرین پر یلان و علمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پہ ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ نظم

جھمکتے خورشید لئے ہودج زرین پہ جبین — فیل گرشتہ کی سواری کے کھڑے ہوں در پر
جل زربفت میں وہ چاند کہ ہر شخص کہے — شب تجوریہ ہی نور کی ڈالی چادر

کئی ہزار عرابے زر سرخ و سفید کے ہمراہ زرنشاں ہوتا نقارخانہ شتر و فیل پر لدا نقارچی زری بادلے کی پوشاکیں پہنے للت بھیرویں بھاس کی تانیں اڑاتے کڑکیت ترغیب و تحریص بہر رزم دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے مینا نگار بروے ہوا اڑتے چلے آتے ہیں اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہیں گرد و پیش جادوگرنیاں اور ساحر لباس و زیور سے درست ہاتھوں میں سمرنیں مرجان و گوہر کی باندھے کانوں میں کنڈل اور راوراج اور بالے

و جھالے پہنے ساربان جواہر دوز لاکھون روپی کا شپر کار جواہر کیا باندھے طاؤسان زرین بال پر سوار واز دشت سعاف ہوئین اسوقت ملکہ حیرت کے اوج مراتب کے روبرو مہ جبین کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی جہان ملکہ بیٹھی تھی اُن بنگلون مین فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا لنیت پر لاکھون ساحرون کا مجمع تھا ڈہر وا اور ناقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحرون نے بجلیان گرا کر میدان قتال کے درخت وغیرہ ہلا دیے اور ابر سحر برسایا گرد و غبار تھما یا نقیبون نے نکل کر نقابت کی کردگیتون نے کردکا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سنائی کہ کہان ہین دارا و کیقباد و منوچہر سب پیوند خاک ہوے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

زتیغ و تیر میدان جستے بردار
کہ در کمین گہ عمر است مکر عالم پیر

نعیم ہر دو جہان او جوان نام بجوی
کہ این متاع فروشند آن بہائے کثیر

جب نقیب کنارے ہوے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح وغیرہ صفین آراستہ ہوئین اُسوقت ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان مین نکلا اور غرائبات سحر کے دکھلا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے اجازت لیکر ذرور سحر کو اُڑایا اور ہوشیار کا آکر مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مونے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اُس جگہہ از خود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ مونے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کے لاکھ بلا نازل ہوے اُس مین سے ہزارہا ستارہ گر کر سمت فلک چلا اور وہان مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے گرا ہزارون ساحر مرگیا ہوشیار نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک کٹھال پانی طلب کر کے اسمین پانی شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہین ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار کر دیتا ہے الحاصل اُس کٹھال آغشتہ بآب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے گچھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اُڑ کر سمت فلک گئی اور لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہو گیا پہلے سب سے سرخ مو جو میدان مین کھڑی تھی بیہوش ہوگئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ ساحران نامی نے سحر کر کے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر پہونچے اور سب بیہوش ہوے لشکر مین بھگدر پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے بجان واحد گھوڑا اُٹھایا کہ مین لوکر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہو کر گرا لشکری کوہ و دشت و بیابان

مین جاکر متوانی ہوئے جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے وہ نہ بھاگے سب بیہوش ہو گئے ہوشیار نے جو سردار
کہ بیہوش ہوئے تھے اُنکی مشکین بندھوائین اور طبل بازگشت بجواکر پھرا حیرت زرنثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ
مین اپنی داخل ہوئی جشن نوروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور
قیدیون کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے اُنپر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی نیمالی زبان مین ہر ایک
کے سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین قید سخت مین
مبتلا پایا سر جھکا کر سب خاموش ہو رہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے
اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہے ہم اشارے سے کلام اسلیئے کیے کہ زبان تمھاری ہو جو بات
حیرت کہتی ہے یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دار ین استادہ
ہون کہ دم بھر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی ایک کی بھی جان نہ بچیگی بمجرد حکم آرہ کش تسمہ کش جلاد
حاضر ہوئے دارین کھڑی ہو گئین غلغلہ چار سو بلند ہوا اور ہوشیار کو حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجا کر
مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لے کر اپنی
بارگاہ مین آیا اور ہر ایک کو ستون سے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک
خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جا کر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک ایک سقا مشک
پانی کی لے کر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجا کر گرد لشکر ہر طرف چھڑکین اور حصار
کر دین بمجرد حکم سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر اندر ٹھہر و اور سقون
سے بھی حکم ہوشیار کا سُنایا وہ بھی مشکین لے کر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے ایک اندر بارگاہ
کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہے سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم
پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہے کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین
ڈالے سقے نے پہلے پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جا کر حصار
کرنے لگا اسی طرح فرداً فرداً بہت سے سقے گئے اور پانی لا کر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیئے کہ لشکر
کی بربادی اور سردارون کی گرفتاری دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے چلے سب سے قران ایک خدمتگار کی صورت
بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھ کر وہ راہ کترا کے چلا کہ اس پانی سے بچنا بہت
مشکل ہے کچھ نہ کچھ فساد ہے ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکا وے سے کیا مطلب ہے غرضکہ دوسری راہ سے
لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اس سے کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب
دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی فرسخ کے گرد مین اترا ہوا ہے یہ ایک دن کا کام ہے کئی روز مین حصار

ہوگا قران یہ سُنکر سمجھا کہ تیری رائے سلیم تھی یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہی جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب
بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور
اگر اندر بارگاہ کے ٹھہرے مین اپنی نوکری کر چکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر
باندھے کھڑے ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہو ورنہ
اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ مین حاضر ہون وہ خدمتگار یہ کلام سُنکر چلا گیا اور قران اندر بارگاہ کے گیا
اور سر پر ہوشیار کے رومال جھلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدلکر لشکر مین آنے لگے انھون
نے کچھ خیال سقون کے پانی چھڑکنے کا نہ کیا جیسے ہی قدم اندر زمین حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش
ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا دیے ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے
پاس لانا وہ ساحران دونون کو اُٹھا کر سامنے ہوشیار کے لائے اُسنے سحر کیا کہ رنگ و روغن عیاری
اُنکا اُڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہو سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے
انھین بھی سقون سے باندھکر میخواری مین مصروف ہوا اور جو سقا کہ آتا ہی پانی مشک مین اُسکی ملا دیتا
ہی کہ ایکبار عمرو بھی پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنے کے قریب اُسکے لشکر کے آیا اور سقون کو پانی چھڑکتے
دیکھ کر راہ کاٹ کر اور طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا
کھا رہا تھا عمرو نے کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی کھاروے کی لنگی باندھی تسمہ گلے
مین ڈالا سر پر پگڑی باندھی بیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے
کمر سے لگائے کانٹے تسمے مین باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر اُلٹ کر ڈالا اور مشک آڑی کر کے
گلے مین ڈالکر پشت پر لٹکائی اور اُس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا آکر سلام کیا اُسنے کہا آؤ عمرو قریب
گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا کچھ خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین
نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہین سقے نے جواب دیا کہ آجکل ضرورت ہو حصار کیا جاتا ہی مین نوکر رکھا دونگا
عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہین ہو حصار کرنے اور پانی
چھڑکنے سے عمرو بولا کہ امیر دن کو بھی خفقان رہتا ہی بھلا کیسے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ ہی سقے
نے سارا حال شیشہ آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور تاثیر
آب سحر سے اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سُنکر اِدھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور
کہا اسکے ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آفتہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے اُسکو
خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اُسکا لیکر اُسکی صورت آپ بنکر خیمے مین ہوشیار کے آیا اور اُس سے

کہا حضور پانی ہو گیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا جو بیہوش کرتا ہی عمرو کو دیا کہ اسمین سے چند قطرے ملاے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ پانی تو دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش نہ ہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا آپ ہی پانی چھڑکنے آیا ہی عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندا ہو گیا ہی ہوشیار نے پہلے اُسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی دیا عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو مین اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کیا کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو جو لیے تھا اُسکا چھینٹا ہوشیار کے مُنھ پر مارا کہ اُسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہو کر گرا عمرو نے فی الفور خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غلغلۂ دارو گیر اور بہ بند اور کشش کا بلند ہوا اُسوقت عمرو نے ضرغام و جانسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و مہرخ وغیرہ سے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اُسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا اُسوقت کہ دو ایک ساحر کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل و شور ہوشیار کے مرنے کا لشکر ساحر اُسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور مادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہی یہ ہنگامہ سُنکر نہرو رسمرا اُڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور پھر ٹھیکرا ایک دو ہتر زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کے لے جاؤن قران جو خدمتگار بنا پہلے سے کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ملکہ ذرا سینے کا مغیلہ ٹھہری کہ قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر جھٹ کر پیچھا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تڑپ کر مر گئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اسی اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوئے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے اُنسے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل دریا مین ظاہر ہوئے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے للمؤلف

مبارک اے دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی	نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی
تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی	کہ آنکھ اُٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی
گھڑی بھر بھی نہ گذری تھی کہ گذری منفعل ہو کر	نہایت آج چھوٹی ہو کے شام انتظار آئی
نہین معلوم خردہ ہی یہ کس گلرو کی آمد کا	ہوا راحت فزا کچھ آج سوے لالہ زار آئی
خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانہ نے	کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اسپنے بار آئی
کہا مردون نے زندہ ہو کے کیسا جشن ہی یارب	کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی
نوید روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر دھومین	کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہے غضب کا حسن ہے ایسا — نہایت کاکل شب آج ہو کر آبدار آئی
صدا پیدا ہے گلشن مین یہ غنچون کے تبسم سے — مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی
مبارک آج ہوئے جاہ تمکو وصل جانان کا — چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جا کر لشکر حیرت کو قتل کرو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور مہرخ و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سب آ کر فوج حیرت پر گرے باہر جون سے اور چھے سوئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے گوتے فولادی پڑنے لگے حیرت جشن برپا کر کے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی فلک اترے ہوئے تھے کہ یکایک سحر کی مار پڑنے لگی اوّل ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان گرنے لگیں سلین برف کی پڑتی تھیں ابر دھوندھوکار گھٹتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد شعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کر کے جلائین اُسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہو گئین اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمے گا اور اگر اُگے گا لالہ بادل داغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کر کے بہر رزم بھیجی تھی اسنے ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد دلاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بہ صید پلنگ — چو شیر ژیان سوی آہوی لنگ
پی قتل کفار و اعدای دین — بمیدان جنگاہ و افواج کین
چنان گرم گردید بازار جنگ — کہ می سوخت پرہای تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن — ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور — شدہ سرمۂ دیدہ مور کور
لبے دیدہ مجروح و خونبار بود — جہانے پر از نالۂ زار بود

اُسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور انقلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اُس طرح کا تزلزل ارض وغیرہ مین پڑ گیا قریے بڑے بہاڑ سر ٹکرانے لگے مہرخ و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہو جائینگے اس سے مناسب ہے کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہے اب پھر چلو بس یہ مشورہ کر کے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوے اور بہ فیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کر کے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوے مہ جبین

کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ مین پنہان ہوے تھے آکر شریک ہوے باز لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہاے داؤدی دل ہمی بردو جان ہمی بخشید
گشت رقص آن چنان کہ پردہ پردۂ عشق عاشقان بدرید

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار براہ جانبازی حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہوگئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہوچکی حیرت چین بہ جبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سردارون کو مامور کرکے طاؤس بحر پر سوار ہوکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اُس روز باغ سیب مین گنبد نور سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھ کر مارا جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا تمام ذکر کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے کام مغیلہ اور ہوشیار کا تمام کیا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا یہ ماجرا دریافت کرکے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا اے حیرت تمام لشکر کو لیجاؤ ابکی بار مین نمک حرامون پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بحال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہوکر بعد طے مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن ادھر افراسیاب نے حکم محکم بنا بر حاضر کرنے سات برقون کے صادر فرمایا راوی کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے ندا کرتی ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نگذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ بر روے ہوا ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئی قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اترے اور بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات جادوگرنیان جوان کہ جسم اُنکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرض کہ ان ساتون نے کہ نام انکے برق مخترع اور برق لامع اور برق خاطف اور برق شعلہ بار اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ بیز ہین شہنشاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہے افراسیاب نے کہا تم مین ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سُنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطاکارون کو سزا دیگی افراسیاب نے اُسکو خلعت رخصت دیا سب برقین

اپنے اپنے ملک سکونت مین آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر ہو نجکر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے خیمہ اور بارگاہ لدوا کر ابر سرخ مین چمکتی ہوئی بڑے زور و شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبت ناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ تھے لشکر تمام برروے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا

ہر اک ساحر زشت رو بدسیر — زبون شکل و بدہیئت و بدگہر — ستمگار و سفاک و مست شراب
دماغون مین نخوت ہلاک پرعتاب — شریر اور بیرحم و جنگ جو — روانہ ہوے بہر رزم عدو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئین انھین دیکھکر شہنشاہ ساحران نے منھ پھیر لیا عیارہ بچیون نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہے شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اُسکے ساتھ کے عیار جب سے داخل طلسم ہوے ہین کیسے کیسے نامی ساحرون کو قتل کر ڈالے ہین اور تم باوجود یکہ سرکار کا نمک مدت مدید سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے نہ لائین اور نہ کسی کو اُن مین سے قتل و ہلاک کر سکین یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سنکر صرصر خجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کرکے عرض رسا ہوئی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہے مین جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہے اور مہ جبین کہ بادشاہ لشکر مخالف ہے ان دونون کو گرفتار کرکے لاتی ہون کہ اُنسے بڑھکر اور کوئی جان و روح عمرو نہین ہے ان کے قید ہونے سے کمر فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ قصور اس لونڈی کا معاف کرین میری جانب سے خاطر عاطر صاف کرین افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیارہ بچیون کو دیکر سرفراز فرماکر واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین کے روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادۂ اسد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیارہ بچیون کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونون کو اور بعد رنج و الم کے بادشاہ ہونا لشکر مین عمرو کی صلاح سے مہرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریان کرنا باہم عیارون کا برقون پر اور رہائی لشکر کی للمؤلفہ

آج ساقی سے نہ مطلب ہی نہ کچھ جام سے کام — بادۂ رنج سے بیہوش ہین میخوار تمام
خود فراموش ہوے ساقیا میکش ایسے — میکدہ بھول کے مسجد کیطرف جانے لگے

جادۂ راہ عدم زلف جنی ساقی کی ۔ سر سے بڑھ کر جو چلی جا کے کمر تک پہونچی
جوش پر موسم گل آیا تو افسوس افسوس ۔ بند میخانہ کا در ہو گیا افسوس افسوس
محتسب نے کیا پابند شریعت ہم کو ۔ پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہم کو
قیدیہ شرع کی کب تم سے اٹھیگی اے جاہ ۔ اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
واقفانے کہ در سخن فنسر دانند ۔ شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان کلام زینت افزاے انجمن اس داستان رنج والم کو حیطۂ تحریر مین اس طرح لاتے ہین اور زنجیر اسطار تسطیر مین مضامین فسانۂ عجیب کو یون قید فرماتے ہین کہ جب صرصر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئین دریا سے گذر کر جست وخیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچین اور صرصر نے اپنی صورت مردے کی بنائی عصاے طلائی ہاتھ مین لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغۂ انبیر لگایا طرۂ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہو کر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی زانو تک باندھی مرزائی کمر تک پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازارین آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد ورفت تھی عیار بچیان دن بھر پھرا کین یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت وسیار آراستہ وپیراستہ ہونے لگا کہ نظم ۔

ازین صیبت عظمی لباس لیلی لیل ۔ سیاہ چون خط مشکین بسورۂ واللیل
زحل معاینہ غربال چرخ را می بیخت ۔ بفرق عالمیان گرد خزن غم می ریخت

اسوقت مہ جبین نے شب کا دربار تا دیر ٹھیکر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہے وہان آکر مسند عشرت پر متمکن ہوے عیار بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرین یہان ملازمان ملکہ کنیزین اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد ورفت رکھتی ہین اندر باہر واسطے کاروبار کے پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہوئی قریب اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گانون پر لگان زیادہ کر دیا ہی سیر ضبط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہی مقدمہ میرا کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہے آپ تخلیے مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجیے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیان تھین اُس حبشن کو دین وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر وعدہ مقدمے کے

سر بسر کرا دینے کا کیا اشرفیان لے کر گھر مین رکھین ادھر پھل کھانا شروع کیے دو ایک ثمر کھائے تھے کہ بیہوش
ہوئی صبا رفتار اسکو اٹھا کر گوشے مین لائی اور اسکے کپڑے اتار کر اسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت
بنا کر اسکو اسی جگہ پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکلکر
جاتی ہے یہ اسکے قریب آئی اور کہا کیون کل تو نے سب چوبدارون کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا
بھڑوے کچھ پہچانتا بھی ہے مجھسے ایسی باتین نہ کرنا نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہکر خوب ٹھیک کردنگی
صرصر نے اس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک
طمانچہ اسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہو گئی صرصر اسکو اٹھا کر خلیہ مین
جہان آمد و رفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اسکا اتار کر بعینہٖ اسکے مانند صورت اپنی بنائی اور اس
کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسد اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر
بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی ہے دور جام گلفام چل رہا ہے گائین خوش گلو زہرہ
جبین بیٹھی گا رہی ہین پلنگڑی جواہر نگار آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزون مین مل کر کاروبار
کرنے لگی کشتیان شراب کی میخانہ سے لا کر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اسکو بجا لاتی
تھی اور اسی طرح صبا رفتار جشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی
ملاتی تھی ادھر صرصر نے شراب و کباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشہ سے مدہوش ہوئے اور
لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہو گئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی وہ
اشیا آغشتہ بدارو سے بیہوشی کھا کر بیہوش ہوئے ادھر اہل عملہ کو بیہوشی کھلا صبا رفتار نے بیہوش
کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبا رفتار نے مہ جبین کا پشتارہ
باندھا سب کو اسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور بہ فن عیاری اپنے
تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئی کنارے لشکر کے پہونچکر مثل برق و باد کے جست و خیز
کرتی ہوئی دریاے خون رواں سے گذر کر باغ سیب مین پہونچین جو رات کہ باقی تھی
اسکو وہین بسر کیا جس وقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم پر سے دفع ہوئی اور شبستان فلک
شعبدہ باز مین فتیلا آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا رات گذر کر روز روشن نے منھ
دکھایا ابیات

ہوا چاک خورشید دامان صبح — پھٹا شب کے غم مین گریبان صبح
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — چھپا نور مین جادۂ کہکشان

رخ شمع مائل بزردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اسوقت عیارعیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ایسا سحر ایسا کردو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین پھر انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی یعنے سحر پڑھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے تئین پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہی ہر ایک امیر وزیر بزدگال تشین پر متمکن ہی ساحران نامی کا مجمع ہی اُسوقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام میرا اس مجلس مین اُس شخص پر ہی جو خدا کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سُنی کانون مین اپنے انگلیان دے لین کہ یہ گنہگار خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نہ مانا اور کہا لاکھ جان سے مین فدائے نام اسد ہون کہ ؎

بلبل اسی رشک گل کی ہون مین — تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

بلا نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی — ہون فاختہ سرو ناز نین کی
کیا غیر سے مجھ کو آشنائی — شہزادے کے عقد مین ہون آئی
اُس بن ہو اگر فرشتہ و حور — سائے سے مرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے سے خطائین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

ازبسکہ ہو دل کو یاس میرے
وارث کا مرے ہر اک عدو ہی
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم
مین تیری مدد کی منتظر ہون
برق آگرے کاشانہ ور مین جل جاؤن

اور جی کو مرے ہراس گھیرے
شر سے اعدائے دین کے اسکو
رکھ راج سہاگ میرا قائم
آنکھین مری روز بد نہ دیکھین
لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن

فوج کفار چار سو ہی
تو حفظ دامان مین اپنے رکھیو
عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون
دشمن مرے رانڈ ہو کے بیٹھین
دے آج رہائی مجکو یارب

اور ہوئین یہ رو بیہ عدد سب لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا اُن مین سے نکل کر ہدف اجابت
سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرا امرا دست بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے
ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمھاری بخشی جو کہنا ہے
کہو خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہون انھین عرض کر دکہ لطافت خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ
پذیرا فرمائین گے یہ عنایت شاہ دیکھ کر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم
کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہی حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب
نے انکی رائے باصواب کو پسند فرما کر آفرین کہی اور کتاب سامری دیکھی اسمین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا
بہتر نہین ہی کس لیے کہ عمرو غلیم اُوڑ کر سب کے سر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا لازم یہ ہو کہ
طلسم کشا کو مقید کرو اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کرو اسوقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ
تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لے جا کر گنبد نور مین قید
کرو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین انکو مین سحر کرکے نظر مردم سے پنہان کیے
دیتا ہون نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کر سکیگا نہ وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرف سے کوئی عیار اور انکا مددگار
آئیگا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار و بیوفا و بے شرم و شریر و مردم آزار نے قید
سحر کی اسد اور مہ جبین کے جسم پہ پہنائی اور مار سرخ و سیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ
ہوئے اور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور
کہتی تھی یہ وہی سرکش ہی جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہی الحاصل گنبد نور مین طلسم باطن کی جانب
ایک حجرہ تنگ و تاریک مین ان دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحرون کا پہرا مقرر ہو گیا
اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہو گئے اور دریائے خون رواں
ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بند و بست ہوگیا لیکن لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے
عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین وہ حبش اور کنیز جنکو عیار بچیان بیہوش کر گئی تھین ہوشیار ہو کر
طرف محل کے چلین کہ اس سمت سے ملازم مہ جبین کے روتے پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا
کیا ہوا سب نے عرض کیا کہ ملکہ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر
تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑ گیا عمرو غوغائے مردمان سنکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ
جانگزا سنا اور عیش محل مین پیترا ناپا صرصر اور صبا رفتار کے پاؤن کا نشان پایا کہا او ملکہ مہرخ
شہزادے کو صرصر لے گئی ہی مہرخ نے پچھاڑ کھائی کہ افراسیاب انھین زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو

عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر میں برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے اشجع دہر تو کہاں ہے
نظروں سے مری کدھر نہاں ہے
کس سمت گیا کہاں ہے مشغول

کیون یاد مری تجھے گئی بھول
کس درد میں مبتلا ہے افسوس
ہے ہے ترا حال کیا ہے افسوس

اے وائے گیا ہے تو کدھر کو
پھروں میں کیسے تری خبر کو
ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے

جو تجھ کو اُٹھا کے لے گیا ہے
ڈھونڈھوں کہاں تجکو اے دلاور
دیکھوں پھر اب تجھے میں کیونکر

وہ حسن و شباب تیری صورت
وہ تیری شجاعت اور قوت
کیونکر مرے دل سے بھولے اے وائے

کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھروں میں
دوری سے تری میں جاں بلب ہوں
حالت نزع میں اجل طلب ہوں

عالم وہی وہ ہی روز و شب ہے
اک تو ہی نہیں یہ کیا غضب ہے
روتی ہوں گلے سے لگ کے دل کے

وہ شخص جو بیٹھتے ہیں مل کے
کچھ تجھ کو خبر نہیں کہ اے یار
دل تفتہ و جان تفتہ و زار

پر میں ہے کنج گنج مہرخ
تجھ بن ہے اسیر رنج مہرخ
موت آتی نہیں کہ کاش جاؤں

برق گرے کاش مجھ پہ جل جاؤں
آتی نہ میں یہاں ز بطن مادر
جو آتیں یہ آفتیں نہ سر پر

پیدا ہوتے ہی جان و سنگ زنی
جو یوں نہ سسک سسک کے مرتی

اسوقت ملکۂ نافرمان نے آنچل روئے مہرخ پر سے ہٹایا اور کہا اے ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہیں کیا آپ نے نہیں سُنا ہے نظم ۔

اک طرفہ شعبدہ ہے طلسم کبود رنگ
اک صلح ہے مزاج فلک میں تو لاکھ جنگ

گو بن ست کہکشاں کے جہاں یار جمع ہوں
ہر وقت پھینکتا ہے یہ اک تفرقہ کا سنگ

ایذا دہی مزاج میں ہے اسکے روز و شب
مطلق نہیں کسی کا اسے پاس نام و ننگ

شکوۂ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر و دست استقلال سے نچھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو یہاں ہے نسیم بہار
کہیں باد صرصر ہے اور چند خار
کہیں کونپلیں اور پتے ہرے

کہیں پت جھڑ اور ٹنڈ سوکھے کھڑے
کہیں شور مرغولۂ عندلیب
کسی جا پہ ہے نالۂ وا حبیب

کہیں ایک گلشن پر و سنبلہ ہے
کہیں کانٹوں سے راستہ بند ہے
کہیں طوطیاں خوش الحان کی دھوم

کہیں شور کرتے ہیں یاں جغد و بوم
کسی شے کو یاں کی نہیں اعتبار
خزاں کے تصرف میں ہے یہ بہار

نہ گل کو بقا نے ثمر کو ثبات
کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا اور مانند ابر نوبہار کے گریاں ہو کر کہتی تھی کہ اے چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہے مجھ خانماں آوارہ کو اب کسکا سہارا ہے کہاں جاؤنگی کسکی ہو رہونگی نظم ۔

پابرہنہ خاک پر مجھ کو پھرائے دربدر
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
تاکجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج

خاک کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
خشک کھے مزرع امید بہر پیر وجوان
پوست کھینچے پر ہما کا دیکے مشت استخوان
پر کرے کحل الجواہر دیکے چشم سرمہ سان
اک تیرے پر نہین گاہے جنین گاہے چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہی کہ اسد طلسم کشائی کریگا افراسیاب کو ماریگا پھر اس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہین بجائے ملکہ مہ جبین کے تخت سلطنت پر ملکہ کے آنے تک بیٹھو اور لشکر سنبھالو انشاء اللہ عنقریب اسد رہائی پائیگا وہ جامع المتفرقین ہمکو اس سے ملائیگا یہ اولاد صاحبقران ہین ایسے قران صعب بہت اپر واقع ہوتے ہین کچھ اسکا غم نہ کرو افراسیاب اگر شاہزادے کو قتل کرے تو بایان خود گلیم اوڑھکر بیچ سرکاٹ ڈالونگا بحکم توکلت علی اللہ قدم ہمت بڑھاؤ کچھ وسواس اپنے دل مین نہ لاؤ غرضکہ بعد رنج وغم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا پھر ویساہی سامان برپا ہوا سرداروں نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگی لیکن عمرو واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامۂ افراسیاب کا مضمون یہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہر مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرایا لشکر کو اتروایا بارگاہ فلک فرسا استادہ کرائی سامان راحت مہیا کردیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی خوف سے عیاروں کے ظاہر بصورت اصل نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہے معلوم ہوتا ہی کہ تخت پر بجلی کوند رہی ہی اس حال کی خبر طائران پرندنے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر میرے پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرادون ملک ومال دلا دون سرکشی سے باز آ اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر کرکے نامہ دیا اُسنے لاکر مہرخ کو دیا اُسنے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر برندہ جادوگران ہی عیاروں سے ہر ایک ساحر پناہ مانگتا ہی جائیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کرو ورنہ اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھے گی پتلے نے نامے کا جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلۂ جوالہ کے اسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی

اسکے لشکر نے جو اُسے جاتے دیکھا قرنا اور نفیر سحر بجائی اور بعجلت تمام طائران سحر پر سوار ہو کر ساتھ ہوئے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سُنکر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوئے اور آگر مقابل برق خاطف کے ٹھہرے برق خاطف نے چمک کر گرجنا شروع کیا نامی ساحرون نے سو کر کے چالیس سپرین سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین گھٹا چھائی ہی بجلی کوندہ رہی ہو لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر گرتی ہو کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہو عجب غو غا دونون لشکرون مین برپا تھا سحر چل رہا تھا لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشا کش مین پڑے تھے شام تک ہزارون ساحر نامی راہی ملک عدم ہوئے قریب شام برق خاطف پکاری کہ اے مہرخ یہ نمونہ اپنے غضب کا مینے تجھے دکھایا ہے اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا نقش ہستی مٹا دونگی بے گور و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی مہرخ بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر پھرا ہر ایک کے دل مین خوف زیادہ پیدا ہوا ابز وسے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا بگردانی بلا را
زبون گردان زبردستان مارا
بحق آن دو گیسوئے محمدؐ
ازین آفت نگہداری تو مارا

لیکن عمرو جو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اُتری ہوئی ہو عمرو صورت ایک نوجوان کی بنکر دریا مین اُترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آنکلا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ میان گبرو دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو تقدیر کا ہوتا ہے کوڑی پیسہ روپیہ وہ مل جاتا ہے اُسنے کہا ہم بیٹھینگے تم نکالو گے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے بیٹھے بیٹھے عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا جب بیٹھے ہو گئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری نوکری کا وقت ہی برق خاطف بیجوان اُسوقت پیئین گی میری تلاش ہو گی یہ کہکر چلا عمرو بھی دریا سے نکلکر اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تماکو بیجوان مین بھرنا نایاب زلفہ ہے اگر پسند آجائے تو مین تمھین دوکان بتلا دونگا اُسنے تماکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہن کر اور اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوندرہی ہے عمرو نے پکار کر کہا حقہ حاضر ہے یہ صدا سُن کر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہو کر تخت پر عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم اُسکا اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہو عمرو نے پیجوان لا کر سامنے لگایا وہ عمرو کو بغور دیکھنے لگی اسوقت عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا جو ہوشیار کو قتل کرنے کے پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا

برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری لیکن جس تخت پر بیٹھی تھی وہ اُس کے بیہوش ہوتے ہی اُڑ کر طرف فلک کے چلا گیا عمرو حیران ہو کر بھاگا اور مہرخ سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اُڑ گئی یہ سنتے ہی مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل اُترے ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزارون مارے گئے باقی ہوشیار ہو کر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا ہزارہا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سے ساحرون کے نکل نکلے فوج کو نگلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چمکتا ہوا افلاک پر سے گرتا تھا اس ہنگامہ قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر مہرخ کو رد کرنے لگی کہ نظم

ہوے جبدم علم شمشیر و بازو — دو دستی پنجا ہر فتنے نے زانو
یہ اُن گردون رکاب نکلا ہوا جوش — سر خورشید سے بھی اُڑ گیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز — کہ شاخ آگئی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب — صدلے کرنا سے تھا کوہ سیماب
بھری ایسی عقاب تیر مین باد — کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
تبر افشان تھے یہ گوپال و شمشیر — کہ خاکستر ہوا تھا بیشہ شیر
ہوا تھا سو جبکہ خون سے جو تر زین — کہ زرین کیا دامن ہوا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو ابر سحر کی مار پڑنے لگی بس تاب نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج بھاگی لشکر حیرت بھی بس پا ہوا اور اُسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور مہرخ کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکر دن نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف کی ہنگامہ بزم نشاط گرم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر رد کر کے اُسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنی شیشہ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پیر اسکو اڑا لائے ادھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر آب چشمہ سامری کا اُسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہو گئی اور رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف گئی افراسیاب نے اسوقت تیلا سحر کا بھیجکر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اسکا برق محشر ہے جب خبر تیلے نے اسے دی وہ بڑے کرو فر سے مع اپنے فرزند ارجمند عد جادو کی خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جاکر شراکت ملکہ حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ

ساحر لیکر روانہ ہوئی اور تخت اُسکا ابر مین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی شعلہ باری کرتی چلی

نظم

وہ لشکر اور سرداران لشکر — چلے مہ کے عقب مانند اختر
تک و تاز سواران کا یہ اسلوب — کہ وہ میدان تھا پیچیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان — ورنگستان ہوا اُن سے بیابان
قیامت شور و شر ہر چار سو تھا — کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرۂ گاوِ زمین خون — زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اُسکا کران سے تا کران تھا — نہ تھا لشکر کہ وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اُسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اردوے مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحرائے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پرتکلف تعمیر تھا وہان اُترا کس لیے کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر **افراسیاب** نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین برق محشر آکر باغ مین اُتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پرشکوہ ہے کہ وہان کی مالک ایک ساحرہ ہے باران جادو نام کہ حسن و جمال مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر اُسپر شیفتہ و دلدادہ ہین منجملہ اُن کے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے جب لشکر اس جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری پیکر کے روانہ ہوا اور اُس کے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اُسکی ملازم کو بلوا کر بہت کچھ زر و جواہر دیکر اس بات پر اُسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے تاکہ بمقتضائے

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہرچند — اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق ژولیدہ حال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر لے کر آئی رعد اُسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اُسوقت باران کے اور چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھکر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت مین گرفتار ہوگیا اُنھون نے گرفتار کرلیا اور مشکین باندھ کر لے چلے کہ اسکو کسی جنگل مین چلکر مار ڈالین کس لیے کہ یہان سے قریب اس کی مان برق محشر اُتری ہوئی ہے یہان قتل کرنا اس کا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لے کر چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر صحرا مین آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف بھاگ گئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا

اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس
مجرم کو اگر رہا کرو شاید احسان مند ہو کر تمھارا شریک ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین القصہ یہ کوئی
ساحر کا ہی یہ تصور کر کے ایک درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر دیو جامہ کہ جو سات رنگ دمبدم بدلتا ہی نکال کر
پہنا اور مقوے کے دس سر اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگاتے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے سرون مین کئی
کئی منھ تھے کہ ہر منھ سے زبانین مثل مار سیاہ کے باہر آتی تھین اور وہ روغن اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا
تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی جب اس صورت سے تیار ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اُس مہرے
کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہی ساحر جو رعد جادو کو لیے جاتے تھے وہ صدائے مہیب سنکر بیکل ہوئے
اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے سے عمرو ظاہر ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت
دس سر والا کہ جسکے جسم سے آگ نکلتی ہی اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور
زرد وغیرہ ہوتا ہی ہماری طرف آتا ہی یہ سب جادوگر مارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو دیگر آرا
کہ منم عزرائیل یعنے ملک الموت خداوند لقا وہ ساحر صدا سنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ آپ کیون
تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح کھینچنے آیا ہون
اور تمھاری بھی عمر تمام ہو چکی ہی عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا ان ساحرون نے منت عرض
کیا کہ اے ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ ہم ابھی نہ مرین اور کچھ زمانہ تک تو زندہ رہین عمرو
نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے انھون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ
عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی
اُن سب نے سیب لیکر کھایا ایک لحظہ مین بیہوشی نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہی عمرو
نے کہا عمر بڑھتی ہی رگین کھنچتی ہونگی غرضکہ دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر سب کے
سر جدا کیے غلغلہ اور شور برپا ہوا رعد جادو جو بزور سحر کر و گنگ تھا انکے مرنے سے گویا اور شنوا ہوا جب
شعلے آتش کے اور غل و شور سرون کا دفع ہوا رعد نے عمرو کو گھورنا شروع کیا عمرو نے کہا مین نے
تیری جان بچائی ہی اور تو مجھے گھورتا ہی رعد نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے
ملک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کر لیا ورنہ مین فرزند برق محشر کا ہون بزور سحر
زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر
پھٹ جاتا ہی اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہی اگر اسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہی مان میری
اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہی اسکو دو ٹکڑے کرتی ہی لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بمقابلہ مہرخ بھیجا

ہو جاکر سب کا ہم خاتمہ کر دینگے جب عمرو نے یہ ماجرا سُنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت پڑتی اب اسے بھی ہلاک کر دو عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر اپنے فرزند کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار اسے مار ڈالے الحاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا رعد کو یقین واثق ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اُتری اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحران کی لاشین پڑی ہوئی دیکھکر حال پوچھا کہ انھین کس نے ہلاک کیا رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان کیا اور کہا ابھی ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھکر چلے گئے برق محشر نے کہا وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اسکا گوہر مقصد سے مالا مال کر دیتی رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہمپر کرم فرمایئے امان جان آئی ہین عمرو نے یہ صدا سُنکر گلیم اتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بعجز تمام جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیئے کہ میرے غریب خانہ پر حضور قدم رنجہ فرمایئن جہان مین فرو کش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا آپ کی خدمت کرونگی عمرو نے کہا کیا مضائقہ برق محشر نے کچھ پڑھا کہ ایک تخت جواہر آگین اُڑتا ہوا آیا اُسپر عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اُسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہان تک کہ مقام فرودگاہ پر لے آئی عمرو نے باغ پُر بہار مین اُتر کر دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہائے میوہ دار لگے ہین نہر بہتے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان	کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے جو پڑ کی نہر	گئی چار سمت اُسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اسکے سرو سہی	کچھ اک دور تھے اس سے سیب وبہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن	کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہے اسمین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہے عمرو کو برق محشر نے مسند پر بٹھایا کشتیان پر از زر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لائق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور سچ تبلایئے کہ آپکا نام کیا ہے عمرو نے کہا تبلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہے پھر پوچھنا

بیکار ہی یہ سنکر برق محشر نے ہندوقچہ اپنا منگاکر ورق جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت
ہی یا کوئی اور ہی اُن اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو
یہ صورت بنائی ہی کچھ دیکر اُسے رخصت کر دے ورنہ کچھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار
ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی
ہی جو تو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے
جواب دیا کہ مصرعہ جسکو سمجھے تھے سجادہ رہا کو نکلے ٭ تیرا نام عمرو ہی خوب اسوقت بمقتضائے ع دغا
دھوکا دے رہے ہین مجکو بازیگر کھلا ٭ مجھے فریب مین تو نے لیا ای دشمن شہنشاہ اب کہ کہ تیرا کیا حال
کرون عمرو نے کہا دلوائی ہی یہ کہکر بھگی اس وقت اب جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر برق محشر
نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا بتیرے ساتھ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے لے
اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جائینگے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین
لیکن ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے
عمرو کو اپنے مقام پر لاکر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیش کش کیا ہی باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ
ہو گیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بہ ناز و ادا پاس بیٹھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہار
کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور
ساحرہ بے بدل ہین غرضکہ مخمور سے افراسیاب نے غصہ مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ
ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی تم جاکر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور
یہ حکم پاکر سحر کرکے اُڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم تواضع کرکے اُسے بٹھایا
لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ ای برق محشر دشمن کو تو نے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہی خیریت
اسمین ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان پر بن جائیگی برق محشر
نے کہا ای بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہی یہ میرے دین و ایمان سے بعید ہی کہ اسے اسیوقت
کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بیٹھی رہو افراسیاب کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق
پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کروگی اور تم اگر اسکی نسبت جان بھی کھو دو مگر مین حکم عدولی شہنشاہ
کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کرکے لے جاؤنگی اسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہو رہی تھی عمرو نے
قابو پاکر اُسی شیشے سے جو کہ ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش
ہو کر گری ادھر عمرو خنجر کھینچکر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اُٹھا لے گیا برق محشر نے کہا

ای عمرو اب تم جلد یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جاکر چھپونگی افراسیاب اب دشمن ہوگیا
جہان پائے گا مجھے مار ڈالیگا تم نے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی عمرو نے کہا اے برق محشر مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ؛ اور کہین کیون جاکر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو
اور باآرام تمام بسر کرو تمنے آج تک دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالیٰ زندہ اور سالم آبرو کے
ساتھ موجود ہین اور انشاءاللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین پھر اُنکے مراتب بیش
صاحبقران دیکھنا اور بالفرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی ہوئین گے
جب بھی یہ تصور کرو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مرگ انبوہ جشنی دارد آگے تم جانو جو
میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق محشر نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے
اور چھپنے سے یہی بہتر ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی
ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق محشر تخت پر سوار ہوئی
عمرو کو برابر بٹھالیا اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کر و فر سے چلی لیکن یہاں مخمور جب
ہوشیار ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین برق محشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا
مارا مین بیہوش ہوگئی افراسیاب نے یہ ماجرا سُنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشۂ آب بحر سے
اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اُسکی ہوکر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کرکے
دستک دی ایک پتلا پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا پتلے نے جاکر اُسکو خبر دی برق لامع
جب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق محشر جاتی ہو اسکو گرفتار کرو
برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی
در اثنائے راہ مین اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ مین تو جاتی ہی پھر اثنائے راہ مین روکنا بیکار ہی
اسکو وہین مع اُسکے رفیقون کے گرفتار کرو اُس مین دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور نا موری بھی زیادہ ہی یہ
سوچکر اُسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا
بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ مین دن بھر بخوف عیاران بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر
دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون مین گل ہونے لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل
کائنات مین ہوئی نظم

ہوا دریاے مغرب مین فرو مہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ

کہ گرد آلودہ ہی دھوئے ذرا چہر
کہ تھا رخ جہان کعبے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ مین ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تہلکہ
لشکر مین پڑ گیا طائران سحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر سحر بجی اب تیاری اسباب
جدال و قتال دونون لشکرون مین شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اُس جا پہ شایان ایالت　　لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہر اک نے نارنج　　کہ پہونچے اُس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھا اپنے فن مین ایسے کامل　　کہ سحر سامری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ جو وہ ہوئین غضبناک　　نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات تک یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ دارالامارۂ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد ہوکر
سریر سپہر پہ کر و فر تمام جلوس فرمایا اور دارائے ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اُٹھی محفل سے آخر شمع نمناک　　گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ خاور کا عمل تھا　　روان لشکر پئے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر سحر مین چلتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حیرت جنگلا زنگا مین سوار بجمعیت بسیار
وارد دشت مصاف ہوئی اُس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آئین ہر طرف بوق کی صدا سے
گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اولی بر پتھر برساکر بجلیان
گراکر صحرا کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر بہادرون کا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو　　زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہی باقی نہ کاؤس ہی　　نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہی
نہ شنگل نہ برزو نہ شنگادہ ہی　　فریدون کہان ہی کہان کاوہ ہی
جہان مین شجاعت سے ہی نام نیک　　وہی زندہ ہی جس سے ہو کام نیک

ہان ای نامدارو آج اس میدان سے سرخ رو ہوکر پھرنا باپ دادا کے نام کی شرم رکھنا جب نقیب کنارے
ہوے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف سے نکلا برق لامع چمک کے
گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور پھر پردوے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک
کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر پرا بند ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا اُسوقت برق لامع
صف لشکر پر آ گری ہزارہا کو جلایا اور ہلاک کیا ساحران نامی رو پھر تڑپنے لگے اور ساری فوج
مین بھگدر پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے تاج اُتار کر بدرگاہ کبریا محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہؓ بنت مصطفےٰ مدد دے — اے مظہر ذاتِ کبریا مدد دے

بر قصد ہلاکم ست این گروہ فوج — اے زوجۂ ضیغم خدا مدد دے

تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا کہ ایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس ابر مین نشان لشکر کا پرچم اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر مع عمرو کے بڑی رونق سے آئی نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا — وہی پشت و پناہِ مومنان تھا

سر دامن سے وابستہ ظفر تھی — چمک سے اُسکے خیرہ ہر نظر تھی

پئے دشمن ہوا ہی تیر خامہ — لکھون اُس کو مین سطر فتح نامہ

ہر اک سو جنگ دیدہ مردم فوج — روان تھے دشت مین ہر سو سے چون موج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر پر برق لامع کے جا گری ہزارون کو اُسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھکر برق لامع حریف پر گرنا موقوف کرکے پھری اور برق محشر سے جا کر لپٹ گئی اب تو دو بجلیان بررُدے ہوا پیچ وتاب کھاتی نظر آتی تھین اور سوائے برق کی تڑپ کے میدان مین کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدایا سامری اور جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہائے لشکر بلند ہوتے تھے ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین مین نہ در بحر غرق ہوا اور برق محشر گھتی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری اب دونون بجلیان زمین پر لوٹنے لگین اُسوقت زمین خشق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا جہان برق لامع لوٹ رہی تھی وہین پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے ہزار در ہزار بجلیان ایک بار گرین برق لامع از بسکہ ساحرہ زبردست تھی نہین تو سر پھٹ جاتا لیکن بیہوش ہوگئی اور برق محشر چمک کر اُڑ گئی وہان سے کڑکڑا کر اور تڑپ کر جاتی ہو کر برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی ایک پنجہ اُٹھانے گیا اسکے لشکر سے رعد نے نکل کے پھر چیخ ماری کہ بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اُسوقت برق محشر چمک کر گرنے لگی جسپر گری دو ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی لسپا ہوئی یہ ماجرا دیکھکر حیرت نے فوج کے سردارون کو حکم دیا کہ روکو اُسکو اُدھر صرصر آگے بڑھی لشکر حیرت اور صرصر آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا لیکن رعد دمبدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گر رہی تھی ایک تہلکہ عظیم برپا ہوا تھا ناریخ اور ترنج چلتا تھا کسی طرف سے بہار نے عالم بہار ظاہر کرکے ساحرون کو دیوانہ بنایا تھا کسی سمت صرصر مونے کا کل کھولکر ہزارہا ستارہ گرایا تھا کہین نافرمان نے آفت برپا کی تھی کسی جا شکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی کہ نظم

وہ برق شعلہ افگن جب گری تھی — صفائی فوج دشمن کی ہوئی تھی
ہوئی تھی بحر خون میں غرق وہ فوج — ہر اک تلوار کی تھی خون فشان موج
کمر سے کھینچ کر ہر اک نے شمشیر — اٹھایا جسنے سر مارا اسے تیر
خم شمشیر محراب دعا تھا — جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا
رگ و پے مین دم خنجر روان تھا — بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھکر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہان سے سحر کیا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل آسایش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی برق مخشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے ملے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اُتار کر پہنایا عہدۂ افسری دیا جشن کرنے کی تیاری ہوئی اُن دونون کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اب یہان تو یہ ہنگامہ عیش و نشاط ہی لیکن بموجب بیت سمند قلم کی مین پھیرون عنان + حسینہ کی آگے لکھون داستان + لشکر لقا مین علمشاہ مسحور ہوکر آئے ہین عاشق حسینہ جادو کے ہین اور بمشورۂ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرضکہ ایک روز جب ضیابخش عالم یعنے نیر اعظم رونق افروز کاشانۂ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اُسکے یعنے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان — نور ظلمت مین ہوگیا پنہان
رات جنگل مین بولتی سن سن — کھڑے ہوتے تھے جس سے موے بدن
ہوش رستم کے بھی کرین پرداز — ہر طرف سایئن سایئن کی آواز

لشکر مین لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر سمع ہمایون شاہ نصفت نشان بادشاہ لشکر اسلام مین پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا دلاورامد بہادر سامان جنگ کرنے لگے سلح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کرکے نکالے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا چار پہر رات یہی شغلہ رہا جسوقت کہ سکہ مہر دار العیار مشرق سے نکلکر بازار فلک مین آیا اور دینار قمر کا چلن مٹا کر رواج پذیر ہوا کہ نظم۔

جس گھڑی آفتاب گردون گرد — ہوگیا طالب ستیز و نبرد
دیکھ یہ حال لشکر انجم — ہوگیا صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام بہت سویرے عیش محل سے برآمد ہوے سردارون کا مجرا و سلام ہوا حضرت جمجاہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر تخت پر تاج کو رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان قتال ہوے اس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلا کے نازل ہوا تخت لقا کے برابر کب ری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ بڑی حسینہ وجمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صفوف آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبون نے جب صف آرائی	بھولا رفتار چرخ مینائی
طبل ونقارہ تھے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
میمنہ میسرہ ہوا تیار	قلب لشکر مین تھے کھڑے سردار
دونون لشکر ہوے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہو کے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال و قتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور میدان نبرد مین پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم مین سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس نہیب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جاینگے اُس وقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم ملک ہندوستان رکن رکین لشکر اسلام دل وجان صاحبقران جانشین امیر یعنے لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ مین جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہون اور سامنے آیا علمشاہ نے کہا ای ہندی یعنی خورکم قدرے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہو اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہو لاحرب لندھور نے عرض کیا کہ ای شہزادہ ذوی الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون آپ آقازادے مین ملازم لیکن حضور نے ایک عورت شفتل قحبہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے لڑنا اختیار کیا ہی افسوس ہو کہ آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتین سنکر غضبناک ہو کر للکارا کہ ای ہندی تو نے اپنی مالکہ اور افسرہ یعنے میری ناموس محترمہ کو گالیان دین رہ تو سہی مین تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر ایک تیغہ بر سر لندھور مارا اسنے بنا جاری ہاتھ کی تھپکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا اُسوقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشمکش کے زور جو ہوے مرکب گھٹنون کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون کودپڑے اور دامن گردان آستینین چڑھا کر باہم لپٹے کشتی شروع ہوئی

یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو زندہ بیل یا اہرمن مست سر ٹکرا رہے ہیں یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لندھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا اسوقت علمشاہ نے چاروں شانے چت کر دیا اور مشکیں باندھکر لشکر یان لقا کے سپرد کیا یہاں لشکر اسلام کے جہاں سردار تھے قید میں وہیں لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کرکے غار میں بند کر آیا ہی علمشاہ کو روکتا کون یہ تیغہ پکڑے صف لشکر امیر پر آگرے جو سردار کہ قید سے بچے ہیں ناچار وہ لڑنے لگے اور بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ

تم شاہِ شاہان فریدون حشم
بمن سپر سد بازوے بہمنی
بہار گلستان کاؤس وجم
کہ اسفندیارم بروئین تنی

دو دریاے لشکر آپس میں ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقاچاق اور شور ہاے ہو بلند ہوا نظم

ہوگیا گرم عرصہ گاہ نبرد
گرم میدان رستخیز ہوا
بہ دم تیغ و خنجر بران
تھے سعید اور بھی سعید ہوئے
پر ادھر بھی بہت سے نار پرست
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز

مرد آیا مقابل ہر مرد
محو تھے یک دگر دم پیکار
تھے یلان ہر طرف بخون غلطان
کرکے جام شہادت اک اک نوش
گئے پائین نار دست بدست
ہوا ذی حوصلوں کا حوصلہ تنگ

آہن تیغ شعلہ ریز ہوا
کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
بہت انصار دین شہید ہوئے
ہوا حوروں سے جا کے ہم آغوش
صبح سے لے کے تا بہ نیمۂ روز
رستموں میں رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہیں یعنے آپ زخم نہیں لگاتے ہیں اور انھوں نے ہر ایک کو زخمی کیا ہو اور لشکریوں کو جان سے مارا ہو بادشاہ اسلام بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار پر ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کرکے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے او سب سردار بادشاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال میں متواری ہوئے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہم نبرد نپایا بارگاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھر سے اور کہا کل میں کوہ پر جہاں لشکر اسلام پناہ گزیں ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زرنثار کرتا ہوا سر پر علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا میں بارگاہ سلیمانی لے آیا ہوں میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور ادھر حسینہ بھی بہر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیارک سے کہا کہ اب تامل نکرو نکاح

پیار کر دو بختیارک نے کہا اے ملکہ تم نے جلدی کر کے کام بگاڑا اخیر آج تیاری کرو تاکہ عقد ہو جائے اور اُسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش و زیبایش اپنے ملازمون کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی ستر اشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کر دیا کہ ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
اسمہ دیباے روم اور حریر — مخمل و پرنیان بر دے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین لخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید و مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دُلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اُس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آ سریر آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوے نظم

بارگہ تھی دہان جو عالیشان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے اُن کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمۂ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن ناشکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھ کر دولھا بنے ہوے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور جلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور گرد امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب بادشاہ کو ہوش آتا ہی فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہی اس کلام سے شاہ کے گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا ہی لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہی برائے نام بھی عیار جمع ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ کلمہ طرز مہترین مہتر چالاک

چ

بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور دل سے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اس قحبہ حسینہ کو مار ڈالی
یہ سوچکر با جامے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا مین پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت نبکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہی اُسنے سب ماجرا حسینہ کے عقد کا
بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور قریب باغ پہونچکر صورت
اپنی ایک ساحر کی بنائی گھوے چندن کے تمام جسم پر لگائے بال فتیلہ بٹ کر جٹا مین خاک آلودہ کر کے
لٹکا مین سامری و جمشید کی تصویرین کمر تک باندھین تیمبری دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر ہیرے
کی اس طرح سے جڑی کہ معلوم ہوتا تھا گویا ماتھا ہیرے کا ہی اور اس تختی پر کندہ کیا ہی کہ مصاحب خاص
افراسیاب جادو ہاتھون مین ترسول اور مشعل آتشین لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون مین کہا
افراسیاب کے پاس سے آیا ہون لوگون نے بڑھ کر حسینہ سے خبر کی یہ حجلہ عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمین بیٹھنے کا حکم نہین یہ نامہ تمھین
شہنشاہ نے دیا ہی اسکا جواب لکھ دو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا ای
حسینہ تم نے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ سامری مین سیر کو گئے تھے وہان سے میوہ تھوڑا
لائے تھے سب اپنے ملازمون کو تقسیم کیا تمھین تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہی اس میوے کے
کھانے سے عمر بڑھتی ہی کس لیے کہ باغ سامری مین بڑی بڑی کرامت ہی تمھین چاہیے کہ اس میوے
کو ہمارے سر کی قسم جسوقت پہونچے اُسی وقت کھانا اور اُن لوگون کو جو تمھارے مصاحب خاص
ہون میوے کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور کو ہٹا دینا سیاوا ایسا نہوکہ کوئی ناپاک ہوا اور اُسکا
پرچھاوان پڑ جائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کر کے یہان آؤ تو ملک و مال اور
زیادہ عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزون سے کہا تم باغ
کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسون کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن انسے بھی کہدیا کہ اگر نجس ہو تو یہان نہ ٹھہرو
بعد اس انتظام کے کہا اے مکار جادو لائیے میوہ دیجیے چالاک نے کمر سے اپنی میوہ بہت سا
نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور طشتین منگا کر اسمین چنا پہلے آپ ذرہ دت کی پھر حسینہ
کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہی مگر ہر حال مین اپنی کنیزون کا خیال رکھتے
ہین اور چونکہ اپنے سر کی قسم نامہ مین شہنشاہ نے لکھی ہے کہ ابھی میوہ کھانا لہذا اے مکار مین تمھارے
سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر وہ میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا
اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوئین اور چالاک نے سبکے سر کاٹ ڈالے

حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا تاریکی چھاگئی ساحرنیان اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اُسی تاریکی مین حرز ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اُتار لی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہوگیا اور ساحر بھی گھبرا کر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سُنیئے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دولھا بنے بیٹھے تھے حسینہ کے مرنے سے سحر اینر سے اُتر گیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زمرد پرستون کے مانند ہی یہ دیکھ کر انھون نے اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپ کی شادی ہی اور آپ نے خداوند کو سجدہ کیا ہی سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ غضبناک ہوکر اُٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے تئین پرستش کرایا پس شمشیر کھینچکر نعرہ کیا کہ نظم

علمشاہ رومی شہِ فیل زور ... کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہر انجمن ... نخوانند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا مین شمشیر زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین مقید تھے اینر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اُتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سُنکر بلند ہورا اور ہاشم تیغ زن وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتکڑی بیڑی پھینک کے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اُترا ہوا تھا اسپر گرے فوج جلدی کمربندی کرنے لگی لیکن انھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑگیا اس عرصہ مین چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کرکے آگئے راوی کہتا ہی کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند کر آیا تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوے اور پتھر در غار پر سے ہٹاکر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر کوہستان مین پھرا کیے دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو صحرا سے اُجرت دیکر ہمراہ لیا اور اُسوقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ آور ہوے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کرسکا اور بڑھ کر تلوار چلنے لگی سر کفل کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے نظم

ہوے حمزہ کے گرد با قہر و شور ... تھا سلیمان پہ اکسم ہجوم مور
ایک تلوار اور دوسہ چہار ... بیکرکاریان ہوے فی النار
بڑھے جبدم مہاجر و انصار ... تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار

گوش تک چلۂ کمان لائے ‏ ‏ رُخ بمیدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیر سے پیر ‏ ‏ گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک کہ نظر ‏ ‏ نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن اُن سرکشون کی پست ہوئی ‏ ‏ بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپرون کا جو ابر چھایا تھا ‏ ‏ تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ بران سے ‏ ‏ لے گئے گوے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال ‏ ‏ سب گریزان ہوے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رو بگریز ‏ ‏ مومنان بر قفا بہ خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر قلعہ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استاد تھی وہین برپا کرائی لشکر اُترا بازارین کھلین پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوے ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی اسے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرضی سلیمان سے پھر لکھوائی کہ اے افراسیاب اب اور کسی کو بہر امداد اپنے خداوند کے روانہ کر دکس لیے کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اُسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد تعمیل حکم بجالا ئیے یہ لکھکر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی اُٹھا لے گیا لیکن حال طلسم کا سُنیے کہ پنجہ اُٹھا کر برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب مین لایا اُسنے رد سحر کر کے اُسکے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سُنکر فرط ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اُسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق جنگ زن کو طلب کر کے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرون اُس وقت ایک ساحر زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال پر شاہ کے ہنس پڑا افراسیاب رنجیدہ بیٹھا تھا اُسکو بیجا خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ اے بے ادب بجائے افسوس گریہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہے آفت نے کہا اے بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار اُن لوگون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عمرو پر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہو گیا اور کہا بدسیر نالائق دور ہو آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کرکے

میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہی جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہی آفت ساحر معزز ہی اسکو بخنان
درشت کی تاب نہ آئی اور گویا ہوا کہ ای افراسیاب اسی غرور اور استکبار سے سامری نے تجھیر یہ بلا نازل
کی ہی کہ بمصداق سے غرور جسنے کیا مورد عتاب ہوا ٭ معلم الملکوت آج تک خراب رہا ٭ ان ذلتون
کو بھی اُٹھاکر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل نکر سکے گا بلکہ دین بھی اُسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہی افراسیاب
نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہی جبھی اُسکی تعریف وطرفداری کرتا ہی خیر اس بدزبانی کا مزا بھی تجھ کو
چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو کیونکر تجھے بچاتا ہی یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اُسوقت حاضر
دربار تھے حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اُٹھے اُسنے بھی چاہا کہ سحر کرون
لیکن یہ تنہا تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فوراً مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ
دریاے خون رواں کے پار سے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع ہی
وہان لکڑیون کا انبار کرکے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب دیکھے اور وہان تک
عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑالے جاتے ہین آج شب بھر یہ تیرہ روزگار
اُسی میدان مین قید رہے کل صبح کو بادولت بھی گنبد نور پر جدھر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہی
اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور یہ اُسکے جلنے کی اور حسرت کرنا اُسکے مددگارون کا ملاحظہ
کرینگے یہ حکم سُنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کرکے بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ
پڑگیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو و کئی سو کنیزان
خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم
آفت کے ہین وہ سب گریان و نالان باموے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف
سے شاہ طلسم کے کوئی پاس نہین جاتا ہی بلکہ سب دور دور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے
پار اُتری سارے طلسم ظاہر مین غلغلہ پڑگیا اور طائران سحر نے خبر جاکر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار
ہوئی کہ اس حال کو چلکر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی
نے ندا کی جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اُسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر مہرخ مین
بھی پہونچی مہرخ نے سُنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہی عمرو نے بھی سُنا سب کے
سب بیقرار ہوگئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جاکر آفت کو چھین لاؤن مگر
عمرو نے کہا ای ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کر سکتین تو ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے
یہ مصیبت کیون اُٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی اس سے بہتر ہی کہ سرداران لشکر نزد بحر

یکھو زمین مین غرق ہو جائین اور یکھو آسمان کی طرف اڑین اور چھپ کر بر سر موقع ٹھہرین جب میرے نعرے کی صدا سنین اور افراسیاب کو بیہوش دیکھین اسوقت قتل و غارت آغاز کرین اور تھوڑا لشکر یہان رہے اور تھوڑا سردارون کے ساتھ جائے اور کمین گاہ مین بیٹھے اور یہ سب انتظام پردۂ شب مین تم کرنا اتنا دن جو باقی ہے اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائیگا لیکن مین ابھی سے جاتا ہون اور فکر عیاری کی کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر ذنبیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ جمع ہوے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کرینگے جو عیاریان کہ عیارون نے بیان کین وہ عمرو نے پسند کین کہ حال اُنکا آیندہ مذکور ہوگا اور سب عیار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو لیے ہوے اسی میدان مین پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور از بسکہ حکم افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہیزم لگانا اس وجہ سے جب ماتم کدۂ دہر مین عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے لعبد الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب — اس مصلاے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کو لے بصفا — دانۂ اختران پرونے لگا
اسکو تسبیح کی تھی اس لیے فکر — تا کرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فرد کش ہوئی ایک ساحر تدبیر جادو نام جنگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیان انبار کرنے لگا لشکر کا طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف صرصر نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور براہ مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر ساحر سمت زمین و آسمان جا کر چھپے کمین گاہ مین ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کر کے چلے تھے ان مین سے برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیون کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم کش کی ایسی بنائی اور تبر کاندھے پر رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا مین ایک درخت کاٹ رہا تھا اس مین سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا مین بھاگا آپ بھی چلکر دیکھیے تدبیر کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اُسکو تنہائی مین لایا اور حباب بیہوشی اسکے منہ پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار مین کپڑے اُتار کر بند کر کے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیان جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیون کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار مین اسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہین کود دو

ہین آدمی اس جوف مین آکر جدھر جاہین چلے جا ہین یہ تو اس کام مین مصروف ہی کہ قران بھی یہان آیا اور لکڑیون کا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیون کے جاکر نکلون اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی آئے اور صورت ساحرون کی بناکر لکڑیون کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے لگے یہ سب تو اپنے اپنے کام مین مصروف ہین لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کر کے چلا کنارے کنارے دریاے خون رواں کے روانہ ہوا یہان تک کہ قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہی رشک دہ بہشت برین ہی درخت سرکشیدہ و بلند ہر نہال فیض باغبان ازل سے نہال وار چمند لیکن ہر طرف اوداسی چھائی ہی ہر ایک گل گریبان چاک ہی نہ وہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہی نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار — اس مین رہتے پڑے ہزار ہزار
تھین جو سقفین منقش و رنگین — ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیرد فاختہ کا پیرا ہن — ہین سر کنگرہ دگور دگو زن
شاخ پر بلبل حزین یکسو — کر رہی ہی صدا اسے فاعتبروا

عمرو جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنے ملکہ ہلال سحر افگن زوجہ آفت کی جو غم شوہر مین گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر مین یہ باغ اُسکی سیرگاہ ہی اس لیے یہان ٹھہری ہی کہ شب بھر یہ چ و ماتم و نوحہ و شیون کرے اور صبح کو اپنے شوہر کے پاس جاکر اپنی بھی جان دے لہذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر حزین کو یاد کر کے بلبلاتی ہی اور روتی ہی کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان — جسکے سایے مین عاشقون کو امان
شاخ تھامے وہ نازنین کم سن — حسن مین بے نظیر و حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اسکو — نہ تو پروا ہے یاد سر اسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے — کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی — گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ پہرون خموش رہتی تھی — گاہ باد صبا سے کہتی تھی
اے صبا ہو گذر اگر وان تک — لیجیو زندان مین میرے جانان تک

کیونکر اک نامراد مرتی ہے
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس

نزع مین تجھ کو یاد کرتی ای
برگ ملتے تھے وان کف افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اُسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہی فوراً گوشہ باغ مین چھپکر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کوزہ پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ہوئی ہائے ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پا تک بلائین لین گلے لگا کر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا ای ملکہ در باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جاتی ہون تم بھی وہ کیفیت سُن لو ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لا کر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ بیہوش ہو گئی بس پیرہن اُسکا لیکر اپنی صورت مثل اُسی کے بنائی اور اُسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکارا کہ ست اُسوقت کنیزین انیسین جلیسین قدم پر گر کر سمجھانے لگین کہ ای نازک بدن یہ سن و سال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطہ سامری و جمشید کا اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ ؎

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہی کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر زائرہ مہاجر تیرے تُھنڈی رہون کہ ؎

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

یہ کہکر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرہ

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل جلجائے
یہ پاپی جیرا نا جلے کہ جیمان آہ سمائے

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کر لین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہو لین کنیزین کشتیان لباس و زیور کی سامنے لائین ہلال نے اپنی زلفون کو سنوار کر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا ہر بال مین موتی پرد یا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کبیشر ہندی بیت

چیکے چہو چھار بالون سو رنگھ دار پھولن کی وار دو سوتن بجارے ہین
مین منہار کدھون ناگن کے ناگ کدھون نار کستول کی سو مین سنوارے ہین

گاجر سون کارے اندھیارے سون اندھیارے پریم پیت اور ڈارے سدا سون سدھارے ہین

لانبے لمکارے گوری بیٹھ اور ڈارے سونے کی دیوالا ور جوبلی کے پنارے ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل کا دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا بلکہ لاکھوں نے جان عشاق پر کر ورا کیا کہ کبت

کبلنگ کہا کیسے ایجا یاہی گن راجت اور بسی کی

جاؤن سے درسی سکیان سوکان بھی بس تیری کسیمکا کی

چندر کے آنن مین تل راجت ایسی براجت دانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کھیلت ہین چھونا جیسی کی

اور سر سے پانوں تک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلۂ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سبو کی سی ہشوا کدھون زار بارہ کی سی مری پھل کے ٹھاٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیا پھانک کے ٹھاٹھ پچھی دریائی کی سی مردنگی کی سنک دیا الٹ دھر آئین ہین

کھیلنے کے گیند آئی چکوی چکوا جیو یا ہوت تیری بھجن مین کنج کی سی چھائین ہین

کہت پریم داس رہیے پریم ہی کے ساتھ کام جوٹ کاڑھے کو توری لگائین ہین

المختصر جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو و یاسمن بو نے ستی کی پوجا کی اور ہار پھولون کے دونے مٹھائیون کے گرد اس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سوار ہوئی کہارون نے تخت اٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعرم ہنست کھیلت اب چلی ہی سائین کے دربار۔ ایک ناریل لیے دمبدم اسکو اچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے لگی ستی کے ہاتھ سے برساؤ کے طلبگار ہوے چاہتے تھے کہ اسیس دے اور ستی جب خلق کا مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر ندست دے دیا دون ہر ایک کو مشتاق ہر سے گیان دھیان لگانے کی تاکید کرتی کہ بجا جاپنے ہر سے بیت کرے اور گھٹ مین جیکے وہ بسے ہردے مین سمائے تن من اسی کے نام پر سا پنے اسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب سکھ پائے سنسار مین پریت کی ہر کی اچھا سنپورن ہو جس سے ہردم ہر سے بھینٹ رہے ایک ہو جائے کہ نظم

	الف ایک بورنگی سائین		ہر گھٹ مین واکی پرچھائین	

جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا ایسا ہی بورنگی پیارا
دہن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات
سمندر سما یو لوند مین اچرج پڑ دکھات

ڈفلی اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پر جا بر کی اگیاری کے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی یہان تک کہ نائرہ فراق شاہد شب مین جلتا ہوا گنبد شرقی سے بیتابانہ نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا نظم

اک طرف سے عیان ہوا خورشید صبح کو لے کے جانماز سفید
طالب طاعت آلہ ہوا یعنے خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم ہی پہونچی اور افراسیاب بھی اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر گنبد نور پر آکر جلوہ گر ہوا اور اس طرف آفت جادو آفت مین مبتلا با دل حزین حضور قلب سے درگاہ خداوند مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل مہرخ کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھپر سے اس آفت کو دور کر دے اور بواسطہ خاصان خدا کا دلایا کہ کبت سگر وسنسار پکارت ہی جبریل کر انتر تو ہی سکھایو + تین سو برس نبی جی سے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑایو + بھیر پڑی جب کبھی کی تب انتر مار کے سین چلایو + مین تنتی کرون سنگھ الہ کہ میرے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور رتھ ستی کا وہان آیا ساری خلقت اُسی طرف چلی اور تخت کو گھیر پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کر اس غافلہ کو دیکھ کر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک نے عرض کی کہ زوجہ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہی یہ سُنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُسکے جمال دلفریب کو دیکھ کر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ ای نازنین ملک ومال لے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اس ماہ وش نے جواب دیا کہ ای بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا سکھی رہے ان دھن دولت مجھے سب خاک ہی کہ دوہرہ

کر ٹی جل کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا بھئی نہ راکھ

یہ کہکر تخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اُسکو گود مین لیا اسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کا جل پار کر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا چھوٹا ہی دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلا چکی ہی یا نہین غرضکہ جب کاجل

ہتھیلی پر بارا ستی بیٹھی ہنسا کی اُسوقت اس میدان مین ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام و جانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے پکنے کھی اور تیل کے سب مین بیہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لاکر انڈیلے اور برق نے پولا جلاکر آگ لگادی یکایک شعلہ بلند ہوا اور چار سمت سے آگ بھڑکی اسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اُسے جال مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھکر اُس جوف مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا وہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مارکر عمرو کو گھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس مہرے بر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہوکر گرے اسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کرکے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے ان کے سب کے نتھنون مین پھول دافع بیہوشی پڑے ہین کہ خود بیہوش نہو جائین پھر تو برق فرنگی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے کی صدا شنکر مہرخ اور بہار اور نافرمان اور مہرخ مو وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا ہوکر آفت برپا کرنے لگے نارنج اور ترنج گولے فولادی لگاتے تھے کہ ساحرون کے سینے ٹوٹتے تھے اور شعلے انکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیان اُٹھتی تھین اور دھوان بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کرے مین جاکر گھٹا اور افراسیاب کمرے پر نیچے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہوکے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے چلا کہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے انھون نے شہنشاہ کو روکا اس عرصے مین اندر کمرے کے سب اہل دربار بھی بیہوش ہوئے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی اُسنے اور تمام سردارون نے تھوڑے عرصہ مین ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار
شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار

صاعقے بجلیان گرین ہر سو
ہو گئے ڈھیر کشتہ ہاے عدو

شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند
ہوا بہر فلک کو بیم گزند

برق محشر جہان گری ایکبار
لشکر ساحران ہوا سفے الکنار

سر دشمن پہ مثل برق آئی
بلکہ مثل اجل بفرق آئی

جب کہ وہ برق جگمگانے لگی — پشت گاو زمین چرانے لگی
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے — مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے
پر تو تیغ سے وہان ناگاہ — جل گئی ہر طرف زمین پہ گیاہ
سر برستے تھے ہر طرف جون میغ — تیز تھا ہر طرف کو شعلۂ تیغ

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا ہی جو مرتا تھا اُسکا پیرہن وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین نکلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھا لے گئے اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ محشر بپا دیکھا ساری فوج کو خاک خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کر کے مارے ندامت کے پر پرواز پیدا کر کے سمت ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر بحر برسا کر ہوشیار کیا اور آمادۂ جنگ ہوئی اسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھین کہ ہم گنبد لوز پر جا نہ سکین گے اور حیرت اگر دریاے خون روان سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہم سب کے لیے حایل ہو جائیگا پھر کوئی نکل نہ سکے گا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے یہان تک کہ سب بخیریت تمام قتل و غارت کر کے اپنے لشکر ظفر اختتام مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوے جشن عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آگئے عمرو نے آفت و ہلال سحرا فگن کو زنبیل سے نکالا اُنھون نے اس آفت سے اپنے تیئن بارگاہ مین پایا ہر سمت حیران ہو کر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو تیغ ایسے مہلکہ سے بفضلہ تعالیٰ رہا کر لایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا پھر تو آفت نے اُٹھ خواجہ کے قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہ مین انکی اُستادہ ہوئین بعیش و آرام تسکین گزین ہوے لیکن افراسیاب رنجیدہ ظلمات سے پھر کر باغ سیب مین آیا ادھر حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور گریان و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلا لے لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا راے ہے اور ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے حکم دیا کہ جا کر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کر لا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان اسی وقت تہ زمین مین بزور سحر غرق ہو کر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملے گا اور میان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ اے عمرو اتنی بڑی ذلت تیری ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے چھپ جانا چاہیے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان

ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہو بہت سے پہلوان جو مسلمان نہین ہوے وہ زنبیل مین قید ہین انکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقیدان زنبیل جانتے ہین کہ ہم گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل آدم صفی اللہ نے عمرو کو دی ہو شل ایک بجوے کے ہو ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا فی الجملہ اس پہلوان کو بیہوش کرکے اپنی صورت اُسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگڑی پر اسے لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ صرصر مین پہونچا اور طبقہ زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا کہ منم باغبان قدرت ساحران نامی نے گولے اور نارنج وغیرہ مارے لیکن اپنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد چلنے لگی اور حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ مین نہین ہو خیال کیا کہ سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس ہر صحنچی اور سراچہ وغیرہ مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پلنگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا نیچہ کمر مین دیکر اُڑا اور چلتے وقت نعرا پنا آمار نیا کہ صرصر وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ ای نمکحرامان مجھے حکم شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون اگر کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اُسوقت پھر ساحرون نے نارنج وغیرہ سنبھال کر قصد مقابلہ کا کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اُسنے کان مین صرصر کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو روکو کسی کو لڑنے نہ دو صرصر نے سردارون کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحم نہو خواجہ کا خدا مالک ہو لے جانے دو سب ساحر رُکے اور باغبان اُڑا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے ہمشکل کو سامنے ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو ہوشیار کرکے قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اُس پہلوان کی آنکھ کھُلی ایک بادشاہ جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون او ناعیار دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اب بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے عرض کیا کہ ای بادشاہ مین عیار نہین ہون بلکہ حضور کا غلام ہون اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے والا ہون افراسیاب نے کہا ارے مین تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر اس پہلوان نے کہا کہ ای بادشاہ آپ عدل فرمائیے تحقیق خوب کر لیجیے مین کشمیر کا رہنے والا ہون خداپرستون نے مجھے زیر کرکے چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اسوقت عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھے لایا اور کیونکر زنبیل سے چھوٹا

افراسیاب کو اسکے کلام عجز التیام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی
عمرو نے اُسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہی یہ معلوم کر کے پہلوان کا مُنھ دُھلوایا رنگ
روغن عیاری چھوٹا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کر کے خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے
کہا کہ تو کیا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اُسنے عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھکر
مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہی میرا اس مین قصور کیا ہی
افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا اور ایک پنجے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اُٹھا لائے
پنجہ جا کر صرصر کو لایا صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہی عمرو کو پہچان کر گرفتار کر کے
حاضر کر اور اگر نہ لائیگی تو با یمان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کسدن کے لیے ہی دیکھ عیاران
لشکر اسلام کیسی جانبازی کر رہے ہین صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانہاے عیاری سے
درست ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار بچیان ظلین انسے سارا ماجرا بیان
کیا وہ بھی بہر عیاری روانہ ہوئین اور صرصر بہ شکل مبدل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف پھرنے لگی
اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ پاس مجھے بھی
ملازم کرا دو بیچے کنیز نے کہا کچہری مین جاکر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھ سے یہ کام تعلق نہین صرصر کنیز کے ساتھ
باتین کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہان تنہائی تھی رستہ نہ چلتا تھا اور اس جگہ فرصت پاکر ایک بیضہ
بیہوشی مُنھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش ہوئی پیراہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور
آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی جب سامنے مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھو آئین رفع
احتیاج کو جاؤنگی صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ مین مہرخ بھی آئی صرصر نے اکیلا
پاکر ایک حباب بھر کر بیہوشی کا مُنھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی صرصر نے اسی جگہ بیٹھ کر صورت اپنی
شکل صورت مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا کمیٹ کر اس طرح باندھا کہ ایک گٹھری ہو گئی
اس گٹھری کو ہاتھ مین لٹکائے وہان آئی کہ جہان توشک خانہ تھا اور جو لوگ وہان تھے اُنکو حکم
دیا کہ تم یہان سے ہٹ جاؤ مین ایک چیز مخفی رکھونگی وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق
مین مہرخ کو بند کر دیا اور جب اس جگہ سے باہر آئی ملازمون کو بلا کر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے
نہ کھولنا ورنہ قتل کروا ڈالونگی غرض کہ اُس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہان سے آکر مہرخ کی
جگہ تخت پر بیٹھی اور بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی صحنچی مین بچھاؤ مین کچھ کھاؤنگی بموجب حکم
دسترخوان بکاول نے چنا مہرخ نقلی وہان آئی اس اثنا مین عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا

ظاہر ہوکر باہر بارگاہ کے چلے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہین ہی لوگون سے پوچھا ملکہ کہان گئین
ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی مین تشریف لیگئی ہین عمرو یہ سنکر یا پن مہرخ تھے آیا ملکہ نے
کہا خواجہ کھانا کھایئے عمرو نے کہا بسم اللہ آپ نوش فرمایئے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمایئے
عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے لگا جب کھا چکے کنیزون نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک اپنا
عمرو کو دیا اور خاصدان آگے بڑھایا اور کنیزون سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہی تم یہان سے بارگاہ
مین جاکر ٹھہرو وہ سب وہان سے چلی آئین اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منھ پوچھا رومال مین
روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منھ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر نے عمرو کا پشتارہ باندھا
اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست وخیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگون نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے
جاتی ہی لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہی کوئی بسبب رعب شاہی کے کچھ کہہ نہ سکا اور صرصر شل صرصر کے اڑتی
ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے جو اُسے دیکھا سمجھا کہ عیار بچی ہی
فوراً تیغ کھینچ کر آیا صرصر نے تیغ کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ مین صرصر نے قریب پہونچکر حلقے کمند کے
مارے برق جست کرکے حلقۂ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ صرصر چھینک
مارکر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لون اُسوقت صبا رفتار صحرا کی طرف سے للکارتی ہوئی آئی اور
خنجر پکڑ کے حملہ آور ہوئی برق نے اس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبا رفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے
پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منھ پر صرصر کے مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ان دونون کو لڑتے
دیکھکر قابو جو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی برق پیچھے دوڑا صبا رفتار سدراہ ہوئی برق نے زفیل بجائی کہ
صحرا سے کوئی اور عیار آجائے لیکن صرصر جو بھاگی زفیل سُنکر سمجھی کہ تو گھر جائیگی عیار آجا بینگے یہ سوچکر
بل پر زاوان جو دھوئین کا بنا ہی اُسکے بیچ کے درجے سے چلی اور پکاری کہ اے پل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اُسی وقت اُسکے اس کلام سے دھوان شق ہوگیا اور راہ ہوگئی برق منھ دیکھکر رہگیا اور
صبا رفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر مین پھر کر آیا دیکھا یہان غلغلہ تھا کہ مہرخ اور عمرو کھانا کھاتے
کھاتے غائب ہوگئے یہ ماجرا سُنکر برق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لے
گئی ہی یقین ہی کہ مہرخ کہین بیہوش پڑی ہونگی اُسوقت داروغہ توشک خانے نے کہا کہ ملکہ کچھ
صندوق مین بند کر گئی ہین اُسے دیکھیے کہ کیا ہی برق نے صندوق جاکر کھولا اس مین مہرخ کو بند پایا ہوشیار
کرکے لاکر تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سُنکر بڑا رنج ہوا سب لشکر مین اندوہ والم کی باتین ہونے
لگین اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر آئی لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ عمرو کو

لیے جب دھوئین سے گذری طرف طلسمات کے چلی اس لیے کہ ایسی راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے
اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے
جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہی کہ جہان خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھکر چپ ہو رہا
اور صرصر اس تاریکی کو طی کرکے قریب آتش پہونچی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب
مجھے راہ دے یہ کہکر آگ سے بھی گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم
نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل کی طرح
روشن تھا اسنے صرصر کی کمر مین پنجہ دیکر چرخ دے دیکر ایک طرف پھینکا عمرو نے مارے ڈر کے آنکھین
بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک پتلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا ہی یہان تک کہ وہ پتلا لیے ہوئے
قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر دریا کے سیاہی تھی وہ پتلا غوطہ لگاتے ہوے
چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی ہی دل سے یاد رود کو اس اندھیرے مین یاد کرتا جیکا
بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن وہ ساحر اُس دریا کے کنارے پہونچا اسوقت ایک سوار
سامنے سے آیا اور صرصر کو پنجے مین ہاتھ ڈال کر اُڑا بہت دور جاکر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار
اُترا اور صرصر کو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پاؤن اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین
فرط دہشت سے بند ہوگیئن بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر تھمے ہوے ایک باغ مین
آئی کہ باغ سیب یہی ہی سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پُر بہار فصل خزان و آسیب
صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور سر سبزی طائران خوش الحان سحر کے
جانور بزبان فصیح بیان و شیوا زبانی جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب
کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ہر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویر کلین سقف اور ستون مین نگین
بارہ دری جواہر آگین کہ مثنوی

ریاحین وگل اس مین انواع کے　طلسمات کل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در　نہ پایان کے سے کوٹھے نہ یان کے سے در
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر　نہ سردی نہ گرمی کا اُس مین خطر
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق　نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے جاندار وحش وطیور　خراماں پھرین صحن مین دور دور
پھرین دن کو سارے وہ حیوان ہو　کرین رات کو کام انسان ہو

لگے ہر طرف گوہر شب چراغ
وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوئے خار اور سب نہال
گل و غنچہ سب وان کے دور از خیال
صدا آئے سے آپ گھڑیال کی
کہین ناچ کی اور کہین تال کی
رہے وان کے حجر دن کا جو در کھلا
تو دنیا کے باجون کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار
تو جون ارغنوان راگ نکلین ہزار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش
بخط سلیمانی اُن پر نقوش
ظلمات کے پردے اور چلمنین
اڑا دے یہ دل کے کھلین اور بند ہین

بیچ بارہ دری مین تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ
صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ کہنگار سرکار حاضر ہی کنیز حکم عالی
بجالائی اور جانبازی کرکے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا
عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ نیچہ عرضی سلیمان عنبر ین مو کی مشتمل احوال قتل حسینہ جادو
جسکا ذکر اول مذکور ہوا لیکر آیا افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب مین اُسکے عرضی خدمت لقا
مین لکھی کہ یا خداوند کمترین نے فی الحال عمرو سا ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہی لہذا ملک بختیارک
شیطان کو اپنی درگاہ کے یہان بھیجدیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین اور انھین کے ہمراہ مین فوج
ساحران کردونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسیوقت
پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار جادو عرضی لیکر بزور سحر اڑی اور بتعجیل تمام
مسافت راہ طے کرکے کوہ عقیق کے قلعے مین پہونچی اور براہ ادب دروازے پر دارالامارت شاہی کے
ٹھہر گئی اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا یہان چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال
بارگاہ لقا مین آیا تھا دروازہ پر دارالامارۃ کے مردہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میان مرد ہے
صاحبھا کر عرض کردو کہ طلسم ہوشربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہو عرضی شاہ
طلسم کی لائی ہو چالاک نے کہا آپ ٹھہریے مین عرض کرتا ہون اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے
باہر آکر خمار سے کہا کہ ای ملکہ جو حکم تمھاری نسبت ہوا ہی اُسے آکر سن لو خمار اُسکے ساتھ ہولی
چالاک اُسے تنہائی مین لایا اور کہا خداوند نے یہ عمل دیا ہو کہ اسے لکھا کرہماری بارگاہ مین آ
سارا جسم نورانی ہو جائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند کی اپنے ایک ایک حقیر
ناچیز بندون کے حال پر ہو کہ مجھے حاضر ہوتے ہی سرفراز فرمایا

نظم

آن کہ پامال جفا کرد چو خاک راہم	خاک می بوسم و عذر کرش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا	چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم

بعد ادای شکر یہ وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ تمرلا کہ سر نیچے اور پاؤن اوپر ہوگئے بیہوش چالاک کی بن پڑی اُسترا نکال کر اُسکا سر مونڈا اور نامۂ افراسیاب اُسکے پاس سے لیکر خود نامہ لکھ کر اُسکی جھولی مین رکھ اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا سنبھلکر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اسکی یہی تاثیر ہوگی کہ انسان کھا کر ہوش مین نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلایش جب دفع ہوگی اور قالب پلٹے گا ضرور ہی کہ انسان بیہوش ہو جائیگا اب یقین ہی کہ مین آج ایسی پاکیزہ ہوگئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی یہ متصور کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہلوجا تا سمجھکر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی کچھ سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہان تک کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ آئی ہی لیکن سر منڈائے سب ہنسنے لگے اور لقا نے کہا ای بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہمنے تجھپر نازل کی خمار نے سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُسوقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر ایک شعر

پڑھا فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق	زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان گیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامۂ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کرکے چاہا کہ پڑھون اُس مین کلمات نا ملائم اور دشنام سیکڑون تحریر تھیں کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا غرضکہ منشی نے براہ ادب خداوند سے عرض کیا کہ یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہی مجھ سے پڑھا نہیں جاتا یہ سنکر بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھ دون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اسے دیکھا بہت ہنسا اور کہا خداوند مینے اس نامہ میں لکھا ہی کہ ابے او بے عزت حرامزادے مسخرے گدھے نالائق قرمساق بدتمیز خرس بادیہ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ شکل سیاہ رو تیرہ درون گمراہ اعنی زمرد شاہ مردود درگاہ آلہ لعن اللہ دنیا بعد ہزاران ہزار لعنت کے ای ملعون خدا تجھے گندہ جہنم کرے کہ تو نے ہزار ہا بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہی لازم ہی کہ خدمت با سعادت حضرت صاحبقران عالی تبار مین حاضر ہوکر دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوی الوہیت سے

بازآ اور نہ لشکر کشی کر کے فوج ساحران بھیج کر اس طرح تجکو راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے
حال بد مآل پہ گریہ کریگی اور تیرا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جاننا خاتمہ تمام
بر تو ہزار ہا دشنام یہ مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گڑگڑایا اور پکارا کہ اس افراسیاب
حرامزادے کی اب شامت آئی ہو تقدیر کر کے اُسے میں غارت کیے دیتا ہوں اور دوزخ میں بھیجتا
ہوں خمارہ یہ غصہ دیکھکر تھرتھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا خداوند یہ نامہ شہنشاہ ساحران
نے ہرگز نہیں لکھا معلوم ہوتا ہو کہ اثنائے راہ میں نامہ کسی نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ
نے عمرو کو گرفتار کرا دیا تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوندا اپنے شیطان درگاہ ملک بختیارک کو یہاں
بھیجیں کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لے جائیں لہذا
اس تحریر کے خلاف یہاں یہ گالیاں لکھی نظر آتی ہیں مجھے بڑا تعجب ہو کہ یہ کیا ماجرا ہو آپ خداوند ہیں
آپ پر سب واضح و روشن ہوگا بختیارک نے یہ تقریر سُنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہو عمرو کا گرفتار
ہونا غیر ممکن ہو میں جانتا ہوں کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بناکر قید کرا دیا ہوگا اور آپ تمھارے
ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پاکر نامہ بدلا ہوگا اور اے ملکہ کیا تمھارے طلسم میں یہ رسم ہو کہ عورتیں بھی
سر منڈاتی ہیں خمارہ سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہیں کہا اے شیطان خداوند آپکا تو یہ کام ہی ہو کہ ہر ایک سے
تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہوں تمسخر نہ فرمایئے طلسم میں تو وہ زنان
پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہیں کہ جنکی زلف چلیپا میں ہزارہا دل بیدلوں کے گرفتار رہتے ہیں
اور مار کاکل کے ڈسے ہوئے پانی نہیں مانگتے ہیں سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی بختیارک
نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ خداوند کی زیارت کو جاؤنگی اور اس وقت سر منڈاؤنگی
سر پر ہاتھ رکھکر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہو یا میرا کہنا کچھ غلط ہو خمارہ نے گھبراکر سر پر ہاتھ رکھا سر مو
بختیارک کے کہنے میں فرق نہ تھا بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی
رونے لگی اور کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہیں کہ عمرو میرے ساتھ چلا آیا بلکہ راہ میں میرے
کاندھے بوجھل تھے یقین ہو کہ وہ ہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلاکر مردود نے بیہوش
بھی کیا تھا اور ایک بار طلسم میں عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سُنے پکارا الصلوٰۃ بر محمد
و بر آل محمد و لعنت بر لقا کیوں بی خمارہ تم نے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند ہو اب تم ظہور اسکا دیکھوگی
واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کر دوں کہ عمرو یہاں آیا ہو یا نہیں اور جانتا ہو کہ جہاں
عمرو ہوتا ہو اگر اسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہو اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف

لائے ہین تو اپنا ظہور دکھایئے اسکے اس کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈکر چلا تھا گو خدمتگار کی صورت
بنکر بارگاہ مین کھڑا یہ سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر ان کو دکھادون
تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھکر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو عقیق مین ہے یہ سنکر
افراسیاب کو شبہہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہی عمرو نہین ہے پس وہ عمرو کو چھوڑ دیگا اور میرا کام ہوگا
کہ ہزارون کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی
بنائی اور یہان بختیارک مدح و ثنا عمرو کی کر رہا تھا کہ سرانچہ پھاندکر چالاک بیچ بارگاہ
کے اترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی طرح کا شک نرہے باتین آنکھ کا تل مثل عمرو کے اسکو دکھادیا اور
پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے تو بچ گئی ورنہ مین تو مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اُٹھکر
دوڑی کہ او موئے مونڈی کاٹے غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے
طلسم مین اور دربار خداوند مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی
ناک پر تاک کے مارا اسکے پڑتے ہی بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا تلازمان لقا تو حرکات
عیارون کی سے بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے
خمار کو ہوشیار کرایا بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم جواب نامہ کا لیکر جاؤ اور یہ بھی لیتی جاؤ
افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی سے حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے بدین مضمون کہ بندہ
خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو
کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمھارے ملازم تمھین دھوکے دیتے ہین کہ عیار بھی تمھاری عمرو کی صورت
بناکر کسی کو لے آئی ہی اور تمھین کچھ معلوم نہوا عمرو تمھارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجب
کیا ہی جو اس غفلت کا تمھاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ تمکو کسی دن قتل کر ڈالے لہذا میرے شیطان
کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے
اسوقت شیطان کا آنا ہوگا اب تمھین چاہیے کہ بمدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند
غضب اپنا تمھارے طلسم پر بھیجین گے اور ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائینگے یہ قلمبند کرکے منشی نے
لقا کی مہر ثبت کرکے خمار کے حوالے کیا اُسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر پر پیدا کر دیجے
لقا نے کہا ای بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن و جمال عطا کرونگا کہ بہتر
میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہوگی غرضکہ تسکین اور تشفی دیکر اُسکو
رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اڑی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین افراسیاب کے پاس پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے

جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا
افراسیاب مارے خوف کے کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیاں ملیں کانپنے لگا
اور خمار کا سر منڈا ہوا دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے
کسی کو عمرو کی صورت بنا لائی ہے اسوقت حکم کیا کہ عمرو بندھا ہوا ہے اسکو کھولکر ہمارے سامنے لاؤ ساحر
عمرو کو دربار میں لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار کا بیان سُن رہا تھا سمجھ گیا کہ وہاں کسی میرے فرزند
یا شاگرد نے سر اس قحبہ کا مونڈ کر اور میری شکل بنکر دکھایا ہوگا اور دھوکا دینے سے تجھے چھڑانا چاہا
ہے پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اور اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے کہا حضور صرصر نے مجھسے کہا تھا
کہ میں تجھے عمرو کی صورت بنا کر سامنے شہنشاہ کے لیے چلتی ہوں وہ تجھے قید کرینگے میں رات کو آکر چھوڑ
دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپے دونگی تو کہدینا کہ میں عمرو ہوں ورنہ میں ایک طوائف رہنے
والی طلسم ظاہر کی ہوں افراسیاب نے یہ سُنکر ساحروں سے کہا سحر اسپر سے اُتار لو اور
عمرو سے کہا کہ جا جہاں جی چاہے چلا جا اور پانچ ہزار روپیہ اپنے پاس سے اُسکے سچ کہدینے پر عنایت
فرمائے عمرو سلام کرکے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم پہچانے جاؤ اس سبب سے
گلیم اوڑھکر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیار غیبانی صرصر کو اسی باغ میں کہ
بہت دور تک ہے ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحروں نے آکر حکم شہنشاہ متضمن بجاحضری سُنایا یہ
لرزاں و ترساں سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحروں نے ستون بارہ دری سے
صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہے افراسیاب نے کہا حرامزادی مجھے پیش
خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھو یہ نامہ آیا ہے تو ایک طوائف کو لالچ دیکر عمرو بنا کر لائی ہے شرط کہ ناک کٹوا ڈالوں
صرصر نے کہا کبھی ایسا نہیں ہے میں عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اُسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر
عمرو نے مونڈا بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈکر تجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا آپ
کتاب سامری ملاحظہ فرمائیے میرے اور کسی کے کہنے پر نہ جائیے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجے ورنہ
کوئی اپنا سر منڈواتا پھرے مجھ پر تہمت جوڑے برائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار نے جھلاکر
کہا او قحبہ میرے منہ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سرزوری صرصر بولی کہ قحبہ جو مجھکو کہے گی وہ آپ
ہوگی میں شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اُٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب دونوں پر خفا ہوا
کہ میرے روبرو یہ گستاخی زیبا نہیں اور کتاب سامری دیکھی سب حال جو اوپر مذکور ہوا نظر آیا کہ
صرصر سچی ہے تونے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر چالاک کے مونڈا ہے یہ معلوم کرکے صرصر کو رہا کرکے خلعت دیا اور

حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکیگا جلد جا کر گرفتار کر لا صرصر تعاقب عمرو مین روانہ ہوئی افراسیاب نے بھی دربار برخاست فرمایا ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کرکینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے پیدا ہوا کہ ذکر اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھکر جو چلا جب دور نکل گیا گلیم اتار لی اور اپنی بصورت ایک اگھوری خبیث کی ایسی بنا لی کہ لنگوٹی باندھے جھنڈ گا اور ڈھے شراب کی بوتل ہاتھ مین بغل مین مردے کی کھوپڑی ڈالے بیہودہ بکتا چلا کہ راہ مین اگر کوئی ساحر ملے تو اُسکو قتل کر کے دریا سے اُسکی صورت بنکر پار اتر جاؤن اسی فکر مین جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آ کر پہونچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھکر اسنے پہچانا اور للکارکر تیغہ بکڑ کر مقابل ہوئی عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ بہ فن عیاری ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے ساحر پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اسے آتے دیکھا کہا کہ ای صرصر دیکھ تیرے عقب مین کون آتا ہی اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضہ بیہوشی ملا کر صرصر کے منھ پر مارا اور چکر کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود مین اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور چاہا مین بھاگ جاؤن لیکن وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اُسنے سحر کیا کہ عمرو وہین کھڑا رہگیا وہ پاس آیا اور کہا کہ ای اگھوری تو کس لیے لڑ رہا تھا اور مین نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا تھا اُسے تو نے کیا کیا کہان یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے مین لڑتا تھا اور مین بھوکا تھا اُسکو کھا گیا یہ سنکر اس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک مین دربار شاہی مین نہین پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہی کہ تجھے خدمت شاہ مین لے جاؤن کہ ایسا ساحر آنکے بیان کوئی نہوگا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لیے یہ کہکر سحر کر کے عمرو کو لیکر اڑا اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخاست کر چکا تھا تو وزیر اسکا باغبان قدرت اپنے باغ مین آ کر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کرتا تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے اُسی طرف سے اڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ مین دبائے اڑا جاتا ہی اُسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلاؤ دیکھو یہ کون ہی باغبان نے سحر پڑھا یہ ساحر رکا یا مین سے بیچ مثل نامی ساحرون کے سحر نہین بجانتا ہو باغبان کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا ناچار اوتر آیا باغبان کو دیکھ کر تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہی جسے تو گرفتار کیے لیے جاتا ہی ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا پھر یکایک اُسے کھا گیا مجھے تعجب ہوا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر ایک تعجب ہوا اور بنگاہ سحر عمرو کو گھورا از بسکہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے گھورنے اور بنظر گرم سے عمرو کے جسم سے روغن عیاری اڑ گیا اور چنگاریان جسم سے اڑنے لگین اُسوقت

باغبان نے نگاہ سحر سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحر سے کہا یہ اگھوری نہین عمرو ہی اور عمرو سے
دریافت کیا کہ تو کسے کہا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو کسی کے سامنے نہین کرتا ہون اور نہ اسکو تنہا
کسی مکان مین رکھتا ہون بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہون اور زوجہ میری عیارے بدل ہی چھپا مین اسکو
جب زنبیل سے نکالتا ہون وہ مجھے لڑتی ہو لہذا اُسوقت مین اور وہ دونون لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر
آیا مین نے اسکو نامحرم سمجھکر اپنی بی بی کو زنبیل مین رکھ لیا نکل تو مین کسی کو نہین گیا یہ حقیقت
عمرو سے سُنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھین کیسی ہی عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے
کاہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن
باغبان بیٹھا رہا اور اُسنے کہا ای عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو
نے کہا پہلے روپے منگا دو تو کیا مضائقہ باغبان اور اسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو
اُسوقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا منھ زنبیل سے نکال کر صورت اسکی تبدیل کر دی اور وہان
سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اُسکے سامنے ڈالدیا گلچین نے ایک نازنین
عورت کو باحسن و جمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت خوب صورت ہی اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا
یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو
فقرے دیگی کہے گی مین صرصر ہون اور آپ اُسوقت میرے دشمن ہو جایئے گا گلچین اور باغبان دونون
نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانین گے اُسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر فتیلہ دفع
بیہوشی سونگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد کی کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ
مجھے آپ نے کیون باندھا ہی اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیئے گا مین اسکو
پاس شہنشاہ کے لائے لیے جاؤن کہ انکو اسکی تلاش ہی عمرو نے یہ سنکر کہا حرام زادی شہنشاہ اپنے یار کے
پاس مجھے لے جاکر کیا کریگی آج تیری ناک کاٹونگا اب صرصر جو برا بھلا کہتی ہو تو سب جانتے
ہین کہ یہ شوہر و زن باہم ہین بلکہ گلچین نے کہا ای عمرو جورو تیری زبان دراز ہی صرصر
کو عمرو طمانچے لگانے لگا کہ کیون ای گیسو بریدہ پھر زبان درازی کریگی اور باغبان اور گلچین ہنسنے
لگے اُسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی ای لوگو تمہی نہیں ہی شہنشاہ سے کہونگی آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا
باغبان نے کہا تو شہنشاہ کے پاس کیونکر پہونچے گی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت
دربار مین حاضر رہتی ہون عمرو یہ سُنکر بولا کہ دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر
تبلائیگی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک طمانچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین

گذرا تھا اور **افراسیاب** کا قبال گرفتاری عمرو جو ارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر مین صرصر ہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس سے صرصر کے **باغبان** کو شبہ ہوا اور باغ سے ایک پھل توڑکر اُسپر سحر پڑھا کہ وہ ثمر شق ہوا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ نے نکل کر یہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بندہ ہی صرصر ہی یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان نے صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگام مین سب تو صرصر کی جانب مخاطب تھے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ نا عیار کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ موجود ہین باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہی اور عمرو دکھلائی نہین دیتا ہی اتنے مین صرصر نے کہا مین جاتی ہون عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہین غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے روانہ ہوئی اور عمرو وہین ٹھہر رہا کہ یہین پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹون اور ساحرون کو قتل کرون الحاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے مین عمرو کو بھی ہاتھ سے کھویا مین نے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہان ہوتا تو کمال اُسکے دیکھتی عمرو نے جواب دیا کہ ہم یہین ہین لیکن اس لیے پوشیدہ ہین کہ تم لوگ ساحر ہو ہمین گرفتار کرکے پاس افراسیاب کے لیجاؤ گے گلچین نے یہ آواز سُنکر کہا قسم ہی سامری کی یہان کوئی تجھے دغا نہ کرے گا عمرو پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئین گلچین نے روپیہ جمع کرایا عمرو گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا ای عمرو ہم آپکے گانے کے بہت مشتاق ہین کچھ ہمین سُنائیے عمرو نے نے نکالی اور گھنگرو پانؤن مین باندھے رقص و سرود آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف سماع ہوئے اور گل اُس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سُننے لگے برگ ہوا سے جنبان نہ تھے بلکہ تالیان فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے دہن غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ کے سر مین جوش تھے

نظم

لگا گانے ٹپا وہ اس آن سے
کہ بے کل تھی ہر تال آواز سے
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اُٹھا
کھڑے ہو گئے سرو ہوکر درخت
ہوئے نہر کے سنگ پانی پگھل
بھرا اشک سے بلبلون کے چمن

نکلنے لگی جان ہر تان کے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی
گلون نے دیے کان اپنے لگا
درختون سے گرنے لگے جانور
پڑے سارے فوارے اُسکے اُچھل
عجب راگ کو بھی دیا ہی اثر

عجب تان اڑتی تھی انداز سے
مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگے ہلنے آ وجد مین سب درخت
بنے شکل آئینہ دیوار و در
ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن
کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرح کا جو اُس جا سمان | ہوا سب کے دل کا عجب حال زار | بندھا اس طرح کا جو اس دم سمان
ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

لگی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب بھر دربار مین آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یہ معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اسیر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سُن رہا ہی اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہی کہ اتنا بڑا معزز کار پرداز رکن سلطنت حریف سے یون ملجائے کتاب کو اسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تیلا زمین سے پیدا ہوا اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہی اُسکو اور باغبان کو جاکر پکڑ لا تیلا یہ حکم سُنکر روانہ ہوا یہان عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھٹھرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اور جو دیکھا تو ایک پتلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور تیلا جو جھک کر گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ دیکر یے آڑا یکار امنم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اور باغبان کو یے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مقرر آفت آئی اور یہان پتلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہونچایا افراسیاب اسے دیکھکر تازیانہ لیکر اُٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون ای نمک حرام میرے دشمن کو لیکر اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان نے سارا حال صاحب کے گرفتار کرانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بمقتضائے ــہ من بندہ حضرت کریم پروردہ نعمت قدیم کبھی نمک حرامی نہ کرونگا اب شہنشاہ نصفت نشان مجھے رہا کرین کہ اُس مفتری جعلساز کو حاضر حضور معلے کرون افراسیاب نے اس کلام مین رائحہ صدق استشمام فرمائی اور رہا کر دیا باغبان بغضب تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سُنیے کہ جب تیلا باغبان کو اُٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام پاکر گلیم اُتاری اور گلچین سے کہا ملکہ مین نے ایک تدبیر دفع غضب افراسیاب تجویز کی ہی اگر بارہ دری مین علیحدہ چلو تو بیان کرون گلچین اُٹھ کر تخلیہ پذیر ہوئی عمرو نے اُسکو بیضۂ بیہوشی لگاکر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری ملکر اُسکو ایسی صورت بنا لباس اسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو تو قدرت غائب ہو جانیکی ہی نہین معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور زوجہ سے مستفسر ہوا کہ گلچین نقلی نے کہا کہ وہ تو جب آیا تھا جب ہی غائب ہوگیا تھا باغبان

نے کہا از بسکہ واسطے اس نا عیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اسکے تجسس مین جاتا
ہون دریا سے پار تو جا نہ سکے گا گرفتار کر کے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بزور سحر پرواز کر کے
چلا یہان عمرو جو گلچین بنا ہوا ہی بعد اُسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب مجکو نپائے گا
یقین ہی کہ سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کہان ہی سحر بتلا دیگا کہ گلچین بنا ہوا بیٹھا ہی وہ آ کر مجھے
گرفتار کرلے گا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین نہال جادو اور ثمر جادو نام انھین عمرو نے
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئین انکی بلائین لین اور محبت مادرانہ جتائی خوب پیار کیا اور کہا ای فرزند
باپ تمھارا عمرو کی تلاش مین گیا ہی اور وہ عیار بد بلا ہی ایسا نہو کہ تمھارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچائے
یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلین اور عمرو کو
تلاش کرین نہال جادو نے کہا بہتر ای والدہ چلیے گلچین نے تخت بزور سحر منگوایا نہال نے ایک
نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھوان اُس مین سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحہ کے ایک
تخت اڑتا ہوا آیا اور زمین پر اُترا گلچین اور نہال دونون سوار ہوے ثمر کو حفاظت مکان کے لیے چھوڑ کر
روانہ ہوئین اور گلچین نے نہال سے کہا کہ ای چھوکری دیکھون کتنا جلد تو اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ
سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اڑتا ہوا قریب دریاے
خون رواں پہونچا اسوقت گلچین نقلی نے لبون کو جنبش دیکر کہا میرا سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا
کے پار اُتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہی جلد سحر کرکے چلو تو گرفتار کرین نہال نے سحر کر کے تخت روان
کیا اور دریا کے پار پہونچی لیکن اس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ چلا
اُسنے ایک بت اپنی کلاہ سے کھولکر کچھ افسون پڑھکر کہا ای سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا سچ بتلا کہ عمرو
کہان ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو کے
دریا کے پار اُترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کر کے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سنکر بعجلت تمام چلا اور
بت کو لیکر کلاہ مین باندھ لیا یہان عمرو پار اُترکر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آ کر پہونچا
دور للکارا کہ باش ای نا عیار کہان جائیگا مین آ پہونچا نہال یہ صدا سنکر حیران وار ہر طرف دیکھنے
لگی کہ پدر میرا کسے للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگا کر فوراً گلیم عیاری اوڑھ لی اور
تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے منم مہر سپہر عیاری

نظم

عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ بیرم — رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی — تیغ و سپر و صبوح و ساغر ببرم

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا ورنہ جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان نہال
کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار اُتار دیا نہال نے عذر عدم واقفیت کیا
باغبان اُسے لیکر یا چار اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھکر گلچین کو بارہ دری کے اندر سے نکال کر
ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہا مین جانتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جا کر ظاہر ہوگا وہان
سے پکڑ لاؤنگا گلچین نے قدم پر سر رکھا کہا ای باغبان اُسطرہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین
دخل نہ دے جب شہنشاہ اُنسے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ عیار عاجز آکر قتل
کر ڈالیں ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور شہنشاہ کے کچھ بنائے
نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے پاس گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو
اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جا کر
شرکت مہرخ کی کرے اب یہ سب تو دربار مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار
خوش ہوے بعشرت تمام بیٹھے لیکن صرصر کا حال سنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین
اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے پار اُتر نہ سکے گا لشکر مہرخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری
مین گئے ہونگے تو چل کر مہرخ یا بہار یا کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے تجھے ذلیل کیا ہو ویسا
ہی اُسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اُتر کر بشکل مبدل داخل لشکر مہرخ ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر
اسنے قیام کیا جس وقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب مین جا کر چھپا اور خضاب شب نے آئینہ مین
ماہ رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے پیشانی کو پُر افشان کیا نظم

تھی اُس شب یہ تارون کی جلوہ گری سیاہی شب خوشنما تھی کمال	دولھن کی ہو جون مانگ موتی بھری کہ جس طرح محبوب کے رُخ پہ خال

مہرخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مہرخ کا شکیل کہ سابق مین
مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوبصورت پر عاشق ہی اور خوبصورت بسبب جرم عشق کے قید
ہی لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہی یاد زلف مین اپنی معشوق کے بصد پریشانی وہ رات
بسر کرتا ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ اُلجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا ✤ وحیان اُنکے گیسوؤن
کا بڑا جھلا رتھا ✤ اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بعد اضطرار اپنے خیمے مین آکر زار
زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر
اُسکے لیے بغیر روے تابناک اپنے مہ رو کے اندھیر تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہی

یہ چاند نہین رال کا گولا دیدہ ثوابت سے مجھے گھورتا ہی مشعل ماہ روشن کر کے جلاتا ہی اور کبھی کہتا تھا

نظم

ای ستم پیشہ اک ذرا انصاف
عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
اور اگر ای بتجھے یہی منظور
تجکو سوگند ہی تیغ قاتل کی
میان سے کھینچ خنجر بیداد
اُسکا جگر دو تمام ہو جائے

گر گنہگار کا گناہ معاف
ورنہ اتنا کہ خلق مرجاوے
پاس سے اپنے رکھو نہ آنا دور
غفلت و ظلم و جور کا صدقہ
پھیر دے میرے حلق پر جلاد
گو دیے سو پیام ہو بیتاب

گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین
جی سے عاشق کرا گذر جاوے
ای قسم تجکو اپنے کاکل کی
اپنے انداز و طور کا صدقہ
جس مین عاشق کا کام ہو جائے
پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب

دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا | غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
ای صبا خاک یہ ہماری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کس کا سوتا کسے ہی آتی نیند
میرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کرنہ برباد اسکے کوچے سے
اسی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کہنے لگے گریبان دیکھین پانون چل نکلے کہ بیابان دیکھین ع

نہ شاید عشق را گنج سلامت | خوشا رسوائی و کوئے ملامت

بیٹھے بیٹھے ترنگ آئی دل مین یہ سمائی کہ جاکر بیابان مین غم دل کو خالی کرو تاکہ مجنون کردار یاد مین اُس لیلے غدار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آنا کوئی اس حال سے مطلع نہ ہوگا دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کر کے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پر بادل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پر لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل
دل سے مین مجھسے سرگران ہی دل
اسقدر اسپہ رکھ نہ بار فراق
پہلو مین دشمن جان ہی دل

اس گلی مین رواں دواں ہی دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس
ناتوانون کا ناتوان ہی دل
پیچھے صاحب دلون کے قافلے سے

ہی یہ بایک دگر سبک وضعی
دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید
صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو بفکر عیاری مین پھر رہی تھی اسکو تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہو لی جب

شکیل صحرا میں پہونچا ایک تختہ سنگ پر قریب کوہسار بیٹھکر غم دل کا برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہے اور اُسکے ماجرائے عشق پر وقوف رکھتی ہے اسوقت اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیز ملکہ خوبصورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا واری آپ نے مجکو پہچانا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تیئن خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون ٭ پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون ٭ صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوبصورت تمہاری معشوقہ کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ کی اسوقت تو بموجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو		خوب گذر یگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا اے شیدائے جمال یار بہ تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی یہ حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونون یکدیگر مانوس	ہوئے پابند حسرت وافسوس	عشق اُسکا تو تیرے دل مین تھا
تیرا عشق اُسکے آب و گل مین تھا	شل مجنون ہوا تو صحرا گرد	والے معشوق واے حسرت و درد
اور ادھر کو وہ ماہیہ خوبی	تھی سیہ پوش صورت لیلی	شمع کی طرح روز گلتی تھی
بات دل کی گرہ نہ کھلتی تھی	کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی	بس ترا نام لے کے جیتی تھی
اس کی ہے نقل نقل غم اندوز	کہ یہ قصہ ہے قصہ جانسوز	کیا محبوس اسے برنج و محن
پا بہ زنجیر و طوق در گرون	اب نہ وہ ہے نہ وہ زمانہ ہے	کچھ عجب عشق کا فسانہ ہے

شکیل یہ ماجرائے حسرت افزا سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ اے فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا یہ حال ہوا	نہ میسر مجھے وصال ہوا	تو ہین ہجران مین جان جائیگی
روح بھی وان نہ چین پائیگی	بسکہ ہے حسرت وصال صنم	نکلے گا کیا اتنک اتنک کر دم
دل جو تڑپے گا بار بار مرا	ہو گا زیر و زبر مزار مرا	وصل جانان سے مین شاد گیا
ہاے دُنیا سے نامراد گیا		

یہ بیقراری دیکھکر کنیز بنے صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اُس ژولیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ اے رہرو بادیۂ الفت واے سرگشتہ کوئے محبت ملکہ نے بروقت مقید ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اسمین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا تھا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال پر ملال کہدینا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اُسکو پشتارہ

مین باد صرصر روانہ ہوئی اس ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم تگاپو رہا اور عجوزۂ سیہ چردہ شب نے چادر نور مین منہ چھپایا یعنی بمقتضائے ابیات

صبوحی تو دے ساقی لالہ فام — کہ رو دھو کے ہر رات کاٹی تمام
ہوا آفتاب الم پھر طلوع — اداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر پشتارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کر کے پشتارہ سامنے رکھدیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کسکو لائی ہی اُسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیدائے خوبصورت ہی حیرت نے قیدی کو [illegible] ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت مین پایا بے اختیار زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را — بہ ہم گوشہ چشمے کہ رسوا کردہ ما را
پس از مردن نخواہم سایۂ طوبی وے خواہم — کہ روزے سایہ بر خاکم فتد آن سرو بالا را
مرا از تمنائے تو آمد صد بلا بر سر — ز سر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

ای ملکہ مین آپکے غم دلدار سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا بقول شخصے آج نہ موا کل مرجاؤنگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا ای شکیل تو بھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور مہ جبین دختر شہنشاہ کا ماموں ہی اگر میری اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کر دون شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہی اور نہ آپکا بلکہ دنیا سے کنارہ ہون غلام ملکہ خوبصورت جادو مین بیچارہ ہون نظم

ہست آرزوے کشتن ازان تند خو مرا — گر او نکشت مے کشد این آرزو مرا
جان من از جدائی آن مہ بلب رسید — ای وائے گر فلک نہ رساند باو مرا
با ذوق جست و جوی تو آسودہ خاطرم — آسودگی مباد ازین جستجو مرا
ننگ ست عاشقان جہان را ز نام من — عاشق مگوے ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروے ہلالی سرشک اوست — رسوائے خلق میکند این آبرو مرا

جو ای ملکہ فرمایئے بجا لاؤن کہیے تو آپکے لیے مہرخ سے جا کر لڑون حیرت نے قید اسکی دور کر کے خلعت دیا اور اسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کر کے باغ عشرت مین لا کر حمام کرا کے مسند انبساط پر جلوہ گر کرے طاؤس نے حسب الحکم ہنڈولے

پرے سحر کے خوبصورت کو اُتارا اور باغ میں پہونچا دیا اس گلعذار کے آنے سے اس باغ کی دونی بہار ہوئی اور اس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرائش و زیبایش کی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سُنکر خوش ہوئی اور اُدھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے سُنی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل پھر اُسی طرح سے سامری پرست ہوگیا اور حیرت کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سُنکر بڑا رنج ہوا لیکن عمرو دربار میں موجود تھا کہنے لگا اے ملکہ جب طلسم فتح ہوگا ہزاروں بیٹے بیٹیاں مل جائینگے اگر اصلی نہونگے تو بت سے آکر بن جائینگے اصل تو یہ ہی کہ فرزند تمھارا غم میں اپنے دلدار کے مرجاتا وہاں زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے کا خوب سہارا ہی مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتوں کا دھیان کرنا اچھا نہیں مجھے دیکھو کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور مجھ کو رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر صبر کناں استقامت پذیر ہوئی مگر وہاں شکیل نے حیرت سے بمنت عرض کیا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤں حیرت نے اجازت دیدی کہ جاؤ اور ایک شب باغ عشرت میں رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارۂ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ بطور مخفی ان دونوں شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پائیں غرضکہ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئیں آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام میں	عرق آگیا اُسکے اندام میں	نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح
کہ بدلی سے نکلے ہی مہ جس طرح	غرض شاہزادے کو نہلا دھلا	دیا خلعت فاخرانہ پنہا
جواہر سراسر پنہایا اُسے	جواہر کا دریا بنایا اُسے	لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
عدو ایک سے ایک زیب بدن	مرصع وہ سرپیچ جون موج آب	منور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب و زین	کہیں جسکو آرام جان تن کا چین	جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور
کہ اک اک عدد اسکا تھا کوہ طور	غرض اس طرح ہوکے آراستہ	خراماں ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جسدم ہوا وہ سوار	کیے خوان گوہر کے اُسپر نثار	یہ خبر خوبصورت نے بھی سُنکر

اپنے تئیں آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسۂ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب	مطربا تو سُنا دے چنگ و رباب	وا ہوا ہی در نشاط و سرور
غم دیرینہ ہی دلوں سے دور	آج عاشق کو وصل جاناں ہی	بزم عشرت کا روز ساماں ہی

یاد بیداد گر سے داد ملی
کہو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
کیا تخت مرصعی ترتیب
خوب ہی آج اپنی کی تزئین
تھا جو چودہ برس کا سن و سال
باغ کے در پہ پہونچا خرم و خوشحال
سن کے آواز عاشقِ رنجور
رونقِ بزم ہوئی وہ ماہ تمام
پھر یہ بولی کہ شکر عزّ و جل
کہ میسّر ہوا جمال حضور
ہوگا اُسکا نصیب جو دیدار
گیا عاشق خوشی کے مارے پھول
اُٹھ کے اُس مہ نے تب شتاب شتاب
ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ
اشکِ حسرت سے منھ کو دھوتا تھا
اے مین تیری خدائی کے قربان
کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن
خاک پہ جا کے گر پڑا آخر
رو دیا یان تک کہ بہ چلا سب دل
آ کے بیٹھا قریب گل اندام
حاکمِ کشورِ مراد ہوے
دل ہوے شاد گھر ہوے آباد
بولا اُس ماہ رو سے وہ مضطر
تا کہ ایمان کی ہو نہ بربادی
سُن کے اُسکا کلام عاشقِ زار

نامرادون کو بھی مراد ملی
یعنی اُٹھی وہ غیرتِ بستان
لا رکھین کرسیان قریب قریب
اُس کا نظارۂ رخِ زیبا
چون مہ چار دہ عروج کمال
پھر در باغ سے یہ دی آواز
دوڑی دروازے پر وہ اُسکے بعد
ہوئی اسکے وہ سات بار نثار
ہوے سب غم مرے خوشی سے بدل
تھی یہی آرزو بس اک میری
سجدۂ شکر مین کرونگی ہزار
بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش
لیے طاقون سے شیشہ ہاے گلاب
دیکھتا تھا فلک کو با حسرت
وصل مین زار زار روتا تھا
یار سے ہمکنار ہوتا ہون
آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤن
ہوا بیہوش آکے سر بسجود
ہو گئی خاک اُس جگہ کی گل
ہوئی آراستہ سرور کی بزم
دونون آپس مین شاد شاد ہوے
اس طرف شرم اور حیا سے خموش
پاس مادر کے اب چلو دلبر
کہا اُسنے مین آپ کی ہون کنیز
سحر سے کر کے تخت اک تیار

مہر تو دائرہ بجا دے ہان
کیا آراستہ تمام مکان
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین
برقِ جانسوزِ خرمنِ دلہا
اتنے مین وان شکیلِ حسن نژاد
در پہ حاضر ہے عاشقِ جانباز
ساتھ لے اپنا عاشقِ ناکام
کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
دیدۂ دل ہوا مرا پر نور
مدتون سے یہی تھی مشتاقی
دیکھ اُس رشکِ گل کا یہ معمول
ہو گیا بس خوشی کے مارے غش
اُس پہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ
تھا عجب وقت اور عجب صحبت
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن
جاگتا ہون مین یا کہ سوتا ہون
کہکے یہ تخت سے اُٹھا آخر
کیے سو اُسنے سجدۂ معبود
اُس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام
ہوا دونون کے دل کو اور ہی عزم
نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد
اُسطرف خواہشِ وصال کا جوش
کرین لشکر مین چل کے ہم شادی
مجھے خاطر حضور کی ہے عزیز
دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہوشیار

خوبصورت کو کرکے اُسنے سوار | سمت مہرخ چلا وہ با دل شاد | دل کی پائی بہت دونون مین داد
دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان | دوڑی بیتاب ہو کے وہ نالان

راوی کہتا ہو طاؤس جادو جوان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اُس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اُسنے انھین جاتے دیکھا گھبرا کر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اُسنے آکر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اُترکر مقابلہ کیا تاریخ و ترنج کی بارہونے لگی طاؤس نے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل نصف زمین مین غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کرکے لیجاوے اسوقت اتفاق سے ضرغام اسطرف آنکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھکر ایک غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھکر غل اُسکی ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہوکر گری ضرغام نے اُسکی زبان مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد و ثنائے خلاق دو جہان بزبان فصیح سامنے اُسکے بجالایا کہ زنگ کفر طاؤس کے آئینۂ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون ضرغام نے اسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لیکر روانہ ہوئی یہانتک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی کے شادان و فرحان لیٹے اور بہو کو لیکر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو خلعت سرداری دیا جشن شگ جم کی بنا کی صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد دو ایک روز کے حیرت نے سنی شعلہ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے اُسیوقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبا رفتار عیارنیان حاضر تھین انھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جاکر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے لاتے ہین شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمایئے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ مین ناچ ہورہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہو اور چارطرف دیکھتا ہو عمرو پہچان گیا کہ عیارہ ہو اپنے مقام پر سے اُٹھا اور چاہا کہ بھاگا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سراچہ فراکر باہر کود کر چلی اور پکاری منم صرصر شمشیرزن اور نکل گئی اور صبا رفتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران آتا تھا اُسنے پچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھالیا صبا رفتار ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری

معشوقہ ہی لا مجھے اسکو دے کہ سزا دون تجھے اسکے ساتھ عتاب وخطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام
سنکر عمرو کے سمجھانے سے صبا رفتار کو دیدیا صرصر اسکو لیکر چلی اور پکاری منم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے
آیا اور دونون پیچھے عیار بچیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق و باد جست وخیز کرکے نکل گئین عیار پھر
آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ ماہ جادو دایۂ
مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبرسنی کے خیمے مین رہتی ہی دربار مین کم جاتی ہی صرصر صورت عمرو کی بنکر
اسی خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب
سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت نوش فرمائین صرصر نے کہا ای ملکہ صحبت رندان مین تکلف کیا ہی
لیجیے مین بھی پیتا ہون یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے
اسکے ملازمون کو کاروبار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اسکو
کسی جگہ مخفی کرکے آپ اسکی شکل بنی اسی عرصہ مین رہرو جادہ فلک نے پٹکا زرین کمر سے کلبۂ
مغرب مین کھولا اور روزگار غدار عجوزۂ تیرہ روئے لیل سے آباد ہو کر مشعل ماہ روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ
پڑا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ
نظارے سے تھا اسکے دل کو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوش تھا نور مہتاب کا
کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ مین عشرت پذیر و
آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اٹھی اور بصد توقیر صدر نشین عزت کیا ماہ نے کہا ای فرزند عیار بچیان
آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھپر ہاتھ رکھے رہونگی
اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ ہو بجا ہے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے پلنگ کے برابر
اسکی بچھوادی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک کہ جب سب سوگئے اسنے
بیہوشی منھ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور شستارہ اسکا باندھ کر سراپچہ چاک کرکے لے چلی
لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اسے جاتے دیکھا اور سد راہ ہوئے صرصر نے
خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن غلغلہ بلند ہوا عمرو غل سنکر خیمے سے
نکل کر دوڑا اس عرصے مین صرصر لڑ بھڑ کر شستارہ لیکر روانہ ہوئی مگر عمرو نے تعاقب اسکا نہ چھوڑا
قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قران ملگیا اس سے خنجر چلنے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور
صرصر کو گھیرا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اسی وقت

سحر پڑھا کر چادر عیاری چاک ہو گئی اور حلقہ کمند کے جو دست و پا مین بندھے تھے کھلے مہرخ لپشتارے
سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو پکڑ لیا صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو مجھے تو دعویٰ
عیارون سے مقابلے کا ہی قران نے یہ کلام سنکر کہا اے مہرخ اسکو چھوڑ دو یہ سچ کہتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ
بفن عیاری زیر کرینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری
شروع ہوئی کبھی بیضہ ہائے بیہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے تھے عمرو
اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اُس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہی ملازم افراسیاب کہ نام اُسکا نشار
جادو ہی وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہو گئے اور صرصر
بھی ایک طرف چلی گئی کہ مین جاکر اور کچھ کرون اور نشار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اُسکو پہچان کر براہ
ادب تسلیم کی استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرلانے صرصر
کی بیان فرمائی نشار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپ کا شریک
ہون لہذا اگر ملکۂ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین دعوت نوش فرمائین تو مین
بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض مہرخ
نے پذیر فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نشار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالائے کوہ ایک قصر رفیع
بنا ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہی مکان نہایت آراستہ ہی نشار نے مسند پر بٹھایا کشتیان
شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے چند جام شراب پیے اُسمین نشار
نے بیہوشی ملائی تھی یہ پی کر بیہوش ہو گئی نشار نے صندوق مین اُٹھا کر بند کر دیا کہ صبح کو پاس
افراسیاب اور حیرت کے لے جاؤنگا لیکن ادھر عمرو اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ
ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو یہان موجود تھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد ہمارے چلے آنے
کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کرکے دوبارا تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر
کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ
عمرو آکر پہونچا اور کہا بی بی صرصر آج تو تمنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کر لائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو
کو دیکھکر پہچانا اور کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھ سے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین
جانتی عمرو وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اُس سے بھی کیفیت
ساری بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہانتک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈھتے پھرے جسوقت
بستر خواب سے آفتاب بیدار ہو کر دشت نور د فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ مثنوی

چھپا ماہ لے اپنے منھ پر نقاب
لیے روز کو ساتھ آ نے لگا

اُٹھا بستر خواب سے آفتاب
وہ سوتوں کو شب کے جگانے لگا

عمرو اور برق متلاشی قریب کوہ جہان نشار رہتا ہی پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھکر
کہے کہ شاید مہرخ یہان ہی دونون علحدہ علحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہان ایک عورت
ملازم نشار کھڑی تھی اُس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو مزاج تو اچھا ہی وہ عورت
سمجھی شاید یہ مجھے پہچانتا ہے جواب دہ ہوئی کہ جی ہان دعا کرتی ہون کہیے آپ تو اچھی طرح ہین
برق نے کہا سامری کا شکر ہی یہ آج اکیلی کیون کھڑی ہو اس نے کہا ہمارے یہان نے مہرخ کو قید کیا ہی
ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سُنکر باتین کرتے کرتے اُسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر
کیسی گھانس لگی ہی کہ جس مین بدبو آتی ہی مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی ہی دیکھو
تو یہ کاہے کی بو ہی یہ کہکر اپنا ہاتھ اُسے سونگھایا وہ بیہوش ہوکر گری برق اُسکو اُٹھاکر الگ لایا
اور کپڑے اُتار کر اُسکی ایسی صورت بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نشار کے تھے اُنھون
نے کہا اے نورتن تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے میری
خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا کہ
نشار خواب سے بیدار ہوکر مسند پر بیٹھا ہی مےخواری کر رہا ہی برق جاکر سر پر اُسکے رومال ہلانے لگا
لیکن اب حال سُنیے کہ عمرو بھی اُس پہاڑ سے اُتر کر ایک گوئیا بنا اور نے لیکر بجانے لگا صدائے
دلکش بانسری کی کان مین نشار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس نے نواز کو بلا لاؤ ملازم
گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نشار نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلاونت مفلوک پریشان روزگار ہی جی مین
کہا قدرت سامری کی ہی کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہی لیکن کمال ایسا جانتا ہوگا حاصل حکم کیا کہ اپنا ہنر
ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام کرکے نے بجانے لگا نشار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلاونت کو دیا کہا آج
اگر تیرا گانا سنونگا کل مہرخ کو لے کر پاس افراسیاب کے جاؤنگا عمرو نے کہا آپ نے مہرخ کو کہان قید
کیا ہی نشار نے پلے تو رو مین کہدیا کہ سامنے والے صندوق مین بند ہی پھر خیال مین آیا کہ کلاونت
کو مہرخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ہی یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ اے عیار پہچانا
مین نے تجھکو اور سحر پڑھکر عمرو کو گرفتار کیا اُسوقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا اُسنے خنجر بیاض
گردن پر پشت پر سے مارا کہ سر نشار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلا اُسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اُسکے دوڑے
مگر برق تو سُن چکا تھا کہ مہرخ صندوق مین بند ہی اُسنے اُس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا

مہرخ مونے سے نثار کے ہوشیار ہوچکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نثار کے تھے اُنکو قتل کیا اُدھر عمرو
نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل و غارت کر کے وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین
ایک ساحر ملازم حیرت ملا اُسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کر لو کل سب ہلاک ہو گے
مہرخ نے کہا ہمین کون سوائے خدا کے مار سکتا ہی اُس ساحر نے کہا ای عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا
کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ ای ملکہ ہم شرارہ جنگ جوے تند خوے جادو
کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب
قتل ہو گے یہ کہکر وہ ساحر تو چلا گیا اور مہرخ نام شرارہ جنگجو کا سنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا
فرط دہشت سے سفید ہو گیا عمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہی مین
ابھی جاتا ہون لشکر مین بھی شرارہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا اُس وقت
برق بھی ایک سمت روانہ ہو گیا مہرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب سے ملاقات کر کے
سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنیے کہ برق جو بہر عیاری چلا طلسم ظاہر طے کر کے کنارے دریاے
خون رواں جو صحرا ہی وہان آکر ٹھہرا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن
اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور تین عورتین نہایت حسینہ و جمیلہ جواہر کا گہنا پہنے
جھول رہی تھین برق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کر لین
یہان سے کسی اور طرف چلکر ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا اُن عورتون نے پکار کر
کہا کہ ای برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلے
پر نکل گیا وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری
طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنے انھین عورتون کو جھولتے پایا ابکی بار
چوتھے سمت کو بھاگا جب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین اور انھون نے
کہا ای بیوقوف ادھر آ ہمین پینگ دے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہی برق ناچار اُنکے پاس گیا
اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہر چند برق نے دھمکایا اُنھون نے نہ مانا
اور گرفتار کر کے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو بہر قتل شرارہ جنگجو روانہ
ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اُسکے بیچ مین صحرائے سبزہ زار گل و ریاحین
سے معمور دیکھا ہر سمت نضارت اور طراوت کا وفور دیکھا جا لو شاخہائے درخت پر نغمہ پیرا گلہائے
زنگار رنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کر دا اور یہین ٹھہرو صحرا پاک و پاکیزہ ہی کیا عجب ہی کہ

که شمراره یهان آکر فروکش هو یه سمجهکر زنبیل سے قرابے گلاب کیوڑے کے نکالکر سب آمیخته بعرق
بیهوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول ادویه بیهوشی کے نکالکر ہار گوندهکر درختون پر ڈالے سارا
جنگل عطر بیهوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا کوژه پشت نود ساله کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا هوا
دره کوه سے نکلکر ایک جگه مخفی هوکر بیٹھا تھا که دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی
هین یه دیکھتے هی اُن عورتون کے پاس گیا اور لگا دوهائی دینے اور رونے اُنھون نے سبب
گریه استفسار کیا اُس نے کها بی بیو اس موے چوٹّے کو جو تمنے گرفتار کیا هی اس سے میرا پاندان
دلادو مین تمباکو بغیر هلاک هوجاؤنگی یه موئی ڈاڑھی کاٹا تین بار میرا پاندان چورالے گیا هی مین حیرت
کی طرف سے اس جنگل مین محافظ هون پهرا دیتی هون اُن عورتون نے برق سے کها موے بتلا اس
بڑھیا کا پاندان تو نے کیا کیا برق یه باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا که بڑھیا نهین اُستاد هین مجھے چھڑانا
چاهتے هین یه سمجھ کے کهنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دوگی یه کلام سنکر وه عورتین اسکو
مارنے لگین برق نے کها خفا نهو چلو مین بتلا دون جهان بڑی بی رهتی هین اُسی جگه ایک غار مین اُنکے
تینون پاندان رکھے هین اُن عورتون نے بڑھیا سے پوچھا تم کهان رهتی هو اُسنے کها وه سامنے جو
دره کوه هی اُسکے آگے بڑھکر میرا مکان هی یه تینون عورتین اسی طرف چلین یهانتک که درۂ کوه سے
نکلکر جب اُس صحراے سبز وخرم مین پهونچین جسے عمرو نے درست کیا هی خوشبو سے گلهاے بیهوشی
کے بیهوش هوکر گرین عمرو اور برق نے فی الفور سر اُنکے کاٹ ڈالے العیاذ بالله وه غل وشور برپا
هوا که کبھی ایسی آفت نه آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وه صحرا تمام برباد هوگیا اور محافظان دریاے خون
دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اُتارکر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین اُنکی
اُٹھاکر باغ سیب مین افراسیاب کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کها که عیارون نے صحراے طلسم کے
محافظون کو مارا شاه نے لاشین اُن جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بفرط غضب اُسی وقت حکم دیا که ای
شمراره جلد حاضر هو یه کهنا تھا که بر روے هوا شعله هاے آتش پیدا هوے اور مثل آتشکدے
کے بنکر سامنے آئے اُس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر مه طلعت سرخ لباس پہنے از سر تا قدم
یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاهر هوئی افراسیاب کو جھک کر تسلیم کی اسنے حکم دیا که ابھی ابھی
تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی هو لیکر پاس حیرت کے جاؤ اور کام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار
ایک تن کو بھی زنده نه چھوڑنا اور دمبدم رحمت خسروانه کا هماری انتظار کرنا اجرا تمھارا رتبه کرینگے
بعد فتح ملک و مال دینگے شمراره حکم شاه سنکر اپنی جگه پر آئی ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی

کرکے آتشکدے مین مخفی ہوکر بُرج عظم و شان سے روانہ ہوئی اور بر ہم یلغر دریا سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سُنکر استقبال کرایا شمرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی خلعت پایا لشکر اُسکا اُترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ تھا کہ ختم شمرارہ سحر میرا سب پر ظاہر اور روشن ہی کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کر سکے تجھے لازم ہی کہ میرے پاس ای مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کرادون گی اور اگر نہ مانا تو سزا دونگی اس نامہ کو ایک تیلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا تیلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام زادے افراسیاب اور قطامہ حیرت کو نہین جانتی ای شمرارہ جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرنا خدائے بزرگ ہست یہ لکھکر تیلے کو دیا اسنے لاکر شمرارہ کو دیا یہ پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن جس قدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور ماہ منیر فلک نے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا نظم

	تھا شمرارہ کا اس جگہ یہ مقام		کہ گیا روز اور آئی شام
	جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی		طبل رزمی کی وان صدا آئی

اُس خبر کو طائران پرند کی زبانی سُنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی دلاورون اور بہادرون نے جنگ کی تیاری شروع کی سلحخانہ کھل گیا سحر تیار ہونے لگا مہرخ نے حکم دیا کہ ابیات

ہون نقیبان و جارچی تیار	کہین لشکر مین یہ پکار پکار	جلد ہون جلد پیادہ و اسوار
غرق دریائے آہنی تیار	ہان درِ قور خانہ وا کر دو	اسلحہ سب کے روبرو دھر دو
رات بھر اہتمام جنگ کرین	صبح کو فکر نام و ننگ کرین	ہوے معروف ساز جنگ و جدل
کوئی کرتا تھا تیغ کو صیقل	ہوا ناگہ یہ گنبد گردان	علم آفتاب جلوہ کنان
ہوا بہر انتظام جنگ	زیب بخش زمردین اورنگ	مرکب چرخ پر سوار ہوا
شہسوارگان دو چار ہوا	دیکھکر رزم و جنگ کے اوضاع	لے لیا نیزۂ خطوط شعاع
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار	خود ہوا صورت سپر یکبار	ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا	بستر خواب سے شمرارہ پلید	ہوئی بیدار با غرور شدید

کہا آمادہ سب سپاہ رہے
سارا سامان سحر کا آیا
پھر تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا
ہوئی اژدرسے فوج سے بیرون
ہوئی مہرخ بھی اسطرف تیار
چار آئینہ و زرہ در بر
ہو برہنہ دم غضب جس آن
سرمۂ چشم جسکے سم کی خاک
اس طرح ہو کے الغرض تیار
ہو دشمن کی پہونچی موت قریب
ناگہان وہ شرارہ با فر
آئی میدان مین مثل پیل دمان
اُسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
مثل تصویر تھے خموش کھڑے
اب سنین ناظرین افسانہ
دل مین اسکے خیال یہ آئے
پاکے تنہا کوئی اسیر کرے
کہین ایسا نہو کہ ہاے قلق
پاس اپنے بلاکے اُس سے کہا
کر کے طاؤس سحر کو جولان
پھر شکیل آیا اپنی ماکے پاس
کہ کرون بند بند اسکا جدا
گر تو غلطان بخاک و خون ہوگا
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
پاس نکلا شرارہ کے جاکر
سوے میدان کین نگاہ رہے
جب مہیاے کارزار ہوئی
کمر کفر کو بہ کین باندھا
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئے آمادہ رزم سب سردار
اور کمر مین وہ تیغ برق صفات
ہو عیان کل من علیہا فان
تھے ہزبر ژیان وہ جرأت مین
چلی میدان کو مہرخ جرار
جب کہ میدان رزم مین پہونچی
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
خویشتن را زبہر جنگ آراست
ایک کے بھی بجا رہے نہ حواس
اژدہے پر رجز وہ پڑھتی تھی
کہ شکیل جوان فرزانہ
نئی پیدا کہین نہ آفت ہو
بار ندو وہ تیرے سر پہ دھرے
دل مین یہ سوچکر جوان نے وہان
خوبصورت کو یان سے تو لیجا
خوبصورت کو بس تجھا اک بار
اور کہا اسطرح سے بے وسواس
کہا مہرخ نے اے پسر مخدوش
حال مان کا بہت زبون ہوگا
پانون دونون زمین پر مارے
چیخ اُٹھا اسطرح سے وہ خودسر
اپنا اسباب حرب منگوایا
اژدہے پر لعین سوار ہوئی
لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوگیا میلا شیشۂ ساعت
سب ہوے خود آہنی بر سر
آب سیل فناے تصرحیات
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
حکم پروردگار سرعت مین
بولا اقبال یون بطور نقیب
کی نقیبون نے پھر صف آرائی
اژدہے کو کیے ہوے جولان
از صف دشمنان مبارز خواست
تھے جو نام آوران دہر بڑے
بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
عازم جنگ ہو شرارہ سے
تیری معشوقہ خوبصورت کو
سحر وہ جانتی نہین مطلق
اک کنیز بہار کو اسوقت
نام تھا اس کنیز کا مہران
لے گئی وان سے جانب کہسار
حکم ہو مجھکو مادر والا
جنگ نادیدہ خموش خموش
نہ دی اسکو غرض اجازت جنگ
سحر سے غرق ارض ہو بارے
غش مین آکر گری وہ اژدر سے

سحر پڑھکر سنبھل کے پھر اسنے / کرلیا قید رعد جادو کو
اور چاہا کرے ہلاک اسکو

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق محشر سان رعد کی پانون پر آگر گری کہا اے شرارہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اسنے رحم کھا کے چھوڑ دیا اور آپ پر پرواز پیدا کرکے اڑکر برو سے ہوا جاکر ٹھہری اور ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر شق ہوا اُس مین سے ہزارہا ماران سیاہ ظاہر ہوے کہ اُنکے منھ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اوڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگین اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اُسوقت سرداران مہرخ ردسحر کرکے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شرارہ نے دوسرا ناریج اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان نمک حرامون کو فوج اُسکی ترسول وپسول وشمشیر ہاے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شرارہ بہر تماشاے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا ناریج وترنج اچھلنے لگا دو لشکر آپسمین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی نظم

ہلے اپنی جگہ سے وہ دلاور / بڑھایا پانون لشکر نے برابر
کس وناکس ہوئے مصروف پیکار / میانون سے کھنچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول / زمین ہلنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے یہ نکلی پیاپے / کہان سہراب اور رستم کہان اب
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف / سوارون کے کیے سر چاک تا ناف
یہ ڈوبے خون مین وہ تیغ زن تھے / جو سنگین دل تھے وہ لعل مین تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا ناریج مارا کہ اسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون پر مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع ہوکر ابر کی طرح چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر چھگئی اور پوشیدہ کرنے لگی اُسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ نہو سکا شرارہ اور حیرت قتل وغارت کرتی ہوئین متعاقب حریف کئی کوس آئین اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اُسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر متواری بشعاب جبال ہوے اور بہت لشکری خاک وخون مین غلطان وتپان ہوکر راہی عدم تھے شرارہ قریب شام ہلاک وغارت کرکے

پھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ خبر لائین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض
جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی سحر پڑھا کہ گرد اُسکے آتشکدہ بن گیا اُسمین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا
کہ رقاصہ آکر مجرائی ہو جشن و طرب کی بنیاد کی جائے بمجرد حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت
شکست دور سے عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہانتک کہ قران بشکل
صندل شرارہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاؤن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ قران
آتا ہے قران یہ صدا سنکر جست کر کے بھاگا اور نکل گیا ادھر شرارہ سے سب نے پوچھا کہ آواز کون دیتا ہے
اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آئے گا پتلا بروے ہوا صدا دیگا اور آنے والے کا نام بتلائیگا اور
عیار بھی جو قریب خیمہ آئے پتلے نے اُنکا نام بھی بتلایا سب بھاگے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچے
اور کہا کہ ملکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی سارے لشکر مین شور
گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک
کو تسکین و دلاسا دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوئے اور ادھر شرارہ ناچ دیکھ رہی تھی
کہ افراسیاب کا نامہ اسکے پاس آیا اسمین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب تمام جاکر چھپے ہین بہلا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار کر لو
یہ نامہ پڑھکر شرارہ نے نفیر سحر بجائی اور اُسوقت کمربندی فوج کی کر کے سوار ہوئی اور برسم یلغار
قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے
مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اس ملعونہ کے قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا
شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم سب کو امان دیگی پھر مین سمجھ لونگا یہ رائے
خواجہ کی پسند کر کے مہرخ کشتیان زر و جواہر کی واسطے نذر کے ہمراہ لے کر مع تمام سردارون
کے روانہ ہوئی شرارہ قریب در کوہ خیمہ زن تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد
مہرخ سُنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا تو مہرخ و بہار وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے
چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھ کر اپنے فوج کو متعرض ہونے سے منع کیا اور آگے بڑھی اُسوقت
مہرخ دوڑ کر اُسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھلایا تھا زبان پر لائی شرارہ نے
ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میرے سبب سے یہ ہنگامہ عظیم مٹا اور
سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اور اُس وقت عمرو بھی
اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شرارہ نے

عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بزور سحر اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم دیا کہ ارباب
نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سب کو دینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ
آپ بھی آکر شریک بزم ہو جیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے جواب دیا کہ اے عمرو مین تیرے خوف سے
آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر مجھسے دغدغہ باقی ہے تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہے شرارہ گویا
ہوئی کہ نہین تم خفا نہو مین ظاہر ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے شکل شعلہ جوالہ کے باہر
آکر تخت پر بیٹھی اور صورت اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوبصورت تخت پر بیٹھی ہے
عمرو نے پھر عرض کیا کہ اگر مجکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ
مجھے بیہوشی دیا چاہتے ہو تو دیا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ
باتین ہو رہی ہین ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو براہ مکاری پاس
شرارہ کے آیا ہے اور یقین ہے کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو معلوم کرکے نامہ لکھا اور چیلے
کو دیا کہ شرارہ کو پہونچاے چیلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ کے پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا
تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہے اُسکے فقرے پر نہ آنا سب باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین
انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھجوا دو کہ ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی
شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو اور مہرخ وغیرہ سب سردارونکے آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے
دست و پا مین لپٹ گئے سب نے کہا اے ملکہ ہمارا قصور کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ تم سب جعلساز ہو
دیکھو تمھارے مکر پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہے یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور گردون کو
طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو
مہرخ کوہ مین بہر حفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی دیکھکر گریان ہوئے اور یقین واثق
ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اس امر کے قاصد ہوے کہ جاکر لشکر شرارہ پر گرین اور اپنی بھی
جانین دین اس عزم پر مستحکم ہوے تھے قران انکے پاس آیا اور ان سب کو ایسے ارادے سے مانع
ہوکر کہا تم سب درگاہ قادر و توانا پروردگار دو جہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جاکر اُس
قحبہ شرارہ کا کام تمام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے الحاصل ایک ساحر
کو لشکر سے ساتھ لے کر قران روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے نظم

ولہ الکبریاء والجبروت ولہ الملک کائنا ما کان
ولہ الاقتدار والملکوت ولہ الامتنان والاحسان

واسطہ اُن خداشناسون کا	سر جنھون نے ہی تیری رہ مین دیا
تو ہی قادر حیات بر ہی کریم	تو ہی احیا کن عظام رمیم
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمین	اُسکے قالب سے رکھ نگاہ ہمین

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس سحر کر کے بنا دے اُسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اُسپر زین سلک گوہر سے مزین باندھا منقار مین طاؤس کے الا موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بہت سا لٹکا کر آراستہ کر کے اپنی صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اُس ساحر سے کہا کہ نہین سے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اُڑتا ہوا پاس شمارہ کے پہونچے اور اُثنائے راہ مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تاکہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اُسنے حسب الارشاد مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کر کے رکاب پکڑ لی اور سحر پڑھا کہ آندھیان اُٹھنے لگین آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شمارہ رہگرائے منزل مقصد تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھکر ٹھہری اور جدھر سے آگ برستی آتی تھی اُسیطرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع نگار سر پر رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شمارہ شہنشاہ کو آتے دیکھکر آتشکدے سے باہر نکلی اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا اے ملکہ کیا کہنا ماشاءاللہ کتنا جلد تمنے اُس جنگ کو فتح کیا اور یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر جو آگ پتھر برساتا تھا ساتھ تھا اُسنے سحر موقوف کیا کہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہوئی شمارہ نے کشتیان نذر کی پیش کین اور با انداز زربفتی ڈالکر چلی حکم دیا کہ خیمہ اس جگہ استادہ ہو ملازم اُسکے مصروف انتظام ہوئے اور افراسیاب نے کہا اے شمارہ مین گنبد سامری پر گیا تھا وہان مین نے ایک سحر یاد کیا ہے کہ بارہ برس آیندہ کا حال معلوم ہوتا ہے اگر تم آنکھین بند کر کے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اسکی ترکیب تمھین بھی بتلا دون شمارہ یہ الطاف خسروانہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہ صاف و پاکیزہ دیکھکر اُسی صحرا مین آنکھین بند کر کے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پر تو تیار ہی تھا بغدا جو سر پر باطمینان تمام لگایا ہے سر پھٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور جست کر کے بھاگا اور ایڑیان رگڑ کر شمارہ جہنم واصل ہوئی بیر غل کرنے لگے ساحر اسکے ملازم دوڑے مگر مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ کے بھی گرد جو آتش تھی وہ دفع ہوئی اور صدا سنائی دی کہ کشتی مرا نام من شمارہ جنگ جوے تند خوسے جادو بود صدا سنکر عمرو پکارا کہ اے ملکہ مہرخ وہ مارا اس حرامزادی کو اسکی فوج زندہ

بچکر نہ جانے پائے مہرخ اور سب سردار نابیل و ترنج وغیرہ لے کر پر چاز پیدا کے لشکر شرارہ پر جو مر نے سے اپنے مالک کے بدحواس تھا جا گرے ہزار ہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا تہ خون وخاک کیا سرخ نیمو کا کل کشا نے کاکل کو پریشان کیا ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو تو ڑگیا بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سرو عیسی دم مسیح نفس چلنے لگی غنچے چٹک کر گل ہوے جھنہا ے طولانی پر از گل دریا چین پھولنے پھلنے لگے ساحر دیوانے ہوے تلوار سحر کی چلنے لگی نظم

سر دشمن پہ ایسے تیر مارے — خیابان چمن رستے تھے سارے
گل تازہ تھا ہر فرق بریدہ — وہ صحرا بنگیا باغ رسیدہ
ہوے تھے اسقدر زخمون سے سرشار — کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہی فصل دے مین گلزار — نئی فصل بہاری انکی تلوار
لہو مین تر بتر کشتے تھے بالکل — نظر آتے تھے ہر سو خرمن گل
نیا پھولا تھا گل ظلم و ستم کا — ریاض زندگی اجڑا پڑا تھا
پھرے ہین ہم بہت باغ جہان مین — بہار ایسی نہین دیکھی خزان مین

ساحران شرارہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوے اور خبر گرفتاری مہرخ اور عمرو وغیرہ سُنکر حیرت بھی سوار ہو کر پاس شرارہ کے چلی تھی لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اُسکی خبر عرض کی کہ مین نے سُنا ہی شرارہ جہنم واصل ہوئی مہرخ بالفتح و فیروزی آتی ہی حیرت اس سانحے کو سُنکر پھری اور اپنے لشکر مین آئی ادھر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کر کے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا رتھے فتح کی خبر سُنکر حاضر ہوے نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سر سے کارسازی لشکر فرما کر دوسرے روز نقارہ کوچ کا بجایا اور بحشم و خدم مراجعت کی یہانتک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استاد گرامی اور جاے قیام قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اُتروایا خیام ذی احترام سرداران عالی مقام کے نصب ہوے لشکر مین گھما گھم ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمھاری کنیز ملکہ خوبصورت کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اُسکو طلب کر لو کس لیے کہ لاکہ دشمن و دوست یہان ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے بہار بر آہ تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہی خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سُنیے کہ مہران کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کر رہی تھی اور وہان ایک ساحر رہتا ہی رعیت شاہ طلسم کہ نام اُسکا ناگ جادو ہی اُسنے

خوبصورت کو بچانا اور قریب آکر گویا ہوا کہ ای مہران تو لونڈی بہار کی ہو تجھے کیا قتل کرون
تیری کچھ حقیقت میرے نزدیک نہین ہی لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہو
اسے ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکلکر مہران کے لپٹ گیا
اور ایسا زہر آلود سانپ تھا کہ مہران اُسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ جادو نے آکر خوبصورت
کو اٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقا ایک سمت سے صرصر آئی تھی اُسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ
حیرت گرفتار ہوئی دل مین اپنے تصور کیا کہ ناگ جادو اگر شاہزادی کو لیجائیگا نہین معلوم کیا
کرے ایسا ہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہو کہ اس سے چھین لون یہ خیال کرکے پاس اُسکے آئی اور بیضۂ بیہوشی
اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناگ جادو
تھا اُسکے مرنے سے مہران کو ہوش آگیا اور تجسس مین خوبصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم حافظ رہنا کہ کوئی پشتارہ
نہ لے جائے اور آپ بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور
کے سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہو حیرت نے کہا وہ میری دختر ہی مین اُسکو کچھ نہ
کہونگی تو جلد گرفتار کر لا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لے کر چلی اُسوقت قران ابن حبشی
لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو
لائی ہو پکارا کہ اُستانی ماہری ڈالونگا جو آگے قدم اُٹھایا صرصر نیچہ کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اس
وقت بہار جو واسطے بلانے خوبصورت کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور
کسی کو نہ پایا سمجھی کچھ فتور ہوا ڈھونڈھتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سحر
کیا کہ پاؤن صرصر کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اڑ گئی اور ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ صرصر کو
بھی لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے لشکر سے
جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام شہنشاہ کا لیے پاس
حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل اس ساحر کے ہوئی کہ نام اسکا علامہ جادو
ہو اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نہ سکونگا بس خاک قبر جمشید اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ
بیہوش ہوگئی علامہ سب کو لے کر چلا اس کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا
مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان موجود تھا لے تماشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جاکر شکیل سے سارا ماجرا کہا
وہ حال گرفتاری مطلوب سُنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اُسکو جاتے دیکھکر محبت مادری سے

بیتاب مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیارزنان تلاش مین صرصر کے چلی تھین
انمین سے صبا رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھکر فی الفور صورت اپنی ضرغام عیار کی بنائی اور پاس
مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مارکر بیہوش کرکے پشتارہ لگا کر لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران
لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اُسکو دیکھکر بغدا تان کر دوڑا صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی
قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے پہلے جاکر علامہ کو گھیرا لڑائی سحر کی ہونے
لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین ہوا کبھی وہ آسمان پر اڑ گیا دھوان آتش سحر کا
بلند ہوا اور دریاے سحر موج مارنے لگا اسوقت صرصر تو یہان موجود تھی ہی اسنے یہ کیفیت دیکھکر ایک
بیضہ بیہوشی مارکر شکیل کو بیہوش کردیا اور علامہ اُسکو بھی بزور سحر گرفتار کرکے لیچلا صرصر پہلے آکر
لشکر مین پہونچی حیرت کو خبر ملی کہ علامہ آپ کی دختر کو مع اُسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہی حیرت
خوش ہوکر سوار ہوئی لیکن علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹ کر لیچلون ایسا نہو راہ
مین کچھ اور پیچ پڑے اور یہ رہا ہو جائین اس طرح کا خیال کرکے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو بھی
شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور صورت ساحر کی بناکر علامہ کے
سامنے آکر اُسکو ڈانٹا کہ او بیحیا تو کون ہی جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہی بڑا دغاباز معلوم ہوتا ہی یہ کلمات
سُنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ یہ زمین شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین ہی
یہانکا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ
کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی مین نے تمکو پہچانا نہ تھا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہوئی آؤ میرے
گھر چلو کھانا کھاکر چلے آنا علامہ نے عذر کیا بلجاجت کہا ای برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کرلین تو
چلین عمرو بولا کہ ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہی جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب
ہی علامہ نے اپنے سحر مین خوب مسحور کرکے شکیل کو ہوشیار کرکے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ آمد ساحران
اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کردیا تھا الحاصل عمرو نے جب اسکو دیکھا کہا ای عزیز
لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑ کے الگ لایا اور کہنے لگا ہم چار کے باپ ہین بندرہ
ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین ہمین کچھ دو تو تمھین چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران
ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی یہ بندرہ سے پیدا ہوئے ہین شاید عمرو ہی یہ سمجھکر خوش
ہوکر بولا کہ پانچ ہزار روپے دونگا مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو
خود مر رہا ہی مجکو رحم آتا ہی کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے

کہا مین اُسکو سمجھاتا ہون اور پھر تشکیل کے پاس آکر کہنے لگا شاید تم بہ وجہ بعد رہائی ندو تو مین کیا کرون اس سے
بہتر ہی کہ خوبصورت کا زیور مجھے دیدو تشکیل کو یقین واثق ہوگیا کہ اب ضرور رہا ہوسے یہ شخص بیشک عمرو
ہی اور نہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہ کہتا کیسا مین غلام ہون اور محبوبہ میری کنیز آپ کی ہی جانیے
سارا زیور لے لیجیے عمرو یہ سنکر سمجھ گیا کہ اب یہ مجھکو پہچان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا
بھائی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرون کہ پہاڑ کے نیچے سے
پتھر اُٹھا لاؤ اور اُنکو بٹھا کر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے نگاہ قطرہی
مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر بلندی سے اسطرح
اسکے سر پر ڈھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غلغلہ اسکے ہلاک ہونے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے
سب قیدی چھوٹے اور تشکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر اُس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو سے کو ہی
رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر عمرو کو اُسنے گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا
ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ گیا شور گیر ودار اسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین اُن دونون
کی ہوا کے بگولے مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھین کہ حیرت
مع چند ساحران نامی کے آکر پہونچی اور رسد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے رد و بدل سحر کی آغاز
ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار اپنے گلے سے توڑ کر
مارا کہ ٹھنڈی ہوا اور سامنے ایک چمن پر از گل دیا سمن شگفتہ و سرسبز نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت
پھولونکی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی

نظم

بس کسی سبزہ زار مین اک باغ — باغ خلد برین کا چشم وچراغ
ظاہر رکھ دیا تھا باغ کا اسم — تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی — نخل وست سخی نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون — اک طرف میوہ ہائے گوناگون
میوے حد وشمار سے افزود — فصل و بے فصل کے سبھی موجود

حیرت بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول گلاب کا
توڑ کر چاہتی ہی کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اُڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول حیرت کے ہاتھ سے
اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اُٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکۂ عالم آپ زوجہ بادشاہ طلسم ہوکر تحریر مین بہار
جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو بدتر از خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب

صرصر حوادث روزگار سے پہونچے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیگی شاخ درخت نئی مصیبت ڈالے گی زبان
ثمری سے یہ کلام سُنکر حیرت ہوشیار ہو گئی اور خیال کیا کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرضکہ
اس چمن سے باہر بزور سحر نکلکر مقابل بہار ہوئی دو ایک سحر رد و بدل ہوئے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب
کو کچھ حیرت سے شورے کی ضرورت ہوئی اُسنے ایک پنجہ سحر بھیجا کہ جاکر حیرت کو اٹھا لائے پنجہ آکر ہنگام
جدال اسکو اٹھا لے گیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان کیا
اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو تاریخ و ترنج مار کر بزور سحر شکست دی کتنون کو ہلاک
کیا جب کوئی روکنے والا نہ رہا اُسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور ملکہ خوبصورت اور
تکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگامہ
عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو
اس لیے بلایا ہی کہ میرا قصد ہی اس ہنگامہ کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہی خدمت نبیرۂ سامری مین
کردون کس لیے کہ کل کو جو زیادہ کچھ فتور یہان پڑے تو نبیرۂ خداوند فرماوینگے کہ ہمیے کیون نہ اطلاع
کی اس لحاظ سے اب کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہی کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کر دینگے
حیرت نے کہا اے شہنشاہ نبیرہ خداوند داؤد جادو ایسے نہیں ہین کہ آپ سرا سری اُنسے کہلا
بھیجے چاہیے کہ ہزارہا روپیے نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کے آپ خود تشریف لیجایئے اور کئی روز
وہان رہکر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے گی اور اگر کسی کو بھیجیے گا اُسکو
زیارت بھی نصیب نہو گی اسوجہ سے بہتر ہی اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مقصور جادو اُنکو نامہ لکھکر
یہان بلایئے کہ اُنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہی وہ سب عیارون کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی
نبیرۂ سامری ہین اتنا فرق ہی کہ وہ کنیز سے ہین اور داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ
مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف ہونا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مقصور جادو
کے روانہ کیا اور خواہش مدد کر نیکی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب
یہ نامہ مقصور کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو بین
بہر اعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سُنکر بیٹا اُسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا کہ اس لڑائی
پر مجھ کو روانہ فرمایئے کہ جاکر فتح کر دون اور سحر آزمائی کر کے حوصلہ دل کا نکالون ابھی حضور کا جانا ایسے
مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مقصور نے بعد انکار بسیار التماس اُسکا
پذیر فرمایا اور با جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ کیا اور افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری

مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اِس طرف بھیجا ہے وہ اوّل لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اُسکے حضور میں حاضر ہوگا یہ کہکر تو افراسیاب کو بھیجا اور شکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ مہرخ سے کرکے جب سب کو گرفتار کر لینا اُسوقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز جنگ کے اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے پند و نصائح بہت کچھ کر کے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہے بہ ہمراہ او کرد گفت	کہ اے طاق در رزم و اقبال جفت
زمہرخ و ہمراہیانم زجان	سپہ برکش و از غمم وارہان
عمرو را گر زندہ بردار کن	گل چشم اعدا بر از خار کن
سر شیر جنگی گر آری برم	نہی منت تاج زر بر سرم
دہم برتری بر دلیران ترا	پلنگے سزد جنگ شیران ترا
بحکمش بہ زین دیو آدم ربا	برآمد چو بر کوہ قاف اژدہا
بیالا و پہنائے او کس نبود	پس از زین عنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت	نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلے افراسیاب کو پہونچا اُسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ کیا اور کہدیا شکل کش کی تعظیم کرنا اور بمعیت اُسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر میں آکر منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کر کے بارگاہ میں لائی لشکر کو اُسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شکل کش کی خبر طائران پرندنے مہرخ کو پہونچائی اُسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام بڑے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہے خدا ہمارا قادر و توانا ہے یہ کہکر مشغول کارسازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ میں حیرت کے دن بھر ہنگامۂ خاطر و مدارات گرم رہا جسوقت کہ مصور قدرت نے صفحۂ زمین و فلک کو منقش بہ نقش ثوابت و سیارگان فرمایا اور مرقع دہر سے چہرۂ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا ابیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد	بہ چشم یلان دہر تاریک شد
شدہ جامۂ چرخ نیلی سیاہ	کمر بستہ بر کینہ خواہی سپاہ

دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب میں ہر ایک بہادر مصروف ہوا مہرخ و بہار نے سحر کا قلم بنا کے تصویریں اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بنا کر اپنی بیروں کے سپرد کیں اور اُنسے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویریں ہم لوگوں کی بنا کر سحر کی مقراض تیار کرکے کاٹے گا

پس جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم کا فظ رہنا کہ سحر اُسکا ہم پر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین مشغول ہین اور کل لشکر مین سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست وصیقل ہونے لگے ادھر شکل کش نے تیغ سحر کی تیاری کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنا مین اگیار کرکے پوجے اور پاٹ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا مقراض گردش دہر نے پردۂ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کرکے لباس نورانی آفتاب کو پہنایا **نظم**

بر آمد شہنشاہ مشرق دیار	نگشان ظفر شد از دام شکار
کشیدند صف از یمین لیسار	ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار
ز اسلامیان پیر و برنا ہمہ	چو شیران بمودند عزم رمہ
رسید آن زمان شکل کش روسیاہ	بخون دید لب تشنہ جنگی سپاہ
برافراخت بازوے خون ریختن	کہ مشکلش نہ بد فتنہ انگیختن
چو آگہ شدہ مہرخ از عزم او	بیار است لشکر پے رزم او
جہان تیرہ شد روز حشر آشکار	بلرزید خورشید سیاب دار

صداے نعرۂ جنگی سے شور نشور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان پیشین کی شجاعت کی سناکر دل بہادرون کا بڑھانے لگے اگلے معرکے جوا ہر شمشیر زبان جمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین اُمنگ آئی نوبت جدال وجنگ آئی شکلکش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور بعد عربدہ سازی وشعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ ای فرقہ نمک حرامان دیکھو تو تمھین کس طرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون وخاک کرتا ہون اسوقت مہرخ تخت اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او چھوکرے کیا بکتا ہی کوئی دم مین بحسرت ارمان دُنیا سے جائیگا شکل کش کو غصہ آیا اور مہرخ کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی سحر کی جھولی سے نکالکر پھینکا اور پکارا کہ اے شامہ بحکم سامری مہرخ کو پکڑلا وہ پتلا چلا ادھر سے مہرخ کودی اور اُسنے آگر پتلے کے ہاتھ پر سحر پڑھکر اُٹھالیا اور کہنے لگی افسوس ہی کہ اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پانون شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہی تو وہ مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہوگیا اور طرف اسی کے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے چلا اسنے پھر رد سحر پڑھکر

اُٹھاکر جھولی مین ڈال لیا ادھر مہرخ پھر سحر کرنے لگی اور وہ روکرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے تصویر مہرخ کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ مہرخ مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ جب اُسکو گرفتار یا قتل کرلونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا ازبسکہ ناتجربہ کار تھا اُسکو غافل دیکھکر رعد دو یا نون مار کر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور ماں اسکی برق مختشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع ہوکر بزور سحر اُڑ گئی شکل کش غافل کھڑا رد و بدل سحر کی کررہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے نکلکر بڑے زور سے چیخ ماری کہ یہ بیہوش ہوکر اژدر سے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق مختشر چمک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ شکل کش کا کام تمام ہوا صدا ہائے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش جادو تھا پھر تو مہرخ کی جن آئی گولا فولادی پکڑکر آگے بڑھی اور اس طرف سے شکل کش کی فوج بھی اپنے مالک مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام برائے انتقام آکر دوچار ہوئی جانبین سے سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے ماران سیاہ نکلے کتنوں نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے ابرہائے مختلف رنگ برروے ہوا آتے تھے آگ پانی ساتھ برساتے تھے سراسر اس جگہ برستے تھے اور جسم دریائے خون مین تیرتے پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب سحر آزمائی سے سربرہوے ترسول نیسول لیکر باہم ایک سے دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز ہوئی وہ زمین ایک دم سرزمین جیحون بنی نظم

روان خون شد از جوہر تیغہا
بعینہ چو آب از رگ میغہا
زخون شد زمین چون عقیق یمن
زہے نامداران شمشیر زن
زمرکب بہر جا کہ راکب فتاد
بضرب سم باد پا شد بباد

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کرکے راہ ہزیمت اختیار کی اور حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج کے ساتھ کھڑی دیکھ رہی تھی اسنے چاہا کہ جاکر مقابلہ کرے لیکن سمجھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجواکر پھر گئی اس طرف مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حمام کرکے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا ناچ ہونے لگا ہر ایک مسرور ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش شکل کش کی سامنے ڈال دی افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس مصوّر جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام

آیا مجکو اُسنے کمال شرمندگی ہو آخرلاش کو جلوادیا اور بزور سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور اُسکے قالب مین ایک سیر ٹھایا جس سے وہ پتلا زندہ ہوگیا اُسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ وحشم سے پاس مصوّر کے روانہ کیا اور نامہ لکھا کہ ای بنیرہ سامری فرزند تمھارا بڑی شجاعت کرکے خدمت سامری مین گیا یعنے مارا گیا مین نے اسکی صورت کا پتلا تمھارے پاس بھیجا ہی چالیس روز یہ زندہ رہے گا تم اسکو اچھی طرح پیار کرلو اور اپنے دلکو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اس پتلے کے روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر مین ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار کرکے پاس مصوّر کے بھیجدون کہ وہ اُسکو قتل کرکے بدلا اپنے فرزند کا لین حاصل کلام صرصر شمشیر زن کو طلب کرکے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی یہ کہکر بانہاے عیاری سے درست ہوکر روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات مین لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضۂ بیہوشی لگاکر اُسکو بیہوش کرکے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور وہان بارگاہ مین آکر سر پر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو کی نظر صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کہ دھوکا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی سمجھ گئی کہ عمرو نے مجھے پہچان لیا جست کرکے بھاگی عمرو نے پکار کرکے کہا کہ لونڈی جاتی کہان ہی صرصر نے جواب دیا کہ او غلام تجھ شامت آئی ہی تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی عمرو پیچھے اسکے دوڑا مگر وہ نکل گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اس طرح کہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر بہر گرفتاری رعد جادو آئی ہی غفلت دیکر لیجائیگی ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم و احتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے لیکن مہرخ اپنے خیمے مین بخوف عیاری بیدار رہی اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق مخشر کی بناکر آئی اور خیمے کے قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود اپنے فرزند کی حفاظت کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کرکے بسبب ہوشیاری و احتیاط سرداران پشتارہ تو نہ باندھ سکی لیو ہین کاندھے پر لادکر لے چلی نگہبانون نے جو دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ صحرا کی طرف گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اُسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو دیکھا خیال کیا کہ سب آگے جاتے ہین تو ہین ٹھہر جاؤن ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب سب آگے نکل گئے اُسنے رعد کا پشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے پہونچی عمرو اس طرف سے آتا تھا

اُسنے ردکا صرصر نے ذلیل عیاری بجالی کہ صبا رفتار صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت عمرو نے بیضۂ بیہوشی
بچالاکی لگاکے صبا رفتار کو بیہوش کر دیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے
بھی اس چالاکی سے بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کر دیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور
جاکر بھاگی قضارا ادھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بغدہ تان کر دوڑا چاہتا تھا کہ بغدہ سر پر
لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہی خبردار یہ میری معشوقہ ہی اپنی اُستادی کو بھول
گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے گھیر لیا اگر رعد کو نہ چھوڑ
جائیگی تو یقین ہی خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر اور سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار
کیا ادھر برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار ہو کر اپنی اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین
رعد کو لائے اور کہا اب بہت ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بشکل مبدل داخل
لشکر ہوئی اور ایک کلوارن کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پر لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا
مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا الوٹ بچھوے پانون مین پہنے لہنگا سنجافدار
زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچۂ شراب کمر پر اُٹھائے ہاتھ مین بوتل لیے بصد انداز
و ناز چلی

نظم

موے زلف اسکے کیون نہون طرار		تھی وہ معشوق آتشین رخسار	
دختر نیک اختر خوبی		آفتاب سپہر محبوبی	

غرض بایں حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے اُنھون نے اسکو
دیکھکر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین دیتی جا صرصر نے سبوچۂ شراب سامنے لاکر رکھا اور
اپنے جمال پری تمثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تمھین ایک ایک جام ہم سب کو
پلاؤ کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہی صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ
شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہو گئے صرصر نے بارگاہ کا سراچہ چاک کر کے ایک مٹھی پردانے
ساختہ دواے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکے کہ شمعہاے مومی و کافوری پر جاکر گرے اور دھوان
انکا دماغ مین خدمتگارون کے پہونچا اور بیہوش ہوے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو
بیہوش پایا آپ لوٹ لگاکر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کفچہ مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ
مین پھونکی اور بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر چلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف
لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ ای صرصر اسکو بجنسہ پاس مقور کے

پہونچادے صرصر تپشارہ رعد کا لیکر شہر ازرنگ کی طرف چلی مگر اب وہان کا حال سُنیئے کہ جب ہمشبیہ شکل کش یعنے پتلا مع نامہ فرستادۂ افراسیاب پاس مصوّر کے پہونچا اور جسوقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجیب طرح کا شور نوحہ و شیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوے اور شکل کش کی مان ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکاری کہ ای فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجکو آتا ہی	دل بیتاب تڑپا جاتا ہی
لے گئی ہی اجل کدھر تجکو	کھا گئی کون سی نظر تجکو
نالۂ دردناک کرتی تھی	اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جلنے تھے اسکے خویش تبار	رورہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریہ و بکا اس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کرلیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکر پے انتقام حریف کو برباد کرنے آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار زوجہ مصور نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پریچہرہ نام ہی جب وہ مان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلونگی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہرچند سمجھایا کہ تم ای فرزند سحر نہین جانتی ہو ابھی کم سن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ و جدل ہی نہ جاؤ مگر الماس نے نہ مانا ناچار اسنے ساتھ لیا اور بڑے حشم و شان سے روانہ ہوئی مصوّر نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کرکے بعد جانے صورت نگار کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر ادل زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی کہ وہان سے اگر منزل بھر اور چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ کرائی اور کہا کل آپ یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اُتری کرمھاؤ چڑھ گئے پکوان پکنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص مصروف ہوا اُسوقت اتفاقاً صرصر جو رعد کو لیکر چلی تھی اُس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی

ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا کون ہے اسنے کہا صورت نگار مادر
شکل کش لڑنے جاتی ہین صرصر یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کہ مجھے اتنی دور نہ جانا پڑا اب رعد کو اسکے
سپرد کرکے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی
ٹھہرو اُسنے کہا جاکر اطلاع کر. صرصر شمشیر زن آئی ہے وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے
اطلاع کی اُسنے صرصر کو روبرو بلوایا صرصر نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے ہزارہا
ساحر اور جادوگرنیان گرد و پیش زیب وہ کرسی و دنگل ہین جلسۂ طرب جمع ہے صرصر آداب بجالائی
پشتارہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون یہ حاضر ہے صورت نگار بہت خوش
ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا تعظیم و تواضع کرکے رخصت کیا اور
حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے کہ وہ اسی لیے ساتھ
آئی ہین لوگ بنابر حکم بلانے گئے الماس پریچہرہ اس صحرا مین سیر سبزہ زار کررہی تھی سات سو
انیسین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب کی سنتے اپنی مادر کی سُنکر بڑی آرائش و زیبایش کرکے
مان کے پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اُٹھکر بلائین لیکر
پاس اپنے بٹھایا پھر قید سحر رہا کر رعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر
الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و
جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اُسکا مانند ماہتاب ہے چڑھی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ بھری
بھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہین خلق و ہمت سے
سب ماہر ہین کہ

ابیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا
موزونی مین فرد بیگمان تھا
وہ قد کہ قیامت اس سے پیدا
وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
پیشانی کا بل بلاے دل تھا
سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
تھے صورت دام موے پیچان
تل دانہ تھا بہر طائر جان
ابرو مین نہ خم تھا بہر آداب
مسجد مین بنی ہوئی تھی محراب
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان
تھی سرمۂ طور سے فزون ان
سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے
نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے
پلکون پہ نثار ہر نظر تھی
چلمن در چشم یار پر تھی
رخسارون کا وصف کیا بیان ہو
دو ماہون کا سامنا کہان ہو
وہ پتلے اس کے خوشنما لب
تھے جام مے صفا لبالب
خندہ تھا کہ تھا تبسم ناز
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز
نادر تھی صراحی دار گردن
گردون سے تھی باوقار گردن

وہ ساعد و دستِ بازو و پا — دُنیا میں نہ تھا نظیر اسکا
سرمایۂ دلبری تھا بیشک — القصہ وہ سر سے لیکے پا تک

الماس پری چہرہ اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور جان نثار ہوئی اور کمند گیسو میں گرفتار ہو کر بیقرار ہوئی ہونٹھ چاٹنے لگی حسرت سے منھ تاکنے لگی جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولۂ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضائے

نظم

دربردہ لگا وہ عشق کا تیر — تڑپی سرِ خاک مثل نخچیر
ٹوٹا کوہِ ملال سر پر — آنکھوں میں بسی اسی کی تصویر
جی رہ گیا بس ترس ترس کے — بڑھنے لگے حوصلے ہوس کے
قابو نہ رہا دل و جگر پر — دلدادہ ہوئی اسی کی دلگیر
آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب — دل پہلو میں اسطرح تھا بیتاب

آخر وہ ماہ جبین کچھ انجام کار سوچکر کہ دیوانی تیرا بھی کدھر خیال ہے تو کہاں اور یہ کہاں ہمکنار ہونا اس سے امر محال ہے اس دھیان میں دل بھر آیا رونے لگی اسکی مادر نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس بھائی کے قاتل کو دیکھکر یہ اپنے برادر کو یاد کرکے اب تک ریزان ہے سمجھانے لگی کہ بیٹی بھائی تیرا رونے سے جی نہ اُٹھیگا مفت میں فرط الم سے دل تیرا خون ہوگا ملکہ کے رونے پر سب اسی طرف متوجہ ہوئے کوئی بلائیں لینے لگا کوئی نثار ہوتا تھا کوئی تسکین دیتا تھا غرضکہ ایک ہنگامہ ہوگیا اسوقت رعد نے پایا تو اپنی گرفتاری سے منفعل سر در گریبان گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا باتیں سنکر آنکھ اُٹھاکر جو دیکھا اس غارت گر جان و ایمان یعنی ملکہ الماس پری چہرہ سے دوچار ہو شہباز نگاہ کا شکار ہوا عجب صورت طلعت جہان آرا اسکی دیکھی کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ زلف سیاہ اسکی غیرت دہ شب تار ہے رخسار تابان پر تصدق آفتاب نصف النہار ہے لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہے سُرخی لب پر لعل بدخشان کا دل خون ہوا جاتا ہے غم میں اپنے بھائی کے سیاہ پوش ہے نہیں چشمۂ خضر ظلمت میں روپوش ہے غمزہ و ناز خوبان اسکی ایک ایک آن و ادا پر نثار ہیں طرحدار دہر اسکے فرمان بردار ہیں کہ

ابیات

ماہ رو مہ جبین در در گوش — صاحب حسن اور مرصع پوش
اس پری کا وہ عارضِ پرنور — آرسی میں نہ پائے عارض حور
عضو میں سرکشیدہ ہے یعنی — جسنے اسکو سکھائی خود بینی
بسکہ یون اسکی ابروئے خم ہے — فی الحقیقت کہ جان عالم ہے
گل ہے گوش آنکھ ہے اگر نرگس — اس طرف گل ہے اسطرف نرگس

لب و دندان سے اسکے لعل و گہر / ہین چھپے کان بحر مین جا کر
دم خندہ جو آشکار ہوے / موتی اُن دانتون پر نثار ہوے
اسکے سیب زنخ کا وصف ہو کیا / ید قدرت کا ہی ترنج طلا
صبح صادق بیاض گردن ہی / اختر صبح خال روشن ہی
کون اس ہاتھ کے مقابل ہو / ایسی گردن مین جو حمائل ہو
ہی حنا خون عاشقان جہان / پنجہ ہی رشک پنجۂ مرجان
کیا بیان ہو صفائی سینہ / ہی شکم صاف مثل آئینہ
سینہ پر دو ترنج پستان ہین / یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین
جسم مین ہی مگر سیہ پوشاک / ہی عزادار اور بہت غمناک
صاف رخت سیاہ سے پیدا / ہی سیہ پوشش کعبۂ دلہا
دیکھ کر رعد اُسکا روے نگار / ہوگیا مثل تیر خوردہ شکار
محو یاد اسکے تھے جوان و پیر / یا ہوا آپ صورت تصویر
آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند / دل مین اپنے کیا بہت سا پسند
ہوگیا شکل دیکھ نورانی / مثل آئینہ صرف حیرانی
لگا کہنے اگر نصیب ہون یار / ایسا معشوق ہی مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو اُسکا ری / جان و دل سے کرون پرستاری
دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار / چپ رہا اپنے دلمین ہو کر زار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اُس بلکیس کو قتل کرنا چاہا اُسوقت بقدرت کردگار نامہ مصور آیا کہ ای ملکہ صورت نگار ہمنے سُنا ہی کہ رعد گرفتار ہو کر آیا ہی لہذا اسکو یہان قتل نہ کرنا لشکر حیرت قریب ہی وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب باغیون کو دکھا کر اُسکو دار پر کھینچین گے اور جو اسکی مدد کو آئیگا اُسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا سے جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کے دن قید رکھے فولاد اسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہو گیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اُسی جگہ پر حصار سے ہٹ کر خیمہ استاد کرنے فولاد

پہر نگہبانی مع رفقا ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرکے لیگئے ملکہ المماس پریچہرہ صورت دلدار یاد کرکے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحہ کے ماں سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ مین جاکر آرام کرون اس نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خیمخانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود ہوگیا یہ سوار ہوکر چلی برابر خیمخانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان تو یہ حال ہی لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوے اور اپنے مالک کو نپایا جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق مخشر مادر رعد بیقرار ہوکر گریان ہوئی اور نہایت بیتابیان کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صرصر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لے گئی ہوگی مین جاکر چھڑائے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اس سے بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر آتے دیکھکر صورت اپنی تبدیل کرکے ہر طرف پھرنے لگا نہ اسنے رعد کو درہ کوہ مین قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اسی کیا تھ ہوا اور ایک آدھ سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہی ظاہر ہوا کہ ملکہ المماس پری چہرہ دختر مصور جاتی ہی برق اسی فکر مین ساتھ ہولیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اسی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان عشرت خواجہ سرا کا نوکر گڈ گڑی ایک جگہ ٹھہر کر بھر رہا ہی برق اسکے پاس آیا اور پکارا ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منھ اٹھاکر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر گڈ گڑی بھر کر خواجہ سرا پاس آیا گڈ گڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جایئے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے ایک خبر آپکی نوکری کی نسبت بہت بڑی سنی ہی وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہوکر ٹھہر رہا جب سب دور نکل گئے برق نے اسکو بھی حباب بیہوشی لگاکر گھوڑے سے گرا دیا اور خوب بیہوش کرکے اسکی طرح شکل اپنی بناکر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اس عرصہ مین ملکہ اپنی بارگاہ مین جو صحرا مین پر سبزہ و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اترکر سب کنیزون انیسون جلیسون کو علیحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سراچہ بارگاہ اٹھوا کر بیٹھی اور یاد معشوق کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی باد صبا سے مخاطب ہوکر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی

غزل

دز آرزوے ہر گلے در سینہ دارم خار ہا		گلہا ست در باغ رخت ہر یک بہ از گلزار ہا

گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزار ہا
از خامہ در چشم فتد گلہا و از گل خار ہا

وی خوب بودی در نظر امروز زان ہم خوبتر
خوب اند خوبان دگر اما نہ این مقدار ہا

مصر لاحت جاے تو در چار سو غوغای تو
تو یوسف از سوداے تو شوریست در بازار ہا

سر در رہت بنہادہ ام جان در ہوایت دادہ ام
من بارہا افتادہ ام کار من ست این کار ہا

ہر دم بجستجوے تو صد بار آیم سوی تو
ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بار ہا

تو با قد افراختہ رہ سوے باغ انداختہ
سرو از خجالت ساختہ چادر پس دیوار ہا

ہر دم چو چنگ از عربدہ در سینہ صد ناخن زدہ
صد نالہ زار آمدہ از ہر رگم چون تار ہا

می نوش بر طرف چمن نظارہ کن سرو و سمن
تا من بکام خویشتن بینم دران رخسار ہا

ای محرم راز نہان در بند من بکشا زبان
کز نام و ناموس جہان دارد ہلالی عار ہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ سرا بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہی بلکہ غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہو کر بطور مخفی اسکے نالہ جانکاہ اور بیان قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ اے رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل مین لے کر مین دُنیا سے چلی برق یہ بیان سنکر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پہ ہوئی ہی بس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھکر چپ ہو رہی اور آنسو پونچھکر روکھی صورت بنالی برق نے کان مین جھک کر کہا اے ملکہ مجھے تمھارا عاشق ہونا معلوم ہی ناحق چھپاتی ہو مین تمھارے گھر کا غلام ہون اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤن تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہون بلکہ سعی کر کے مطلوب سے تمھین ملاؤن ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجراے عشق کہ سنایا برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہی خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے مین جہان آپکا عاشق مقید ہی چلین اور محافظ زندان سے اظہار کرین کہ مین اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھون گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا مین عیار ہون واسطے چھڑانے رعد کے آیا ہون وہان پہونچکر چھڑالون گا الماس پری چہرہ یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط عشرت سے غنچہ نمط کھل کھلا کر ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست ✤ پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوادار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہان تک کہ مقام فولاد پر پہونچی اسنے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش دفع کیا ملکہ پاس

رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے بیٹھا رہا اُسسے ملازم شہزادی
کا سمجھ کر شراب وکباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار کیا پھر اسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادہ
احمر سے لبریز کر کے اور اسکی نگاہ بچاکر سفوف بیہوشی ملاکر اسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش
کرین تو مین بھی پیون فولاد جام لے کر پی گیا برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازمون مین وہان موجود
تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلائی اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے لیجیے
آپ بھی کھائیے الحاصل وہ سب کھاپی کے بیہوش ہوے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ
ڈالے انکے مرتے ہی تاریکی ہوگئی غل وشور پیدا ہوا اور رعد رہا ہوگیا الماس پری چہرہ یہ
ہنگامہ غل کا سُنکر ڈری نہین معلوم کہ کیا آفت آئے مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھکر کہا اے ملکہ تم مجھے
دیکھتی ہی رہین اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی عالم
حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا اے شیدا ے یکدگر اب جلدی یہان سے چلو ایسا نہو کہ صورت نگار
مادر ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونون کو خرابی مین ڈالے کس لیے کہ یہان سے کوس بھر کے
فاصلے پر وہ فردکش ہے ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا اے برق میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب
صحرا ہے وہان کوئی نہین آتا ہے ایک لمحہ چلکر ہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب وغیرہ لے لین
تو سمت لشکر صبح رواں ہون برق نے کہا اسباب بہت ہورہے گا یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار ہوگیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی
مسند پر تکلف پر بٹھایا اور اسباب عیش ونشاط مہیا کردیا کشتیان شراب ناب کی اور قابین
بھر گزک کباب کی حاضر کین دور جام شروع ہوا نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار ۔۔۔ تھے جہان فرش و مسند زرتار
وہ مکان اور خالی از اغیار ۔۔۔ ہوے آپس مین گرم بوس وکنار
اس طرف منتین ہزار ہزار ۔۔۔ اُس طرف بات بات پر انکار
یہان ہر وقت ناصبوری تھی ۔۔۔ وان کنارہ تھا اور دوری تھی
اس سے کہتی تھی وہ پری تمثال ۔۔۔ چل کے لشکر مین ہے قرار وصال
ہوکے مایوس تب کیا یہ خطاب ۔۔۔ طاق سے لا صراحی مے ناب
تب اُٹھی وہ پری بصد انداز ۔۔۔ اور کیا سوے طاق دست دراز
لے لیا شیشہ مے گلفام ۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے اُٹھایا جام

بادۂ عیش سے ہوئے مخمور　　لذت عشق سے تھے دونون چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بالین　　ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا دہان اسکو شغل مے نوشی　　غم و شادی سے تھی فراموشی
سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی　　آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اس پری کو وہ پیار کرتا تھا　　گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش مین سلاتا تھا　　لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اس طرح تھا یہان سرشار　　فتنۂ خفتہ ہوا بیدار
وہ ستم پیشۂ و جفا کارہ　　یعنے صورت نگار مکارہ
ہوئی آگہ کہ رعد چھوٹ گیا　　اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
ہے جو دختر تری پری چہرہ　　اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جا کے زندان مین بےخبر اسکو　　کیا فی النار والسقر اسکو
سن کے یہ حال دخترک اکبار　　غیظ سے ہوگئی سراپا نار
چلی وان سے عجب غضب مین بھری　　اور دربارگاہ پر پہونچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جا کر دونون عاشق و معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب و مطلوب لیٹے تھے آناً فاناً وہ زمین کا ٹکڑا اور وہ طبقہ برروے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور سحر اڑ کر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھکر روتا ہوا پیچھے اسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر انکی خواب غفلت سے رعد اور ملکہ کی آنکھ کھلی رعد نے چاہا کہ بزور سحر ملکہ کو لیکر اڑ جاؤن مگر سحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہے ہم تم گرفتار ہوگئے ملکہ رونے لگی اقتاب حسرت سے منہ دھونے لگی کہ ای فلک بیمہر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے ملکر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ زاری کرتی تھی اور یہ زبان پر جاری

نظم

ای فلک تونے کیا مجھے　　میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے
سر بسر کر دیا مجھے ناشاد　　کس سے جا کر کرون تری فریاد
تونے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ　　ہاے عاشق مرا دریغ دریغ

وہ نازنین یہ فریاد کر رہی تھی صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے ہوگیا ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ ہوگئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا دوسری طرف چلا اُسوقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے خامۂ دو زبان اشک سیاہ گراتا ہی اور سینہ اُسکا شق ہی دل پر ہزار طرح کا قلق ہی کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا — تھے بہم دونون گرم نظارہ
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل — لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
ای فلک تجھ نہ رحم آہ کیا — تو نے آخر مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا — ہوکے تنہا کوئی جیا نہ جیا
ہوگئی اس طرح سے وہ بیتاب — جیون تڑپتی ہو ماہی بے آب

اسی طرح نالان و گریان یہ دونون جدا ہوے لیکن برق فرنگی جو پیچھے چلا آتا تھا انکو جدا ہوتے دیکھکر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑ دون آخر اپنے لشکر کیطرف بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم مین بیقرار تھی یہ کیفیت سنکر بیتابانہ بزور سحر اُڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر سڑاک سے گری اور اسکو پنجے مین داب کر اُڑ کے چلی کہ صورت نگار نے اپنے تئین بہت جلد قریب اسکے پہونچا کر لیا سحر کیا کہ ہزارہا پتلا اُڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہر چند سحر کیا تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار اسے بھی اپنے سحر مین مبتلا کر کے صحرا مین کہ نہایت بھیانک اور دہشت ناک جگہ تھی لائی اور وہان کچھ سحر پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اُڑتا ہوا آکر پہونچا اسے بھی اُتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ لکھکر دیا کہ وہ پتلا غائب ہوگیا بعد تھے کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کر کے سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اس سے خطاب کیا کہ ای ظالم تیرہ روے جادو تجھین اسلیے طلب کیا ہی کہ ان تینون کو اپنی قید مین رکھو لشکر مین انکا قید کرنا باعث بدنامی تھا کہ مقدمہ دختر کا ہی ہر کہ و مہ آگاہ ہو تا کہ دختر مصور جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہی اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر مین پہونچکر انکو رہا کر لیجاتے اس لیے یہان مین لائی ہون اور تمھارے سپرد کیے جاتی ہون یہ کہکر قیدیون کو دیکر آپ پرواز کر کے اپنے لشکر مین چلی آئی اور اس ساحر نے ایک برج سحر کا بنا کر سب قیدیون کو مقید کیا کہ حال انکا بروقت رہا

ہونے کے بیان ہوگا مگر جبکہ صورت نگار لشکر مین آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ وخرگاہ
بار کرا کر مع لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کی فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے ورود
لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہین حیرت سنتے ہی مع سرداران
ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ مین پا انداز جواہر کے بچھوا دیے اور بڑے تزک واحتشام سے لیکر
داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اُسکے متصل اپنے لشکر کے اُترا دیا اور ہر ایک کے لیے سامان عیش وآرام اپنے
یہان سے بھجوایا سب آرام سے مسکن گزین ہوے اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ مین رعد
اور الماس پریچہرہ کو قید کرنے آئی ہون تمھاری دختر خوبصورت پسر مہرخ پر عاشق ہوا اور
میری بیٹی رعد پر فریفتہ ہوئی یہ ہماری تمھاری مثل ہو کہ ایک حمام مین سب ننگے لہذا ای حیرت
آج شام کو طبل جنگ بجے کہ مین کام سب باغیون کا تمام کردون اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام
لون حیرت دن بھر اُسکی دعوت وضیافت مین مصروف رہی جسوقت کہ گردش گردون نے
تا بشر اپنی دکھائی یعنی رخ زیبائے عروس کو ظلمت شب سے تاریک سیاہ بنایا بمقتضائے نظم

گردش گردون ورون خورشید را پنہان کند	بس نمایان ظلمت شب را و را این یوان کند
روز را پنہان کند شب را پدیدار آورد	انچہ را باید کہ با این کرد این با آن کند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواحت مین آیا اس خبر کو جاسوسون نے خدمت مہرخ
مین بعد دعا و ثنا کے عرض کیا یہان بھی نفیر سحر بجی دونون لشکرون مین تیاری سحر کی اور آلات
حرب وضرب کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر مین ہزارہا مقام پر لڑائیان واقع ہین اس لحاظ سے
ہر ایک جنگ مین اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہی کہ طوالت کلام سے سوائے ہرزہ سرائی
کے کچھ فائدہ نہین پس وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی اور نامی کی لطف کے ساتھ ہوگی وہ
تصریح وار بیان ہوگی باقی سرسری ذکر کیا جائیگا تا کہ سامع اور قاری کو یہ فسانہ برا نہ معلوم ہو
آمدم برسر مطلب کہ شب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جبکہ خورشید زرین علم چار دانگ عالم
مین بجاہ وجلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در صبحدم	بربام گردون گردان علم
ز خرگاہ خاور برآورد سر	زخاور بیاراست با باختر
دو لشکر میدان چو شیران شدند	گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جائے مورے شدہ شرزہ شیر	بہر گوشہ زالے چو رستم دلیر

	شد از نوک پیکان سما چاک چاک زمین نوک تیغ و سنان خون فشاند		سنان اندر آمد بر مح السماک بہ خون آسمان کشتی ماہ راند

صورت نگار اور حیرت لشکرے کر بڑے کروفر سے بزمگاہ مین آئین ایک جانب سے مہرخ اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد و غبار ابر سحر برساکر بٹھایا صفوف ہائے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کرکیت کرکا کہکر علیحدہ ہوئے صورت نگار اژدر سحر پر سوار بہر مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نعرہ زن ہوئی اسکے سامنے بہار جادوگی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزارہا تصویرین پرچھائین کے مانند پیدا ہو کر بہار سے لپٹ گئین بہار نے گلے کا ہار اُتار کر آسمان کی طرف پھینکا ایک لڑی موتیون سے بھری زمین سے فلک تک لٹکی ہوئی نظر آئی بہار اُس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا پرچھائیان سب جل گئین صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچکر اُس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر جب سیدھی ہوئی شعلے کچھ منھ سے چھوڑے کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن بزور سحر گرکر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑ کر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کو لپٹ گئے اور کشان کشان سامنے بہار کے لائے اسنے اسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر صورت نگار پر مارا اُس گلدستہ سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اُسکے عالم مدہوشی مین محو ہو کر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اسوقت زمین شق ہوگئی اور چند تیلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ملکہ صورت نگار آپ زوجہ مصور ہو کر ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئین ہوشیار ہوجیے اور سنبھلیے یہ کلام سنکر چونک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور تیغہ پکڑ کر بہار پر آ پڑی اور آپسین بزور سحر شمشیر زنی شروع کی اسوقت حیرت نے فوج کے سردارون کو للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر مہرخ فوج لے کر آگے بڑھی دونون لشکر آپسین مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اُٹھکر برستے تھے اور آندھیان زور شور سے اُٹھتی تھین آگ اور پتھر برستے تھے صدا یا سامری یا جمشید کی بلند تھی لاش پر لاش اور مردہ پر مردہ گر رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تہلکہ عظیم برپا تھا نظم

	روان گشت شمشیر زہر آبدار		بہ کوئین شد رستخیز آشکار

نہ افلاک شد نقش یک پیکرش
زبرفش سماوات شد منفصل
زبرے کہ از تیغ افروختے
بہم رخت نقش وجود علم
زمین آب گردید از اضطراب
ولیکن چو عاجز شدند از مصاف

دو گیتی عرض بد زیک جوہرش
بہ پیچید برہم چو طی السجل
دم نار سینا از دسوختے
تو گفتے چو اوشانہ بدبر قدم
زمان راشد از فرط بیم اضطراب
نمودند شمشیر کین در غلاف.

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرماکر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیراے انجم بافوج کواکب جلوہ فرماے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہوکر طبل بازگشت بجاکر اپنی اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف کی تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی کہ جو مناسب جانیے وہ عمل مین لایے اسی طرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین شق ہوئی اور تیلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہی اور صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر تیلے کو جواب دیکر رخصت کردیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل مین آئیگا اور آپ آراستہ و پیراستہ ہوکر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف کے لیے صورت نگار سے کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیارہ ہی خبردار کوئی عیار یہان آکر ملکہ صورت نگار کو زحمت نہ پہونچاسکے اور فریب مین نہ لاسکے صرصر نے عرض کیا کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت چلی گئی اور صرصر بہر تحفظ حاضر رہی لیکن جسدم لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیار ارادہ کرکے کہ اگر ہوسکے تو جاکر صورت نگار کو قتل کرین چلے تھے سب بصورت ہاے مبدل داخل لشکر حیرت ہوے اور عمرو صورت فراش کی بنکر بارگاہ مین آکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی ہر ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان اسکا بلند ہوا اور سب بیہوش ہوے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا کہ وہ عمرو بشکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہی صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دو تیلے زمین سے نکلکر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لاسے اُسنے پوچھا تو کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہی صورت نگار نے کہا کچھ

تجھے اپنی جان کا خوف یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سوائے خدا کے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار کو غصہ آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھے دیجیے مین اسکو حیرت پاس لیجاؤن صورت نگار نے کہا بہتر ہی لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑا گیا یہ ماجرا اور عیار جو آتے ہین انھون نے بھی سُنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبا رفتار کی ایسی بنکر سمت بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوئے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام کر کے پوچھا کہ اس نا عیار کو کہان لیجاییے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار عرض پیرا ہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اسکو مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر نے اُسکو اپنی عیار بچی سمجھ کر حوالہ کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی اور کہا استاد مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور پھر صبا رفتار کی طرح صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھکر کہا اے صبا رفتار تو اتنا جلد گنبد نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک بچہ آیا اور لے گیا صدا آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سُنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا اے صرصر میرے سر مین درد ہوتا ہے مین سونے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہی لیکن برق جو عمرو کو رہا کر کے چلا ایک مقام پر صبا رفتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بناکر اپنے تئین قریب اسکے پہونچا کر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کر کے صورت اسکی بنکر لشکر مین آیا اور ادھر صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند صرغام عیار کے بنا کر پھر گرفتاری برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے آکر پکارا برق پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دون مگر تیر پاؤن کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبا رفتار تو یہان سوتی ہے یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو پکڑا صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہے مگر اُسوقت عمرو جو لیٹا ہوا تھا یہ باتین سنکر بھاگا پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جا کر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے داغ کر ان دونون پر لگائے یہ دونون جست کر کے پیچھے کو اُڑگئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز پھیل چکا تھا دونون کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جا کر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ مین پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو اُنکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین آیا اور صورت نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن

وہ صرصر سمجھکر اسکے ساتھ ہوئی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضۂ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے
پشتارہ باندھکر لے چلا اور صرصر اور صبار فتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ صورت نگار
مین آئی غلغلہ سُنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سُنکر دونون تلاش مین دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا
کہ صورت نگار کو مار ڈالے اُسوقت زمین تھرانے لگی اور صداہاے مہیب آنے لگین عمرو
سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر مین جاکر باعانت ساحران
اُسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا مگر صرصر جو خبر گرفتاری صورت نگار سنکر روانہ ہوئی
عمرو کا تعاقب چھوڑکر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت اپنی برق فرنگی کی ایسی بنا کر
مہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین
مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہی فوراً اسکے ساتھ ہوئی جب کنارے لشکر کے
تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی لگا کر اسکو بیہوش کرکے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا
اور اسکی ایسی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر بارگاہ مین آئی ملازمون سے کہا مین سامنے والی
صحنچی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتا دینا یہ کہکر جاکے لیٹ رہی عرصہ مین
عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان ہین لوگون نے کہا وہ سامنے صحنچی مین
آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگا دیا اور کہا اے ملکہ مین صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ
سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ یہ بڑی مشکل سے مریگی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر
ایک جھولی اسباب سحر سامری کی رکھی ہی اُسے لے آؤ کہ اُسمین ایک گولہ فولادی ہی اسی سے
اسے قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اُٹھاکر دوش پر
رکھا سر تختہ بارگاہ خنجر سے چاک کرکے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ منم صرصر اے عمرو یون آنکھون
مین خاک ڈالکر لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سُنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند
ہوا عمرو بھی غل سُنکر دوڑا اور حال سُنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لے گئی عمرو کا رنگ زرد
ہوگیا اور بنہایت درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہی اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطر جمعی
سے آکر سو رہی تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے
دوڑے تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کرین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار
کو ہوشیار کر دیا اور اُسنے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی
آتا ہو پس مشت خاک اُٹھاکر سحر پڑھنے لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ یہ زبردست ہی

قتل ہو جاؤ گے ساحر کچھ زمین مین غرق ہو گئے اور کچھ سمت آسمان اُڑ گئے اور عمرو بھی بھاگا مگر کہتا گیا
کہ ای صرصر قسم ہی نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہی تو تجھے زندہ نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا تو صورت خدمتگار کی بنکر بارگاہ صورت نگار مین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار
اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار نے پوچھا کہ ای صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ
بیہوش کر کے رکھ آئی ہون اُسے کہا جا کر لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر
سے نکل گئی عمرو نے للکارا کہ کہان جاتی ہی صرصر خوفناک ہو کر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہی
مار ہی ڈالیگا مگر عمرو نے دوڑ کر کمند ماری صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی اُس جست
کرنے مین ٹہنا ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا
صرصر نے نگاہ عاجزانہ عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہی عمرو از بسکہ
فریفتہ ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا ای صرصر بتلا مہرخ کہان ہی ہنوز صرصر بتلانے
نپائی تھی کہ سامنے جہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رعایاے
طلسم مین سے پیدا ہوا اور عمرو کو دیکھکر جھپٹکر گرفتار کر لیا اور صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ
بھاگ کر چلی کوس بھر مارے خوف کے نکل گئی جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ
کر جائیگی صرصر نے پھر کر جو دیکھا قران کو بغدہ تانے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا اس
اثناے مین ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ
ارے تو کون ہی اور یہ جگہ میرے قبضہ مین ہی یہان کیون آیا ہی ناقوس نے کہا بھائی خفا ہو
مین گنہگار شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب آ گیا اور گویا ہوا کہ تم آئے
مگر یہ کون ہی جو پیچھے تمھارے ہی ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدہ اس زور سے
مارا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک طرف چلا راہ مین
دیکھا کہ برق فرنگی سے اور صبا رفتار سے پنجہ چل رہا ہی اور پشتارہ مہرخ کا رکھا ہی کس لیے کہ مہرخ
جہان بیہوش پڑی تھی صبا رفتار ادھر آ نکلی اور پشتارہ باندھکر چلی تھی کہ برق آ گیا اور لڑنے
لگا الحاصل جب عمرو آ کر پہونچا نگاہ صبا رفتار کی بہکی اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے
قابو پا کر بیضۂ بیہوشی مارا یہ گر پڑی اُسکو باندھ کر ڈال دیا اور مہرخ کو ہوشیار کر کے کہا جائیے مگر
اب کسی کے فریب مین نہ آنا مہرخ وہان سے لشکر مین آئی اور یہان عمرو نے صورت اپنی
صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو مہرخ کی طرح بنا کر پشتارہ مین باندھ کر بارگاہ

صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ مہرخ حاضر ہے اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہوکر
انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا اسمین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ
مین دست راست کو بارگاہ کے ایک زینہ بنا ہی وہان سات پتلیان حیرت کے سحر کی ہین اسوقت
زینہ پر سے پتلیان اُترین ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہی دوسری پتلی
بولی کہ صبار فتار گرفتار کر کے مہرخ کو لائی ہی اس باعث سے یہ خوش ہی تیسری پتلی بولی یہ
مقام کچھ خوشی کا نہین ہی چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہدون پانچوین پتلی نے کہا مین
بتلائے دیتی ہون چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی ساتوین پتلی بولی کیا بک بک لگائی ہو آرے
کمبختون جو ہونا تھا وہ ہوا مہرخ ہی نہ صبار فتار ہی اور برق فرنگی کو مہرخ بنا کر لایا ہی صورت
نگار یہ باتین پتلیون سے سُنکر جلدی پیشاب کر کے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو نے بھی
گفتگو پتلیون کی سُنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہی جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی
عمرو نے برق کو اشارہ کیا وہ اُٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ ستم صرصر مین جو آئی تو عمرو پہلے بھاگ
گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہی لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی جب دور گئی عمرو
بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر بہت جلد
صورت نگار کو بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے حکم دیا کہ سب سردار جمع ہوکر اسے تیرباران
کرین سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار مین گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے
گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ مین آئی یہان تیاری قتل کرنے کی
ہو رہی تھی کہ صرصر نے قریب پشتارہ صورت نگار کے پہونچکر ایک حباب دافع بیہوشی اسکے منھ
پر مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ایک گولا سحر پڑھکر اسنے مہرخ کے مارا اور چمک کر تخت شاہی پر مانند
برق کے گری مہرخ زمین مین غرق ہوگئی اور شکیل نے ایک نارنج مارا کہ پانون صورت نگار
کا زخمی ہوا مگر صرصر کو بغل مین داب کر اُڑ گئی اور اپنی بارگاہ مین آئی اُس وقت حیرت جو گنبد نور
پر گئی تھی پھر کر آئی صورت نگار نے کہا ای حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیارون نے
ناک مین دم کر دیا ہی صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ مین ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
بیش بہا دیا اور سارا ماجرا عیارون کا سنا اسوقت ایک پتلا آیا اور نامہ لا کر اسنے حیرت کو دیا
اُسمین لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی بعد لمحہ کے
سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا

ساری حقیقت عیارون کی اور مقابلہ کی سنکر گویا ہوا کہ ای صورت نگار تم ناحق بلا مین گرفتار ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے تسلیم کی اُسسے حکم دیا کہ ای باران جادو تم لشکر مہرخ کو جاکر برباد کردو مگر خوبصورت جادو کو گرفتار کرکے دریاے شور پر لیجا نا وہان ہنڈولا سحر کا کھڑا ہوا اُسپر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہوکر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر باران نے کارسازی اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اسکی علیحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ مہرخ مین آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیون ای نمک حرامان تم شہنشاہ سے منحرف ہوگی ہو مین تمکو سزا دینے آتا ہون یہ کلام سنکر عمرو نے اُٹھکر حلقے کمند کے مارے باران بزور سحر بادل بنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑکر اُڑ گیا یہان ساحرون نے ناریل اور ترنج وغیرہ بہت لگاے لیکن وہ نہ رکا اور خوبصورت کو لیے ہوے دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈولے پر سحر کے بٹھا دیا اور ادھر خوبصورت کے پکڑ جانے سے شکیل پر آفت آئی وہی بلبلا تا شور مچاتا عشق مین گریہ وزاری کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ ای مہرخ یہ ساحر کیا سحر کرتا ہی اُسنے کہا خواجہ یہ باران ہی پانی برساتا ہی جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہوجایگا مگر ہمیشہ یہ رعد اور برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اُسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید ہوجاتے تو یہ بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین اُنکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہوسکا تو خوبصورت کو بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کنان چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کرکے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب تیاری رزم مین مصروف ہوا جسوقت کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جوے نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پر موج زن ہوئی کہ

نظم

بخت عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ
سلما سا چرخ معجر مشکین فام بست
آمدم زبہر جنگ جوانان تیغ تیز
در معرکہ بہ فوج بہ بہر نظام بست

نالے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور مہرخ کے سمع ہمایون مین جب صدا پہونچی اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گڑگڑانے لگے ساحر سحر جگانے لگے

اختیار صیقل ہوتے تھے بھینٹ دیجاتی تھی اگیاری ہو رہی تھی چار پہر یہی ہنگامہ گرم رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کر کے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برنجی تھالی ہاتھ میں لیے بتخانہ چرخ مین آیا بمقتضاے

ابیات

پرست فلک نقاب الور	بکشود عروس چرخ زیور
چتر شبہ شام سرنگون شد	شب در دم صبحدم زبون شد

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو بڑے کر و فر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر مین مہرخ اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ بعد ترتیب عہدگاہ نبرد ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اس طرف سے مہر خمو نے نکلکر ایک گولا فولادی مارا کہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملازمان مہرخ نے مارا اُسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا یک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہر طرف کو محیط ہوا اور تقاطر ہونے لگا جس پر بوند پڑی وہ درخت ہو گیا کونپلین اور پھرے پھرتے نکل آئے ساحران نامی نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لے کر آگے بڑھی باران سوچا کہ یہ سحر کرے گی تو دیوانہ بنا دیگی پیش دستی کر کے پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہو گئی پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور سب لشکری بیہوش ہو کر درخت ہو گئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم باطن جا کر بزور سحر ایک تالاب بنا کر اندر اُسکے مقیم ہوا لیکن عیاران نے دور سے جو یہ حال لشکر کا دیکھا تصور کیا کہ رعد و برق محشر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہے کہ چلکر باران کو مارین یہ تہیہ کر کے چلے ادھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا کہ اُسکو عمرو اور برق بیہوش کر کے اور خود ہی کی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی تھی جب ہوشیار ہوئی آیند و روند سے کہا مجھے چور باندھ گئے ہین کھولدو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اُسوقت عیارون کو ملی اور عیار تردد مین سے تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جا کر کمند ماری صبا رفتار الجھ کر گری اور گرتے گرتے بیضہ بیہوشی اُسے مارا کہ برق بھی بیہوش ہو کے گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ بیچ ہو گیا ہے یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہے

ایسا نہو مرجاے جب کمند کھولدی صبا رفتار نے کہا ہاے یلرا ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبرا کر چھوڑ
دیا وہ جست کرکے نکل گئی برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا گیا مگر پہلے عمرو اور ضرغام
تالاب پر باران کے پہونچے اور ضرغام بھاگا تھا کہ اسنے سحر کرکے گرفتار کر لیا سامنے باران کے
اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کردے اسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اسکے پاس آیا لکھا
تھا کہ اے باران جو لوگ تمنے گرفتار کیے ہین مع مہرخ وغیرہ کے انکو کنارے دریاے خون رواں
کے لیکر آؤ وہان عمرو انکے چھڑانے کو آئیگا ہم قید کر لینگے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو
طلسم مین بلوائینگے کہ وہ اگر عمرو کو قتل کرین کس لئے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو
ایک خجالت بھی نصیب ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کردین یہ نامہ جب باران
نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مہرخ کو اسی طرح درخت
بنائے ہوئے چھکڑون پر لادکر گرد ہیرا چوکی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے
خون رواں کے پہونچا بارگاہ کنارے دریا کے استادہ کرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے
میدان مین چھکڑون سے اتروا کر رکھا اور ضرغام شیردل کو بھی خیمہ مین بیہوش کرکے ڈالدیا آپ بارگاہ
مین بعشرت تمام بیٹھا لیکن عیار جو اسکی فکر مین چلے تھے جب یہ تالاب سے سحر کے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ
دور دور رہین آخر پہونچے ان مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اسکی بارگاہ مین گیا
جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور سحر سے جہان سب مقید تھے وہین
اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ خداوند نعمت کے بموجب حکم
کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہی جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو
سے کہا کہ ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور
عمرو سر تمھارا مونڈ چکا ہی کہ اُسے تم پہچان کر جہان ملے اور جس طرح ہوسکے گرفتار کر لاؤ کہ تم ہمیشہ
خداوندا ایک بار جب شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئین تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور
تمھاری ندامت جاے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے لاتی ہون افراسیاب نے
اسوقت خمار کی بہن محمودہ مہرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جاکر تلاش کرو غرضکہ
یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہوچکا ہی کہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بخوف
حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون جویاے عمرو کی چلین
اور خمار جب دریا سے پار اتر کر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اسنے

پہچانا اور پکار کر کہا میاں جادوگر مزاج تو اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات
سنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اُسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری
جب خوب تلاش کر چکی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند
عزت پر بٹھایا مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کرکے
کہا کہ مین اب سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اسپر
بیٹھکر سحر کرون باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اُٹھکر نہانے
دھونے مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اوتاری دیکھا کہ
ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہے اُسکے پاس آکر پوچھا میاں مردے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے
کہا میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے اس وقت پہرا بدلا کر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر
ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین
ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہوگا اُسنے یہ تعریف سنکر وہ پھل کھایا اور
بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اسکے کپڑے لیکر اُسی کی صورت بنکر باران کی [illegible]
پر آکر ٹھہرا اُسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اس سے پوچھا کیسے کچھ فرمایا ہے اُسنے
کہا میان مردے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو اُسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی عمرو
یہ سنکر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اسکے
ساتھ اندر آیا اسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر اس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے
رکھکر یعنی آگ دھتورے کے پھل دونے مروے کے پتے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرسون
کے دانے ببولے اور کلچڑیان بھنگے وغیرہ لیکر اگیاری کرکے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا
شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اسکے پس پشت چوکی پر آبیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو
یہان چلا آئے جبکہ عمرو موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ
عمرو اسی جگہ ہے آخر ناچار ہوکر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا ویسا ہے
جو تمھارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی تعریف خداوند سامری نے سامری
نامہ مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کرآیا تھا وہ ہوشیار
ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اُٹھی کہ جیسے
جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو سنا کرتے تھے کہ

آدمی زندہ کیا جاتا ہی وہی کیفیت میری ہی مین اصل مین مردہ ہون یہ سوچکر ہاتھ پانون ہلائے
گھبراکر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران وار دیکھتا ہوا چلا اور خیال کیا کہ کہین مردہ بھی
راہ چلتا ہی یہ سمجھکر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اُٹھا کہ اب تو ہوش وحواس درست ہین چلو یہان کب تک
لیٹے رہوگے غرض اُٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو اُتار لے گیا تھا یہانتک کہ جب
قریب لشکر باران ہونچا ایک دوست اُسکا ملا اُسنے کہا ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو
اُسکو وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پاتا
ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین مرگیا ہون کفن یقین ہی مجھے نہین دیا یونہین
ننگا گڑھے مین کسی نے ڈالدیا پس اپنے تئین مردہ سمجھکر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا
کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے
ہو اسنے کہا تم مجھے دیکھتے ہو ملاقاتی نے اسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی جو نگا تو سامنے ننگے کھڑے
ہو چوبدار نے کہا بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست
اسکا یہ سنتے ہی خوفناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا عجب
ہی جو یہ بھتنا ہو یہ سمجھکر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ مین مردہ ہون
حاصل کلام وہان سے بہیئت کذائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ اس کیفیت سے چوبدار کو دیکھکر
بگڑا اور جتنی جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر اوہی اوہی کرکے اُٹھ گئین باران نے اسے گھڑککر
کہا اے مسخرے بے ادب یہ کیا ماجرا ہی چوبدار نے کہا پہلے یہ تو فرمائیے کہ مین جیتا ہون کہ مرگیا ہون
باران یہ کلام سُنکر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تر تمسخر کرکے اسکو
بنانے لگے باران نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور
کابوس پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لدغ اور لسع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت
کبھی غم وہم اور کبھی فرط تنعم ومسرت اور کبھی عشق وزیادتی سوداویت سے باختلاف حرارت قلب واقع
ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی یہ کہکر بہ تشفی ودلجوئی کی قریب بلاکر حال استفسار
کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو تجھپر نہین گذرا چوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین
ایک شخص ملا تھا اسنے ایک پھل دیا وہ کھاکر مین مرگیا ہون باران نے کہا اے خمار دیکھو عمرو
نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط تشکیک سے یہ کہتا ہی کہ مین مرگیا ہون مگر بڑا تعجب ہی کہ اتنا قریب
عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تمھارا سحر تھا خمار یہ سُنکر محجوب ہوئی مگر باران نے

چوبدار کو جب جانا کہ شبہہ مین گرفتار ہو واسطے دفع توہم و توحش بجا حکم دیا کہ لیجاؤ اور اُسکی گردن مارو
جلاد با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو اسکے سامنے سے غائب
ہوجاتا یہ مجھے قتل نہ کر سکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون یہ خیال کرکے
منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا تو قوت اور اکیہ قوت واہمہ
پر غالب آئی اچھا ہوگیا مصاحب اُسکے تعریف کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے
عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سُنکر اچھا ہوگیا اور باہر بارگاہ کے آیا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکلکر صحرا
مین جاکر ٹھہرا مگر خمار جو ندامت زدہ ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اس سے کہا ای دود سحر
جہان عمرو ملے وہان سے پکڑ لا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ
گیا اور بگولہ کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اسنے کہا
کیون ای عمرو تو نے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے جواب دیا میرا
یہی کام ہی جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ میرے مالک نے اس لیے
مجھے بھیجا ہی کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو تمھارا ویسے ہی حکم بجا لاؤن خمار نے
کہا او دزد مکار تو مجھے دم دیتا ہی تجھے افراسیاب کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند بختیارک
کی دعوت ہو وہ آکر تجھے قتل کرینگے عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کرکے کہا او
غیبانی کیا بکتی ہی مین جانتا ہون کہ افراسیاب کی اب قضا مجھے وہان لیے جاتی ہی اور تیرا ایک بار
سر مونڈا تھا اب کی دفعہ ناک کاٹون گا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک پتھر اُٹھا کر
مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اسے چادر مین بطور پشتارہ کے باندھ کر کاندھے پر لادا باران سے رخصت ہو کر
روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہی لشکریون سے
حال گرفتاری عمرو سُنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید ہوچکے ہین صرف
برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن ایک ایک جانب اور دوسرا دوسری سمت
راہ مین برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن عیار بچیان ملین اور سب نے گھیرا
برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے بیضۂ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کرکے باندھا اسوقت
ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینون عیار بچیون کو مع برق کے اُٹھا لے گیا بعد لمحہ کے جو عیار بچیون
نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی بارگاہ مین ہین انھون نے سلام کرکے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا
ہی صورت نگار نے کہا ای صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا

تھا اُسدن سے مین نے ایک بچہ سحر کا تیرے ساتھ کر دیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ بچہ اُٹھا لائے اور دشمن سے بچائے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکۂ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر ہملوگ عیار ہین خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر یہ بچہ یو ہین ہمین لے آیا کرے گا تو کام کا ہیکو ہوگا آپ بچے کو منع فرمایئن کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم نوکری سے درگذرے صورت نگار یہ باتین سنکر شرمندہ ہوئی اور بچۂ سحر کو انکے ساتھ رہنے سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب وخطاب کر کے کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا اُس سے کہا کہ اے ظالم تیرہ روے جادو اس مجرم کو بھی لیجا کر وہین قید کر جہان رعد اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اُڑا اتفاق سے اسی صحرا سے ہو کر گذرا کہ جہان باران اُترا ہوا تھا اُس مقام پر قران تھا اِسنے ساحر کو دیکھا کہ برق کو پکڑے اُڑا جاتا ہے قران پیچھے پیچھے بطور اخفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیار بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت اِنسے نہ بولو کیونکہ سب قید ہو گئے ہین ایک تم اکیلے باقی ہو ایسا نہو کہ مقید ہو جاؤ یہ تصور کر کے راہ کترا کے چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون سے کہا قران کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہے لازم ہے کہ ہم بھی خبر نہون یہ کہکر ایک طرف کو چلین مگر قران اُس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے اس ساحر نے وہان اُترکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہو گئی قران باہر رہ گیا مگر ایک عیاری سوچکر صورت اپنی ستری سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ کر کے مٹی کا ڈھیلا لیکر کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہے مگر ہرن نگل رہا ہے ہرن کی دم مین اونٹ بیٹھا ہے گھوڑا ہاتھی کھاتا ہے چیل لیے جاتی مچھر پر گدھا سوار ہے لیجیو لولو ہے لے ادھر دیکھ واہ رے مردوے خوب ناچتا ہے ایک کان مین سارا مکان ہے سر پر چارپائی کھا جاتی ہوا کی رت بھری سوت نے بچے جنے قضا کا بھن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے چھپکلی سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سُنی گھبرا کر گنبد سے نکل آیا یہ کون ہے جو واہی تباہی بک رہا ہے آکر جو دیکھا تو ایک مست آدمی ہے قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہے بیفائدہ غل مچا رکھا ہے قران بولا آنکھین ہون تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھالو آنکھین کھُلجایئن ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہے اسکی دی ہوئی چیز سے انکار نہ چاہیے ڈھیلا لیکر کھایا ظاہر مین وہ مٹی تھی مگر مزا مٹھائی کا تھا کیونکہ قران نے بفن عیاری بنایا تھا لہٰذا وہ سمجھا کہ یہ درویش صاحب کمال ہے سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہو کر گرا۔

قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ رعد و برق محشر و برق فرنگی و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہین انکے منھ پر پانی چھڑکا سب ہوشیار ہوے اور قران سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا مین نے ظالم تیرہ رو کو مارا اور حال لشکر بھی بیان کیا باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہی سارا لشکر تباہ اور برباد ہو گیا ہی یہ ماجرا سنکر برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا کیا مواد سیانا ہوا اور باران بھی اپنے تئین ساحر جانتا ہی سامنے نہ آیا موندی کاٹنے کو دن لگے ہین قضا آئی ہی ہمارے سبب سے اور ہمارے زور سے باران ہی بھلا اب جلتی ہون دیکھون حرامزادہ کیا کرتا ہی قسم ہی اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی اگر اسکو نہ مارا تو نام اپنا برق محشر نہ رکھا یہ کہکر رعد اور برق محشر دونون چلے الماس پری چہرہ کو بیہوش کر کے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر باران کی سمت روانہ ہوے ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیون کو دریا کے اس پار لے آؤ انھین قتل کرین باران نے کشتیان تیار کین ساحرون کو حکم دیا کہ مجرمون کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اترے غرضکہ کنارے دریاے خون رواں کے کھڑا انتظام کر رہا ہی ہنوز آثار کسی کا نہین ہوا ہی کہ برق محشر کر پہونچی اور رعد جادو گرجا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا ہی مارے خوف کے بھاگا مگر رعد فوراً زمین مین غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چیخا کہ یہ بیہوش ہو کر گرا برق محشر تڑپ کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی ہنگامہ رستخیز آسا بلند ہوا شور و غل اور تاریکی اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران صبح اور بہار وغیرہ جو درخت ہو گئے تھے بحالت اصلی ہو کر سب ہوشیار ہوے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا لیے میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر باران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا صحرا کے درخت سرسبز و شاداب ہوے چمنہاے طولانی پر از ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت ظاہر تھے طائرون کا شاخہاے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم باد بہاری کی چال مستانہ طاؤسون کی روش معشوقانہ گلہاے رنگارنگ کی بہار لب غنچہ سے یہ نغمہ طرب اظہار

غزل

باغ مین آمد بہار ہی آج
چشم نرگس کو انتظار ہی آج

پا بہ زنجیر موج آب ہے کیون
باغ مین سرو جوئبار ہی آج

آئیگا کیا کوئی صنوبر قد
قمریون کا گلہ شکار ہی آج

نکہتِ گل ہوئی ہو مژدہ رسان مرکب باد پر سوار ہی آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون ابر نیسان گہر نثار ہی آج
کہا بادِ صبا نے ای نادان سینۂ دشمنان فگار ہی آج

ساحر لشکرِ باران کے دیوانے ہوے اور سحر کرنا بھولے آخر نارنج اور ترنج ناریل وغیرہ پڑنے لگے مریخ نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریاے خون کنارے دریا خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش ودیرے پر پردہ گرا شمشیر سحر نے ہزارون کو بیجان کیا خاک وخون مین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی موت نے کسی کو نجات نہ دی نظم

چنین رفت روشن گر این رقم ز آئینہ سینہ ام گرد غم
کہ مریخ روان شد چون آتش زباد عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی میش رفت سپاہِ ستم پیشہ از خویش رفت
بخون تیغش از بسکہ آلودہ بود بعینہ ہلال از شفق مے نمود
بہر سو کہ شبرنگ را تاختے یلان را ز زین سرنگون ساختی
عقاب اجل بال و پر باز کرد ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز چہ قلزم زدی موجہاش تیغ تیز
ز سینے کجا لجہ مے نمود اگر بود خون بود وجا می نمود

ایک تن بھی اُنمین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُس طرف ساحران نامی اور محافظ دربار رہتے ہین انکے خوف سے قتل وغارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ کیجانب مراجعت فرمائی سوائے عمرو کے اور سب عیار رہا ہوکر ہمراہ چلے عمرو کو خمار پکڑ لیگئی ہی حال اُنکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل وقتال کرنے مین ہنگام شب ہوگیا یعنے ماہ منیر لشکر ستارہ ون کا لے کر میدان فلک مین آ پہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہوگیا اُس وقت مریخ دس بارہ کوس آ چکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہوجاین اور طلسم باطن مین قید ہوے تو چھوٹنا دشوار ہوگا بہار نے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزور سحر وہ راہ چھوڑکر دست راست کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پرتکلف بنا ہی پردے مخمل کاشانی کے سبز وسرخ وزرد پڑے ہین دروازے صندل کے

لگے ہین سائبان زربفتی تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہی نگیرے کی بڑی تیاری ہی سنہرے
روپہلے آفتابے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس اور مردنگ اور جھاڑ اور کنول
بلورین رنگ برنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے مکان کے کاسہ ہاے
بلور بالوان مختلف پیراستہ ہین ان مین شجر پھولون کے لگے ہین گل لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان
کھلے ہین گرد کوہستان ہی بیچ مین یہ مکان ہی پہاڑون کی دانگ پر طاؤس و تدرو بروش مستانہ
خرامان ہین ہر سمت چشمہ ہاے آب روان ہین جا بجا دلکش و پربہار ہی چادرین چھوٹتی ہین
پانی کوہ سے آبشار ہی کہیات -

عمارت کی خوبی درون کی وہ شان | لگے جس مین زربفت کے سائبان
چقین اور پردے بندھے زرنگار | درون پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا | کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر | کہ مہ کا بنا جس مین تار نظر
چقون کا تماشا تھا آنکھون کا جال | نگہ کو وہان سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اسمین ستھرا بچھا | بڑھے جس سے پاے ہوس کی بنا
رہین کھلے اسمین روشن مدام | معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش | چمک جسکی لے فرش سے تا بعرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق | سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید | ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا | جدھر دیکھو ادھر سمان نور کا

سب اس مقام دلکش و پربہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی ای ساحرہ کہان
پھر رہی ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہی لازم ہی کہ کسی گوشے مین رہکر شب بسر کرو مہرخ
نے برق محشر سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے
ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہانتک ہو سکے راہ فرار اختیار کرین یہ کہکر بزور سحر سناٹا مار کر اڑے
اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہان تک گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان
لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے
اور بہار نے مہرخ سے کہا بہن آج کی رات یہین اترو دن کو راستہ دریافت کرکے چلین گے اب

ایسے ہم بھی حلوا نہیں ہین جو کوئی نگل جائے گا جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا کہ ای ملکہ مین تم سبکو پہچان گیا ہون جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان آرام کرو صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تم سے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا ہی اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب سرجوش کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے بہار کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر کھانا کھایا شراب پی اس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اسنے جواب دیا کہ یہ کوہ چینی مقام سیر گاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور منزلہا منزل تک طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے خونریز وان پہاڑ کے درے سے ہوکر بہا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا گہربار جادو ہی الغرض تادیر وہ ساحر بیٹھا رہا پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی مان صدف جادو سے سارا ماجرا مہرخ کے آنے کا بیان کیا اسنے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا نہو کہ افراسیاب سُنے کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگھ دی اس باعث سے غضب مین گرفتار کرلے بیٹے نے اسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جائینگے ہمکو انسے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون کہے گا اور اسکی خاموش ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اسجگہ سے لکھکر تپلے کے ہاتھ بھیجا حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی سے کہا باران شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ چینی پر بیٹھے ہین بھلا وہان سے کہان جائینگے زمرد اور یاقوت نے کہا بلاؤن افراسیاب نے سحر سے حکم دیا ہوگا وہ سب کو گھیر کرلے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور پاس افراسیاب کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ ساحران نے پڑھکر کہا مجھے بھی تپلون نے سحر سے خبر دی ہی کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چینی پر ہین خیر مین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر سیاہ فام بدہیئت زشت انجام حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ ای کامل جادو سب باغی کوہ چینی پر ہین انھین گرفتار کرلاؤ وہ ساحر سب حسب الحکم روانہ ہوے پھر دوسرے ساحر صندل جادو سے حکم دیا کہ پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چینی جاکر حفاظت کامل کی کرین صندل نے جاکر عیار بچیون سے حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئین ادھر حیرت سے کہا اب ہم چاہ زمرد پر میلا

کرکے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو حیرت بھی رخصت
ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چینی کے پہونچا اور ایک نعرہ مارا کہ باشیدائے نمکحرامان اب
کہان بچکر جاؤ گے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس پتلے اسمین سے نکلکر پکارے کہ ای خیرہ سران
قضا تمھاری یہان لائی ہی بہار نے سحر پڑھکر جواب دیا کہ خیرہ سر تم کسے کہتے ہو ہم بندے سامری
وزردشت وجمشید کے ہین اور تابعدار افراسیاب کے ہین کامل نے کہا تم نمکحرام ہوا گر تابعدار
ہوتے یہ غضب تم پر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا انھون نے گھیر لیا اور اُسنے دوسرا ناریل مارا
مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین غرق ہوگئین ہر چند دکھر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلیون
نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر چلے برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک خیمہ
کے کنارے سوتے تھے یہ قید ہونے سے محفوظ تھے دفعتہً انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اُٹھکر آئے
دیکھا کہ جہان سب اترے تھے اب ہان کوئی نہین یہ اُڑکر روانہ ہوے راہ مین دیکھا کہ سب
ایک زنجیر مین بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق
ہوکر قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اُسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اوپر
سے برق محشر جو چمک کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من کامل
جادو بود چالیسون پتلے اسکے سحر کے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ گئے اور اپنے لشکر
کی سمت چلے اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے روشن اپنا دکھایا
سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہوکر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ جو کوئی آفت آئیگی تو ہم
اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو پتلیون نے سحر کی خبر دی کامل مارا گیا
اُسنے اسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جاکر ایک نمکحرام کو زندہ نہ رکھنا سب
کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق چشمک زن اُٹھی اور بغضب تمام
روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے راہ مین مہرخ وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت
مثل عیارون کے بناکر پاس بہار وغیرہ کے آئین باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا
سفوف آنکھ بچاکر اُڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کے مُنھ پر جو پڑی سب چھینک
مارکر بیہوش ہوے عیار بچیون نے چادرین عیاری کی بچھاکر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور
وقوت کے موافق باندھا اور لاد کر لے چلین باقی ماندہ کو گھسیٹکر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا
کہ پھر آکر لیجائینگے غرضکہ جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو دیکھا

کہ افراسیاب نے اُسے دیا تھا اُس جگہ پر کسی کو نہ پایا از بسکہ بفرط غیظ وہان سے آئی تھی ایک کوہ پر
جو گری اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اُسنے دیکھا
کہ ایک جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہی بجلی بنکر اُس پہاڑ پر گری ہی
اسی وقت اُسکے قتل پر آمادہ ہوکر ساحر کی صورت بنکر بت کہنی سے تابیتا نے باندھکر جھولا گلے مین
ڈالکر زناران سیاہ مقوّے کے بنا کر جسم مین لپیٹ کر سامنے اُسکے جاکر پکارا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا غصہ ہی
برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھکر سارا حال بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہ زنگی
کو مہرخ وغیرہ نکل گئین اگر فرمائیے تو لشکر سے اُنکے جاکر گرفتار کر لاؤن برق فرنگی نے کہا ای ملکہ تم ایسی جگہ
ہو لیکن دور سے آئی ہو ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہی حکم ہو تو حاضر کرون نوش
فرمائیے برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضائقہ ہی لاؤ ہم تم ایک ہین پرہیز کیا ہی برق
فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکالکر سامنے رکھے برق
چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر نے خبر دی کہ یہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلودہ ہی کھانا نہ چاہیے
یہ معلوم کرکے برق فرنگی کو از روے غصہ پنجے مین داب کر اڑ گئی اور سامنے افراسیاب کے باغ سیب
مین لاکر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہی افراسیاب سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام
فرما کر سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ نہ ملنا کیا معنے وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے عرصے مین
کہ یہ دونون پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ بالزادی قحبہ
مین نے تجھے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنی خالاؤن کو تلاش نہ کرے گی
چل دور ہو میرے سامنے سے اور اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ
عتاب دیکھکر ڈری اور برق فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کیونکر آئی یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار پکیان پتھارے لادے
آئی ہین حیرت نے زمرد سے کہا جاکر صرصر کے خیمے سے خبر لو لاکہ کس کو لائی ہین زمرد گئی اور جاکر خبر
لائی کہ مہرخ کو مع اسکے سردارون کے گرفتار کرکے لائی ہی یہ کیفیت برق چشمک زن سنکر حیرت
سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہین اسوقت صرصر
سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لیجاؤن اور خطا اپنی معاف کرا کر سب کو
اُنکے سامنے قتل کرون حیرت نے کہا لیجاؤ کیا مضائقہ ہی برق چشمک زن وہان سے اُٹھکر صرصر
کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ پاس شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری

تو وہ غل ہوئی جان وین بی فاختہ اور کوے میوے کھائین تم کون گنہگار دن کی لیجانے والی ہم آپ
لیجائینگے برق چشمک زن ایسی باتون سے بہت خفا ہوئی اور گالیان دینے لگی صرصر نے صبا رفتار
سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ دم سے آ رہی صرصر لپشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری یہ مجال
ہے کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہے جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار کیا برق چشمک زن
ہوشیار ہوکر پکاری کہ ارے او صرصر ابھی چمک کر گرتی ہون دو ٹکڑے تیرے ہوتے ہین حیرت نے کہا ہان
ہان بی بی حق بجانب ہو آن عیارنیون کے کہ مرا اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہین برق چشمک زن
نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ چادر آنکھون کے آگے پڑگئی ہے اپنے اپنے دن سب بھول جاتے
ہین یہ دربار ٹھہرنے کا مقام نہین ہے یہ کہکر اُڑکر روانہ ہوئی اور رستہ اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے
دفع کرتی گئی اور کہا کہ اے صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کرکے دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہون صرصر
یہ کلام سنکر خوفناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اُسنے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہین میرے
سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا حال کرون برق فرنگی
نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہے اسوقت تو سحر نہین معلوم ہوتا ہے یہ سمجھکر کہنے لگا کہ اے ملکہ ہم یہان کیا آئے
دو چار کی قضا آئی زمرد نے لائے سو کیا بکتا ہے شامتین آئی ہین برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہین جہان
ہمارے قدم آئے دس بیس کا سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور ترنج اٹھا کر
چاہا مارے برق جست کرکے اور ایک دھول صرصر کے لگا کر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ
لینا جانے نہ پائے برق جو بارگاہ سے باہر نکلا یہی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر حریف آگیا یہ ہنگامہ
سنکر لشکر مین بھگدڑ پڑی دکانین بند ہونے لگین صراف روپے پیسون پر اوندھے پڑگئے کہ پہلے ہمین
کوئی قتل کرے پھر روپیے عورتین اپنے مردون سے لپٹ گئین کہ صاحب خدا کے لیے خیمون سے
نکلنا مرد کہہ رہے ہین ابھی جو یہان آئیگا تو ہم لڑینگے وہان جاکر کیا کرینگے غرض ایک تلاطم ہوگیا
برق بھاگا ہوا صحرا مین جا آیا صرصر نے آگھیر لیا نیمچہ چلنے لگا برق نے ایک نیمچہ پٹ کر کے کہ ہاتھ آستانی
کا نہ کٹنے لگا یا ہنسلی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے انگوٹھیان اُتر کے گر پڑین برق نے پھر کمند ماری
صرصر انگوٹھیان جھک کر اٹھاتی تھی کہ کمند مین پھنسی مگر اسوقت حیرت پنجہ بنکر یہان آئی اور صرصر
کو گرفتار ہوتے دیکھکر جھپٹ کر گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرف صرصر
کو پکڑ لیگئی لیکن لشکر مین نہ لائی دریاے خونروان کے اُس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیان صرصر

کی اُٹھالین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پر زاد ان پر پہونچا دریا نے بسبب انگشتری صرصر
کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دریا برق کے پیچھے دوڑا کہ ای عیار وہ انگشتری دیدے جو شہنشاہ نے صرصر کو
عطا فرمائی ہی نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری کہ جسکے نگینے پر نام افراسیاب کا
کندہ تھا اُتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہو گیا
برق وہان سے پھر اکر اب چلکر سردارون کو چھڑاؤن سُن تو چکا ہی کہ صرصر گرفتار کر کے لائی لبس
صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان پشتارے لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اُسنے
دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہی خیمے مین دندانے پڑے این پھول سپر کے گر گئے ہین اُسنے
یہ ہیئت دیکھکر پوچھا ای شہزادی کیا کیفیت گذری اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سُنا برق فرنگی سے
خوب شمشیر زنی مجھے ہوئی اب لاؤ ان مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر پشتارے کھولکر
فیتلہ دفع بیہوشی سب کو دیدیا مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوے صبا رفتار انھین دیکھکر
بھاگی اور یہ دس پانچ سردار جو ہوشیار ہوے سب حال سنکر تاریخ ترنج پکڑ کر لشکر حیرت پر گرے
اسوقت وہ لوگ جنھین عیار بچیان بیہوش کر کے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین ہوشیار ہو کر
روانہ ہوے اور فوراً آکر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھ کر ترسول نپسول حربہ ہاے سحر
لیکر حملہ آور ہوے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوے تھے اور سُن رہے تھے کہ لشکر حریف آتا ہی اس لڑائی
مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کر کے لڑنے لگے شمشیر آگ
سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُسمین بہتے تھے دھڑ غوطے
کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین ہیر غل مچاتے تھے رعد زمین سے نکلکر چیخین مارتا تھا برق محشر
چمک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز گرم تھا تلوار کی آنچ مین گیلا سوکھا سب جلتا
تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

برآمد بہ مرکب ہزبر ژیان علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس جہان را گرہ شد گلو در نفس
بہ جنبید لشکر چو دریا زباد باآئین کین پروران از عناد
چو رعد خروشان سپہ بید ریغ ہمی زد بکشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو پرداختند بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان ہمہ غنی گشت از سیم و زر رہ سپہ

پیشتر جو لشکر تباہ ہوگیا تھا اور شعاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آنے لگا آخر لشکر حیرت شکست کھاکر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ کا جو خیمہ وخرگاہ پہلے جنگ باران مین غارت ہوگیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کرکے اپنے مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہ فلک پائگاہ نصب ہوئی بازار مین آراستہ ہوئین دوکانین کھلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران والی تبار داخل بارگاہ ہوئے مہرخ سریر جہانبانی پر بعد فروتمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقی حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر سیکتون کو سرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست بدعا ہوئے کہ وہ بھی ای پروردگار پنجہ خمار جادو سے جلد رہائی پائین اُسوقت برق فرنگی نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملی تھین اُسمین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریاے بحر نے راستہ دیا تھا لیکن مین اس بار اس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھڑانا منظور تھا لہذا اب واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوئے مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا ای صرصر اسوقت مین ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کرلائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی ہون ایسا ہو کہ جاکر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ صرصر وہان سے سمت لشکر چلی اور حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ برق چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اُسنے سارا ماجرا افراسیاب سے صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہی ای حیرت جب ادبار آتا ہی یہی کیفیت ہوتی ہی آپس مین نفاق ہوتا ہی سمجھ اُلٹی ہوجاتی ہی بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سب کو مانگتی تھی اسمین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو ہوشیار کردیا اُن باغیون نے سارا تمھارا لشکر لوٹ لیا اور بعشرت اسی طرح سے جیسے قبل مین تھے اپنے لشکر مین بیٹھے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علحدہ رنجیدہ ہوکر چلی گئی لشکری تمھارے علحدہ قتل وغارت ہوئے یہ بی صرصر کی ذراسی رسوخیت جتانے سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجرمون کو لے گئے ویسے اگر کوئی دوسرا لیجائے گا تو کیا حرج ہی غرض ان حریفون کو قتل کرڈالنے سے اسی جسطرح ہو ہلاک ہوجائین بس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاد لشکر بھاگا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین

ہون کہ خمار اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی ہین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو
کو قتل کرلون تو اورون کی بھی فکر کرون کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہی حیرت ایسے کلمات
سنکر محجوب ہوئی اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہان سے روانہ ہوکر اپنے لشکر مین آئی اور بھاگی ہوئی
فوج کو منادی کراکر پھر جمع کیا بارگاہ استاد کرائی بازار کھلی واسطے رفع ندامت کے حکم رقص و سرود دیا
یہان بھی ناچ ہونے لگا مگر حال صرصر سنیے کہ دریا سے اترکر سوچتی چلی کہ لشکر مخرخ مین چلکر صورت کسی عیار کی بنکر
عیاری کرون کیونکہ برق فرنگی جو رہا ہوگیا ہی اسنے ضرور بالضرور اپنے سردارون کو چھڑایا ہوگا
الحاصل ایسے خیالات کرکے صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر
ایک جگہ بیٹھے تھے انھون نے اُسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہی یہ جانکر سحر پڑھکر صرصر شمشیرزن
کو گرفتار کرلیا ہر چند اُسنے کہا کہ مین عیار نہی ہون صرصر میرا نام ہی ملازم شاہ طلسم ہون لیکن ساحرون
نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لین مگر برق فرنگی تلاش عمرو مین جو چلا تھا اِدھر آنکلا دیکھا کہ ساحر
ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہی قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر پہچانا کہ صرصر ہی
دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیے استاد کی منظور نظر ہی غرض صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر
پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا
دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیان کاٹ کر کھاؤنگا اسنے ہزارون ساحر
قتل کیے ہین بیر اسکا بنانا چاہیے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا صرصر کے نزدیک آکر چپکے سے کہا اُستانی
کہو تو بچالون مین برق فرنگی ہون اُسوقت صرصر گویا ہوئی کہ موے استانی کسے کہتا ہی اور احسان کیا جتاتا
ہی اگر مین کہدیتی ہون کہ یہ بھی میرے ساتھ کا عیار ہی تو ابھی مارا جاتا ہی برق کے اس کلام
سے گھبرایا کہ واہ احسان فراموشی دیکھیے اور الٹے دھمکاتی ہی مگر بسبب معشوقہ ہونے اُستاد
کے چھڑانا اسکا منظور تھا اُس ساحر کے پاس جاکر باتون مین لگا کر بیضۂ بیہوشی مارا اور بیہوش
کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ گیر و دار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکارکر کہا اپنے ماتھے پر کوئی
نشانی بنواؤ یا ناک کی پھنگی استانی کٹواؤ کہ لوگ پہچانین اور عیارون اور عیار بچیون مین فرق معلوم
کیا کرین صرصر نے کہا مونڈی کاٹے مجھسے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہی کچھ کمبختی آئی ہی مثل مشہور ہی مان جھوڑ سوکی
سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھسے قصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ اُستاد کو کون پکڑ لے
گیا ہی صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے لیگئی ہی اب چھوٹنا ایسی
جگہ سے عمرو کا دشوار ہی برق نے کہا خدا مالک ہی غرض صرصر ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کرکے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کو اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے بفن عیاری دریاے سحر سے اتر کر اپنے لشکر مین اور مدد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہو کر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی درسیر طلسم باطن عمرو کا کرنا ملوفہ

ای ساقی خوش جمال میرے
عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
تا چند امید مہربانی
ہو بنت عنب کی انتظاری
وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف
ہو شاہد معنوی ملاقی
ہو سیر طلسم دل کو منظور
ہو بلبل دل ہر اک کا مفتون
سرسبز ہو بات میری ایجاد
نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن
ای جاہ بیان کر و فسانہ
در رشتہ کشم چنین لآلی

ای دلبر ذی کمال میرے
ای میرے انیس و یار ساقی
بے لطف ہی عیش زندگانی
کب تک رہین رند تیرے بیتاب
جسپر کہ یقین کی مہر ہو صاف
نیرنگ فسون و سحر سازی
کردے مجھے جام مے سے مخمور
وہ پھول جھڑین مری زبان سے
جو دیکھے کہے کہ ماشاء اللہ
ہر دل کو رہے دھیان اسکا
مشتاق سخن ہی سب زمانہ

ای شعلہ حسن عالم افروز
ای میرے وفا شعار ساقی
کثرت پہ ہی دل کی بیقراری
اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی
اک گردش جام کی ہو بازی
دکھلاؤن بہار باغ مضمون
شرمندہ چمن ہو داستان سے
ہو شاہد داستان کا وہ حسن
آنکھون مین بنے مکان اسکا
از سوزن فکر و نقش عالی

مشرحان نکات اعلاے نیرنگ طرازی و سحر زبان داستان دلبستان عربدہ پردازی خامہ کو میدان فصاحت اور بلاغت مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور شوخی طبع سے چشم جادو نظران مین جلوۂ شاہد معنوی اس طرح دکھاتے ہین کہ بے خمار جادو اس مخمور بادہ عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کو خیمہ باران سے لے کر بزد و سحر روانہ ہوئی دریاے خون رواں سے گذر کر کوہ عقیق سرخ اور کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی

ہوئی چلی کس لیے کہ یہ سب کوہستان اسی طرح آراستہ ہین کہ جیسا کوہ چینی کا اول ذکر کیا تھا غرض کہ جب ان مقامات سے آگے بڑھی بیابان زعفران زار مین پہونچی یہ جگہ سیرگاہ ملکہ زعفران جادو بھانجی افراسیاب کی ہی بیابان سے تا قلعہ زعفرانیہ طلسم باطن مین یہ ملکہ حاکم ہی اس جنگل مین جو پہاڑ اور چشمے آب رواں ہین ان کو اسنے نہایت درجہ آراستہ کرایا ہی مقام دلکش فرح افزا پایا ہی خمار اس جگہ ٹھہر کر مصروف سیر و تماشا ہوئی دیکھا کہ منزلون تک اشجار پر بہار و گلدار لگے ہین جال موتیون کے پڑے ہین تختے زعفران کے کھلے ہین دانگ کوہ پر عقیق زرد کے تاندے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے ایسے ہین چشم خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین طائران خوش لہجہ و شیوا زبان شوق دید گل مین مثل ارغنون باصوات دل خراش آہنگ خوش نوائی سے ساز کیے ہوے اور غزال دشت عکس گلہاے احمر سے قباے یاقوت نگار در برجست و خیز کرتے ہین وہ صحراے سبز و خرم رشک دہ باغ ارم تھا زینت دہ بہار گلہاے گلشن عالم تھا فصل آذری ہزار جان سے اسیر شیدا رنگ بہار اسیر فریفتہ کہ ابیات

سبزہ دمید از چمن سرو دمید از جویبار — پیک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
لیلی گل جلوہ گر طرح بطرح دگر — بلبل مجنون سیر نغمہ گر و بیقرار
سنبل و نسرین ز باغ ہر دو تر و تر دماغ — لالہ دل پر ز داغ سرزدہ از شوق یار
ترسم اگر یاسمن میل بہ نرگس کند — چشم شقائق شود از رہ غفلت تار
بلبل بے برگ راہ وہ بنوا افسردہ — غنچہ گل گو دمید از بن ہر برگ خار
سوے گلستان ببین سرو قد نازنین — تا کہ چہ از ناز و طین سرزدہ در نو بہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا در برواسکے بنگلہ جواہر آگین خوبی مین پری کی تصویر تھا پردے زنبوری پڑے تھے فرش مکلف پر مسند با سلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست ناز کمین چھڑی عقیق زرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزین جوڑے زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش ستادہ تھین ناچ ہو رہا تھا ہنگامہ انبساط گرم تھا جلسہ سرور مین ہر ایک بے شرم تھا نظم

مغرق بچھی مسند اک جگمگی — کہ تھی چاندنی جسکے قدمون لگی

نہ پھوسے سماتے تھے تکیے دھرے　کہ تھے حسن مین وہ سراسر بھرے
بلورین صراحی و جام بلور　دل و دیدہ وقف تماشائے نور
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل　چنبلی کوئی اور کوئی رائے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ　کوئی چست لگن اور کوئی سیام ودپ
کہین چٹکیان اور کہین تالیان　کہین قہقہے اور کہین گالیان
وہ مسند پہ اک نوجوان حسین　کہ تھی غیرت افزائے مہر مبین
نگہ آفت و چشم عین بلا　مژہ دین صفون کو الٹ برملا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن　جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہوجائین لال　اگر آئینہ بوسے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر　تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول　برابر ہوا الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلورین وہ انداز پا　پھرے ہر سحر چشم دل مین سدا

الحاصل خمار سیر کنان قریب اس جلسۂ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اُسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران یہ سُنکر اٹھی اور پکار کر اسنے کہا کہ ای ملکہ خمار جادو یہ ہمارے پہاڑ کے نیچے جانا اور ہم سے ملاقات نہ کرنا بڑی بیمروت ہد واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے یہ صدا سُنکر ہاتھ باندھے کہ ای شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہی اسوقت معاف فرمائیے پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام شراب پی لو پھر چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض پہاڑ پر آئی زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے لیکر جاتی ہون اس پشتارے مین وہی بندھا ہی زعفران نے کہا مین نے شہرہ اُسکا سُنا ہی ذرا مین اُسکی صورت دیکھون کہ کیسا ہی صندل جادو وزیرزادی بھی اُسکی بجد ہوئی کہ ہان ای ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اس عیار کی کیا قطع ہی خمار منت کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہی ادھر پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور پا کوئی مفسدہ اسنے برپا کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران

اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہی اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق کب ہین کہ کوئی ملازم ماموں صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا بی لیجاؤ جس مین اپنی بہتری سمجھو وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ بھانجی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہی ناچار پشتارہ کھولا اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کرکے کیا لیکن بحس وحرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام پُربہار اور جلسہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین کہان تھا اور کس جگہ آیا مگر ذہن خطیرہی نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور لب عجز کو ستایش وتحسین مین کھولا کہ سامری وجمشید کی پناہ رہے بخت یار اور طالع مددگار دولت واقبال غمگسار رہین ستارۂ عزت فلک رفعت پرتابندہ ہو اس حقیر سراپا تقصیر کا آج دامن امید گوہر آرزو سے مالا مال ہو گیا اپنی مراد دلی حسب دلخواہ پایگا قطعہ

سالہا شد کہ بخت مسکینم — وعدہ ہا داد و کرد تسکینم
چونکہ بگذاشت باغبان قضا — گلے از باغ آرزو چینم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا کہ ملکہ بیقرار ہوگئی اور صندل نے کہا حضور مین نے سُنا ہی کہ یہ گاتا بہت خوب ہی اس سے کچھ گوائیے ملکہ نے خطاب کیا کہ ای عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا سُنا عمرو نے جواب دیا خداوند مین انھین باتون مین بدنام ہون لوگون کے ریش تراشندہ کافران سربند جادوگران مشہور کیا ہی حالانکہ مین نے کبھی چونٹی کو بھی نہین مارا ملکہ خمار جادو فرماتی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ مجھے گوائیے کہین ایسا نہو دو چار سر منڈ جائین خمار کی ناک کٹ جائے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہی کہ مجھکو جانے دیجیے گانے بجانے کا ذکر نہ فرمائیے خمار سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور مُصر ہوئی کہ اے عمرو کچھ تو سنادو عمرو نے کہا ملکہ عالم ایسے وقت مین ہوش وحواس تو درست نہین ہین بی خمار قتل کرانے کے لیے لیے جاتی ہین ہاتھ پانؤن مین دم نہین بحس وحرکت پڑا ہون کیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس بیکسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور خمار سے سب بجد ہوئین کہ اسیر سے سحر اُتار لو ہر چند اُسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا جعلساز ہی تمکو فریب دیکر چلا جایگا لیکن کسی نے کہنا اسکا نہ مانا ناچار خمار نے سحر دفع کیا عمرو اُٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ نے کہا قسم سامری وجمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی اور افراسیاب سے جاکر خطا معاف کراکر جاگیر ومنصب دلوادونگی اچھا ہمین گانا سُناؤ عمرو نے عرض کیا کہ

حضور کی خاطر منظور ہی جو کچھ مجکو ہنر یاد ہی ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دوز و زیور الماس کا منگا دیجیے کہ سنگھار کرکے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ جو آپ کا مال لیجاؤنگا اور نہ آسے بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کردونگا ہان اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین روزگار ہو یہ فرماکر حکم کیا کنیزان بہا سہارے پرتکلف سے آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علٰحدہ جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کرکے سامنے آیا ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اسوقت بصد رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہی کبھی انسان ہی اور کبھی پری ہی دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ نظم

وہ طرۂ زلف عنبرین مو
ہر صبح بہار کے لیے شام
وہ آئینہ جبین روشن
کیونکر نہ اسے دعائین دین ہم

شہرہ ہی جہان مین اسکا ہر سو
ہر جان کے لیے کمند الفت
تھا جو کہ نظر کے زیر دامن
یارب دے اسیمین رزرش نو

ہر طائر دل کے واسطے دام
آزاد ازل کو بند الفت
ہر جلوہ فروشش ہر عالم
رونق بخش اسکو صورت حور

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کے سنگت کرکے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھر نے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا نظم

الٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہی مختاری کی
چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

کاش اب منھ سے برقع اٹھادے ورنہ پھر کیا حاصل ہی
آنکھ مندے پر اسنے گو دیدار کو اپنے عام کیا

یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی تو اتنا ہی
رات کو رو رو صبح کیا اور دن کو جون تون شام کیا

ساعد سیمین دونون اسکے ہاتھ مین لاکر چھوڑ دیے
بھولے اسکے قول و قسم پر ہاے خیال خام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہوکر جھومتے تھے اس عرصہ مین خنیا گر چرخ چارم نے لباس پرتکلف وزرین کا شانہ مغرب مین جاکر اتارا اور ناہید فلک نے سامنے شہنشاہ سیارگان کے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن ترتیب ہوئی یعنے دن گذرا اور رات آئی ابیات

جب منزل شب مین رہرو روز
گنبد گردون کا تھا جوے در
لے گوہر شبنم آیا پرسوز
تابان ہوے اُس مین ماہ واختر

شام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوگئی قندیلین نورآگین درختون مین آویزان مکانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری باڑھ آراستہ ہوئی شمع دانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اور دوشاخے شمع مومی اور کافوری سے منور ہوے عمرو نے قابو پاکر پروانے بیہوشی کے بنے ہوے نکالکر مین رکھے اور کچھ دونون مٹھیون مین لیے بھاؤ بتاتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی سے پروانے شمعون پر ڈالنے لگا یہانتک کہ بعد چند عرصے کے دود بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ مین سرایت کرگیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہے چاہیے کہ اٹھکر ٹہلین تاکہ ہوا سے سرد سے یہ کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اُٹھی کہ جاکر نہر مین منھ دھوآؤن مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منھ پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہوکر گری صندل اور خمار اُٹھانے کو اٹھین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو اٹھا وہ دنیا سے اٹھا گھڑی بھر کے عرصے مین ساری سبھا بیہوش ہوگئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے دو پھول اُس دوا کے بنے ہوے کہ جس سے بیہوشی تا ثیر نہ کرے اپنے منخرین مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین ذکر عیارون کے بیہوشی اڑانے کا آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی قطع سے بند کر لیتے ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کیجائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوے عمرو نے جال الیاسی نکالکر خیلے موجودہ بزم پر مارا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اس جگہ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نذر کرکے کنیزون کا زیور اور لباس اتارا جب سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لیکر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لون اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار ابتک نہین آئی دیکھون اُسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا ہو اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جاکر دست قاتل سے سب کو بچالے یہان عمرو سر خمار کا کاٹا چاہتا ہو کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہوگیا عمرو دوبارہ

زعفران کیطرف لپکا کہ اسے ہلاک کرے اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کو ڈھونڈھنے نکلی تھی
اسکا اول ذکر ہو چکا ہی یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھ کر للکاری کہ او شرار دزد مکار کیا کرتا ہی عمرو
اسکی صدا سنکر چاہتا تھا کہ بھاگے یکایک زمین سے خمار نکلی اور سحر کرکے اسنے عمرو کو بیحس و حرکت
کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ادھر یہ سنایا سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب
برہنہ تھین اُٹھکر اندر قصر کے جاکر لباس تبدیل کرکے آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا
سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا بڑا فضل
کیا سامری نے کہ سکی جان بچگئی ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون
باتون مین بیہوش کر دیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا
نام بھی نہین لیا لیکن نہین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا اسکے وصف سامری نامہ مین
لکھے ہین یہ بہت بلا ہے بدہو مکار از حد ہو زعفران نے کہا واسطہ سامری و جمشید کا جلد اسکو یہانسے
لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہو اسکے شومی قدم اور نحوست ذات
سے سارا جنگل آغشتہ بدار دے بیہوشی ہو گیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو سحر سے بیہوش
کر کے پشتارہ باندھ کر کے چلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب مین اچھا نہین
ہو ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ کچھ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا دشمن بنانا مجکو بہتر نہین
معلوم ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہی جان بچنا مشکل پڑجائیگی لازم ہی کہ اُسکو دریاے سحر کے پار لیجاکر
چھوڑ دو اور شہنشاہ سے جاکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی
ای بہن مخمور تمھارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہی سامری خیر کرین عیارون سے بہت دھمکاتی ہو اور
انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمھارا جو جی چاہے کرو لیکن مین تمھاری نکرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مخمور بھی زعفران سے رخصت ہو کر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تو نے اسوقت اگر عمرو کو گرفتار کرایا
اسکے دل مین کینہ تیرا جاگزین ہوا ایسا نہو کہ تجھے گزند پہونچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ای عمر
طلسم آخر ہو چکی ہو عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے بغاوت کرے گا وہ مارا جائیگا
پس لائق ہی کہ اسوقت عمرو کو رہا کرا کے عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ سوچکر پیچھے
خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل مین جاتی تھی اسکے سر پر
ایک لکہ ابر کا آکر چھایا اور اسمین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی نہ تھی
کہ مجھپر کوئی سحر کرے گا اس باعث سے بیہوش ہو گئی مخمور نے آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار

رد سحر کرکے کر دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کنیز پر نظر عنایت رکھیے گا اور حال اسوقت مین عرض نہین کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے کیونکہ مین بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے سحر کے پار اسوقت آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے کہ وقفہ قلیل ہی مین اور آپ پکڑے جاینگے اس سے بہتر ہی کہ بھاگ جایئے یہ کہکر ایک سمت چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوا اور مخمور نے دور جاکر سحر اپنا خمار پر سے دفع کر دیا اور اُسکو ہوش آگیا اور عمرو کو رہا دیکھکر اپنے تئین آپ سے بیہوش ہوجانا جانکر بہت خائف ہوئی اور پر پرواز پیدا کرکے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریا سے پار اُترکر بارگاہ حیرت مین آئی سارا حال اُس سے بیان کرکے کہا مین اکیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ مین کچھ فتور ہی جب تو مین بیہوش ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھپر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی خمار یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے کہ جب خمار کو عرصہ آنے مین بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہی لہذا ملکہ حیرت نے مع سرداران کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ آپ سے آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو کے چھڑانے کو تمھارے ساتھ دریاے سحر کے پار اُتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمھین بیہوش کرکے اُسے لے گیا اور یا کوئی دوست عمرو کا طلسم باطن مین ہی کہ اُسنے تم سے غفلت مین اُسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہی تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سواے میرے اسجا اُسکو نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہی وہ شاید پہونچادے اب ملک بختیارک کو بلانا چاہیے عمرو کو جب چاہونگا یہان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جایگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جنگل کیطرف سے ایک شیر اور شیرنی دھڑدھڑاتا مارتے ہوے بارگاہ مین آے اُنکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرمایئں نامہ شیر کو دیکر پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر پہونچا اور سامنے پر کھولکر بیٹھ گیا اُسکی پیٹھ پر ایک چوکی جواہر جڑی رکھ ریسمان سے مضبوط باندھ دی چوکی پر بچھونا اطلس و کمخواب روم کا کر دیا شیر سے کہا سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کرکے لانا پھر وہان سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اُڑکر طلسم باطن مین میرے پاس لایگا کس لیے کہ ظاہر کے طلسم مین عیار رہتے ہین وہان سے اُڑکر آنا بہتر ہی ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل شیر و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اُڑکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب بھی سوار ہوا کہ

باغ سیب میں جاکر عمرو کو گرفتار کرلائے یہانتک کہ باغ میں پہونچکر وہ بقیہ شب عیش و آرام میں بسر کی کہ مہمانان خوان یغما سے چرخ رخصت ہوے اور میزبان زمانہ نے خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان گرما گرم بچھایا یعنے رات گذری اور دن آیا ابیات

جب اوڑھی عروس شب نے چادر		نکلا پردے سے شاہ خاور	
ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے		خورشید نکلتے ہی سدھارے	

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہوکر اورنگ شہی پر کلاہ مہی سر پر رکھکر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوے اور مجرا کرکے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہوں اور عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہے اُسے گرفتار کرلائیں ساحر بموجب حکم کے روانہ ہوے مگر اب حال اس رہرو جادہ عیاری خضر بادیہ طراری کا سنیئے کہ جب مخمور رکھیں رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے ازبسکہ رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھکر اُس شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہاں سے اُترکر صورت ساحر کی بنکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک مرغزار دلکشا میں گذر ہوا صحراے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک زینت دہ ایوان کسرے و طاق فریدون وہاں بنا تھا کہ حصار اُسکا نہایت درجہ مصفا تھا بیت

زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش		بدیدہ بازنگردد نگاہ از دیوار	

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان میں لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگیں تھے ہر دروازے پر چلمنیں دل صد چاک عاشق کی طرح آویزان تھیں چلیان انکی طلائی مینے کے کام کی کلابتون کی ڈوریاں تھیں روبرو چمنستان پرفضا لگا تھا جو ہر کے طائر اصل کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ آب شیریں بصد لطافت جاری گلشن میں بروش مستانہ رواں باد بہاری خلاصہ یہ کہ عجب تیاری نظم

نقشے میں وہ گلشن نگارین		گلزار ارم سے تھا خوش آئین	
گول اسکے ستون ساعد حور		چلمن مژگان چشم مخمور	
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو		محراب کے در سے چشم و ابرو	

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھکر راہ کاٹ کر ادھر طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہانتک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اُسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہے جو یہاں آیا ہے یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہے عمرو نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ بھائی کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہے مگر میں

کام کو جاتا ہون ساحر نے کہا اِس جگہ کو ہزار درہ کہتے ہین جو شخص ادھر سے گذرتا ہی وہ نشانی لیکر
آتا ہی اور مجھے دکھلاتا ہے اُسوقت اُسکو راستہ ملتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص واقف کار رہنے والا
طلسم باطن کا ہی غرضکہ اگر تیرے پاس نشانی نہین ہی تو البتہ تو غیر ہی تیرا گرفتار کرنا زیبا ہی عمرو اس گفتگو
کو سُنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہی بھلا کوئی بھی بغیر نشانی یہان آسکتا ہی یا مین ہی آتا نشانی میرے
پاس موجود ہی اس ساحر نے کہا مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو
وہ جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی مُنھ پر اُڑا دیا کہ تمام آنکھ اور مُنھ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی
اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اسکے اُتار لیے اور اُسے چمن مین اور زیادہ بیہوش کرکے کسی جگہ چھپاکر
آپ اُسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازہ پر بیٹھا کچھ دیر اُسے گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر
آتش فشان پیدا ہوا اُسپر کا ٹھہرا کچا تھا اور ایک ساحر اور ایک ساحرہ سوار تھی کُنڈل دونون کے
کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے پر دیے تھے دونون اژدھے پر سے اُترکر سیر مین مشغول ہوے
عمرو نے غیب دی کہ ارے تم کون ہو لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ ان دونون
نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی سے پرچہ کاغذ کا نکالکر عمرو کو دیا اُسنے دیکھا کہ اُسپر تصویر افراسیاب کی
بنی ہی سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہی خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کرکے ایک سمت کو چلے گئے اُن کے
بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا اور
دستور یہان کا یہ ہی کہ جو ساحر معزز قریب عزیز شاہ طلسم ہی اُسکے لیے کچھ سند اور نشانی کی ضرورت
نہین ہی بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہی تو دروازے پر مکان کے بیٹھنے والا اُٹھکر
تعظیم اُسکی بجا لاتا ہی اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہی اسوقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے
معززان طلسم سے تھے عمرو اُسی طرح طالب نشانی ہوا اور اُنکی تعظیم بجا نہ لایا اُنھون نے سحر پڑھکر
فوراً اُسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو ہی مجھے کیون قید کیا ہی میرا کیا قصور ہی ساحر نے کہا تو نے دستور
کے بموجب ہماری تعظیم نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون
گھٹنے مدت سے دکھتے ہین اُٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہی اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا
کیون آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اُٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ
ملانے کہنے سے اور اُسکے گواہ بنانے سے کہا ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اُٹھتا تھا مگر اُٹھا نہین گیا ساحر
نے اپنی زوجہ کی بات کو تصدیق جانا اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیون
ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نہ رہا اُسنے

کہا اب یاد ہی عمرو بولا ہان یاد ہی وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری بات عمرو نے سوچ کر
کہا ای تو بہ دیکھیے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج مین ہو گیا ہو کہ ذرا سی بات یاد نہین رہتی ساحر نے کہا اب
یاد رکھنا نہین موقوف ہو جاؤ گے روزگار جاتا رہیگا وہ بات یہ ہو کہ دونون ہاتھون سے سلام کرنا
عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو مین پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ تعظیم و تواضع بس تواضع مین سب باتین آگئین
آپ نے خود مجھے اسوقت چکر مین ڈالا غرض وہ دونون بھی سیر کر کے چلے گئے انکے جانے کے بعد یکایک
آندھی آئی اور ہر طرف اندھیرا ہو گیا بعد لمحے کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت ظلمات سیہ فام
جادو نام یہان آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہو تعظیم کر و ایسا نہو کہ یہ بھی کچھ پرسش
کرے یہ سمجھکر اپنی جگہ سے اٹھکر دونون ہاتھ سر پر رکھکر رسم سلام بجا لایا ظلمات بہت خوش ہوا اور
دس روپے انعام دیے عمرو روپے لیکر سوچا کہ بن پڑے تو اسکو قتل کر دیے سوچکر کہا سرکار آئیے کوئی
لحظہ تشریف رکھیے ظلمات یہ کلمات سنکر گھورنے لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیون
کی مجھے بیٹھنے کو کیون کہا عمرو نے جواب دیا بیشک خطا تو ہوئی معاف فرمائیے اور آپ چلے جائیے
ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی خلاف قانون ہو جب میرا جی چاہیگا جب جاؤنگا عمرو دل مین
سوچا کہ یہان بات کرنا مشکل ہو خاموش ہو رہو پس چپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کر کے روانہ ہوا
بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین عورت پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت
ماہتاب رشک خورشید جہانتاب گھوڑے پر سوار پشواز پہنے دامن پشواز کا کاندھے پر
ڈالے لباس پرتکلف اور زیور مرصع زیب قامت کیے یہان آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ اے ساحر
جادو وادھر سے کوئی ساحر تو نہین گیا ہو عمرو نے کہا مین نہین جانتا اُس نازنین نے سحر کر کے عمرو
کو گرفتار کر کے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھین اور تو کہے
مین نہین جانتا مین تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیجا کر سزا دونگی یہ کہکر گھوڑا اڑھا کر چلی عمرو اسکے پیچھے
تو بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اُسکی گردن مین پھنسا کر جھٹکا مارا کہ حلقہ بھی ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ ہنگامہ قیامت آسا بلند ہوا کہ زمین تھرائی کوہ و دشت مین وہان تزلزل واقع ہوا
عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہان درخت
سب آم کے تھے اُسکے پتے توڑکر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر چھپ رہا لیکن سر اُس ساحرہ کا
جسکو ابھی قتل کیا ہو اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے گیا اور پکارا کہ مجھے عمرو نے مارا
افراسیاب شعلہ فرط غضب سے ہو گیا اور ایک ساحر ذوفنون جادو نام کو حکم دیا کہ عمرو مقام

ہزار درہ میں ہی جلد اسکو گرفتار کر لا ذوفنون جادو اُسی وقت روانہ ہوا اور جاے مذکور پر پہونچکر متلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اُس پہاڑ پر جہان عمرو درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت پھرتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہی یہ معلوم کر کے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور گیا عمرو نے درخت سے اُتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکالکر ایک درخت کے نیچے چادر اوڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھکر پتون کے آشیانے مین چھپ رہا بعد لمحہ کے ذوفنون جادو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہوا سنے پہلے سحر سے حصار کر دیا اور عین وحرکت بنایا کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر فرار ہو جائے پھر قریب آکر چادر ہٹا کر صورت دیکھی از بسکہ عمرو مشہور بہت ہی اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے ہین اسنے بھی تصویر لیکر مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کر کے محوش ہوا اور بغل مین داب کر اُڑتا ہوا خدمت افراسیاب مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی شکل سے جال سحر لگا کر مین گرفتار کر لایا ہون حاضران دربار نے تعریف اسکے سحر کی فرائی شاہ نے حکم دیا کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اُسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہ ہوا ایک ساحر نے اُٹھکر غصہ کر کے لات ماری کہ حرامزادے دم چرائے پڑا ہی اُٹھتا نہین ہی لات اُسکی پیٹ مین پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے پانی چھڑکوایا کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا نمدے کا کاغذ سے منڈھ دیا ہی افراسیاب نے کہا اب اہل دربار مجھسے مضحکہ کرتے ہین اور پتلے عمرو کی صورت کے بنا کر لاتے ہین یہ کہکر ذوفنون کو مار کوٹ اور بے عزت کراکے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا سے جادو کو حکم دیا کہ تو جاکر عمرو کو لا یہ ساحر عقلمند بہت ہو سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہی ایسا نہو کہ مین جاؤن اور ذوفنون کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہی کہ شاہ سے کوئی حیلہ کرون یہ تجویز کر اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار کو عیار خوب شناخت کر سکتا ہی آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجیے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لیجائے اور پچانکر اسے گرفتار کرا دے افراسیاب کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ایک پنجہ پھر روانہ کیا کہ جہان کہین صرصر ہو اُسکو اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر کا سنیے کہ جب زبانی خمار کے حال گرفتاری عمرو اُسنے سُنا صورت اپنی شکل عمرو کے بنا کر بارگاہ مہرخ مین آئی یہان سب سرداروں نے جب سے سُنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہو گیا ہی نہایت درجہ مغموم تھے اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت خوش ہو کر اُٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوئے اور کہا خواجہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو وہان سے رہائی دی صرصر

براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دیکر وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ آپکے ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اُتروا کے ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان مہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچاکر داروے بیہوشی پیمانہ ساغر مین ملاکر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سبکے سر کاٹ ڈالون عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کردون جیسے ہی گے خنجر لیکر چلی تھی کہ پنجہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا اسوقت برق فرنگی جو صحرا مین پھر کر لشکر مین آیا سنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور بیرہ صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ غضب ہی ہوگیا تھا اِسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا یہ کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اُسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول بزور سحر دریافت کرلیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ یہان تو سب مصروف عیش ہوے لیکن پنجہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب نمک حرامون کا کام تمام کرچکی تھی اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا ای صرصر ان باغیون کو جسوقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کردون لیکن ضرورت شدید عیارون کے قتل کی ہی اور اُس مفتری جعلساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہی تو جاکر پہچان کر گرفتار کر لا صرصر سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہی کہ یہ درخت پر سے اُتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا تھا کبھی کنارے دریاے سحر کے جاکر تدبیر اترنے کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا ناچار پھر کر دوسمت جاتا ہزارہا مکان اور باغات ساحرون کے دیکھتا اور ساحرون کو دربار مین پھرتے چلتے پاتا اُن سے اپنے تئین چھپاتا ہوا جاتا تھا جہانتک جاتا صحراے عجائبات او طائر اور درندہ وگزندہ اور چوپاے الواع واقسام کے دیکھتا نہ اسنے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح بسرکن ہوشیاری تمام ایک جگہ پہونچا وہان دیکھا کہ پانچ آدمی ساحر وضع پیچ پگڑیان باندھے تمغے گلے مین طلائی دانے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین بڑے لباس پرتکلف پہنے کہین جاتے ہین عمرو نے انھین دیکھکر تجویز کیا کہ مال اور لباس ان سے نکالینا چاہیے بس فی الفور کسی گوشے مین ٹھہر کر ایک ضعیفہ عورت کی صورت بنا اور ایسا کبرسن اپنے تئین بنایا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ہاتھ مین گرہ پائچون مین دی

ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے دونا مٹھائی کا لیے آہستہ آہستہ چلکر پکارا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ وہ پانچوں کچھ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صدائے حزین سنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا پکار سوالی اہل محتاج جانکر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہانتک اس عالم ضعف ناتوانی اور بڑھاپے میں ڈھونڈھتی ہوئی آئی کوئی نذر دینے والا نہیں ملتا تم ذرا اس شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو ساحروں نے مٹھائی لیکر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھکر اور ڈنڈوت کرکے کہا لو نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیاں پانچوں کو دیں کہا تبرک تم بھی لیتے جاؤ انھوں نے وہ لیکر وہیں کھالیں کہ ذرا سے کے واسطے کہاں باندھیں کیا لیجائیں جب کھا چکے بیہوش ہوکر گرے عمرو نے اُنکے کپڑے اور گرٹے اور تمغے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور تمغہ جو پڑھا لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار مالک طلسم کے ہیں عمرو نے ایک رقعہ لکھکر ان میں سے ایک کے گلے میں باندھ دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ منم ریش تراشندہ کافران برندہ سر کافران و کشندہ جادوگران عمرو بن اُمیہ ضمری اوحرامزادے افراسیاب خیریت اس میں ہے کہ مجھے دریائے سحر کے پار بھجوا دے ورنہ سارا طلسم برباد کر دوں گا ہزارہا ساحران نامی مار دوں گا مکانات اور باغ لوٹوں اور غارت کروں گا اوبے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر میں بلاتا ہے میرے یہاں رہنے میں سارے طلسم میں بدانتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئیگی آیندہ تجھے اختیار ہے دلحاصل جب رقعہ باندھ چکا آپ کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد کچھ عرصہ کے ساحر ہوشیار ہوئے اور اپنے تیئن برہنہ دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا ملا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت ہوا کہ جان چھوڑ گئی یہ سنکر سامری کی قسمیں کھاتے ہوئے چلے کہ ایک نے اس سے کہا جسکے گلے میں رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے میں کیسا ہے اسنے یہ سنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا مگر کیا چارہ تھا جواب لکھا کر خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے خون رواں کے گیا اور چاہا جست کرکے ادھر جاؤں یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ اُلٹا پھر آیا اور ایک پاٹ دریا کا بڑھ گیا اور شور عظیم پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو بھاگ کر ایک درۂ کوہ میں چلا گیا اور صورت اپنی پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زانو تک کی باندھکر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر میں عمرو کے ڈھونڈھتی چلی راہ میں مخمور سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ بی صرصر کہاں جاتی ہو اسنے جواب دیا کہ ایک کام ضروری ہے اسکے نہ بتانے سے مخمور سمجھ گئی کہ سوائے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف دربار کے چلی گئی ادھر صرصر پھرتی پھرتی وہاں پہونچی جہاں عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا اسنے دیکھتے ہی

پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہی کہیے آپ کے بچار مین اسوقت کیا نکلتا ہی قید ہو جائیگا یا کھلے بندھون پھریگا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہیے کہ دور از احبابے خانمان و آوارہ ہون غریب الدیار اور محتاج و بیچارہ ہون ایسی جگہ پھنسا ہون کہ بتقاضا بیت

ہر پھیر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم		آئی کہان سے گردش پرکار پاؤن مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جائے تو طلسم کیسا ساحران عالم تباہ و برباد ہو جائین تم مسافر ہو باد عوے طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تمنے نہین سنا کہ فرد

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب		تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلاے بے درمان ہی مثل مشہور ہی یا سر نہین یا سر ہی نہین یا تو اسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ ہمین اُسکو قتل کرینگے موت اسکی ہمین یہان لائی ہی صرصر بولی کہ بخیریت اسکو تم پاؤ گے کہان وہ آئینہ سحر مین رہتا ہی اپنا ہمشبیہ محفل مین بٹھا کر آپ غائب ہو جاتا ہی عمرو نے کہا صد ہا ساحر آئے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن ہر وقت قتل کیے گیا مین نے انھین ظاہر کر لیا اسی طرح اس گیدی کو بھی پا کر زیر تیغ کرونگا آئینہ سحر مین اگر ہوگا مین تیغ مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلیے باتین ہو چکین وقت گرفتاری آ پہونچا عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین معشوقہ مجھکو طرح دیتا ہون ورنہ ابتک آغوش لحد مین سلا دیتا صرصر بیچھ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیچلون اور سفارش کرکے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار رہا کر دینے کا تجھسے مین نہین کر سکتی ہون کہونگی بہت کچھ آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی عمرو نے کہا وہ مسخرا ہی کیا اور اسکا اختیار کیا تو مجھے دریاے سحر کے پار پہونچا دے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے وہ تیرا بڑا رتبہ کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہ ہوئی کہ حمزہ کا آنا بخیریت ہی بیچ مین طلسم آئینہ اور طلسم ہزار برج اور طلسم حیرت سد راہ ہین جب اتنے طلسمات فتح ہون اسوقت انکا آنا ہو یہ کہکر تیغچہ مارا اور کمند عمرو پر لگائی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر آجائے تو مفت مین قید ہو جائیے کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اس سے لڑنے مین سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اسکا رد کرکے بھلاوا دیکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے گئی اور عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کر دیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤن ورنہ عرصہ بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہی یون مشکل سے ہاتھ آئیگا افراسیاب نے ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو

حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بتاتی جاؤ کہ تم پر اگر وہان کچھ آفت آئے تو مجھے یہان معلوم ہو جائے شگوفہ یہ حکم پاکر اٹھی اور اپنے گلے مین جو مالا پہنے تھی اسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بو دیا فی الفور درخت پیدا ہو کر بلند ہو گیا اور شگوفہ و ثمر اُس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اگر مین کسی جا قتل ہو جاؤنگی تو یہ درخت برباد ہو جائیگا یہ میرا نہال ہستی ہی جب تک یہ تر و تازہ ہی جانیے گا کہ کنیز جیتی ہی یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ نابکار مثل چرخ فلک مکار رہی جو کلیم ادھر کرا رہی ہو ایک پہاڑ پر چڑھکر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہان جا کر دو چار کو مارون دس پانچ ساحرون کے گھر لوٹون تا کہ افراسیاب بھی یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا آنا ایسا ہوتا ہی غرض کہ جب ہر طرف طائر خیال اڑایا دور سے ایک قلعہ فلک فرساد دکھائی دیا کوہ سے اُترکر اُسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اُسکا بلور کا تھا سنگ موسیٰ اور سماق او رصدنیات بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے یہانتک جواہر آگین سر بسر نور کا تھا رو برو قلعہ مزین کے خندق کندہ تھی لب گرد ان اسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تابندہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازے پر ہزارہا ساحر بلباس پر تکلف بیٹھا تھا گرداگرد قلعہ کے پشتہ دیوار پر چمنستان پُر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ

نظم

اللہ رے اوج دار کی شان ۔ فرہاد کی روح اسپہ قربان
ہمت کی بلندیان جہان پست ۔ مانند زمین نہ آسمان پست
رفعت مین وہ عرش کے مقابل ۔ وسعت مین دل حکیم کامل
ہر تیجر فرط غرور شان سے ۔ باتین کرتا تھا آسمان سے
دور اسکا بیان مین کیونکر آئے ۔ اوج اسکا نظر مین کیا سمائے
شہپر سخن کمر شکستہ ۔ مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا مین جاکر گھاس چھیلکر گٹھا اسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر کے شکل کو شل گھیارے کے بناکر قلعے کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے مین قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سنکر دوڑے مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحرون نے در شہر کو بند کر کے پھر نظر سے عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک انمین سے زعفران جادو کے پاس واسطے اطلاع دینے کے گئے کس لیے کہ قلعہ اُسی کا ہی جسوقت سے کہ یہ سیر گاہ سے پھر کر آئی ہی اور عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہو کر زک اٹھائی ہی قلعے مین آکر

اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحرون کو تجلایا کہ عمرو یہان اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر سحر اُڑکر اُسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کے مخبر ہوے صندل جادو وزیر زادی نے عرض کیا ای ملکہ جلدی آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمایئے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے پنائے زعفران نے فی الفور سحر پڑھکر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین او شعلہ فشان ہوگیئن ہر طرف راستہ نکلجانے کا بند ہوگیا اور دروازہ بھی ناپدید ہوگیا بند و بست کامل کرکے بہت ہوشیاری اور خبرداری سے تجسس عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچہ و برزن مین صورت اپنی تبدیل کرکے پھرنے لگا عجب شہر پاکیزہ اور مینو سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات مرتفع و بلند سراسرپا سقف سپہر سے گھستی قصرہائے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور خوش وضع طرحدار دو طرف دوکانین آ راستہ بیچ مین مٹرک ہموار بازار مین بشل ذی حوصلہ بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ و شمع دوکانون مین اجنسہ نفیسہ کا انبار حرفے اور بیچنے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک دمک برصیرفی فلک کا دل قربان جواہر انجم کو اسپر نثار ہونے کا ارمان **نظم**

بام و ایوان فلک منزل لہا ❊ شدہ تعمیر ز لوح دلہا
قصرہا چادرِ مہتاب بدوش ❊ خانہا سیر ارم در آغوش
حسن با آن چشم و جلوہ و ناز ❊ بجلو داری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے ❊ گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازار ساحران غدار کی خراب و برباد کر دیجیے یہ سوچکر دوکان پر ایک جوہری کے جاکر نگین الماس و یاقوت طلب کیے اُسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھکر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب ہے دکھلانے مین کیا ہرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر و نگین الماس و یاقوت درج سے نکالکر دکھلائے عمرو نے انکو زنبیل مین رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے جھوٹے نکال کر دیدیے کہا یہ جواہر کام کا نہین ہے مین نہ لونگا جوہری نے جو اُن نگون کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجکو لوٹا میری فریاد کو پہونچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامۂ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا یہ مجھے لیے مرتا ہے مین بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر کب دیا کہ مین بھلا لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے اجی مہاراج جی تم نے اسے جواہر دیا کس لیے ایک نے کہا لالہ کسی امیر کو دے مرو تو کچھ وصول بھی ہو اس مفلس نادار سے کیا ملے گا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے

کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ٹھگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ سب نے جوہری کو قائل کیا اسنے کہا ابھی دس کامدارون کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہی تم سب اُلٹے مجھے سمجھاتے ہو سب نے کہا اچھا یہ شخص کہین گیا تو نہین تھا اُسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے یہ سُنکر سبکو تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بوقت تلاشی لینے اور قبضہ ہونے عمرو کے غائب ہو جاتی ہی کیونکہ وہ معجزے کی ہی پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزارون دشنام عمرو نے جوہری کو دین اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجیے یہ جوہری بڑا دغاباز ہی الحاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اُٹھی جوہری کے پاس آکر کہا تمھارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اسنے کہا کہ بتیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجھکو دو تو تمھارا جواہر دیدون جوہری نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو آدھا لیجیے بانٹ دس ہزار دینار دینا قبول کیے عمرو نے جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور اشرفیان دس ہزار روپیہ کی لیکر اسکے حوالہ کیا اور آپ وہان سے روانہ ہوگیا جوہری جب دکان بڑھا کر اپنے گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ مجھسے لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر کر دیا اس مین نہ کچھ فتور ہو لاؤ مین تو دیکھون جوہری نے درج جو کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونون لگے سر پیٹنے اور روتے ہوئے پاس ملکہ زعفران کے دوہائی دینے گئے اور در دولت پر سر پھوڑنے لگے ملکہ نے انھین پاس بلوا کر سب حال دریافت فرمایا اور کہا تم سچے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہی جب وہ گرفتار ہوگا تمھارا مال دلا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون تاکہ اس مقدمہ کی تحقیقات کیجائے یہ حکم جوہریون کو جب پہونچا سب روانہ ہوئے عمرو نے جوہریون کو جاتے دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہی وہ نالشی ہوا ہی یہ سب زعفران کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھکر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنکر جکوسے دار پگڑی سر پر دوپٹا گلے مین ڈالکر بھاری جوتا پانون مین انگوٹھیان جواہر کی ہاتھون مین پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکے باغ کا کیا کہنا جس کا شہر ایسا پاکیزہ حسن خیز زر ریز پھر اُسکے گلشن نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے چوکھٹ دربازو ایک ڈال طلائے خالص کے تھے اور چار دیواری اسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سودا زدہ دلون اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوئے تھا لے

آنکے بلورین بنے ہوے تنے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوے روش پٹری سے درست کسی طرف ایک کیفیت کے ساتھ وارو بست دریا چین اور گل انواع اقسام کے پھولے ہوے بار اثمار سے خوشے جھولے ہوے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر و منظر بنے تھے درخت بلند ہو کر لب بام تک پہونچے تھے کوٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے آکر لگجاے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نگیرہ پرزر رکھا تھا نیچے اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان زنگل مرصع کار دو طرف جدا گرد تخت کے گلدستے لگے انجمن جمشید جسم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو غیرت لاتے تھے

ابیات

تھی حسن فزا فضاے گلشن — تھی وجہ ہوا ہواے گلشن
دیکھے نرگس کے طرفہ سامان — اپنی خوبی پہ آپ حیران
لالے نے کیے چراغ روشن — جس سے کہ تمام باغ روشن
رقاص نسیم ہر روش پر — شاخین بھی جھومتین برابر
گرمی آفتاب گل سے — سایے گلبن کے بیچ بیٹھے
ہنستا غنچون کا جلوہ زا تھا — مشرق صبح بہار کا تھا
الجھی ہوئی پیڑون سے نزاکت — بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
نہرون مین عکس پھولتے تھے — پانی مین لعل بہ رہے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسۂ گل — جنت مین جیسے ساغر مل

فی الجملہ جب جوہری جمع ہوے ملکہ زعفران مع کنیزان زری پوش در رفیق وانیسان ذی ہوش کے باغ مین آکر زیر نگیرۂ زرنگار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ہر ایک جوہری کو بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہانتک کہ نوبت عمرو سے بھی پرشش کی آئی سامنے طلب کر کے دستفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا تھا کبھی تو نے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرا بھی لے گیا لیکن مین صبر کر کے خاموش ہو رہا نالش دفریاد ہنگامہ کچھ نہین کیا اب اگر آپ کے یہان قید ہو کر آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمھین سب کو مین نے اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کر دون کہ قلعہ مین ایک عیار آیا ہے وہ سب لوٹتا پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمھارا جاتا رہا وہ سرکار سے اسوقت

لیلو آئندہ کو شنوائی ہوگی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے لاکر ان دونون جوہری کو دو
اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچہزار عمرو کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری
دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریون
نے جواہر اپنا اپنا دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس
جواہر ناقص ہی حکم ہوا کہ دکھلا تو شاید پسند آئے عمرو نے مسکراکے ایک درج کمر سے نکالا اور اُسکو واکرکے
موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہاتھ پر رکھکر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہوگئی اور زعفران بیقرار ہوکر تخت
سے اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا ای جوہری یہ موتی فرد ہی یا اسکی جوڑی بھی ہی عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے
قدر کی ایک کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہی جو
اسکی نسبت کہو بجا ہی یہ کہکر اور جوہریون کو رخصت کردیا انھین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی
اگر واجبی ہو تو یہ موتی مین لاہون جان افراسیاب کو لیکر بھیجون عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت کیا دے گا
ہم بیچارہ ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی کھرل کرکے کھا گئے زعفران نے پوچھا کس لیے اُسکو کھایا
تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مین نے سیاحی بہت کی ہی ایک بار سنگلدیپ بھی جانے کا
اتفاق ہوا تھا ہرچند کہ یہ ذکر طولانی ہی لیکن خلاصہ یہ ہی کہ وہان ایک درویش صاحب کمال کے ذریعہ سے
امر نگر مین پہونچا اور خدمت مین راجہ اندر کے گیا اُنھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی
یہ تبلائی کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک تو مین کھا گیا
اور دوسرا یہ موجود ہی یہ بیان سُنتے ہی زعفران لوٹ ہوئی اور کئی کرور روپے صندل و زعفران دونون
نے ملکر منگائے اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا اس روپے کا جواہر منگا دیجیے اسقدر لیجانے
مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین تدبیر اس موتی کے کھانے کی تبلا دون غرضکہ اُس روپے کا
جواہر لیکر اور ان دونون کو بارہ دری مین لاکر موتی کھرل کرکے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئین
عمرو نے خنجر نکالکر چاہا کہ اُنکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہو گئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھکر
فی الفور صندل کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے چیخ ماری
زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا او دزد غضب کیا تھا کہ مار ہی
ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف صندل کو تلاش کیا کہین پتہ نملا عمرو سے
پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا عمرو نے کہا ای ملکہ مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے
کھاتا ہون اسکو مین کھا گیا بہت بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہی یہ سامنے تیرے

جو درخت صندل کا لگا ہی خشک ہو جاتا جو تو صندل کو کھا لیتا قاعدہ ہی کہ جب ساحر مر جاتا ہی اسکے سحر کی بنائی ہوئی چیز گم ہو جاتی ہی عمرو نے کہا سچ تو یہ ہی کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہی زعفران کو اور زیادہ استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ ای عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین تجھکو اپنے قلعے سے باہر کر دون عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون روان کے پار بھجوا دے تو البتہ اسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یا اختیار شہنشاہ کو ہی عمرو کو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اپنے قلعہ کے باہر نکال دو تو بھی صندل ملسکتی ہی زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعہ کے باہر بھیجدینے کی نسبت قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار کر کے رکھا ہی نکالا او صورت صندل کی بنا کر اسکو فہمایش کر دیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہی اور وزیرزادی زعفران ایسی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار سواے صندل جادو کے اور کچھ اپنے تئین نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور رکھنا عمرو کا بدل منظور کیا اُسکو لیکر سامنے زعفران کے آیا اُسنے اُٹھکر وزیرزادی جانکر گلے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا چنانچہ زعفران ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین اس عورت کے سوزش ہونے لگی اور تاب نہ لائی اُٹھ کر بھاگی زعفران نے کہا ای صندل کیون تجھے سحر یاد نہ رہا کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ آدمی زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہی کیونکہ اگر یاد رہے تو ساحر پھر وہان رہے کیون زعفران نے کہا سچ ہی افسوس مین نے بڑی مشکل سے سحر سکھایا تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے لگی بعد لمحے کے ایک بجلی کوندھتی ہوئی آئی زمین پر گر کر لوٹی اور زن خوبصورت بنکر بلباس سرخ زنگ پر زرد زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر ملنے کو اُٹھی یعنی یہ برق شمر ریز اُسکی دوست ہی اکثر اسکے پاس آتی ہی حاصل کلام دونون باہم بغلگیر ہوکر بڑی گرم جوشی کے ساتھ بیٹھ کر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اُسنے بھی اُٹھکر سلام کیا برق شمر ریز نے بغور دیکھکر کہا ای ملکہ یہ صندل نہین ہی عمرو بڑا دغاباز ہی اُسنے دمامہ جادو اور ساحر شمشن ایسے جادوگرون کو مارا ہی خداوند سامری کی سکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے ہین بھلا وہ صندل کو دیدے گا یہ سُنکر زعفران نے اُس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ سچ کہہ تو کون ہی اُسنے کہا مین شہر کامرو کی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا تھا اسوقت مجھے صندل بنایا ہی حال میرا یہ ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی زعفران نے کہا ای برق شمر ریز تم سچ کہتی تھین اس

سونے نے دغا کی عمرو کھڑا یہ باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تونے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا
تھا کہ چھوڑ دون گی پھر مجکو کہان رہا کیا بھلے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہوجاتا برق
یہ سنکر بولی کہ ای عمرو تو آدمی نہایت لائق ہی مین تجکو اپنے ساتھ لیجلون گی تو صندل کو دیدے
عمرو نے جواب دیا کہ مجھپر سے سحر دفع کرو و باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو مجھے یقین آئے کہ تم چھوڑ دو گی
ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کیے ہوا ور مجھ سے صندل کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر
اپنا دفع کیا راستہ کھولا اور کہا لاؤ صندل کو عمرو کمر مین ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون
سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو یہین
موا دغا کر گیا برق نے کہا کہین گیا نہین یہین ہی تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا
شروع کیا فرش و کرسی و دنگل و تخت و پاندان و چنگیر و منقا با وغیرہ جملہ اسباب غائب ہوگیا اور
ایک ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین ایک نے
کہا بوا اس آنے جانے مین ہم لٹ گئے دوسری بولی کہ غضب ہوا میری تو گٹھری تک نگوڑے نے نہ چھوڑی
خلاصہ کلام ایک لمحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکلکر
چلا دروازے پر چلتے وقت ترکنون اور جبشنون سے بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب انکا
پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف جو دو قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانؤن مین پہونچکر
صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر کاغذ کا ش کے آٹے کا بزور سحر بنا کر
اُڑایا کہ جہان کہین عمرو ہو وہان جا کر دیکھے اور مجکو آکر خبر دے طائر اُڑ کر گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہی اس ہنگام مین وہ طائر سحر اُڑ کر اسی گانؤن مین پہونچا
کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور مین عمرو ہی زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر
مین دریافت کر کے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہی اوڑی کہ جا کر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی
طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہی اُسنے پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہی یہ سنکر ادھر ہی چلی مگر جانور
کا بولنا عمرو نے بھی سنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا
کہ خبر لا عمرو کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ جا کر گلیم اتاری تھی کہ طائر سر پر آکر ٹھہرا اور پھر کر
چلا عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہی کہ تیری خبر دیتا ہی بس گلیم اوڑھ کر بھاگا وہان طائر نے جا کر
خبر دی زعفران اُڑتی ہوئی آئی لیکن کسی کو نہ پایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر آیا عمرو جہان
ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جا کہ کہی ساحرہ ادھر چلی ادھر عمرو نے گلیم اوڑھکر اپنی راہ لی اب

عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دوپہر اسی طرح پھرے آخر عمرو تھک کر ایک غار میں اتر گیا اور
جال الیاسی سر غار پر لگا کر گلیم اتار کر بیٹھا کہ جانور آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اُڑکر غار پر آئی
اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے اب کہاں جائیگا عمرو نے بھی کہا مانزادی قحبہ تو بھی یہاں
زعفران بغضب تمام پنجہ بنکر گری غار میں پہونچکر جال میں پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل میں ڈال
دیا اور غار سے نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہے سحر اُسکا باقی ہے تیلون نے سحر کے عمرو
کو گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا کیوں شامت
آئی ہے اگر مجھے تم ستاؤگے میں تمہاری بی بی کو مار ڈالونگا تیلون نے خائف ہو کر برق شرر ریز کو جو یہاں
آئی ہے اس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحروں مع تیلاہاے سحر کو لیکر دوڑی غوغاے عظیم برپا
ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہیں لیکن اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک کر ڈالے
کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا عمرو بھاگا ہوا ویرانے سے آبادی میں آیا اور ہر کوو برزن میں پھرنے لگا لیکن جب
شور و غل ساحروں کا کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالوں اسی فکر
میں ہر سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ میں گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منھ کھولکر
جال میں زعفران کو رکھکر کھینچ کر باہر نکالا تیلون نے اور ساحروں وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر چھین لیں
عمرو نے جال کو کڑھاؤ میں جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن میں گری اور جلکر تمام ہو گئی ایک ہنگامہ
قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا تیلاہاے سحر جو عمرو کو گھیرے تھے اسکے مرتے ہی غائب ہو گئے
ساحر اس آفت کو دیکھکر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف ہوئی کہ عمرو بلاے بد ہے ایسا نہو تو بھی گرفتار
ہو جائے یہ سوچکر گریزاں ہو کر اپنے مقام کی طرف گئی اور عمرو نے اُس تاریکی اور شور وغیرہ میں
جال مار کر دکانوں کو لوٹنا شروع کیا دکاندار سر پیٹتے ہیں دکانیں بند ہوتی ہیں اہل شہر بھاگے
پھرتے ہیں آفت برپا ہے آخر اسی حالت میں یکایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زعفران جادو بود
قلعہ جو سحر سے بند تھا راستہ مسدود تھا کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس
خیال سے کہ کسی طرح دریاے خون رواں کے پار اتر جاؤں لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کناں قریب اُس صحرا کے پہونچی جہاں عمرو پھر رہا ہے
خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہے
یہ دیکھکر کوس بھر اُسسے عمرو آگے نکل گیا اور وہاں اپنے تئیں ظاہر کیا صرصر نے اُس ساحرہ سے کہا اے
شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی میں اپنے تئیں چھپایا لیکن صرصر نے پکڑ کر

دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار مین اُتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیون
کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ مین شگوفہ سحر نے کہا ہی بہن کسی طرف سانس لینے کی صدا آتی ہی صرصر اُسکے
کہنے سے ہر طرف نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجاے آنکھون کے
یاقوت سرخ نصب تھا مشعل کی طرح آنکھین روشن تھین مُنھ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور شگوفہ
اُسکو دیکھکر بھاگین اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکلکر چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر انھین گرفتار کر دے
اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر سے علیحدہ ہو کر جھاڑی مین گئی
عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبرا کر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مار کر
اُسکو بیہوش کر دیا اور پیراہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن عیاری سے لگا کر اُسکی ایسی صورت بنا کر
صرصر پاس آیا اور اسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور چل کر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا صرصر سمجھی کہ شگوفہ
ساحرہ زبردست ہی بزور سحر غائب ہو گئی ہی لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا
تھا اسوجہ سے غائب ہو کر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اُتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن
صاحبان اعزاز مین سے تھا شگوفہ سحر کو پہچانتا تھا اس نے استفسار کیا کہ آپ کہان جاتی ہین عمرو
نے کہا تلاش عمرو مین پھرتی ہون لیکن تم سے کچھ کہنا ہی یہ کہکر قریب اُسکے جا کر حباب بیہوشی ناک پر مارا
کہ وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اُسکو اُٹھا کر جھاڑی مین لے گیا اور زیادہ بیہوش کر کے اُسکو اپنی صورت اصلی
کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لاد کر چلا یہان صرصر حیران تھی کہ شگوفہ غائب ہو کر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا کہ عمرو کو لادے ہوے آتی ہی صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی
اور گویا ہوئی کہ آپ نے شاید اسی کو کہین دیکھا تھا جو غائب ہو گئی تھین بارے محنت ٹھکانے
لگی اچھی تدبیر سے حضور نے گرفتار کیا ورنہ اُسکا ہاتھ آنا دشوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہون کہ
سامنے شہنشاہ کے یہ نہ فرمایئے گا کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا ہی بلکہ یہ اظہار کیجیے گا کہ صرصر نے مقید
کیا ہی کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیار بچون کا کام ہی دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے عنایت فرمایئے
تاکہ پشتارے مین باندھ کر لے چلون شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو ہوشیار کر کے جی
چاہتا ہی حال پوچھون صرصر نے کہا کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا
فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہو سکیگا مناسب ہی کہ اسکو مجھے حوالے کیجیے آپکے باعث سے میری عزت
افزائی ہو گی آیندہ آپ کو اختیار ہی شگوفہ نے آخر اُسکے التماس کو پذیرا کر کے اس ساحرہ کو دیا صرصر نے جال
عیاری بچھا کر حلقہ ہاے کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارے کو درست کر کے دوش پر رکھا اور نہایت خوش و شادان اور

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ سے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار میں چلیں ایسا نہو کہ روبراہ چلنے مین کچھ فتور پڑے غرض دونوں اُسی طرف چلیں یہانتک کہ ایک صحرا مین پہونچین کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلائے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرصع طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہ صندلین خاک ارض کو پہنایا ہو یا فصل بہاری نے لباس استبرق اتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہو پھول اور پھل درختوں کے گل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت مین جلاتے تھے میوہ دار اشجار اسمر پُر بہار پھولوں کے درختوں پر عقد ثریا نثار سبحان اللہ کیا قدرت صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمے آب کی بھی رنگت سنہری تھی موجوں سے یہ کیفیت عیان تھی کہ سونا بوتہ زرگرین پر سرخ کھاتا ہو سنہری گھاس سنہرے کی طرح لہلہاتی انجم سپہر برین کو شرماتی گرداگرد اس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھرتے زعفرانی پھول آنسو سے لگے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو کندنی رنگوں کے شرماتا تھا فی الحقیقت اُسکی شان مین یہ زیبا تھا **نظم**

ہر سمت وہ آبشار کا جوش
ہر پتھر سے صاف جھلکی
اللہ اللہ وہاں کا جوبن
رنگین کن دامن نگہ تھی
پتھر بھی وہاں کے سونے کے تھے
چرتے گھاس اور پانی پیتے

جھرنے وہ کہ آئین مرنے کو ہوش
کیفیت سبزہ اس دا سے
قربان صدقے ہزار گلشن
گھبراتے جو چرخ کے فرشتے
ہر سمت چٹان سے پڑے تھے
ابتاش و کلیل مین نظر آئے

صناعی صانع ازل کی
جو باج بے خلد کی فضا سے
قدرت کی بہار اُس جگہ تھی
پھرتے چلتے وہین پہ آتے
لاکھوں کی ہو ہزار دل چلتے
گر بھاگے کبھی کبھی ادھر آئے

غرض وہ ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل مین سونے کا جنگل دیکھکر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤن جو اس جنگل کے جنگل کو زنبیل مین رکھ لون پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی کارخانہ ہو بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہو نظر بندی کا ایسا طریقہ ہی اسپر طمع کرنا سراسر بیجا ہو غرض اسی طرح دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہان کے جب گذر گیا تو ایک جنگل مروارید کا ملا بیان گھاس اور پتے درختوں کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیوں کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا صحرائے گوہر نگار رکھتا یا قدرت رب تھا گلستان روشن سبزہ پر ہزار طرح کا جوبن رونق وہ گلشن نگارین بلکہ فردوس برین تھا کہ **ابیات**

سبزے کا ہوا سے لہلہانا | جوبن ہمہ پھول کا دکھانا | لپٹا پیڑ دن سے عشق پیچان

ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان ۔ خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار ۔ نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ نظر آئی کہ ہنوز تو تنک و برازی اُسکی تھی روبرو اس دیوار کے ہزار ہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی بشکل تصویر کے نصب تھی اُسکے نزدیک صرصر نے جا کر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ در بند ہوگیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی شمیم گل بشکل زلف عنبر سارے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینہ معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساون کی بھولی تھی گھٹا گھنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ نفس ناظرین کو وافی ہین

نظم

بوندین لاوے برانڈی کی منائین ساون ۔ آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن
ہاے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے ۔ بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی بیون سے ٹپکتا ہے خیابون مین پڑ ۔ دھوئی دھائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے یہان تک جھکی ہے بدلی ۔ پگڈیان بھیگین جو مالی تو جھکالین گردن
بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو ۔ بجلیان کوندتی ہین شور ہے آٹھ دکھن
یون گھٹا چھائی ہے یون گھر رہی ہے بجلی ۔ جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے ۔ پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلھن
مینہ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے ۔ شور سے سر پہ اٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ ۔ چشم بد دور نہین دیکھا ہوا ایسا ساون

اُس دشت طراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ نقلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جا کر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُڑا لے ایک صحراے سبزہ زار مین لاکر انکو اتار کر غائب ہوگئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لجھاتا تھا سبزہ بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا

شگفتہ خاطروں کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغہاے تیرہ بختوں کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر راہ اشتیاق تھا مجنوں کے دل کو قامت لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے میں طاق تھا ہر سمت چشمے جاری اور گرد جھیلوں کے سبزہ زنگاری تھا نظم

ہر اک طرح کے تھے وہاں پر چمن　کسی میں بنفشہ کسی میں سمن　کہیں لالہ تھا اور کہیں جعفری
کہیں رائے بیل اور رتن منجری　کہیں چاندنی تھی کہیں موگرا　کسی جا مدن بان اور سوتیا
کسی جا سے آتی تھی تنبو کی بو　کہیں پر کھلا تھا گل نازبو　کسی جا لگا تھا گل آفتاب
کہیں تھا ہزارہ الصد آب و تاب　کہیں تھی وہ شبنم کی گل پر بہار　کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان　تھیں ہر شاخ پر بلبلیں نغمہ خوان

یہ دونوں اس بیشہ فرحت افزا میں رواں تھیں کہ سامنے سے صدا طرقوا کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے یسا دل اور چوبدار عصاے طلائی اور جواہر نگین لیے ادب اور تفاوت گویاں ہزار ہا خادم بلباس پر تکلف ہمراہ سواری بو بیان دورباش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر پہلوان نامدار کی قطار قریب آ کر پہونچا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اسنے سلام لیکر پوچھا کہ بی صرصر کہاں چلیں اسنے جواب دیا کہ عمرو کو دربار شہنشاہ میں لیے جاتی ہوں طوفان جادو نے کہا میں بھی وہیں چلتا ہوں میرے ہمراہ چلو سواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار پیادے ہیں ہر جگہ پھرا کرتی ہیں سواری اگر ڈھونڈھیں تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلیں کنیز پیچھے پیچھے آتی ہے یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلیں جب اس صحرا سے گذر کر آگے بڑھیں تو ایک تر پولیا ملا اسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا کہ تجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونوں داخل ہوئیں ذرا آگے بڑھیں تو ایک لشکر ساحروں کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہیں استادہ ہیں سارے کی قنات تنی ہے کڑھاؤ چڑھے ہیں چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحروں کے لگے ہیں جا بجا چوکے دیے ہیں آسنی ہر جگہ بچھی ہے پوجے پاٹ میں بعض مصروف ہیں بعضے اشنان گیان دھیان میں ہیں کنوئیں پختہ بنے ہیں دھوتی چھانٹ رہے ہیں کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے کوئی ہوم کر رہا ہے سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے میں مشغول ہے بھوگ زبان لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام میں ہے کوئی عیش و نشاط کے کام میں ہے دف دائرہ کہیں بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سمان ہے کوئی کثرت کرتا ہے بیٹا بانک ہوتا ہے کہیں

ڈنڈا اور رگذر کا چرچا ہی کوئی ناچ دیکھنے مین مصروف ہی کہین حسن خوب سے کوئی مالوف ہی حاصل کلام
صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی میر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہی کہ تم روبراہ نہ آئین خاص طلسم سے
جہان کوئی سوائے شہنشاہ کے نہین جاتا اُدھر سے آئین اس مین کوئی پیچ ہی صرصر نے لاتا عمرو کا اور نہ
اس خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ نے کہا
اچھا تم لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمہارے منگالون تو جانے دون صرصر ٹھہر گئی
اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر
اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان سے حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم
شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو پشت باغ سیب
نظر آئی اس سمت کو بھی دروازہ عالیشان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدۂ نگہبانی کھڑا تھا
صرصر آکر مع عمرو یعنے شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہرچند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہی مگر دوسرے
درسے آیا تھا ابکی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہی کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرح
کی اُس جانب سے دوچند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن ہوا افراسیاب کا روز بروز آراستگی اسکی
بڑھتی جاتی ہی ہر روز ایک کیا ہزارون بہارین تازہ بزور سحر اسمین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو
عمرو نے اس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہوگیا اور دلمین اپنے درود پڑھنے لگا بلاتشبیہ فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہی اور سونے کی زمین
پر مینا کیا ہوا ہی لعل بدخشان اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن
ہین گرد اُنکے فیروزے کے کٹہرے لبصد جوبن ہین پھولون کی سرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہی بوباس
سے نسیم عطر آگین اڑاتی ہی سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہی معشوقون کی فندقون سے حنا
رنگین تر اور سرو اکڑنے مین قامت خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے
گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکتے ہین نہرون کی لب گرد اینٹین جڑاؤ انمین
گلاب اور کیوڑہ بھرا تھا زمرد کی ڈالیون کا اکثر سایہ تھا بطین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی انمین
تیرتی تھین غوطہ بازی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا یہ سمان اظہار تھا نظم

اسقدر باغ مین ہی کثرت سنبل و سمن
انتہا ہی کہ جگہ نالۂ بلبل کی نہین
لین جاسی بھی تو کھلنے نہین غنچونکے دہن
جسطرح سے کہ گلستا نمین نہین جائے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار دہر اسکو کہنا زیبا ہی یا داغ دہ ریاض رضوان ہی نظم

گل تھے سب اپنے اپنے جوبن پر
جھومتے تھے پڑے نہال چمن
رقص کرتی تھی موج باد نسیم
نورافشان مگر تھا وہ گلزار
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ

بوے گل تھی ہوا کے توسن پر
فصل تھی وہ زبس گل و مل کی
لخلخہ سا تھا عطر دان شمیم
تھا زمین سے سپہر تک پُرنور
تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

تھا عجب لطف پر جمال چمن
گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
باغ گل مین کہین نہ گرد و غبار
نور سے تھا خلا صحن گل معمور

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ یعنی عمرو چمنستان کو طے کرکے ایک ایوان عظیم الشان مین پہونچے کہ جہان افراسیاب سریر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست بستہ بیٹھا تھا صرصر نے پشتارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنادیا ہو بعد بجا آوری آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھ دیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد و جہد گرفتار کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اُسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرما کر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے ملک کا معاف کردیا پھر مخمور سرخ چشم سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ شیر اور شیرینی وغیرہ کو پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہی حضور جلد تشریف لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرماوین مخمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار جادو وہان جاکر ذلت اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے مکرر اور سہ کرر کہا ناچار اُٹھکر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زر و زیور سے آراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرینی جاکر پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوے کہ علامت آمد مخمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہی یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اُترا اور ملکہ مخمور سرخ چشم ہزاران ناز و انداز سر سے پاتک جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُترکر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر دی ذنگل عنایت ہوا باادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی یاقوت حاضر ہونے کا کیا باعث ہی مخمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرینی بھیجکر مع مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے یہ باتین سُنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کاریست مشکل و امریست دشوار مین طلسم مین جاکر

اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوگر آتے این تو دو ایک سے سرکاٹ کر لوٹ مار کر کے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انھین گرفتار کرایا ہوگا جبتک ہین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹ کر چلے جاینگے مخمور سرخ چشم نے کہا کہ ملکہ جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہو سکتا ہی آپ تشریف لے چلین غرضکہ بعد مقامات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیر اور شیرنی ہمراہ چلے آگے بڑھکر سوار کرینگے مگر مخمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور کرنے لگی کہ آخر تو آتی دور آئی ہون لازم ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی چلون یہ تصور کر کے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بزور سحر ایک مقام بلند پر اتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر کے ہر سردار کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہی اور اُردوے معلے کا نقشہ ہی ایک طرف سونے کی بازار ہی دوسری سمت جواہر کا انبار ہی کہین چینی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہی کہین فرنگستان کی بازار لگی ہی مگر اُن بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو خلاصہ یہ کہ ایک سمت بارگاہ سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اُسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار مین مالے مروارید کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑکین کنارے اُنکے بازار چار طاق بلقیس آراستہ ہی سڑک پر جواہر کٹتا ہی سقے بادۂ نگار لنگیان باندھے کٹورے چاندی سونے کے کمر مین رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک پیک نگاہ جاتا ہی اترا ہوا نظر آتا ہی بلکہ براہ مبالغہ یہ اندازہ ہی کہ از مشرق تا مغرب از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران موجزن ہی لشکر مین ڈنکے بج رہے ہین پتیلیان چڑھی ہین قورمے بھن رہے ہین بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیر اندازی ہو رہی ہی کسی جا سجادے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین مخمور جاہ و جلال لشکر کا دیکھ کر دنگ ہوگئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشہ صاحبقران آج تا اوج آسمان پہونچا ہی کب کوئی انکے مقابل ہو سکتا ہی زہے خوبی لشکر و زہے عزم شان و کر و فر بہ فحوائے نظم۔

یکے ملک در راہ رزم آوران   بہ معموری بہتر از اصفہان
بہ رونق زہت خانۂ چین نکو   دلے مردمش صالح و نامجو

مخمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر ہوا شور غل کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد انکے طفلان مہ صورت ثقلین

روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداروں کے پرے ظاہر ہوئے جب یہ سب آگے بڑھے اُسوقت سواران زری پوش انتظام کنان پیدا ہوئے اُنکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جنمین گچھے موتی کے آویزان تھے ملازم لیے ورویان مقبول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پر شاہزادہ والا تبار برہم زنندہ زمرہ بے ایمان وگل گلزار صاحبقران نور دیدہ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم برآمد ہوئے گرد اُنکے سردار جنکو شاہزادے نے زیر کیا ہے مرکبون پر سوار ہین ایک ایک ان مین ذیوقار ہین خلیل طہماس بن عنقوئیل دیو پر درو فضل بن گیا حور خون آشام وغیرہ کئی سردار ہمراہ ہین ذکر اُنکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کے آنے کا دفتر چہارم ایرج نامہ مین مذکور ہے حاصل کلام مخمور نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گوہر کو جو دیکھا ششدر ہو گئی کس لیے کہ اس جوان حسین صاحب تمکین کو پایا کہ جسکا روے زیبا آفتاب تابان کو شرماتا تھا اور شوکت وصولت مین فسانۂ رستم کو قصہ بیہودہ بتاتا تھا نظم

بسر کردہ لباس ارغوانی
بہار حسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو بستان سرکشیدہ
زغم آسودہ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب
چنان کاندر شب تاریک مہتاب
لبے چون غنچہ لبریز تبسم
دہانے راہ خندیدن در و گم
جبین و عارض آن غیرت حور
نمودے معنے نور علے نور
دو ابرویش بحکم نرگس مست
پئے تاراج دل دادہ بہم دست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور
دو نون سرنگون بر سورۂ نور
چگویم وز دی آن چشم پر فن
کہ دل بردی بیک زدیدہ ویدن
زمژگان دستگاہی ساحری داشت
ید طولئے بہ فن دلبری داشت
ہر آن زخمی کہ میزد تیر مژگان
لب او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت زخم دل را زان نمک بود
کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود
چگویم وصف آن سیب زنخدان
کہ بردہ گوے حسن از ماہ رویان
بیاض گردن آن رشک گلشن
بنودے چارہ جز گردن نہادن
سخن را زیر نافش کفر و شین ست
زعورت چشم پوشی فرض عین است

زساق وساعدش جان را جلا بود
بلاؤ فتنہ جادوشان راہش

زدستش پاش دل بیدست و پا بود
اجل قربان بر چشم سیاہش

مخمور سرخ چشم دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہوئی اور ہزار جان سے شاہزادہ پر نثار ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے مین سواری شہزادہ کی نکل گئی بیچاری کف افسوس ملکر رہگئی کچھ بس نہ تھا آخر مجبور غم عشق کو سینۂ حسرت و فینہ مین پنہان کرکے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شراکت عمرو کی یہ مطلوب کا ملنا دشوار ہو دوسرے تو طلسم مین رہے اور عمرو و طازم امیر کی رفاقت نہ کرے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چلکر عمرو کو پار دریاے سحر کے لے چلو اور مہرخ کی اطاعت مین سرگرم ہو اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمۂ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق مین وا نگیز زبان پر لاتی

اشعار

کاے گل تازہ رخ گلشن ناز
عارضت آئینۂ جوہر دار
ہر کجا جلوۂ قامت داری
شعلۂ طور چراغست از تو
بسر زلف پریشان سوگند
بخدنگ نگہ و برق و بلا
بوفا ئیکہ ز در راندۂ تست
زندہ کن رسم مسیحائی را

بلبل جان بہوایت ساز
ای بیک جلوہ خرابم کردی
روز بازار قیامت داری
وای از دست تو ای پر بیداد
بشکست دل و پیمان سوگند
بنگاہے کہ در و پردۂ دل
بجائیکہ ز جان خواندۂ تست

اے دم واشد زلف طرار
بہ نگہ سینہ کبابم کردی
آب و رنگ گل داغم از تو
بقسم نوبت تقریر فتاد
بکمان داری ابروے دوتا
بحیائے کہ کند غنچہ خجل
بخشش جانے تن سودائی را

اسی طرح با دل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف مہرخ سحر نے بختیارک کو طلسم مین لاکر اتار اشیرنی اور شیر نے سوار کیا سیر طلسم کراتے تمام مقامات عجائب و غرائب دکھاتے لے چلے طائران طلسم نے اسکی آمد کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال تا حد سانان تامی کے آیا یہان تک کہ بڑے عزم و شان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے لگے مہرخ کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ملک جی لشکر مین تشریف فرمائین باغ سیب مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے مہمانخانہ درست ہو مطبخ مین طعام

لذیذ تیار کیا جائے اس حکم کو سنکر شگوفہ نقلی یعنے عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اس تدبیر سے دریا کے پار اُترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہی اُسکی کنیزین اور ملازم اُس کے مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین آسنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ ہین شہنشاہ کے ہمراہ چلون اور ہین عمرو کے گرفتار کرانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین حکم بجالائین اور تخت سحر کا بناکر دیا عمرو سوار ہوکر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہولیا ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا ادھر افراسیاب نے کنارے دریا کے پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا مجھے اور میرے ہمراہیون کو راہ دے غرض کہ اس تدبیر سے عمرو اُتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان دعوت سنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو جلکر لوٹو اور سمجھتا کہ حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہی اسکو جوتیان لگاکر خوب ذلیل کرو بس یہ سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھکر اُسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کنیز جاکر انتظام دعوت کرتی ہی افراسیاب بسبب گرفتار کرانے عمرو کے اس سے خوشنود ہی جواب دہ ہوا کہ بہتر ہی ہمنے سب کار و بار تمھارے متعلق کیا دیکھین کس شایستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حق خدمت مین طلب وہاں ہمسے لیتی ہو شگوفہ نقلی آداب بجالاکر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون رواں کو اسکے جانے کی اطلاع ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کراکے پار اُتر گئی اور باغ سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنے دار وغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش اور مالک بیخانہ وغیرہ کو بلاکر حکم سنایا انعام بیکران پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی آیئنے قدآدم نصب ہوئے چھتین مکلف لگائی گئین دیوارگیریان صاف و شفاف درست ہوئین شیشہ آلات ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ مزین مرتب طور سے ترتیب کیے مرد نگیون کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر چوگھڑے گلدستے چنے گئے مکان کے کونون پر گھڑیان جڑ دین تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کین باغ کے درخت شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہرون مین گلاب کیوڑہ اور بید مشک بھروایا ہزارہ کا فوارہ ہر جگہ چڑھوایا اوٹ پھولون کے مناسب جگہ پر کھڑے کیے نازنینان مہر جمال و ماہ تمثال بہر خدمت گذاری مقرر کین کہ وہ باغ مین ہر طرف کو کار و بار کرتی پھرتی تھین کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضاے

مثنوی

باغ کا ہے کو تھا پرستان تھا | تحفہ ہر طرح کا مگر وان تھا

ہر طرف بید مشک کا چھڑکاؤ

خوبرو دیون کا ہر جگہ یہ جماؤ
سیم و زر کی بنی تھی ہر دیوار
جھومتی تھی چمن مین باد صبا
موتیا تھا کہین کہین بیلا
ساؤلی تھی کسی جگہ پھولی
تاک انگور پر غضب کی بہار
جیسے بکھرے ہون بال دلبر کے
تھے کسی جا پہ رقص مین طاؤس
لہرین لیتی تھی رحمت باری
اسکو دیکھے تو ہو پری ششدر
پہونچے ایسے نہ وہم کی بھی کمند
تھا درخشندہ ہر ستون اسکا
تار اُن مین شعاع مہر کے تھے
ہانڈیان اسطرح کی تھین نایاب
چھت کی زنجیرون مین لٹکتے تھے
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر
جلوۂ نخل طور پیدا تھا
میزین الماریان بہت خوشتر
دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
پردے پر نور وہ سفید سفید
گاؤتکیے لگے ہوئے اُسپر
لالٹینین بھی اسقدر نایاب
پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے
اور جواہر کے اُسپہ نقش و نگار
نسترن اور رائے بیل کہین
کہین سوسن کسی جگہ چنپا
جعفری تھی کہین کہین لالا
لوٹے جاتے تھے دیکھکر میخوار
ہر گل تر تھا عارض مہرو
تھے بہت اہل دید کو مانوس
تھی جو تعمیر سحر کوٹھی
بیخودی سے رہے نہ کچھ بھی خبر
خوبصورت ہر ایک حلقۂ در
ساق محبوب سے کہین اعلا
نصب تھے اُن مین آئینے ایسے
کہیے بحر صفا کے انکو حباب
کتنی پرنور تھی ہر اک مردنگ
دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب
ہر طرح کے سجے ہوئے کنٹر
تھا چھپر کھٹ لگا ہوا ایسا
عاشقون کی ہو جیسے صبح اُمید
قابل دید تھی ہر الماری
کہیے شمس و قمر کا انکو جواب
ہوش پریون کے تھے اُڑے جاتے
فصل گل نے کیا تھا متوالا
کہین نرگس کہین گل نسرین
عشق پیچان کہین کہین جوہی
جوگلا تھا کہین کہین کلغا
لچھے ایسے تھے سنبل تر کے
تھی چنبلی مین جسم یار کی بو
نہر جو بیچ تھی چار سو جاری
نئے انداز کی عمارت تھی
قصر جنت سے تھی کہین وہ بلند
کہین آغوش حور سے بہتر
سب درون مین تمامی کے پردے
رشک رخسار مہ جبین قمقمے
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے
ہو دل حور جسکو دیکھ کے دنگ
فرشی جھاڑون مین نور ایسا تھا
نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب
پانون پھیلائے دیکھکر لیلا
آگے اُسکے تھی مسند پر زر
شیشے کنٹر اچاریون سے بھری
خلاصہ یہ کہ جب سارے مکان

کی آراستگی ہو چکی اسوقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور خمہائے شراب مین بیہوشی خوب ملائی بیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنے کا نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملادو وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجالایا بعد اسکے باورچی خانے

مین جاکر ہر ایک دیگ کا مُنھ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مصالحہ مین نے لاکھون روپیہ صرف کرکے بنایا ہی آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا آئیگا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کر چکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر بختیارک کو لشکر کی سیر کراتا رہا جسدم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قفلی کو ماہتاب کے دستر خوان اطلس چرخ پر چُنا نظم

نور چشم سیہ اوڑھا شب کا	سرخ چشم نہار صید ہوا
پھیلا عالم مین دام گیسوے شام	پھر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب با حشم و خدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آرایش قصر دیکھکر کمال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی اور رقاصان پری تن حاضر ہوئین اسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسہ دعوت ہوئی اسطرح حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کرکے مکان دعوت مین آئی جب سب جمع ہو چکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہی اور پشتارہ مین بندھا پڑا ہی اُسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا کہ اسکا سر قلم کرو اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اُس مین تل شناخت کرنے کا ہی اُس ساحر بیہوش مین یعنی جو عمرو کی صورت ہی اُسکی آنکھ مین تل بنایا بختیارک مسند پر سے اُٹھکر کے ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر ابراہیم پیغمبر خداوند نعمت لقا ہی افراسیاب جلد مجکو یہان سے رخصت کر دے اب اس جگہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی مین پہلے ہی کہتا تھا کہ پیر و مرشد برحق کو کون گرفتار کر سکتا ہی اس اثنا مین مخمور نے کہا ملک جی آپ کو شبہہ ہی جلد اُسکا سر جُدا کیجیے یہ عمرو ہی شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید کیا ہی تل کا کیا دیکھنا کہین بہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مجھ سے سر نکٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز یا برادری کے ساحر کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہی اور علاوہ برین اُس شخص کے سر مین اتنا ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھائے یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہی اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے کہنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین رؤوگے مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سُنا مخمور سرخ چشم نے حکم

شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے
شور اور غوغا بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من فرہاد جادو بود آگ پتھر برسنے لگے بختیارک خوب اُچھلا
اور کودا اور پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب مستطاب معلے القاب گردون رکاب شاہون کے خدا
رحم غریبون کے پناہ سرکردہ روزگار عمرو نامدار کو کون پا سکتا ہی افراسیاب بہت ذلیل ہوا اور اٹھ کر
وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا ازبسکہ وہ ابھی زندہ صحرا مین پڑی
بیہوش ہی اس باعث سے درخت کو سرسبز اور شاداب پایا سمجھا کہ شگوفہ سحر جو یہان موجود ہی یہ تو
اصلی ہی لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہی اسنے دھوکا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری
کے واسطے کسی کو عمرو بنالائی یا عمرو کسی کو اپنی صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہر حال ایسا ہی
کچھ فتور رہا یہ مضمون شاہ طلسم سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان
مطلق نہوا کہ شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہی غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ ملکہ جی
آپ سچ فرماتے تھے عمرو گرفتار نہین ہوا مگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو کو گرفتار کراتا ہون
بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خداوند پاس بھیجد یجیے افراسیاب نے بنست
تمام روکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بموجب ارشاد شگوفہ نقلی جو منصرم کاروبار ہی اُسنے میخانہ سے
کشتیان بادہ ناب کی آمیختہ بدارو بیہوشی حاضر کین اور ساقیان ماہ لقا جام بھر کر سامنے لائے
پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے لگے گائین خوش گلو زہرہ جبین ساز سے دمساز ہو کر
تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب
کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا ہوا اسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہی
کہ حال اچھی بات کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہی اور بائین ہاتھ مین حال بُری باتون کا اور ساعت
بد معلوم ہوتی ہی فی الجملہ اسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسوقت تیرے لیے ذلت
اور بُرائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کر کے حالت نشہ مین اور
کچھ زیادہ تفتیش نہ کر سکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمشبیہ کو اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور
بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی اپنے مقام پر بیہوش ہو گیا اودھر اہل محفل جو مصروف
ناؤ نوش تھے بعد لمحہ کے بیہوش ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی
کہ شیطان خداوندی کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہی کہ کوئی محروم نرہے لہذا تم بھی شراب پیو اور رنا چ
دیکھو سب ادنی و اعلی خوشنود ہو کر مشغول میخواری ہوے اودھر بعض اہل طلسم ساحرون کو حکم دیا کہ

جسکو خواہش کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جاکر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنے
واکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ مستون کی طرح کرتے اور جوتی پیزار آپسمین لڑتے
مردے کی طرح بحس وحرکت ہوے مگر ہمشبیہ افراسیاب آئینے کے اندر بیٹھا رہا اور بیہوش نہوا عمرو
اُسے دیکھکر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھر کر رکھا اُسنے کچھ اعتنا نہ کی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا
اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر منھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے کہا مطلب ہی فوت ہوتا ہی اب ہر چہ باداباد
جو کچھ قتل وغارت منظور ہو وہ کرو وقت کو ہاتھ سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہوشیار کیا اسکی جو
آنکھ کھلی عمرو کو باخنجر برہنہ پایا اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب
عالی وہ شخص تو آپ کے غلام کا غلام بلکہ تلام کا احتلام ہی جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب
باتین نہ بناؤ وہان سے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچوگے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہی جلدی سر ان
ساحران نابکار کے جدا کرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب اسی قابل ہین اور
واجب القتل ہین عمرو نے اسوقت رفیدہ اُتار کر ایک جوتی سر بختیارک پر لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہی
جس کام کو کہا ہی اُسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلون سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو
سہلا کر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اس فرزند خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مار کر
نصیحت فرمائے قسم ہی اپنے دین و آئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سر کو اس نعلین
کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع یاور اور بخت رسا نے مدد کرکے سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اُسکی باتون سے
ہنسا اور سمجھا کہ یہ ایسی فقطین کرکے وقت کو ضائع کریگا تم اپنا کام کرو پس در باغ جاکر بند کیا اور زنبیل سے
دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہی نکالکر حکم دیا کہ جلد یہان کا اسباب فرش
و تخت و کرسی و میز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جا کرو عرصہ ہوگا تو تمھین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک
جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر ہو جاتا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ
جال مار کر لوٹتا پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام اُتر
آتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے ساحرنیون کا سر
مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیکر کہا ان سب کا منھ کالا کرو لیکن جب مخمور کے سر
مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا لینے چھڑا دینا خمار کے ہاتھ سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور
روسیاہ کرنے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈ کر اور جوتیون کا گلے مین پہنا کر منھ کالا کیا اور ساحرون
کے اندشین کو تانت سے باندھکر درختون مین دو دو سر تانت کا باندھ دیا اور لعین کو عورت کی صورت

بناکر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو ریچھ والا اور بندر والا بناکر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کامون اور لوٹنے سے فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر انکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھ کر ساحرون کو ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اُسوقت کھال کتے کی نکالی کہ جسپر بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہ اُسمین لگی تھین اُسکو پہنکر زمین پر گر کر مثل سگان تازی کے جست کرکے ایک گوشہ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب پر ڈالدیا اُسمین لکھا تھا کہ این کار عمرو نامدارست عزلتکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب جاکر کھڑا بعد لمحے کے جب افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اور لطف کی بات سُنیئے یعنی وہ شگوفہ سحر جسکو عمرو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت صرصر کو تجسس کرنے لگی اور عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ صرصر شاید عمرو کو پکڑ لے گئی ہوگی یہ سوچکر باغ سیلیب کی طرف روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ عمرو جا چکا تھا اور بختیارک ساحرون کا سر خوف عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہی اُسنے قابو پاکر سب کو بیہوش کیا ہی وہی سب کے سر کاٹ رہا ہی بس دیکھتے ہی وہین سے سحر کیا کہ بختیارک کے دست و پا بحبس ہوے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور بختیارک نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض وہ منت و سماجت کرنے لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون ہمتون کے سر کاٹے ہین مجھے زد و کوب نفرمایئے شگوفہ نے اس کلمہ پر اور زیادہ مارا اُسوقت تو یہ لگا دوہائی دینے کہ دوہائی افراسیاب کی مجھے گھر مین بلاکر خوب دعوت کی کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھلائی ارے واسطہ سامری و جمشید کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہر چند یہ چیختا ہی اور غل مچاتا ہی مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی اور اسکو پیٹے جاتی ہی ایک ہنگامہ بلند ہی کہ ادھر سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور شگوفہ تازیانہ لیے بختیارک کو مار رہی ہی یہ دیکھکر اُسکے ذہن مین آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب شیطان خداوند کو مارتا ہی اس یقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ برق چمککر شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کرکے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا آئی کہ افسوس مردیم و جان و دادیم کشتی مرا نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر جو درخت حیات کو دیکھا شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا اسوقت افسوس کرکے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین مگر شیطان خداوند ہوشیار ہی اغلب ہی کہ یہ

عمرو ہو بہت کچھ سمجھ کے اسکی جانب بنگاہ غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ تعجب مجھے ہیبت رہی تھی
جو واصل جہنم ہوئی اب تو گھورتا ہے کیوں گھر میں بلا کر بحیلہ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہے کب کی
مجھ سے دشمنی نکالی ہے اے افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہے کہ مجھے پاس
خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتوں کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن رک گیا کہ ابھی ایک دھوکا
کھا چکا ہوں ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک
کے کرکے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی نے پہلو میں اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان
کہکر اس سے لپٹا اور کسی نے بیدھڑک اٹھنے کا قصد کیا تو اینٹھن بندسے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کرکے
پھر گر پڑا کسی نے منھ جو پھیرا جوتی ہاتھ میں پکڑا دی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اونچا
کیا اور حرکت دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ تمسخر اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود بھی ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہوکر اٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہے اب جو سب نے اپنی اپنی
کیفیت دیکھی نادم ہوکر سنبھل کے اٹھے اور سحر کرکے تانت اینٹھن سے کھولی اور گوشے میں گئے عورتیں
اودی اودی کہکر بدن چرائی ہوئیں اٹھکر بھاگیں اسوقت مخمور بھی اٹھی اور ساحر و ساحرنیوں کے
سر منڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا سر میں منڈا ہے علیحدہ اٹھکر جا کے آئینہ دیکھا
تو منھ کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی بدستور پایا سمجھی کہ عمرو کو جو تو نے ایکبار رہا کیا تھا یہ اسکا
نتیجہ ہے غرضکہ افراسیاب نے اول کتاب سامری دیکھی کہ بختیارک اصلی ہے یا عیار ہے معلوم ہوا کہ اصلی ہے
اسوقت عذر اور معذرت کرکے اسکو بٹھایا اور حکم دیا کہ نئے سر سے سامان عشرت مہیا ہو چونکہ یہ بادشاہ
طلسم ہے اسی وقت ہزارہا ساحر دوڑ پڑے اور فرش و مسند و شیشہ آلات وغیرہ درست ہوا میز اور
کرسی کو دنگل بچھ گئے میخانہ پہلے کا آغشتہ بیہوشی جانکر پھکوا دیا اور نئے سر سے خمہاے شراب احمر
تیار کرالی گئیں کھانا وغیرہ بھی بدلا گیا اس کاروبار کے کرنے میں لوگ اندر اور باہر پھرنے چلنے لگے
عمرو اسی طرح کتابنا ہوا باہر باغ کے نکلکر صحرا نورد ہوا جب سب درستگی ہو چکی افراسیاب نے کہا
کچھ ساحر جائیں اور عمرو کو ڈھونڈھ لائیں یہ سننا تھا کہ بختیارک اٹھ کے قدم پر گر پڑا اور پکارا کہ
مجھے تاب مار کھانے کی نہیں ہے واسطہ اپنے دین و آئین کا کہ مجھے خداوند پاس بھیجدو اور سارا بدن
اپنا دکھایا کہ دیکھو فگار ہو گیا ہے اب تم پھر عمرو کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرتے ہو افراسیاب نے
ہر چند روکا مگر اسنے نہ مانا آخر وہ جو دو چار گھڑی رات کہ اس ہنگامہ میں باقی رہی تھی اس عرصہ میں
کچھ تحفہ جات طلسم بہم پہونچا کر جسوقت شب گرد فلک مع لشکر کواکب کوچ کر گیا اور شہنشاہ زرین

قباے مشرق اورنگ فیروزہ نگار پر آکر بیٹھا ابیات

تاریکی شب ہوئی جو کافور
گردون کے چراغ جھلملا کے

پھیلا ہم صبح صبح کا نور
گل ہو گئے جھونکے سے ہوا کے

بختیارک کو طائر سحر پر بٹھلا کر سمت کوہ عقیق بھیجا اُس جلدی مین لشکر جو بہر مقابلہ حمزہ درکار تھا وہ بھی ساتھ نہ کر سکا بعد روانگی اسکے حیرت کو بھی لشکر کی جانب روانہ کیا اور اہل دربار سے کہا اب مجھکو لازم ہی کہ عمرو کو زندہ قید کرکے پاس شیطان خداوند کے بھیجدون تاکہ جو کچھ انھون نے یہان ذلت اٹھائی ہی اُسکا معاوضہ اُس سے کرین اور میری بھی ندامت دفع ہو لیکن اوّل مجھکو سزا دینا اس حرامزادی صرصر کو ضرور ہی کہ یہ کیسا عمرو گرفتار کرکے لائی تھی یہ کہکر واسطے احضار کے حکم ہوا پہنچے گئے اور صرصر کو صحرا سے اٹھا لائے کس لیے کہ صرصر اُس مکان دعوت مین ساتھ شاہ کے آئی تھی یہان سب انبیا پہلے ہی آشفتہ بیہوشی ہو چکے تھے ہر چند کہ یہ عیارہ تھی اور اُسنے ایک ایک کارپرداز کو بیزار فرست مین تولا تھا مگر کسی کو غیر نہ پایا تھا اور شگوفہ لیے عمرو الگ رہتا تھا بلکہ اپنے ہاتھ سے مجلس مین شراب بھی دینے نہ آیا تھا لہذا صرصر پہچان نہ سکی اور شریک صحبت ہو کر بیہوش ہو گئی جب ہوشیار ہوئی عمرو کی فطرت پر خبردار ہو کے بھاگی کہ عتاب شہنشاہ مجھ پر ضرور آئیگا کہ عمرو کو گرفتار کیا کر لائی تھی فی الجملہ اُسوقت جو پہنچے اُسکو اٹھا لائے افراسیاب تازیانہ پکڑ کے اٹھا اور کہا قالزادی ایسا ہی عمرو کو قید کرکے لاتے ہین صرصر نے کہا حضور شگوفہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ کہکر قدم پر گر کر نہایت عذر کرکے وعدہ کیا کہ اب ضرور بالضرور اصلی عمرو کو لاؤنگی غرض بمحبت تمام شاہ جادوان نے خطا اُسکی معاف کی اور یہ دوبارہ واسطے گرفتار کرنے عمرو کے روانہ ہوئی جب باغ سے آگے بڑھی دور سے عمرو نے اُسے جاتے دیکھا خیال کیا کہ اس سے بولنا کچھ ضرور نہین جانے دو اور عمرو کا وہ خوف ساحرون پر طاری ہی کہ ایک جگہ حیات جادو نام ایک ساحر نے عمرو کو جاتے دیکھا دہشت سے کانپا اور راہ کاٹ کے چلا گیا کہ یہ بہت ہی بلا ہی اس سے سامنا کرنا اچھا نہین ہی اب خواجہ تو صحرا نورد ہین لیکن انتظام شاہ طلسم کا مذکور سنیئے کہ بعد بھیجنے صرصر کے بیران ضیغم صورت شیر سوار جادو ایک اپنے رفیق خاص سے کہا تو جا کر جب تک مین عمرو کو گرفتار کراؤن سر اسد اور کل نمک حرامون کا کاٹ لا کہ ہمراہ قید عمرو کے پاس خداوند کے بھیجون بیران آداب بجا لا کر رخصت ہوا اسوقت افراسیاب نے ایک نامہ مصور جادو کو کہ نبیرہ سامری ہی لکھا مضمون اسکا یہ تھا نظم

کہ اے سرورِ جادوانِ جہان
تیرے حکم مین ہی ہزارون کی جان
تو ہی قدوۂ دودۂ سامری
جگائی ترے نام نے ساحری
بھلا کون تیرے مقابل مین ہی
ترا غلغلہ چاہ بابل مین ہی
کمینہ ترا بندہ زروشت نام
مقرر ہی شہپال تیرا غلام

آپ سابق مین اپنے ملک سے اسطرف نہضت فرما ہونے والے تھے باعث توقف سواے خیریت مزاج ہمایون کے کوئی اور امر نہو ئی لحال یہ عقیدت گزین عمرو عیار کے طلسم باطن مین آنے سے پریشان حال ہی ترصد کہ حضور نزول اجلال فرمائین تاکہ واسطے انتظام طلسم باطن کے ذات گرامی کافی ہو اور مین طلسم ظاہر کا بند و بست کرون یا جناب والا طلسم ظاہر پر توجہ مبذول کرین احقر طلسم باطن مین رہے و دیگر حالات بروقت شرف حضوری گزارش خدمت ہون گے زیادہ نیاز اس نامے کو طائر سحر کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا مصور کا ذکر سابق مین لکھا گیا تھا کہ خبر قتل فشکل کش سنکر چلا تھا مگر ایک مقام پر آکر پہونچا اُسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ بیٹھنے کا وقت ہی یہ خیال کرکے اُسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اُسوقت طائر نے جاکر نامہ افراسیاب کو دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اسکا اس طرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت
اے شہ نیک خو و با صولت
بادشاہ جہان و گردن کش
حاکم ساحران عالی منش
تا آخر

نامہ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغبان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت کو ہمنے منعطف کیا بعد و سامری فیصلہ جنگ کرکے تم سے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اس نامہ کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اُسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل با فوج قاہر قریب طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اُسے پڑھکر خوشنود ہوا اور اُسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرۂ سامری اُس طرف آتے ہین اُنکی تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو چلی ادھر سے بحران اپنی فوج لے کر بڑے کروفر سے دریاے خون رواں کے پار اُترا حیرت نے اُسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اس نے جاکر پیشوائی کی ادھر حیرت پاس مصور کے پہونچی اُسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدر خون خوار
اُسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
اپنے فن مین تھا وہ لعین کامل
سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اُس طرف سے بہران اور ایک جانب سے مصتور مع افواج قاہرہ داخل لشکر حیرت ہوئے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا انکے آنے کی خبر مہرخ کو ہوئی دربارگاہ پر اپنی کھڑے ہوکر مع سرداران کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

تینوں مین چمک تھی بجلیون کی اُمڈی ہوئی کفر کی گھٹا تھی	جلتی تھیں جا بین ناریون کی گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین برپا ہوئین لشکر اترے مصتور اور صورت نگار زن و شوہر باہم ملاقی ہوئے بہران بھی شریک انجمن ہوا مصتور نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم تم ملکر حریف سے لڑین اُسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار ہے یہ کلمہ مصتور اور صورت نگار کو بُرا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہی حیرت نے دعوت و ضیافت دونون کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جسدم نقاش دہر نے صفحہ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سبز سپہر کو ستارون سے زرافشان کیا کہ نظم

جہان دار انجم بصد عظم و شان بیاراست بر چرخ بزم سرور	قدم رنجہ فرمود بر آسمان منور جہان گشت از فرط نور

بہران نے حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا طائران سحر اور عیارون نے جاکر مہرخ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملارات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحرون نے سحر جگایا بہادر اور دلاورون نے تلوارون کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر بجا ہی شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے دشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور ضیغم فلک بادبدبہ و شوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

ماہ تابان ہوا نگہ سے نہان چلے دشت وغا کو دو لشکر	ہوا گردون پہ مہر جلوہ کنان ہر طرف تھی صداے شور و شر

لشکر دونون طرف سے بعظم و شان تمام میدان قتال مین آئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا کہ ابیات

زمین ہل گئی آسمان ہل گیا چقاچاق خنجر بہ گردون رسید	سمندون سے دونون جہان ہلگیا زمین خون شد و خون بجیحون رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سردار آگے بڑھے منچلے جوش جوانی دکھانے لگے نامرد مُنھ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادرون کو پکارے مذمت دنیاے فانی زبان پر لائے وہ نظم

سُنا ہے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہو یعنی نظم

عیش و می دیار جوش مستی کب تک — یہ عجب و غرور و خود پرستی کب تک
اس دیر خرابات سے جانا ہے ضرور — غافل ہشیار ہو کہ ہستی کب تک

اے نامدار و آج میدان جنگ کو بزم عروسی بناؤ و خون مین سرخرو ہو کر عدو کو نہلا دو شمع ناموری کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلوارون کی جھنکار کو ساز کا بجنا سمجھو نعرون کو ہلہلن سبازر کے راگ تصور کرو کہ نظم۔

عنان راز دشت و غا بر متاب — کہ نامرد و ہر دو عالم خراب
شجاعت خدا و رسول را پسند — شجاعان ز دنیا بجنت رسند

اس صدا کو سُنکر بہادر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے ہیران اژدر دار اکر میدان مین آیا و حریفون کو للکارا اس طرف سے سرخ مو نے نکل کر سامنا کیا دارِیل سحر کا مارا ہیران نے سحر دکر کے ارو ماش جھولے سے نکال کر دو شیر اُسکے بنائے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوئے اُنھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہوگیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اُنکا شکار بنا ساحرون کو اُنھون نے نگلنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر مہرخ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر سحر پکڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپسمین غٹ پٹ ہوگئین سحر چلنے لگا بہادر و نامرد اس ہنگامہ مین مر کر گرنے لگے بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اُٹھ نہ رہا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھینچی پھر تو یہ عالم تھا نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی — سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خارا فگاف — سرون پر چڑھی اُتری پایئن ناف
بڑھے جب جوانان خنجر گذار — نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج ہیران اور حیرت بہت تھی لشکر اسلام کے پاؤن اُٹھ گئے اور سرداران نامی طعمہ شیران سحر ہوئے ہیران شام کے قریب با فتح و فیروزی پھرا و خیمے مین آکر مشغول تنعم و عیش ہوا لشکر نے اُسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اُسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل مبدل لشکر مین حریف کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست کر رہے تھے انکے پاس جا کر پکارا کہ میان اولاد جادو یہان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اُسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم ہیران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جا کر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھ کو ذرا صورت نگار کے ساقی کو تبلا دو وہ ہین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اُسکو پتہ بتایا برق نے

کہا بھائی تو لشکر آنا بڑا ہی کہ اسمین ماننا غیر ممکن ہی اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف اُٹھاکر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہی یہ سنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھاکر ایک شخص ساتھ ہوا راہ مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کیتکی کی شراب کھینچی ہی اپنے بھائی کو دونگا ساقی نے رنگ وبو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پیکر دیکھو اُسنے ذرا سی شراب پی اور بیہوش ہوا برق نے پیراہن اُسکا اُتارکر آپ پہنا اور مانند اُسکے اپنی صورت بنائی اور اُسکو کنارے لیجاکر ڈالدیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین ہیران کے پاس آیا وہ مسند پر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اسنے جام سادی شراب کا پہلے اُسے پلایا اور دوبارہ آمیختہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پینے نپایا تھا کہ صبا رفتار عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پہچان کر پکار کے ہیران سے کہا کہ یہ ساقی عیار ہی خبردار اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سُنکر بھاگا مگر ہیران نے سحر پڑھکر گرفتار کرلیا صبا رفتار نے کہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کرون یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار کی ایسی صورت بناکر پاس ہیران کے آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہی اُسے ہمارے پاس بھیجدو ہیران نے کہا اچھا لیجاؤ لیکن صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار بچیان سحر نہین جانتی ہین یہ مسحور بہ سحر ہی مین لیجا نہ سکونگی آپ سحر اس پر سے دفع کردین ہیران نے سحر اپنا اُتارا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کردیا عیار نعرے مار کے بھاگے یہ خبر ہیران کو ہوئی کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سُنکر اُسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری رکھی جس وقت ستارۂ سحری فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے مُنہ دکھایا ہیران لشکر لے کر وارد دشت مصاف ہوا اور اسطرف مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی ہیران نے سحر کے شیر بناکر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو نگلنے لگے اُس وقت قران نے مہرخ کو ایک تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ ای ہیران اگر تم ہمارے پاس آکر تخلیے مین ایک بات سُنو اور شرط ہماری منظور کرو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان کرین اور راہ مخالفت سے قدم ہٹائین ہیران یہ صدا سُنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر سے آگے بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج نہ میرے ساتھ نہ تمھارے ہیران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف چلا راہ مین قران نے نقب کھود کمند بچھاکر خس پوش کی تھی ہیران اُلجھ کر نقب مین گرا اوپر سے مہرخ نے نارنج سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے

نکلکر بغدہ لگایا کہ ببران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صدا ہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان اٹھین لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوے اور شیر سحر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر ببران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سنکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی آ کر پہونچی اور فوج لیکر باہم نبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہو گئے اور نارنج و ترنج سحر کے چلنے لگے بھڑکر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا — تلوار کے ہاتھون گود مین تھا
آری تلوارون کو بنایا — بے سر سردارون کو بنایا
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے — پھر پھر کے بنگئے بگولے
جنگاریان تیغون سے اڑائین — کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر ببران نے شکست پائی ہنگامہ گیر و دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی لیکن خبر سنی کہ لڑائی بگڑ گئی ببران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو کو ببران کے اس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت نے کل کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہو گئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسنے حکم دیا کہ بجمعیت کثیرہ اسی وقت طلسم ظاہر مین جا کر سر مجرامون کا کاٹ لا بموجب حکم وہ بڑے کر و فر سے لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے سحر کے آترا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا اور طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا مہرخ اور اسکے ہمراہیون کو قتل کر لونگا

اور یہ پیام دیکر لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سرواری نقارہ رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ گئے نقیب نقابت کر کے ہٹے اور گرد کیت کر کے نکلکر کنارے ہو گئے اس وقت طوفان آگے بڑھا اور مشت خاک اٹھا کر سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر پھینکی فوراً اندھی پیدا ہوئی اور تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اسمین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد گری اور کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مع مہرخ سب اندھے ہو گئے ہر چند ساحران زبردست نے سحر پڑھ پڑھ کر دستک دی سو سحر کیا لیکن کچھ نہوا صداے یاربا و یا مستغاثاہ بلند ہوئی کھلبلی پڑ گئی اسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب نابعدار افراسیاب کے ہوتے ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دو طوفان بلا افگن جادو نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ اے مہرخ تو نے فریب سے ببران کو

مارا مین تیرے مکر مین نہ پھنسون گا اچھا مین تیرے لشکر پر سے اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھ کو پاس
شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوے لیجاؤن گا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا یکایک
ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے سردار نامی مثل نہار وغیرہ کے تھے مع مہرخ کے وہ تو اندھے
رہے اور باقی سب لشکر بینا ہو گیا یعنے سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند
نہ پڑی عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین بشکل بدل آئے اور تردد کرنے لگے کہ یہ
پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مہرخ کے کام آئے گا اور سردارون کی آنکھین روشن کرے گا غرضکہ ہر چند تردد
کیا وہ پانی ممکن نہوا اور **طوفان** نے آکر سب سردارون کو قید کر لیا وہان سے طبل ظفر بجا کر پھر قیدیون
کو ایک خیمہ مین تھکڑیان بیڑیان سحر کی آتشناک پہنا کر مقید کر دیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ اُتر کر
بارگاہ بر پا کر آرام پذیر ہوا لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام مے گلگون پینے لگا
اُسوقت **برق فرنگی** ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت نے شراب تحفہ دیکر بھیجا
ہی **طوفان** نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہی اور کیا اُسکا مزا ہی **برق فرنگی** نے جام شراب سے بھر کر پیش
کیا اُسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے ایک بیضہ زمین پر
مارا اور کہا ای عیار اس بیضہ کو اُٹھا لا مجھے معلوم ہوا کہ تو برق عیار ہی مگر مین تیری خطا معاف کر دون گا
یہ کلام سنکر **برق** بیضۂ سحر اُٹھانے کو جھکا اُس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکلا اُسکی آنکھون مین لگا کہ یہ
بھی اندھا ہو گیا **طوفان** نے قید کر لیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ **ضرغام** ساحر بنکر
اندر بارگاہ کے آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ مجھے **مصوّر** نے بھیجا ہی اور نامہ دیا ہی **طوفان بلا افگن**
جادو نے پھر ایک بیضۂ سحر زمین پر پھینکا اور گویا ہوا کہ اُسکو اُٹھا کر میرے پاس آ اور نامہ دے **ضرغام**
جب بیضہ اُٹھانے کو جھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا اسکو بھی اسنے گرفتار کر لیا اور پھر
مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اس نے لیکر پڑھا
افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا صد مرحبا اے **طوفان** تم نے بڑا کام کیا ہم نے **نظارہ جادو**
کو مع خیمہ و خرگاہ اور خلعت کے تمھارے پاس بھیجا ہی تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ
اور اسی بارگاہ مین جو ہمنے بھیجی ہی فروکش ہو کہ اس بارگاہ مین بہت تمکو آسائش ملے گی اور عیارون کی
عیاری وہان نہ چلیگی ہم عمرو کو گرفتار کر کے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند لقا کے
بھیجین گے اس نامہ کو پڑھکر پتلے کو اُس نے رخصت کیا اور آپ اسی وقت کوچ کر کے ارابے پر قیدیون کو
بٹھلا کر سمت دریاے **خونروان** چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے **عمران** نے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر

لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہون مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ اسوقت کہان جاتے ہو
انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہی مگر اتنا سنا ہی کہ دریاے خونروان
کے کنارے کوئی ساحر خیمہ لاتا ہی قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے بھر کے
پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب
تم شاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا انھون نے مجھے بھیجا ہی ذرا الگ چلو تو وہ
راز تم سے بیان کرون نظارہ اُٹھکر اسکے ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش
کیا اور وہین گڑھا کھود کر اُسکو دفن کر دیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے
اس سے بہتر ہی کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہوجائے فی الجملہ اُسے دفن کر کے اور لباس
اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان جادو کے
استادہ کرو ملازمون نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی مسند پر زر آراستہ
کرائی اور گل تکیون مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی آمیز ملدیا اور سامنے مسند کے گلدستے
رکھے اُن مین بھی عطر ملا سب درستی کر کے آپ الگ خیمے مین جا کر ٹھہرا بعد دوپہر کے طوفان آکر پہونچا
قیدیون کو الگ ٹھہرایا حصار سحر کر دیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ
نے جو بھیجی ہی وہ سامنے استادہ ہی جاکر آرام فرمایئے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر آکر بیٹھا چند
ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ نقلی نے خادم خدمتگارون
سے کہا تم اندر بارگاہ کے نجاؤ کہ عیار تم مین ملکر چلے جائینگے وہ لوگ بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے
مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہوگیا قران خدمتگارون
کو رخصت کر کے جو اندر آیا سب کو بیہوش پایا بعدے سے ہر ایک کا سر جدا کیا شور و ہنگامہ برپا ہوا تاریکی
تمام عالم مین چھاگئی گرد و غبار اور آندھیان پیدا ہوئین ساحر دوڑے قران نعرہ کر کے بھاگ گیا مگر کئی
ہزار سردار لشکر مہرخ کے جو گرفتار اور اندھے ہوکر یہان آئے تھے وہ اسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور تاریخ
و تیغ اور مرجین کے ہارچے سوئیون کے لیکر لشکر طوفان پر حملہ آور ہوے گو کہ جمعیت لشکر اسکی بہت
تھی مگر یہ سردار بڑے زبردست ہین انھون نے ایسے عمدہ عمدہ سحر کیے کہ ہزارون کو قتل کیا کبھی مہرخ
نے گولے فولادی لگاے دریاے آتش پیدا کیے ساحرون کو جلایا کبھی بہار نے فصل بہارین ظاہر کر کے
ہزارون کو دیوانہ بنایا جس طرف نگاہ جاتی تھی گلہاے رنگارنگ اور شگوفہاے بوقلمون نظر آتے تھے
برگ ہر اک تالیان بجاتے تھے غنچے مسکراتے تھے بلبل گلستان بچہنہ زن تھی کہین نرگس اور کہین یاسمن تھی

جس نے اُس سبزہ زار مین قدم رکھا ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ روے بہار بنا اور کسی طرف ساحر شمشیر سحر لیے قتل کرتے تھے دریا خون کے بہتے تھے سر مثل ژالے کے گرتے تھے **نظم**

کشیدہ ہمہ تیغ کین از غلاف	پے قتل کفار و اہل خلاف	یکے نیزہ زد بر عماری تہی
یکے تیغ بر ہودج آہنی	یکے بسمل از خنجر آبدار	یکے کشتہ از تیر سینہ فگار
یکے نوک پیکان جدا خواستہ	یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے	یکے بود بر نوک نیزہ طپان	بخاک او فتادہ یکے نیم جان

الحاصل فوج عدو نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اور مورخ اپنے لشکر کی طرف چلی لیکن حال سُنیئے اُدھر افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کہ ای ملکہ تم طوفان سے جا کر کہو کہ وارین اپنا دکرار کھے اور جلاد کو حکم دے کہ کل شہنشاہ آکر سب مجرمون کو قتل کرینگے اور سر اُنکے خداوند پاس بھیجین گے خمار حسب الارشاد روانہ ہوئی اور قریب دریاے سحر کے پہونچی وہان عمرو آوارہ متلاشی راہ پھر رہا تھا خمار کو اُسنے دور سے دیکھا دل سے تصور کیا کہ اس فحبہ کو بیہوش کر کے اسکی صورت بنکر دریا کے پار اتر و اور اگر پار نہ جانا ہو سکے نہ سہی مگر اسکو تو ذلیل کرو طینت سے تو آگاہ ہو چکا ہی کہ یہ ساحرہ مثالی ہی فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرحدار مہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان لعبتان فرنگ بنا کر کلاہ مرداریدنگار پہنکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کر کے کہ اس راستہ سے یہ جایگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر روتا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا **نظم**

شغل تصور حبیب وہ سینہ فگار	زانوے غم سے آشنا رخسار	آرزو اضطراب دل کی مزید
شوق گلچین باغ حسرت یہ	صبر شیدائے بیقراری دل	ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث تیرے گریہ کرنے کا ہی عمرو نے آنکھ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب باصرار حال استفسار کیا عمرو نے کہا مین عاشق وشیدا ملکہ بہار کا ہون اور وہ شریک عمرو ہی کوئی قابو میسر نہین اوّل شاہ طلسم کے بخوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو وہ بھی محال ہی کوئی دل بہلانے والا نہین ملتا پھر گریہ نہ کرون تو کیا کرون خمار نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ای نادان معشوق باوفا مثل عنقا ہی گوگرد احمر کی خاصیت رکھتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہی تو دلداری لازم ہی تم ہی اپنی غلامی مین مجھے قبول کرو مین مالدار بہت ہون اور کوئی والی وارث میسر نہین ہی عشق مین خانمان آوارہ پھرتا ہون خمار یہ باتین سُنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا گلے سے لپٹایا خمار نے کہا دیکھو کوئی

آجائیگا مین بدنام ہونگی تم تو نام خدا اُنگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد مزے مین آگئے عمرو نے کہا اے
ملکہ بیت غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو + جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی + یہ کہکر گود مین اٹھا کر
کنارے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا کہا گلوری کھانے کا مجھے بڑا لپکا ہی تو تم بھی
کھاؤ خمار گلوری کھا کر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اُسکا اُتار از بسکہ بالون مین یہ موتی پروئے
رہتی تھی اس باعث سے اسکا سر مونڈ لیا قصد اُسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو
بھاگ گیا مگر بونڈا چکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اُسنے اپنا دوشالہ اُسکو اوڑھایا ہوشیار
کیا اُسنے عرض کیا کہ عمرو مجھکو کئی بار ذلت دے چکا ہی مین اُسے قتل کرنے جاتی ہون جہان ہوگا ڈھونڈھکر
مارونگی افراسیاب نے کہا تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک کچھ طائر
اُڑتے ہوئے آئے اور سامنے ٹھہر کر گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے
اور قیدی چھوٹ گئے یہ سننا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار
مین سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دربار مین گرفتار کرنا
زلزلہ پر پرواز پیدا کر کے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پر پہونچکر ایک نارنج مارا کہ وہ
نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تنزلزل پیدا آیا کہ سرداران مہرخ گر پڑے اُسوقت رعد جادو نے
سحر سے اپنے تئین پاس اُسکے پہونچایا اور برق محشر بجلی بنکر اُڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری
کہ زلزلہ بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق محشر چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی
شور و غوغا اسکے مرنے سے بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدرخوار جادو نام
سامنے سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ اے نمکحرامان میرے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی جاؤ گے
اور سحر کیا کہ ہزارہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیرا ہر چند ساحران مہرخ
نے سحر کیا کچھ نہ ہو سکا سب مضطر ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے اس وقت مہتر قران درہ کوہ سے
ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدرخوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ہم مہتر قران ہین
اُسنے چاہا کہ سحر سے گرفتار کرون قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹکر جگر مین در آیا اژدر مر کر گرا
ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوئے پھر مہرخ آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر
شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پر ہاتھ افسوس کر کے مارا اور پکارا کہ اے قدرت سحر چشمی آؤ یہ ساحرہ
لونڈی جمشید کی مشہور ہی اور اسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ
کلام ایک ساحرہ فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جا کر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین

ر دز بلندی سے دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہی جب کہو جب گرفتار کرلاؤن مگر اسوقت مین
نجاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی حرمت اور توقیر کرتا ہی اسکے
انکار کرنے سے خاموش ہو رہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت دوسری کنیز کو بلایا قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی
ہوئی آئی اس سے کہا کہ تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اوس نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہی کہ
ہم عیار سے مقابلہ کرین دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہی کہ آپ اُنھین جنگ جدال کا حکم کرتے
ہین آپ کو ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اُسوقت غضبناک تھا
اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہار دست جادو آؤ ایک ساحرہ کریہ منظر
کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان منھ سے باہر نکلی تھی اُڑتی ہوئی سامنے آکر اُتری اُسکو حکم دیا کہ مہرخ کو مع
اُسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کر مین عمرو کو اور کسی سے قید کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر و انکار نہ کیا اور
اسی وقت سمت مہرخ چلی مگر مہرخ جو سحر اژدر سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے
پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہوا اسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر
نہایت آراستہ ہی چار طرف کو چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سر بسر خوبی سے بھری ہی مہرخ کو
دن بھر رہروی کرتے گذرا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام کیا
رات بھر بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری کہ منم کنیزک جمشید تم
لوگ اب کہان بچکر جاؤگے یہ صدا اُسنکر مہرخ نے گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا خونخوار کنیز جمشید ہی اسکے سامنے
وہ گولہ موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوئے خونخوار
نے منھ سے اُف جو کی چمنستان بہار مین آگ لگ گئی سب جلگئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق [illegible]
بجلی بنکر گری مگر خونخوار نے کمند سحر مارکر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے
حربے کیے موثر نہوے اور خونخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزارہا بلا نکلا اور ہر ایک
کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس
وہ بچ گئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم روانہ ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے
اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوزہ پشت بال سفید اس ہیئت سے
سامنے خونخوار کے آکر لگا دوہائی دینے کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار مونڈی کاٹے میرا سارا گھر لوٹ لیگئے
مجھکو فقیرنی کر دیا آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجے خونخوار اسکی فریاد سُنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین
جاتی اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑ کے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا گھر لٹ گیا

دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ تیرا گھر پھر آباد کردے گا
اے مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھ سے تیرا فریب نہ چلیگا یہ کہکر آگے آگے چلی اب کی بار ضرغام
ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھ مرزائی پہنکر گوپھن لیکر ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر چڑیان اوڑ
اوڑے ہکانے لگا جب خونخوار وہان پہونچی کسان نے پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ
بہت ہین کھیت میرا پامال ہوجائیگا خونخوار نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاونگی
ضرغام سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر نے خونخوار کے پاس آ کہا
مجھے شہنشاہ جادوان نے بھیجا ہی کہا ہی کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہوا تیرے فریب
مین نہ آنا اور راہ مین ہوشیاری رکھنا خونخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی
پکڑونگی یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑا کر جس رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ
ہوئی یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہوگئے لہذا آپ بصورت اصلی آکر
خونخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوے ہین اور استاد میرا طلسم مین پھنسا ہی لشکری بھی
سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی چلو مین اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم
مری جان کا دشمن ہی خونخوار نے کہا ای قران تو بڑا معقول شخص ہی تو نے بہت اچھا کیا جو میرے
پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف کرادونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپکے
پیچھے کھڑا ہی خونخوار پھر کر دیکھنے لگی قران نے لغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل و شور
بپا ہوا تاریکی پھیل گئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر ساحران
نے سحر کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خونخوار ماری گئی یہ سنتا تھا کہ جھلا کر اٹھا اور چاہا کہ خود جاکر باغیون
کو سزا دونگا مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کو
کہان مناسب ہی جو ادنے ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر سب کو سزا دیگا اور باندھ کر
روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکا اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر
منتخب اپنی ہمراہی کے لیے اور تخت سحر تیار کیا جب سب درستی ہوچکی اسوقت افراسیاب
سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت عنایت ہوا یہ ساحر سامری نقش سب اسباب سحر اپنا
لیکر تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین
گلخن تھین اس قدر بدہیئت تھا کہ نظم

سیہ گردون بدورے بردہ راہی	بزنجیر سیہ فیل سیاہی

شتر مرغی ز دام دہر جستہ ز بام آسمان بالا نشستہ
محاسن چہرۂ پُر ترکہ مویش بسان طوق گردن در گلویش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اڑاتے ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے روانہ
ہوئے یہاں مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھیں کہ یکایک ابر سحر
رنگ برنگ کے پیدا ہوئے اور آگ پتھر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ تخت قہرنگاہ ظاہر ہوا
اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سرداروں کو حکم صف آرائی دیا اس طرف
قہرنگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کر لو خبردار انمیں سے کسی کو زندہ نہ رکھو یہ کہکر آپ آگے بڑھا اور
للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہو اس صدا کو سنکر بہار سحر افگن آگے بڑھی واضح ہو کر اسکے شوہر کو عمر
نے ستی بنکر رہائی دلائی تھی جب سے یہ شریک رہا الحاصل اسنے طوق اپنے گلے سے اتار کر مارا کہ وہ اژدر
بنکر قہرنگاہ پر آیا وہ شدت اور جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر
اژدر پر ڈالی کہ وہ پانی ہو کر بہ گیا اسوقت یہ اڑ کر بلندی پر گیا اور وہاں سے خاک کو اڑایا کہ یکایک
آندھی آئی اور سب سردار مہرخ کے آغشتہ بہ غبار سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے خیمہ سحر کا استادہ
کرا کر سب کو اس مین قید کیا اور آپ وہاں سے چڑھ دوڑا لشکر تو مہرخ کا قریب تھا اسپر آکر سحر کیا اور
خاک اڑا کر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو چھکڑوں پر ڈالکر کھڑی سواری حیرت سے جا کر ملاقات
کرکے بہر حفاظت قیدیاں کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثنائے راہ سے مہرخ وغیرہ کو اراب اور
گردون پر ڈالکر راہی ہوا یہانتک کہ کنارے دریائے خون رواں کے پہونچا از بسکہ اس مدت
مین اسنے کہین قیام نہ کیا تھا نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہاں مقام کرو
مین شہنشاہ کو عرضی لکھکر دریافت کرون کہ قیدی کہاں رہین دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے یا آپ کی
خدمت مین آئینگے غرضکہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جا کر اندر بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا
اسوقت عیار جو اسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران کرتے چلے آتے تھے اُن مین سے برق فرنگی ایک ساحر
بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہون محتاج ہون گردون کا
ستایا ہون سحر ساحری سب کچھ جانتا ہون مگر نوکری کہین نہین ملتی امیدوار ہون کہ اپنے ملازمون
مین مجھے جگہ دیجیے آدھ سیر آٹے کے سہارے سے لگا دیجیے قہرنگاہ یہ تقریر سنکر بر سر رحم ہوا اور
برق کو بلا کر اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ
اسکی تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہاں افراسیاب نے

کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہرنگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے اُتری ہی اور عیار آکر اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد قہرنگاہ کے پاس جا اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہی برق فرنگی عیار ہی اسکو گرفتار کرلو اور عیارون سے ہشیار رہو صبح کو جیسا تمھین حکم میرا پہونچے اُسکے بموجب تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑکر روانہ ہوئی اور پاس قہرنگاہ کے پہونچی اُس نے تعظیم اور استقبال کیا مگر اُسنے آتے ہی سحر پڑھ کے برق کو گرفتار کرلیا اور حکم افراسیاب سے قہرنگاہ کو بھی مطلع کیا اُسنے برق کو بیہوش کرکے سب مقیدون کے پاس بھیجدیا کہ وہان اسکو بھی رکھو اور غدار کو ٹھہرایا اسوقت قران بشکل مبدل لشکر مین موجود تھا برق کو قید ہوتے دیکھکر ایک مہنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اُسوقت سر لیکے بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی تمام لشکر مین ایسی تھی کہ شب تار بہ از روز روشن تھی غدار نے مہنت کو آتے دیکھکر قہرنگاہ سے کہا کہ یہ مہنت قران ہی اُسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران اُسکے ارادے پر مطلع ہوکر بھاگ گیا اُسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط دیا اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ غدار تمھین عیار آکر پریشان کرتے ہین لہذا اس پتلے کو ہم نے ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہی اُس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار تمھارے پاس آویگا اور تم اسم پڑھوگی سحر کا تیر تمھین اُسکے حال سے خبر دیگا اور قہرنگاہ سے کہنا کہ تم قیدیون کو لیے وہین ٹھہرو اب عیار تمپر قبضہ نپا سکینگے مین عمرو کو گرفتار کراکر وہین آتا ہون سب کے سر مع عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھکر اُسے رخصت کیا اور قہرنگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا جسدم انجمن آرائے چرخ برین یعنے خسرو کج کلاہ ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار
منور شدہ دیدۂ روزگار
چو فرمانش در دہر جاری شدہ
خداوند انجم فراری شدہ

شاہ جادوان رونق افزائے سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جب سے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے گئی ہی ہنوز اسکو پکڑکر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائے اور صرصر کو ڈھونڈھکر اُسکے ساتھ شامل رہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین لائے یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان عمرو ہی اور کئی بار سر مونڈوا چکی ہی اُٹھ کھڑی ہوئی عرض کیا کنیز جاتی ہی اور اسی دم اُس مفتری کو لاتی ہی اور اُڑکر روانہ ہوئی صرصر تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور

ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ خمار اُڑتی ہوئی آئی اور اُسکے ساتھ چلی اب حال عمرو سُنیے کہ یہ جو
خمار کا سر مونڈ کر چلا تو ایک گانون مین پہونچا دیکھا اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہے دف اور
دائرہ بج رہا ہے جام شرابِ ارغوانی کا دور چلتا ہے ایک ساحر دولہا بنا مسند پر بیٹھا ہے عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہے لاؤ اسمے چلکر بیٹھو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب محفل پہونچکر
صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا رہنے والا ہے بپاس خاطر ہم قومی جلسہ
دیکھنے چلا آیا ہے بس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلا کر مجلس مین بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کھینچکر جام
شراب سے بھر کر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دی اُسنے کہا آپ نوش کیجیے مین پی چکا ہون عمرو نے کہا
یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جب پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرضکہ اصرار کرنے سے عمرو
کے اُسنے شراب پی پھر تو دور شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملا کر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑکر
بیہوش ہو گئے عمرو نے جال الیاسی مار کر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہانتک کہ پیرہن بھی
سب کا اُتار لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکر ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے
اُٹھنے لگے بیر سحر کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل و شور سنکر ادھر کو
لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہے خمار سے صرصر نے کہا دیکھو وہ عمرو ایک ساحر
کے سینے پر سوار ہے خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جو گری عمرو کو پنجے مین داب کر لے اُڑی عمرو پکارا
کہ او صرصر قحبہ تو نے پکڑوایا تو ہے دیکھنا کس طرح پیش آتا ہون اور اس خمار غیبانی کی ایکدن ناک کاٹونگا
خلاصہ کلام عمرو کو تو لیکر خمار روانہ ہوئی لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ
کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرا دیا ملکہ خمار لاتی ہے شاہ طلسم یہ خبر
سنکر بہت خوش ہوا اور اُسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کرونگا تو جانا
صرصر حسب الحکم ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پانون سحر سے بیکار کر کے
سامنے ڈالدیا کہ یہ گنہگار حاضر ہے افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا اے
بادشاہ مین اس مین کیا قصور اور خطا ہے مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہے مین بارہا عرض کر چکا
ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہے افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند کے
سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجھکو مع تیرے اہل ہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند پاس بھیجونگا عمرو
نے جواب دیا کہ اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے تو کیا چارہ ہے اور اگر تیری موت
میرے قبضہ مین دی ہے تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہے وہ

ہوتا ہی افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون کہ کون شخص کسکا قاتل ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ای خمار اسکو
دریاے بحر کے پار لے چلو مین بھی آتا ہون خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ
اگر دریا کے پار اُتر جائے گا تو وہان اور عیار آکر رہا کرے جائینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی
کہ یہین پر اسکا چارہ فرمایئے بعد اسکے جاکر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ راے پسند آئی اور جلاد کو طلب کیا
اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادۂ نور الدہر ہی یہ حال دیکھکر اپنے دلمین گھبرائی کہ عمرو کا قتل
ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہی پس فوراً سامنے افراسیاب کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ
ای شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اُٹھا کر گئے ہین اور عالم بدحواسی مین کچھی طرح آپکی دعوت
بھی آپ نے نہین کی اب دشمن اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ایکبار شیطان کو پھر بلایئے اور اُنکے
ہاتھ سے سب کو قتل کرایئے اس مین باعث ناموری حضور زیادہ ہی آیندہ سرکار کو اختیار ہی افراسیاب
نے کہا بات تونے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپ کے اس غلام کو
شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہی کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان تشریف لائے لیکن
ذلت اُٹھا کر چلے گئے کوئی خدمت حقیر انکی نہ کرسکا اب اُنکے دشمن یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے
بخوبی شناخت کرکے گرفتار کیا ہی امید کہ شیطان خداوند مکرر نزول جلالی فرماکر اس غلام حقیر کو سرفرازی
بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے دیکھکر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہ رہون
فقط یہ مضمون حوالہ خمار کے کیا کہ خداوند پاس لیجائے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو زک اور ذلت ملنا
جانے سے مل چکی ہی ایکبار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر ملکہ نفیر جادو
نام ایک معزز ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ نفیر جادو نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہوکر
تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق کے پہونچی یہان جب سے لشکر لقا آیا
ہی عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین انمین دو ایک دس پانچ ہر وقت
صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے ہین دو چار قلعہ مین پندرہ بیس بارگاہ لقا مین
موجود رہتے ہین اسوقت چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربارگاہ لقا کی طرف جاتی ہی
خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے بس اُسی وقت صورت اپنی شل بختیارک کے بنائی اور نفیر کی طرف
چلا اُسنے جو شیطان کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کس لیے کہ بختیارک کو بسبب ہوآنے
طلسم کے سب ساحران نامی پہچانتے ہین فی الجملہ اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے
ہین چالاک نے کہا کچھ بندے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت میں بیٹھے کر رہے ہین ان کو خداوند کا

اولش مرنے جاتا ہون اگر اس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ ہوون یہ
کھانا مخصوص انھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک کرکے یاد خداوند مین مصروف
ہین نفیر یہ باتین سُنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین سے تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے
چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی کرنے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے
ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا اور بیہوش ہو گئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ شاہ طلسم کا پایا سب پڑھکر
پھاڑکر پھینکدیا اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا سر
اسکا مونڈکر منھ اسکا کالا کرکے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی اصل صورت عمرو
کے بنائی اور علحدہ جاکر ایک گوشہ مین ٹھہرا کہ کوئی مجھکو شناخت نہ کرے جب نفیر کو ہوش آیا حیران
حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ مین گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا
اور نامہ پیش کیا لقا نے اُسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ رعایت کی پھر نامہ لے کر منشی کو دیا اُسنے لفافہ
چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت و سست نسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اسنے
بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھسے نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ
لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر اسکا منڈا پایا ہنسکر کہا کہ اے ملکہ یہ نامہ تم سے کسی نے بدل لیا
اور سر تمھارا مونڈوایا اب تم زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمھین کس لیے بھیجا یہ گفتگو جو نفیر نے سنی
گھبراکر اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپ کو شاہ جادوان نے بلایا
ہے عمرو وہان گرفتار ہوکر آیا ہے بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کہو عمرو عمرو کیا کہتی ہو بھلا
وہ گرفتار ہوا کیا جاتا ہے اور اگر قید ہوکر آئے ہونگے تو دو ایک ساحرون کے سر کاٹین گے گھر لوٹین گے
چلے جائینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا منم عمرو بن امیہ اور چالاک جست کرکے تخت
لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگا کر تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندۂ بےادب کو
نفیر گھبراکر دوڑی چالاک نے ایک حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُسوقت
لوگ ٹھانے کو دوڑے اہالیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا
کس لیے کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار آکر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضیکہ چالاک جست و خیز کرکے
قریب بختیارک پہونچا اور خال بائین آنکھ کا چھڑا کر دکھایا بختیارک کو یقین ہوا کہ بیشک عمرو ہی
اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اسکے لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے
چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مار لیئے جب غلغلہ

لگائی دو دو کے پانون کاٹے اور جب جست کی پانچ چار کے سر اڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑگیا کہ
یکایک نفیر کو ہوش آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیا ہنگامہ ہی ایک عمرو وہان ہی ایک نئے یہان آکر
آفت برپا کی ہی اسی پریشانی مین ترنج پکڑکر پڑھتی تھی کہ چالاک سراپچہ بارگاہ پھاندکر بھاگا لوگ
پیچھے دوڑے جو قریب آیا اسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے نظر سے ایک لمحہ مین غائب
ہوگیا خلاصہ یہ کہ بعد اس ہنگامہ کے نفیر سے بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ تمنے عمرو کو دیکھا اب جاکر شاہ طلسم
سے سب ماجرا کہدینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح نہوگا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا
مشکل ہی مین وہان جاکر کیا اپنی جان دون نفیر آخرکار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ
جادوان کے آئی لیکن تھراتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا
دیکھا سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہی بدحواس کیون ہی اسنے عرض کیا کہ عمرو میرے ساتھ
دربار خداوند مین جاکر پہونچا اور راہ مین میرا سر مونڈا خداوند کا تاج لیا اور شیطان کو جوتیان لگائین
اب شیطان نے کہا ہی کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ عمرو جو یہان قید ہی اسے حاضر
کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہہ تو کون ہی عمرو سمجھ گیا کہ تیرے اصلی عمرو ہونے مین کسی نے نفیر کا
سر مونڈکر شک ڈال دیا ہی پکارا کہ اے شہنشاہ مین بیچارہ غریب آپ کی رعیت کنارے دریا کے
کھڑا تھا اسوقت دو عورتین آئین اور مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہی آخر زبردستی میری مشکین
باندھکر اور کچھ رنگ میرے منھ پر ملکر لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ موے جو تونے اپنا نام عمرو
نہ بتایا تو ہم مار ڈالینگے افراسیاب یہ باتین سنکر آگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اس عیارہ صرصر کو اور کیون
اے خمار یہ تونے کس کو گرفتار کیا تھا اسنے کہا اے شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم مین نے اسکو اسوقت
قید کیا ہی جب یہ ساحرون کو قتل کر رہا تھا یہ سنکر نفیر نے کہا بی بیٹھو جھوٹ کے پل نہ باندھو بھلا تم
عمرو کو پکڑ لیتین تو میرے ساتھ کون جاتا گو مین جھوٹی سہی خداوند تو جھوٹے نہین خداوند نے اپنی
آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو دیکھا اے دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے
گئے افراسیاب نے کہا اے نفیر توبہ کر بھلا خداوند کیا جھوٹ بولین گے یا تمھین دونون صرصر اور خمار
کی شرارت ہی پس کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ قید عمرو کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپے لاکر
اس مرد غریب کو دو اس عرصہ مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ یہ کوئی فتور کریگی سلام کرکے رخصت
ہوا راہ مین لوگ توڑے روپے کے لائے تھے اُنسے لیکر نذر زنبیل کیے یہان صرصر نے عرض کیا کہ حضور
عمرو کو بغیر کتاب سامری دیکھے رہا نہ کیجیے گا شاہ نے کتاب اُٹھاکر دیکھی معلوم ہوا کہ یہی عمرو تھا

جسے تونے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ دست بقچہ لیے لباس شاہ کا بیٹھے
تھے اُسکنے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اُنھون نے حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب
نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر
ڈھونڈھکر پھر آئے کہین پتا نہ لگا اسوقت افراسیاب نے غصہ کر کے ایک نارنج زمین پر مارا اور آپ
اُٹھ کھڑا ہوا یکایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند و سورج بنکر مثل طائر کے تلاش عمرو
مین چلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یکایک کڑک کر زمین پر اُترا اُسس
صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج الماس سر پر بازو
پر اکے بیش قیمت مالے ہیرے کے گلے مین کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ بنارسی کمر سے باندھے قشقہ ماتھے
پر کھنچا کرسی پر آکر بیٹھا اُسوقت دوسو گھنٹے بجے اور چار سو ناقوس پھنکے کئی سو منقلون پر بخور لونگ
اور سیاہ مرچ کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر ہوئی کہ افراسیاب آئینے سے نکلکر کرسی پر بیٹھا ہی تمام
عمر کسی نے اُسے نہ دیکھا تھا چار طرف سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے مین
گر پڑے لاکھون روپے چڑھگئے عمرو نے بھی سُنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہی مال بہت سا جمع ہی ساحر جاتے
ہین اشرفیان جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی مُنھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چھپے کب تک ہو گے
چلو بھی یا تو مارا شاہ طلسم کو یا اپنی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اُتار کر چلا اُدھر افراسیاب نے ساحرون سے کہا
کہ عمرو آتا ہی دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہی ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو یہان آئے شاہ نے کہا
ای بلاے قدرت تم بھی ہوشیار ہو وہ روپیہ لینے آئیگا اس سُنا ہین اشرفیون اور جواہر کے
ڈھیر پر عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا دیکھو وہ لے گیا ساحر پیچھے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب
ہوگیا اُس کیفیت مین شاہ مصروف تھا کہ پنجہ نامہ لیکر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہی دستور لقا کے
نامہ بھیجنے کا سابق مین لکھا گیا ہی غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تونے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ
آیا اور شیطان کو بلاکر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو فوراً سر کاٹنا اور
میرے پاس سر اُسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیجکر حمزہ کو غارت کرا دے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب
بولا کہ فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی ہی اچھا مین عمرو کو وہین قید کر کے بھیجتا ہون کہ
شیطان اُسکو قتل کر کے خوش ہون یہ کہکر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر مین ایک حلقہ
مثل دھوئین کے پڑگیا اُس نے دل سے کہا قید ہوے خیر رضینا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہو چلے
تو اور سمت کو چلا دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہی اور سمت چلا ادھر بھی تاریکی دیکھی آخر

افراسیاب کی طرف چلا ادھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر رہا کہ مین کہین بچاؤنگا اسوقت معلوم ہوا کہ کوئی از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہی ناچار افتان وخیزان خدا کو یاد کرتا ہوا کہ اے خالق تیرے سوا میرا کوئی رفیق نہین کہ بیت

تو ئی یاری دہ فریاد ہر کس ۔ بہ فریاد من فریاد خواہ رس

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ اے دزد مکار تو بہت دنون اُڑا پھرا مہرخ کو تونے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہر چند نیم لایق بخشایشِ تو ۔ بر من منگر بر کرم خویش نگر

افراسیاب نے کچھ عذر والتماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ اصلی عمرو ہی پہلا اس مرتبہ بھی دھوکا ہی غرض کتاب مین نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہی اسکی باتون پر نہ جانا اور فریب مین نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہین کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل نہوگا براہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کر مختصر اسکا قصہ پاک کر کتاب سے یہ حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو سوار کیا اور حصار جادو اور انظار جادو نام دو ساحر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر کے پاس جاؤ انکے دشمنون کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہین اسکو قتل کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونے کا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور باغی مہرخ وغیرہ جو گرفتار ہین مین انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست ونابود کرون وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام ہونے لگا طبل ونقارے بجے ناقوس پھنکے کمربندی ہوگئی اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ جو شاہزادہ نوراللہ مہر پر عاشق ہی اپنے دل مین بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم رہونگی لازم ہی کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ اٰون اس مضمون کو سوچکر روبرو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ تپلا یعنے جو بہت خوبصورت جوان کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور حکم اور احکام دے رہا تھا اسکے جسم مین آگ لگ گئی جلکر غائب ہوگیا ہزارون گھنٹے ایک بار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز ہوئی کہ اے ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ تھے بلکہ تپلا سحر کا ان کا ہمشبیہ تھا آئین اور انتظام کرنے آیا

تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزین اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش نازک اندام منتخب فرمائین اور خود بھی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پرتکلف سے آراستہ ہوکر حنا دست و پا مین لگائی مسی ہونٹھون پر ملکر پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبون سے جان بے چین — گویا کہ شفق مین ہین ہلالین
یکتا ہین چمک مین دانت سارے — یا برج دہن مین ہین ستارے
پیدا ہوئین اُسکے رخ سے راہین — بس ہون جنت مکان نگاہین
تھی اُس کی ہر ایک ادا مناسب — بد بین کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہوکر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر جاہ شان غمزہ و ناز صدا دے دورباش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور — طینت مین پری تو شکل مین حور
آگے آگے وہ عہدہ دارین — بے حکم پلک بھی جو نہ مارین
سر پر تھی تمکنت مگس ران — جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو مین سنبھالے تھی نزاکت — فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحر جو قید عمرو کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جانہ چکے تھے کہ یہ آ کر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریون پر چڑھکر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے — شیشے ہاتھون پہ اپنے کھینچے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھون مین — سحر کرتے تھے باتون باتون مین
رال آڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی — کوئی کہتا تھا جے ہو سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر — ڈھالین فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے — سحر کے تخت کو اڑاتے تھے
عازم لشکر لقا تھے وہ — بانی جور و پرجفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتین کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر طپان تھا کھٹکا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہے جان جاتی ہے یا معشوق ملتا ہے خلاصہ کلام اسی طرح

کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم سے باہر نکلی اسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن مین آیا کہ جاکر محبوب کی تلاش تنہا کر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا ہر کہ دمہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچکر حضار سے کہا تمھارے ساتھ بکھیڑا بہت ہے مین آگے جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روانہ ہوئی کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند مین میری رسائی ہولے تو تمھین مین طلب کر لونگی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے ملاقات مین اپنے گل کی بیقرار ہوا سرشک خونین چشم سے بہانے لگی اور شعر عاشقانہ گانے لگی کہ غزل

میروم زانکہ من این راہ را بسیار غافل میروم	در رہِ عشق ای ہلالی از من آگاہی مجو
میرسد اقبال و من ہم در مقابل میروم	میروم سویش باستقبال و خوشحالم کہ باز
کردہ ام عزم سفر منزل بمنزل میروم	وادی درد و بلا در عشق ہر یک منزل است
میروم اما پئے تحصیل حاصل میروم	ای کہ میگوئی برو تحصیل درس عشق کن
زانکہ من از گریہ خود پاے در گل میروم	چون بکوے او روم ترسم رقیبان پی برند
چند گامے ہمچو مرغ نیم بسمل میروم	گر زند تیغ از سر کویش نخواہم رفت لیک
من ہلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم	میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز
دل بی او رفت من ہم از پی دل میروم	در پی آن دلبر شیرین شمائل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ برلب و فغان برزبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی ایک مقام بلند پر کھڑے ہوکر بیک تلاش نیے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن شاہزادۂ عالی تبار نورالدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے مخمور کو کچھ پتہ انکا نہ ملا اور خوف یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور تجھے ساحرہ سمجھکر مثل خمار اور نفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہ ہوگا آخر مجبور ناچار ہوکر طرف لشکر لقا روانہ ہوئی یہ قلعہ کوہ عقیق مین تخت طلائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سنہری برسنے لگے وزیر یعنے بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی بندۂ خاص آپ کا آتا ہو ذرا اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی ہی لقا نے کہا قدرت کے کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور سرخ چشم کا بارگاہ مین اترا ملک بختیارک اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی مخمور سرخ چشم نے

سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر لاتے ہین یہ سُننا تھا کہ لقا نے تاج اپنا بفخر یہ کج کیا اور کہا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت مراد ھر بختیارک اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ ملکہ تمھارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے بسم اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آوین مخمور نے کہا آپ کیون تکلیف فرماوین یہ کنیز جاکر انھین بلائے لاتی ہے یہ کہکر اسی حیلے سے دوبارہ تجسس مطلوب مین روانہ ہوئی مگر اسکے جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت مین اور آپ تنہا ہون اپنی مشیت سے مجھے آگاہ فرمایئے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہو اُسکو قتل کیجیے گا اور تقدیر مین آپنے اُسکا ہلاک ہونا لکھا ہو کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ نوے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اسکی لکھا ہو کہ جب وہ طلسم سے قید ہوکر آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت وانبساط کی شیطان وخداوند سے ہورہی تھین مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف قدم آگے نرکھا اور ہر طرف نگران جمال یار تھی دل سے کہتی تھی کہ بمقتضاے بیت

تماشا ہو اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا	در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا

ہر چند تجسس در جوئے یار ہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر خفنار کو خبر دی کہ خداوند کا حکم ہو جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر برسم یلغار راہی ہوئے جب قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبر مو نے آکر استقبال کیا اور فوج ساحران کو مقام پاکیزہ مین اُتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوئے بارگاہ کے روبرو بازارین کھل گئین طبل ونقارے قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کسی قدر قلعہ مین گئے مگر خفنار اور انظار عمرو کو سامنے لقا کے لائے خود سجدہ کیا نذر دی ذنگل عنایت ہوئے بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کہ کیون ای بندۂ گستاخ وبے ادب اب کس عذاب شدید سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میرا کیا قصور ہی آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہو کہ مین نے جناب کی ڈاڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تدبیر کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے غضبناک ہوا اور بختیارک نے کہا یا خداوند اب وہی تدبیر جاری فرمایئے جو آپ ابھی مجھسے وعدہ کر چکے ہین یہ کلام سُنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون

سنو عمرو آج میرے روبرو جو میگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھوڑے سے عمرو کے گر گیا اور لگا گرد پھرنے پکارا کہ اے شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود درگاہ خدا سے ہرچند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندہ کافران کو کوئی تکلیف نہ پہونچا مگر یہ گیدی نہین مانتا پھر آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا ہے بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون جناب معلے القاب کو کہ ہماری جان کی پناہ شاہ ہونگے شاہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام رہا کر دے ورنہ سر منڈیگا ناک کٹیگی جوتیان پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنے بختیارک کو بھی قتل کر دو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپنے اگر عہدۂ شیطنت دیا ہے تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہے کسی اور کو پہنائیے اور شیطان بنائیے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری کر دیا بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کوہ عقیق کے سامنے جو بیابان واقع ہے وہان چبوترہ نکبت کا بنا اور بوریائے فلاکت بچھایا گیا جلادان قوی بازو بیرحم تیغہا آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمربندی ہو گئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حضار کے تیار ہوے اور صف باندھکر ٹھہرے ایک سمت سوارون کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی کماندار لیس ہوکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے عمرو کے حال زار پر دوزن قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس حمزہ ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس نے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج اس طرح بے بس ہے نہ کوئی رفیق ہے نہ مونس ہے بعض کہتے تھے اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہے اور پیرزال دنیا نے بہت نوجوانون کو پرحسرت وارمان دنیا سے اٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہے نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سراے فانی مقام عبرت ہے نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا	اس چمن کا کرے جو نظارہ	گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا	آج کرلے گذشتگان پہ نظر	ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ	لاکھ یوسف گرانے در تہ چاہ	بحر حیرت مین عقل کیون نہ غرق
ہے زمین اور آسمان کا فرق	کہین ہوتا ہے قطع پیراہن	کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہے	کہین ترتیب غسل میت ہے	کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین مردہ وبال دوش ہوا	اک دولھن سے دوچار ہوتا ہی	اک کنار لحد مین سوتا ہی
قصر بنوا کے سو گیا غدا و	قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد	ہین یہ خواہان حشمت دنیا
تشنۂ قلزم سراب نما	اسکے تربت مین زہر ہی سوہ	نوش ہی اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر وکبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ تو ناحق خون عمرو مین شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوگی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہوکر برآمد ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہی اس گبر نے گڑگڑا کر صدا دی کہ لاکھون حکم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہی کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو چلا دوہان سے آکر مستعد قتل ہوئے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کھانا ہو وے اجل رسیدہ وہ کھالے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کوئی دم مین پیمانہ عمر باد فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اُتارا جائیگا عمرو نے انھین تو مطلق جواب نہ دیا لیکن دل کو رجوع بخضوع وخشوع بدرگاہ خداوند قہار دافع البلیات وکافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ ای قادر وتوانا وای فریادرس غریبان تو صادق القول ہی مجھسے تو نے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک مین تین بار موت اپنے منھ سے نہ مانگون اسوقت تک نہ مرون آج زغۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار وغمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار رہی اور اس بیکسی مین یار ہی نظم

ترے لطف وکرم سے کچھ نہین دور	کہ غالب ہون مین اس فرقہ پہ مجبور
نہین ہی کوئی تیرا مثل ومانند	بری ہی شرک سے تو ای خداوند
تری حکمت سے ہی ہر شی ہویدا	شب تاریک سے ہی صبح پیدا
زمین وآسمان حیرت فزا ہین	یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین
بچا لے اس بلا سے مجکو یارب	کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور صبح عشرت گریہ کرنے سے خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل قاسم کتوری ودیگر عیار جو بہر خبر آئے ہوئے تھے اس ماجرے جانگزا کو دیکھکر افتان وخیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور روبروے شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوئے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش
کس زبان سے ہم کرین تیری عدالت کی ثنا

شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین
بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جا بجا

تازیانہ ہو نسیم صبح کو موج نسیم
غنچۂ تصویر کے گرہوے پیراہن قضا

نام ہو جس شہر مین حفظ و حمایت کا تری
دست خوبان مین نہ ٹھہرے خون سے دزد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کر کے لائے ہین اور لقا انکا گل ہستی خموش و پژمردہ کیا چاہتا ہو اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہو اس خبر کو سننا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہلے یار وفادار کہکر دنگل پر سے اُٹھے اور اُنکے اٹھنے سے کل سردار دست راست اور دست چپ کے اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہو گئے لشکر مین حکم کمر بندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہو کر چل نکلے اُنکے بعد قاسم اور نور الدہر اور ایرج اور علمشاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور اور مالک اور فرامرز اور جمہور وغیرہ کے روانہ ہوے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹن اور رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار کے تخت مرصع پر سوار برآمد ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ مردم
کیا چرخ بریں نے آپ کو گم

وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا
قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا

ہوا نیزون سے وہ جنگل نیستان
نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران

خدا کی راہ مین باندھے کمر تھے
لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ روبروے قلعہ پہونچکر اس مجمع فوج مخالف پر دل امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے گرے کہ نعرہ

امیر عرب حمزہ نام دار
عم مصطفےٰ شاہ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرۂ امیر شکر ریزان ہوئے مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر اذان دینے لگا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا او شرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہی اور مین تو اوّل ہی سے مسلمان ہون لقا نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ ادھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفون کو زیر تیغ بران رکھ لیا پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر نارنج و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوئے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ — زتم تیر برابر و نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

اور شاہزادہ ذی وقار پلارک افراسیابی کے لشکر پر آ پڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نور الدہر کا ہوا نعرہ

ہمائے اوج رفعت بادشاہ عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار بھر کر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے تمام تجانی و باختری اور شتری حصاری حملہ آور ہوئے نیزہ ہائے بہادران تل گئے سینہ تا کمر بے تامل ملنے لگے تیغوں کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے نخلبند اجل سربلندوں کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جوہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے دہان زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل سوسن کو شرماتے اور گلہائے زخم کلی کی طرح بکس کر رہجاتے تھے چمک تیغ آبدار کی نہر گلشن کی طرح لہراتی تھی زندگی حباب آسا بے ثبات تھی سپروں کی تاریکی سے روز روشن تھا یا رات تھی کہ نظم

کیا حمزہ نے جب گھوڑے کو جولان — نظر آنے لگے سر گوے چوگان
چلے آپس مین یہ خنجر دو دستی — کہ جیسے بزم مین ساغر دو دستی
فلک نے سینہ اور خورشید نے سر — چھپایا دیکھ تیر وں کو ہوا پر
سیہ کاروں کے رخ زخموں سے تھے لال — سنان نیزہ سے پیکر تھے غربال
ہوئی خونریز شمشیر درخشان — نیے تھے دست و بازان شاخ مرجان
جنھیں تھا ناز شمشیر دو دم پر — پڑا تھا اُنکا سر اُن کے قدم پر
ہوا نیزے سے زخم سینہ دریا — سپر بھر بھر کے خون زخموں سے چھلکا
دراز تھی وہ شمشیر دو پیکر — قلم ہر تن ہوا اُس سے برابر
قیامت تھی ادھر محشر وہان تھا — ہر اک سردار یان پیل دمان تھا

مخمور اپنی کنیزوں کو لیکر علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحروں پر سحر کرنے لگی تاکہ میرے مطلوب شاہزادہ نور الدہر پر اور اُسکی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے۔ اسکے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا بچ کر زندہ نہ جاتا تھا اور عیاران لشکر اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے امیر کے اور کوئی لشکری رد سحر نہیں جانتا ہے ایسا نہو کہ لشکری مسحور ہو جائیں لازم ہے کہ ہم سب عیار بھی جا کر مقابلہ

کرین یہ سوچکر ایک لاکھ اسی ہزار عیار ربانہ ہاے عیاری سے درست اور جست ہوکر چلے دھمد ھمیان بجنے لگین وہان آکر پہونچے کہ جہان ساحرون کا غول تھا اور گرے فولادی ہار قلفل سوئیان وغیرہ ساحر لگا رہے تھے عیارون نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہوکر حقہ ہاے آتشبازی داغ کر صف لشکر ساحران پر لگائے ایک لاکھ اسی ہزار حقہ ایک بار آکر لشکر مین پھٹا اور اُن مین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا ساحرون کے مُنھ جھلس گئے اور گھبرا کر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب بھاگا بعض اُڑ کر چلے اسوقت مقبل وفادار کہ تیر انداز بے بدل ہی دستے چالیس ہزار ناوک فگن لیکر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے طائر روح ساحران صید ہونے لگے ایک طرف سے حفنار اُڑکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دلدوز تاک کر مارا اسکے سینے پر لگا اور مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قلا بازی کھا کر زمین پر گرا اور تڑپکر ہلاک ہوا اُسکے مرتے ہی غلغلۂ دار و گیر بپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین عمرو گھبرا کر اُٹھا اور جست کرکے تخت نقار پر چڑھ گیا ایک ڈھول بڑے زور سے اسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا لیجیے بسم اللہ مال آپکا ہوا اور اپنا رفیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی لیا اور جسنے انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملک عدم کا دکھلایا غلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور نقار جادو با معدودے چند بھاگ کر زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُتر کر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوے اور نعرہ اللہ اکبر کرکے حملہ آور تھے پھر عجب ہنگامۂ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے بھر دیے ہر سو ۔۔۔ کشتون کے پشتے کر دیے ہر سو
جس طرف گھوڑے کو کیا مہمیز ۔۔۔ کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الامان منھ سے کہتے جاتے تھے ۔۔۔ ٹھوکرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح جسدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ یہی آئین امیر کا ہے یعنے جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہی تو امیر حریف کو طالب امان سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارہ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوے سردار سر پر امیر کے زر نثار کرنے لگے عمرو پکارا کہ ای بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ

سب جمع کر کے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور بہت کچھ ہی عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکہ مجھے ملجاتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال لیا سی لگایا کہ سب مال اُسمین آگیا اور لوٹنے والون نے ایک جبۂ بنایا اسی طرح شادان و فرحان جملہ سردار ہر چند کہ خون مین تر بتر اور خستہ لڑتے بھڑتے اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک کے گلے سے ملا اور کرسی مُرصّع پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوے اور کشتیان جواہر کی امیر اور بادشاہ نے منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گزرا تھا حرف بحرف بیان کیا امیر نے عیارون کی فطرتین سُنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے کہ ہماری طرف سے قران اور برق وغیرہ کو دینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون کو روپیہ دیکر خراب تو نہین کرونگا مگر کہہ دونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل کر کے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ خواجہ ایک روز تو توقف کر دعمرو جواب دہ ہوا کہ پھر مین جا نہ سکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا یہ کہکر وہان سے اُٹھ کر چلا کہ ملکہ سرو سیمتن یعنی بی بی سے مل آؤن اور اپنی شہزادیون یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظمہ اس کے آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سُنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن وزیرزادیان اُن شہزادیون کی بیبیان عمرو کی بہن انھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون صاحب بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا جو کچھ کمایا ہو وہ تبلادو ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ صرف ہو گیا اب مین محتاج اور پریشان ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو چارطرف سے گھیرا کہ ہم تو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہو کر عمرو نے کچھ جھوٹے نگینے اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیلین ایک آدھ دھینا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کر داور جہان سے بنے لاکر دو سب ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے اُٹھکر ملکہ سرو سیمتن کے پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی بہت پیاری ہی عمرو یہان بیٹھ کر مصروف عیش ہوا اور باتین اخلاص و محبت کی کرنے لگا لیکن ادھر جب لقا عاجز اور در ماندہ ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر پھر فروکش ہوا انتظار بھی چند

ساحرون سے بارگاہ مین حاضر ہوکر عرض رسا ہوا کہ یا خداوندا اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کردون لقانے کہا کہدینا کہ ای شاہ جادوان تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہی مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہی اور ان کو عالم مستی مین مین نے پیدا کیا ہی ان کی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس سرکشی کرتے ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہدینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے بھیجے ابکی بار مین اُس ہستی کے عالم کی تقدیر کی ہوئی کو پھیرونگا اور بندگان مغضوب کی قضا پیدا کرونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ آج ہو اور قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض حسنار کی قضا آئی یہ بالعکس تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقانے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھر گیا تجھے مشیت خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہو رہا اور انظار رخصت ہوکر باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے مرخص ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب اُڑدا اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا یہ لشکر اسلام کو بہ نگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو محل مین گیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نور الدہر بھی آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے انکو اس ہماے اوج عاشقی ہجران کشیدہ رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرو مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اس طرف گئین اور یہ شاہین صیدگاہ محبت و الفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادۂ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر پکاری کہ ای بیوفا رسم و راہ الفت یہی ہی کہ ہم آوارۂ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ بمقتضاے نظم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست / سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست
سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمے آید / تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست
درا ندرون من خستہ دل ندانم کیست / کہ من خموشم او در فغان و در غوغاست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود / رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے آشنائی گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکور کی سیرت لیلی کی سج مجنون کی دہج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبایش نیند کی کھونے والی لپٹ کر

سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہوا ایسے حسین شوخ دچنچل کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا
ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا کہ ابیات

بوٹا سا قد قیامت عالم
کم سنی اُسپہ اور آفت تھی
ہائے رے وہ نچا کچھا مکھڑا
اس بگڑنے مین بھی ہزار بناؤ
قابل دید اُس پری کا حال
پر محبت کا یہ تقاضا تھا

زلف چہرے پہ آفت عالم
حسن لاثانی دیک عالم مین
تمتایا وہ چاند سا مکھڑا
سر بسر زلف کہے وہ بال اُلجھے
شکل معشوق جیسے صبح وصال
دل سے ہو جایئے نثار اسیر

راستی قد کی اک قیامت تھی
پھول سا تن عرق کے شبنم مین
صدقے آرایش و رخسار بناؤ
گیسوے خم بہ خم کمال اُلجھے
گو کہ سرمہ ہی تھا نہ غازہ تھا
غرض آتے تھے لاکھ پیار اُسپر

شاہزادۂ والا منزلت دلدادہ اور شیفتہ ہوکر قریب اُس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر کر کہا
چلو اب منھ دیکھی محبت نہ جتاؤ ہین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرماکر اور پھیر کر روانہ
ہوئی یہ کشتۂ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارا کہ ای مسکن گزین خاطر
عاشق حزین خمسہ

تڑپتا ہی مریض ہجر کبھو نکر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ

اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ

ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ

ای دلدار دلربا مایۂ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہی کہ آپ ہی تو پری کی طرح سایہ ڈال کر دیوانہ بنایا
اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پرفن
کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ لشکر سے نکل کر ایک درہ کوہ مین جب پہونچی وہان گئی شاہزادہ
قریب پہونچا مخمور نے تیوری چڑھاکر کہا کہو صاحب کیا ہی کیون مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہی لو اچھا
مین ٹھہری ہون کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ ای جان زار کی تسکین سر تو یہ حال ہی کہ نظم

اگر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہی
اس خانمان خراب کو لیجاؤن مین کدھر
تیری درشتیون کو سمجھتا ہون آشتی
کرتا ہی استقدر تو خفا در د کو عبث

کرلے نہ قتل مجکو عبث پھر درنگ ہی
دل پر تو یہ فضا ہو بیابان بھی تنگ ہی
تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہی
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہی

یہ کہکر اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بےچین ہوگئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے

آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہی اسوقت ہمراہ ساحرون کے حیلہ کرکے تمھارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اسنے کہا ہان یہ سننا تھا کہ نور الدہر سُن ہو گئے انکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ تجھے ساحرہ جو انھون سُنا ہی تو تیرے حسن و جمال کو عارضی بزور سحر بنا ہوا جانکر یہ خاموش ہوے ہین یہ تصور کرکے ہنسی اور لب لعلین سے گہرفشان ہوئی کہ اے دلبر دغاباز و اے عاشق جان نواز مین مثل ان ساحرنیون کے نہین ہون کہ جنکا سن سال دو دو سو برس کا ہوتا ہی اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانون کی بناتی ہین میرا سن چودہ سال کا ہی شہزادہ اس تقریر کو سُنکر دل مین شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کسی ساحرہ کے ساتھ اپنے بیٹون اور پوتون کے عقد کرنے پر راضی نہین ہوتے ہین پس اس سے وصال ہونا غیر ممکن ہی اور تیری طبیعت اسیر آئی ہی دیکھیے کہ مقدر مین کیا لکھی رسوائی ہی یہ سوچکر یا تو چہرے پر سُرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھا کر زرد ہو گیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کم سن ہونے کا حال سُنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہی ازبسکہ یہ عاشق ہی شاہزادے کے خفا رہنے سے دل سکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن مین ڈالکر اپنا دوشالہ سر سے اُتار کر فرش کیا اور شہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیون صاحب ہمسے کیون خفا ہو گیا باعث ہی

ابیات

دل بھرا آتا ہی خدا کی قسم
لو ہمین بیٹھو اب نہ شرماؤ
رنج تکلیف ہمکنا ری ہی
بے تکلف کہو حیا نہ کرو
خوش ہو رنج فراق دور ہوا
ناحق اس درجہ آپ ہین ناہم
رنج فرقت کا ذکر زائد ہی
ہم سے کرنا تمھین فریب تھا
آپ ہمکو اگر ستائین گے

بہت اسوقت ضبط کرتے ہین ہم
ہین سنون تو مرا قصور ہی کیا
یا خطا اور کچھ ہماری ہی
ہمکو قائل کرو لڑو ہم سے
عذر کرتے ہین لو قصور ہوا
نازبرداری یہ کرتے ہین ناز
اس سے کیا جی خدا تو شاہد ہی
روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے
دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جائینگے

کچھ خفا ہو تو ہم سے فرماؤ
سبب رنجش حضور ہی کیا
کون کہتا ہی تم گلا نہ کرو
مثل گیسو الجھ پڑو ہم سے
خود مقر ہوتے ہین خطا پر ہم
سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
ہم ہین معشوق تمکو زیبا تھا
پھر دکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے

اس طرح اپنے عاشق کو لپٹ کر سنایا کہ شاہزادے کو آئندہ کا خیال ماضی ہوا سب رنج و غم بھولا بے اختیار ہنس پڑا ملکہ نے تیوری چڑھائی روکھی صورت بناکر گلے سے باہین نکالکر الگ سرکی شاہزادہ اس سے لپٹ گیا اور کہا اے

آرام دل بیقرار مین تجھے خفا نہ تھا بلکہ یہ سوچتا تھا کہ وادا امیرے امیر جب تجکو ساحرہ سنینگے تو میرے
ساتھ نکاح نہ کرینگے مخمور نے ہنسکر کہا چہ خوش آپ نکاح کی فکر ابھی سے کرنے لگے ای صاحب منھ بنواؤ
ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لو کجا مین اور کجا تم کیسا نکاح اور کہان کا بیاہ بس ایک نظرے خوش
گذرے ہمنے تمھین دیکھا تمنے ہمین دیکھ لیا اور آگے سب جھگڑا ہی مجھے اور بات سے نفرت ہی شاہزادے
نے کہا دیکھیے اسکی سند نہین یہ انکار اچھا نہین مخمور نے کہا اور تو مین کچھ جانتی نہین لیکن دل سے
راغب بطرف دین اسلام ہون انشاء اللہ بعد فتح طلسم سحر ساحری سے توبہ کرونگی آج کل طلسم
مین مجھے مدد عمرو کی کرنا ہی اور نیز افراسیاب سے نکلنا ہی نہین تو ابھی مسلمان ہوجاتی شہزادے کو
اطمینان ہوا کہ جب یہ مدد خواجہ کی کریگی اور بدل مسلمان ہوگی تو امیر جلد وے حسن خدمت اور
رفاقت مسلمانان کی وجہ سے خوشنود ہوکر میرے ساتھ نکاح کرنے مین تامل نہ کرینگے یہ سمجھ کر
آغوش محبت کھولکر اُس پروردہ مہد ناز و کج ادائی کو سینے سے لپٹا لیا دل کھولکر پیار کیا مخمور
نے کہا چلیے چلیے آپ وہی ہین جو ابھی طوطے کی ایسی نگاہ پھیرتے تھے مُنھ سے نہ بولتے تھے ہمین
آٹھ آٹھ آنسو رولایا اور آپ کے تیور پر میل نہ آیا اب لگے جھوٹھ موٹھ کا عشق جتانے شاہزادہ
منتین کرنے لگا ہنگامہ راز و نیاز گرم ہوا اب یہ شیدائے یک دیگر تو یہان اپنے ارمان نکالتے ہین
لیکن کیفیت عمرو کی سُنیے کہ اپنی بی بی سے بخوبی ملکر رخصت ہوا کہ مین طلسم کو جاؤن ایسا نہو کہ ساحر
چلے جائین اور مین ٹاپتا رہجاؤن غرض کہ لشکر سے نکلکر جب صحرا مین آیا ہر سمت صید مطلب کا
جویا تھا کہ یکایک دیکھا کچھ عورتین ایک مقام پر بیٹھی ہین اور باہم باتین رمز و کنایہ کی کرتی ہین
اور کچھ اشارہ درہ کوہ کی طرف کرتی جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر پاس گیا اور گویا ہوا
کہ ہائے انظار وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتے ہین تم ابھی یہین بیٹھی ہو یہ کلام سُنکر اُنھون نے کہا
کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ درہ کوہ مین کسی کام کو گئی ہی آلین تو ہم بھی طلسم کو جائین عمرو اُن کی
باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خدائے برتر کی کیا کارسازی اور بندہ نوازی ہی کہ
میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب چلکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لون پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرنیان
چلی جائین اور تو رہجائے لازم ہی کہ نہ جاؤن مگر عاشق روے امیر ہی تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس
امیر کے آیا اور پاؤن پر گرا امیر نے بھی گلے سے لگایا آخر کار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون کے
پاس بصورت ساحر آیا اور اُن مین سے ایک کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان
گھر ہی یہ سب بیچاریان حیران بیٹھی ہین ان کے لیے مین شراب و کباب وغیرہ بھیجدون کنیز اسکے

کہنے سے ساتھ ہوئی عمرو اسکو جب صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسکا پیرہن اُتار کر اور اُسکی ایسی صورت بنکر اُسے زیادہ بیہوش کر کے آپ چند گلابیان شراب کی لیکر اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب انھین دی کہ اس ساحر نے بھیجی ہی سب ساحرنیون نے وہ شراب پی لی انھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب آغشتہ بیہوشی نہ تھی غرض یہ سب راستہ مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادے سے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ لیجیئے خدا حافظ و ناصر اب عرصہ بہت ہوا ہی میری راہ شاہ طلسم دیکھتا ہوگا جب اور ساحر جا کر پہونچین گے اور مین نہون گی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور بھی رونے لگی اور اُسوقت عاشق و معشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ بن گیا نالا
شدتون سے عذاب ہونے لگے

خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا
دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش

دلکو سو پیچ و تاب ہونے لگے
تھم گئے اشک آکے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون وقتے یہ دھروہ طلسم کیطرف روانہ ہوئی مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم

کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان
جدا اسکے ہونے سے وہ نوجوان

مین دل چھوڑے جاتی ہون یہان
گیا تو و لے منھ پہ آنسو روان

نور الدہر الفراق گویان سمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق کہتی ہوئی پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس و رطائران سحر پر چڑھکر ہمراہ چلین عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ کنیز زندہ ہی سحر اُسکا کام دیتا ہی قاعدہ ہی کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہی اشیاے ساختہ سحر اُسکی قائم رہتی ہی اور بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہین قصہ مختصر مخمور فراق مین شاہزادے کے روتی اور بیتابیان کرتی بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہین رہتی ہی عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن مین آیا عمرو نے ہر چند چاہا کہ مین طلسم ظاہر مین رہجاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اُترا یہان تک کہ باغ سیب کے قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہی کہ اگر پہونچا ہی لوگ اُسکی ہمراہی مین اُتر رہے ہین یہ بھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہی غرض کہ مخمور وہین اُتری لونڈیون سے کہا تم راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملکر آتی ہون کنیزین رخصت پاکر سوار ہو کر چلین عمرو بھی اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہان تک کہ ایک درہ کوہ سے نکلکر صحرا کو طے کر کے قریب شہر کے پہونچا دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند فیل مست کے جھوم رہا ہی ہزارہا ساحر کا پہرا ہی چاروں دیواری

شہر پناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہی لیکن اسقدر صاف و شفاف ہی کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہی اپنے روبرو ماند ہا بناتی ہی عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اُسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین پختہ اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنے سنگ یشب و سنگ موسیٰ و سماق وغیرہ کی بنی تھین حسن مین پری تھین دکان اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی چشم انتظار عاشق کی طرح کھلی ہوئی ہر قسم کا اسباب نفیس و نادران مین بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کو چرخ چہارم لکھون تو مسیحا کو آرزو مند سکونت بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو رضوان پر احسان کرون نظم

لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت — ہر اک کوچہ اُسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی وہان بیشتر — کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر
کرون کیا مین وسعت کا اسکی بیان — کہ جون اصفہان تھا وہ نصف جہان
ہنرمند وان اہل حرفہ تمام — ہر اک نوع خلقت کا تھا ازدحام
یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا — کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے — لگے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزین اس شہر مین اترین سواریان سحر کی اُڑ کر کسی طرف چلی گئین عمرو بھی اُنکے ساتھ اتر کر چلا اور وہ سب سیر کرتی ہوئین قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچین یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن تھا شکوہ کیخسرو کہ سینے مین رشک سے مقابل سکے روزن تھا کہ بمقتضاے مثنوی

کہان تک کہون اسکا جاہ و حشم — محل اور مکان وان کے رشک ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا — سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیون کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کی سوزنیے کا مرصع کار مقام صدر پر بچھا ہی تاج خالی تخت پر رکھا ہی گرد تخت کے کرسیون اور دنگلون پر اہل دربار و وزیر شیر شکن ہین لیکن سب ساحران پرفن ہین فرش معقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہی جابجا شیشہ آلات سجا ہی ایک طرف پردہ اسی قصر مین پڑا ہی وہان ہزارون ساحر بعہدۂ دربانی کھڑا ہی کنیزین بے تامل پردہ اُٹھا کر چلین عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہی صدہا مکان اور کمرے چارسمت بنے ہین اور سامنے ایک پھاٹک جواہر نگار لگا ہی پردہ زنبوری پڑا ہی یہان چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین پڑے کھڑے ہین پرستارین یہان بھی پردہ اُٹھا کر آگے بڑھین عمرو نے بھی

ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنے باغ جنت نظیر دیکھا بری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گلِ نرگس تھا یا کہ دیدۂ حور   کہوں زنبق کو یعنی پُر نور
گلِ سوسن کا حسن کہیے کیا   مسی مالیدہ تھا دہن گویا
دلِ عاشق تھا پھول لالہ کا   داغ کیونکر نہ اسمین ہو پیدا
کیا اناروں کا ہو بیان جوبن   کہوں پستان شاہدانِ چمن
سرو مین خوش قدون کا تھا انداز   جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزین وہان جو بارہ دری اور صحنچیان بنی تھین اُن مین جاکر ٹھہرین اور آمد ملکہ مخمور کی خبر اس مین ہزارہا عورتین جو تھین انسے کہی اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین مگر ان کنیزون اور خادمان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش مکان اور فرش و فروش شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی اور گلدستے چن دیے اور عطردان و چنگیر پھولون کے رکھے شراب اور کباب خوان پر الوان نعمت موجود کیے غرض کہ جملہ ساز و سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین حال اُس رنجور و مجبور یعنی مخمور کا سنیئے کہ یہ اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے ذنگل پر بیٹھی خمار نے اسکی بلائین لین اور گلے سے لگایا چہرا اُترا پایا کہا کیون بہن تمھارا جی کیسا ہو مخمور نے کہا اچھی ہون تم جانو راہ کی تھکی ماندی آئی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہی مخمور یہ کہہ رہی تھی کہ انتظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہو جانے اور حضار کے مارے جانے اور لقا کے پیام دینے کی بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہی یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ اے مخمور ادھر آ مخمور گھبراکر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بجیا تو جب خدمت خداوند مین گئی تھی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع ہوئی تو علیحدہ جاکر کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار یہ ہو کہ چلتے وقت درۂ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منا رہی ہی یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا کے پاس جانے کے ہمشیرہ افراسیاب سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو مظنہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہو دوبارہ آپ سے درخواست کرکے یہ کس لیے جاتی ہی اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے مخفی ایک پتلا سحر کا اسکے ہمراہ کردیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ پتلا مجھے خبردار کرے جسوقت مخمور شاہزادہ نورالدہر کو پہاڑ کے

درے مین لے گئی اور باتین کرنے لگی تپلے نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور تپلا سحر کا
ازبسکہ مخمور کے ساتھ درہ کوہ مین تھا اس باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش کرنے
حال اسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہوجاتا خلاصہ کلام جب مخمور پر اُس نے
زجر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ کنیز نہ تو سحر مسلمانون کے بچنے کے لیے کرتی
تھی اور نہ کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے بچھڑی ہون
تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے تھے مین اُنکو دیکھنے گئی اُنمین سے ایک جوان حسین
مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا مین بھاگی اور درہ کوہ مین جاکر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور
میرے حال کا مستفسر ہوا مین بغصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون
وہ بھاگ کر لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بیغایت خسروانہ حضور سے امیدوار
ہون کہ اتنی خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا جاتا
ہے یہ کہکر اسکے بازو کی طرف نگاہ قہر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اسکے زمرد کے بندھے تھے اور ان پر
تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بس شاہ کے گھورنے سے دونون
بازوؤن کے اسکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ اے پتلیون تم بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی
تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اسکے حق مین کراماً کاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان
کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین اے شہنشاہ یہ اس مردوے کے سامنے اپنا عشق جتا کے
روئی تھی افراسیاب ہنسا اور پکارا کہ اے تحجہ سُنا تو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین لاکھون
ساحر جو جنگ مین مارے گئے انکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمایئے
افراسیاب نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر
بدہیئت کریہ منظر تازیانے لیے نکلے اور طرہ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین سے فوارے خون
کے چھوٹنے لگے پیراہن سب تار تار ہوا جینا دشوار رہا آخر غش کھاکر گر پڑی دانت بیٹھ گئے اُسوقت
خمار بڑی بہن اسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہے
وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین سمجھتے افراسیاب نے کہا پتلیان سارا ماجرا بیان کرتی
ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہے خمار نے کہا خدا جانے پتلیان مالزادیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی
جان لیجیے گا اور مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زدوکوب
نکرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا اے خمار مین نے اس لیے اسکو سزا دی کہ

اور دن کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اسکا دشمن بنے مگر میرے دشمنون
سے لطف و مدارا نہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہی جو خلاف حکم شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر
مخمور کو گود مین اُٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کرکے سوار ہوکر چلی بعد لحظہ کے اسی
شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی اسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا
خمار نے پوچھا کہ بہن تمھین سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہی
جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا ملک مال دھر چھوڑے
مین اب شریک جان و دل سے عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سُنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ
سے بگاڑکر ہم کہان رہینگے مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام
لگو یہ سمجھانا تہ کر رکھو وہ سحر اپیر کیا کرلیگا آج تک بہار کا اُسنے کیا بنا لیا کرلے سے سب بنے ہین مین
شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور
اپنے نام کی مخمور جو اس موے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھرے نہ آجاؤن ہان جبتک
مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اسکے بس مین ہون چاہے اور زد و کوب کرے خمار نے
کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمھین غصہ بیڈھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہوکر روانہ ہوئی
کیونکہ اُسکے رہنے کی جگہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جاکر دربار شاہ طلسم مین
پہونچی اور مخمور پر ایک تو مار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی اہی دل سے لگی ہی بیتاب
اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ
بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا وہان آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی پائے
ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی وہ گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت
یار آئی صورت سرو ار دکھائی دی چشم نرگس کو دیدہ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوے پریشان
سمجھی نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے
داغ دل دکھایا سبزہ رنگ آیئنہ ہنر تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف
چھائی تھی گلشن دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی	شاخ پھولونکے عوض آبلہ سے پھلتی ہی برق آفت سر اشجار سے کیا ٹلتی ہی

داغ سینے کے ہین جو پھولونکے بشمار ہین

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

گردِ خاطر گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل — باغبانون کے لیے دام بلا ہی سنبل
رگِ گل نیش ہی بہر رگِ جانِ بلبل — راست بازون سے اٹھی رسم محبت بالکل

ردِ آسیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صدقے مین آزاد کیا

ای مخمور یہ گل خندان نہین ہین زخم خندان ارغوان خون غلطان ہی ہر سرو چراغان ہی ہر شاخ خنجر بریان ہی موج بحرِ شمشیر یزدان ہی جامۂ گل خون مین تر بتر ہی طفلِ غنچہ بے شیر مادر ہی ناریج تحنیس ہرنج سراسر ہی شمشاد بہ قمری رنجور ہی بادار منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہی نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہی قصہ مختصر وہ نسرین عذار باول خار خار و سینہ فگار یاد محبوب گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر

نظم

دل کے واشد سے بے توقع ہو — ہر شجر کے تلے بہت سا رو
دیکھ گلشن کو نا امید انہ — رخ کیا اُس نے جانب خانہ

یعنے وہان سے اُٹھکر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گرمی حرارت عشق کی تپ چڑھی دین و دنیا کی خبر نہ رہی سارا دن مثل مردے کے پڑی رہی آخر اُسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ

ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہین — لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جان لینا ہی کام اسی شب کا — شام غربت ہی نام اسی شب کا
جان بچتی نہین یہ وہ ہی شب — شب بیمار ہی اسی کا لقب
ہی بلاے فراق یار یہی — ہی شب اوّل مزار یہی
یہی ظالم بسر نہین ہوتی — اسی شب کی سحر نہین ہوتی

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستارین آکر پاؤن ہاتھ دبانے لگین اور بمنت ملکہ کو جگانے لگین کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہی دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مر جائین ناشاد اور نامراد دنیا سے گذر جائین کچھ ہم سے تو ارشاد فرمایئے دل پر جو گذرتی ہو بتایئے کہ اسکی تدبیر کرین اگر کسی پر دل آیا ہو تو اُسکو تسخیر کرین ان باتون کی صدا جب کان مین اُس جوہر کان خوبی کے پہونچی چشم حیران

واکی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس وکنار تھا بلکہ زمانہ شب تار تھا گھبرا کر پکاری نظم

سب عمر جاگ کر تری حسرت مین کھوئی ہی	او موت کیا تو مرگئی کس نیند سوئی ہی
مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک	آب حیات سے مری ہٹی بھگوئی ہی
رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار	بھاری ہوئی ہی جون جون یہ لگی بھگوئی ہی

اس بیقراری کو دیکھ کر کنیزین قدم پر گرین اور بمنت مستفسر حال ہوئین مست بادۂ محبت نے کف افسوس ملکر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جابجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اُسکو آگاہ نہ کیا اور مفت ایسے اپنے ہاتھ سے کھویا اگر پہلے ہی اسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اُٹھاتی اب کیا ہوتا ہی گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہی اُسوقت عمرو کوہ عقیق مین ہی اُسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سُنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرا نے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہی جوتیان لگایئے مخمور نے کہا اری خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہی وہ باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہ رہی ہی مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہی سر حاضر ہی بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہی اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہی صرصر تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ آکر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہی مجھے جلاتی ہی عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہی لیکن اگر کچھ زر نقد خرچ کیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہی اگر عمرو کو بلا لا تو مین پانچ ہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھایئے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچہزار روپیے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت بدل و جان کرونگی مال و منال و شاہ کیشر دونگی یہ قسم لیکر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہی کچھ سودا ہوا ہی اُسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جاکر اپنی صورت بنائی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تم نے عمرو کو پایا لاؤ جو دینے کو کہا تھا وہ دلواؤ مخمور دیکھکر حیران ہوگئی اور کہنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے سب حال اپنے آنے کا بیان کیا اب کیفیت سنیئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھکر اپنی بی بی کو ڈھونڈتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو چل بی بی آرہین گی پس بزور سحر اُڑکر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آتی ہی یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی

شخص ہی جو تیرے پاس ہی کیونکہ اُس کے کپڑے بیہوش کرکے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہی خلاصہ کلام
عمرو کو پہچان کر بعزت تمام بٹھلایا یا بخزار روپیہ کیسا کئی لاکھ کا جواہر پیش کیا لیکن جل ال فراسیاب کا
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی از بسکہ مثل بہار شہنشاہ اُس پر بھی
فریفتہ اور نثار ہی پہلے تو غصہ مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچتایا اور یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار
کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور مہرخ کے پاس چلی جائے تو اچھا ہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ
ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور پیام دینا کہ شب کے دربار مین کیا ہمین سرفراز نہ فرماؤ گی
ساحر حسب الحکم اُڑکر شہر مخمور مین پہونچا اور دار الامارۃ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل
مین خبر پہونچی عمرو گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب
سُنایا اور بہت کچھ سمجھایا مخمور کہ شاہ سے رنجیدہ ہی مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہمیدہ ہی سوچی اگر
حسب الطلب نہ جاؤن گی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت کریگا
اور سب راز عمرو کے ملنے کا کھلجائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہی اور چلے جانے مین شاہ غافل
رہیگا اور تجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر ہمراہ ساحر کی العفور
تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے جاکر ٹھہرا کہ ملکہ آئے تو
پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے آنے سے بہت خوش ہوا اور
کہا اے ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہو مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ
مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری عزت ہی شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی
ملکون کی حکومت کا حکم دیا یہ خلعت پہنکر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب
ہوکر گویا ہوا کہ اب میرا ارادہ یہ ہی کہ جلد باغی جو کنارے دریاے سحر کے قید ہین اُنکو بلا کر بٹھاؤن
پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمک حرامون نے گھر غارت کیا ہی مار ڈالنا بہتر ہی خمار نے جواب دیا کہ
میرے نزدیک قتل کرنا اُنکا مناسب ہی آیندہ جو حضور کی رائے یہ سُنکر افراسیاب پکارا کہ ای
جلاد جادو حاضر ہو اسی وقت زمین سے ایک ساحر مہیب ہیبت سرکٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغہ چوڑا
باندھے پیدا ہوا شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا تم جاؤ اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جدا کرو
کسی کا پاس نکرنا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا جلاد آداب بجالا کر رخصت ہوا اُسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے مخمور
بھی بلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا ہی سوچتی اور دست تاسف

ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشۂ باغ سے نکل کر اُسکے پاس آیا اگر اُسکو پریشان اور بدحواس پایا استفسار کیا
کہ اے ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہی اسوقت مجکو آئینہ مصفاے خاطر نازک غبار تردد سے مکدر معلوم دیتا ہی
مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ — کہ زمن لحظہ بر گردد
گر فلک را بکام خود خواہم — او بکام کسے دگر گردد
ورز جام نشاط سبزہ نہم — بادہ خون نابہ جگر گردد
ور قدم بر بساط سبزہ نہم — سبزہ در حال نیشتر گردد
لیک راین خوشم کہ طالع من — نتواند کہ زین بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنہ دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہان عمرو بیٹھا رہا اور
سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خیر باشد مہرخ پر کیا گذری کوئی خبر متوحش
اگر سُنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر
کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سُنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح
ہلاک ہوے مخمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد کرون جب بھی کچھ نہو سکے گا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا
وہ ہوگیا دم سحر وہان بازار ملک الموت گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہوجائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ
اگر آپ کے ہمراہ جاکر جلاد سے سامنا کرون اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت
نہین اب جاہ زمرد پر میلہ ہوگا صنعت سحر ساز اور گلچین جادو اور باغبان قدرت اور
مہین جادو وغیرہ کو حیرت لیکر محفل آرا ہوگی اسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم سے جو
کوئی ہوگا وہ میلے مین حاضر ہوگا پھر کس کی وہان مجال ہی جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا
دور کے ڈھول سہاونے اسوقت اے ملکہ اگر مجکو دریاے سحر کے پار پہونچا دو پھر تماشہ دیکھو کہ لمحہ
مین نہ جلاد رہے نہ غدار رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور مہرخ کو چھڑا لون تم جاؤ زمرد کے میلے تک
بیٹھی رہو تمھارا جی چاہے اُسوقت شریک ہونا مہرخ کو چُھڑانا لازم ہی مخمور نے کہا ایک شرط سے مین
تمکو پار دریا کے بھیجتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت صاحبقران
مین کرنا تاکہ عقد میرا اُنکے نیر کے ساتھ ہوجائے عمرو نے جواب دیا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جہان
ملکہ تصویر جادو کا نکاح بدیع الزمان سے اور اسد کا مہ جبین سے ہوگا وہان تمھارا عقد
بھی نور الدہر سے ہوگا قصہ کوتاہ مخمور نے بعد عہد و پیمان لینے کے ایک چکی الماس کی اپنے

پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر سات بار اس چکی کو پھرانا اسمین سے ایک ڈورا نکلیگا اور اودھر دریا سے اژدہا پیدا
ہوگا وہ ڈورا اژدر کے لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھنچکر قریب آئے تم اپنے تئین اوسپر سوار کرنا وہ تمکو لیکر دریا
مین پھاند جائیگا آنکھین بند ہو جائینگی بعد لحظہ بھر کے تم اپنے تئین اس پار پاؤگے لیکن یہ خیال رہے کہ چکی جانے
نہ پائے ہزارون ساحر اسکی تلاش مین ہین اگر یہ جاتی رہیگی تو افراسیاب مجھے مار ڈالیگا عمرو
نے کہا جسوقت تم سنگا بھیجوگی یہ چکی تمکو بھیجدونگا اور اے ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمسے کبھی برائی نکرونگا
مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ رات تھوڑی ہی اور تمھین دریا تک جانا ہی اور راہ بھی خطرناک سلحران
غدار کا جا بجا مسکن ہی تم کیونکر صبح تک پار اترو گے اور اپنے رفیقون کو بچاؤگے دوسرے یہ کہ جس طرف
سے سب ساحر پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہی تمنے اس جگہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزارون
ساحر بطور پاسبانون کے مقرر ہین راہ سخت و دشوار گذار ہی لو کسی طرف سے اگر اترنے کا قصد
کروگے تو دریا مین تلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہو جاویگی ساحران دریا کہینگے کہ یہ شخص کوئی
نیا جانیوالا ہی جو خلاف راہ سے اترتا ہی اور گھاٹ سے اترنے مین کوئی خبر نہوگا عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا کہ پھر کیا کرون نظر بخدا کرکے جاتا ہون وہی منزل رسا گم کردگان اور ہادی سبیل گم گشتگان
ہی مخمور بولی کہ اب اگر شرکت کی تو پوری کرنا چاہیے لو تم ٹھہرو مین گھاٹ تک پہونچائے دیتی ہون
یہ کہکر جھولی سے سحر کی ایک پشت خار نکالا اور کچھ سحر پڑھا کہ وہ پشت خار کے ہاتھ از خود کھجلانے
لگا اور یکایک پنجہ بنکر عمرو کی کمر مین لپٹا ملکہ نے کہا لو خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا
خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمہ بہت کچھ کہے آخر وہ
پنجہ اسکو لیکر روانہ ہوا اور بعد لمحہ بھر کے قریب ساحل دریاے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے
کنارے بیٹھکر چکی پھرائی کنارے دریا کے اژدر نکلکر ٹھہرا تھا کہ چکی مین ڈورا نکلکر اژدہے کے لپٹ گیا
عمرو نے ڈورے کو آہستہ آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اسکی صورت دیکھکر نہایت خائف تھا
کہ منہ سے اسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر
سوار ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہو گیئن مگر حبشیون کے لڑنے سے جو اوپر
پل کے ورجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ڈکر نکا اوپر لکھا گیا ہی تیغا تیغ کی صدا اور سر کٹنے کی آواز سنتا تھا
اور جدھر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل سے کہتا تھا کہ پل پر نیزادان بزنگی لڑتے
ہین انکی صدا آتی ہی مگر یہان موتی اچھالتی ہین کوئی موتی ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم
دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی ملجائے کبھی کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریاے سحر دریاے سحر

سنتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ بھی نہیں غرض کہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اتار
دور اجگی کا چھوٹ گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا
دیکھا لشکر قہر نگاہ دو تک اترا ہوا ہے اور ایک سمت بارگاہ میں غدار بیٹھی پہرا دے رہی ہے اس
اثنا میں دیکھا کہ جلاد جادو فوج لیے دریا سے اترا اسکی آمد کی خبر سنکر قہر نگاہ اور غدار نے استقبال
کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر اسکا اترا جلاد نے بقیہ رات میں یہ
انتظام کیا کہ سولیاں استادہ کرائیں چبوترے نکہت کے یعنے ریگ کے بنوائے اسپر بورئیے
قہر کے بچھوائے مہرخ اور بہار وغیرہ سب سرداروں کو لاکر دار کی زنجیروں میں الٹا کرکے ٹانگ
دیا جلادوں کو انکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمہاری نسیم جنبش شمشیر ستم سے
گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہو جائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ میں آکر میخواری کرنے لگا ادھر سب قیدیوں
کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر ہمنے اپنے استاد عمرو کی بھی
صورت نہ دیکھی انکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور نوحہ اور شیون کی صدا بلند ہوئی ساحر
جو وہاں موجود تھے انکے حال زار پر ہنستے تھے اس صحرا میں ہر نخل صرصر رنج سے سر دھنتا نظر
آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائیں سائیں کرتی تھی باد در دہر ٹھنڈی
سانس بھرتی تھی آہیں کرتی تھی موجیں دریا کی سر ٹکرا رہی تھیں گھانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے تھے شور الغیاثو ہر سمت بلند تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا
رنج و ماتم میں گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدۂ سحر سے رنڈسالہ پہنا روز
محنت نے منھ دکھایا کہ نظم

	آہیں بھرتی تھی واں نسیم چمن مثل برگ خزاں ہوا تھا درد		تھی سپیدی سحر کی شکل کفن وہ گل آفتاب با صد درد	

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھکر برق فرنگی اور سرداران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان
پر جاری کی سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ پتا پتا حمد صانع گلشن طلسم عالم
کرنے لگا اسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کریں کچھ
بعید نہیں جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈی ہوا پہنچے سب نے الٹے
لٹکنے سے ہاتھوں کو بلند کیا اور پکارے کہ ای بار الٰہ ای دستگیر افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا
یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شبم را روز گردان		چو روزم اندر جہان فیروز گردان	
شبے دارم سیہ چون بخت اُمید		درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبائے مراد گل کھلانے لگی عمرو نے وہان صورت خمار جادو کی طرح بنائی اور ایک تھالی برنجی مین تشتریان میوے سے لبریز کر کے رکھین اور لشکر ساحران مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر جو چلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہی کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہو جائے اس سحر کو رات بھر پڑھکر اُسنے پہرا دیا ہی جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب سب ہوشیار رہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہی بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار سنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہی یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلاؤ کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نہ کرنا چاہیئے اور یہ تشتریان تین تمھین عنایت فرمائی ہین اور قسم دی ہی کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تقسیم کرنیکے واسطے لیا ایک ایک مٹھی جاکر سب قیدیون کو دیا کہ یہ تصدق شاہ طلسم کھا لو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہو گے وہ سب سردار مشغول بہ دعا تھے مصروف گریہ وبکا تھے میوے کو لیکر اُنھون نے پھینکدیا اور اُسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کر کے میوہ قہر نگاہ اور جلاد اور غدار کو مع اُن کے رفیقون کے کھلایا بعد لحہ کے سب کا منھ خشک ہوا قہر نگاہ نے کہا یہ کیسا میوہ ہی جسنے نشہ پیدا کیا خمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہی وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی اور ہر ایک سمجھا کہ یہ خمار نہین کوئی عیار ہی جسنے بیہوشی ہمین کھلا دی یہ سمجھ کر عمرو کی جانب بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ ای خیرہ سران منم سر بُرندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکے مگر بیہوش ہو کر گرے عمرو نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اُچٹ گیا خط بھی نہ پڑا سمجھا کہ انھون نے بزور سحر اپنا جسم اژدھو نکا بنایا ہی یہ معلوم کر کے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کڑاہی نکالکر سیسہ گرم کر کے تینون کا منھ چیر کر پلا دیا سیسہ پیٹ مین پہونچکر تا گلو ایک سلاخ بنگیا دل وجگر انکا جل گیا تڑپ تڑپ کے ہلاک ہو گئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صدائے ہولناک پیدا ہوئی آگ پتھر برسے پیر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جلاد جادو کو عمرو نے جال مار کر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعین تھے غل سُنکر دوڑے مگر اِن تینون کے مرنے سے معرخ

اور بہار قید سحر سے چھوٹین اور سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے تئین لشکر حریف پر پہونچایا دم بھر مین لاش پر لاش مردے پر مُردہ گرایا برق محشر بصورت برق فلک کی طرف گئی اور پیر اُسکا رعد جادو زمین مین غائب ہوا پھر لشکر حریف مین نکلکر گرجنے لگا بجلی نے گرکر خرمن ہستی کو جلانا آغاز کیا کہین مہرُخ نے گولے فولادی مارے ابر گھر آیا باران کے بدلے سانپ برسنے لگے موذیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے عالم بہار پیدا کرکے نخل زندگی دشمنان کو بے برگ و بار کیا شمشیر جہاد دکے زور سے از خود چلنے لگی بوہار نے لگا غل و شور کا ہنگامہ قیامت تھا وہ شور کہ الحفیظ کی جا غل بپر ہر ایک کر رہا تھا نظم

تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ　　دشمن ہوے اپنی جان سے تنگ　　ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز
آتی تھی کہین مہیب آواز　　تھا ایسا غبار سحر چھایا　　اندھا آئینہ جہان بنایا
ہر سو تھے یون ہر اک نے بھیج　　دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے　　تلوارین چمک رہی تھین ہر سو
لہرین لیتی تھی موت کی جو　　تلوار جو گذری دوش و برسے　　بوندون کی طرح سے سر تھے برسے
بھڑکر ایسی چلی تھی تلوار　　تھے ملک عدم کو راہی سردار　　لشکر نہ عدو کا تاب لایا
لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا　　بھاگے ہر ایک جی چھپاکر　　مہرخ سب کو پھری بھگاکر
برباد ہوا جلال دشمن　　غارت کیا سارا مال دشمن　　اسوقت عمرو نے کی ملاقات
خوشنود ہوے وہ سب نکوذات　　القصہ بھون کو وان سے لیکر　　لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سردارون سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہوگی کوئی دم مین آفت آئیگی یہان ٹھہرنا مناسب نہین تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ مین بھی آتا ہون بنا بر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کرکے اڑے بعضے زمین مین غرق ہوکر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنیے کہ یہ دم سحر آئینہ سحر مین آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اُسنے گویا ہوا کہ اب کوئی لمحے مین سر باغیون کے آیا چاہتے ہین ہنوز یہ کلمہ وردہان تھا کہ دو طائر ایک اُن مین سبز اور ایک سُرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ ای شہنشاہ عمرو دریاے سحر کے پار اُتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہو گئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت ساحر ملازمون سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کرکے طائر نظر سے غائب ہو گئے اور افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پر ذلت دی ہی اور مین یہ حیران ہون کہ یہ عیار خداوند کے یہان گیا تھا حمزہ آکر چھڑا لے گیا تھا یہ طلسم مین کیونکر آیا اور

پھر طلسم باطن مین کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ انظار جادو کے ساحرون مین ملکر یہان چلا آیا تو پھر آب دریاے سحر کے پار اسے کس نے پہونچایا اسمین کوئی ساحر واقف کار جلیل رتبہ میرے یہان کے سردارون مین سے اسکا شریک ہوا ہی بغیر اس امر کے جانا اسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کر کے اس طرح سزا دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم ہوکر آئینہ سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ اب دیکھیے اس جرم کے عوض کس پر آفت آتی ہی اسوقت کے دربار مین مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی گفتگو سنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کر کے سوچی کہ جسوقت تجھسے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوال جواب کرنا کچھ اسکی زرخرید تو ہو نہین یہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑونگی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اس طلسم مین اور مکاری کر کے چھوٹنا اور مخمور کا حال کھلنا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی پی در پی کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمولفہ

رازون کے اٹھانے والے ساقی
رندون کے ہی دلکو تجھسے راحت
پھر زندہ ہوے ہین تیرے بیتاب
وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ
سوجھی ہی نئی ترنگ ساقی
سب چھوڑ کے اپنا تنت منترا
جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
تحریر مین میری ہو وہ افسون

رندون کے چھکانے والے ساقی
آباد تجھی سے انجمن ہی
ایک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام جو رشک جام جم ہو
تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
کرنا ہی مجھے طلسم کی سیر
ساقی مین گدا ہون تیرے درکا
اقلیم سخن کو مین کرون سر
ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون

اللہ رکھے تجھے سلامت
آرائش محفل سخن ہی
وہ جام کہ جسپہ جان ہی قربان
وہ مے کہ نہ جسکا نشئہ کم ہو
دل مین ہی بھری امنگ ساقی
دیدے مجھے جام خم کی ہو خیر
وہ آج پلادے جام ساقی
مداح رہین مرے سخن در
زینت وہ باغ کامرانی

ای حباہ سُنے مری کہانی
مشتاق ہین اہل بزم ای جاہ
رونق دو سخن کو داستان سے

وہ پھول جھڑین مری زبان سے
سب دیکھ رہے ہین دیر سے راہ
از نخل قلم گل معانی

ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
آغاز بیان کرو بیان سے
شگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان بپیرایہ رنگین حال گرانمایہ تقریر رنگین سے بالاے والاے محبوب قسوید کو اس طرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بتیا آئینہ سحر سے حیران ہو کر غائب ہوا اور دریاے سحر کے پار اُترا تو لشکر صرصر سے تا ساحل دریاے سحر افسون پڑھکر ایک طلسم باندھا کہ اُسمین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوشربا مین طلسم ظاہر اور باطن بنا ہی ساحران نامی کو طلب کر کے اس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اسوقت صرصر اور مطیع اور شریک اُسکے کہ نزد سحر بھاگ کر چلے تھے لشکر مین آگئے صرصر نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازار رنگین لشکر بمقابل فوج حیرت اور مصور از فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون نے آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اسوقت صرصر مع عیار بچیون کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ جلال اور رہائی مجرمان کا عرض کر کے کہا شہنشاہ اُس پار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو نمک حرامون کو لڑکر ہلاک کرون دوسرے شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی مگر اب کیفیت سُنیے کہ عمرو اور دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین ٹھہرتے ہوئے لشکر کی طرف چلے ان سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اس طلسم کے اندر رہ گئے اس طلسم کا ماجرا سُنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چار سمت بڑے بڑے پہاڑ ہین اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھولا ہوا ہی عمرو اُس درہ مین داخل ہوا جب درے سے سر بدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین پری کی تصویر تھے مانی اُنکے نقش و نگار پر اذر رنگ نثار کرے اور بطلیموس محیط اُسکی جہات پر قربان فرمائے دو قصر دلکشا لیے قصور رشک دہ کاخ آسمان تھے جسکے ثناخوان حور و غلمان تھے آستان کو اُنکی اگر فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب درسے مشابہ کیا جائے تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے

چھتین منقش و رنگین لگی تھین داغ وہ بہشت برین تھین ہر دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھنچے تھے
گھیرے بادلے کے باسلک گوہر استادہ تھے اور ستون ہر ایک الماس نگار تھا سر اسر جواہر نگار تھا
کروڑون روپے کا مال و اسباب اسمین دھرا تھا شیشہ آلات موقعہ سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرتِ گلستان تھا	قصرِ جنت سے بڑھ کے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در	دلِ رضوان نثار تھا اسپر
پردۂ چشم عاشقان پردے	راز دل کی طرح سے بستہ تھے
دخل بے رونقی کو وان کب تھا	شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ ؎

انچہ نصیب است بہم میرسد	ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہی وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہی پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے
تو پوچھتا کون ہی بسم اللہ کرو یہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان
نہ دیکھا جال لیاسی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چلمنین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر
زنبیل کرکے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیجاؤ گے اب تو پھنسے ہو اس صدا کو
سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان مولسری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو
ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ایک ساحر تمامی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہی جواہر کے بُت
بازوؤن پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہی عمرو اسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے پتلی پیدا ہوئی
اور پکاری کہ ای خرسان جادو مُوا چوٹٹا بھاگا جاتا ہی عمرو یہ صدا سُنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکوگے
چلو اس ساحر کا بھی مال لو اپنے تئین قید کرا دو کچھ چارہ سوائے اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا
ساحر کے پاس پہونچا اور حرف زن ہوا کہ ای بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ پتلی
بولی کہ اسی مونڈی کاٹے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چور تو اسباب اور روپیہ وغیرہ لیا ہی اُسنے
چھت کے پردے تک اُتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سُنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے اس نے کہا اندھے
تو پہچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ پتلی تجھی کو بتاتی ہی عمرو
نے جواب دیا کہ یہ تجھ جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی پتلی جھوٹ نہ بولے گی یہ کہکر ایسا سحر
کیا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جان یہ پتلی سچی ہی مین بھی سچا ہون ساحر نے
پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین چھ لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری

وجمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے
مجھے عطا فرمائے بھلا اسمین تیلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان
اس تقریر کو سُنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کر دیتے تجھے اپنے خزانہ
غیب سے دیتے پر یا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا اچھا خفا نہو
جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی
تیلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین تو مال اسباب کب لے گیا تو وہین
میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا
نہین یہ مُروا تجھے ایسا نہو ضرر پہونچائے خرسان بولا ای تیلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پردے کرسی
منبر وغیرہ کیونکر کھا گیا تیلی بولی کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا
ہی عمرو نے کہا ای خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہہ کہین انسان بھی اتنی بڑی چیزین کھاتے ہین
بھلا یہ مال زادی تیلی جھوٹی ہی کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا چل مین تیرے
ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہوا سحر اپنا عمرو پر سے دفع کر دیا عمرو اسکو ایک غار پر لایا اور کہا
اسمین اُتر وہ اُترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر
خرسان را عمرو نے اسکے بت وغیرہ جھولا سحر کا لے کر آگے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور
ایک ساحر در پیدا ہوا عمرو کو اُسنے بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اُسوقت اور عیار بھی اس طلسم مین
پھنس گئے ہین اُن مین سے مہتر قران ادھر آ نکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھکر اپنی صورت مثل ایک
ساحر کے بنا کر اُس ساحر کے پاس آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو ہین سو ہین تجھے کیا اپنی
فکر کر دیکھ پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہی اُسنے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدا مارا کہ
سر کے سو ٹکڑے ہوے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز جادو کو
عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اُسنے کہا استاد سب طرف پھرتا ہون راستہ نہین ملتا ہی اور میرا دل
خوف سے از خود دھڑکتا ہی پریشان پھر رہا ہون خدا بچائے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین
یہ کہتے کہتے ایکبار جست کر کے بھاگا اور درہ کوہ مین جا کر غائب ہو گیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے
نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام
عالم کو مار ڈالے گا ارے ظالم تو ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہی تو کہانتک قتل کریگا
مثل مشہور ہی سو دن سُنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر

سنکر سوچا کہ یہ اچھے ناصح مجھے ملے انسے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور
دور جاکر گلیم اُتار کے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا کہ یہ صحرا تمام ریگستان ہی اور
جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہی وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہی اور سب طرف سے راستہ
بند ہی عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کرکے اس آئینہ کو پھاند کر ریگستان مین آیا واضح ہو کہ
افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہی یہ اسکا باطن ہی یہان سے نکلنا بغیر طلسم مٹائے افراسیاب کے ناممکن ہی
عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی
تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید در پردہ یہی خبر دیتا تھا
کہ تو ایسے مقام پر جانے والا ہی جہان قید ہو جائیگا غرضیکہ اور تھوڑی دور جو گیا زبان شدت تشنگی
سے باہر نکل آئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر اشک
حسرت بہانے لگا اور سوچتا تھا کہ ای عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالون مفلس ہو جاؤنگا حمزہ جب
کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سوا لاکھ روپیہ کو مین بیچتا تھا آج افسوس ہی کہ زنبیل سے
پانی کیسا کھانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپیے کا نقصان ہوگا اسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس
بری چیز ہوتی ہی ایکی بار برف مین جھلی ہوئی صراحی پانی کی نکالی اور پانی پیا اوّل سے بھی زیادہ پیاسا
ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اُگا ہی نظر کو تراوت بخشتا ہی
عمرو اس سبزہ پر آکر گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوے ایک
طرف جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار کنگا جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُسمین دروازہ بھی سونے کا
لگا تھا اور دونون پٹ مین اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیان ہوتی ہین اندر اس چاردیواری
کے باغ لگا ہوا ہی عمرو اُٹھ کے چلا کہ دیکھون یہ باغ کسکا ہی جب قریب در کے پہونچا آئینون مین سے
دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و طراوت لگا ہی کہین نرگس شہلا کہین سنبل پیچیدہ ہی نہرین
لہرین لے رہی ہین متوالون کی طرح جھومتی ہین کسی طرف شاخ گل پر بلبلون کا ہجوم ہی ہر سمت
آمد بہار کی دھوم ہی وسط باغ مین چبوترہ بلور کا ہی نگیرا استادہ ہی چار سو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے
نیلم کے طاؤس کلسون پر بیٹھے ہین اُنکی منقارون مین موتی کے مالے ہین نگیرے کی چوبون مین
جواہر کے آویزے ہین گوہر کی جھالر چار طرف لٹکتی ہی ہوا سے لہرین لیتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بحر گوہر
بآب و تاب موج مار رہا ہی نیچے نگیرے کے فرش شجر کا بچھا ہی مقیش اُسپر کترا ہوا ہی فرش پر تخت آراستہ
ہی اُسپر افراسیاب جلوہ فرما ہی اس بہار اور آرایش کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی کہ بمقتضاے قصیدہ

سحر بہار کے چھینٹون مین آگئی یہ لپٹ
ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری
صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرائین
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کے
نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک
ستون ہیرے کے ہر سمت شاک ریز تمام
ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے
چھتون مین موتیون کی جھالر اور تمامی کا فرش
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے
لگے ہوئے گہر شب چراغ اکثر جا

کہ صاف چاند سے مکھڑے کے کھل گئے گھونگٹ
تو خوب پھولون کی چھڑیان چلین ہان سرپٹ
کہ گھوڑیان عربی جائین جس طرح سرپٹ
اکھاڑے پریون کے آکے اترتے جھٹ پٹ
سکان ان کے مرصع عجیب اک جگھٹ
انوکھے ڈول کے دیکھے چھپر کھٹ و چوکھٹ
ہر ایک جا پہ پری پیکرون کے غٹ کے غٹ
سب ایک ڈال مرکے وان کیواڑ اور پٹ
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ
تجلی انکی کہ اک نور کی تھی پھیلاوٹ

عمرو اس سامان کو دیکھکر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیئے یہ سب تدبیر کی ہی افراسیاب بیٹھا ہی تم یہان ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا بیان کے صریح نقصان عظیم ہی لیکن خوف و بیم ہی لعنت بھیجو بھاگ چلو یہ سوچکر جست و خیز کر کے صحرا کا راستہ پکڑا کوسون نکل گیا سواے اس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتایئے حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہوا اسی طرح جب اور آگے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اس دشت مین بہ ستر نگ دود
عنقا تھا نام حباب نور کا
یا ریگ روان تھی یا دہ رہ رو
مرغان ہوا کے ہوش راہی
سایے کو پتا نہ تھا شجر کا
نقش کف پا تھی ریگ ماہی

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر تپلا بصورت عمرو بنگیا تھا اس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہی اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دے کر غائب ہوگیا ویسے اس کہنے نے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہان کے درخت کجا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ سوکھا ڈھنڈ اسوقت بنا چاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینکدی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوا کہ دادا جان یا جناب

ابوالبشر لشکر جلا دین جو مٹھائی مین نے لوٹی ہو وہ عنایت فرمایئے کہ تازی ہر فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منھ مین رکھی مٹی ہوگئی منھ کرکرا ہوگیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکالکر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کجا اب کی ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب و دہشت خیز مین جا پڑا کہ جہان بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہوکر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ اُلجھتے تھے دل کے پھپھولے چھوڑتا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان روان سمندر کا دل آتش جا بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہوائے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کچھ کم نہ تھا کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا
پھرتے تھے درندے پیاسے بھوکے
زردی ہر پیڑ سے نمودار
آ آکے ہوا بھی ٹھوکرین کھائے
سب پر جو غم خزان تھا طاری
ہر سمت بگولے خاک اُڑاتے
جلتے ایسے وہان کے کنکر
کانٹون نے لیے ہوا کے لتے
سوکھے ہوے پیڑ کھڑکھڑاتے
پھرتا تھا وہ مبتلاے وحشت

سامان خزان تمام دیکھا
بت جھڑ کے دن غضب کے ایام
جیسے یرقان کا ہو آزار
وہ ریگ روان کہ اللہ اللہ
پوشاک درختون نے اُتاری
وہ دشت کہ جسمین قصہ کوتاہ
چنگاریان تھین قدم قدم پر
جو گھانس زمین مین وہان تھی
آواز سے تھے وہ سر پھراتے

چٹیل میدان پیڑ سوکھے
جنگل سنسان دشت ناکام
وہ دشت کہ جس مین دم پہ بنجائے
اک گام مین طے عدم کی ہو راہ
کانٹے سوکھی زبان دکھاتے
تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
اُڑتے تھے جو زرد زرد پتے
سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
چلتی تھی غضب ہواے وحشت

آخر ایک جگہہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آگیا اُسوقت از خود جسم مین سردی معلوم ہوئی اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی اے عمرو یہان سے اُس باغ کے در پر جا جہان شہنشاہ تشریف فرما ہین اور وہان پکار کر کہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملے گا اور پیاس بجھے گی عمرو نے دل مین کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچکے فلک کو دیکھا اور رو یا ناچار بموجب سکے خمسہ

سچ کہا ہی کچھ نہین اسکا علاج
بھوکھ مین رہتی نہین کچھ شرم لاج

آدمی جیتا نہین ہی بن اناج
آنکہ شیران را کند روبہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہان سے اُٹھکر گراہ بنالہ وآہ قریب اُس باغ کے آیا وہان افراسیاب نے دو کنیزون سے کہا عمرو تو آتا ہی جاؤ اُسکی خبر لو اور اُسکا حال زار دیکھو مجکو اُس سے کچھ دریافت کرنا نہوتا تو اسی جنگل مین تھکا اور بھکا کر اُسکو مار ڈالتا اب جب تک طلسم ہوشربا ہی جبتک میری زندگی باقی ہی اور جب میری زندگی ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنا بر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو دیکھکر ہنسین پوچھا ارے تو کون ہی یہان کیون آیا ہی عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت آئی کہ عیار حمزہ ہوکر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلاے آفت روزگار ہون بھوکھا پیاسا خستہ وخراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تم سے امید رکھتا ہون کنیزون نے مسکرا کر باہم چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین انکے چالے پر رنگ باقی نہین رہے اور ان کے کاٹے کا منتر نہین ہی غرض کہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری نسبت عمل مین نہ آئیگی ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار وامصار مین نام تمھارا مشہور ہی اور ساحرون کے قلب پر لکھا ہی مگر نام پوچھنے کے لیے حکم شہنشاہ ہی اگر نام بتاؤ تو روٹی پاؤ روٹی سے آسودہ ہو عمرو یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے ذلت دینا منظور ہی ورنہ یہ سب تجکو پہچانتی ہین پھر مجبوری کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتایا کہ بمو جب مطلع

	عدو سے دل نے جھکایا تھا جانتین مجکو		اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو

اسی فکر مین تھا کہ خدا ئے تعالی کو بات رکھنا تھی دو کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ شہنشاہ سلیمان عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام ونشان کی پرسش نہ کرو یہان اسکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خائف ہوا کہ دیکھیے یہ نا ہنجار میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے صدہا ساحرون کو مارا اُسے کئی بار ذلت دی معشوق کا اُسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو اُس کے اپنا مطیع بنا لیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو پھنسنا بہت بری جگہہ ہی کہ یہان سے نکلنا دشوار ہی زنبیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ سخرا افراسیاب نہین دل سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ

ابیات

پژمردہ تھا میان گلزار غنچہ نے چٹاک کے منھ چڑھایا		ہر گل نظر آیا صورت خار سنبل نے اُلجھ کے پیچ کھایا	

	سنہرے نے کڑی کی پانوٗن پڑکے		اہرسرونے بل کی بی اکڑ کے	

آخر سامنے تخت افراسیاب کے آیا اور اُسکو تسلیم کی اُسنے بھی لطبور مزاج پرسی پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت مزاج آپ کا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب اکبر کا جو مجھے یہان لایا ہی افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ تبلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہون گا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یونہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کرونگا کیا ممکن جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دھمکا کے مار ڈالیے گا یا پوچھیے گا کہو تو دیا جو کچھ ہمکو معلوم ہی اور جانتے ہین تبلا دینگے خیر آپکو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب تبلا دینگے ہمسے نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہی مین نے بنا بر احتیاط تجھسے ایسے کلام کیے اب مجھے پوچھنا یہ ہی کہ تجھکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ عقیق مین خداوند کے پاس لکر طلسم مین کیونکر آیا عمرو نے یہ کلام سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لائق پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھ سے شرطین کرتے تھے مین پیارا بندہ اپنے خدا کا ہون جب مین اس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حور جنت سے بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی یہ سُنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ زمرد شاہ باختری یعنے خداوند لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بناکر روانہ فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی اہی وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی نہین اور نہ شریک ہو سکتا ہی اور مین سچ کہون اسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ کرتا ہون اور پونے دو سو خداؤن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور میرے کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا سامری و جمشید کی بری معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جاکر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند باتین مہربانی کی فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اس سے ہین جو انھین کو بذات واحد مانے کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جادوان مجھ تو سہی کہ مین چھٹانک بھر کا اور تو ہزار من کا میرا تیرا مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو مجھ کم تجھپر غلبہ ہو جاتا ہی افراسیاب یہ باتین سُنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی یہ سب صحیح اور درست ہی اب بیان کر کہ حور جنت تجھے دریاے سحر مین غوطہ مار کر اُس پار لے گئی یا اُڑکر اُسنے ادھر پہونچا دیا عمرو نے کہا

جب حور اپنی پیٹھ پر لاد کرلے چلی تو بیچ دریا مین آکر اُسنے غوطہ لگایا مین نے دیکھا کہ نالہ خون کا بہ رہا ہی
اور مین اسمین ڈوبنے لگا اسوقت ایک کشتی پیدا ہوئی خداوند لقا اُسپر سوار تھے انھون نے مجکو
اس نالے سے نکالا اور ناؤ پر بٹھا کر پار لے چلے مجکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند مین آتی ہوئی معلوم دی
کہ دماغ میرا پراگندہ ہوگیا اور مین بیہوش ہوگیا پھر جو میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین پار دیکھا افراسیاب نے
پوچھا کہ خداوند مین بوے بد کیون آتی تھی عمرو نے کہا بو آنے کا باعث یہ ہی کہ خداوند دس دس روز تک
پاےخانہ پھر کر آبدست نہین لیتے اور منھ تو کبھی دھوتے ہی نہین دانتون مین پھپوندی لگ گئی ہی
جب بات کرتے ہین منھ اُنکا نہین کھلتا ہی بلکہ سنڈاس کا در کھلتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ بندون کے کام سے
انھین لمحہ بھر کی مہلت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی کو فقیر کرنا اور اسی طرح قس علی ہذا پس
آپ ہی فرمایئے کہ آبدست کسوقت لین اور منھ کب دھوئین افراسیاب گویا ہوا کہ تو نے کلمات بیہودہ
بہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا کس لیے کہ جب ہم بندے اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین عدیم الفرصت
رہتے ہین اور منھ نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادوان کہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا ہوئی اے
شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہی بھلا اس سے پوچھیے کہ دریاے سحر مین نالہ کہان
افراسیاب کنیز پر اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دخل در معقولات دیتی ہی دریاے سحر
مین خون تو بہتا ہی اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہی اسمین جھوٹ کیا ہی کنیز شاہ طلسم کے تیخ بولنے سے چپ ہو رہی
اور اُسنے پوچھا کہ اے عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ مقرب خداوند تو ہی لیکن خداوند کو بظاہر تجھ سے عداوت
کیون ہی اور شیطان تو تیرا دشمن جانی ہی یہ کیا معاملہ ہی اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی
یا اب ہوتی ہی اسکا حال تجکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سُنیے خداوند کو ایکبار فرصت
پہر بھر کی ہوتی تھی اس مہلت مین خداوند سوچے کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی
مین شیطان پیدا ہو چونکہ شغل بیکاری بین اسوقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان پیدا
ہوا جب اسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُسوقت خداوند نے چاہا کہ اسکا بھی کوئی
سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور بمنزلہ میرے باپ کے ہو پس
لاکھ برس جرخ مار کر مجکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہی کہ مین خداوند کی ڈاڑھی مونڈتا
ہون اور شیطان سے مجھ سے دشمنی ہی کہ مین اسکا سرکوب ہون اور خداوند نے فرمایا ہی کہ اے عمرو
تو میرا باپ ہی اکثر وقت مین تو مجھ پر غلبہ کریگا اور مجکو چپیان لگائیگا ڈاڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس

عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے کشندۂ ساحران اور ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہی اور اب بھی ڈاڑھی مونڈانے کی اور شیطان کو ذلت دینے کی جب ضرورت ہوتی ہی تو خداوند مجھے بلا لیتے ہین افراسیاب یہ باتین سنکر سُن ہوگیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہی کہ مشیت خداوند کوئی پہچان سکتا ہی اچھا ای عمرو ایک بات یہ بتلادے کہ خداوند تو تجھے اس بار اُتار گئے تو اب کیا تقدیر فرما گئے ہین عمرو نے جواب دیا کہ اس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجکو فرشتۂ قدرت کے ہاتھ خداوند کا پہونچا اگر اسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہوجائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ مین سارے مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہی مگر مین بھی غضب سے اُسکے ڈرتا ہون اگر بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اُسکے عتاب مین گرفتار ہون افراسیاب نے کہا مضمون نامہ سے مجھے اطلاع دے کہ کیا اسمین لکھا ہی عمرو نے کہا اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہی اور ایسی جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت کرنا ہو وہ کر دو اور مین بھی نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجپر غالب ہوتے ہو یا مین تمھین ذلیل کرتا ہون یہ کلام سُنکر افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو خفا نہو جہان اور باتین تونے بتلائی ہین وہان اتنی بات اور بتلادے کہ نامے مین کیا لکھا ہی عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے پڑے ہین مین بتلائے دیتا ہون اسمین لکھا ہی کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری مدد کی ہی اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہی کہ آپ کی اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو جانین گے اور دوسرے جب آپکی اطاعت کرلی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر قتل کرونگا تو آپ مجھے مکار اور غدار جانین گے فرمایئے کہ عمرو نے مکر کیا فرمایئے ایسی صورت مین کیا کیا جائے افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ وہ نامہ مجھے بھی دکھائے تو مین تجھ سے صاف ہوجاؤن اور بہت بڑا مرتبہ تیرا کرون عمرو نے کہا نامہ میرے پاس موجود ہی کیا آپ سے مین خلاف تھوڑی عرض کرتا ہون لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اسکے لفافہ پر مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اس نامے کو افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی ای عمرو تو اطاعت اور فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا اور فریب اور مکر نہ کرنا اور صرصر اور سرخ مو اور بہار اور نافرمان اور

رعد اور برق محشر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو لیکر پاس شاہ جادوان کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت روپیہ اسکو دے اور اسکو اپنا دوست سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ مست بادہ غرور ہین قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو دہ روپیہ عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی بٹھایا اور کہا جاکر اب اپنے مطیعون کو لے آ عمرو نے کہا مین صحرا سے جا نہین سکتا ہون کیونکر انھین لاؤن افراسیاب نے اسیوقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا جو صحراے ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا اور ادھر اودھر عیار جو ہر سمت پریشان پھر رہے تھے انھین راہ ملی کہ جست و خیز کرکے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا کہ اب راستہ کھل گیا کوئی روکنے والا نہ رہا جاکر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ ایسا نہو کہ مین راستہ بھول جاؤن آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے شاہ نے ایک ساحر کو طلب کرکے عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ پہونچا اور کہا اے عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہے اسکو بھول نہ جانا اور بیٹھ نہ رہنا ورنہ شہنشاہ پھر پکڑ بلوا لینگے عمرو بولا کہ جو ہمنے کہا سو کہا مگر تھوڑی دیر ہونگے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر چلا گیا عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے استقبال کیا گلے ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اُتروایا یہ تو اب فکر مین عیاری کے ہے اور حال طلسم باطن سب سے کہ رہا ہے مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو لکھا کہ اے ملکہ آج تم باغ عیش مین جاکر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا اور اُسنے چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوئی مہرخ نے بھی سُنا کہ حیرت جاتی ہے اُسنے عمرو سے کہا کہ اب یقین ہے کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لین گے پیشِ از مرگ واویلا کیا ضرور ہے مہرخ نے کہا اے عمرو دریاے عقاب و دریاے سرخاب اور دریاے طاؤس سب عفنت کے دریا ہین انکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریاے خون روان تو آپ دیکھ آئے ہین اسی طرح باغات بھی شاہ جادوان کے ہین کہ انمین تبلیان مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر انھین سے ایک تیلی کو حکم دے تو ہم سب کو وہ اگر گرفتار کر لیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہے عمرو نے کہا نہین وعدہ کر آیا ہون سب مخالفون کو راضی کرکے لاتا ہون یقین ہے کہ یہ اُسی کی عیاری ہے خلاصہ کلام یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت جاکر باغ عیش مین پہونچی اور درآمد شاہ طلسم کے لیے اسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اسوقت سواری افراسیاب کی بڑے

زرق اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جادوگرنیان دُرِ درگوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور بار سُرخ رنگ سر پر مثل چتر کے سایہ فگن تھا موتی اس مین سے برستے تھے حیرت اُسکو آتے دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کی بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکتے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار سنکھ پھونکا حیرت نے گیارہ سواشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان جواہر نگار گرد تخت کے بچھ گئین وزرا امرا حاضر ہو کر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اسمین فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زندہ مچھلیون کے سر سے جاری ہین پتلیان بزور سحر حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہر سمت کاروبار مین مشغول رہتی ہین کوئی آبدار خانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہی کوئی میخانے مین گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہی کسی کو مطبخ کا اہتمام سپرد ہی کوئی صنعت ایسی بناتی ہی کہ بہار باغ اُسکے مقابل گرد ہی پریان اور حورین انکی ہر آن وادا پر شیدا ہون دل وجان سے مبتلا ہون کہ نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین	نازک اندام و مہ جبین تھین
چہرہ تھا قمر ہلال ابرو	عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک مین انت سارے	یا برج دہن مین تھے ستارے
دیدون کی سفیدی و سیاہی	تھین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم	معراج کی شب تھی زلف پر خم
تھی آنکی ہر اک ادا مناسب	بد بین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ ساحران تخت پر جلوہ گر ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی پتلیان سامنے آکر ناچنے لگین اسوقت صرصر شمشیر زن چارون عیارون و عیارچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب مُسکرا کر اُسکی جانب نگران ہوا اور کہا ای صرصر اب تمھاری عیاری تو ہو چکی ہماری اطاعت عمرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ بمقتضائے مصرعہ خداوند زنبیل و نطع گلیم ‌ نے بدل قبول کی ہی اب اسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روے زمین رشک کرینگے اور تیرا نکاح بھی اُنکے ساتھ کر دیا جائیگا صرصر نے کہا اسے اپنی ایڑی جوتی پر سے قربان کرون وہ موا اپنی صورت تو چینی مین پیشاب کر کے دیکھے حضور مجھ سے ایسی دل لگی نہ فرمایئن اگر سرکار کو ذلت دینا اور قتل کرنا منظور ہو میرا سر حاضر ہی اور خداوند نعمت کو اس مکار کی بات کا یقین تھا اور ہو مین

جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہی افراسیاب گویا ہوا کہ وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہی خداوند لقا نے اسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہی اور ایسا مرتبہ رکھتا ہی کہ حوریہ جنت خداوند اسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے دریاے سحر سے پار لے گئی ہی اور خداوند خود تشریف لاتے تھے وہ بموجب بیت

وہ ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اسکے		عیان ہی اسکے دل پر سارا آشکار از نہانی	

تیری مجال ہی جو اسکو قربان کرسکے وہ مہرخ کو لینے گیا ہی اور ایکی مرتبہ راستی آمیز اسنے مجھسے وعدہ کیا ہی صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنسنا کیا معنی تو مجکو لغو جانتی ہی صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے مقرر عمرو سب باغیون کو لائیگا افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجکو دیپردہ بناتی ہی بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا صرصر نے کہا آپ چاہین مجکو دو سو جوتیان لگائیے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری کرکے آپ کو دھوکا دیکر نکل گیا کبھی جو مہرخ کو لائے حیرت نے اسوقت کہا ای صرصر تجھے کیا ہوا ہی جو شہنشاہ کے کلام صداقت التیام کو رد کرتی ہی اور بیکار بکتی ہی تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہ ہوتی ہی سب عقلون کی شاہ		ہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ	

لازم ہی کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اس مردود کو جھوٹا بناتا ہون اور تمھین اسکے گوہ دیتا ہون یہ کہکر ایک پتلی کو اس باغ کی پکارا کہ ای مہرخ چشم گوہر بدن ادھر آو ایک پتلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی اُس سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا اور کہنا تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے ہین چاہیے کہ اپنے قدوم بہجت لزوم سے اس باغ کو پُربہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعد وفا سب کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ پتلی یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اسکو دیکھکر سب ساحر گھبرائے اور نارنج و ترنج سحر کے سنبھالے پتلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور پرنور عالی جناب والا خطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجہ چار چار ہاتھ اچھلنے لگا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر وہ پتلی قریب انکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی ہی مزاج پرسی کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو پتلی یہ کہہ رہی تھی اور قران عیار بغدہ تان کر اسکی پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارے سے منع کیا اور پتلی سے کہا تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اٹھکر علحدہ اسکو لاکر کہا کہ شہنشاہ سے میری تسلیم بعد تعظیم کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سب کو راضی کرچکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا

پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہو مگر پتلی چلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اسوقت کہا کہ اے صرصر تو نے سُنا کہ میرے دوست عمرو نے کیا کہلا بھیجا صرصر نے عرض کیا بلا لون سچ ہو ضرور وہ سب کو بلا لینگے یہ کہکر صبا رفتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبا رفتار لاکھ لاکھ ہنسی کو روکتی رہی اگر ضبط نہ ہو سکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھین ان گستاخیون کی سزا دینا چاہیے مگر قائل کر کے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر ہو بچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر نے کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائین لیکن یہ سب فقرے ہین ہم عیار نیان ہین عیار کی باتون کا اندازہ جانتے ہین بھلا کل کیا ہو اور آج کیا ہو جب سب راضی ہی ہین تو پھر کیون نہین لاتا ہو افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اسی پتلی کو روبرو طلب کر کے کہا تو پھر عمرو کے پاس جاکر بعد دعا کے کہنا کہ جیسے کل ویسے آج بمقتضائے مصرعہ بر کریمان کارہا دشوار نیست ✤ آپ ابھی تشریف لا یئے اور اگر کچھ حیلہ اور مکاری کرتا ہو تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن پتلی پھر آتی ہی یہ سنتے ہی کانپنے لگا کہ ابکی اس کا آنا خالی از علت نہین ہی رنگ بیرنگ نظر آتا ہو اس عرصہ مین پتلی نے آکر پیام سُنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا مین باغ عیش مین نہین آؤنگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور لیفنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی استادہ ہی وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پتلی یہ سُنکر چلی گئی اور شاہ جادوان سے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا کیون صرصر دیکھو اب سب آتے ہین کہ تیرا کیا حال کرون صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے اپنی کنیزون اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی مین آراستگی کرو مین بھی آتا ہون کنیزین حسب الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آؤ ہمنے وہان تمھاری دعوت کی ہی عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحرون نامی سے کہنے لگا کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپکے پاس حاضر کرونگا غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا در گور جا یئن پھو یئن ہم سے یہ نہو سکے گا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہی عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہو جب تم جاکر پاؤن پر گرو گی افراسیاب چلا جائیگا اور اس کام کرنے کے بدلے مین مجبور رعایت کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دے گا تم پھر منحرف ہو جانا مین اپنے شہزادون کو لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہو آپ زندم جہان زندم

اور تمھین لڑنا ہوگا تو بگاڑ کرتے کچھ دیر لگتی ہو اور بی بی اگر تم نہ مانوگی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا
کہ میرا کہا کوئی نہین مانتا آپ جانئے وہ جانین اس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب ماری جاؤگی
مہرخ نے کہا ہمکو مرجانا قبول ہی مگر اُس خوک پیکر کے پاس جانا نہین منظور ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری
کرنا جو منظور ہی بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے کرتا ہی تاکہ شاید کوئی پتلا سحر کا شاہ طلسم کیجانب
سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر وغیرہ یہ خبر اُسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کرکے سب کو لایا ہی اور
دوسرے ان سردارون کا امتحان بھی لیتا ہی کہ دیکھون سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج
مین خلل اور فتور رکھتے ہین قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا
کہ مین تم سب کے دل دیکھتا تھا اب لازم ہی کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علیحدہ خیمے مین چلو یہان آفت
کوئی آئیگی اور سارے لشکر مین اس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اُٹھکر ایک خیمے مین گیا اور نقیبا ہر دربار
مین کہتا گیا کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ تو سب انکی عیاری
سے خبردار ہو چلے تھے براہ بناوٹ کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپ کے ہین جہان لے چلیے گا آپ کے
ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین سب آئے عمرو نے
کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر
شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور
مہرخ مو اور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار بیہوش ہوگئے اُن سب کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا ہی کہ اسمین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اسمین رکھ لے
بدین سبب کہ وہ تبرک عطیہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پھر اُن حضرت کے دیئے
تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب عیارون سے
حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے ملازمین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگرون اور جادوگرنیون کو لائے اُن
سبکو بھی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سبکو مہرخ اور بہار وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ
سب افراسیاب کے پاؤن پر گرنا اور اپنے کو مہرخ اور بہار وغیرہ بتلاکر عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے
خطائین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش مالکانہ معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہی اُسمین
سر مو فرق نہو اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسیطرح
کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائینگے خلاصہ کلام سبکو سواریون پر سحر کی اور تخت ہائے
سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قران نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی ہی مین

نہ جاؤنگا گر ادرعیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت سحر پر برابر اپنے بٹھالیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کہ نقارے آگے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے طائران سحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب باادب اور نقابت کی صدا دیتے آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے سردار روانہ تھے اور بارگاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بنا بر حکم شاہ طلسم حیرت وغیرہ نے آکر اس بارگاہ کو فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر سمت گملے رکھدیے گلدستے چن دیے تخت شاہی کے روبرو کئی ہزار کرسیان یاقوت احمر کی لگادین گرد دنگل ہاے زرین بچھ گئے مردنگون کی دوہری باڑھ لگادی رقاصون کو حکم پہونچ گیا دربارگاہ پر گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ ہونے لگا مردہے عصاے زرین لیکر دورویہ کھڑے ہوے اندر بارگاہ کے خواصان قمر پیکر نازک اندام ہر سمت سرگرم انتظام ہوئین کہ بمقتضاے نظم

سب خواصون نے حسب حکم بیان	از سر نو سجا تمام مکان
صاف کرکے وہ ایک ایک مقام	فرش دیبا بچھا دیا ہو تمام
سقف و دیوار و در سپہر آرا	شیشہ آلات سے سجے کیا کیا
روشنی کا تھا وہ جو سب سامان	نور سے بھر گیا تمام مکان
اور پھولون کے تھے جو کچھ بواے	حسن سے وہ ہوا کے رخ پہ لگاے
زلفین کالی بلائین تھین سب کی	ٹیڑھی ٹیڑھی ادائین تھین سبکی
غرض اس طرح کا سمان تھا وہ	دنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ

جب یہ سب درستگی ہوچکی شاہ جادوان کو اطلاع ہوئی مع انیس ہزار ساحر کے اسی شوکت سے جیسے بارہا ذکر اسکی سواری کا بیان ہوا ہے آکر داخل بارگاہ مخملی ہوا اور تخت پر جلوس فرمایا سب افسر پایہ بپایہ بیٹھے اس اثنا رمین نقارے کی صدا کان مین آئی طائران سحر نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ عیاران مع مہرخ وغیرہ کے آتے ہین یہ سنکر ساحران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا انھون نے آکر پیشوائی کی عمرو کو بعزت و حرمت سب ہمراہیون سمیت داخل بارگاہ کیا جب سامنا افراسیاب کا ہوا مہرخ اور جملہ سردار دوڑکر پاؤن پر گر پڑے اور عفو تقصیرات ماضی کے خواستگار ہوے کہ ہم سب حضور کے تابعدار جان نثار اور فرمانبردار ہین ہماری خطائین اگر لائق بحل ہون معاف فرمایئے ورنہ کنیزون اور غلامون کو جو چاہیے وہ سزا دلوایئے کہ قطعہ

گر گنہ کردم اگر عصیان نمودم عفو کن	درگذر از جرم من کاخر غلام خانہ زاد
ورنہ باقسم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ	کس نمیدانم کہ خواہد خواست از دست تو داد

افراسیاب نے اُسوقت سب کے سر اُٹھا کے سینے سے لگائے اور دست شفقت پشت پر پھیرا فرمایا کہ تمھاری کچھ خطا نہین ہی جیسا خداوند نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا وہی پیش آیا کہ بموجب **مصرعہ**

گرر و د سر برنگرد و سرنوشت　　**دیگر**　　جو سشدنی ہوتا ہی ہوتا ہی وہی

یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے دیا سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اُسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے عمرو کے سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بجھتی تھی اُسوقت بغور مہرخ اور بہار اور مہرخ مو وغیرہ کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہین ہین مصنوعی ہین یہ سمجھکر صبار فتار سے بولی کہ تو دیکھتی ہی بہار جو بیٹھی ہی اسکے دانت پر دانت چڑھتے ہین اور آنکھون پر باریک حلقے دیے ہین کیا خوب شکلین تبدیل کی ہین صبار فتار نے چپکے سے کہا بی تمنے خوب پہچانا سامری قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الجملہ یہ باتین باہم کرنے لگین عمرو نے اُنکے لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اس طرح غور کیا کہ حرکت کو اُنکی نقطہ بناکر معلوم کر لیا کہ یہ آپسمین کہتی ہین عمرو صورتین سب کی بدل کے لایا ہی بس اس مضمون کو سمجھکر ڈانٹا کہ ای صرصر تو بار بار ہر ایک کا منھ تکتی ہی شاید تجھے یہ گمان ہی کہ مین نے عیاری کی ہی مجھ سے ایسی حرکت ساتھ شہنشاہ ساحران کے نہوگی کہین کالے کے سامنے چراغ جلا ہی یہ کلام جو افراسیاب کے گوش زد ہوے ازبسکہ اوّل ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اسوقت سمجھا کہ صرصر بطریق عداوت مجھے شبہے مین ڈالا چاہتی ہی اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہی اسلیے فروغ اُسکا نہین چاہتی ہی ایسا کچھ سمجھکر گویا ہوا کہ ای صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے شرم نہین آتی کہ عیارہ ہو کے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصے مین دیکھکر خاموش ہو رہی اس اثنا مین صبار فتار کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہی مین کوئی تدبیر کرون غرضکہ صبار فتار کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ مین آئیگی بس الگ جاکر صبار فتار کی ایسی صورت بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہان صرصر کو کھڑے کھڑے پھر تاب نہ آئی اور دل مین سوچی کہ آج اس مکر سے افراسیاب کی شامت آئی ہی بھڑوا دیوانہ ہوا ہی کسی طرح سمجھتا ہی نہین تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہی پھر آگاہ کر دے یہ سمجھکر آگے بڑھی کہ مین کان مین بادشاہ کے بقسم راز عیاری عمرو بیان کرون ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبار فتار بارگاہ مین آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا کہ باہر چلو مجھے کچھ مشورہ کرنا ہی صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب صحرا جب اسکو لایا حباب بیہوشی اُسکے منھ پر

مارا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اُسنے بچا لا کی کمند ماری اسمین اُلجھی دھر حباب کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہوکر گری برق اُٹھاکر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین باندھ لین اور کہا اری اُستانی مالزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہی۔ ہی شرط کہ ناک کی پھنگی کاٹ لون یہ کہکر دو تین طمانچے مارے کہ چلہ د تو جانتی نہین اُستاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام نہین کرتے اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہی صرصر مار کھاکر لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے کیون مارے جاتا ہی مین تیرے اُستاد کو گہری گور مین تو پہون اور تیرا حلوا اور بھجتی کھاؤن مرے جوانا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دُنیا سے جائے برق نے کچھ جواب نہ دیا اور درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی تڑپا کر اور آپ پھر بارگاہ کیطرف چلا اب حال سُنیئے کہ عمرو نے بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اس سب مال کو لینا چاہیئے اور بن پڑے تو شاہ طلسم کو جہنم رسید کرنا چاہیئے یہ سوچکر لگا گنگنانے ازبسکہ الحان داؤدی رکھتا ہی شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ ای عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ اور ہمین محظوظ کرو عمرو نے کہا پیر گانا تم کاہے کو پسند کروگے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ جبین کا اچھا ہوتا ہی کہ انکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جایئے مجھ بیچارے بڈھے داڑھی والے آدمی کا گانا کیا کہ بموجب بیت پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ وناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + افراسیاب یہ باتین سُنکر گویا ہوا کہ آپ کو حیلہ نہ کرنا چاہیئے مین نے بارہا آپ کو گاتے سُنا ہی اس طلسم مین تو کوئی آپکے مثل نہین گاتا ہے عمرو نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اُٹھا کہا ایک پیشواز مغرق بجواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جاکر ایک زن خوبصورت مہر طلعت کی صورت بنا کہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق

نظم

گلبدن خوب و نیک تھی وہ حور
چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال
رخ مہر سپہر جلتا تھا
مرغ دل رہ گیا پھڑک کر ہائے
آنکھوں کو ساحری مین یکتائی
سامری کی بھی آنکھین کھل جائین

اپنے عالم مین ایک تھی وہ حور
وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین
تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا
کالی زلفون سے سانپ تھے ہارے
بھرتے تھے لب دم مسیحائی
دھوم تھی لب کے زندہ کرنیکی

رات کی طرح لمبے لمبے بال
نیچی نظرین غضب قیامت تھین
پھینکا تیر نظر جو تک کر ہائے
دونون رخسار جیسے انگارے
جادو آنکھون کے جب نظر آئین
خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھکر افراسیاب بیچین ہوگیا اور پیشواز اور زیور طلائی مرصع منگاکر حوالہ کیا عمرو آراستہ بلباس و زیور ہوکر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے اسوقت ناچ کا یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت مین آکر اپنی گردش بھولا تھا پشت خم نہ تھی بلکہ جھک کر اسی ناچ کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ نظم

آفت جان ہی تیرا ای سر گل اندام رقص ۔ ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
دم فنا ہوتا ہی ظالم کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ ۔ خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہو ٹھون تلک ۔ آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو نے کو نکالکر لبون سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار مثل ابر بہار کے روتی تھی عقل و ہوش کھوتی تھی شاہ طلسم کو سکتا تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوانان غزل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا غزل

قاتل اپنا جو کرے کنج شہیدان آباد ۔ داہن زخم کہین جسنا نہ احسان آباد
کون ہی جو تری دوری مین نہین مرتا ہی ۔ ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی ۔ بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دلکی خرابی کو ہوئی ہین دیکھین ۔ پھر بھی ہوتا ہی کبھی یہ دہ ویران آباد
سر و اگر تے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے ۔ یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہی پڑے پانو نکے دم کی آتش ۔ طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

گاتے گاتے وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ اور زیب قامت فرمائی انجم ہر ایک زنگور پائے خنیا گر سپہر بنا معشوقہ شب انجمن عالم مین آئی کہ نظم

برآمد درین بزم فیروزہ فام ۔ بہ کف مشعل ماہ بگرفتہ شام
جہان گشت روشن زانوار او ۔ شدند عاشقان وصلت یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج و ملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد مشاکل حمزہ یاد آتی ہی کہ جس روز کبھی انکے سامنے گاتا تھا تو لاکھون روپئے انعام پاتا تھا اور اس رات کو روشنی بھی مین ہی کرتا تھا نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے مین کیا کمال ظاہر ہوتا ہی عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزارون طرح کے پھول نکلتے ہین اور دریا بہتے

نظر آتے ہین باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہین افراسیاب نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی روشنی بھی ہوتی ہے عمرو نے کہا یہ سب تماشہ حمزہ کی صحبت تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ مین روشنی کرونگا شہنشاہ ساحران نے کہا یہان کروڑون روپیہ آپکے واسطے حاضر ہین آج وہ روشنی ہمین بھی دکھایئے یہ فرماکر کئی لاکھ روپیہ کا جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اُٹھا اور فراشون کو بلاکر شمعہاے مومی اور کافوری آنکے پاس سے مانگ کر رکھ لین اور اپنے پاس سے شمعین نکالکر دین کہ ان کو ہانڈیون اور جھاڑون وغیرہ مین روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے تخت کے جو مرزنگ اور فانوسین تھین بتیان لگاکر روشن کردین اور تخت کے چار کونے پر نخلے اور گلدستے رکھ دیے شمعین جو روشن ہوئین انمین سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور دھوان اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس مین جو بتیان روشن ہوئین وہ کوئی اودی اور کوئی سرخ کوئی سبز طرح بطرح کی رکھی تھین اسوقت مثل گلزار پر بہار رہا چین کے باغ لگا ظاہر تھا سنہرے روپہلے انواع واقسام کے پھول بتیون سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشہ تھا اور تعریف عمرو کی کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعین کبھی ہمنے نہ دیکھی تھین عمرو اس ہنگامہ مین سامنے افراسیاب کے گانے لگا یہان تک کہ دھوان بتیون کا کہ آتشبازی کی طرح چھوٹ رہی تھین بارگاہ مین گھٹا اور ہر ایک شمع بیہوشی آمیز تھی اُسکے دھوئین سے ا دل ساحر نشے مین ہوے اور جوتی پیزار باہم لڑنے لگے حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعون کی لو سے سنہرے سانپ نکل کے میرے تخت پر چڑھے آتے ہین افراسیاب نے جواب دیا بو سے لپٹتے ہین عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشہ ہوگا اُسنے جواب دیا کہ اس روشنی کے بعد اندھیرا ہوگا کوئی دم مین چراغ گل ہوگا اور غائب گو کہ عمرو نے پتے کی کہی لیکن کوئی نشہ مین سمجھا نہین انمین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیان الٹی بچھا گئے ہین یہ کہکر اُٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے الٹی کرکے بچھائی اب جو بیٹھنے لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے عمرو اور دوسرے عیارون نے سب کپڑے اہل دربار کے اُتار لیے اور اپنے ساحرون کو الگ کر کے ہوشیار کیا اُنھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اُٹھا کر ایک جگہ اکٹھا کیا اور عمرو نے جال الٰہی کر مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا ادھر عیارون نے ہر ایک کے مُنھ کالے کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک کو زن حسینہ بناکر دوسرے کے پہلو مین سُلایا اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے اسکو

ڈھکیل دیا لاکھ تدبیر کی مگر تخت تک نہ پہونچا اُس وقت دل سے کہتا تھا کہ ہائے افسوس کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی سنو افراسیاب جادو وادر لکہ ابر پیدا ہوا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار جستین کر کے بھاگے ساحر جو ہمراہ تھے یعنے مہرخ نقلی وغیرہ بزور سحر زمین مین سما گئے بارگاہ پر بجلی بڑے زور شور سے تڑپ کر گری اور جتنے ساحر بیہوش پڑے تھے انکی کمر مین لپٹ کرے اوڑی عمرو وہان سے بھاگ کر دور نکل آیا اور ایک درہ کوہ مین ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو مہرخ وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید ہو جاینگی لازم ہو کہ انھین زنبیل سے نکالون یہ سوچکر درہ کوہ مین جاندنی بچھائی اور سب کو نکالکر لٹا یا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مہرخ اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور کہا اے شہنشاہ عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری اپنی بیان کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو یہ اقرار آپ نے فرمایا تھا کہ مین اپنے سب مطیعون سے اے شہنشاہ جادوان تیرا شریک ہون اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا کہ تم اُسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ بڑا ستم ڈھائیگا اور پیچھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا چاہتی ہے عمرو نے کہا ہم آفت سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہوا اور حیرت کیونکر ہلاک ہو بہار نے جواب دیا کہ خدا جانے افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نجائیگا وہ اصل مین نہین معلوم کہان رہتا ہے کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد بیشک قتل ہوگا اُسکو بھی کوئی نہین ہلاک کر سکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سنکر وہان سے زود سحر سب آئے ازبسکہ بارگاہ نخلی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش وکامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہو کر مجرا کرتے تھے دور جام بادہ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوئے لیکن وہان جب حیرت کو اور کل ساحرون کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا اور وہ دوسرا بیہوش تھا جو موجود تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہوگیا اور ایک آئینہ گھر مین جا بیٹھا مگر نہایت غضبناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوئے کسی نے اپنے تئین عورت بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب برہنہ بحالت تباہ اور رو سیاہ تھے اور اس حال کو دیکھ کر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اوپر آپ ہنستے تھے حیرت ہوشیار ہو کر

ادہر یہ کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگرنیان بھاگین خلاصہ کلام ہر ایک نے جا کر اپنے منھ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار مین آبیٹھ افراسیاب نے کہا ای حیرت مجھمین وہ قدرت ہی کہ ابھی اُس عیار مکار کو پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہی اس عیار کو مین ے بار ہا گرفتار کیا وہ مجھے ذلت دیکر نکل گیا اور اب کی بار تو بہت رسوائی ہوئی اور مجھکو اُسنے بہت ذلیل کیا صرصر سچ کہتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صرصر درخت سے بندھی ہی ضبے کو بھیجکر اُسکو کھلوا منگایا اور خلعت دیا پھر کچھ پڑھکر تالی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سراپا ہاتھ مین لیے تھا یعنے دھڑسے جدا تھا پس اُسکو حکم دیا کہ ای بیسران جادو تو جا کر عمرو کو خیمہ مہرخ سے پکڑ لا اسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ مہرخ مین ہو شاہ جادوان نے کہا جہان ہو وہان سے گرفتار کر لا خبردار چھوڑنا نہین بیسران جادو سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے بعد حیرت نے کہا گویا ہوا کہ مجکو یہ حال نہ ثابت ہوا کہ عمرو کی موت خداوند سامری اور لقا وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہی چلو آج دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرماوین اُسی طرح ہلاک کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر سوار کر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین سنرلون چلا گیا صحرا اور کوہ کوطے کرکے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہوا اور چار پتلیان سونے کی اُسپر کھڑی تھین شکل زنان پری پیکر حور چہرہ کے خوبصورت تھین لباس نہایت نفیس اور پر زر پہنے سراپا جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالہ و نافرمان کے پھولے تھے درخت سب بادلے سے منڈھے تھے قندیلین اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین اور جال موتیون کے پڑے تھے گھانس پر مقیش کترا ہوا پڑا تھا ہر تختہ گلشن مین نہرین آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھین صفیلین آنکی یاقوت احمر کی تھین کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طائر درختون پر بیٹھے تھے زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی عروس گلشن سنگھار کیے نوجوانان چمن کو بھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین چھائی تھی اُسمین بجلی جو چمک رہی تھی تو آبی دوپٹے مین چمکنے کی گوٹ لگی تھی اور عشق پیچان زلف مہوشان کی طرح رخسار صندلین شاہد عنبر پر آراستہ تھا

نظم

بہارِ چمن کا نیا رنگ تھا	ترانے مین بلبل کے آہنگ تھا
ہر اک پھول کی تھی اُٹھی پھبن	کھڑے جھومتے تھے نہالِ چمن
جاتی مسی کی تھی سوسن دھڑی	لٹاتا تھا زر کو گل اشرفی

بھرا تھا جو نہروں میں آب رواں		صفا میں تھا رخسار حور جناں		

افراسیاب جب اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا دو پتلیاں سونے کی قہقہہ مار کر ہنسیں ایک پتلی بولی افراسیاب آتا ہے دوسری نے جواب دیا اب کیوں نہ آئیگا تیسری نے کہا غرض ایسی ہی ہوتی ہے چوتھی گویا ہوئی کہ آیا ہے تو رک کیوں رہا آتا کیوں نہیں یہ کہنا انکا افراسیاب نے سُنا اور ہاتھ حیرت کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا بلندی پر پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی میں دو چند تعمیر تھی چار دیواری اسکی بلوریں صفا میں مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزار ہا کمرے ایسے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے تھے کہ ابیات

تھی وہ بارہ دری پری پیکر		جان انسان دیتے تھے اسپر		
سقف وایوان اس بہار کے تھے		صدقے دل آئینہ سو ہزار کے تھے		
چاندی سونے کے تھے در ونکے پٹ		گنگا جمنی ہر اک کی تھی چوکھٹ		
اِسطرح کے بنے تھے نقش و نگار		صدقے سو جان سے ہوا اُسپہ بہار		
پردے ایسے ٹنگے ہوئے تھے واں		جنسے کھلتا تھا راز معشوقاں		
وہ غضب اسپہ لہر کا آتو		جسپہ لہرائے ہر بت خوشخو		
کارچوبی بہت ستاروں کی		آنکھ جھپکاتی تھی وہ تاروں کی		
پھول ہر ایک یوں پہ چمکتا تھا		شبہ ہوتا تھا مہر گردوں کا		
غیرت مہر و ماہ ہر محراب		قصر تھا کاخ آسمان کا جواب		

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور در پر جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت پر ٹڑا تا ہوا اور آندھی اُٹھی جہان تاریک ہو گیا بعد لمحے کے آندھی گھٹی اور تخت اُڑتا ہوا نظر آیا اُسپر ایک ساحرہ نہایت ضعیف کہ مُنھ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کی جوانی کے دن جھریاں گالوں پر پڑیں چھاتیاں سوکھ کر سینے سے چپٹی ہوئیں کوزہ پشت کمر دوہری جوانی اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا قصابہ باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آکر پہونچی افراسیاب اور حیرت نے جُھک کر نہایت ادب سے سلام کیا اس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا ملکہ آفات چہار دست جادو ہے اور دادی شاہ طلسم کی ہے دعاے جان درازی دی اور ہاتھ پھیلائے افراسیاب نے سر لیجا کر اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائیں لیں پیار کیا ہنگامہ تکلم شعلہ ہاے آتش اُسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی اے لڑکے کیوں طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا

گھبرا گیا آخر چھوکرا ہی نہ افراسیاب نے کہا دادی جان مین کیا کرون خداوند لقا ہی کو یہ منظور ہوا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ مین نے اُسکو دریاے سحر کے اس پار سے پکڑ بلا یا تھا خداوند نے حور بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اُسکو اس پار بھیجدیا آفات یہ تقریر سُنکر خوب ہنسی اور کہا اے چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہی لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہی عیارون سے ذلت کیا کیا نہین اُٹھاتا ہی بھلا کچھ بھی اُس سے ہو سکتا ہی تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہین کہ کون کس فکر مین رہتا ہی اے نادان تیری بھتیجی مخمور سُرخ چشم نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اُتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا یہ ہے جو کچھ عمرو سے باتین ہوئی تھین اُسنے کہدین اور پھر شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سُن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہو جائے سب ساحر مارے جاوین مگر تو یہ چار کام نہ کرنا یعنے اول طلسم کے آئین مین فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہفت بلا کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسد طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ مین ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین طلسم مین فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جنگ سخت آکر پڑے وہ اکیس ساحر جو یادگار زمانۂ سامری ہین اُنکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو نے بلبسان کو بھیجا ہی سُن لینا کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اب جاو چاہ زمرد پر سیلا کر واش روز مرخ اور بہار اور شکیل وغیرہ سب ہون گے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن عمرو سے ہوشیار رہنا وہ جب بھی مکاری کریگا اور تو تھا عمرو کی پوچھنے آیا ہی کہ کیسا ہی اور کیونکر ہی اسبات کو مین جب سے عمرو یہان آیا ہی اُسی روز سے تمام کتابون مین طلسم کی اور خداوند سامری کی تصنیف مین تلاش کر رہی ہون لیکن پتہ نہین ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو کشندہ ساحران ہی پس اے فرزند لازم ہی کہ اُس سے غافل نہ رہ ذرا بچکر چل تو مارا جائیگا اچھا اب گھر جاؤ مین بھی جاتی ہون افراسیاب اور حیرت نے تسلیم کی بڑھیا نے اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اسوقت وہ چار دن پتلیان گویا ہوئین ایک پتلی بولی جاتا ہی تو جاؤ دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا موم ہی جو موم ہی پگھل جائیگا چوتھی بولی پہاڑ کو آگ لگ جائیگی افراسیاب جلد حیرت کو لیکر پہاڑ کے نیچے اُتر گیا کہ پتلی نے کہا ہی آگ ضرور لگے گی وہی ہوا نیچے اُترتے ہی پتھرون سے شعلے نکلے اور سارا مکان اور صحرا وغیرہ دھڑ دھڑ جلنے لگا افراسیاب اور حیرت نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس مخمور بدذات کو جلا کر بڑے عذاب سے ہلاک کرونگا اور اُسی غصہ مین باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصہ مین داخل باغ ہوا یہ باغ بھی مثل باغہاے طلسم کے جسکا ذکر اکثر مقام پہ ہوا ہی تعمیر ہو دنیا کی خوبی اور عمدگی سے معمور ہی چمنستان مین جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات کے تھے کہ ایک ایک شجر مین سات طرح کی ڈالیان تھین اور ایک ڈالی مین کئی وضع کے پھول اور پھل تھے

حلاوت بخش جان ہمنظر تھے گلشن جواہرین ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلین چہکتی تھین میوہ گوناگون لگا تھا کہ نظم

ہلاتی تھی اُسکی صبا ڈالیان	بجاتے تھے برگ شجر تالیان
کہین باغ مین آبشار و نکا جوش	کہین سرو پر قمریونکا خروش
کرین زمزمہ شاخ پر جانور	ہلین وجد مین آکے شاخوں کے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا	کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین انکی پُر	پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی باآب و تاب	ہزار ون پڑے نافۂ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس مین روان	صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اُنکے جواہر کا کام	وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین نبت کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلاک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت	طلا اور نقرہ کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام	جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُسمین موتی کے در	طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چارسو کنیزان خوش الحان پری تمثال برق وش حور منش وہان حاضر تھین لیکن دو سو اندر بارہ دری کے اور دو سو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلی نہ تھین اور اُنکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اسمین کیا چیز ہی اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے روبرو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہوگیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہوگئے گلاب اور یاسمین گرد ہوگئے کہ بمقتضائے ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محجوب	گلہائے چمن تھے اُسنے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور	تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و وجیہ و شوخ و بیباک	خوش رو خوش خو حسین و چالاک

ابرو مین کجی تو زلف مین بل وہ طبع گرئی وہ نرم روئی	اُلجھی ہوئی کاکل مُسلسل ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہرایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین لیکر باادب پشت پر کھڑی ہو یئن شہنشاہ آگے بڑھکر بیچ ایوان مین جا کھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اُس پردے کو کنیز نے اُٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُسمین نصب تھا تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل کب تھا اس تخت پر پتلا پتھر کا ہم صورت افراسیاب بیٹھا تھا اُس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ اے ہمنام ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھکر سامنے آیا اُس سے حکم کیا کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہے ابھی جا وار مخمور کو پکڑ لاؤ یہ حکم سُنتے ہی وہ پتلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اُڑا سامنے سے غائب ہوگیا شہنشاہ ساحران اسی پتلے کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی تھی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے طائر خوش رنگ پھولون سے نکلکر زمین پر گرے لوٹنے لگے اور صورتین اُنکی پریون کی بن گیئن کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھین پشوازین رنگ برنگ کی زیب قامت فرمایئن باغنج ودلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور کنیزان بارہ دری جام و صراحی لیکر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان انتظار مخمور مین یہان بیٹھا ہی لیکن کچھ حال عمرو کا سُنیئے کہ بیسارن انکی گرفتاری کو چلا ہی غرضکہ جس شب کو عمرو ذلت شاہ طلسم کو دیکر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت یہان گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہوکر باجاہ وجلال حکم ران ہوا اور لشکر خواب دیدہ عالم سے فرار کر گیا کہ ابیات

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر جہان گشت از نور او کامیاب	گرفتہ ز مشرق چو راہ سپہر ز چشم خلایق روان گشتہ خواب

مہرخ بھی دربار مین نقارہ نوازی فرماکر سریر مملکت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر ہوے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بپایہ بیٹھے ہنگامہ حکم رانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا کہ اسپے آپ اگرچہ کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ از خود بیوقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہی شاہ جادوان نے تیرے لیے کوئی سحر کیا ہوگا یا ساحر تجھے گرفتار کرنے آتا ہی یہ سوچکر چلا مہرخ نے پوچھا کہ خواجہ کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آجکل اچھا نہین ہی کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہی عمرو نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہی ذرا پھر آؤن تو آتا ہون

یہ کہکر نکلکر چلا گیا جب یہ جا چکا اُس گھڑی زمین تھرائی اور بلیسران ظاہر ہوا مہرخ وغیرہ نے گولے سحر کے سنبھالے بلیسران نے ہنسکر کہا ای نمک حراموں تم لوگ مجھ سے کیا لڑوگے دم بھر مین چٹکی سے ملکہ مثل شپہ وگس تم کو ہلاک کرونگا ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا جس کام کے لیے بھیجا ہی انتظام اُسکا کرکے چلا جاؤنگا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑوگے تو اچھا نہین ہی یہ عتاب و خطاب سُنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بلیسران تلاش عمرو مین پیک نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو کہ نام اُسکا محبوب پری چہرہ جادو ہی یہ عاشق ہی اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی تھی شاہ کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہی اور کنیز بھی اُسپر فریفتہ ہی مگر بوجہ خوف ملکہ بہار کے اُس سے مل نہین سکتی ہی اور بلیسران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہی کچھ کہہ نہ سکتا تھا اُسوقت اُسنے دیکھا کہ محبوب پری جادو ستون بارگاہ کی آڑ مین کھڑی ہو مگر مجھے دیکھکر ہنستی ہی بناؤ سنگار کیے ہی مسی لگائے کھوٹا جمائے ہی ہاتھون مین یو ریور چھلے ہین مُنھ پر زلفون کے ساتھ پٹے چھوٹے ہین کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دیے چھاتیان اُبھار سے دکھا رہی ہی یہ عالم معلوم ہوتا ہی کہ

بیت

رنگت بھبھوکا پیٹ ملایم اور کچون مین سختی ہی	سینہ سے لے ناف تلک اک صندلکی سی تختی ہی

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھکر اُسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہی اور کبھی سامنے آکر تیوری چڑھاکر مُنھ بناکر سر ہلاتی ہی کبھی ٹھٹک کر بیٹھ جاتی ہی اور کبھی چھلانگ مار کر ادھر سے اُدھر پھرتی ہی کبھی گریبان کھول دیتی ہی اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہی چھاتیان دکھاتی اور گاہے آنچل اُٹھاکر سر پہ ڈالتی ہی اور مُنھ عاشق سے چھپاتی ہی اِن اداؤن کو دیکھ کر بلیسران مرمر گیا اور دل سے کہتا تھا

رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان	باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
خوبی ہی تمھین یہ ختم محبوبی کی	یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

اُدھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہی باہر بارگاہ کے چلکر دو دو باتین کر لے یہان ملکہ بہار کے روبرو وال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بتا اُدھر جا اِدھر آ بغدہ شدہ دربارگاہ پر پہونچکر اس طرف اُسے دیکھکر پیچھے پھری کہ دیکھو مطلوب بھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا کنکھاری اور آپ سے آپ اَوں نی کرکے بارگاہ سے نکل گئی بلیسران نے جو آواز اُسکی

سُنی سمجھا کہ تجھے در پردہ بلاتی ہی یہ بھی نکل آیا اور پاس کنیز کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اُسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق مین بھی بیچین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم اے صنم نہ بھولینگے تمھین
یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین
جب تک یہ دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب بہار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہو مین محبوب نے کہا میرے سامنے کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا مستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا تجھے میری محبت ذرا بھی ہوتی تو آج تک میرے پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بلیسران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا کہ رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین
سرپٹک پٹک کے جی کھوتے ہین
لے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین
سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

لے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کرکے ذرا سامنے درہ کوہ مین چلکر صحبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہی تو مستی مین بھرا ہوا ہی میری عزت مین خلل آجائیگا بس مین نے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بلیسران بولا کہ اے غمگسار سیم اندام میرا آنا یہان پھر کاہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہی کہ رباعی

بوسے سے جو منھ موڑو تو موڑو اپنا
گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہو
ٹک پاؤن تو وا بلے ہمین وا اپنا
نوکر جاکر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا تجھے مردوے دم دہاگے جھانسے نہ بتا مین کمبخت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑگئی یہ کہکر آگے بڑھی بلیسران ساتھ ہوا تیچھے پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہوجاؤنگی تو میرے ساتھ نہ آغرضکہ اسی طرح باتین بناتی ہوئی درہ پہاڑ مین آئی عاشق اُسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ اپنا بچھایا اور اس

چلنے سے گہنا باتا اترانے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جانناِ مین گہنا پہنے ہوئے ہون اب کبھی اٹھلاتی ہی کبھی ٹھنکتی ہی کبھی سر اُسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہی اور دل سے کہتی ہی آج جو میرے ہی سو راجہ کے نہین ہی یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آ نکلا اور دیکھا کہ کنیز سہار کی ایک ساحر کے ساتھ اختلاط کر رہی ہی اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر میرے ہی لشکر کا ہی اس کنیز سے پھنسا ہی تو چلکر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پاؤن کا پتے سر ہلتا ہوا کولے کی ہڈیان نکلین سر جیسے گا لاروی کا ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی لونڈی جھجککر بلیسران سے الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہی بلیسران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آتی ہی اُدھر اُس بڑھیا نے اُسکو دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قایم رکھے راج سہاگ میری سہاگن کا بنا رہے میان پاؤن مرید رہین میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ تکین لے مین صدقے تمھین ہنسنا بولنا نصیب یہ کہکر کراہ کر کے بیٹھ گئی محبوب کی جان مین جان آئی کہ یہ کوئی واقفکار نہین ہی پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہان چلین اس جنگلے مین کیون پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بلیا لون اس موے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے مین مٹی خراب ہی ستیاناس برباد ہر طرف خاک چھانتی پھرتی پھرتی ہون اسوقت لشکر مین مانگنے جاتی تھی تمھاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمھاری عزت و حرمت رکھین مکان قریب ہی وہان چل کے ہنسو بولو بلیسران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین مین بحکم شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اٹھون تو اُسکو گرفتار کر لے جاؤن بڑھیا بولی وارے اُس موے کا پکڑنا کیا مشکل ہی کل میرے آ نکلا کر توڑ گیا تھا مین نے بھی پھکنی کھینچکر ماری غارتی کی ٹانگ جانتی ہوگی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین انڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس اولٹ پھیر مین بچا لاکی تمام گھائی مین ٹہنا بیہوشی کی دبی تھی شراب مین ملا دی اور گویا ہوئی کہ قربان اتنی شراب مین کیا کرونگی تم بھی بیہوش کر دین بڑھیا ہون مجھسے کیا حجاب کرتی ہو مین نے جوانی مین بیبیون کے ساتھ مزے اوڑائے بقول شخصے کا لے مرکا ایک نہین چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا بڑی دل لگی باز ہی آخر بڑھیا کے ہاتھ سے دونون نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل شراب کی زنبیل مین رکھی اور اُسکو قتل کرنا چاہا وہ رد دیکن تن زور سحر تھا عمرو نے کر چھا اور سیسہ زنبیل سے نکالکر گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرا نورد رہتا ہی لشکر مین کم جاتا ہی دور سے

یہ کرشمہ دیکھ رہا تھا وہین سے پکارا کہ اوستاد آپ تکلیف نہ کرین مین آیا اور قریب آکر اس زور سے
بغدہ مارا کہ بلیسران کے دو ٹکڑے ہوے واصل جہنم ہوا غل و شور برپا ہوا کہ مارا بلیسران کو عمرو نے
صورت اصلی بنا کر محبوب کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی تھرانے لگی اور پاؤن
پر گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نہ کہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا نکالکر مارنا شروع کیا کہ مالزادی
دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب نخرے بگھارتی ہی غرضکہ خوب مارا وہ سارا بناو سنگار خاک
مین ملادیا اور جھونٹے پکڑکر لے چلا کہ چل تو سہی قحبہ سامنے بہار کے تجھے بھی قتل کرونگا کنیز نے
بہت منت کی کہ اور جتنا جی چاہے آپ زد و کوب کر لیجیے مگر وہان نہ لیجایئے میری جان بچایئے
عمرو نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہی اور جو تونے جمع آج تک کر کے رکھا ہو وہ سب مجھے دیدے تو بچیگی
محبوب نے کہا چار جوڑے بھاری کپڑون کے اور سو روپے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کر کے رکھے
ہین اور باقی یہ گہنا ہی عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار پوچھین گی کہ گہنا کیا کیا تو کیا بتایئگی کنیز
نے کہا کہدونگی گہنا اوتار کر دریا کے کنارے رکھکر نہانے مین مصروف ہوئی کوئی چرا لے گیا عمرو نے
کہا دو روپے کا پتیل لیکر مین لے کاہے کو وہ بات کہ جس مین پرسش ہو کنیز نے کہا آپ چلیے
مین بات بنالونگی اور دل مین یہ خیال کرتی تھی کہ بی بی کا مال چرا کر سب کچھ ہو جائیگا کچھ غم نہین
اسوقت تو جان بچ گئی خلاصہ کلام وہان سے سب بارگاہ مین آئے مہرخ مستفسر ہوئی کہ خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا بہنی کرنے خیر دو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین مل گئین یہ جو بی محبوب
کھڑی ہین انکی بدولت بلیسران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا اس بیان سے محبوب کانپنے لگی
کہ ایسا نہو عمرو میرا حال کہدے اور عمرو نے اُٹھکر کنیز کو الگ بلا کر کہا کہ اگر آدھا روپیہ مجھے دینے کا
اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام دلوادون کنیز نے کہا مین بہت کچھ دے چکی ہون اب مجکو معاف
فرمایئے عمرو بولا کہ وہ دن جو کچھ تو نے درہ کوہ مین کیا ہی لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ
سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا یہ سُنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ
میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہی اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہی کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے
عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہو اس نے ہماری جان بچائی بلیسران کو درہ کوہ
مین لگا کر لے گئی اور مجکو خبر کر گئی مین نے جاکر کام اُسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا روپیہ اس
ہلڑ مین جاتا رہا اسی کو اُسنے مجھسے الگ بلا کر کہا کہ بی بی سے مجکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا
کنیز کی رفاقت کا سُنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالامال

ہو گئی عمرو نے اُسکے جاے سکونت پر جاکر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش ونشاط ہوا اور دور بادۂ گلرنگ آغاز تھا اور بربط و چنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور بہت خوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق و گام فرساے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار و ناصبور یعنے ملکہ مخمور کا سُنیے کہ بعد اُتار دینے یار دریاے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو جگہ دینے کا حال سُنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہو گی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑے گی خیر مخمور عشق کے کارن جو ہو وہ تھوڑا ہی پاؤن بھی خانۂ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کا غل سُنا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہی رسوائی تو اس کام مین دھری ہی جتنی بے عزتی ہو عین عزت ہو دیوانگی اور بہ ہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر اور سعادت ہی کہ ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیئے الفت مین نام	بے نشان ہو جایئے بس یہ نشان درکار ہی
زیست بدتر مرگ سے ہی گر نہووے وصل یار	ورنہ جی تن کو مرے نے تن کو جان درکار ہی
ہووے شادابی گلشن کب بغیر از آب جو	سینہ پر داغ کو اشک روان درکار ہی
سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہی دل بستگی	جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہی

اسی سوچ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین بے تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی روکر یہ سُناتی رباعی

گر دل نہ یہ مبتلا کسی پر ہوتا	مین کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا
کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہی جم	کاش اسکے عوض بغل مین پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال مین مبتلا تھی کہ یکایک تڑاقا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبرا کر شرط ادب بجالائی اور تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کلبۂ احزان کو منور اور مزین فرمایا اُس پتلے نے کہ ہم شبیہ تھا افراسیاب کے اور باغ گلزار سے واسطے اسکی گرفتاری کے شاہ جادوان نے بھیجا تھا کچھ اسکی باتون کا جواب نہ دیا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا دم بھر مین سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت پہلو شاہ مین بیٹھی ہی مگر دونون غضبناک ہین اس اسیر پنجۂ فراق نے دونون کو سلام کیا افراسیاب نے

بہ غصہ خطاب کیا کہ کیون ای قحبہ بے حیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تونے عمرو کو دریاے سحر
کے پار اوتار دیا محمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم مین خار کھاتے ہین جلتے ہین کسی نے تہمت
لگائی ہی ورنہ مین عمرو کو پار کیون اُتار دیتی وہ میرا کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا
افراسیاب نے کہا دیکھو تیرا جھوٹ معلوم کیے دیتا ہون پس پڑھکر دستک دی کہ ایک تخت فلک
کی جانب سے اُترا اسپر ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اُس سے حکم کیا کہ اے حباب جام
زیر دست جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے اُسنے ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے اسکو
محمور سرخ چشم کے حوالے کیا کہ ای ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب ساحری کا جام پیو محمور نے وہ جام
لیکر پی لیا شاہ طلسم نے سحر کیا اور کہا کہ ای حباب تم جاؤ اور کاتب نامۂ اعمال سے کہو حاضر ہو یہ
کہتے ہی وہ ساحر تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک تپلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب
نے کاغذ وغیرہ محمور کو دیا اور کہا لکھو اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے
حال سے گو کہ ماہر تھی مگر خبر کا ساختہ بھجتی تھی فی الفور سارا ماجراے عشق نور الدہر اور عمرو کا اپنے
گھر مین رکھنا اور پھر دریاے سحر کے پار چلی دیکر اوتار دینا سب حال لکھ دیا جب لکھ چکی شاہ طلسم نے
سحر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش مین آئی اسوقت خطاب کیا کہ دیکھ تو نے
اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہی اس حیرت زدہ آئینہ رخسار محبوب نے سب کیفیت اپنی معاینہ کی اور
سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہوا اب جواب کیا دے مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی
کے سوا نہین تقصیر کا جواب ۔ اُسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی تپلی قلم اور دوات لیکر
چلی گئی اور دو ساحر گریہ منظر بد ہیئت تازیانے لیے زمین سے نکلے اور محمور پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
فگار ہوا پیرہن ہمارا تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اُسکا قفس تن سے پرواز
کر جائے کہ حیرت نے دست بستہ کہا ای شہنشاہ بس یہ اپنی سزا کو پہونچی اب میری خاطر سے درگذر
فرمایئے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا کہ چار تپلیان تخت لیکر آئین اُسنے کہا اس
مہرمہ کو اُسکے گھر پہونچا دو اور ساحران تازیانہ زمین مین سما گئے تپلیون نے تخت پر محمور کو ڈال کر
گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لیکر چلی گئین کنیزین اور ہمرازین انیسین وغیرہ محمور کے پاس آئین
اور اُسکا عالم دیکھ کر رونے لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اس ماہ سپہر عاشقی کے
سب نے حلقہ کیا کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرۂ بے نظیر کی چٹر چٹر
بلائین لین کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیاں شاہ طلسم کو دین کہ اس بھڑوے افراسیاب نے

ہی ہی اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا کوئی ملکہ کا منھ پکڑکر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منھ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چنڈری کا صبر موے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے مجھے کس قصائی شقی پالے ڈالا ایک نے کہا ای لوگو مین یہ حیران ہون کہ اس جوانامرگ افراسیاب کا ہمارے ملکہ نے کیا ڈھالا بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اسمین میری جان اُسکا کیا اجارہ اور اس مقدمے مین وہ تو کیا جنکی عرش پر حکومت ہی ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہی وہ کچھ نہین کرسکتے تو بھلا یہ بجھڑوا کیا کریگا وہ اپنی جورو کی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈاتی پھرتی ہی مثل مشہور ہی کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک مخمور نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پانون ٹھٹکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہی یہ کیفیت طاری ہوئی اُسوقت سارا محل تلے اوپر ہوگیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے بڑے پچھاڑین کھانے لگے اور گرد ملکہ کے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابیات

ہائے افسوس کیا یہ آہ ہوا	ہائے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہائے درد کا چارا	بے اجل تو نے ای فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی نہ چھڑی	اُسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگائے ہین اُسکے	پیٹھ پر پڑ گئے نشان جسکے
ہائے کوڑون کا درد مان گئی	ہائے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس ظلم کی کرین فریاد	سربسر کردیا ہمین ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے منہ کے دیے کیوڑا اور قواکہات کا عرق حلق مین ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اُسکی تیمار داری کرتے ہین دیکھا چاہیے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہی اور کہان جاتی ہی مگر شاہ طلسم کو بعد اسکے گھر بھیجدینے کے طائران سحر نے خبر دی کہ بسیم اُلفت جو بہر گرفتاری عمرو گیا تھا وہ مارا گیا اس خبر کو سنکر غضبناک وہان سے اُٹھا اور باغ سیب مین آیا یہان اہالیان دربار حاضر تھے سب نے تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھنکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنے باغبان قدرت سے کہا جلد جاکر عمرو کو پکڑ لا ازبسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پاچکا ہی تامل پذیر ہوا تھا کہ شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اسکو گھورا فرط خوف سے کہ مبادا اغل مخمور مجبیرنہ عتاب ہوکر عمرو سے یہ ملا ہوا ہی جب تو اُسکی

گرفتاری مین رکتا ہو فوراً روانہ ہوگیا جب یہ جا چکا حیرت سے کہا ای ملکہ تم بھی لشکر مین جاؤ اب مین ایک ساحرہ یا ساحر کو بمقابلہ مہرخ بھیجونگا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت دو تین اپنے ملازم چھوڑ کر اُنسے کہ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہو کر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل مین بھی اُسکے جانب سے شعلے اُٹھ رہے ہین اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اُسکے مارونگی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر مین آئی یہان بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہان صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین وہ عرض رسا ہوئین کہ ای ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے صلاح ٹھرائی حیرت بولی کہ ای صرصر کیا وہ عیار نگوڑا نمرادہ ہی یا کوئی جن ہی آسیب ہی چھلاوہ ہی کہ قید ہوتا ہی اور پھر بمقتضائے بیت

تو ای از خاک و باد و آب و آتش		نمی شاید کہ بر یک حال باشی	

وہ ایسا آنکھون کے سامنے سے اوب اور تلپٹ ہو جاتا ہی کہ پتا ہی نہین لگتا ہو اسکی بار باغبان قدرت اسکی گرفتاری کو گیا ہو دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہو وہ قید ہوگا یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن اب کی سوا جو ہتے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہین گے مگر مجھے افسوس یہ ہو کہ تم عیارنیون سے کچھ نہو سکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش ہوتے عیار بچیون نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر چھوٹ گیا ہماری عیاری مین کیا قصور ہو اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہین وہان سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر جو کچھ گذرے گی وہ بھی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر رخصت ہو کر چلین راہ مین برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھکر صورت اپنی تیز نگاہ عیارہ کی ایسی بنائی اور پاس جا کر کہا کہ کہان کا ارادہ ہو صرصر بولی کہ بہت دنون سے گھر نہین گئی ہون آج چاہتی ہون کہ خبر لے آؤن تم بھی جی چاہے چلو برق یہ سنکر ساتھ ہولیا راہ مین اُسنے کہا بہن تمنے کچھ سنا بھی باغبان قدرت گیا ہی عمرو کو پکڑنے اس کلام کو جو برق نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہو گیا اور چپ ہو گیا صرصر اُسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے پہچان گئی کہ یہ تیز نگاہ نہین برق عیار ہی فوراً جھنجلا کر بولی کہ موے ناعیار مجھے دم دینے کیون ساتھ چلا آتا ہی جا دور ہو اپنے باوا سے کہدینا کہ ذرا بچا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست ساحر ہی برق نے کہا اُستانی تم تو اتنا خفا کیون ہوتی ہو ہم تمھاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہین اور تم ہو کہ سیدھے منھ بات نہین کرتین صرصر نے کہا کہ تیری محبت کو جھلسا اور تیری اُستانی کو کیا نہ کو سون جو اما مرگ آیا با ئین جکنا نے موے غارتی لے کیا دل لگی نکالی ہو اُستانی بناتا ہی تیرے

اُستاد کو لوکا لگاؤن سات جھاڑو اتوا زنگل ماروں جاد وفان بھی ہو برق کو از بسکہ خبر باغبان کے آنے کی اُستاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پاکر راہی ہوا اور پاس عمرو کے بارگاہ مین آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان آیا چاہتا ہی عمرو نے کہا خدا مالک ہی مہرخ بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھ کر چلا جائیگا عمرو بولا کہ ایسے مقام مین نہ چھپا ہون اور نہ چھپون گا ایک بار مین نے باغبان کو قتل کرتے کرتے چھوڑ دیا تھا ذلیل و زبون بہت کیا تھا اب پھر اُسکی شامتین آئی ہین یہ کہکر علحدہ ہوگیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر زنبیل مین ڈال لیتا ہی نکالکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کردیا تھا اب ہوشیار کرکے اُس سے کہا کہ تو میری قید مین تھا اس شرط سے تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ خبردار کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ مین عمرو ہون اگر اسکے خلاف کریگا تو مجھکو تو جانتا ہی مار ڈالون گا اور اگر میرا نام و پتا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو بھی ہوگی اور لوگ حرمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اُسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب تخت شاہی میرے بیٹھنے کی کرسی بچھی ہی وہان جاکر بیٹھ یہ قیدی باشندہ ملک روم ہی حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل مین دن بھر لوکزی ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے اسی سوقت اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب شراب پی اور کہا مین بھوکا ہون مہرخ نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خواجہ کے لیے خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی صحنچی مین دسترخوان چنا جائے حسب ارشاد بکاول نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدیؒ بیت

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان
عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

بلکہ فرد

اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند
لئیم الطبع پندارد کہ خوان است

اس مر بھکے نے فی الواقعی ہتھے مارے اور سیر ہو کر کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ عرصے مین تبخیر ہوئی کہا مین سوؤن گا وہین پلنگڑی بچھا دیگئی لیٹ رہا مہرخ نے خدمتگار چپی کرنے کے لیے بھیجے اور پردے چھوڑ دیے یہ لیٹا کیا کہ خراٹے لینے لگا اسوقت برق کہ خبر کہکر چلا گیا تھا پھر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ اُستاد کہان ہین مہرخ بولی کہ آرام کرتے ہین اُسنے جاکر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا اُستاد کبھی ایسے غافل نہین ہوتے تھے لاؤ جگا کر دیکھون کہ کون ہی یہ تجویز کرکے اُسے بیدار کیا اور پوچھا تم کون ہو اُسنے کہا مین عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ اُستاد

سنین ہین ہنسکر بولا کہ واہ ہمین نے بتایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو پوچھتے
کیون ہو مین وہی پہلوان رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمایئے وہ لیٹ رہا اور یہ دل سے
کہتا ہوا کہ واہ اُستاد خوب الگ ہوے اور اچھا اُس کو رول دیا چلا گیا کہ دیکھون اُستاد کہان گئے
ہین لیکن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو پکڑنے آئے تو اُس سے مقابلہ نکرنا گرفتار کر لیجانے
دینا یہی کہکر اوستاد سوئے ہین یہ کہکر آپ روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر
اندر زمین کے سماکر اور آکر وہین نکلا کہ جہان وہ رومی سو رہا ہی لیکن اُسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی
مہرخ وغیرہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا ہوئی کہ ای بہار کوئی صحنچی مین آیا ہی زمین ہل رہی ہی بہار
نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر یار خبر دے رہا ہی اس اثنا مین رومی کو باغبان نے دیکھ کر کہا ای مکار
یہان چھپا ہی اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہی یہ کہکر پنجہ کمر مین دیکر اڑا اُسنم باغبان قدرت
یہ صدا مہرخ وغیرہ نے سُنی کہا ارے صحنچی کے پردے باندھو دیکھون تو خواجہ کے پاس کون آیا
ہی پردے جو باندھے گئے عمرو کا پلنگ خالی پایا رونے لگی افسوس کر اب کی شاہ طلسم اُسکو زندہ
نچھوڑیگا کیونکہ اُسکے ہاتھ سے اُسکو ذلت بہت ہوئی وہ جانی دشمن ہی بس اے مہرخ جب ایسا
دوست مارا جائے تو خاک. لطف زندگی ہی سب کارخانہ ہیچ ہی چاہیے کہ چلکر دریاے سحر مین اپنے تئین
گرادین یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوے لشکر مین تلاطم پڑ گیا جلد سب نے کمر
مرنے پر باندھی برق جو تلاش عمرو مین گیا تھا ہر طرف پھر کر آیا یہان سب کو آمادہ سفر دیکھا پوچھا کہ
انکا کیا ارادہ ہی مہرخ نے جواب دیا کہ خواجہ کی محبت مین جان دینا منظور ہی دریاے سحر مین جا کر
گرینگے اور طلسم باطن پر حملہ کرینگے برق نے کہا آفرین یا دیہی چاہیے ہی اور شرط محبت کے یہی لائق ہی
لیکن خواجہ یہان موجود ہین اُنکے دشمن پکڑ جائین تم جاکر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان
کرکے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو گرفتاری اُنکی ثابت
رہے اور تم دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مہرخ یہ کلمات سُنکر خیمہ مین آئی اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی
لیکن احوال عمرو کا سُنیے کہ یہ جو بارگاہ مین پہلوان کو بھیجکر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا
ایک جنگل مین پہونچا وہان ایک مکان بنا تھا اسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو
لڑکے کھیل رہے تھے عمرو بڑھیا کی صورت بنکر اُسکے سامنے گیا اور کہا سامری بھلا کرے مین بہت بھوکی
ہون کچھ ہو تو کھلوا اُس عورت نے گھر مین اُسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ
جمشید و سامری تیرے بچون کو خوش رکھے جیا تو نے بھوکے کا پیٹ بھرا ہی عورت نے پوچھا

کہ بڑھیا تیرا کوئی ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھ کمبخت کا کوئی نہین ہو سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی دو تمھارے ہی
یہان رہون اور پچاس اشرفیان نکالکر دکھائین اب تو وہ ساحرہ پاس آ بیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا
کرو گی بڑھیا بولی کہ میرے بھلے برے وقت کے کام آئینگی تین تین فاقے کرتی ہون مگر انھین صرف
نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہی تم علحدہ چلو تو بتا دون پس یہ کہکر اور
ہاتھ اس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین لے گیا اور اُسکے مُنھ پر ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا مل دیا وہ بیہوش
ہوکر گری اُسکو زنبیل مین رکھا مگر پیرہن اسکا لیکر اُسی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر
چاکر تھے اُنسے کہا یہ بڑھیا بڑی دغاباز ساحرہ تھی کوٹھری مین جاکر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین
آنے نہ پائے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میان آتے ہونگے کنیز نے کہا سالن بگھار چکی ہون روٹی
پکانا باقی ہی غرضکہ اسی طرح **عمرو** تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہی مگر **باغبان قدرت**
اُس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار شاہ طلسم جو دیکھا ہوش
جاتے رہے اور جی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے ناقوس گھڑیال بج رہے ہین دف اور
جھانجھ اور نفیری کی صدا بلند ہی اس حال کو دیکھکر گھبرا کر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام
کرنے لگا اور **افراسیاب** نے کہا کیون ای **عمرو** تو نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہی وہ بھی یاد ہی اب اسکا
بدلا مین تجھ سے لیتا ہون رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو مین یہین رہون
افراسیاب بولا کہ او بدذات نابکار تو مجھے دم دینے لگا یہ سُننا تھا کہ رومی تو پہلوان ہی اسکو بھی غصہ
آیا اور گویا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسون سے یون ہی بات چیت کرتے
ہین **افراسیاب** نے جھلا کر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرامزدگی ہر بار جتاتا ہی رہ تو جا تیری
ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری ہفتاد پشت بلکہ ایلٹی چلٹی تک مسخرے کیا بڑھکر
بولتا ہی گردن اوکھاڑ کر پھینک دون گا تکرار جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ میان
یہان سے ٹل جانا چاہیے آج **عمرو** بھی بگڑا معلوم دیتا ہی یقین ہی کہ بڑا فتور کریگا ایک ساحر نے
کہا بھائی ڈر کیا ہے تم بڑے نامرد ہو یہ سوائے کہ لینے کے اور کیا کریگا زبان کھلی ہی دست و پا
بندھے ہین اُسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہی جوتیان پڑتی
ہین مُنھ کالا ہوتا ہی یہ کہکر دو ایک ساحر اُٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اُٹھکر
جو گئے پھر نہ آئے اور **افراسیاب** نے بغصہ حکم کیا کہ اے **باغبان** اس بے ادب کا سر کاٹ لے وہ
پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین قید رہا اب یہ

میرا سر کاٹتے ہین یہ نہوا کہ مجھپر احسان کرتے اور روپیہ دیتے کہ مین روم کا آدمی ہون یہان سے روم تک تمام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ اسکے فقرے پر اور دم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے بازو پر اک تہ بندھا تھا اسمین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہی اُسپر نقش تھا کہ یہ شخص بیشک عمرو نہین ہی رومی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے باغبان رُک رہا اور ندامت زدہ ہوا کہ عمرو فریب دیکر مجکو نکل گیا اب شاہ طلسم مجکو ذلیل و زبون کریگا اسکے ٹھہرنے سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون کس وجہ سے کیا پس و پیش ہی باغبان قدرت نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہی یہ عمرو نہین ہی اور اک شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی عمرو نہین ہی بہ غضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو چھوڑ دو مین اُس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی تو زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار ہاتھ مین آئینہ لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب نے آئینہ اُسکے ہاتھ سے لے لیا اُسپر غلاف سُرخ مخمل کا چڑھا تھا اُسکو اُتار کر پھر کچھ سحر ورد زبان کیا کہ دو عورتین اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسرے کے ہاتھ مین رومال اُسنے حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو پس پچکاری لیے جو عورت تھی اُسنے پچکاری مار کر گرد آئینے کے دھوئی اور دوسری نے رومال اُٹھا کر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگایا اُسنے کہا اے باغبان دیکھ اس آئینہ مین جہان عمرو ہوگا نظر آئیگا باغبان قریب آکر دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سُنیئے کہ اس ساحرہ کی صورت بنکر یہ جو بیٹھے بعد لمحہ کے اس ساحرہ کا شوہر آیا اور اُسکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین بہت بھوکا ہون عمرو نے اُسکو بٹھلا کر ہاتھ دھلائے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا آپ رومال لیکر جھلنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو مین اُنھین بٹھایا اور کہا صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی از راہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا اسی حالت کو آئینۂ سحر مین باغبان نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین اندر مکان کے میان بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے ہین اُسنے کہا اے شہنشاہ مجھے عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا جو بات آئینہ ہو اُسکو کیا تبلایئے او بیوقوف یہ عورت مرد کے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہی نہین دیکھتا کہ نوالے جیب و آستین و دامن مین رکھتی ہی آپ نہین کھاتی یہ وہی مفتری فریب شعار ہی یعنے عمرو کس لیے کہ آئینہ کا خلاصہ ہی کہ جسکے جویا ہو اُسکے مقام کو ظاہر کر دیگا آگے اپنی سمجھ ہی اب تم سیدھے اسی جنگل مین جاؤ اور اس ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہی اس حال سے مطلع

کرکے اُسکی جورو کو پکڑ لاؤں مین اُسکو یہان عمرو بنالونگا باغبان قدرت یہ باتین سُنکر بزور سحر اُڑکر چلا اور چشم زدن مین بیابان کے مکان پر پہونچا وہ کھانا کھانے مین سے اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی اور تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائین باغبان قدرت نے اُسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اُسکی جورو کی گود مین ڈالدیا عمرو اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آدھے دھڑ مین دم اپنے نپایا یکایک زمین پر لوٹنے لگا کہ ہاے میرے کوے مین درد ہوتا ہی بیابان جورو کا یہ حال دیکھکر سخت مضطرب ہوا اور کہا ای وزیر اعظم اُسکا کولا سحر سے اچھا کردیجیے مین اپنی بی بی کو چاہتا ہون باغبان بولا کہ ای نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اُسکو اسنے غائب کردیا ہی یہ عمرو عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اُسکی گرفتاری کو بھیجا ہی بیابان یہ سُنکر سر پیٹنے لگا کہ ہاہی میری بی بی عمرو نے اُسکا ہاتھ پکڑکر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ موجود ہون اُسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی باغبان نے جو سُنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا کہ ایک ابر فلک پر آیا چند بوندیان اُسمین سے عمرو پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اُسکا دھوگیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا ای عمرو واسطہ تجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتادے کہ کہان ہی عمرو نے کہا مین بھوکا تھا اُسکو تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کرچکا اگرچہ باغبان نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ کرجاتا یہ کہکر باغبان کی طرف مخاطب ہوکر کہا مجکو سامنے افراسیاب کے نلیجا اور تجھے ایک بار کی اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذارسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جاننا کہ جو مجکو ستائیگا جیتا نہ بچیگا مین کشندۂ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو باغبان قدرت یہ گفتگو سُنکر خوفناک ہوا اور لاکہ جمشیدی کو دیکھا اسیر منقوش پایا کرچہ یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی یہ مارا کسی سے نہ جائیگا مگر اسوقت اُسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان تجکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا تجھے وہین سے آنا اسکے تجسس مین مناسب نہ تھا باغبان کو جب یہ دریافت ہوا اپنے آنے سے نادم ہوکر بناچاری عمرو کو پنجہ مین داب کر اوڑا عمرو نے کہا ای باغبان ذرا ٹھہرجا اور ایک بات میری اور سُن لے اُس کلمے سے وہ ٹھہر گیا عمرو نے کہا تو مجھے طلسم باطن مین لیے چلتا ہی تو اتنا کام کرکہ مجکو باندھ کے زمین کے اوپر چل تاکہ دریاے سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذر ہی وہ مجھے اور مین انکو دیکھ لون جب دریا کے کنارے پہونچنا اُسوقت جسطرح جی چاہے لے چلنا اور قسم نمک حمزہ کی اگر یہ میرا کہنا نہ مانا تو مین تجکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا باغبان نے کہا تو یہ چاہتا ہی کہ مین پاؤن سے چلکر دریاے سحر

تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار مجھے چھڑالین تو یہ امر بخیر ہو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے
دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اوتر کر چلا اب اُسکو تو جانے مین
عرصہ ہوگا جب تک دربار افراسیاب کا حال سُنیئے کہ وہ آئینے مین بیٹھا سب کیفیت معائنہ فرمایا کیا
جب باغبان قدرت لیکر عمرو کو راہی ہوا اُسنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر
جو مشہور ہوئی حیرت اپنے ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان چھوڑ گئی تھی اُنھون نے جاکر حیرت کو
اطلاع دی کہ چلیے عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہوکر سوار ہوئی اور بعد قطع راہ دربار شاہ
جادوان مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کرکے کہا باغبان قدرت
اب عمرو کو لایا چاہتا ہے خلاصہ کلام سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک فلک کی طرف
سے صدائے مہیب آئی گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا
اُسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پا تک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن
وغیرہ اسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دو لاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تالیان بر بجی لیے شعلین روشن
کیے جے سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران نے کتاب سامری دیکھی
معلوم ہوا کہ بھبوت جادو دختر جنین جادو کہ جو تیرے طلسم مین ایک ملک کی حاکم ہے بمقابلہ
مہرخ آئی ہے کتاب کو دیکھکر اُسنے بند کردیا اس عرصہ مین بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا
اُسنے کہا کہو تمھاری مان کا مزاج کیسا ہے وہ کیون نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہونیکو
ہین مین پہلے اکیلے حاضر ہوئی ہون کہ اپنی مان کے آنے تک آپ سے اجازت لیکر کام سب
مہمون کا جاکر تمام کرون لہذا حضور سے مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب
نے کہا ابھی چلی آتی ہو ذرا دم لو اپنی بہن کو بلا بھیجو وہ جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ
بھبوت گویا ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت
دیجیے یہ کلام سُنکر حیرت نے کہا اے شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہے اسوقت آپ کا کہنا نہ مانے گی
اسے جانے دیجیے اچھا ہے ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑکر لائے اور ادھر مہرخ کو یہ جاکر گرفتار کرے
سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہوجائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی کہا اے حیرت تم بھی جاؤ
زیر گنبد نور بارگاہ استاد کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے بھبوت کے درست کرو حیرت
نے عرض کی یہین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو اور یاقوت
جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ کرو شراب و کباب ہمہ نعمت موجود کرو و خبردار کوئی

تکلیف ہنو وزیرزادیان روانہ ہوئین اور آکر مختار جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغہ بارگاہ ہی اسنے
علیحدہ بارگاہ حیرت سے زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کردیا
فرش مخملی بچھ گیا گیرے سنہرے اور روپہلے جواہر دوز آراستہ کردیے جملہ سامان راحت درست کرکے
اطلاع دی اسوقت بڑے کروفر سے **ملکہ بھبوت** سوار ہوکر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے جھانجھ
اور نفیر سحر پھنکی ساحران غدار ترنج اور ناریل اوچھالتے شعلے رال کے اڑاتے چلے کچھ عرصے مین دریا سے
اوترکر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان **منصور** اور **صورت نگار** پہلے سے موجود ہین انھون نے ساحرہ
بہر استقبال بھیجے **بھبوت** نے آکر اوّل **مصور** کی ڈنڈوت کی اور پاؤن کو بوسہ دیا کہ آپ نبیرہ سامری
ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین کہ کس شان سے اُن نمکحرامونکا کام تمام کرتی ہون
یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور شغل بادہ خواری کرنے لگی لشکر اُسکا اُترا اور آرام مین مصروف ہوا
لیکن جسوقت کہ شہسوار یکہ تاز میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جاکر ٹپکا زرین خطوط شعاع کا
کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ کے سب چھاگئی اور
مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی کہ **ابیات**

پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ — ہوا مشتعل شمع شب افروز ماہ
ہوا مہر گردون جو مستور پھر — بچھی ہر طرف چادر نور پھر

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارۂ رزمی گرد گڑایا طائران سحر نے یہ خبر بارگاہ **ملکہ مہرخ** مین
پہونچائی کہ ایک ساحرہ **بھبوت** جادو نام بہر مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہی اور طبل رزم اُسنے بجوایا
ہی آمادۂ جدال ہوئی ہی مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہی اچھا ہمارے لشکر مین بھی کوس
حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاوران نے نقارہ جدال بجایا صداے شر و فساد اُس سے
بلند ہوئی لشکر مین لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسباب حرب و ضرب
آراستہ کرنے لگے چار پہر رات تک یہی ہنگامہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ
افسون گر فلک خاور بقچہ سے نکلکر میدان چرخ مین آیا اور مشعل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل
خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ **نظم**

چو تیغ نور در کف کردہ خورشید — سیاہ تیرہ یکسر گشت ناپید
نوشتہ منشی قدرت باعجاز — بروے ہر ورق صد نکتۂ راز
زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد — زبس لرزان زمین شد سست بنیاد

سیاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگرنیان اژدہون پر سوار ہر ہر کر تین بجر نگ بجرنگ کا دم بھرتین بیرقین اور جھنڈیان ہاتھون مین لئے ایک طرف اکڑ ٹھہرین اور ایک جانب شیران بیشۂ تہور و جلادت صف باندھکر کھڑے ہوے گھٹا گھر کی چھاگئی اور بجلیان گرنے لگین رن بولنے لگا اور باجا جنگی بجنے لگا صفین جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گیئن افسران لشکر آگے بڑھکر کھڑے ہوے قلب مین مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدھا سب سے آگے بڑھا ہوا ٹھہرا نقیب اور کڑکیتون نے کڑکا کہنا شروع کیا اور مذمت دنیاے فانی کو باواز بلند سنایا زندگی سے دل ہر ایک کا پھیرا کہ نظم

ہر آن کس کہ بر کام گیتی نہد دل　　نزدیک اہل خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی　　ز دامان او دست امید بگسل

ہان دلیرو دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا دنیا میں چھوڑ کر معرکہ جنگ مین مر کر زندۂ جاوید ہو جاؤ اس صداے بھون پر سناٹا ہو گیا اور ہر ایک شجاعت کا دم بھرنے لگا بھبوت اژدر کو بشکل مرکب اڑا کر بہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سراپا میدان کا دکھانے لگی اور بغضب تمام کلمات رجز اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اسوقت اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

چوگامے چند در میدان قدم زد　　بناگہ فتنۂ عالم علم زد
بھبوت ساحرہ بودہ بلانوش　　غریوان تر ز ابر آسمان کوش
قدم در پیش و بر لب گفتگو داشت　　کہ مہرخ واگذار این کار ناراست
چو خارہ بہ دامانم میاد نیر　　کہ ھرے باد دارم مرگ انگیز
ندانی دیوم ای فرخندہ بنیاد　　کہ دارم پنجہ خود ناچو پولاد
بہ شکل سہمناک ساحران را　　تبر سازم چو طفلان ہر جوان را
چو مہرخ این سخنہا گوش کردہ　　بغصہ جام جرات نوش کردہ
بگفت ای سادہ لوح و بخت خواب　　چہ جاے گفتگوے بزز قصاب

بھبوت کو غضب کلام مہرخ سے طاری ہوا اور للکاری کہ ہیچ کسی کو میرے مقابلے مین نشوات جادو ملازم مہرخ عقاب اڑا کر اسکے سامنے جاکر ہم نبرد ہوا اسنے ایک ناریل سحر پڑھکر جو مارا نشوات کا سینہ توڑ گیا اسوقت مہرخ عازم میدان ہوئی کل لشکر کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سب کو تسہیل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرماکر تخت

آگے بڑھا باجے بجنے لگے علمون کو جلوہ ملا مہرخ میدان مین پہونچی بھبوت نے اپنے ہاتھ پر سحر پڑھکر آنکھون پر اپنی رکھ لیے یہان مہرخ کی بینائی چشم جاتی رہی بھبوت نے شمشیر سحر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے مہرخ نے گھبرا کر دستک جادو پڑھکر دی کہ دو تیغے چمک کر گر پڑے اور اُٹھا کر سامنے سے بھبوت کے لے گئے اُسنے قہقہہ مارکر کہا لو وہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو بُرا معلوم ہوا اور ایک گیند کھینچکر مارا بھبوت نے دو اُنگلیان اپنی بلند کین کہ وہ شل مقراض کے بن گئین اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اُسکے سب زمین مین بچھ گئے اُسوقت بھبوت نے کہا اے ملکہ بہار ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو بہار یہ سُنتے ہی اپنے طاوس پر سے اُتر کر اُن پھولون کے قریب جا بیٹھی اور جھومنے لگی بھبوت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہو کر اُسکے پاس نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ بھبوت از بسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی اسکے چیخنے سے بیہوش ہو کر گری پھر تو برق محشر بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کاٹکر اور دو ٹکڑے کر کے زمین مین اُتر گئی اور پھر زمین سے نکلا اُسکے لشکر کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بھبوت کی لاش کے باہم تڑپ کر ملگئے اور اُڑ کر ایک سمت چلے گئے صداے گیرو دار بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من بھبوت جادو بود ہنگامہ جو برپا ہوا برق محشر چمک چمک کر لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چیخین مارنے لگا اور بہار پر سے سحر دفع ہوگیا ایک جانب سے مہرخ بھی بینا ہو کر آئی اور کل لشکر لیکر فوج پر حریف کے حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

بسلن شیر نر مہرخ غضبناک
بیامد بر سر آن فوج سفاک

ہوا خواہان میدان را رضا داد
کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد

زیک سو کوس کین آمد بفریاد
زدیگر سو جوابش کوہ می داد

زیک سو لشکر آمد دزد گرسو
دو خیر یکدلان شد روے بررو

چو چشمان بتان ازبس کماندار
جہانے را بہ دم کشتند یکبار

زجا شیر فلک فرسائے جنبید
فلک حیران کہ کوہ از جاے جنبید

مزاج خون بخون گرم پیوست
دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر مین ہزارہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریاے خون موج زن تھا آخر لشکر بھبوت کا رو بفرار لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھے چلے اُسوقت مصوّر لغضب تمام آگے بڑھا واضح ہو کہ سحر مصوّر کا یہ ہے کہ تصویرین اول کل لشکر عدو کی قلم سحر سے کھینچکر رکھ لیتا ہے پھر طبل جنگ بجوا کر

مقابلے مین آکر تصویرون کا سر کاٹکر سب کو ہلاک کرتا ہو فی الجملہ جب سے یہ آیا ہو تصویرین تیار
کر رہا ہو اسی سبب سے ابتک نہین لڑا ہو آیندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اسوقت اسنے طغیانی
بحر لشکر دیکھکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ اُسمین سے دھوان نکلکر مثل دیوار کے روبروے لشکر مہرخ
چھا گیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دورے سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اُسکے لپٹ گئی
یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان و آسایش بجواکر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم تقسیم فرمایا اپنی
فوج کے کشتون کو اُٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور مصروف بعشرت ہو لیکن
وہان لاش بھبوت کی اُڑتی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے پہونچی اور طائران سحر نے
واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن
کے لیے اسکو منع کرتا تھا اُس نے اپنی ضد کی اور کہنا نہ مانا آخر بچہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب
اسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب چاہ زمرد پر ضرور میلا کر کے سب باغیون کو ہلاک کرونگا
اول کام عمرو کا تمام کرلون تو تدبیر کرون یا غبان نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جو اب تک عمرو
کو نہ لایا ان خدا پرستون سے بیڈول سامنا پڑا ہو نہ کسی ساحر سے کچھ ہو سکتا ہو نہ کچھ مجھسے بن پڑتا
ہو بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہو کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا
تھا کہ یکایک پنجہ سحر نامہ لایا اسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہوکر تعظیم بجالایا سر پر رکھا
آنکھون سے لگایا نثار کیا پھر لفافہ چاک کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرمان دہی عالی مقامے	زہے شاہنشہے فرخندہ نامے
نکو خلق و نکو روے و نکوکار	زعلم و حکمت و دانش خبردار
بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را	کہ رنجاند بر و مور و مگس را
فلک قدر و فلک رفعت فلک جاہ	گذشتہ پایۂ تمکینت از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے	بعلم و حکمت و دانش جہانے

اے بادشاہ نہایت مقام استعجاب ہو کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہوکر یون غفلت اپنے خداوند سے رکھے کسقدر
افسوس کا مقام ہو کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اُٹھارہ ملک باختر چھوڑے اور تیری ملک اور علداری
مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان اپنے بندگان مغضوب یعنی
خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تونے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اب مجبوراً تقدیر کر کے تیرے
طلسم کو غارت کردینگے اور یہان سے سمت کوہ زلال چلے جائینگے کیونکہ اب تھوڑے بندگان

مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہوسکتی ہی نامہ تمام کیا گیا والسّلام
یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند کی نہوسکی یہ سب شکایت آنکی
بجا ہی کس لیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہوسکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو اسوقت تک کام
خداپرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ کردے یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہا سے مہیب صورت نکلا اُس نے سامنے
شاہ کے ریک ساحرہ کو اُگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلے کے دہکتا تھا آنکھین یاقوت
رمانی کی طرح تھین اور ہنگام رفتار چنگاریان جسم سے اُڑکر گرتی تھین اس سے حکم دیا کہ ای قہار
شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت مین لشکر ساحران لیکر جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو
خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن تسلیم کرکے دوبارہ دہن اژدر مین
گئی اور اپنی جگہہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار ہونے کا دیا بجردا رشاد اسی ہزار ساحران نکار
سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے ترسول نیسول اس طرح چمکتے تھے کہ نیجۂ خورشید کو شرماتے تھے
لکے ابر کے سرون پر بزور سحر سایہ فگن سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے
اور پیچھے تمام لشکر ساحرون کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے اُنکے جانے کے
بعد شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر پیدا ہوا
کہ مثل فیل کے دو دانت منہ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے حکم دیا
کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن کو خدمت خداوند مین بھیجا ہی وہین
تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیان جواہر کی منگوا کر حوالہ کین کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور
ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے سپرد کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے
عظمت وجلال کے ساتھ سرفراز نامے نے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش
تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر گذری ہی اگر تحریر کردن تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤن
فی الحال دو ساحر با فوج کثیر خدمت اقدس مین حاضر ہوتے ہین حال اور نام اُنکے بروقت اُنکے
پہونچنے کے آپ کو ظاہر ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنون کا تمام کردینگے خلاصہ یہ کہ عرضی
اور کشتیان نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اسکے مطیع چالیس ہزار ساحر ہین وہ بھی ہمراہ ہوے
اور با حشم وخدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل بعد قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دار الامارۃ شاہی مین سر یر آرا تھا کہ لکہ ہاے ابر باران مختلف

پیدا ہوے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے خوش ہوکر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہی یہ سخن ورد زبان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت سے اُتر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اُترو ایا یہان بختیارک نے قہار سے کہا ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اُسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے کے تو جسم رکھتی ہوا اس کروفر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہاے افسوس یہ سب سطوت وصولت دم بھر مین خاک مین ملجایگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا خدا پرست بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین پیشترازمرگ واویلا یہ آپ ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند اُنسے دوبدو بھاگے پھرتے ہین خیر اب تم آئی ہو دم مین جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئے گا اور ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل ہی مین خاتمہ کر دونگی تم کہتے کیا ہو مجھے موے عیار کہان پا ئینگے اب بیرون قلعہ چلو تاکہ طبل جنگ بجے اور لڑائی کی ٹھہرے بختیارک نے پھر سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دُنیا کی ہوا کھاؤ جلدی نہ کرو پھر تم کہان اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنایئے باہر تشریف لے چلیے اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکلکر لشکر مین داخل ہوے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین ہوئے ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی جاسوس لشکر اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشور گیر ہوے شاہ سعد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سرداران عالی وقار گرد و پیش جمع تھے کہ ہرکارون نے مجراگاہ پر ٹھہر کر بزبان نیاز تما عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا

قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد
تا نام و نشان آسمان ہاست

عمر تو برابر جہان باد
در دہر ز دولت نشان باد

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامی ساحرہ نے آکر بجوایا ہی بروز فردا معرکہ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن وامان ہی خانہ دولت دشمن ویران ہی یہ عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوے اور مصدر

عزت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندر پر چوب بڑی چونسٹھ کوس جسکی صدا گئی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے بہادر مرنے پر تل گئے شور کرنا سے زلزلہ اذا زلزلت الارض زلزالہا آشکارا ہوا اور نفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب آیا کہ نظم

صداے گوش و کرنا شد بگردون	دل کر دبیان از خوف محزون
بنودہ آن صدا بد شور محشر	فلک در گردش و لرزان شدہ بر

دلاوران عرصۂ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی آلات حرب ہوے جس وقت کہ شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رو بفرار لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت و حشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست	شفق اطلس بزیر پاے انداخت
چراد وشن نہ گردد ماہ انور	کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہوکر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ پیرون کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کو جاپ کرتا تھا اور مالا لیے آسن جمائے وہیان لقا کا لگائے اسطرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سُنیے مالک پکار ہماری	ہم تو آئے سرن تمہاری
مین پاپی اپرادھی گھیرو	پاپ ندی مین ادھ بیچ پڑو
تاسین دکھی رہون دن راتا	ہُوا و سہائے موہنے بدھاتا
کیسی سُنی سینھ پکارا	اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سناکر رغبت جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرماکر پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو لحد ہو جو لاش چیل کوے نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم	دو گز کفن ملے گا کسی دن بخیل سے

الحاصل چار پہر یہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضہ کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہاے شعاع مین اسلحہ گھرا ہوا چمن چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گھرتا ہے نظم

سحرگہ ز تیغ خورشید ظفر کوش — شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر — برون آمد بجنگ انجم و اختر
ز تار و پود تیغ و خنجر صاف — ہوا گشتہ پرند آہنین باف

امیر سجدہ کر بارس مین داخل ہوے اور فریضہ نماز سحر ادا فرما کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر دلاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اٹھالے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مردہے نے نگاہ روبرو کر کر تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا جتایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی میدان مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جا کر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرما کر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کر کے بعہدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر بہ عسکر انجم فلک دوار نشان تھا کہ ابیات

فراوان اسپ با زین مکلل — برفتار از صبا صد رہ معجل
ہزاران فیل نر چون کوہ الوند — تو گوئی آسمان مانند بودند
شمار فوج شہ افزون ز تعداد — ہمہ سرکش قوی دل ہمچو پولاد
نکو آرایشے ز اندازہ بیرون — چمن را شد ز رشکش دل پر از خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آنے سے اس فوج دریا مثل طفرخ کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اس قدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم بجے نرسنگھے پھنکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا تا قوس فلک ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر قلم کو بنا کر سپہ گری چھوڑی منشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد زیب و زینت سوار

کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے دریاے آہن مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکار صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانون زندگی کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہے زینت دہ بزم شجاعت بنو شمع ناموری روشن کرو جوش جرأت و جنگ رستمی دکھادو کہ بقول اے

نظم

اب کام لو نیزہ و تبر سے — تلوار چلے عدو سے بھڑ کے
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت — دنیا مین رہے نشان جرأت
آب شمشیر خوب برسے — پانی کو وہان زخم ترسے
ہو گلشن نام و ننگ شاداب — تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صداے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے قہار جادو جلال لشکر امیر دیکھکر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ان سے لڑکر سر بر ہونا غیر ممکن ہے اُسوقت بختیارک نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے لڑوانا ملک جی تمھارا ہی کام ہے ایک پہلوان آیا چاہتا ہے وہ لڑے گا یہ کہکر آسمان کیطرف دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آؤ اس صدا کے دینے سے ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنے ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگاے گوشہ صحرا سے پیدا ہوا اور اُسنے آکر لقا کو مجرا کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ بہر حرب ہوا لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور صلح شوری کر کے سراپا میدان کا دکھاکر بہیبت وسطوت رجز پڑھنے لگا کہ

نظم

مین وہ رستم وقت ہون بیگمان — نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان
جوانمردیون پر اگر آؤن مین — نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤن مین
مجھے سب طرح سے ہے زیبا غرور — مری تیغ الجائے رخ مہ سے نور

ہے کوئی اے فرقہ اسلامیہ تم مین ایسا کہ مجھسے آکر ہم نبرد ہو اس نہیب کو سُنکر دست راست سے شہزادہ نور الدہر نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ مجھے میدان کی

رضا دیجیے تاکہ اس گمراہ کو باندھ کر حضور مین حاضر لاؤن اور یا جان گرامی اپنی حضور پر نثار کر دون بادشاہ نے انکو خلعت سے مخلع کیا اور سپرد پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب چمکا کر روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچکر نگاورزنی کی سوار قدرت کا گھوڑا کچھ پیچھے کھا کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور مین ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا ہٹا اُسی قدر آگے بڑھ گیا شہزادہ جوش شجاعت سے یہ اشعار حریف کی رجز خوانی کے جواب مین زبان پر لایا کہ اشعار

مین ہون تاجدار جہان بے عدیل		مین ہون نسل صاحبقران جلیل	
وہ شمشیر بران ہی مجکو ملی		کہ ہیبت سے ہی قہر رستم الی	
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب		وہ برزو وہ بیزن وہ افراسیاب	

او بے حیا کیا منھ سے لاف وگزاف بکتا ہی لاحرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے بہ غضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزہ کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر رو کا چند بار رد و بدل ہوئی تھی کہ نیزہ سوار قدرت کے ہاتھ سے انھون نے نکال دیا اُسنے جھلا کر گرز گرانبار چرخ دیگر سر شہزادہ پر لگایا انھون نے گرز کو اپنے گرز پر رو کا کلہ عمود مین پھل پڑ گئے آخر نوبت شمشیرزنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پر لگائی شہزادے نے روکر کے تیغہ خاراشگاف نیام سے نکالا اُسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے آدھے دھڑ کو بیجان کر دیا اور سوار قدرت نے بروقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لیکن آدھا جسم تو دم نہ رکھتا تھا کچھ نہ زور چلا سوار قدرت نے انکو قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر ٹپکا اور باندھکر لشکر مین بھیجدیا لقا نے قید کرایا سوار قدرت نے پھر مبارزطلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نورالدہر کے سردار ایک کے بعد ایک آکر کینہ خواہ ہوے مگر بسبب سحر کرنے قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہونے تک چالیس بہادر اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے اُسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج تمکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ کر دونگی ادھر بہادرون نے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہی انشاء اللہ کل تجکو راہ ملک عدم دکھائینگے عیارون نے کہا کہ آج ہی رات کو ای قحبہ ہم تجھے زندہ پچھوڑینگے غرضکہ لشکر جانبین کے پھرے کمر کھولی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش وخرم آکر بیٹھا اور حکم رقص وسرود دیا ناچ ہونے لگا

بختیارک نے کہا اے قہار آج تم بہت ہوشیار رہنا عیار ضرور آئینگے اسپر بھروسہ نہ کرنا کہ خداوند نے
مسلمانون کو گرفتار کرادیا ہی خداوند ڈھلتا پانسا ہین اور تعالی کے بیگن ہین تقدیر پلیٹ دیتے ہین
لقا نے کہا اے ملکہ مین حفاظت کو فرشتے مقرر کر دون گا بختیارک بولا کہ عزرائیل کو مقرر فرمایئے گا
قہار بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوایئے مین سب کو گرفتار کر دون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک نے
کہا اے ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہی نہ دوڑکے چلے نہ
گر پڑے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا قہار نے اسکا کہنا نہ مانا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون
نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا صادر ہوا اسوقت چالاک
نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوایئے کل سوار قدرت سے مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے
بجائے عمرو کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل ور گرفتار کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات
مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ یا امیر اب مین ذلیل ہونگا جو منھ سے نکلتا
ہی ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہی کہ میرے نام پر طبل بجوایئے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت
دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے پر چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشہور ہوئی کہ کل
چالاک سے مقابلہ ہی دیکھا چاہیے کہ مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی
بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور پکارا کہ دہ مارا لیجیے مرشد زادے کل مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت
کا بچنا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اُس سے کہا واسطہ سامری کا
بہت ہوشیار رہنا چاہیے اب تم بچتے معلوم نہین ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر
رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے یہ کہکر اڑکے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار
برخاست ہوے چالاک اور ابوالفتح صورت بدلکر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے
اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار قدرت کہان ہین ہم اُنکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت
آسمان پر جاکر رہا ہی کل اُس سے اور چالاک سے مقابلہ ہی یہ سُنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا
تونے ناحق اپنے نام طبل جنگ بجوایا اب صبح کو امیر کو کیا مُنھ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہی
سوار قدرت کا ملنا محال ہی لاؤ چلکر بختیارک سے اُسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر
لقا نے دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمہ مین تھا کہ
چالاک در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کردو کہ چالاک تمھارے
پاس آئے ہین دربانون نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے انکو روکا

کیون جلد با عزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلانے گئے بختیارک نے سروقد اٹھکر تسلیم کی اور گویا ہوا
کہ لے مرشد زادے آج آپ نے بڑا کرم فرمایا آیئے تشریف لایئے بمقتضائے بیت

نگویم بہر تشریف قدومت جنانہ دارم		غریبم خاکسارم گوشہ ویرانہ دارم	

چالاک پاس آکے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو کوئی ضرورت ہوتی تھی تو تمھارے
پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تم سے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہے کہ اگر سچ بتا دو گے خیریت گذرے گی
ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اسکو پہچانتے ہو اور ہم بھی تند خشمت انتہا سے زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین
تو غلام کا آپ کے غلام ہون جو فرمایئے بجا لاؤن اُسنے کہا سوار قدرت کو بتاؤ کہان ہے بختیارک
نے کہا اگر آپ کو ذلیل کرنا منظور ہے تو ذلت دیجیے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر
مجکو قسم ہے اپنے مرشد برحق یعنے آپ کے والد ماجد کی کہ سوار قدرت کا مسکن مین نہین جانتا
ہون اتنا سنا ہے کہ وہ آسمان پر رہتا ہے پھر گیا ہے آپکے نزدیک زمین اور آسمان سب یکسان آپ
روش صبا پر سوار ہوکر جایئے گا اور مجھے یقین ہے کہ اُسے قتل کیجیے گا یہ تقریر اُسکی سُنکر چالاک
سمجھا سچ کہتا ہے یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہے ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار
ہوکر وہان سے پھرا اس عرصہ مین رات بھی تھوڑی رہگئی اسنے خیال کیا کہ اب چلکر قہار شعلہ بدن
کو مار ڈال سوار قدرت اُسی کا بلایا آتا ہے اسکے مرنے سے وہ نہ آئے گا یہی سوچتا ہوا خیمہ قہار کے
قریب آیا اُس قحبہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہے اور سراپچے خیمہ کے اُٹھوا کر دور دور ساحرون
کی چوکی بٹھائی ہے اور آپ پلنگ پر لیٹ کر پھول بکھر کرکے اپنے اوپر بچھائے کہ سارا بدن آگ کیطرح
دہک رہا ہے آپ غافل سو رہی ہے چالاک نے دور سے سوائے شعلہ آتش کے جب کچھ نہ دیکھا
گھبرایا کہ اب کس کو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہوکر وہان سے بھی پھرا اس
اثنا مین نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان کے چمن آسمان مین مرجھا گئے
غنچہ صبح لہلہایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ نظم

سحر گہ از شبستان شاہ خورشید	برون آمد ز مشرق بہر امید
جہان پیمان شدہ مثل جوانمرد	بچار اطراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو سو خیل خیل و فیل فیل آمادہ حرب و پیکار میدان جنگاہ مین وارد ہوے
امیر بھی نماز پڑھ کے تمام اسلحہ زیب قد کرکے در دولت پر آئے شب دارون نے مجرا کیا بادشاہ
جمجاہ برآمد ہوئے نقارون پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے ہمراہ جملہ

سردار روانہ ہوے اور بڑے کر و فر سے میدان جنگاہ مین آئے بدستور روز اول مقام رزمی پاک وصاف ہوا بیلچہ درکار ریت و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی صفین جم گیین نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونون لشکر لڑنے پر تلگئے یعنے لشکر لقا آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب عیار اپنے اپنے سردار کے ساتھ حاضر ہین لیکن چالاک نہین ہی عیارون سے پوچھا کہ چالاک کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہوا امیر نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ مارے غیرت کے روپوش ہوگیا خنجر مار کر مرگیا سوار قدرت سے لڑ سکتا اب بڑی سبکی ہوئی عیارون نے عرض کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہین ایک عیار نہوئے سہی امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اُسی کے نام پر بجا ہی بات مین تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار ساحرون کے ہمراہ ایک طرف آکر ٹھہری اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی طرح نازل ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سردارون نے کہا کل ہمارا شہزادہ گرفتار ہوا ہی ہمین لوگ آج جا سکینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا کرے یہ کہ رہے تھے کہ صحرا کی جانب سے گرد اُڑی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر رکھے خنجر کمر مین سپر پشت پر اور نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اُسکی جانب دیکھا اور وہ بھی مسکرایا امیر نے پہچانا کہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اسکو مظفر و منصور فرمانا اور چالاک سوار قدرت سے نگاور ہوا اور للکارا کہ منم غلام صاحبقران سوار قدرت اسنکر پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے چھوکرا ہی چل تجکو اپنا ساقی بناؤن گا چالاک نے کہا او بھیا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی مین تیرا ساقی اجل ہون تو کیا بکتا ہی ادھر آ لا ضرب مردان عالم سوار قدرت نے جھلا کر تلوار ماری اُسنے جست کر کے خالی دیکر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ سوار قدرت کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چالاک نے کاٹھی خالی کر کے خنجر مارا کہ سر کٹ جاے مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے جسم بزور سحر اپنا سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا کہ چالاک نے کمند مار کے اپنے گھوڑے کو بھگایا سوار قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درخت سے ٹکرا کر سر پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مرگیا صداے دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت رقہار کا رنگ سفید ہوگیا اور بختیارک ناچنے لگا پکارا صلوٰۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور کافران لینا لینا کہتی ہوئی چلی ادھر سے امیر بھی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے آگے بڑھے جسکی تاثیر سے سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ ہر طرف سے گھر آیا پھر تو نظم

بڑھے لڑنے والے کھنچی تیغ تیز ملی امن کو وان سے راہ گریز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ دلاور ہوئے جس طرف کینہ خواہ
ہوئی لاش پر لاش اس جا چپان چمکنے لگے خنجر خون چکان
برسنے لگا آب پیکان تیر بہادر ہوئے سہم کر گوشہ گیر

ہزار ہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر بڑھتا چلا آتا تھا بختیارک نے طبل بان بجوادیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو خلعت عنایت کیا اور بہ عشرت تمام بیٹھے مگر عیار باہم مشورہ کرکے واسطے قتل کرنے قہار کے روانہ ہوئے یہان لقا وغیرہ سب بارگاہ مین آکر ٹھہرے ہین کہ ابر آسمان کیطرف آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہی لقا نے قہقہہ مارا اور کہا ہماری تقدیر کو کون پہچان سکتا ہی دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کرکے بہشت مین بھیجدیا وہان وہ سیر کررہا ہی یہ کلام سب حضار ان دربار سنکر کہنے لگے کہ برحق تو جاگتی جوت کا خداوند ہی جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کہہ رہے ہین اور بختیارک چپکے چپکے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہی اس گفتگو کے درمیان مین وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہونچا سلیمان نے جاکر لشکر اتروادیا مگر اسنے وہ کشتیان جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دین اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پرسے پانی اُتار کر اسکو پلایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی اور ٹھنڈک رہتی ہی طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہوگیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو حرامزادہ آتا ہی وہ جھوٹا ہی آتا ہی قصہ مختصر طوفان برابر قہار کے بیٹھا سبنے دیکھا کہ تین جوڑے اسکے سر پر بندھے ہین ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور دوسرے سے دھوان پیچ تاب کھاکر بلند ہوتا ہی تیسرے سے سانپ گردنین باہر نکالتے ہین اُسکو دیکھکر ابلیس بھی پناہ مانگتا ہی جسوقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لاکر شراب کا دیا اُسنے پیا اور حال پوچھا بختیارک نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ بڑے رنج مین ہین یہ حال سنکر اُسنے کہا کہ ای ملکہ افسوس ہی کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور تمسے کچھ نہو سکا اب تم بیٹھو مین کام خداپرستون کا تمام کیے دیتا ہون اسکے ان کلامون سے قہار کو بھی غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ خداوند فیصل قلوب چلکر تشریف رکھین اور تماشہ دیکھین کہ مین مسلمانون کو ہلاک کرونگی اسکے کہنے سے لقا مع تمام

سرداروں اپنے کے کوہ عقیق پر جا بیٹھا اور قہار نے ایک ناریل جوٹی دار سحر پڑھکے مارا کہ لشکر امیر
مین وہ آکر گرا یہ لشکر جو بیس کوس کے گرد مین اترا ہو چالاک چبوترہ کوتوالی پر بازار چار طاق طلقیس
مین کھڑا تھا اور ابوالفتح کا ہاتھ پکڑے باتین کر رہا تھا کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھوڑا کر بھاگا اور
دو کوس پر جا کر ایک کلوار کی دوکان پر ٹھہر دیکھا کہ ناریل سے مہیب صدا پیدا ہوئی اور شعلے
نکلکر باہم جمع ہوکر مثل چادر آتش فشان کے بنگئے اور تمام لشکر پر وہ چادر پھیلنے لگی چالاک
یہ آفت دیکھکر پھر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابوالفتح اور چند عیار اور بھی بھاگ گئے باقی
کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ رہی کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی اور نہ کوئی
ساحر اسمین آسکتا ہو اگر آئے تو جل جاے غرضکہ اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت
تشنگی سے مُنھ کے باہر نکل پڑی اور چادر آتش مین سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار
جو اندر بارگاہ سلیمانی کے ہین وہ تو بچے ہین باقی سب اہل لشکر آفت مین گھرے ہین امیر نے
پانی پر اسم اعظم دم کرکے مشکون مین ملوا کر حکم دیا کہ جہان آگ برسے وہان چھڑکو تاکہ جلنے سے بچو
لیکن جب تک پانی چھڑکین زمین کرہ نارنگی خیمے بارگاہین ہزارون جلین اور ہزارہا آدمی
ہلاک ہو گئے لشکر مین اہل چل پڑ گئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہو لیکن وہ
چادر تنی ہوئی ہو نہ اُس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہو نہ وہ آفت دفع ہوتی ہی
عجیب مصیبت ہی **نظم**

زمین آگ کی آسمان آگ کا		جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا	
جلا اس قدر رشک سے آسمان		ہوا آخر کار آتش فشان	
درختوں سے پیدا شرارے ہوئے		چمک مین ہر ایک گل ستارے ہوئے	
بھبھولے کی صورت تھی ہر اک کلی		زمین گلشن دہر کی یون جلی	

خلاصہ کلام لشکری تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جا کر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ مین
کیونکر سما سکے امیر نے پانی پر اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو جسم پر ملوا در یہ سارے لشکر مین وہ آب تقسیم
ہوا تاکہ جلنے سے تو بچے مگر اس آگ مین سب طرف سے گھرے ہین اسطرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا
تھا کہ ای بندگان دیدہ قدرت ہی میرا نام قہار عرض پیرا ہی کہ یا خداوند تیری بہت بڑی قدرت ہے
تو نے ایک مجھ ایسی بندی گندی ناچیز کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہو اب مین سب مسلمانون کا کام
تمام کیے دیتی ہون ایک حمزہ مالک اسم اعظم ہی وہ اگر بچ گیا تو خیر بغیر مارے مرجائیگا اگر جیا تو کیا

رفیقون کے غم مین اُسکا بچنا محال ہی بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہی لیکن ایک تو مسلمانون کو مرنے کی
عادت نہین ہی دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر مین ایرج ہین اور قاسم داماد ہین
کہین خداوند رحم کھاکر تقدیر نہ پلٹ دین لقا جواب دہ ہوا کہ اب کی سب کے ہلاک کی مین نے
مضبوط تقدیر کی ہی اسکو نہ پھیرونگا یہ باتین کرکے فصیل قلعہ سے اُترکر بارگاہ مین سب آکر بیٹھے
اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہی
خوشی روز رہتی ہی یا آج کے دن کی ہی کیونکہ مسلمان ایسی ایسی صعوبتین بہت اُٹھا چکے
ہین اُنکا خدا بڑا زبردست ہی کوئی دم مین معاملہ دگرگون ہوا چاہتا ہی یہی گفتگو تھی کہ چالاک
اپنی فوج کی مصیبت دیکھکر روتا ہوا صورت بدل کے جو چلا بارگاہ لقا مین خدمتگار بنکر آیا مگر
قہار کے پیرون نے خبر دی کہ عیار آیا اُسنے بختیارک سے کہا کہ عیار یہان موجود ہی اُسنے پوچھا
کہ تمھین کیونکر ثابت ہوا اُسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سحر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے
لگے گی یہ باتین جو چالاک نے سُنین سمجھا کہ یہان جو ٹھہرو گے تو گرفتار ہو جاؤ گے یہ تجھے پہچان
لیگی یہ سوچکر بارگاہ سے نکل گیا دروازے پر صورت بدلے ہوئے ابو الفتح کھڑا تھا اُسکو
پہچان کر الگ لیجاکر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پر بیقرار تھا تو دونون پھر فراش
بنکر داخل بارگاہ حریف ہوئے قہار نے کہا ملک جی عیار فی الحقیقت بڑے حرامزادے ہین پہلے
ایک آکر چلا گیا تھا ابکی وہ دوسرا اور لایا ہی بختیارک نے کہا ای ملکہ یہ لوگ بلا کے لپے درمان
ہین تمھین جیتا نہ چھوڑینگے پھر جان ہی تو جہان ہی اپنی جان بچاؤ کسی ایسے مکان مین جاؤ
کہ جہان فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ رات تم پر خیریت سے کٹتی نہین معلوم ہوتی صبح
کو بلی بلی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار بولی کہ ملک جی جو باتین آپ نے کہین
وہ میرے ظہور مین آئین جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی نگہبانی اپنے ہی سے خوب ہوتی ہی سچ ہی
جو مین اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہان سے دو کوس پر ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی
اُسکو کہتے ہین اور صحرا بھی وہان طلسم کا ہی کہ کسی کا وہان گذر نہ ہوگا جو جائے قید ہو جائیگا
مین جاکر وہان رہونگی اور اسم اعظم حمزہ سحر سے بند کرکے آکر ہر ایک کو ہلاک کرونگی
بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہی لیکن نہ تمھین ہماری خبر نہ ہمین تمھاری مگر خیر
بمقتضاے بیت گر قصد ہی ای حضرت دل کوے تبان کا + تو جاؤ کیا آپ کو اللہ کے
حوالے + یہان سے چلے جانے مین جان بچ جائیگی قہار نے کہا مین تم سے ملنے کی تدبیر

کیے دیتی ہون یہ کہکر دو جادوگرنیون سے حکم دیا کہ جو ملک جی حکم دین تم اُسکو بجالانا کچھ عذر نہ کرنا
جادوگرنیون نے اپنے سر کے بال توڑکر بختیارک کو دیے کہ ملک جی یہ بال جب تم آگ پر رکھو گے
ہم دونون حاضر ہوکر جو فرماؤگے بجالا ئینگے بختیارک نے بال لے لیے اور جادوگرنیان اور قہار
زور سحر اُڑکر چلی گئین چالاک اور ابوالفتح یہ باتین سُنکر ساحرنیون کے چلے جانے سے صحرا مین
آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید مین چلکر قہار کو مارین اس مین چالاک نے کہا مین جا کے اس
بختیارک کو مارے ڈالتا ہون کیونکہ جو کچھ شرارت ہی اُسی کی ہی ابوالفتح نے جواب دیا کہ کہین ایسا
کام نہ کرنا خواجہ عمرو ہمیشہ داڑھی مونڈنے اور جوتیان لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہین وہ
ناراض ہون گے کہ میری آبرو کھوئی چالاک نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر
خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک جب جادوگرنیان جا چکین تو بارگاہ
سے اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا چالاک اسکے ساتھ ہو لیا یہ اپنے خیمے مین پہونچکر کھانا کھا کر شراب
پیکر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ چوکی پر
رکھکر آ یہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملا کر اور خدمتگارون
کو بیہوش کیا اسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتابہ لیکر بیت الخلا مین آیا بختیارک اسکو دیکھکر
اپنی جگہ سے اُٹھکر چوکی پر آ کر کھڑا ہوا کہ خدمتگار چلا جائے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے کہا کہ ملک جی
ہگا تو ہگا موتا تو مارہی ڈالونگا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون بے حرامزادے
مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم ایسے مالک کا منھ مہری مین دے دیتے ہین
بختیارک ان باتون سے جھلا کر پکارا کہ کوئی حاضر ہی چالاک نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر
نہین اور موت تو ہر وقت ساتھ رہتی ہی بختیارک ان باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم
سے آگیا ہو یہ جانتے ہی جھک کر باادب سلام کیا اور کہا آپ طلسم سے کب تشریف لائے یہ
آفتابہ اور سب میرے خیمے کا مال اسباب آپ کی نظر ہی چالاک نے کہا یہ میرے کس کام کا ہی اگر
والد ہوتے تو زنبیل مین رکھ لیتے مجکو ہزار روپیہ روزامیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ
ہی مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون کہ ہمیشہ عمرو پر تو نے احسان کیا ہی جو مشکل ہوئی ہی وہ بمصداق
بیت مشکل زتوجہ تو آسان ٭ آسان زتغافل تو مشکل ٭ تجکو قسم ہی لقا کی سچ بتادے کہ
قہار کے پاس کیونکر جاؤن چالاک نے منت سماجت کرکے پوچھا کہ شاید تبلادے لیکن بختیارک نے
نہ تبلایا اسوقت اُسکو بیہوش کرکے چالاک درہ کوہ مین لایا اور لشکر اسلام کی بیقراری

دیکھکر دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کر کے آگ سُلگا کر کسوت عیاری سے کڑھائی اور تیل نکالکر کڑھائی آگ پر رکھکر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کرچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اسکے جسم پر ڈالا کہ یہ بلبلا گیا اس نے بہ غصہ پوچھا کر اے نطفہ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہی نہین تو مارہی ڈالونگا جہان لشکر اسلام پر یہ آفت ہی وہان تجھے بھی جہنم رسید کر دونگا اور اسی کڑھائی مین تلونگا اُسنے کہا کہ مجھے کھولدو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ میان جان ہی تو جہان ہی اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ یہ تڑپ گیا اور جلدی سے بال جادو گرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم بیت

بال آگ پر رکھتے آندھی آئی	وہ دیو نئی بال باندھی آئی

دونون جادو گرنیان حاضر ہوئین اُسنے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین پہونچکر ملکہ سے عرض کنان ہوئین کہ ملک جی آپ کو درہ کوہ مین کھڑے بلاتے ہین قہار یہ سنتے ہی اُٹھی اور سمجھی کہ اکیلے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہی یقین ہی کہ کوئی تماشہ قدرت خداوند کا دکھائے گا یا مجھ سے کچھ راز کی باتین کریگا یہ سوچکر کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین اکیلی جاؤنگی غرضکہ تنہا اُڑکر پاس ملک جی کے پہونچی چالاک اُسکو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور بختیارک دوڑکر قدم پر گرا چیکے سے کہا ملکہ مجھے عیار پکڑ لایا ہی مارے ڈالتا ہی اور سب حال کہدیا قہار اسکے کہنے سے چار طرف دیکھنے لگی چالاک نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہی سمجھا بختیارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر گلگوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر ٹھہرا اگر قہار نے جب کہین عیار کو نپایا بختیارک کی جانب دیکھا اُسنے ہاتھ اونچا کر کے اوپر کو بتایا قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤن چالاک نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر جو پڑا سر پھٹا گیا بیٹھ گئی مگر جسم اپنا کرعنت ایسا بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا پس جلدی تمام سر کوہ پر آکر ایک سل ہزار من کی ڈھلکا دی کہ قہار سنبھل کر دوبارہ اُٹھکر چلی تھی کہ جو پتھر گرا اسکے نیچے پڑا تھا ہو کر رہگئی دم پھڑپھڑا کر نکل گیا غل شور اور تاریکی ہوئی کشتی قہار شعلہ بدن جادو را بختیارک بھاگ کر درہ کوہ مین غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھپر آفت نہ آئے اور چالاک پہاڑ سے اُترکر ڈھونڈھنے لگا کہ اس شیطان حرامزادے کو جوتیان لگاؤن اُسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت اُسکو ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتہ نہ چلا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا

یہان کل لشکر اسلام پر سے وہ چادر آتش دفع ہوگئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے سجدۂ شکر بدرگاہ
دافع البلیات ادا فرمایا اُسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو
خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسۂ انبساط آغاز ہو ناچ ہونے لگا ادھر بختیارک بھی غار
سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا نوکر اسکے سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے سے خوشنود ہوگئے
مگر یہ بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند خبر منگوایئے وہ چادر آتشین لشکر اسلام سے دفع ہوگئی
قہار آپ کی جہنم واصل ہوئین یہ کہکر سارا ماجرا کہ سنایا لقا نے کہا کہ ہم کو حمزہ کے حال پر رحم آگیا
ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ طوفان اپنے خیمے سے بارگاہ مین آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہین معلوم
کہان گئی ہین بختیارک بولا کہ وہ بہشت نصیب ہوئین طوفان گویا ہوا کہ ملک جی بدکلمہ منہ
سے نہ نکالو بختیارک جواب دہ ہوا کہ بد و نیک مین کچھ نہین جانتا ہون مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا
دیکھو ہمارے دل مین بھی پھپھولے پڑے ہین اور تن پر بھی چھالے ہین یہ کہکر جسم برہنہ کرکے وہ تیل کے
چھینٹے دکھائے اور سارا حال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اُڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست ہین
بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ لڑو نہین خداوند پاس رہو پھر سمجھ لینا فیل دندان سمجھا کہ شیطان
سچ کہتا ہی لیکن کیا کرون شہنشاہ ساحران کہے گا کہ تجھ سے کچھ نہو سکا بہتر ہی کہ عرضی لکھون جیسا
جواب آئے ویسا بجا لاؤن غرضکہ اُسنے عرضی تحریر کی اور کل کیفیت یہان کی لکھی اور لقا نے نامہ لکھا
کہ ای شاہ جادوان جو جادوگر تم بھیجتے ہو اُسکو غرور رہتا ہی ہم اُسکو غارت کر دیتے ہین کوئی ایسا زبردست
بھیجو کہ ہمکو راضی رکھے اور کام خدا پرستون کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی فیل دندان کے پہاڑ پر
رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجۂ اُٹھا کر افراسیاب پاس لایا اُسنے عرضی اور نامہ پڑھکر فکر کی کہ کس شخص کو
بھیجون جو صاف باطن ہو اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے ایک ایسا شخص جائے کہ عیار اُسپر
غالب نہ آسکین اور بیہوشی اُسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ کلام یہ تو اس فکر مین ہی لیکن بمقتضائے بیت
ز بحر سخن گوہر آرم بکف ÷ نویسم یکے داستان شگرف ÷ سنیے جسوقت کہ نخلبند حدیقہ عیاری و گل چین
باغ طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کرکے لے گیا راہ مین ایک
باغ اُسنے اپنی سیر کے لیے بنایا ہی وہان آیا یہان چارسو لونڈیان ناز نینان مہر صورت حاضر تھین
اُنھون نے مجرا کیا عمرو سحر مین مسحور ہی اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم لینے لگا کنیزون سے اختلاط
کرنے لگا دو ایک کنیزین جو منہ چڑھی تھین اُنھون نے پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہی کون ہی اُسنے کہا
عمرو عیار ہی ایک لونڈی بولی آپ ناحق اسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اسکے ساتھ دشمنی کرتا ہی وہ

مارا جاتا ہی آپ اسکو چھوڑ دیجیے اسنے بڑے بڑے ساحر مارے ہین سرکشون کے سر اُتارے ہین آپ شاہ طلسم سے کہہ دیجیے گا کہ عمرو مجھے نہین ملا یہ گفتگو باغبان سُنکر لونڈیون پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ کنیز کے مارا کہ مین نمک حرام نہین ہون جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کرون اسوقت عمرو نے بھی موقع پاکر کہا ای باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہین ہی میرا کچھ نہین جائیگا مین ایک ٹکے کا پیادہ ہون مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو مصروف تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اور سب باتین سُنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ تقریر بیان کی اُس سے بیان کی افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہی وہ ضرور عمرو کو لائیگا ہمارے پانچ چار جو چیدہ اور منتخب ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہی یہ تو تعریف کر رہا ہی مگر باغبان باغ سے لیکر عمرو کو پھر روانہ ہوا لیکن حال سُنیے کہ برق فرنگی بھی جنگل مین بہر تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون اُستاد سے اور باغبان سے کیا معاملہ درپیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ ہی نازک اندام جادو نام اُسنے جو برق کو دیکھا تو اُسپر فریفتہ ہو گئی اور اس ساحر کی پشت پر آگر عین غفلت مین ناریل پھر پھینکر مارا کہ اُسکے سینے کے پار گذر گیا غل اور شور ہوا مگر اُسنے برق کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اظہار تعشق کیا برق تو عیار بے بدل ہی اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اُسی کی محبت کا دم بھرنے لگا اور شراب منگواکر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی اُسمین ملا دی کہ ساحرہ جام پی کر بیہوش ہو گئی برق نے سارے کپڑے اُسکے اُتار کر زیور وغیرہ لیکر سر اُسکا کاٹ ڈالا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے جاتا ہی برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اُس پار سے دریا اُتر کے آیا ہی اور قریب آکر سلام کر کے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی بھی کہا کہ آپنے مجھے کا ہے کو پہچانا ہو گا مین کنیز ہون شہنشاہ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہی اور فرمایا ہی کہ ہمنے عمرو کو گرفتار کرنے کے لیے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ ہم منتظر ہین باغبان نے اسکی تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہی کچھ دھوکا ہی یہ سوچکر منہ سے اُف جو کی برق زمین پر گر کر لوٹنے لگا اُسنے کہا سچ بتا تو کون ہی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ سامنے درہ کوہ مین میرا مکان ہی اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون باغبان کو اس بدلی ہوئی

تقریر سے اور زیادہ شاک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکر سحر پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہوا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت کو تو بتا دے تو قسم ہی سامری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہین مار ڈالونگا برق نے دیکھا کہ ابکی جھوٹ بولے اور زمین مین سما گئے ناچار گویا ہوا کہ عیار برق فرنگی میرا نام ہی استاد کو اپنے چھڑانے آیا تھا خود ہی گرفتار ہوگیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے چٹکی بجائی دو جادوگر پیدا ہوے اور بغلون مین ہاتھ دیکر برق کو زمین سے دونون نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤن یا نہ لاؤن ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم مین لے گئے اُسنے پڑھکر جواب لکھا اور عیارون سے کچھ مطلب نہین تمنے برق سے سچ بولنے پر رہا کر دینے کا اقرار بھی کیا ہی اُسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہان لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا پڑھکر برق سے گویا ہوا کہ تم سب کو گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہی مین تجھپر احسان کرتا ہون کہ تجھے چھوڑے دیتا ہون جا اب کبھی شرارت نہ کرنا یہ کہکر سحر اسپر سے اُتار لیا برق نے کہا کہ مینے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے مین باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور اُستاد کی قسمت مین گرفتاری تھی خیر یار زندہ اور صحبت باقی بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہی مجھے بیر
جیتے رہے تو سمجھینگے اور مر گئے تو خیر

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم چنین ہمت دارند یہ کہکر بازو عمرو کا پکڑکر اُڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہان سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہی یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری
پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری

ایسے ہوے متوالے جینے کے پڑے لالے
تجھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری

کیون دام مین گھبراتے صیاد کو گر پاتے
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری

تا روز شمار انکا ہوئے نہ شمارا صلا
کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ مین سب طرح کی قدرت ہی مجھ ادنے شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہی ابکی مرتبہ مجھے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر پھیر لیے مین اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا اور تونے مجھکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نرکھونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہی مجھے بھی یاد ہی باغ عیش مین حضور کے لیے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لایذکر یعنی ماضی وہ باتین

جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا دل پر سر رحم
آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا کہ بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دیکر چھوٹا چاہتا ہی بس پہلوے شاہ طلسم سے
اُٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تین تھپڑ مارے لات اونچی کی کہ موے جوانا مرگ دغاباز چلے شہنشاہ
کو دم دیا چاہتا ہی ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہی کہ جب پایا پگھلا لیا تیری بات سُننے والے کو کیا نہ کوسون
غارت ہو دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو دیکھکر رونے لگا اور دل سے
پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہی خوب جانتا ہی کہ مین کافرون ساحرون
کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو الٰہی میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دلکو تسکین ہوئی
چہرے پر سُرخی آگئی افراسیاب نے پوچھا کہ ای عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم
ہوتا ہی عمرو نے کہا میرے خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ
میرا خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی جسنے تمام طلسم دُنیا کو بارشاد کلمۂ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور
منکر کو یہ رتبہ عنایت کیا کہ اُسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہی اب مجکو اس وقت ہدایت
عالم غیب سے ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو ماریگا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا اور اس چڈو
حیرت کو اگر مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو اپنا نام نرکھا حیرت یہ تقریر سُنکر ڈری اور دل
کڑا کرکے بولی کہ ارے او موے جلساز تو مجھے دھمکاتا ہی اب اپنی خیر منا عمرو نے کہا ارے قحبہ
لونڈی گہنا لباس پہنکر اترا گئی ہی تو نام میرا عمرو تجھے چرنا ٹوپی پنھا کر کوے ہکنی بنایا ہوگا اتفاق
سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیے تھے اُسوقت عمرو نے لونڈی جو کہا
حیرت بہت جھینپی اور کہا ارے ایسے تیسے میرا لونڈی پن ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی
امان اور باوا سے پوچھ لیا اب تو حیرت اور بھی زیادہ جھینپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے
لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہی کہ لونڈی کو جو لونڈی کہو تو وہ روتی ہی اور بی بی کو جو لونڈی کہو تو ہنستی
ہی یہ رونا تیرا عین دلیل کنیز ہونے پر ہی اس گفتگو مین ابرق کوہ شگاف نے اور سرمایہ برف انداز
نے کہا ای ملکہ یہ جب چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جائے گا آپ اسکو قتل کر لیے اور اسکے منھ نہ لگیے
حیرت نے کہا اے شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمائیے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی
کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جاے کتاب مین لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اُس ملک
مین لیجاے جو خاص اُسکی حکومت مین تو نے دیا ہی اور اصل مکان اُسکے رہنے کا ہی وہان لیجا کر
عمرو کو قتل کرے کس لیے کہ جہان خون اُسکا گرے گا وہان آبادی نرہے گی اور وہ مقام اور ساکن

اُس جگہ کا دونون برباد ہو جائینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہی کہ خداوند سامری جہان اُسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسایئن گے یہ معلوم کرکے حیرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا ارے ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اسمین کیا لکھا ہی حیرت نے مسکراکر آنکھون کو گردش دیکر گات اپنی دکھا کر جھک کر کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر عرض رسا ہوئی کہ مین لیے جاتی ہون اسمین ساحران حاضر دربار پکارے کہ اے شہنشاہ ہمکو آثار کچھ بیہوشی آنے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہی شاہ طلسم نے کہا کچھ بو تو مجھے بھی معلوم ہوتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک مارتی ہی حیرت نے کہا قربان جمشید سامری کے میرا جی چاہتا ہی کہ موے کی گردن اپنے ہاتھ سے مارون وہی حکم کتاب مین بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی بھڑوا سامری ہی جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا ہوا ہی اور اُسمین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہی پانچ کوس تک آسمان سونے کا اُسکے مُنھ پر بنا ہی حیرت اور افراسیاب یہ کلام سُنکر گھبراے اور مستفسر ہوے کہ تو سامری کی سرکار کو کیا جانے عمرو نے کہا مین ان سب خداؤن کے پاس روز جاتا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین اسکے بموجب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آئی ہی حیرت یہ سُنتے ہی اُٹھی اور بولی کہ تجھ ہی کیون نہو مین تجھے آج بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی اور چاہا کہ مین خنجر دیکر اُسکو آکر لیجاے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان اے ملکہ تمھاری یہ لیاقت نہین جو اسکو اُٹھا کرے جاؤ زمرد جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگی تم باحشم وخدم بعد کو یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سُنکر حیرت خوش ہوئی اور کہا حضور میری قدر ومنزلت کرنے والے جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے جب تک سلامت رہین اچھا اے زمرد تو اُسکو لیکر چل مین بھی آتی ہون اور اے یاقوت تم مشل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے میرے باغ مین لیجاکر اسکو رکھو مین آکر قتل کرونگی زمرد اور یاقوت نے حسب ارشاد تخت بزور سحر تیار کیا اور عمرو کو منتر سے بے حس وحرکت کرکے اُسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو کی آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو مین ہو باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ ودشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہی یہان تک کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چاردیواری اس شہر کی آئینے کی ہی اور تصویرین صحرا و باغ وممالک کی آئینون مین بنی ہین کسی جا نازنینون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر ہی کسی مقام پر شاہون کی شکارگاہ کا نقشہ بصد خوبی کھنچا ہو در قلعہ بصد شان وشوکت تعمیر ہی اسقدر بلند ہو کہ فکر مہندس اُسکی برتری کو نہ پہونچے اور پیک اندیشہ وہان تک جانے سے قاصر ہے ہر کنگرہ اُس کا گنبد چرخ سے مقابل اور ہر منارا اُسکا

عارم فلک سے برتری مین کامل کہ بمقتضائے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر
بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر

بلند از فکرت ہر دور بینی
ز برج آسمان بالا نشینی

نپرد بر فرازش مرغ تدبیر
شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر

نباشد پاسبانش را بدل پاک
ز جاسوس خیال و زد و ادراک

چو خواہد چرخ بوسد آستانش
زہمت کردہ باشد نردبانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد اور یاقوت اندر شہر کے داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی ستارون کی فلک پر آ جاڑ نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اُسکی قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور دوکاندار پوشاکین عمدہ اور پر تکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادرہ روزگار اور اشیائے نفیس سامنے رکھے بیع و شرا مین سرگرم تھے سقے کٹورے کھنکاتے تھے دلال خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی بنی دلھن کی طرح
صاف آراستہ چمن کی طرح

گل فروشون کی ایک سمت قطار
ہر جگہ پر تھے پھولون کے انبار

کوئی دیتا تھا اس طرح کی صدا
لے یہ بدھی وہ ہو جو البیلا

اک طرف تھا وہ کنجڑون کا نکھار
خار کھائے چمن مین آنبہ بہار

پان والون کے گہ ہون صف بیان
سرخ یاقوت کی طرح ہو زبان

بیٹھے ہین اس غرور و نخوت سے
جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے

تھی جو تنباکو والے کی دوکان
طرفہ سامان نرالی اُسکی شان

ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز
اُنکی دوکان کا نیا انداز

نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی

کیا دوکان کلال کی ہو صفت
عقل حیران ہے دیکھکر صنعت

مٹی کی کب بنائی تھین پریان
قاف سے اُڑکے آئی تھین پریان

نیچے بند ایک سو قرینے سے
نیچے اپنی دوکان مین باندھے تھے

تھی وہ عطار کی لطیف دکان
جملہ امراض کی دوائین وان

بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہان
اپنی اپنی بجے ہوئے تھے دکان

حسن بندش کا اُنکے کیا کہنا ۔ کام تھا عمدہ گو نہ تھا گہنا
کچھ دکانون مین بیٹھے سادہ کار ۔ کر رہے تھے انگوٹھیان تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف ۔ لکھون اُنکے چلن کے کیا اوصاف
کہین ایک ہنڈوی سکھارتا تھا ۔ دیکھتا تھا کوئی بہی کھاتا
پوچھتا تھا کسی سے یون دلال ۔ مُہر کا بھاؤ کیا ہی کندن لال
قابل دید جوہری بازار ۔ ہر دُکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ ۔ ہر طرح کا وہان تھا تھان نیا
تھے وہ شیرین زبان حلوائی ۔ روح فرہاد صدقے ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے ۔ شیرمال وکباب بیچتے تھے
اک طرف ساقنین پری پیکر ۔ جان السان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہان تھا جماؤ ۔ دل کہے یان سے اب نہ پھر کر جاؤ

قصہ کوتاہ عمرو سیر دیکھتا ہوا اور دل سے پسند کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹونگا قریب ایک باغ کے پہونچا زمرد اور یاقوت تخت اندر باغ کے لائین یہ باغ زوجہ بادشاہ طلسم کا ہی اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہرین طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا ثمردار گلون سے لدا ہوا تھا روشین جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھین مہندی کی ٹٹیان مینا کار نظر آتی تھین نظم

خوشا آب وہوائے دلکشا را ۔ کہ فرحت مے فزاید آن دل آرا
از و خلد برین یک قطعہ باغے ۔ بلاد دہر را چشم و چراغے
کر آن باغ آبروے ہفت کشور ۔ نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشو و نما آنجا روان را ۔ بہار دیگر ست آن بوستان را
صفائے شام را آنجا سحر نام ۔ چہ نسبت صبح صادق راست با شام

ہزارون قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُنپر کیا تھا چشم حیران کا نیا تماشہ تھا لیکن حیرت ازبسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہی اس باعث سے کچھ فرش وغیرہ سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو باادب سلام کیا اُنھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین بہت جلد اس جگہ کی آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہی دیکھو تو ملکہ آکر خفا ہوتی ہین کہ جھاڑو بھی یہان نہین دلواتی ہو

کنیزیں یہ خبر سنتے ہی سرگرم کاروبار ہوئیں جھٹ پردے چلمنیں وغیرہ درست کیں فرش قاقم وسنجاب کا بچھا یا زینت بخش ریاض رضوان اُس باغ کو بنایا زمرد اور یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے اُس مکان کی ایک کوٹھری میں بند کر دیا اور تین قفل برابر ان خستر کے فولادی لگا دیے اور سحر کر دیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلے آگ کے چرخ مارنے لگے اور اژدہے منھ پھیلا کر بیٹھے غرض اس طرح قید شدید میں مبتلا کر کے آپ بھی انتظام کرنے لگیں مکان اور باغ کو دولھن کی طرح خوب سجایا اور چبوترہ بلوریں پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھیں اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگیں لیکن عمرو جو کوٹھری میں بند ہوا وہاں سجدہ شکر بدرگاہ خداے تعالیٰ ادا کیا کہ میں نے ان ساحروں کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر لیکر زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہاں پتھر کی ہے اور فولاد سے بھی زیادہ سخت ہے اُسوقت تو گھبرایا اب کیا کروں اور اُسی حالت اضطرار میں دعا کرنے لگا کہ یا حضرت ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمایئے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ ہفت پیغمبران میں فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن میں تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے گنہگار وا جب القتل نکالکر بیہوش کیا اور اُسکی زبان میں دوا ایسی لگادی کہ منھ میں زبان پھول گئی اور گویائی موقوف ہوئی پھر اسکو مثل اپنی صورت کے بناکر وہیں لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر قریب دروازے کے کونے میں بیٹھ رہا یہاں زمرد اور یاقوت انتظار میں تھیں کہ ملکہ حیرت بڑے عظم وشان سے اپنے مکان میں آئی اہلکار اور منتظمان سلطنت نذریں لیکر حاضر خدمت ہوے لیکن اپنے وزیرزادیوں سے پوچھا کہ تم نے عمرو کو کیا کیا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری میں بند ہے حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ دزد وہاں سے نکل گیا ہوگا انھوں نے کہا کہ کیا مجال ہے حضور چلیں اور ملاحظہ فرمائیں نہایت مستحکم اور حفاظت کے طور پر ہمنے اُسے رکھا ہے یہ سنکر حیرت اُنکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے سحر پڑھکر آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا اور بہ سبب گلیم کے کوئی اُسکو نہ دیکھ سکتا تھا دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا اور باغ میں آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا عمرو لیٹا ہوا ہے کہا موا موڈی کا ٹانگ کیے پڑا ہے دیکھو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مرگیا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ جا اس مکار کو اندر سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیر کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھنے لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بزور سحر پنجے میں داب کر باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بمجرد حکم قلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی

اُسکو ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے دوڑ کر خنجر مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا جدا ہوگیا اور خون کا تھالا بندھ گیا لاشہ تڑپنے لگا اُسنے حکم کیا کہ دھڑ اُسکا لیجا کر کسی مزبلے پر پھینکدو اور سر کو لیکر ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کسنا کسکر خوان پوش جھالر دار زر دوزی کے کام کا اُسپر ڈالکر زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران کے پاس لیجاؤ میری جانب سے بھی مبارک باد دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا جشن کہان فرمایئے گا کس دن کہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جاے زمرد اور یاقوت ساحر کے سر پر خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور باغ سیب مین پہونچین شاہ طلسم اور تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جس پر جواہر دوز بالا پوش پڑا ہی ہمراہ لائی ہین سب نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہی پھر خیال کیا کہ سر عمرو کا ہوگا ساتھ اس خیال کے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہی مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج دن خوشی کا ہی اس خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہی شاہ جادوان نے اپنے ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہوگیا اور کوہ عقیق کی جانب سجدہ کیا کہ لقا کا ہزار شکر ہی جس نے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین اس لایق نہ تھا مجکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اُسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج اسکا خاتمہ ہوا تمام حاضران دربار عرض رسا ہوے کہ یہ حضور کا اقبال ہی شہنشاہ نے ایک قہقہہ لگایا اور تاج اپنا سر سے اُچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے تا دیر بلند رکھین پھر تو ہا ہا ہا اُہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور جوتڑون پر ہاتھ پڑنے لگے اور ساحر جو آگے بڑھکر قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اُسکو گلے لگا لیتا تھا وزیرزادیان حیرت کی نذر جو لیکر آئی تھین وہ پیش کی اور جشن کے تعین کرنے کا دن پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن کرین اور ملکہ سے کہنا باغ علیش مین جا کر تیاری کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہی اور میدان وسیع و فرح افزا ہی ساکنان طلسم سب وہان بآرام تمام مقیم ہو سکتے ہین زمرد اور یاقوت یہ حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران اُسی وقت اُسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہی سوار ہوا نقارے طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پر تکلف پہنے کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین پھر پریزادین شہنشاہ کو چنور کرنے لگین اور مقیش اور بادلہ جھولی مین بھرے اُچھالتی جاتی ہین موتیون کا مینھ ابر سحر سے برستا جاتا تھا سترہ سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر پر اُڑتی ہوئین سایہ کیے

تھین اور سترہ سو آگے آگے عہدہ ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل القدر سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو برقین کہ باقی ہین یعنی بعض ماری گیئن اور برق محشر مسلمان ہوگئی جو بچی ہین وہ داہنے بایئن تخت شہنشاہ کے چمکتی ہوئی جاتی تھین کہ اُنکی چمک سے افراسیاب یک بکہ نور معلوم ہوتا تھا نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب	چلا اس طرح سے بصد آب و تاب
بچمکتی تھین برقین یمین و یسار	پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان مہرو و زرین لباس	لیے عہدے ہاتھون مین سب آس پاس
سر شہ پہ کرتی تھین گوہر نثار	خرشا شوکت و شان و عز و وقار

اس طرف سے تو یہ بتجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زمرد اور یاقوت نے ملکہ حیرت سے جا کر جب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسیوقت سوار ہو کر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی اور قبل پہونچنے شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس و پر زر پہنکر مسی لگائی لکھوٹا جمایا کمال زینت سے آراستہ ہو کر حکم دیا کہ آتشبازی جا کر سامنے باغ کے نصب کرو اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جایئن اور تھیلیان زربفت کی خوشون پر چڑھائی جایئن خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آئندہ کیا جائے گا اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا ہوا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی خوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبے چون جیب صبح آبستن نور	چو خور دامن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانۂ او	چراغ آسمان پروانۂ او
ہوا صافی چو رائے مرد آگاہ	زمین از تیر شستہ گاو ماہ
بدان خوبی شبے آیا چہ شب بود	کہ چون معشوق تو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھانس جو لگی تھی سر نوک گیاہ پر پھول یاقوت رنگ کھل گئے اور سفل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوئے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہو کر ضیا بخش گلزار بہار ہوگیئن باغ کی عمارت کے اندر شیشہ آلات روشن ہوگئے

روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آکر پہونچی حیرت نے تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن
شہنشاہ باغ کے باہر اُترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب
دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار تپلیاں مثل پریوں کے زمین سے نکلیں اور
پردہ در کو اُٹھا کر کھڑی ہوئیں شاہ جادوان نے کچھ پڑھا کہ ہزار پھول ستاروں کی طرح فلک کی
طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر
ساحر کہ ہمراہ آئے تھے اُنمیں سے معززین تو ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن
طلسمی کہ جسکا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہی کئی کوس کے گرد بنا ہی آج بوجہ جشن ہونے کے کمال مزین و
آراستہ کیا گیا ہی ہر روش پر جواہر چھڑکا ہوا ہی اور زمانہ کے پھول جواہر کے لگے ہیں کاسہ ہاے
چینی و بلوریں دھرے ہیں بعض اُنمیں نرگس دان الماس تراش ہی تاک انگور پر ایسا جوش ہی
کہ میکشوں کو اُسکی تلاش ہی خوشوں پر تمامی کی تھیلیاں چڑھی ہیں کلابتوں کی ڈوریاں
کسی ہیں درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر کے لگے ہیں پالو ہرن چمنستان میں کودتے ہیں سینگ
اُنکے چاندی سونے سے منڈھے ہیں جھولیں زردوزی کی اور تمامی کی پٹری ہیں اور درخت تمام
بادلے سے منڈھے ہیں اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہیں اور نہریں اور حوض آب
صاف و شفاف سے لبریز ہیں اُنمیں مچھلیاں رنگ برنگ کی تیرتی ہیں تماشہ خیز ہیں مہندی
کی ٹٹیوں پر عشق پیچاں لپٹا ہی مقیش کترا ہوا روشوں پر پڑا ہی گیند مقیشی اور قمقمے درختوں میں
لٹکے ہیں سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہیں ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس ناچتے
ہیں اٹھارہ سو باغبانیاں کمسن جواہر میں غرق زربفت کے لہنگے پہنے گاتیاں باندھے بیلچے
سنہرے روپہلے لیے روش پٹری بنا رہی ہیں گنگنا گوندھتی ہیں لڑالیاں لگاتی ہیں جا بجا رقاصان
زہرہ جبین ناچتی ہیں اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہیں صدہا گلرخ یاسمین پیکر کنیزیں حاضر ہیں
مردنگ جہاز فرشی کنول رکھے ہیں دیواروں میں دیوارگیریاں اور آئینے نصب ہیں پردے
مخملی اور بانات کی کارچوبی کام کے بندھے ہیں چلمنیں عمدہ چاندی اور سونے کی تیلیوں پر پڑی ہیں
تخت جواہر نگار بچھے ہیں محمودی کی چاندنیاں کھنچی ہیں ہزارہا سقنیاں جوان گلاب کیوڑہ
بید مشک مشکوں میں بھرے چھڑکاؤ کرتی ہیں بیچ باغ میں چبوترہ جواہر کا بنا ہی نگیرہ روپہلی
تمامی کی جھالر کا استادہ ہی آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہی ہر ایک استادے پر
طاؤس جواہر کا ناچتا ہی سونے چاندی کی بجنیں طنابیں ریشمیں وغیرہ کلابتوں کی ہیں مثل کرن

آفتاب کے جھالر شعاع بیز ہو نیچے اُسکے تخت شاہی لگا ہو مگر جواہر آمیز ہو نوسو کرسی الماس کی گرد تخت کے گستردہ ہیں مسندیں روپہلی پرتکلف لگی ہیں جنبر خوبان طلسم پا فشردہ ہیں سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیوں میں چینی ہیں منقلوں میں عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہی شمع ہائے مومی کافوری جلتی ہیں شہنشاہ طلسم ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اُٹھا نہ رہے جملہ تماشے میرے روبرو کیے جائیں پھر تو ہنڈولوں اور جھولوں پر اسی ہزار پریزاد جا بیٹھیں اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار بہاگ کے گانے لگیں جھولے کے پٹڑون میں جو گھنگر و نصب تھے اُن سے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر بصد تزئین و آرایش ناچنے لگیں باغ میں تقیش اُڑنے لگا پریاں ایک دوسرے پر قہقہے تاک تاک کر لگانے لگیں پچکاریاں رنگ کی چلنے لگیں دف دائرہ الگوجا قانونوں میں چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ میں بجنے لگے صدائے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر گلال اُڑنے لگا سرو چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلوں تک ساحر عیش میں مصروف ہو گئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا آتشبازی چھوٹے بجبر دار شاہ چرخیوں میں آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی اناروں کے پھول گلنار و سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھلانے لگے سبحان اللہ کیا جلسۂ نشاط تھا کہ بمقتضائے نظم

زآتشبازے بےحدود روشن — زمین پر از جواہر کردہ دامن
انار آتشین برخاستندے — توگوئی نخل زر برداشتندے
ستارہ گنج گنج ازبسکہ برخاست — ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہ لولیان مشتری رو — برائے رقص ہر سو در تکاپو
جلوس تخت را آمادہ گشتند — بساز نگو رہا راجست بستند
نشید دلبری آغاز کردند — در عشرت بدلہا باز کردند
ہمانجا ساقیان سیم اندام — بکف بگرفتہ مینائے می و جام
ہمہ میخوارگان راست کردند — بیک پیمانہ عقل و ہوش بُردند

جلسے اور جھمگھٹے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیاگران ناہید سا نے تانیں مارنا شروع کیں اور مبارکباد گانے لگیں عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام پانے لگیں شاہ طلسم سے

دلکو بہاتی تھیں اور فرطِ عشرت سے یہ غزل گاتی تھیں غزل

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج　　دولت ساقی سے مالامال ہی پیمانہ آج
بادشاہِ وقت ہوا اپنا دل دیوانہ آج　　داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولتِ دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج　　گنجِ گل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب　　دیکھتا ہون نہیں بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل　　عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف　　مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند　　بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہو اندنون نشین اہل دنیا کا دماغ　　کونسا گھر ہی نہین جسمین ہو بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامہ انبساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک لوٹنے لگا شاہ جادوان نے حکم محکم دیا کہ آج جو کوئی ہمسے کچھ طلب کرے وہ اُسکو ملے یہ سُنکر حیرت پہلو سے اُٹھکر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگاکر بوسہ لیا اور کہا اے ملکہ قسم سامری و جمشید کی کہ جو خواہش کروگی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین اُمید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سُرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہی اسکو بھی اس جلسہ مین بلالیں افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرماکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو جاکر با عزاز تمام یہان لے آؤ وہ ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سُنیے کہ شاہ طلسم نے جب اُسکو زد و کوب کرکے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اُسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نور الدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع سان سوز دل سے بیتاب اشکبار رہتی شعلہ خار پر اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون نام زلف یار بردی　　چو مارے نیم کشتہ تاب خوردی
گہ از جور فلک دل تنگ می بود　　گہے با بخت خود در جنگ می بود
بہ تنہائے نشستہ در شب تار　　ہمہ شب تا سحر گریستے زار
شبش تا صبح گہ این کار بودی　　بروزش کار بس دشوار بودی
بروئش اشک چون گلگونہ پرواز　　سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز
ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفے　　سراپا چشم خود گشت از نحیفے

ندانم شب بہ چشمش چون گذشتے		کہ روزے چون شفق در خون نشستے
تراشیدے بناخن خال رورا		خراشیدے دل و میکند مورا
بماتم بزم شیون ساز کردہ		سرود غم بلند آوازکردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سُنا جب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہی شاہ طلسم نے جشن کیا ہی ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہی اس خبر کو سُنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو کر پکاری کہ لے گردون دون افسوس ہو کہ تونے میری امید توڑی اب کس ذریعہ سے مین اپنے مطلوب تک پہونچونگی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہائے ای مخمور تو زندہ رہے اور عمرو مارا جائے کاش جب وہ کل آیا تھا تو جاکر تو اُسکی مدد کرتی اور ساتھ ہی قید ہوکر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش مین چلکر دریافت تو کرکہ اُس بیکس پر کیا گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کرکے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون کو ساتھ لیکر جایا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو کہ قصور تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب چلو بلایا ہی جشن مین شریک ہو اس کو سُنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور باغ عیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھکر اشک حسرت گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہی اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ہی دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہی خیر شکر ہی جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین		دکھاتا ہی جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی ہوئی تخت سے اُترکر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اُسکو پانوئن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہی اُسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت عطا کیا اُسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دیکر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے رومال لیکر جاکھڑی ہوئی شاہ کے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو بزور سحر بلایا اور حکم کیا کہ چار دانگ طلسم مین جاکر پکار آؤ کہ کوئی شخص محروم نرہے جسکو ہم سے مانگنا ہو ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے ہم سے مانگے طائر سحر اُڑے اور سب طرف پکار آئے بعد لمحے کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سُرخ رنگ بروے ہوا ظاہر ہوے اُسپر سے پانچ ساحر لباس پُرتکلف پہنے اُترے نام اُنکے

شوریدہ نفیر افگن نفیر آواز جادو باران بلا افگن جادو خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو و سرہنگ جادو و طومار جادو تھے اُنکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان خضران سبز رنگ جادو و ضمیران روشن تن جادو آکر پہونچے اُنکے ساتھ سترہ سو فولاد کا مسلح لشکر آیا اور نہرین بروے ہوا بہتی نظر آئین کہ جن مین آٹھ سو مچھلیان اُچھلتی تھین اور کچھ دیر بروے ہوا قائم رہکر پھر نہرون مین گرتی تھین اور نو سو طاؤس زرین بال اُن بادشاہون کے سر پر پرون کا سایہ کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوے اور بادشاہ کو نذر دے کر کرسیون پر بصد انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ کے ہاتھ سے ریش تراشندہ کافران و سر برندہ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا لیکن اس جشن مین نبیرہ سامری یعنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا وہ مقابلہ فوج باغیان مین اُترے ہین ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سر والی رہتا اگر مین اُنکو بلاتا دوسرے معزز اور بزرگ ہین وہ ہر وقت چلہ کش رہتے ہین اور تصویر مین لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف اُنکو ہوتی ہی اِنھین وجہون سے مین نے اُنکو زحمت نہین دی شوریدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہی لیکن کوئی افسر یہان سے انتظام فوج کے لیے جائے اور اُنکو ضرور بلوایئے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے تحفے طلسمی پاس خداوند کے بھیجیے اور شکریہ اُنکا ادا کیجیے کہ اُنھون نے اپنے فضل و کرم سے ہم بندون کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اُنکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری رائے مین یہ ہی کہ سر عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ مین کہرام پڑ جاے بغیر مارے سب مر جائین یہ تقریر سُنکر سب نے کہا بہت مناسب ہی یہی کرنا چاہیے پس اُسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کر کے ایک سونے کے خوان مین سر عمرو کا رکھ کر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر کہا اسکو پاس خداوند کے لیجاؤ اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اُنکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم کیا اور مین نے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اُسکا بملاحظۂ بندگان حضور بھیجتا ہون یہان مینے جشن کیا ہی وہان آپ اور شیطان آپکا اور سب بندے حضور کے داد عیش و نشاط دین کمترین بعد فراغ جلسۂ عشرت ساحر نامی کو آپ کی خدمت مین بھیجے گا جو آکر کام لشکر حمزہ کا بھی

تمام کر دے گا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا دو جادوگر لیکر راہی ہوے اور اُنکے بعد ایک نامہ مصوّر کو بھی تحریر کیا کہ اے نبیرۂ سامری حضور لشکر کسی افسر جلیل کو سپرد کر کے اس جلسۂ نشاط مین اگر شریک ہون کہ آپ کے دادا نے ہمپر بڑا فضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوے کوہ ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طے کر کے کوہ عقیق مین پہونچے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھکر سمجھا کہ افراسیاب نے میوۂ طلسم بھیجا ہو اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کونسی آپنے تقدیر فرمائی ہو تبلایئے کہ اس خوان مین کیا ہو لقا بولا کہ قدرت جانتے ہین مگر تبلائین گے نہین بختیارک نے دل مین کہا کہ اس مسخرے کو معلوم ہی کیا ہو جو تبلائے اس اثنا مین ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا کر کے خوان سامنے رکھا تحفے پیش کیے عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچون ساحر رنگ مین شرابور ہین ہار پہنے اور عبیر و گلال مُنھ پر ملے ہین نہایت محظوظ نظر آتے ہین دیکھکر اُنسے پوچھا کہ شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہو ساحرون نے کہا ملک جی تمھارے دشمن کا سر ہی عمرو مارا گیا یہ سُننا تھا کہ کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو یونہین کہتے ہو انھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہو جائیگا اُسنے عرضی پڑھی اور لقا کے صدقے ہوا کہ قربان تیرے کیا تو نے تقدیر سکی ہو کہ میری اُمید بر آئی یہ کہکر پگڑی اپنی اُچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے دن سے بڑھ کے کوئی دن مبارک نہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ طرب ناک مین نے سُنا یہ تو اس طرح خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار قاسم کتوری اور قاسم تنگ رو اپنی صورت بدلے یہان موجود تھے پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو کا ان ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہو اس فکر مین یہ تو مصروف ہوے اودھر خوان گیا اور بختیارک نے سر کو اُٹھا کر سب کو دکھایا کہ یہ وہ ہین جنھون نے میرے باپ کا حریسہ پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر مین تھے مجھے جوتیان لگا کر خراج مانگتے تھے کہ ہماری جوتیون کے صدقے مین تیرے سر پر بال نہین جتنے سال بھر مین جو حجام کو تجھے دینا پڑتا ہو وہ ہم کو دے مگر مجکو تعجب یہ ہو کہ انکا خدا بڑا زبردست ہو انسے اور خدا سے انکے وعدہ تھا کہ جب تک تین بار یہ موت نہ مانگین اُسوقت تک نہ مرین پھر یہ مر کیونکر گئے اور یہ بھی مجھے یقین ہو کہ خدا انکا جھوٹا نہین یہ کہکر سر گود مین رکھکر بائین آنکھ چیر کر تل جو عمرو کی آنکھ مین دیکھا کہ وہی نشانی آنکی ہو کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر آئین مگر تل جب بختیارک کو دکھائین تو یہ شناخت کر لے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ اُسوقت اُسنے آنکھون مین نہ پایا

خوب غور کر کے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا تو لگا سر ہلانے لقا نے کہا ارے کیا ہو پکارا کہ اجی کیا کہون
کیا ہو کچھ نہین افراسیاب کا ستیا ناس جائے خدا جانے کسکا سر بھیجا ہو لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہو بھلا تجھے
کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہین ہو اسنے کہا خال آنکھ کا نہین دکھائی دیتا ہو لقا نے کہا بنیرۂ خاص
ہمارا عمرو ہی ہمکو بھی ثابت ہو کہ وہ مارا نہین گیا بختیارک نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو اور
مارا جائے تو کیسی تقریر کرتا ہو کہ مین خوش ہو کر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بدمزہ ہو
تیری خاطر سے مضبوط تدبیر ابکی کرونگا یہ کلام سنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے
پوچھا کہ شاہ طلسم اے ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین اسنے کہا جاؤ خبر لو باغ
وہ سب برباد ہو گیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا عمرو کے
دشمن مارے جائین جا کر تو دیکھو تمھین خبر کہنا یقین نہو گا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو یہ کہکر گرم پانی
منگا کر اُس سر کو دھلوایا رنگ روغن اُسکا جاتا رہا اصلی صورت اُس مردہ زنبیل کے قیدی کی
نکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارے سر لانے کی کیفیت حمزہ
کو ظاہر ہوگی تو وہ پھر بہر قصاص یہان آجاویگا خداوند خوب پیٹینگے تمھارا جانا یہان سے دشوار
ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ ہوئے اور ادھر وہ دونون
عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر مین گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار
بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ عمرو کا خدا مالک ہو انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا
یہان تو یہ گفتگو فرما کر امیر نے دربار برخاست فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہو غرضکہ سب آرام پذیر ہوئے
اور وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے بہ تعجیل تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا
اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے
نہ ستایا کیجیے صاحب میرے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑی مین پسینے پسینے ہوئی جاتی
ہون اور تمھین اپنے کام سے کام آئی بائی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر آ کر
پہونچے مگر بدحواس رنگ رو سفید افراسیاب اُنھین اِس حال سے دیکھکر سمجھا کہ عمرو بندہ مقرب
خداوند تھا شاید اُسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوئے ورنہ ان ساحرون کے ہاتھ مجھے خلعت سرفرازی
ضرور بھیجتے اور اُنکو بھی بحال کر دیتے خیر پوچھ تو کہ کیا ہوا آخر اُسنے پوچھا کہ خیر تو ہو وہ ساحر بولے کہ
خاک خیر ہو دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکالکر دکھایا سارا حال بیان کیا افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت
کی طرف گھورنے لگا اور مخمورہ دل مین خوش ہو گئی ادھر حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ مجھے

کیا گھورتے ہین جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجالائی اور جس شخص کو کہ وزیر آپ کا گرفتار کر لایا اُسے مین نے قتل کیا شاید وہ عمرو نہوگا جسنے وزیر باغبان پکڑ لایا یہ سُنکر باغبان نے کہا مجکو قسم ہو سامری کی مین نے نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے خوب دریافت کر لیا تھا جو کچھ پیچ پڑا وہ طلسم مین پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے سر پر ہاتھ رکھو تو کوئی فتور مین نے نہین کیا حیرت نے قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھون نے کہا بلا لون اگر ہمسے کچھ ہوا ہو تو ناک اور چوٹیان ہماری کٹوا لیجئے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ مین تم جب عمرو کو لیکر چلین تھین تو کہین ٹھہری تھین اُنھون نے عرض کیا کہ کہین نہین اب مخمور دل مین بہت خوش ہو کر اس مخبر سے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گی کہ عمرو کا گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہو غرضکہ افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالونگا ورنہ صحیح بتاؤ کہ عمرو کیا ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری مین اُسکو بند کر دیا تھا شاہ نے کہا جب کوٹھری کھلی تو وہان دو عمرو تھے یا ایک اُنھون نے کہا ایک بھڑوے نے تو یہ آفت ڈھائی ہو دو ہوتے تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری دیکھین شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مار کہا ہماری عقل پر پتھر پڑے ہین اگر پہلے ہی کتاب دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت نہوتی ہان جب باغبان گرفتار کر کے لایا تھا جب مین نے کتاب دیکھی تھی اُسوقت بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہو باغبان کی کچھ خطا نہین ہو مین اس اعتبار پر رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو اب اسمین کچھ شبہہ اور شک نہین ہو خیر جو مقسوم مین ہوتا ہو وہی پیش آتا ہو یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُسمین سے ایک پھول لیکر پھینکا باغ کی طرف اور سحر پڑھا کہ ایک طاؤس اُڑکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ کتاب لا طاؤس جاکر کتاب لایا اُسے وا کر کے دیکھا لکھا تھا کہ جب عمرو کوٹھری مین بند ہوا تھا تو اُسپر قید سحر نہ تھی یہ غفلت تیرے کارپردازون کی ہو اُسنے اپنی صورت کا ایک شخص زنبیل سے نکالکر بنا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر نکل گیا ابھی حیرت کے شہر مین ہو مگر کچھ دنون مین چلا جائیگا یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہو لوگون نے کہا اب صبح قریب ہو شاہ نے فرمایا کہ دربار اور جلسہ برخاست اے حیرت تم اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کر دو عمرو نکل کے جانے نہ پائے مین ذرا آرام کر لون تو آتا ہون یہ حکم سُنتے ہی جملہ ساحران نامی اُٹھ اُٹھ کر روانہ ہوئے اور حیرت اپنی وزیرزادیون کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک

کہ سلطان انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری دزد ظلمت شب میدان سپہر میں آیا بمقتضائے نظم

مگر منشی قدرت خامۂ زر	گرفتہ از شعاع مہر انور		
کہ آرایدبیاض دے این نرم	بہ اوراق فلک روشن کند نظم		

افراسیاب خواب استراحت سے اٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ مصور کی سواری آپہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جیکا مذکور اول کیا گیا اسکو پہونچا یہ اسوقت آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اسکے آنے سے ٹھہر گیا اور تعظیم کر کے بٹھایا سب حال بیان کیا مصور نے کہا میں جاکر عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہوں افراسیاب نے جواب دیا کہ آپ یہیں تشریف رکھیں حضور کے آنے سے ابھی میں بھی نہ جاؤنگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم میں گرد چھائی کہ بمقتضائے بیت

بھرا رہے دل گردون غبار دشمن سے		کمی ہو کچھ تو کہو میری مشت خاک سے لے	

اس آندھی سے دو ساحر مرگ چھالون پر سوار اڑتے ہوئے باغ میں آکر اوترے شاہ جادوان کو سلام کیا اسنے حکم کیا کہ غبار جادو حسام جادو تم دونون دو سمت جاؤ غبار ملکہ حیرت کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود ہیں عمرو کو گرفتار کر کے انکے حوالے کرے اور حسام لشکر مہرخ کا جاکر کام تمام کرے یہ سنکر دونون ساحر روانہ ہوئے حسام اپنی جگہہ پر آیا اور لشکر تیار کرایا دو سحر اپنے جگائے ایک باران دوسرا آسمان جب یہ دونون جادو اپنے قبضہ میں کر چکا اسوقت ابر پر سوار ہوکر بجمیعت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی ہوا اور غبار جب اپنی جگہہ پر آیا اسنے سحر سے زمین کی کچھ مٹی سونگھکر دریافت کر کے تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر حیرت چلا ادھر حیرت نے آکر رات کو آرام نہیں کیا ہزارہا ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف کے بند کر دو عمرو اس شہر میں زندہ موجود ہی سب ملکر ڈھونڈھو جو گرفتار کرلائیگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگی سارے شہر میں اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اڑے اور بعض ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ میں متلاشی ہوئے لوگون کے گھر کی تلاشی ہونے لگی ور شہر پر تین تین پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے میں ساحر پھرنے لگے اور جو کی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ عمرو دیکھیے کیونکر گرفتار ہوتا ہی یہان تو یہ بندوبست ہی لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اسوقت تک باغ میں ٹھہرا رہا کہ حیرت باغ عیش

یں واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند ملازم اور کنیزین باقی رہگئین عمرو نے قابو پاکر ازبسکہ رات کا وقت ہی تھا پھر پروانے بیہوشی کے شمع وچراغ پر پھینکے کہ جسکے دھوئین سے کنیزین بیہوش ہوکر سورہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال مارکر نذر زنبیل کیا اور جہان تک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیونکا اور زیور اُتار لیا پھر وہان سے نکلکر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہانتک ایک جگہ شہرمین ویرانہ تھا اور مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اوترکر رات کو بیٹھ رہا اور سوچا کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ نہ سکے گا اور اگر گلیم کی وجہ سے تو مخفی رہا تو کچھ لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہی کہ جہان ایسے ہی دباؤ مین پھنس جائے اور نکلنا ممکن نہو گلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر لیکر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور اہل شہر کے مکانات کو علم مساحت سے وہان بیٹھے بیٹھے بنظر فراست پیمایش کرلیا یہانتک کہ نقب ایک مکان کے اندر کھودکر پہونچائی جب وہنہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین مہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا یہان بورے اناج کے مثل گیہون اور چانول سے بھرے رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنیئے کا گھر ہی عمرو نے نقب سے بورے نکالکر جال مین باندھکر اُٹھائے اور نقب کے مُنھ پر لاکر رکھے اور پیندے اُنکے کاٹ دیے کہ اناج کھسک کر نقب مین چلاگیا اور اوپر سے بورا خالی ہوگیا اسنے پھر نقب مین گھسکر اناج دہنے بائین ہٹاکر بورے کے اندر چلے آنے کا راستہ کیا جب یہ بندوبست کرچکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور سمت کھودنے لگا اور مٹی اُسکی زنبیل مین بھر لیتا تھا یہان سے مکان تورعایائے شہر کے قریب ہین دوسرا مہرہ نقب کا نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا وقت ہی تھا سر نکالکر نقب سے جو دیکھا تو نقب والان مین ٹوٹی ہی اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان کوٹھری تجویز کرکے سرنگ اسی طرف لیچلا اور کوٹھری مین سر نقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر شیرمال وکباب اور روٹیان اور سیخے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھنکی ہی یہ دیکھکر دل سے کہا ای عمرو خوب آئے اس جگہ مہر نقب کو اندر گھسکر طبقہ زمین سرے سے ملاکر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہو اور مین جب آؤن تو ڈھیر مٹی کا ہٹاکر چلا آسکون غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے تیسری سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایک بار کلوار کی دوکان مین سر نقب کا نکالا اسنے اس سرے کو تو مٹی کے اندر کی طرف سے بند کردیا اور دوکان کی کوٹھری مین جاکر مہرہ توڑا اس مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادہ خوشگوار اور رنگین سے مملو تھین شیشے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون

مگر اس اثنا مین آواز آدمیون کی بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہو گئی یعنے خورشید کلند زرین لیے نقاب فلک مشرق کی سُرنگ سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب مخفی ہو جانا چاہیے ورنہ حال کھل جائیگا یہ تصور کرکے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی اُٹھانے کے کروٹین لیکر دفع کرنے لگا اور پھر خوب پاؤن دراز کرکے آرام کیا اور جال لیاسی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اسمین پھنس جائے لیکن کوئی اس طرف کو نہ آیا یہ سو کر اُٹھا زنبیل سے پانی نکالکر منھ دھویا وضو کیا وظیفہ سحری جو قضا ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نان بائی کے گیا اور ہاتھ پر سوراخ کرکے دو چار شیرمال وغیرہ لیکر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جاکر ایک گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چپکا ہو کر بیٹھا کہ بیت

	تم ہو اور غیر ہین اور انجمن آرائی ہی		ہم ہین اور درد ہی اور گوشۂ تنہائی ہی	

اب وہان غل و شور تمام ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے تکبیر کی صدا آتی تھی گھنٹے ناقوس بجتے تھے لوگ ہر سمت دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال سنیئے کہ حیرت تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غوغا کیا تو سارا مکان لٹا ہوا پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈھنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ عیار جادو بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی یہ سنکر زمرد اور یاقوت کو پیر استقبال بھیجا انھون نے جاکر تعظیم کرکے اُسکو اپنے ہمراہ پاس ملکہ کے پہونچا اُسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال بیان کرکے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہی اُسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر ایک مشت خاک زمین سے لیکر پھر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا ہی کہ عمرو زمین کے اندر کسی گڈھے مین بیٹھا ہی لہذا مین جاکر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر زمین سونگھتا ہوا چلا جب شہر مین پہونچا آدمیون کا غول اسکے ساتھ ہوا اُسنے سب کو منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ کیونکہ غل سنکر عمرو بھاگ جائیگا لوگ اسکے منع کرنے سے رکے اور یہ اکیلا چلا یہان تک کہ قریب اس غار کے پہونچا کہ جہان عمرو مخفی ہی اور عمرو نے بھی دیکھا کہ ایک ساحر اس سمت کو آتا ہی اگر یہان آنجائیگا تو حال اس غار کا ظاہر ہو جائیگا پھر بیٹھنے کا بھی ٹھکانا جاتا رہیگا یہ تصور کرکے اندر سے غار کے نکلکر بیچ میدان مین چادر اوڑھ کر لیٹ رہا اور جسم کو اپنے مثل مردے کے کر خت بنایا سانس روک لی اور آنکھین ایسی کر جیسے مردے کی بے نور اور بیٹھی ہوتی ہین پتلیان بیٹھی ہوئی اور منھ ٹیڑھا کیے

ہوئے اور اندر منھ کے سفوف بیہوشی بھر لیا خلاصہ یہ کہ جب غبار گڑھے کی طرف چلا اور مٹی نے بزور سحر سونگھنے سے عمرو کی خبر دی کہ اسی جگہ ہی اپنے چارطرف بیک نگاہ دوڑایا ایک شخص کو چادر اوڑھے پڑا دیکھا یہ دوڑکر قریب آیا اور سحر پڑھنے لگا کہ اُٹھکر بھاگ نہ جاے لیکن خیال کیا تو دیکھا کہ اس شخص کے جسم کو ذرا حس وحرکت نہیں ہی شاید سوتا ہی ایسا کچھ سمجھ کر چادر کو چہرے سے ہٹایا سب آثار مردے کے پاے حیرتناک ہوکر پاس بیٹھ گیا اور بغور دیکھنے لگا جسوقت کہ جھک کر چہرے کو غور کرنے لگا عمرو نے منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکے منھ پر پڑا اور چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھکر فی الفور سر کاٹ ڈالا غل اور شور اور تاریکی پھیل گئی عمرو اُسکا پیراہن اور جھولا اسباب سحر کا لیکر غار مین کود گیا اور نقب مین جا بیٹھا غلغلہ اور ہنگامہ سنکر ساحر اور اہل شہر دوڑے لاش اُٹھاکر حیرت پاس لے چلے وہ بھی صداے گریہ وبکا سنکر دوڑی ہنوز دربار تک نہ پہونچی تھی کہ لاش غبار کی ساحر لیکر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ غبار کو عمرو نے مارا حیرت اس حال کو دیکھکر گریان ہوئی آئینہ عشرت اسکا زنگ آلود غم والم ہوا آخر لاش غبار کی تخت سحر پر رکھکر بجمعیت چند ساحران خدمت شاہ جادوان مین بھیجی افراسیاب باغ عیش مین مضمور سے سرگرم گفتگو تھا کہ نعش ساحر لیکر حاضر ہوے اور تقریر الم تاثیر مقدمہ قتل ہونے غبار کی حصار بیان مین مقید کی افراسیاب سنتے ہی اس خبر کے مثل مار دم بریدہ کے پیچ وتاب کھانے لگا اور بولا کہ مین حسام جادو کی راہ دیکھ رہا ہون کہ وہ لشکر مہرخ کا خاتمہ کرکے اور سرباغیون کے لیکر آئے تو مین جاکر عمرو کو خود گرفتار کرون فی الجملہ شاہ جادوان حسام کا منتظر ہی اور وہ دریاے سحر سے اوترکر قریب لشکر مہرخ جب پہونچا دل سے اپنے مشورہ کیا کہ مین مقابل مین اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستا ئینگے اور حریف بھی ہوشیار ہو جایگا اس سے مناسب ہی کہ اسی وقت تاخت وتاراج پر کمر ہمت چست باندھون اور عیش وعشرت دشمن کو مبدل بہ غم کرون سبکے سر کاٹکر خدمت شہنشاہ مین لے جاؤن کہ نظم

چو برد دشمنان خیزم آمد سمند	یقین گردنش ارم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم	عجب نیست فردا شود ابترم

ایسا کچھ تصور کرکے سرداران لشکر کو اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ مہرخ کی سمت چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے تھے اور گریان ونالان تھے کہ یکایک صداے نفیر سحر کان مین آئی طائران سحر اور عیار

جو بامر جاسوسی صحرا و بیابان مین پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھکر اور رُخ اُس فوج کا اپنے لشکر کی طرف نظر کر کے برجناح استعجال بارگاہ مین آئے اور عرض پیرا ہوئے نظم

زمین بوسید و شہ را این دعا کرد
بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال
کہ گیر و ماہ و مہر از روے تو فال
ز اقبالش جہان را عید نوروز
بزم و رزم جوے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان
ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رُخ دارند این سو
بہ قصد بیہودہ اندر تگاپو

مہرخ بمجرد استماع اس خبر کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہوئے کس لیے کہ لشکر حریف یکایک ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد
دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست

فی الفور بموجب ارشاد فیض بنیاد اس شیر زن نقارہ رزم گڑگڑایا شور و شر کا زمانہ آیا ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوے جان دینے پر تیار ہوے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ہنوز حسام نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضاے فرد

نہ شستہ یکے عہدہ آشوب گر خواست
تا رفتہ یکے فتنہ بلاے دگر آمد

یعنے جوانان خنجر گذار باشمشیر بران مرکبہاے تازی نژاد پر سوار برآمد ہوے ہاتھوں مین وہ وہ سیفین اور تیغین جوہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے کہ نظم

چون برگ گند ناست بسبزی ولی تسود
در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان
نیلوفری در آب نہان با خدای عجب
نیلوفریست آتشدہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے چمکاتے اپنی شوکت دکھاتے روانہ تھے کہ ابیات

گردون گردے زمین نوردی
کز چشمہ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نور در ستے
صد باد صبا بگرد رستے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق
باران بودے و در میان برق

ایک جانب سے فیلان سحر روے ہوا پران تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اُنپر سوار تھے کہ نظم

ابر ند و لے قطرہ ایشان سحر خنجر
برج اند و لے بارہ ایشان صفت بیجا
دندان یکے سخت شدہ در دل مریخ
خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دوپٹون کی باندھے جھولیان اسباب سحر سازی کی گلون مین ڈالے آمادۂ جنگ و پیکار تختہ ہاے سحر و طائران تیز پرواز پر سوار کہ بمصداق شعر

یکے چون نالہ باروے درخشان	یکے چون گل بخوبی دامن افشان

صرخ کا تخت قلب لشکر مین لیے نارنج و ترنج او چھالتی ہوئین آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا اسطرح کا ہجوم	کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
روان تھے ساحر نامی برآہنگ جدل	لیے تھے ہاتھ مین سب اپنے سحر کی مشعل
بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے	فلک سے گرتے ہین جسطرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دو چار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھکر نعرہ زن ہوا کہ ہان اے دیروان نمک حرامون کو گھیرو خبرداران مین سے کوئی زندہ بچکر نہ نکل جائے کسی طرف پناہ نپائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہان مصور اپنی جانب سے بہزاد جادو افسر کرگیا ہی وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا بوق ترکی اور قرناے رزمی بجنے لگے کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دوار کو ہلایا مبارزان شجاعت شعار نے قدم ہمت میدان مین جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک طاق و چست ہوا علمون کے پھریرے ہرداے نشانون کے پرچم کھلے نقیب بلند آواز سے پکارتے لگے غیرت آمیز صدائین سنانے لگے

کہ بمقتضائے ابیات

دولت دنیا کہ تمنا کنند	باکہ وفا کرد کہ باما کند
مغز وفا نیست درین استخوان	بوے امان نیست درین خاکدان

محبت دنیا سے ہاتھ اٹھاؤ کب تک اس دار بے ثبات مین حیات کی امید ہو آخر ایک دن مرنا ہی اگر آج لڑکے جان دی تو زندگی جاوید ہی ع

بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابے آشنائی

اور کسی نے کیا خوب کہا ہی کہ قطعہ

از سر گذشتہ پاے بمیدان نہ و ببین	گوئی مراد ماست زچوگان آرزو
خواہی کہ بخت روے بیابد بکام دل	باید شدن بمعرکہ با خصم روبرو

اس صدا کے سُننے سے قبضہ ہاے شمشیر آبدار اور سینہ کمانون کے کڑکنے لگے منچلے ہونٹھ چبا چبا کر عدو کو گھورتے تھے صفون پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی اُڑکر ادھر نہ آتا تھا رن بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا مین حسام بدانجام اژدر کو اُڑا کر وسط میدان مین آیا یہ نابکار خود بھی بہت کریہ منظر و بدہیئت ہو اسوقت براہِ مہابت بزور سحر اپنی صورت نحس کو اور اپنے زیادہ مہیب کیا تھا کہ

چو دیوے دو رُخ از عفریت روئی از ین سنگین دلے پولاد جانے		چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئی چو ہجران دل گداز ے جانستانے	

میدان مین ہو نچکر خوب سحر کی نیرنگیان اسنے دکھائین اور ٹھہر کر مہرخ کی طرف بصد عتاب مخاطب ہوکر کہا اے نادان کجا تو اور کہان شہنشاہ ساحران کہ بیت

کے تواند بود شیر شرزہ آہو را شکار		کے تواند گشت باز و جرہ تیہو را مطیع	

کہان تک لات برابری ماریگی اور ملازمان شہنشاہ مین سے کس کسکو قتل کرے گی ان چند باغیان پاشکستہ پر جو تیرے پاس جمع ہوگئے ہین غرہ مکر اور لازم ہو کہ رفیقان نیک سرشت عقیدت اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آ قدم بر سر گرکہ قطعہ

مکن تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ شود رائے نیکو ترا دستگیر		ز فرزانگان راے و تدبیر خواہ بجائے کہ ضایع بود تیغ و تیر	

اگر سر انقیاد میرے فرمان سے نہ ہٹایا خطا تیری شاہ جادوان سے معاف کرادونگا ورنہ درصورت انحراف ورزی سزاے معقول دونگا عمرو جو تیرا معاون باکر و کید ہو وہ بھی طلسم مین قید ہو تو بھی راہ راست پر آ اپنی جان بچا کر غور کر کہ شہنشاہ والا مرتبت کا کیا رتبہ ہو خداوند سامری نے کیا مرتبہ دیا ہو کہ نظم

دیو کا یجبار سید سر بنہد زر و جز بہ پدر رقہ بیرون		مرغ کا یجبار برید پر بنہد از ہوا و زمین او گردون	

یہ شہنشاہ کا حکم دو قار ہو کہ تجھ ایسی نمک حرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہو اے بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہو کہ قطعہ

ستیزندگی با خداوند تخت گوزنے کہ در شر شیران شود چو سرہ ید ست سر شتاب از خراج		ستیزندہ را سر برو چون درخت بمرگ خودش خانہ ویران شود وگرنہ نہ سر با تو ماند نہ تاج	

مہرخ نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلائے اور پکاری کہ او بیحیا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز
چو من آرزوے نبرد آورم
مرا ہم زبانِ سنان ہست تیز
دل دشمنان را بدرد آورم

حسام نے یہ کلام ملالت انجام سُنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا پھر تو ع نعوذ باللہ ازین آتش ار کرآرد دود ٭ اُسمین سے دھوان نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہوکر آفت تازہ اور بلاے بے اندازہ پیدا کرے مہرخ نے اس نارنج کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس نارنج کو روک کر غائب ہوگیا حسام کا جب سحر رد ہوگیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچکر بڑھا اسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھاکر میدان مین آئی اور گویا ہوئی کہ ای حسام تمھین لازم ہی کہ ہم با اُفتادون کی اگر دستگیری کرو اور شرط مردمی یہ ہی کہ مغلوب کی مدد کرو تو ہمسے ملجاؤ ایسے نا منصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل مصلحت سنج کے خلاف ہی افراسیاب نالایق اور بیہودہ اور ناانصاف ہی بیت

بے مزد بود آنچہ خدمتے کہ کردم
یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجا لائے پھر آخر اسکے صلہ مین کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہی کہ س

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہان مثل تمھارے بہت لڑنے والے ہین ہم البتہ مجبور و بیچارے ہین تمکو لازم ہی کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر
چو استادہ دست افتادہ گیر

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سُنکر حرف زن ہوا کہ مین نمکحرام نہین ہون جو مثل تیرے اپنے مالک سے منحرف ہوجاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہوجاؤ پنجہ سحر دوڑکر مارا اس نے جسم اپنا بزور سحر اژدہات کا بنایا پنجہ اُچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اُسمین سے نکلکر لشکریان مہرخ پر گر سر سے گذرکے پاؤن کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بنائے گی میرے لشکر کو صرصر ستم سے برباد اور خزان رسیدہ کرے گی لازم ہی کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جھولے سے حلقہ جمشیدی نکالکر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر بجلی ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے گرفتار کرلیا اور وہی حلقہ لیکر یہ آگے

بڑھا مرصع نے للکارا کہ اے نامراد ازلی کہان آتا ہی اُسنے حلقہ دوڑکر مارا مرصع کی گردن بھی پھنسی اور اسیر ہو گئی اسوقت وہ دونون سحر یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اُنکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے مثل آسمان سبز فام کے سر لشکر مرصع پر قائم ہو پہنچے اُس آسمان دودی کے لکہ ہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران نامی بیسرین سحر کی سر بر رد کے تھے ہر طرف ایک تلاطم مچا تھا اس ہنگام مین برق محشر نے کہا ای فرزند رعد اس باران سحر مین ہماری کسر باقی ہی یعنے رعد گرجتا ہی چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سنتا تھا کہ رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام سمجھا کہ قاعدہ ہی جب پانی برستا ہی بجلی ضرور چمکتی ہی یقین ہی کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہی غرضکہ یہ تو غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اُسوقت برق کا چمکنا مع حسام کے سب دیکھ رہے تھے کہ رعد نے چیخ ماری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام ازبسکہ زبردست تھا اُسکا سر تو نہین فتق ہوا مگر بیہوش ہو گیا اوپر سے برق جو کڑ کڑا کر گری اسکے جسم نجس کو کاٹ کر زمین مین اوتر گئی العیاذ باللہ شور نشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹکر لشکریان حسام اور حیرت پر گرا ہزارہا ساحر دیگر مرصع اور بہار قید سے چھوٹین فوج نے مرصع کی حملہ کیا پھر تو نظم

	گروہے رزم جوے فتنہ انگیز کمین خواہی میان را تنگ بستہ		ہمہ پر کینہ بابیباک وخون ریز ولے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق چمک چمک کر گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

	سپیدہ کوہ از سنان برق بشد چاک چاک		وز صداے رعد می لرزید بر خود چرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہو کر آڑی اور ترچھی پڑ پڑ کر گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تھی دم بھر مین چالیس پچاس ہزار ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت مین طبل امان بجا بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزارون گرفتار ہوے بہتون نے اطاعت کی مال و متاع حریف لوٹکر مرصع نقارۂ فتح بجا کر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام مین ہو نچکر مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے کمر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اُدھر لشکریان حسام بھاگ کر دریاے سحر کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصور سے گرم سخن تھا کہ مین آج تک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آوین ورنہ میرے غصہ کی پناہ نہین اب دیکھا سب کے سر حسام کا لکر لاتا ہوگا یہ باتین

تمام ہوئی تھیں کہ صد ہوے واویلا کان مین آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے
اُنھون نے تیغ بیان سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دلکو دو نیم دود آہ سینہ شہنشاہ
سے نکلا اس شکست کی خبر سُنکر دست تاسف ملے اور کہا ؎

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا		رہ بجاے نماید کہ بلا بیشتر است	

اُن مفروروں سے پوچھا کہ حسام کو کس نے قتل کیا کہا برق محشر نے اسکو قتل کیا لیکن سب لوگ
کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے لھٹرے نے بھجکر قتل کرایا اس کلمہ پر اہل دربار منہ پھیر کر مسکرائے
اور سرمایہ وزیر نے اُن ساحروں کو گھُرکا کہ سب لوگ کچھ کہتے ہین تم اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس
کا قاعدہ ہی کہ خدا ہوں کو سرداروں کو بُرا بھلا کہتے ہین لیکن کوئی حضور مین ایسی بات کہتا ہی
افراسیاب یہ تقریر سُنکر گویا ہوا کہ اگر مین انکو سزا دلواتا ہوں تو لوگ کہینگے مورخ سے تو کچھ بس
نہین چلا اپنے ملازموں کو ہلاک کرتا ہی اس سے لازم ہی کہ تا قتل ہونے نمکحراموں کے جو کچھ
کوئی کہے سنوں اور خاموش رہوں کیونکہ چاند پر خاک ڈالے سے نہین پڑتی مین جیسا ہوں
ویسا ہی رہوں گا یہ کہکر بغل مین ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکالکر پھینکا اور حکم کیا کہ
جہان صرصر عیارہ ملے لے پتلے اُٹھالا بمجرد حکم کے وہ مثل کاغذ بادی کے اُڑتا ہوا روانہ
ہوا معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کاغذ بادی		نہ زمین کا نہ آسمان کا ہی	

صرصر لشکر حیرت مین اندر خیمے کے شگفتہ تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ واہ رے عمرو موذی کا ٹابلا کا
عیار ہی لنگوڑا طلسم مین جب سے آیا ہی آفت ڈھائی ہی اب شہر مین حیرت کے ہی لیکن کسی کے ہاتھ مین
نہین آتا ہی صبا رفتار کے چھیڑنے کو صرصر گویا ہی کہ ہان بہن تمھارا جی جانتا ہوگا جیسا عمرو ہی اسکا
شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ تیرے دلکو زخمی اُسنے کیا ہی صبا رفتار یہ سُنکر کھسیانی ہوکر حرف زن ہوئی
کہ حضور کو اگر بُرا لگتا ہی تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام انھین باتوں مین تھین کہ وہ کاغذی پتلا آکر
کمر مین صرصر کے لپٹ گیا اور اُڑکر چلا صرصر سمجھی کہ رعد و برق نے جو حسام کو قتل کیا ہی تو مورخ اندیشہ مند
ہوئی ہی کہ عیار بچیان کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کرکے بکنے لگی کہ
ہم سے اور عیاروں سے گرفتار کرنے کی شرط ہی نہ کہ ساحروں سے لڑنا ہمارا کام ہی اس پتلے نے کچھ
سماعت نہ کی اور دریاے سحر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہی یقین ہی
کہ یہی کہے گا کہ حسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہو سکا پھر میرے بھی جو مزاج مین آئیگا جواب دونگی

غرضکہ اسی شش و پنج مین یہ تھی کہ تپلا سامنے شاہ جادوان کے اسکو لایا اسنے مجرا کیا اور ہاتھ جوڑکر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تونے کئی بار اقرار کیا کہ مین عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نکر سکی صرصر نے کہا کہ قربان ہوجاؤن کنیز تو کئی بار اسکو پکڑ لائی مگر اُسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو پکڑ لاو ملکہ حیرت کے پاس پہونچادے صرصر تسلیم کرکے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق محشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کرکے لائے تو فوراً سر اُن دونون کا کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا ادھر صرصر کو پنجہ سحر اُٹھا کر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان کرکے کہا چلو برق محشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوت عیاری واکر کے آئینے سامنے رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورتین نازنین حور جمال بن اور دوسرے اور بناوٹ سے مہ پارہ حسینہ اور جمیلہ بارہ بارہ برس کی کم سن لڑکیان بنین وہ زیبا صورت ہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اُنکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پرتو شمع جمال دل آرا سے اُن سب کے تاب قرض لیتا تھا الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ دربر	تو گوئی بستہ سرداز لالہ زیور
دو چشم ترک بر دلہا کمین ساز	دو ابرو بر جگر دو ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پرتاب	چنان کاندر شب تاریک مہتاب
رخشک تازہ یک موئی شستہ	بآب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چلکر دست بردی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے دام ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بپوشید راز	راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بہ خلوت نشست	کرد فلک سبحہ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے نکلکر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین لکھا

اونپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین اس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر — حلقہ مارے ہوا سپہ بالا کافر
اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل یہ بولا — جادو بہ حق اہو کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہوکر انکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز واے سراپا مایۂ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے مرے کا صرز کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھالین گے — پھیرے بھیسے او بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاپن دیکھ کر دل سے دعادی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا — گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر

ہمراہ ان دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہی کس قد قیامت کا کہن — جلوہ گاہ حشر ہر ہر کوہ برزن ہو گیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربار گاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیان حاضر ہوئی ہین دربانون نے کہا تم کہان سے آئی ہو انھون نے کہا کہ ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہین ہین جو تم پوچھا گچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہان سے ہم آئے ہین آپ ہی ثابت ہو جایگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے جاکر مہرخ سے بعد دعا و ثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیان آستانہ عالی پر حاضر ہین تمنا باریاب ہونے کی رکھتی ہین مہرخ نے بمجرد سُننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونو نکو روبرو لائے اُنھون نے مجراگاہ پر سے بادب ایستادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار مین سے جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانۂ رخ زیبا نیا اور بہار اور رخ موو ناخن فرمان وغیرہ دیکھکر گویا ہوئین کہ ہی ہو بخت ابھی بالکل کم سن ہین نگوڑیون پر نہین معلوم کیا مصیبت پڑی ہی جو گھر سے نکلین ایک ساحرہ بولی کہ ناشدنیان صورتین تو بھولی بھولی رکھتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ کسی اشراف کی بیٹیان ہین ایکنے کہا بہن دیکھو یہ اڑدہ بھی ہین کچھ شعور نہین ہی بال بھی رخ پر سے نہین ہٹاتی ہین غرضکہ اپنی اپنی بولیان سب بولتے تھے اور انکے حسن و جمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھون نے اپنی بناوٹ ایسی ہی کی تھی کہ کرتیان آستینون دار پہنے جھولیان گلے مین ڈالے ناک مین ایک موتی کی نتھنی پہنے تھین مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان

سے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پُر تاب کے کہ ہزاروں نافہ مشک ناب اس مین پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھین الحق اُنکی شان مین یہ زیبا تھا کہ ابیات

زسنبل برہمن مرغولہ بستہ — زمرغولش بنفشہ گشتہ دستہ
زمستی نرگس جادوش درخواب — زسوداسنبل ہندوش پُرتاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے اُنکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش وتفقد حال اُنکا پوچھا دونون لڑکیاں رونے لگین لآلی آبدار رشحہ ہوار اشک متصل اور مسلسل صدف چشم سے ڈھلک کر رخسار پر آنے لگے خوب دھارم دھار روئین مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس اپنے بلایا اُنکے حال زار پر رحم آیا آنسو پوچھے دلاسا دیکر سمجھایا انھون نے کہا ہم ہیکل جادو کی بیٹیاں ہین باپ اور مان ہمارے رہرو ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے والا کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نرہا اب محنت ومشقت کرتے ہین تیرا میرا کام کاج کرکے روٹی میسر آتی ہو کھا کر پڑ رہتے ہین لیکن جوان جہان ہین اور کمبخت پیلا چہرا ہمارا ایسا ہو جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہان رہتا ہو مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین غریب سمجھکر ہر شخص جو پاتا ہو سو کہہ لیتا ہو لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمایئے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرا دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہو انکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپ کے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہو اس تقریر کو سُنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام اُنکی زبان سے سُنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اُسنے دیکھا کہ وہ نازنیان مہ پارہ کمسن قبول صورت ہین چھاتیان ابھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہو کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہو پور پور چھلے پہنے ہین پاؤن مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق اُن خورشید رخساروں کے ہلال آسا پڑا ہو کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را مہر میہمان کردہ — زہرہ با مشتری قران کردہ
ماہروئے مشکبوئے دل کشے — جانفزائے دلفریبے مہوشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا ادھر برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو برقین ہین اُنکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ رہنے پائین چمکا کرینگی

اور آپکے لشکر مین مجھ سمیت تین برق ہو جائینگی صرصر نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آب خورش کا ملے گا لیکن سحر سکھانے مین انکو مارنا پیٹنا نہین یہ سمجھ لو کہ بے ماں باپ کی بچیاں ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیاں سمجھونگی اور خصوصاً حضور کا درمیان انکے بارے مین ہو کوئی تکلیف کسی طرح کی انھین نہو گی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جاے گا کہ بمقتضاے رباعی

از تربیت ست کاب گوہر گردد		خون ورتہ نافہ مشک اذ فر گردد
وآن آہن تیرہ روے بے قیمت را		اکسیر چو تربیت کند زر گردد

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آے صرصر نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہر کار بچھوا دین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیا کر دین اور کہا صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کر کے آرام کرو یہ تقریر سنکر دونون مسند پر جلوہ گر ہوئین رعد بھی اُنکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ جمال حور شمائل کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹیا تو اُنکو اس طرح نظر حسرت سے دیکھتا ہو کہ بس نہین تیرا جو لگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ اماں جان تم ماں ہو تم سے کیا پردہ ہو میرا دل اپنر آگیا ہو یہ کہکر ان کی گردن مین ہاتھ ڈالکر لاڈ کرنے لگا کہ میری اماں تیرے صدقے تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھاکر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہو حواس پکڑ عقل کے ناخن لے مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین چونچلے کی باتین کسی اور سے جاکر کر اور سنو نخرے کی خوبی بزرگی اخردی سب ڈبو دی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہو مجھسے بھی صاف صاف کہنے لگا شامتی غارت ہوے موے بچیا تیرے جیسے کتا نہ جیے خدا کی شان جن جاے انھین لیجاے ابھی کل کا ذکر ہو کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا چل پچھے دور ہو گوڑے نکل یہان سے کیا مجھے صرصر کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد ماں کے غصہ کرنے سے پاؤن پر گرا اور لوٹنے لگا کہ اب اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانون اور یہ جانین برق محشر آخر ماں ہو اسکے حال پر رحم کھاکر چپ ہو رہی مگر بمزید احتیاط خود بھی لڑکیون کے پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکین گے یہ سوچکر اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن یہ انڈا ہو

ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہے لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست نے یہی کہا کہ
تمھاری قسمت بہت اچھی و نیک تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہے اس مین عجیب عجیب خوشبو مین
آتی ہین رعد نے کہا لاؤ ہین دیکھون صرصر نے اسکو حوالے کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان
بولین تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا بیٹا تمنے لنے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے
ہنسی کے پیٹ پکڑکر لوٹنے لگا اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور ماں کے نتھون سے لگا دیا اس مین غضب
کی بیہوشی تھی دونون سونگھتے ہی بیہوش ہوگئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے
تخلیہ تو کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونون کو پشتارے
مین باندھکر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جس وقت کہ یہ بارگاہ مین مہرخ پاس آئی تھین
تو عیار صحرا مین تھے جب پھر کر بارگاہ مین آئے تو حال سُنا کہ دو لڑکیان آئی ہین اور رعد و برق کے
خیمے مین ہین برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چلکر لڑکیون کو دیکھا چاہیے یہ کہکر دونون خیمہ مین
آئے یہان دونون عیار بچیان جا چکی تھین عیارون نے خیمہ خالی پایا تاہم خیال کیا کہ یہ بیشک عیار
لڑکیان تھین بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونون کو پکڑ لیگئی ہین یہ سمجھکر عیار دوڑے اور عیار بچیان
اٹھتی بیٹھتی سگ وگربہ کی چال چلکر لشکر سے باہر نکل گئین اور صحرا مین پہونچین عیار بھی آکر جنگل مین پہونچے
اور حفظ ما تقدم کرکے ایک نہیب دی کہ خبردار کہان جاتی ہوا ہوا ہی لگا تاؤ ہم بھی آ پہونچے یہ صدا عیار
بچیون نے سُنی سر پر پاؤن رکھکر بھاگین اور ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ کوڑیا پھولا تھا ہری ہری
گھانس لہلہا رہی تھی تالاب چشمے پانی سے بھرے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی
تھی اس جنگل مین قران تھا عیارون کی صدا سُنکر بغدہ پکڑ دوڑا ادھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو
آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے اس نقب
مین گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ
نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کرکے نقب سے نکلی مگر برق نے ضرغام کے گرفتار
ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب مین چلا یہانتک کہ صحرائے سبزہ زار مین برابر آ پہونچا
اور پکارا کہ واہ واہ اُستانی کیا خوب عیاری کی مگر مین جان بچکر آیا ہون اب کہان جانے دیتا ہون
صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ موے تیرے اُستاد نے بھی کبھی روکا تھا جو تو کبھی روکے گا یہ کہکر صبا رفتار
اور صرصر نیمچہ پکڑ کر برق پر آگرین برق بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبا رفتار
پر کرتا تھا کبھی روکا کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسدم تیز نگاہ بھی

ضرغام کو پشتارے مین باندھے یہان آپہونچی اور برق کو گھیر برق گہار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر نے تاک کر بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کرکے خالی دیا زمین پر جیسے ہی آترا تھا کہ صبار فتار نے حباب مارا اسنے لوٹ کر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نپایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑکر خنجر مارا برق ایکی جوتڑ باد و جاکر گرا اور وہان سے سنبھل کر پھر دوڑا تینون عیارنیون کو روکا کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر مارا اور کسی کا وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب ہنگامہ برپا تھا کہ ؎

بشمشیر سے یکے تا صد توان کشت		برائے لشکرے را بشکنی پشت	

اسی غوغا اور ہنگامے مین قران بغدہ تانے نعرہ زنان آکر پہونچا صبار فتار نے صرصر کو پکارا کہ واری وہ موا کالیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبار فتار کے سر پر آیا ہر چند اسنے روکا اور متواسے حربے کیے لیکن قران درانا گھس پڑا اور چاہا کہ گود مین اُٹھالون اسوقت وہ اودہی اودہی کرکے بھاگی اور پکاری کہ اے صرصر مین تو بھاگی ہون وہ پیچھا نہین چھوڑتا صرصر اور تیز نگاہ اسس پکارنے سے ادہر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے تیچہ دہنے ہاتھ سے صرصر پر اور خنجر بائین ہاتھ سے تیز نگاہ پر مارا کہ دونون کے پشتارے کٹ گئے اور برق محشر و ضرغام زمین پر گرے برق نے دوڑکر دونون پر حباب دافع بیہوشی مارے کہ دونون ہوشیار ہو گئے یہ ماجرا دیکھکر صرصر سمجھی کہ برق محشر لیا ہوگا غصے مین آکر امیر گرے جو دو ٹکڑے کرے اسوجہ سے سر پر پاؤن رکھکر بھاگی ادہر ہیبت سے قران کی صبار فتار بھی پشتارہ پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کر دیا برق محشر صرصر کی عیاری پر مطلع ہوکر بغضب تمام گویا ہوئی کہ اس موئی عیارنی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھپر عیاری کرنے آئی تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر خاک کرونگی اور خرمن عمر کو برباد کرونگی یہ کہکر چاہک کر چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی منظور نظر ہی جو اسکو قتل کریگا اسکو خواجہ سے مقابل کرنا ہوگا اور عمرو اُسکو جیتا نہ رکھے گا برق محشر مارے ڈر کے یہ تقریر سنکر پھر آئی قران اور برق وغیرہ سب ملکر خیمے مین آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا اور زر نقد سامنے رکھا کہ آپ کے باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت ہی مین ایک بندۂ ناچیز پروردگار ہون وہی سب کی جان بچاتا ہی برق محشر بولی کہ یہ سب سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ اور زندگی ہی ورنہ ادہر تو ساحرون کا سامنا اور عیارنیون کا مقابلہ ہو ادہر افراسیاب ایسے کا سامنا ہو مگر ہم بھی سر دینے کو مرنے کٹنے کو حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہوکر صحرا کو چلے راہ مین دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زن درد فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر رطوبت عزیزی

آتش فراق مین گلاتا ہو اور شمع وار شعلۂ ہجر معشوق سے جلتا ہو اور زبان حال سے یہ کہتا ہو کہ ابیات

کیا کیا نہین ظلم آہ مجھ پر ہوتا — ہر لحظہ تری جدائی مین ہون روتا
سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہین — نکلے ہو دہن سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادو ہو مفارقت مین اپنی معشوق ملکہ خوبصورت کے ہر شب و روز بیقراریان کرتا ہو اور معشوقہ کا اُسکی حال اول لکھا گیا ہو کہ نجیہ سحر نے بحکم شاہ ہنڈوے بر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہو کہ وہ جھولا کرتی ہو غرضکہ برق نے اسکو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گاذر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلاے لیل کو دھوکر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے زرین موج گیر عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور — جہان غوطہ زدہ در بحر کافور
مصفا چون ضمیر عارفان بود — سحرگہ نوا فشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اُس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا صرصر نے دور سے دیکھا کیونکہ یہ بھاگ کر دریا سے ہنوز پار نہ اُتری تھی اب جو برق کو دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بلڑوے نے مجھے گھیرا تھا اور لشتارے چھین لیے تھے اُسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی الیسی بنائی اور راہ کاٹ کر برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو کہ دریا کے اس پار سے آیا ہو فی الجملہ جب برق نے اُستاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ زہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز ہو کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران دل پر پرتو مرحمت ڈالا اور چشم مشتاقان مین نور مثل طور کے مشاہدۂ جمال عین الکمال حضرت استادی الاستاد سے تجلی پذیر ہوا بیت

دمید صبح سعادت کہ یار باز آمد — ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ برق کے دماغ مین اُسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اُسنے لشتارہ باندھکر پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ درباب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ طلسم سے حکم صرف نفاذ نہین پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھاتی ہو تو تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ

سوچکر یار دریاے سحر کے نگی لشتارہ لیے اپنے خیمے مین آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شمیمہ نقب زن بھی یہان آئین صرصر نے اُن سے کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولو مین دیکھ لون کہ تم کوئی عیار تو نہین ہو اُن دونون عیار نیون نے دست و پا دھو کر اسکا شک مٹایا اور نشان اور پتے سب دیے اسوقت اُسنے کہا کہ تم لشتارہ لیکر یہان ٹھہرو مین دربار شہنشاہ مین جاکر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت کر آؤن عیار نیون نے عرض کیا واری کچھ نوش جان فرمایئے تو پھر تشریف لیجایئے گا کہ آپ کو کل سے یہی محنت شاقہ پڑ رہی ہو صرصر اُسکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن تشکیل جیح ہوتے وقت یاد محبوب مین رو دھو کے خیمے مین گیا وہان سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ مین ضرغام سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھڑانے گیا ہو ابھی تک نہین آیا ضرغام اس کیفیت کو سُنکر دریاے سحر کی طرف راہی ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ صرصر لشتارہ برق کا باندھ رہی تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھکر صورت اپنی شکل ایک جادوگرنی کے بنائی سندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دو چار ٹیکے نیل کے جسم پر دیے گلے مین صندل کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا پھر پیشواز اوپر سے پہنی دوپٹے کی گاتی باندھکر گلے مین ڈالی کچھ ہاتھون مین باندھی اور قد کو مثل سرو روان کے کہ چمن روح پرور مین اُگا ہوا آراستہ کیا اور چہرہ کو مانند رخسارہ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جانگدازے
زنقش سنبل اندر تاب می شد

پری پیکر بتِ عاشق نوازے
ز رشک عارضش گل آب می شد

اس صورت سے درست ہوکر خیمہ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سر لیکے پھاندھ کر بیچ صحن خیمہ مین اُترا ایسلیے کہ معلوم ہو اُڑتی ہوئی آئی ہو صرصر عیار بچیون سے باتین کر رہی تھی جادوگرنی کو دیکھکر مراسم تعظیم بجالائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افروزی حضور کیا ہو ساحرہ نے کہا مین دربار شاہ جادوان سے آئی ہون شہنشاہ نے کتاب دیکھکر معلوم کیا ہو کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہو ایسلیے مجھے بھیجا ہو اور بتاکید ارشاد فیض بنیاد ہوا ہو کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو تمھین عیش و آرام سوجھا ہو اور مین متردد ہون صرصر نے کہا مین عیش کرنے والی سدقہ گئی کنیز ابھی ابھی تمھارے ساتھ چلتی ہو ساحرہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتی تم قیدی لیکر آؤ مین جاتی ہون یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور خیمہ پھاندکر یہ جادہ جا اپنا راستہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا

کہ بیشک یہ ساحرہ فرشادہ شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آتا تو مجھ سے پشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ یون
چلا جاتا معلوم ہوتا ہی کہ پل پر یزدان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی
اسنے اس ساحرہ کو بھیجا اب جانا لازم ہی یہ سوچکر سب ساتھ کی عیارہ بچیون سے کہا تم یہین ٹھہرو
مین جاکر قیدی کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر رہین اور یہ پشتارہ اٹھاکر چلی وہان ضرغام نے
کنارے دریاے بحر کے جاکر ایک جگہ کھودکر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھودی ہوئی مین لیٹا اور
اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھاکر خس پوش کردیے سر کمند کا
اپنے ہاتھ مین رکھا ہاتھ بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دو نتھنین اور آنکھین کھلی رہین اور مثل خفتگان خاک
چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جائے جیسے ہی
حلقہ ہاے کمند مین پانؤن رکھا ضرغام نے جھٹکا مارا کہ پانؤن مین حلقہ پڑ گیا اور یہ الجھ کر گر گئی
ضرغام تڑپکر اٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار ہوا صرصر نے کہا ارے موئے تو کہان تھا اسنے کہا اُستانی
ساحرہ بنکر کون گیا تھا تمنے اتنا بھی نہ پہچانا یہ کہکر پشتارہ اُسکے پاس سے جدا کرکے اُسکو بیہوش کیا
اور برق کو ہوشیار کرکے سب کیفیت بیان کی صرصر کی مشکین باندھکر ہوشیار کیا اور کہا مین تجھکو
ذبح کرونگا اُسنے کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ آشنا دچاہتے تمکو نہوتے اور
گھوڑے کا دانا دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنسکر کہا کیون شاہتیون مین دانہ
دینے کے قابل ہون نام خدا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو لیکر
بارگاہ مہرخ کو چلے کچھ دور راہ طے کی ہوگی کہ ایک پنجہ بکر مین صرصر کے پڑا اور لیکر سمت فلک چلا گیا عیار
بھاگ کر علحدہ ہوئے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اُسنے جب عیار بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ
کیا کہ صرصر جہان ملے اُٹھا لائے اسوقت پنجہ نے اُسکو لیجاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اُس نے تسلیم
کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اُسکو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امیدکہ شہنشاہ
خود نزول اجلال فرمائین یا کسی ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھکر
دستکدی اور پکارا کہ اے آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام
باغ پر چھا گیا اور اسمین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے
زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سر تا پا نیلا مُنھ سے دھوان اسکے نکلتا تھا
صورت ناپاک کو اُس شریر کی دیکھکر ترک فلک کانپتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اُسکے سر کی وہ اوندھی
چشم بد دور غیرت حنظل
تھے وہ رخسار یا چاک صحرا
جیسے کیلے کی ہو پھلی داغی
پوست تھا اُسکا گرگون سے سخت
ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

جیسے ہوے بخیل کی ہانڈی
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ
یا کوئی کلگا ہو سخت جلا
کان اُسکے اگر نظر آئین
یا کہ کمبخت خر کا تھا کمبخت

آنکھ وہ جسمین تھا نہ دیکھ خلل
دانت تھے مثل سلک خرمہرہ
یون وہ لب اُسکے غیرت زاغی
شپرک اُنکو دیکھ شرمائین
سر سے پاتک وہ خرس وش بدوضع

شاہ جادوان کو اُسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر مین ہی تم اُسکو ڈھونڈھکر گرفتار کر لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اُڑکر اپنے آسمان بحر مین جاکر مخفی ہوا اور مع آسمان سمت ملک حیرت روانہ ہوا یہ بلائے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہی لیکن عمرو کی کیفیت سُنیئے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ ہی کرلے عمرو شکر ہی خدا کا چندے پریشانی سے جابجا پھرنے کی تو بچے بیچ ہی کہ صحبت مردمان زہر افعی سے بھی زیادہ بدتر ہی کہ مثنوی

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست
ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق

زانکہ در خلوت صفاہاے دل ست
ے گریزو عاقل از غوغاے خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھری رکھے جاڑے کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اُجلا آدھا میلا بنا ہوا برہا گاتا آتا ہی اور پیچھے اُسکے بہت سے دھوبی بیلون پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین کسی بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلائے سوار ڈوری ہاتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے ہوے گھما گھماکر بیل کو مارتی جاتی اور کسی بیل پر پاٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اُسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانے کا اور ناندا سوندن کرنے کا کندھے پر اوندھا کے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیا رے بھیا کہتا چلا آتا ہی عمرو کی طمع اُنکو دیکھکر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اُنکے پہونچکر اس قدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنٹھیان کھولین اور گلیم اُتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال لیاسی مارا اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جاکر کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہی گھبرا کر دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری اور سب دھوبی جمع ہو گئے اور گالیان اُن شریف بیچارون کو دینے لگے کہ اے کمینون ہم طرے

گھونسون کے تمھارا بلیتھن نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرون گا کہ مغزان کا پھٹ جاے گا دوسرے نے کہا بھاڑو کے بھاڑ دو وہ تھاپڑ جماؤن گا کہ چہرہ بگڑ جاے گا مجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی اور بنایا ہو کر مال گھما دیا لادی ٹہلا دی مارے مار کے بھیان توڑ دونگا اُس ہنگامے کا وہ غو غا بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور دھو بنین بیل یکجا ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہوے عمرو نے فرصت جو پائی کترا کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر مع بیل ورلادیان سب نذر زنبیل کرکے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا ادھر وہ بیچارے بھلے مانس حیران تھے کہ یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا اُسپر ہجوم ایک کہتا تھا کہ یہ کس آفت کے چور ہین جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لے گئے کوئی کہتا تھا کہ ارے چوٹٹو اس دھوبی پر رحم کرو دو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہی کوئی کہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہی اُسکا مال چُرا لینا ڈال لگی نہین ہی ٹنڈیان کس جائینگی سیدھے بندھے قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا تھا وہ لوگ چپکے کھڑے تھے کچھ نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے تھے اُدھر دیکھا بیلون کو نہ پایا اور آگے بڑھکر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف سراغ نہ پایا سب دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا کہ سب نے دوہائی دینا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور آکر سارا ماجرا سُنکر مع چند اُن راہ گیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے پاس چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی دیر حمایت لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آج تک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو آپ ہی حیرت نے جب شور و غل فریاد کا سُنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ عرض ہوئی کوتوال امیدوار باریابی ہی ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کرکے سب کیفیت سُنکر اُن دو آدمیون کو سامنے اپنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوے کہ حضور چوری کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مرجائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دوہتر مارا اور ایک پتلا اُسمین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کس نے لیے ہین پتلے نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ عالم روز بروز نادان بنتی جاتی ہین سواے عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہی اے ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ بجا ہی قطعہ

دز دیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رخ زنگی بشب تار بدزدد
پاپوش بدزدد و نیز پیک دوندہ	نعل از قدم استر رہوار بدزدد

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے تقصیر ہین انھین رہا
کر دے لادی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے دو تین سو روپیہ
دلا دے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے کپڑے گئے ہین اُن کو قیمت دین کوتوال نے حکم ملکہ کی
تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے لگا اس اثنا مین عمرو
ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے کے دیکھنے کو طلب کیے بزاز نے سامنے
لاکر ڈال دیے اُسنے دیکھتے دیکھتے اُنکو غائب کر دیا بزاز نے غل مچایا اور چاہا گرفتار کرے عمرو
نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران ہو کر دکان سے اُترا اور دوکان دارون کو دوکان سپرد کر کے ڈھونڈھنے
چلا عمرو نے اُس کو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی سی صورت بنکر دوکان پر آکر ساری دوکان لوٹ
لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگایا دکاندار سمجھے کہ دوکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو
وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر ٹھہرا اس ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر جو آیا دوکان بند
پائی قفل کھولکر جو دیکھا سب مال ورگٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکاندارون
سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا
تھا دوکان بند کر کے پھر چلا گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون
جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر ہتک ہوا کہ سب بزاز اور جوہری
وغیرہ اس بزاز کو اپنی اپنی دوکان سے اٹھکر زد و کوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف
فتنہ فساد دیکھکر دوکانین خالی پائین گلیم اوتاری اور جال آگر مارا بہت دوکانون کو لوٹ کر
زنبیل مین بھرا اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا دوکاندار جب لڑ بھڑ کر دوکانون مین آئے سب اسباب
غائب پایا اور زیادہ شور و غوغا مچایا کوتوال دوڑ کر آیا سب حال سُنایا دہائی تہائی کا شور
بلند پایا سبکو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو پتلے کو بلا کر معلوم کر چکی تھی اسنے بزازون اور
جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دوکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک چور اس شہر مین آیا ہی
کہ وہ سب کو دیکھتا ہی اور کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہی اگر اب اپنے مال
کی تم آپ حفاظت نکرو گے تو کچھ سماعت یہان نہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم دیا کہ ڈھنڈھورا
تمام شہر مین پٹوا دے یعنے جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کرے گا اور اسباب اسکا تلف ہوگا

تو سرکار کچھ ساعت اسکی فریاد کی نہ فرمائینگی ہان اُس چور کا بند و بست گرفتار کرنے کا سرکار کر رہی ہو جب وہ قید ہوگا اُسوقت شاید مال مسروقہ اس سے ملے لازم ہو کہ تاگرفتاری اُس وزد کے نگہبانی سب دنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سُنکر رخصت ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اُسنے سارے شہر مین ڈہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جو اوپر مذکور ہوا رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین الجل پڑگئی دوکانین بند ہونے لگین عایا شہر نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا اُنکو ایک عالم ہو کا نظر آنے لگا کتے گلی کوچون مین بھونکنے لگے سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر تلاش مین عمرو کی نکلا کوئی کہین چھپ کر بیٹھا اور کوئی بچا سرآ دمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا عمرو یہ کیفیت دیکھکر پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب نانبائی کی دوکان سے جاکر شیرمال و کباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگھ پر آیا کھانا کھایا اور شراب پی آرام پذیر ہوا دل سے کہتا تھا کہ بیت

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگر چون گرد باد	خاکدان دہر را بیز د نیا بد گرد من

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار متمکن ہین اور وہان حیرت متردد بیٹھی تھی کہ یکایک آسمان تمام باغ پر اگر چھایا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اُترا حیرت مراسم تعظیم بجالائی اور اس کو مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا بھر کر دیا اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے آیا ہون بعد اُسکی گرفتاری کے عیش و عشرت کرون گا ابھی شراب بھی نہ پیون گا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجکو یقین ہو کہ تم اس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہو اُسنے کہا اے ملکہ جب تمھین پتا نہین ملتا کہ زوجہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا کر سکونگا ملکہ نے کہا اسیر کیا مقرر ہو ایک کام ہم سے نہ نکلا تم سے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ جدائی نہین ہو یہ تقریر شعلہ سُنتے ہی اُٹھا اور گوشۂ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت کھنے لگے تھے اگر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لیکر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہو یہ کہکر سحر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین ہو اسی طرح ابکی جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر زمین ہو اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی اب کی دریافت ہوا کہ سمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہو یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جاکر پکڑے لاتا ہون حیرت سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جاے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون اور ہمراہ ہوئی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ ساحر اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھکر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا بیٹھا ہو بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اُسوقت ساحر اسکو

گرفتار کریں یہ کہکر دربار غ پر سب کو دیکر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش اُسمین سے گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے سماگئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اسقدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا اس عرصہ مین دھوان غار مین گھٹا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بنگیا عمرو یہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ سے بنیے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان زمین بھی تپتی ہی اور ٹھہر ہی نہیں سکا عمرو گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان حرارت کم ہوئی اور تشنگی بھی کم ہوئی یہ کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہو اور بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہوگیا اور جس طور بھاپ موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہی اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین کے تفتیدہ ہونے سے ارض وسما شعلہ خیز بنگیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایاے شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی تھی کنوئین شہر کے خشک ہوگئے تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

زگرما آن چنان می شد نفس گرم
کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت
ز باد گرم پندارے کہ تقدیر
بدنیا دوزخے دیگر برافروخت

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر کے اپنی جان بچاتے تھے اور ایسے صدہا ہلاک ہوگئے تھے شور گریہ وماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کرو اُسنے جواب دیا کہ یقین ہی شدت گرما سے عمرو مرگیا ہوگا حیرت نے مسکرا کر کہا میری دانست مین عمرو کا بال بیکا نہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ بمقتضا بیت

سراپاے او جملہ پر پوست ورنگ
وزافسون او زیرکان گشتہ دنگ

جلدی اُسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہی آسمان شعلہ خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گری کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا دیکر کچھ پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر اُنپر مارے کہ پتلون نے پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہوکر سامنے آئے سلام کیا اُنکو اُسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلو اور کوئی غار ومغاک نشیب نہ چھوڑو سب

جگہ جاکر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھے آکر خبر کرنا خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا یہ حکم سنکر قریب سو تپلے کے زمین مین سما گیا اور رعایاے شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقاً جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہوا اسی کوٹھری مین بنیے نے روپیہ پیسہ رکھنے کے لیے غلہ کا صندوق رکھا ہو اُسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کوٹھری مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ مین ڈالکر چلا گیا عمرو نے کھنکار جو روپیہ کی سُنی بیچین ہو گیا اور جب بنیا کوٹھری بند کر کے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلہ کا صندوق جال مار کر زنبیل مین رکھا بورے مین جایا چاہتا تھا کہ ایک تپلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ تپلے پر مار دن مگر تپلا اُسکو دیکھکر جلدی زمین مین سما گیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ گیا ہو مگر کوئی آفت برپا کرے گا یہ سوچکر بورے مین جاکر نقب مین گیا اور نقب کا مُہرہ مٹی سے لیپ کر نانبائی کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر تپلے نے جاکر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر ہو میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہو شعلہ خوار یہ خبر سُنکر حیرت سے گویا ہوا کہ آپ ٹھہریے مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور تپلے کو ہمراہ لیا یہانتک کہ بنیے کے گھر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہو من دو من غلہ خریدنے آیا ہو یہ سمجھکر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا لیجیے گا مین سب سے کم نرخ پر آپکے ہاتھ بیچون گا شعلہ خوار نے اُسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور روانہ گھر مین چلا گیا بنیا سمجھا کہ شہر مین غدر تو پڑا ہی ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ لوٹنے آیا ہو یہ معلوم کر کے غل مچانے لگا کہ دوہائی ہو سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہین ارے یہ کیا اندھیر ہو دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہو دوڑو فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہین اُسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اُسوقت تپلے نے کہا ابے بنیے چپ رہ غل کیون مچاتا ہو جب لوٹین جب ہی کہنا اسقدر چیخیا تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہوا اور تیرے غلے کا روپیہ سب اُسنے نکالا ہو ہم اُسکو قید کرنے آئے ہین اب تیرے غل سے عجب نہین جو وہ بھاگ گیا ہو تپلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار کوٹھری کھولکر اندر گیا تپلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے مین ہو تپلے نے بتایا اُس نے پہلے سحر کا حصار کر دیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گرا کر سب گیہون ہاتھ سے الٹ پلٹ کر دیکھے اور تپلے سے کہا دبے وہ کیا سوئی تھا جو نہین معلوم ہوتا ہو تو کیسا دیکھ گیا تھا تپلے نے کہا مین ضرور دیکھ گیا اب جانے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کر کے ہاتھون سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہین پتا نہ ملا اُسکو غصہ آیا سحر پڑھکر تپلے پر پھونکا کہ وہ تپلا جل گیا آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا

غلہ لٹا ہوا دیکھکر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لے گیا آخر ناچار گیہوں سمیٹ کر بورے مین پھر بھرے
دور بورا کھڑا کرکے باہر آیا لیکن حیران تھا کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نانبائی کے مکان مین بھی ایک
پتلا نکلا عمرو نے اُسکو دیکھکر گلیم اوڑھ لی مگر پتلا بھی دیکھ چکا تھا اُسنے جاکر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ
عمرو نانبائی کے مکان کی کوٹھری مین تھا مجکو دیکھکر چھپ گیا شعلہ خوار چیلے کے ہمراہ نانبائی کے
یہان آیا وہ بھی غل مچانے لگا چیلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر مین چور بیٹھا ہے یہ سُنکر نان بائی
نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی چیلے کو دیکھکر نقب کا مُنھ بند کرکے کلوار کے یہان چلا گیا تھا
اُسوقت شعلہ خوار نے ہرچند تفحص کیا لیکن سراغ نپایا چیلے پر خفا ہوا کہ مجکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا
ہے صحیح خبر نہین لاتا یہ کہکر ایک ماش سحر پڑھکر مارا کہ یہ پتلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکلکر سحر
تازہ کی فکر مین تھا کہ ایک پتلا عمرو کو کلوار کے یہان دیکھ آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلیے مین پتلا دوسرا
یہ پتلے کے ہمراہ ہوا مگر وہان عمرو نے بھی پتلے کو دیکھا یہ کلوار کی دوکان سے پھر بنیے کے یہان آیا اور
بورے سر کشادہ درست کرکے رکھے آپ بورے مین اوترکر بیٹھا اس عرصہ مین پتلا شعلہ کو لے کلوار
کے یہان آیا کلوار نے عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہے جو سبکے گھر مین گھستے پھرتے ہین اسنے کہا
تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہے اسکو گرفتار کرنے آئے ہین کلوار بولا کہ تمھاری خوب بن پڑی ہے اسی
بہانے سے لوٹتے پھرتے ہو مینے سُنا تھا ابھی بنیا دہائی دے رہا تھا شعلہ کو اس تقریر سے بہت غصہ
آیا لیکن ضبط کرکے خاموش ہو رہا دو چار دوکاندار بلاکر کھڑے کرلیے کہ مین اسکی کوٹھری مین
جاتا ہون تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہین ہوئی غرضکہ اندر جاکر ہر سمت ڈھونڈھا کہین پتہ
عمرو کا نپایا غصے مین آکر اُس چیلے کو بھی جلایا اور وہان سے نکلکر ایک جگہ ٹھہرکر سحر کی دستکدی
ایک طاؤس فلک کی جانب سے اُترا اُس سے پوچھا کہ عمرو کا پتہ نہین ملتا تو بتا کہ وہ کہان ہے
یہ سُنکر طاؤس منقار کھولکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ عمرو نے نقب شاخ درشاخ کھودی ہے
ایک کلوار کی کوٹھری مین دوسری نانبائی کے یہان اور تیسری نقب بنیے کے یہان فی الجملہ جب
تو اُسے ڈھونڈھنے جاتا ہے وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے اب فی الحال بنیے کی کوٹھری
مین بورے کے اندر ہے یہ کہکر طاؤس سحر اُڑ گیا اور اسنے زمین لیپ کر ایسا سحر بیٹھکر پڑھا کہ تینون مہرے
نقب کے مسدود ہوے اور ماش کے آٹے کے سانپ بناکر بزور سحر اُنکو زندہ کرکے حکم دیا کہ
اس غار مین جاؤ جہان عمرو نے نقب کندہ کی ہے وہان جدھر جدھر سرنگ گئی ہو اُسی طرف
ایک ایک سانپ جاکر بیٹھے اور مہرے نقب کے روکے یہ حکم سُنکر سانپون نے جاکر دہنہ ہائے

نقب رو کے اور شعلہ نے سب چپلون کو جو زمین مین سمائے ہوے تھے بلا لیا اور اپنے ہمراہ لیکر بنیے کے مکان پر آیا بنیے نے کہا صاحب ابھی تو آپ تلاشی لے گئے تھے پھر کیون آئے شعلہ نے کہا چپ چور بھاگ کر پھر تیرے یہان آیا ہو بنیے نے جواب دیا کہ چور بڑا زبردست ہو جب دیکھو تب میرے ہی گھر مین پھر پھر کے آتا ہو ایک بار تو غلہ لے گیا ابکی دیکھیے کیا لیتا ہو یہ کہکر قفل کوٹھری کا کھولا عمرو نے صدا باتون کی جو سُنی چاہا نقب مین چلا جاؤن جیسے ہی وہین نقب مین قدم رکھا سانپنے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پاؤن ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہو راہ نقب کی بزور سحر بند کی گئی ہو آخر بورے مین آکر کروٹ کے بل لٹیا زنبیل کی چور اسی گھنڈیان واکر کے منھ اُسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر کا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو بخوبی اُسکو دکھائی دے غرضکہ اپنے جسم کو گیہون مین پوشیدہ کر کے چپ ہو رہا اور شعلہ سب بورے جھانک کر اور ہاتھون سے اناج ہٹا کر دیکھتا ہوا جس مین عمرو ہو اُس بورے مین آکر دیکھنے لگا جسدم اوپر کے کچھ گیہون ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجب تماشہ دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہو اور اسمین درخت باروار مثل سرقدان ست مینائے جوانی کے جھومتے ہین اور کثرت ازہار سے روے زمین رشک فرماے چرخ برین نظر آتا ہو عکس ریاحین عطر بیز سے پر زاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہو سبحان اللہ مثنوی

ز ہر سو چشمۂ چون آب حیوان	چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ	نسیم صبح جیب گل دریدہ
شقایق بر یکے پا ایستادہ	چو بر شاخ زمرد جام بادہ

یہان کے چشمون مین مونچھیان پڑی ہین ابنرجن بجیالن پریزادین حور نژاد سوار ہین سر سے پانگ زیور مرصع جواہر کار پہنے ہین جن مین ہر ایک لاثانی اور انوکھی جھائی ہو کرشمۂ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی تھین اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینۂ عشاق مین رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے دمساز تھا نظم

خرامندہ ماہی چو سرو بلند	مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
ز سیمین زنخ گوئی آمیختہ	برو طوق از غبغب آویختہ
بدان طوق گو آن بت بہر جوے	زمہ طوق بردہ ز خورشید گوے

سامنے اس صحرائے مینا فام کے کئی شہر سحت آباد دینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے

تماشے ان ملکون مین دکھائی دیتے تھے کہین تماشبینون کا ہجوم ہی کہین سودے والون کی دھوم ہی
کسی جا دوکانین سجی ہین کہین پریون کی ہنسی دل لگی ہی عمارتین مرتفع و سربلند ہین کا شانہ سپہر سے
زیادہ ارجمند ہین شعلہ نے جو یہ سیر وکیفیت دیکھی آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بڑا ساحر
ہو جس نے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنایا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے
بنائے ہوے طلسم مین جاکر چھپا ہی لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اُسکے طلسم مین نہ جا سکون اور
اسکو ڈھونڈھکر پکڑ نہ لاؤن یہ کہکر بورے پر چڑھکر اُسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا
تاک کر دھم سے کودا اور سیدھا زنبیل مین چلا گیا عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی بند کین اور بورے
مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہی نقب کا راستہ بند رہے گا اور تم نکل نہ سکو گے
یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اُسکا سر نکالا اور بیہوشی مُنھ پر ملکر بیہوش کیا بعد اُسکے زنبیل سے کھینچکر ذی القعدہ
ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ شور وہ غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہو جائے
آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا یہان کے
سانپ ساحر کے مرنے سے غائب ہو گئے تھے یہ تو اپنے غار مین ہوتا ہوا ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا
اور ادھر سے بینے کی کوٹھری مین جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبرا کر
مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے گھر بار چھوڑکر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہائے
مار ڈالا ارے لوٹ لیا وا ے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایا ئے
شہر تو پہلے ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا سُن چکی تھی اُسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہی
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اُسکے طرف دار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ جانکر تمام شہر مین
بھگدر پڑی دروازے گھرون کے بند ہو گئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے عمرو جو شعلہ ساحر
غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھکر دوکانون پر جال مارنا شروع کیا اور جس اکیلے ساحر و یا دو چار کو
جاتے بھاگتے دیکھکر للکارا کہ باشندائے دغا باز و اور خنجر کھینچکر جست کی ایک کے کندھے پر سوار
ہوا اور دوسرے کا سر اُڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہی وہ ایسا گھبرایا ہی کہ نہ سحر اُسکو یاد آتا ہی نہ عمرو
کو پکڑتا ہی اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین جو بھاگنے والون
نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہوکر جدھر جسکا مُنھ اُٹھا اُدھر بھاگا اور جادوگرنیان مُنھ ڈھاک کر
رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچاؤ
غرضکہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا اور غوغائے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر

اور ننگے پانوں باغ سے نکلکر دوڑی دیکھا تو شہر کے مکانوں مین جا بجا آگ لگی ہو رعیت بھاگی جاتی ہو رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہو آفت اور ہنگامہ برپا ہو اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوئے آئے اور کہا لے ملکہ آسمان شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سُنتے ہی چیخین مارکر رونے لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ہاے لوگو وہ شہنشاہ کا بہت پیارا تھا مین دب کیا افراسیاب کو منھ دکھاؤنگی اُسکی لاش تو بتاؤ کہان ہی کچھ ساحرون نے بتایا کہ بیٹے کے گھر مارا گیا حیرت اُسکی طرف چلی لیکن مارے خوف کے گرد اپنے حصار کر لیا اور کوتوال شہر نے دہل زنی کی کہ کوئی خوف نہ کھائے اور اپنے گھر مین باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور مخالف یہان نہین ہو اب وہ عیار بھی گرفتار ہوا چاہتا ہو اس آواز کو سُنکر عمرو نے گلیم اوڑھلی اور بھاگ کر غار مین چلا گیا اور رعایاے شہر نے فی الجملہ تسکین پائی حیرت نے جاکر شعلہ کی لاش اُٹھائی اور تخت سحر پہ ڈالکر آپ بھی سوار ہوئی ملک اپنا زمرد جادو کے سپرد کیا یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان و گریان افراسیاب کے پاس چلی لیکن اس دوا دوش اور قتل و قمع مین وہ سارا دن تمام ہوا اور دیو شب نے کسوت ظلام اور لباس نیلی فام در بر کر کے سریر سلطنت پر عالم کے غلبہ پایا اور امیر لشکر زنگبار بعزم شب خون خیل و تبار پر علم عباسی بلند فرمایا نظم

	شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید ز وایاے گردون براز دود شد		چو خورشید تابندہ شد نا پدید بساط زمین عنبر آلود شد	

عمرو لباس شبروی پہنکر غار سے باہر نکلا اور از بسکہ حیرت کے باغ مین قید ہو کر پہلے آچکا تھا اس باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہین اپنے تیئن پہونچایا اور دیوار باغ پر کمند مارکر چڑھا دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہو رہی ہو اور زمرد مسند پر بیٹھی ہو کئی سو ساحر ارکان دولت اور مشیر سلطنت حاضر ہین کنیزین دست بستہ سامنے کھڑی ہین اور ہر مقام پر پہرے فرد دہشت عمرو سے بیٹھے ہین اور ترقی خواہ سلطنت اپنی اپنی راے درباب گرفتاری عمرو پیش زمرد ظاہر کر رہے ہین عمرو یہ سب کیفیت دیکھکر آہستہ سے بدستیاری کمند باغ مین اترا اور درختون کے جھرمٹ مین پوشیدہ ہو کر ٹھہرا اتفاقاً ایک خواص دربار سے باغ پر کسی کام کو گئی تھی پھر کر جو آئی قریب عمرو کے نکلی عمرو نے حلقے کمند کے گانٹھکر اس طرح مارے کہ اُسکی گردن مین پڑے کمند کو جو کھینچا وہ چیت گری چاہتی تھی کہ غل مچاے عمرو نے حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور وہین بیٹھکر صورت اپنی مثل اُسکی شکل کے بنالی اور پیراہن اُسکا پہنکر اُسکو وہین چھوڑا اور آپ وہان سے بارہ دری مین جہان اور

پرستارین حاضر تھین آکر کاروبار وہان کا کرنے لگا لیکن اسطرف اسطرف پھرتا جاتا تھا اور پروانہ بیہوشی شمعون پر ڈالتا جاتا تھا ایک لحہ مین وہ بیہوشی بلند ہوئی اور سب ساحرون کے دماغ مین اُسنے تاثیر کی بیع زمرد کے مست ہو کر بیہوش ہوے اور کنیزین جو وہان موجود تھین سب بیہوش ہوگیئن عمرو نے دیکھا کہ در باغ سے اندر تک ساحر بعہدۂ نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو یہ سب دوڑ آئین گے اس خیال سے نہایت آہستہ آہستہ زمرد کے پاس گیا اور اُسکو اُٹھا کر اس مکان کی ایک کوٹھری مین لایا کپڑے اُسکے اوتار کر آپ پہنے اور اُسکی ایسی صورت بنکر ایک صندوق مین اُسکو بند کر دیا اور آپ باہر نکلکر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کر کے کہا کیا باعث ہو کہ تم سب غافل ہو گئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب مین ہین یہ ماجرا کیا ہوا زمرد نقلی نے کہا یہ مین نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھون موثر ہوتا ہو یا نہین اب مین سحر کرونگی کہ عمرو جہان ہوگا از خود بیہوش ہو جائیگا ڈھونڈھکر قید کر لونگی یہ سُنکر سب ساحر تعریف کرنے لگے کہ واہ فی التحقیقت یہ سحر نایاب ہو غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی والون وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون اور جوہریونکو بلا لاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے پاس گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوے ملکہ نے باآہستگی اُن سے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہم سے پھر مقابلہ ہو اُسکو گرفتار کرنا منظور ہو فی الجملہ اگر عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لٹ جانے کا احتمال ہو بنا بر اسکے تمھین لازم ہو کہ جو کچھ روپیہ اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کرو اگر یہان سے لٹ جائیگا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور اگر نہ داخل کروگے تمھین اختیار ہو ہم بری الذمہ ہین اس حکم کو سُنکر جو لوگ اس قول پر رہے کہ روپیہ ابھی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہو وہ تو چپ رہے اور باقی جوہری اور مہاجنون نے گھر جاکر اپنا مال نقد جنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب بیٹھکر شراب پیین کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار ہونے کا نہ کرین اسلیے کہ شغل بخواری مین بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر حضور مین حاضر ہوے اور ملکہ نے میخانہ طلب کر کے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی لیکن اُنکو بچا کر بیہوشی بوتلون مین ملائی جبکہ وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہوگئے عمرو نے اول جو مال کہ مہاجنون نے جمع کیا تھا جال مار کر زنبیل مین رکھا اور خنجر بران لیکر ساحران روسیاہ کے سر کاٹنا شروع کیے باغ مین حیرت کے شعلے بلند ہوئے اور زمانہ رستخیز و شور

قیامت انگیز برپا ہوا افسران فوج سمت باغ دوڑے پلٹنین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہو کر
درباغ پر آئے رعیت شہر کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ارے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب
ہوا کہ حیرت کو مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چڑ ڈ تو اپنے دھگڑے پاس گئی ہو وہ ہلاک ہوتی تو
خوب تھا کہ اس مردار نے عمرو کو یہان لاکر سارے شہر کو قتل کرایا ایک نے جواب دیا کہ زمرد آج
سُنا ہو کہ قتل ہوگئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتین فرط خوف سے کنوؤن مین
گرتی تھین جنھون نے مال سرکار مین جمع کیا وہ سب سے زیادہ بدحواس ہر طرف پھرتے تھے
کہ جب زمرد مرگئی تو ہمارے مال کا نشان کون دیگا اور حیرت کہیگی کہ جب میری وزیرزادی ہی
مرگئی تو تمھارا مال کیسا حاصل کلام شہر مین تو غل در ہنگامہ برپا تھا اور فوج نے آکر باغ کا محاصرہ
کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصہ مین جملہ ساحرون کا فیصلہ کر دیا لیکن کوٹھری مین
بہر قتل زمرد نہ جا سکا ساحرون کو آتے دیکھا گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور باغ سے نکلکر اپنا راستہ
لیا ساحرون نے لاشین آکر اٹھائین سارا مکان لٹا ہوا پایا کارگذار ریاست سب مرے پڑے
تھے اُنکے عزیز و اقارب چاک گریبان سینہ کوبان لاشین لیکر گھرون کو گئے وہ رات ہر ایک کو
روتے پیٹتے گذری گھر گھر کہرام برپا رہا یہان تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبۂ قصر فیروزہ فام
فلک پر بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفۂ سپہر مینا گون سے اُٹھایا
کہ نظم

چو از دو ماہے سر و صبح تمام
بیک دم طشت مہر افتاد از بام
عروس آفتاب خوب رُخسار
از این نیلی تتق بنمود دیدار

عمرو گلی کوچہ شہر کے طی کرکے اپنے غار مین آیا راہ مین ہر مقام پر سناٹا پایا گھرون کے دروازے
بند رعایا فراری یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہو کہ کوئی آرام سے نہ رہیگا غرضکہ جب
غار مین پہونچا فریضہ نماز صبح ادا کر کے تسبیح بدست پشت دیوار سے لگا کر سو گیا اب یہ فتنہ تو سوگیا
لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار کی رکھے مثل بلاے آسمانی کے پاس شاہ
جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کر کے لاشہ سامنے رکھ دیا اور مثل ابر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے
استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت
نے جواب دیا ؎

ہر بن موجون پر طاؤس کھلتا ہی بہار
غم کے داغون نے تو مجکو رشک گلشن کر دیا

یہ کہکر باچشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور یہان غافل بیٹھے ہین اور وہ عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کرے گا اور ہاتھ نہ آئے گا افراسیاب نے بھی اس ماجرے کو سنکر دست تاسف ملے اگر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہوجائینگے اسوجہ سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ قتل ہی ہوتے ہین اب تم لاش شعلہ خوار کی لیجاکر جلادو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود چلتا ہون یہ حکم سنکر ساحر لاشہ اٹھائے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ اے حیرت مجھے خوف ہی کہ عمرو تمھین کوئی زک نہ دے بنابرا سکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اس شہر کا حاکم کرکے بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری عمرو کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پڑھکر پھونکا بیرنے سحر کے ظلمات چہار چشم جادو کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام سے چلا ادھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ لے ظلمات جلد حاضر ہوا تنا کہتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیوپیکر اترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی موکل جہنم ہی بمصداق فرد

از کجا پیدا شد آیا این بلاے ناگہان
زین بلاے ناگہان مارا خدا یا وار ہان

چار آنکھین مثل تنور کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم۔

چو بنمودے بوقت خشم دندان
شدے از ہیبتش چون آب سندان

دو چشمش چون دو کانون پر آذر
دہانش ہمچو غارے پر ز خنجر

جب شہنشاہ کو اسنے سلام کیا اسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک ملکہ حیرت کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ عمرو وہان ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی تم اسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اسکو عنایت فرمایا وہ ہنوز جانہ چکا تھا کہ چند ساحر نالان و گریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ زمرد کا کہین پتہ نہین ملتا اور عمرو نے اکابران شہر کو مارا مہاجنون اور جوہریون کا دوالا نکال دیا مفصلاً سب حال جب وہ عرض کرچکے حیرت رونے لگی کہ نہین معلوم عمرو نے وزیرزادی کو میری کیا کیا افراسیاب نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری مین صندوق کے اندر زمرد بند ہی اور عمرو غار مین اسوقت سو رہا ہی شہنشاہ نے کہا اسوقت کوئی اگر آجاتا تو عمرو باسانی گرفتار ہوجاتا کیونکہ سو رہا ہی یہ کہکر چاہا کہ چیلا سحر کا روانہ کرون لیکن ظلمات نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اس مفتری کو گرفتار کرکے بھیجدونگا چیلا اگر بھیجے گا تو پھر میرے جانے کی کیا ضرورت ہی شاہ اس کے عذر کرنے سے تامل پذیر ہوا

اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرض کہ ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت مین پہونچا یاقوت نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ ہی بجاے حیرت انکو حاکم جانو افسران فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اُسکو ہمراہ لیکر دار الامارت شاہی مین آئے تخت پر بٹھایا بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے منقلین روشن ہوئین عنبر و مشک و عود و لونگ کا بخور ہونے لگا شعلے اُٹھنے لگے عطردان سامنے رکھے گئے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دور جام مے سرخ آغاز ہوا کہ مثنوی

یکے معبر جشنے آراستند
گلستان عشرت بہ پیراستند

مغنی چو زہرہ برا مشگرے
صراحی درخشندہ چون مشترے

بقانون لوائی طرب گشتہ راست
بنوعے کہ طبعے فریبندہ خواست

تمام شہر مین دہل زنی ہوئی اور دُہائی پھری جارچی نے منادی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نکرے گا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا حیرت معزول ہوئین اب ظلمات یہان کا حاکم ہی ڈھنڈھورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھُلی گلیم اوڑھکر باہر آیا تمام شہر مین رونق پائی نئے حاکم تخت ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی شہر کی دوکانین خوف سے عمرو کے بند تھین اس جشن کی خوشی مین ہار پھول والے اور تنبولی اور خوشبو ساز وغیرہ نے دوکانین کھولی ہین اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیان ہر قسم کی لگاکر دار الامارت شاہی کیجانب لیے جاتے ہین عمرو بھی صورت اپنی بتدیل کرکے انکے ساتھ چلا اور دار الامارۃ شاہی مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا جن لوگون نے ڈالی پیش کش کی اُنکو اشرفیان انعام مین ملین عمرو کو اشرفیان دیکھکر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن ظلمات جب بخوبی حاکم ہوچکا اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسوق بازار مین میرے رہنے کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت مین چار سمت کو دیکھ سکون تاکہ جسطرف وہ عیار ہو میرے سحر سے از خود چلا آئے حسب الحکم کار پردازان مملکت نے ایک بارہ دری نہایت پر تکلف فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے ناف شہر مین آراستہ کردی مسندہاے مغرق بچھائین پلنگڑیان جواہر کار لگوادین جب تمام رات درستی ہوچکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر حکمرانی مین مشغول رہا جسوقت کہ منتظم روزگار نے پردہ مشکین قصر جہان مین لٹکایا اور چراغ ستارگان ہفت منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ نظم

شبے چون روے زنگی درسیاہی
رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی

رواق چرخ اخضر گشت تاریک ... فروزان شمع در فانوس باریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالیشان مین آیا عمرو بھی بہ شکل مبدل در کاخ پر آکر ٹھہرا یہان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر سحر خوانی مین مصروف ہون حسب ارشاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دستر خوان اطلس رومی کا بچھایا اُسپر گرد ہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تنور سے طالع ہوئی تھین رکھین اور قفلیان شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو سرد بناتی تھین چن دین نان آفتابی گرما گرم بنجہ آفتاب سے گرتی تھین اور نان ہوائی خاطر کو خفگان ہوا و ہوس بڑھاتین کہ قطعہ

فراز منبر خباز قرص گرد پندار ... کہ خورشید جہانتاب است طالع گشتہ از گردون
تنور نانوا نار خلیل اللہ را ماند ... کز و ہر لحظہ آید تازہ نانے ہمچو گل بیرون

بعدہٗ ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اسوقت عمرو نے خوان کھانے کے اندر قصر کے جاتے دیکھکر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائے گا یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک رکابدار کے گوشے مین ٹھہر کر بنائی یعنے سر اپنا مونڈ کر ٹوپی بہ گوشیہ پہنی اور لنگی زانو تک کی باندھی پانؤن مین بڑی نوک کا جوتہ پہنکر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا مرزائی کمر تک کی زیب قامت فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جا لوزینے ہوے لگائے ایک ایک سموسے سو سو پرتین اس طرح بنائین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ الگ ہوجائین اور پھر ملی رہین تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری چاشنی وار تیسری میٹھی جو تھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ و لذت ہو اور کھجلے اس ترکیب سے ایک سو پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ اُنسے ٹپکتا تھا لوزات اور فناخین پنجہ نگارین لعبتان چین و چگل کو شرماتی تھین اچار و مربا وہ لذیذ کہ بھانکین اسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر لبھاتی تھین در بہشت آب و تاب مین حقیقۃً دریاے بہشت کے جواہرات کہ غیرت بخش تھا پچے کا

کھجلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

رقم اُسکی اگر کرون مین صفات ... بنے ہر ایک سطر شاخ نبات
ایسا خوشرنگ تھال ہاتھ مین تھا ... طشت مہر فلک سے اچھا تھا
لوزین برفی کی خوشنما ایسی ... بے خریدے نہ چین آئے کبھی
در بہشت اس طرح کی عمدہ تھی ... آنکھ پڑتی تھی جسپہ حورون کی

ایسا پٹرا کہ ٹوٹے ہونٹھون سے
نکلتیان تھین ورق کی یا تامے
دانت مین بھی ذرا نہ وہ چپکے
زہرہ و مشتری سشکر پارسے

غرضکہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کرکے سب کو زہرآلود کیا اور وہ سم قاتل مس مین ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہوجائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کرکے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کرکے تھال سامنے رکھدیا اُسنے دیکھا کہ جانور سبز و سُرخ تھال مین رکھے ہین اور خوشے انگور کے ایسے ہین کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہین کھجلے کی رتین الماس کی ظاہر ہوتی ہین ایسی آب و تاب رکھتی ہین یہ دیکھکر سب ساحر تعریف کرنے لگے اور ظلمات نے پوچھا کہ اے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہو رکابدار نے عرض کیا کہ مین وہین دھوکڑا اللہ میان کا نوکر ہون اور کسی کا نوکر چاکر نہین اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہو میرا سودا غریب کھاتے ہین اور غریبون ہی سے ایک دو روپیے مجکو ملجاتے ہین امیر کا تو نام ہی نام سُن لو بموجب مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان و بمقتضاے رباعی

نا فہم امیرون سے پڑا ہو پالا
وہ آپ تو کھالین تمھین کیا دینگے سحر
ہردم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
رزاق کوئی اور ہی دینے والا

آج آپ ایسے قدر دان کی بخشش کا شہرا سنکر اپنی جورو کا گہنا گرو مین گانٹھ کرکے یہ مٹھائی وغیرہ بنالایا اب قدر شناسی حضور کے اختیار مین ہو ظلمات اس تقریر کو سُنکر ہنسا اور کہا تو بڑا صاف گو ہو کیون نہو اپنے فن مین تو کامل ہو اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہین یہ کہکر کئی اشرفیان انعام دین اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان مین لگائی تو ڑے زرپوشین خوان پر ڈالکر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہو زمرد کو صندوق سے نکالکر ذکر معزولی حیرت کر رہی ہو اسکے طلب کرنے سے دونون حاضر ہوئین اُسنے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار زمانہ ہو حضور ضرور بالضرور نوش فرمائین ملکہ حیرت کو بھی کھلائین زمرد اور یاقوت دو خوان تخت سحر پر رکھکر سمت شاہ طلسم چلین اور اُسنے باقی شیرینی دستر خوان پر جو لوگ بیٹھے تھے اُنکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار کے بلند ہوا اور رکابدار جھُک جھُک کر سلام کرنے لگا اسمین ایک شخص نے کہا میان رکابدار تمھارا نام کیا ہو رکابدار نے جواب دیا کہ فدوی کو اُستاد چرب دست کہتے ہین اور بیگمات کا نام خورد و برد ہی لوگون نے کہا دونون نام اسم بامسمے ہین کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی

کے طائر گیا عمر بنا ے ہین دوسرا بولا کہ کیون میان چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اڑ سکے رکابدار نے کہا جناب آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤن جو گھر تک اڑتا سا تم جاے اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میان چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہین ظلمات نے کہا جواہر ہین تولنے کا آدمی ہی لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس ہیچ ہو **ع**

اگر بہر سر موییت ہنر دو صد باشد		ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	

غرضکہ ایسی ہی باتین بنا بنا کر وہ سب پکوان اور مٹھائی کھا گئے بعد فرغ دسترخوان اٹھا ہاتھ منھ دھو کر سب نے گلوریان کھائین حقہ پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا ہین پانچسو روپیہ ماہوار کا تجکو نوکر رکھتا ہون بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ جائیے گا اور زندہ رہیے گا تو مین نوکری کر لونگا سب نے یہ سنکر کان کھڑے کیے اور پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اسنے جواب دیا کہ حضور عمر کو پکڑنے آئے ہین اور وہ نہایت مکار ہو اسوجہ سے مین نے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت کر لین یہ کہکر سلام کر کے وہان سے رخصت ہوا اور آگے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا کہ دیکھون پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اور ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم مین تاثیر تلخی سرپھر نے لگا اور جی متلایا چاہا کہ پلنگ پر جا کر آرام کرون لیکن اٹھا نہ گیا اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہو تم بغلون مین ہاتھ دیکر پلنگ پر لٹا دو ساحرون نے دل مین کہا کہ ایسے اور بہت سا کھا جا اور اسکی بغلون مین ہاتھ دیکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا اسنے پوچھا کہ کیون بھئی مین کچھ زیادہ کھانا کھا گیا ہون لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین خداوند نجیے اس سے زیادہ زیادہ کھا جاتے ہین آپ نے کھایا ہی کیا ہی ظاہر مین تو یہ کہا اور آپس مین گرم سخن ہوے کہ بھڑوے نے ایسی نعمتین دیکھی تو کبھی تھی نہین مارے ہو کے بیرون نگل گیا اب نخرے کرتا ہی اسکے لیے چورن چاہیے ہی کہ **مثنوی**

مایۂ عیش آدمی شکم است		تا بتدریج میرود چہ غم است	
گر بہ بند د چنان کہ نکشاید		گو دل از عمر بر کند شاید	
ور کشاید چنا نکہ نتوان بست		گو بشو از حیات دنیا دست	

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر جن لوگون نے کہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر دما مہ ہوگیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے لیکن وہان کام تمام ہوگیا یعنی کئی سو ساحر و ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہو گئے انکے مرتے ہی غلغلہ

عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایاے شہر بدحواس ہوے اور منتظم لوگ وہ ایوان شاہی چھوڑکر بھاگ گئے عمرو ساحر کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال مارکر تمام اسباب وہان کا مع فرش اور شیشہ آلات وکرسی و میز وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحرون کے لباس اور جھولیان اور دھوتیان وغیرہ اوتار کر اپنا راستہ لیا جو دوکان راہ مین ملگئی اُسکو لوٹا جو راہگیر راستے مین ملا اُسکو قتل کیا ایک لمحہ مین آفت برپا کردی ساری رونق خاک مین ملادی دوہائی تہائی مچ گئی شہر مین ہر سمت کو اندھیرا گھپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین راے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد و مینا رنگ شہر مین آیا اور شب تیرہ رو نے منھ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زر چرخ گوہر فروش	زبازار گردون برآمد خروش
در مہر بکشا دگردن سپہر	بیا راست روے زمین را سپہر

عمرو دم سحر غار مین اوتر گیا اور نماز سحر ادا کر کے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

مین وہ قانع ہون اگر پھینکدون کہنہ پاپوش	رہین افسر کی طرح قیصر و خاقان سر پر

اس گوشہ قناعت مین وہ روزی رسان خلق مجھے سب پہونچا جائیگا غرضکہ یہ تو یہان ہین مگر ذکر سُنیے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرینی لیے خدمت شہنشاہ ساحران مین پہونچین اور تسلیم کر کے تھال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب سطح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمھارے رکابدار نے پکایا ہے تم اتنی مدت تو وہان حاکم رہین ہمکو ایسا پکوان نہین بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے رکابدار کو یہ لیاقت نہین جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ مین نے سُنا ہے کہ اس رکابدار کا نام اُستاد چرب دست ہے اور نوکر کسی کا نہین ہے شاہ طلسم نے یہ سُنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش کرے مصور نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہمنے کبھی چرب دست کا نام بھی نہین سُنا وہان عمرو موجود ہے ایسا نہو یہ اُسکی کارسازی ہو سرمایہ وزیر نے مصور کے کلام کی تائید کی کہ حضور ہمنے ہزارہا روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن اتنی پرتون کا کبھی نہین دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو کیا باورچی ہے جو تم اُسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو سرمایہ جوابدہ ہوا کہ وہ عیار ہے سب کامون مین دخل رکھتا ہے آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھل جائے گا افراسیاب نے سب کے کہنے سے کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہے اور اس نے ظلمات کا کام تمام کیا اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھا لیتا تو مرجاتا کبھی ایسی غفلت نکرنا یہ عبارت

کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کا حکم دیا کہ زمین مین دفن کردو
بمجرد حکم مٹھائی زمین مین دفن کردی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو دیا کہ دانائے جادو
کے پاس لیجائے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے مین کہ وہین دانائے جادو رہتا ہی پہونچکر نامہ اُسکو
دیا اُسنے نامہ کو آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای دانائے جادو تم ہمارے
پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہین یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد
کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہی غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ مین پہونچا
تسلیم کی اور نذر دی شاہ نے اسکو خلعت دیا اور کہا اے دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت مین
ہی تم میرے ساتھ چلو اور اسکو گرفتار کرو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہی اچھا تشریف لے چلیے یہ
سنتے ہی شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اُسی تجمل و شوکت سے جیسا کہ اول ذکر کیا گیا
سوار ہوکر مع حیرت اور مصوّرا اور دانائے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری اُسکی ایک
درہ کوہ کے سامنے پہونچی اُس درے مین بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے سحر پڑھکر دستک دی اور
پکارا کہ اے ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی مین فوراً نکل آئے اور دور تک روشنی
ہوگئی سواری اُس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نہ گذری تھی کہ شہر حیرت مین پہونچ
گئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین کبھی اس راہ سے نہین آئی آپ بہت جلد تشریف لائے
افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی سوائے میرے کوئی ادھر نہین آسکتا غرض کہ باتین
کرتے ہوے جب داخل شہر ہوے رعایائے شہر و اکابران مملکت مسرور و شادان لینے کو آئے اور
شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ اے شہنشاہ ہمارے گھر لٹ گئے اور ہمارے
عزیز مارے گئے ہم برباد ہوگئے آج ظل عاطفت و امان آپ نے ہمپر ڈالا ہی یقین ہی کہ ہم اپنی داد
کو پہونچین اور اپنے دشمن بدانجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم مین دیکھکر خوش ہوئین کہ بقول قطعہ

	شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری از حال بیکسان نظر لطف و امداد		اینست رسم قاعدۂ دادگستری کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری	

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دیکر لا سادیا اور دار الامارۂ شاہی مین آیا ملازمین نے لاشین ساحرون اور
ظلمات کی اُٹھائین مکانات شاہی پاک صاف کرکے آراستہ کردیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی
ندا کرے کہ سب اہل شہر دروازے اپنے اور دوکانین کھولین کسی طرح کا خوف نہ کرین جو
مال نکا تلف ہوگیا ہی یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جاویگا اور عمرو گرفتار ہوکر سزا پائیگا حسب ارشاد

منادی نے اہل شہر کو مژدۂ طرب سنایا فی الفور دوکانین کھلین رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش وزیبایش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے بمقتضاے مصرعہ نئے سر سے آئی چمن مین بہار شہنشاہ نے ملکہ کو پکڑ کر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکرا کر کہا بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجکو
مری سرکار مین ہر روز بر طرفی بحالی ہی

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم اس عزل ونصب سے ناراض نہو تم میری جان و دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن براے مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہین حیرت نے یہ عذر سنکر شرما کر لجا کر آنکھون کو گردش دیکر سر جھکایا شاہ اس ادا پر ہزار جان سے نثار ہوا

نگارے دلفریبے جانگدازے
پری پیکر بت عاشق نوازے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذرین دین اور باغ مین جلسۂ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع رفقا کے باغ مین حیرت کے آگرزیب دہ تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بترانۂ دل آویز
بازار نشاط وعیش راتیز
چون گوشۂ عود ساز کردے
ناہید دو گوش باز کردے

اسی عشرت وطرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان نے پڑھا ماہی زمرد رنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے کو چاہتا ہی لازم ہی کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کرد افراسیاب نامہ پڑھکر گویا ہوا کہ لے داناے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے پکو دن کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسیوقت عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور اے ملکہ تم بھی غفلت کو کام نفرمانا جسوقت وہ عیار دغا شعار گرفتار ہو فوراً سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ حزم واحتیاط فہمایش کرکے سوار ہوکر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی مٹی لیکر اپنے جسم کے خون سے گوندھکر ایک پتلا بنایا اور پیٹ مین پتلے کے بیر ٹھکا کر اٹھایا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر بولنے لگا اُس سے کہا کیون اُستاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو سے مقابلہ کرنیکو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اُسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کرسکتے تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرہ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثرے سے مٹی لاؤن لیکن عمرو کو نہین لا سکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہی اور مین جانتا ہون مگر یہ مجال نہین جو وہان جاؤن یہ تقریر

سنکر وانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون نہ چلے گا اور عمرو گرفتار نہو گا سحر کے سبر بھی ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو بلائے بے درمان ہی اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور مرد طماع ہی اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دانہ دام تزویر مین بچھا کر اُس مرغ زیرک کو پھانسئے کہ بمقتضائے قطعہ

چون بہ قوت حریف خصم نہ ‌ ‌ ‌ حیلہ و مکر را ز دست مدہ
کر بہ حیلت کمان قوت را ‌ ‌ ‌ چیتوا نے کہ بگسلانے زہ

حاصل مرام ایک مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ میرے لیے ہوا دار حاضر کرو تا کہ سوار ہوکر شہر کی سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و برباد ہی کئی بار لٹی ہی اس سبب سے اشرفیان اور جواہر گلی کوچون مین لُٹاؤنگا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار وردیان زرق برق پہنے مچھلیان اور تمغے پیٹھ پر اور شانون وغیرہ پر لگائے ہوا دار جواہر کار کاندھے پر اُٹھائے حاضر ہوگئے اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر رکھوائے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوا دار پر اپنے آگے رکھکر سوار ہوا اور اُس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا تھا ہمراہ لیا پتلا ہوا دار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر مین پہونچا دونون ہاتھون سے مٹھیان بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا محتاجین کا ہجوم ہوا اور اس عطیۂ بیکران کو دیکھکر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہوگئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو پھیلا کر سر راہ آکھڑے ہوئے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار مُنھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اُسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج دارے ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم ‌ ‌ ‌ بیرون نہ از خلوت قدم بربام عالم زن علم
رخ جانب مقصود کن اندوہ نابود کن ‌ ‌ ‌ احباب خوشنود کن بردار از دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھکر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوا دار پر سوار ہی اور مٹھیان بھر بھر کر اشرفیان اور جواہرات چار طرف پھینکتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہی یہ دیکھتے ہی عمرو کے مُنھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس رقم بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت سنج نے سمجھایا کہ یہ تمھارے ہی لیے جال بچھایا گیا ہی اور کنوان خس پوش ہوا ہی عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین خبردار آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہی وہان خار ضرور دل آزار ہی اور جہان گنج ہی وہان مار زہر دار ہی کہ مثنوی

ہرچہ کہ بود نیست رسد در زمان	انچہ نباشد نہ رسد بے گمان
پس زپے انچہ نخواہد رسید	رنجش بیہودہ چہ باید کشید

ہرچند عقل دور اندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوز د طمع دیدۂ ہوشمند + عمرو اشرفیاں دیکھکر کب کسی کی سنتا تھا دل سے مشورہ پذیر تھا کہ فرد

ملمن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب	براحتے نرسید آنکہ زحمتے نہ کشید

ڈرتا کاہے کا چلو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہی تمہارا کوئی کیا کرے گا کہ قطعہ

ہرکہ آسودگے و راحت جست	دل خود را زمحنت شاد نکرد
وان کہ ترسید از جفاے خمار	قدح بادۂ مراد نخورد

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بناکر اس گروہ ساحران میں جو لوٹ رہے تھے لپٹے میں پہونچا یا اور جیسے ہی دانانے زر و جواہر پھینکا جال ایسا ہی مارا کہ جو لوگ لوٹے کو گرے تھے انکی پگڑیاں اور ٹوپیاں تک مع مال کے جال میں آگئیں جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر سیدھا ہوا اور بخیال اسکے کہ میری مٹھی میں زر و جواہر ہا تھ کھولا اُسی وقت بمصداق بیت فلک سے آج تک پایا نہ کچھ خاک + ملیگی ایکدن مٹی زمین سے + سواے خاک کے کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگا کون لے گیا اور تیلا جو دانا کے ساتھ تھا اُسنے بھی دیکھا کہ ایکی کسی نے کچھ نپایا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو ہی اور داناے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ عمرو لوٹنے آیا کہ نہیں ایکی تیلے نے اسکو چپکے سے تبلایا کہ جلدی جلدی اشرفیاں پھینکو عمرو آیا یہ سنتے ہی اُسنے دو توڑے منھ کھول لٹاے کر لوبچایو لوٹو ساری خلقت مٹھیاں باندھکر زمین پر گر پڑی اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا تیلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اسکو بخوبی پہچانا اور ہنوز عمرو سیدھا نہ ہوا تھا کہ تیلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضاے مصرعہ مرغ دانا پھنس گیا دانہ کی خاطر جال میں + داناے جادو نے جب تیلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہاں سے ہوا اور پھر داخل باغ میں حیرت کے پاس آیا اور تیلا عمرو کو گھوڑا بناے ایڑ لگاتا باغ کی طرف چلا عمرو نے ہرچند چاہا کہ جال ماروں لیکن ہاتھ نہ اٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہ ہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ آفت میں تجکو حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤنگا خدا مالک ہی فرد

مردے باید کہ از بلا نہ گریزد	وز بہر کسے از سر جان برخیزد

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانا سے جادو کو ہنستا ہوا دیکھکر حیرت نے کہا تم تو اسقدر شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اُسنے جواب دیا کہ افضال سامری سے ایسا ہی کچھ ہی جیسا ای ملکہ آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ تپلا عمرو کو اندر باغ کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر تپلا سوار ہنکاتا ہوا لا رہا ہی حیرت نے اُس ساحر سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک عقاب رات کو زمین پر گر پڑا تھا اسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون تپلا یہ تقریر سُنکر بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے فقرے مین نہ آیئے گا یہ عمرو ہی مین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ابر باغ پر آکر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ و روغن جسم پر سے دفع ہوگیا اور صورت اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون عمرو پھر ہم ہمین ہین اور تو ایک عیار ناچیز ہی اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملے گا کہ بقول شخصے بیت بدمے کنی و نیک طمع مے داری + خبر بد نبود سزاے بدکاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است + ای حیرت تجھ ایسی لچیان ہزارون مین نے مار ڈالین ساحر خمش کو مارا دامہ کا سر اوتارا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی یہ کلام جو اہل دربار نے سُنے گھبرائے کس لیئے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہوکر آیا ہی ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہی اُسوقت بعض گویا ہوے کہ میان آج پھر کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے جائین ایک نے کہا دانا سے جادو گرفتار کرکے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہی ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی ؎ چہ خوش گفت یکتاش با خیل تاش + چو دشمن خراشیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک دانا نے جو سُنین سمجھا کہ بڑے بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو مسحور کیا کہ بھاگ نجائے اور تپلا گردن پر سے اوترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا مین حیران ہون کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ کہتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک آنکھ بچاکر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ ای ملکہ عمرو نہین ہی آپ

اسکو چھوڑ دیجیے حیرت نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہو میری جان پر بھی اگر بن جائیگی جب بھی مین اسکو نہ رہا کرونگی اور ایک نامہ بشعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا تیلا سحر کا ظلمات مین لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی نانی سے باتین کر رہا تھا کہ چیلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بغصہ خطاب کیا کہ حیرت چڑھ دے مین کہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی اسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین انھین سے ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ حکم سنکر برق انداز روانہ ہوا اور تیلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے بُرا بھلا کہا اور برق انداز کو بھیجا ہے وہ آیا چاہتا ہے حیرت نے غصہ شاہ معلوم کرکے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ بیرون قلعہ مقرر کرکے وارآستہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہوکر اس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈورا پٹ جائے کہ تمام شہر اس نا عیار کے حال خراب کو دیکھکر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بموجب حکم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی مین وارآستہ ہوئی فوج کمر باندھکر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اس اثنا مین برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عرادہ پر بٹھا کر بہر قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عرادے کو گھیر کر روانہ ہوے شہر مین عورت و مرد کا در و بام پر اور گلیون و کانون مین ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میان اس عیار نے گھر کے گھر ہلوگون کے ناس کر دیے بستیان اوجاڑ دین آج شکر ہے سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب وہ تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہے جب یہ قتل ہو جائے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ اسنے اس جگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچادی تراہ تراہ پڑگئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہے غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن انمین جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتین کرتے تھے کہ میان ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہین گے یعنے مقام عبرت اور جائے تاسف ہے کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یون دست دشمن مین گرفتار ہوکر مارا جائے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نپائے طعمۂ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اسکی بچھے نہ شیون ہو یہ سبب روزگار ناہنجار کی گردش ہے جائے غور ارباب بینش ہے نظم

ہاں دلا ہی متاع دہر قلیل
کرے اللہ خاتمہ بالخیر
اسکے خواہاں ہیں یک دگر اغیار
بزم رنگین واندرون پر زہر
زردی روے درہم و دینار
روے حال گذشتگان ہی کھلا
دہر نے کب ثبات ہی پایا
کس سے دُنیا نے پائداری کی

ہی مگر زاد راہ صبر جمیل
نخل دُنیاے بے اثر کا ثمر
کہیں اغیار بھی ہوے ہیں یار
شکر و شہد و نعمت دنیا
سبب زرد روئی زردار
کون سا تھا جلیل ملک اجل
ہی یہ گویا درخت کا سایا
لذت ناتمام ہی گویا

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
ہی فقط دشمنی یک دیگر
ہست چون مار گرچہ زیبا دہر
باعث تلخ کامی عقبےٰ
آئینہ نقش پا کا دیکھ دلا
جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
کس سے اس بیوفا نے یاری کی
خواب کا احتلام ہی گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین تھے اور عمرو بحسرت ویاس ایک ایک کا منھ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ اے کس بیکسان واے پروردگار عالم دعا لمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت ورسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزۂ صاحبقران کے بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سوائے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان ایسا رفیق کون ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہائے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس رنج مین ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر مین ہر سو
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہو

ہوا ہی جمع یہان ایک جہان تماشہ کو
غرضکہ حال مرا جاے سیر ہی اب تو
کوئی یہ میری زبانی ذرا اُس سے جا کے کہو

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادھر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خط امعان کرا کے جشن شاہ جادوان مین سے اُن یا کے جو اپنے گھر گئی یاد مین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر وہی بلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار مین شور مچانا اور زیر لب پڑھا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ پڑنا جو یاد ہمکو وہ آرہا ہی
تو کوئی گویا دل و جگر پر ہمارے چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجیے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا
اک آمد و رفت سانس کی ہی بس اور اب ہم مین کیا رہا ہی
وہ بعد مردن جو بارے آیا تو سب نے اُسکو یہ کہہ سنایا
یہ وہ پڑا ہی جو پہروں آکر تمہارے در پر کھڑا رہا ہی

کوئی تو اس سے کہے کہ صاحب جو نادر بردا تھا تمہارا
ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اسکی میت اٹھا رہا ہی

نصیب فرہاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح ہو مین بھی
یہ دست عشق اب اسطرح سے تھپک تھپک کر سلا رہا ہی

وہ لذت وصل یاد کر کے گہے یہ رویا گہے مین ہنسا
تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا مزا رہا ہی

قلق گذرتا ہی مجکو کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جب مین
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہی

ہجوم یاس اب ہوا ہے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان
وبال جان زندگی ہوئی ہی کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی

دل سیلے جان بلب پڑا ہی کہ مبتلا تم پہ جو ہوا ہی
یہ سچ ہی صاحب کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی پار ہا ہی

کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہا ہو نہین ہم جنس
نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی آشنا رہا ہی

فقط ہی درد و غم نہانی حباب آسا ہی زندگانی
بڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھون پہ آ رہا ہی

ہی تیرے عاشق کا وقت رحلت چل تو دیکھ اسکو بھر قسمت
کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت اشارتو نہین جتا رہا ہی

اسی اندوہ و تعب مین استاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت مین بیشتر رہا ہوا تھا اب نہین معلوم اسپر کیا گذری چلکر خبر اسکی لینا واجب ہی از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو چیلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور انھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ چیلے شہر حیرت مین آ کھڑے ہوے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت یہان کرتا تھا اسکی کیفیت مخمور سے جا کر کہتے تھے اور وہ رنجور سنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پر حیران کار تھی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہی جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہی اسی حالت مین ایک دن چیلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سنایا یہ سنتے ہی زنگ رو فق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھ سے تھام لیا اور سمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہان ہی چین پانا مشکل
اور ضعف سے ہی قدم اٹھانا مشکل

جرأت پھر زیست ہوے کس طرح بھلا
جانا مشکل ہی اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہو کر اشکبار رہا دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اس جا کر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور نعرے کرتے تھے نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین
حق اگر سمجھین تو ہی شکوہ عبث صیاد کا

جسکی آ پہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا
حکم حاکم سے پھر اسمین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے وقت

مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا اور بخضوع و خشوع تمام خداے دو جہان کی یاد کرنے لگا اور اُسی سے لو لگائی کہ

نظم

یا الٰہی پر از گناہ ہون مین ... فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین
کر عطا میرے دل کو اپنا درد ... کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد
کھول دے میرے دیدۂ اوراک ... لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے ... بخشش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو و صرف مناجات تھی اور برق ندانداز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اسوقت مخمور نے سحر پڑھکر اس بلندی سے ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ برق ندانداز کے اکڑ پڑا اور ہاتھ اسکا مع تلوار کٹکر دور گرا فوج ساحران متحیر ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھین سب کی بند ہوگئین اور اندھیرا ہو گیا اسی تاریکی مین مخمور پنجہ لیکر گری اور عمرو کو لیکر اڑی حیرت اور دانا وغیرہ بزور سحر اڑکر پیچھے چلے مخمور نے دور جاکر ایک پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکالکر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین کی طرف جاتا ہی اُسنے سحر پڑھکر اسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی غرضکہ اس پتلے کو جلادون کو لاکر سپرد کیا کہ جلد اسکو ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر آئی اور اُس طرف مخمور بعجلت تمام اُڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالہ ملکہ نسترن جادو کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہونگی تم اسباب و مال میرا لیکر وہین آنا یہ کہکر تخت سحر پر عمرو کو ہوشیار کر کے بٹھایا کیونکہ یہ تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا فی الجملہ تخت کو اوڑا کر سمت دریاے سحر چلی

نظم

زجادو بود تخت گوہرین ساز ... بافسون تا ہمے آمد بہ پرواز
نشستند بر سر آن تخت بران ... پری دربرچو بلقیس و سلیمان
بصد عشرت عمرو رفتہ از انجا ... رسید آنگہ سحاب آسا بدریا

جب دریاے سحر پر پہونچے مخمور بنجے مین عمرو کو دابکر دریا کے اندر کود پڑی از بسکہ اس دریاے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ صرصر لیکر عمرو کو دریا مین کود دی تھی اور ایک رستہ یہ ہی کہ وہ راہ کل ساحران معتبر جانتے ہین اور یہ راہ سواے حیرت اور شاہ طلسم اور مخمور کے اور کوئی نہین جانتا ہی اور علاوہ اسکے اور بھی رازہاے طلسم سے مخمور آگاہ ہی کہ حال اُسکا مذکور ہو گا

خلاصہ کلام اُسوقت مخمور جو بجز افسون مین کودی غلطان و پیچان دیر تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چار سمت کو پانی بھرا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بحر زخار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہی اور ہزارون ساحر نہنگ صورت ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہانکا بعد آب و تاب جزن ہی نہایت مصفا ہی کہ بیت

روان اندر و ماہی سیم سا	چو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اس طرح لگا ہی کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اسمین قفل برابر اسان شتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ بند ہو گئین بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تیئن پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجالایا اسوقت مخمور نے بادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتہ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت و رسوائی مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریاے بحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نورالدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمایئے اور مفارقت کے رنج سے میری جان بچایئے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادہ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر منھ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہی اور کیا مصیبت پیش آتی ہی کہ غزل

کر اسکو یاد اشک سرخ کیون بھر لائے ہم بھولے	یہ کھٹکا لگ رہا ہو دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو	تو اپنی چشم سے ای ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون	کہین اسبات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر پکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو	کہ منھ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے ای جرأت	اُٹھایا اُسنے در سے اور رستہ گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اس غریق لجۂ الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ ای ملکہ انشاءاللہ دامن تمھارا گوہر وصال شہزادہ خوش خصال سے مالا مال ہوگا اب تم مہرخ کے لشکر مین چلکر قیام کرو اور بمقتضاے نظم

گر ملاقات ہمدمون سے تو	گرم بازی ہو محرمون سے تو

عشق کا اپنے دل سے غم کم کر ساتھ والون کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہی تو بعد کرد گار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہی ہیچ بیکار ہی اپنا یہ اظہار ہی کہ رباعی

ہستی گویا ہی اک مسافر خانہ ہر روز ہی قافلون کا آنا جانا
رنجیدہ کسی کو یان زکھ لینے سے پھر جا کے نہین ہی اس سرا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سرخی چہرۂ زرد پر چھائی اور بہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ اے نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ غالباً جادوان میرا تعقب کریگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نپائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہی کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالہ بھی اسکی میرے شریک ہوجاے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا نہو خالہ تمھاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجکو اُنپر اعتقاد واثق ہی یہ باتین فیما بین ہو رہی تھین کہ یک جانب سے ساحرۂ منظر خرس پیکر پیدا ہوا اس لیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہی اور ناقوس جادو نام ہی اُسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے ملگئی ہی بدینوجہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہی میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سُنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اُسپر چڑھ گیا اور مخمور نے ناقوس سے کہا اے نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہی مجھے خبر نہوا پنا راستہ لے ناقوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز جانے ندونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہی خیر اب جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر یہ سننا تھا کہ اسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا دے مارا اُسنے بھی روکیا اور اُڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اُسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولا مارا مخمور نے وہ گولا ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اُسکا جھنجھنا گیا لیکن ناقوس اسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہی یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہی تلوار مین مخمور مارجائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اُس خیرہ سر کا ترش کر دور گرا غل و شور برپا ہوا کہ مارا ناقوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوپھن کو دیکھکر پوچھا کہ بھیا یہ چھینکا کیسا ہی عمرو نے کہا یہ گوپھن آلہ جنگ و جدل ہی غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہی مین

چھپ رہیں اور رات کو تخت پر بیٹھ کر چلیں یہ سوچکر ایک درہ کوہ میں دونوں کر مخفی ہوے جبکہ شیر زرین
چنگال مہر شیشہ سپہر سے غار مغرب میں گیا اور دب اکبر و اصغر نے حوالی قطب شمالی میں جست و خیز
شروع کی کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود پشت		ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت	
زمین از تف گرمی آفتاب		ز سرسام سودا در آمد بخواب	

رات کو دونون سوار ہو کر روانہ ہوے اور ایک ملک میں پہونچے کہ طلسم ظاہر میں یہ ملک نہایت وسیع اور
آباد ہی رعیت نوجوان اور دلشاد ہی عمارتین نایاب اور بلند ہین معمار خرد کے پسند ہین کہ بیت

شہرے چو ارم تازہ روئے		چون باغ بہشت ورنگوئے	

دونون سیر کرتے ایوان شاہی میں آئے یہان مسند جہانبانی پر ملکہ نسترن جادو جلوہ فرما تھی مخمور
نے اسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا مخمور نے باغ سخن کو
اپنی حکایت بے آبروئی سے سرسبز کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر الم تاثیر میں بویا نسترن کو پیٹھ
اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے تازیانے کھلواکر میری یہ حالت بنائی نسترن گلے اسکو لگا کر
خوب روئی اور گویا ہوئی کہ مین اُس موے کو گہری گور مین تو پون اور جہان تیری دائی نے ہاتھ
دہوے ہون وہان اُس موے کو سات بار صدقہ کرون جسنے تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا
اپنی حکومت پر دھمکاتا ہی تو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ لہو لہان کر دیا غرضکہ خوب بک جھک
نسترن اپنے باغ مین لائی اور عمرو کے لیے خوابگاہ مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھا دی
کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گذاری مقرر کیا اور آپ مخمور سے کہا ای فرزند یہان سے گنبد جمشیدی
کا راستہ نزدیک ہی ہم تم چلکر بچا اپنا وہان جگائین اور آج رات کو وہین رہین کس لیے کہ شاہ طلسم سے
مقابلہ کرنا ہی مخمور نے کہا اچھا چلو یہ کہکر ساتھ ہوئی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحرہ کی
سی بنائی کہ مبادا انکی غیبت مین کوئی یہان آئے اور مجھکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد
اکل و شرب کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونون گنبد جمشیدی کی طرف گئین مگر حیرت کا حال سنیے کہ جب چلا
لیکر آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ ماش کے آٹے کا پتلا تھا اسکو غیظ و غضب طاری ہوا لیکن کیا کر سکتی
تھی دانا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر مین اول تو غلغلہ تہنیت بلند تھا رہائی کی خبر
سنتے ہی اندوہ و الم طاری ہوا اس عرصے مین افراسیاب بھی اپنی نانی کے پاس سے آیا حیرت
وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر

جاکر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر مین ہی یا نہین حسب الحکم کچھ لوگ گئے اور مخمور کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئی ہین اُنھون نے جواب دیا وہ کل سے کہین تشریف لیگئی ہین ہمین نہین معلوم وہ ساحر پھر آئے اور شہنشاہ ساحران سے اطلاع دہ ہوئے اُسنے کہا اے ملکہ حیرت یہ کام اسی نمکحرام کا ہی تمنے سفارش کرکے اسکو جیسا ابکی بار دخیل کیا ویسے ہی اسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہی کیونکہ وہ بہت سے راستے طلسم کے جانتی ہی یہ باتین کہہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ اے شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور نے بغاوت کی اور ابریق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑگئی عمرو کا چھوٹ جانا برا ہوا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہی یہ معلوم کرکے حضاران دربار مین سے ایک ساحر خونخوار شمشیرزن جادو نام کو حکم دیا کہ جاکر اس قطامہ نمکحرام کو پکڑ لا حکم پاتے ہی خونخوار اڑکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازوے جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہی شاید اس سے گرفتار نہو سکے اس حکم سے یہ بھی روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جاکر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین اُسنے مستفسر ہوا کہ مخمور کہان گئی ہی اُنھون نے کہا وہ یہان نہین آئین خونخوار بولا کہ مجھسے کہان چھپکر جائیگی بغیر گرفتار کیے مین نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہین معلوم کہان ہی جسنے اُسکو خراب کر رکھا ہی عمرو نے جو یہ باتین سنین روتا ہوا پلنگ پر سے اٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا عمرو بولا کہ طلسم کی رنڈیون کو مرد تو نصیب نہین ہوتا ہی نسترن مجکو پکڑ لائی ہی اور دن رات اپنی خدمت مین رکھتی ہی آپ مجھے یہان سے لیتے چلیے اور دونون ہاتھ سے اُٹھکر بلائین لین روغن بیہوشی ملدیا خونخوار بیہوش ہوکر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اسی وقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو کو خنجر بکف دیکھکر پنجہ مین دابکر اُڑا یہان جو کنیزین تھین وہ غل مچانے لگین کہ وہ سوا لیے جاتا ہی لیکن عمرو نے اس اضطرار مین خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم کے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیون کے پاس بیٹھ رہا تھا کہ عظیم بھی پھر کر آیا اور خونخوار جو بیہوش پڑا تھا اُسکو اٹھالے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہگئی اور مخمور و نسترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر آئین اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ عمرو کہان ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اڑا کر لے چلا تھا لیکن وہ خنجر مار کر اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مگر آپ اڑکر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سنکر کہا مین خواجہ

کو ڈھونڈھنے جاتی ہون ایسا نہو کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہو جا مین یہ کہکر جا یا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا
ہوا موجود تھا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اُسوقت نسترن بولی کہ میرے
ایک احاطہ سحر ہی باقی رات وہین چلکر بسر کرو وہان ایکبار افراسیاب بھی آجائیگا تو ہمکو بچا لیگا یہ
کہکر مع عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم بہادر پر آیا خونخوار کو ہوشیار کرکے اُسنے سب ماجرا بیان
کیا کہ عمرو تجھ کو مارے ڈالتا تھا مین اُٹھا لایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا
ہی یہ کہکر ہر سمت تلاش کرکے دونون مخمور کی خالہ کے یہان پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے
باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھتے کہان پھرین لازم ہی کہ اس مکان مین آگ لگا دو جہان کہین
نسترن اور مخمور ہونگی اُنکے دلکو لگے گی آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کرلین گے غرضکہ یہی کیا جب
گھر مین آگ لگی اور شعلے اُٹھنے لگے مخمور اور نسترن بیتاب ہو کر احاطہ سے دوڑین اور ابر سحر
برسا کر آگ کو بجھایا اور ادھر عظیم وغیرہ مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی اسی
گھبراہٹ مین عمرو کو احاطہ سحر مین اکیلا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے یہ
کلمہ خونخوار نے سُنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑو اور عمرو اکیلا احاطہ سحر مین ہی اُسکو چلکر گرفتار کرو
یہ سوچکر بزور سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کرکے سحر کرتا ہوا وہین اُترا کہ عمرو جہان کھڑا تھا
اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُوڑا دو چار لونڈیان غل مچانے لگین کہ ارے لیے جاتا ہی اس غل کو سُنکر مخمور
عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال سُنکر پیچھے خونخوار کے چلی نسترن نے چاہا تھا کہ ساتھ
جائے کہا خالہ امان تم عظیم کا سامنا کرو اور اپنے گھر کا بند و بست کرو مین پکڑے لاتی ہون عظیم نے
جو یہ ماجرا سُنا اپنے دل مین کہا غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کر گیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اُسکا
نام ہوگا شہنشاہ سے انعام ملے گا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اس دوا دوش مین زاہد سفید پوش
صبح صادق نے سجادہ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے
خلوتخانہ والیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح دربر گردون کشید خلعت نور — جہان کشادہ ز رخ پردہ شب دیجور
بگشتہ ظاہر روشن بوادی افلاک — درستی زر خورشید زیر تودہ خاک

عظیم چلا اسی طرف ہوکر نکلا کہ قران عیار درہ کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ
بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اُترکر پاس آیا اور کہا بھائی تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار
کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر عمرو کو پکڑ لے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران

نے سارا حال سُنکر کہا وہ دغاباز تو ہے ہی میرے ساتھ چلو مین اسکو گرفتار کردون یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا اور
لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام جانور پر بیٹھی تھی
اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری کی تھی اُسمین یہ وصف ہو کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین ٹوٹ جائے اور
اگر بلند کرے تو فلک کو ہلائے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے
جاتا ہی یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے
نہ جا سکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ کس بن مانس کو صحرا سے پکڑ لایا ہی خونخوار
نے کہا یہ عمرو عیار ہی مخمور کے پاس سے اسکو گرفتار کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ موئے مجھ دیوانہ ہی مخمور
معشوقہ شہنشاہ ہی اور ایسی سحر جانتی ہی کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کر سکتی تو بھلا کیونکر اُسکے پاس سے
عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو حرامزادے جھوٹے یہ کہکر چھڑی جو اُٹھالی خونخوار کا کچھ بس نہ چلا عمرو
کو چھوڑ کر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا شاہ جادوان غضبناک ہوا اور
کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ اور ابریق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین
حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر
سلیمان کو مع عمرو پکڑ کے لاؤ وہ حکم سنکر بزور سحر اُڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون
کو بلاکر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ گلدستے سامنے لگاؤ سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزان بموجب ارشاد
تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اس پہاڑ کو عزت دہ انجمن کسریٰ کے بنایا گلدستے فرش کے
روبرو چُن کر گلزار جواہر بن گیا کہ نظم

درختان سرو اندر سربلند گر
نہالش ز طوبیٰ دلاویز تر

بران جلوہ گر میوۂ نغز تر
گیاہش ز سوسن زبان تیز تر

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ اے عمرو تو نے ساحران نامی کو بہت
تنگ و ذلیل کرکے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہی جو چاہتے ہین خداوند لقا کرتے
ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کردیے ہین پہلے بھی ایک فرشتے نے مجھے پانی
مین پہونچایا اور ایک ملک نے پانی چیرا جب مین ساحر شمشش پاس گیا اور دریا مین اُسکو مارا اب
میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ مخمور جو تعاقب
مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان بہر تعظیم اُٹھی نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا
اور پوچھا اے ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑین مخمور نے کہا وہ موا جلاد ہی اُسنے ذرا سی بات کر

مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا اپنا بیان کر کے کہا اے سلیمان تم بھی ہم سے طمجاؤ دیکھو بیچارا اور
مرخ کا شاہ طلسم نے کیا کر لیا یہ کلمات سُنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع
عمرو کے دھوکے کیسے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے جانا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ اب جو
مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہو اسے نوش فرمایئے مخمور نے کہا یہان تکلف
اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہو منگوایئے سلیمان اُٹھکر اپنے قصر مین گئی اور کھانے مین بیہوشی ملاکر
لائی کنیزون سے حکم کیا انھون نے دسترخوان پر تکلف بچھایا اُسنے کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور
سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا اور قسم دیکر اپنے ہاتھ سے نوالا بناکر کھلایا
عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہو لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہو یہ کیا
کرے گی کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھاکر بیہوش ہو گئے سلیمان نے تخت سحر پر ڈالکر قصد کیا کہ پاس
افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے
قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ مین تیری چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سُنکر
بولی کہ او بھڑوے قصائی ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی
ہین تو بھی اس لائق ہوا کہ میر مقابلہ کرنے آیا ہو قصاب نے یہ سُنکر نارنج مارا سلیمان نے روکر کے
کو مارا لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آیا اور تخت سے اُٹھکر للکاری
کہ ای چُڈو مالزادی قحبہ بڑی کھلی پکاری رہ تو سہی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سُنکر سلیمان
گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہو گئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھے کیا لڑتا ہو دو
عمرو اور مخمور موجود ہین ہم تم ملکر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان نارنج و ترنج لیکر مخمور
کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور پھر پڑھکر سمت فلک اُچھالا
فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور
ایک تخت فلک کی طرف سے چکر کھاتا زمین پر اُترا اس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس
ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے
سرخ ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی مشاطہ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت
سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے چمن سے آئینہ رخسار تابناک کو اُسکے منور اور روشن
بنایا تھا وہ چہرۂ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اسکے تاب مین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختن
کا جگر غیرت سے خونناب تھا لبہائے یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے روبرو

سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

پری چون سیم و قدی چون صنوبر — ہمہ جایش ز یک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش شیر خوردہ — شکر از ہر دو لعلش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلواے نبات ست — چہ حلواے نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت بر لب جوئبار لاکر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھو دیا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا وہ یون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہی — یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہی
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان — وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہی
ذرا او فلک آکے دیکھو تماشہ — عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہی
گرا جو مین تو وہ رک کر یہ بولا — کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہی
سوے جب سے گلگل کے مجنون سے لاکھون — ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہی
جو کہیے کہ لو مول دل تو یہ بولے — بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہی
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگنا — عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہی

اب قریب اس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا یہ اسکو پیکر مست و لایعقل ہوا تالیان بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت مہر تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے کہ نظم

دہل پر مار کر چوب کہ دہلانی تھا صدا دیتا — کہ ہر حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
گلی مین سیفر دشون کی یہ قدغن ہو کہ جو نکلے — کوئی فرد بشر بے نشہ و بے ساغر مینا
گلے مین جبہ سالوس و سر پر رکھے کے عمامہ — اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی کا ہو فتوا
تم اس علاے دین کی پریشان دشمن غم کو — نکل جانے نہ دینا گھر کے سب ہر سمت سے بلوا
خراباتی بنانا میکدے مین کھینچ کر لانا — پلاکر مے کو دھبا پارسائی مین لگا دینا

اسی طرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے باتین فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ ہمسے دعوی محبت کا کرکے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب سہین گے جو میان لاکھ برائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + اب تم دونون باہم لڑکر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب

نے ناریل سحر پڑھکر **سلیمان** پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا **قصاب** پر لگایا اسکا ناریج اسکے سینے کو اور اُسکا ناریل اسکے سینے کو توڑ گیا دونون مرکر زمین پر گرے اس پہاڑ پر آگ لگی غل وشور پیدا ہوا **سلیمان** کے سحر سے جو مکانات وغیرہ یہان تھے وہ غائب ہو گئے اصلی عمارت اور کنیزین رہ گیئن اور وہ نازنین جو **مخمور** کے سحر سے پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی **عمرو** نے **مخمور** پر تحسین وآفرین کی اور جال الیاسی لگاکر سارا مکان **سلیمان** کا لوٹ لیا اور **مخمور** تخت پر سوار کرکے **عمرو** کو اپنی خالہ کے مکان پر آئی یہان کنیزین اور ملازم **مخمور** مع مال واسباب کے آئے ہوئے تھے انھین دیکھکر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال واسباب بار کرا کر لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیے یہ کلام سُنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لدوا کر مہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن **نسترن** اور **مخمور** اور **عمرو** تخت پر سوار ہوکر علیحدہ چلے راہ مین **عمرو** نے **مخمور** سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا **مخمور** نے کہا خواجہ تمھین مال کی اگر خواہش ہو تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپ کی نذر ہی اور جب لڑائی فتح ہوگی شاہ جادوان مارا جائے گا مین آپ کو کو مجھے مال کے بتلا دونگی کہ اُن مین طاؤس زمرد کے ہین اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ مین لعل و گوہر بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین اشرفیان رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی ہون کہ اسمین اسی ہزار گھوڑون کا طلائی ساز یعنے زین ولجام مرصع کار رکھا ہو اور جن گھوڑون کا وہ ساز ہی اس اصطبل کو بھی مین جانتی ہون لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن ہی بغیر لوح کے فتح نہوگا **عمرو** نے کہا ای ملکہ لوح بھی وہ صانع طلسم ہیژدہ ہزار عالم دلا دیگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے **عمرو** بہت خوش ہوا اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر منہ مین پانی بھر آیا اور شادان وفرحان باتین کرتے سمت لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل **قصاب** **سلیمان** شہنشاہ ساحران کو پہونچائی اُسنے کف افسوس ملے اور بغصہ **طغیان** **جادو** نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر صرف اتنا دیکھ آ کہ **مخمور** بھی لشکر مہرخ مین تو نہین گئی اگر جاتی ہو تو اسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو دیکھکر چلا آنا تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہی مین خود جاؤنگا اور اسکو گرفتار کرلاؤنگا یہ تقریر سُنکر **طغیان** روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریائے سحر کے آیا راہ مین **عظیم** اور **قران** جو **خونخوار** کے تعاقب مین چلے تھے انسے ملاقات ہوئی **عظیم** نے پوچھا کہ اے **طغیان** اس دغاباز کا حال کہو کہ وہ **عمرو** کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اور اپنی رسوخیت جتاتا ہوگا دیکھیے کیا زمانہ دغابازی کا ہی کہ ہمنے تو اسکی جان بچائی **عمرو** ذبح کیے ڈالتا تھا اسکے پنجے سے چھڑایا اپنا ہاتھ کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا **طغیان** یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون **عمرو** کو لے گیا یہان

مخمور نے آفت مچائی ہی سلیمان کو مار کر ادقصاب کو راہ عدم دکھا کر اس ناعیار کو لیکر بھاگی ہی یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ استاد کو مارنے جاتا ہی اسکو یہین قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے کہا ای عظیم بھراب خونخوار کا تعاقب تو گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہرو شراب پیو کچھ کھالو تو خدمت شہنشاہ کو مین جانا طغیان نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ اے عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا انکا نام بیابان جادو ہی مگر بہت خوبیو نکے آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے براہ محبت میرے ساتھ خراب ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ لحہ بھر ٹھہر کر چلے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہی مجھے عرصہ ہوگا تو وہ خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لحہ مین کیا ہرج ہوگا کبھی کبھی غریبون پر بھی کرم فرمایئے پھر ہم کہان اور آپ کہان یہ صحبت بھی یادگار رہی یہ کہتا ہوا دونون کو ہمراہ لیے درہ کوہ مین جہان آپ رہا کرتا تھا آیا اور مرگ چھالا بچھایا گلابیان شراب کی آغشتہ بیہوشی سامنے رکھین دونون کو منت بٹھایا اور ایک ایک جام شراب بھر کر دیا دونون نے خوب شراب پی اور بیہوش ہوئے قران نے پہلے بغدہ طغیان پر مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دوبارہ عظیم کے سر پر بغدہ لگایا چاہتا تھا کہ نیچہ سحر جست کر گرا اور اسکو اٹھائے گیا قران بھی یہان سے بھاگا اور کئی کوس نکل گیا وہان دیکھا کہ گاڑیان چھکڑے اشرفی روپے سے بھرے اور ہر قسم کے مال و اسباب لدے کنیزین اور ساحر ہزار در ہزار انکو گھیرے ایک سمت چلے جاتے ہین قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے مستفسر ہوا کہ یہ مال کسکا ہی اور کہان جاتا ہی لوگون نے کہا مخمور کا مال ہی لشکر مہرخ مین جاتا ہی قران حال تو زبانی طغیان کے سن ہی چکا تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہی بحفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ ہو لیا جب کچھ آگے بڑھے ایک پہاڑ پر منظلم جادو نام ساحر بیٹھا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کسکا ہی لوگون نے بتلایا جب اُسنے کیفیت سُنی جھلا کر نعرہ مارا کہ باشید لے نمک حرامان تم سب شہنشاہ کا گھر برباد کرکے جاتے ہو مین تمھین جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم مین پھیلی اور ملازمان مخمور اندھے ہوگئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا دور سے تاریکی اور مبتلائے آفت لوگون کو دیکھکر ایک ساحر معزز کی قطع بنکر اُسکے پاس گیا اور اُسکے سحر کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپکا مثل نہین آپ جمشید عہد ہین سامری وقت ہین لونا چاری سے بھی یہ نہو سکتا تھا جو آپنے سحر کیا ہی منظلم براہ انکسار تعریف سنکر سلام کو جھکا قران پاس تو آہی چکا تھا بغدہ تان کر جو سر پر لگاتا ہی کھوپڑی کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور و ہنگامہ مچا کہ مارا منظلم کو وہ تاریکی دور ہوئی اور ملازمان مخمور اچھے ہوئے قران انکے پاس آیا اور کہا چلے چلو تمسے کسی کی مجال نہین

جو آنکھ ملائے انھون نے پوچھا آپ کون ہین آپ نے بڑا ہم پر احسان کیا قران نے جواب دیا کہ مین
بھی ملکہ کا نوکر ہون مخمور نے مجھے بھیجا ہی کہ اسباب کی نگہبانی کر کے پہونچا دون غرضکہ اسی طرح اسباب یہ
کچھ عرصے مین داخل لشکر مہرخ ہوے لیکن پہلے انسے مخمور کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا دی ملکہ پہلے مجکو
کنارے لشکر کے اوتارو مخمور نے تخت اوتارا عمرو اوتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد مخمور سے مطلع کیا مہرخ
نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذوی الاحترام زیب و زینت فرما کر بہر استقبال مخمور روانہ ہون اور
لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جاے بمجرد ارشاد طبل بشارت پر چوب پڑی اور فوج تیار ہو کر آگے
بڑھی بہار اور نافرمان اور سرخ مو اور طاؤس و آفت اور ہلال سحر افگن اور رعد اور
برق مخشر جملہ ساحران نامی تختہاے سحر پر سوار ہو کر لباس فاخرہ زیب قامت فرما کر روانہ ہوے
باجے جنگی بجنے لگے صداے طرقوا بلند ہوئی زمین سے آسمان تک غلغلہ شادمانی بلند تھا نقیبہاے
خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور	محب شاد ہون چشم دشمن ہو کور
خدایا یہ اقبال عالی رہے	ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے
یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے	یہ ثعبان خون عدو چاٹ لائے

اسی طرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور پہونچے وہ بھی انکو دیکھکر تخت سے اوتری سردارون نے
رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہکر اپنے ہمراہ سوار کیا اور لیکر چلے
سیر لشکر کی دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے مہرخ در بارگاہ پر برسم استقبال منتظر
کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھکر پیادہ پا ہوئین اور جھک کر مجرا کیا اوسنے مخمور کو
گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہی تیرے آنے سے میرے لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل
ہوا یہ کہکر خلعت جواہر کار عنایت فرمایا پھر نسترن کا حال استفسار فرما کر مراعات سلطانی اور
الطاف خسروانی مبذول کر کے خاطر عشرت اثر کو اوسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل
بارگاہ مخمور کے لیے نصب کی جاے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اوسوقت منتظمان کار سلطنت درستی
بارگاہ مین مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب تخت
بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب خاص کیلئے
مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا پھر تو مغنیان ماہر و خوش گلو
ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوے اور انجمن یادگار جشن فریدون و جمشید ترتیب پذیر ہوئی سرا سجے

بارگاہ کے ہر سمت سے اُٹھوا دیے وہ سامنے صحرا و کوہ مین درختون کی سرسبزی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادہ عشرت نظر آتی تھی پانی چشمون کا بصد لطافت لہرین لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک بخشتا تھا بارگاہ مین ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب با لحان داؤدی نغمہ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست		صلائے سر خوشی ای عاشقان بادہ پرست	
اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود		ببین کہ جام زجاجے چگونہ اش بشگفت	
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا		چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست	
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل		رواق طاق معیشت چہ سر بلند و چہ پست	

الحاصل یہ سب مطیعان عمرو عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قران بھی مال و اسباب لیکر آچکا ہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ راحت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال حزن مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہی

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کے اور مارا جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہونا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور کشتہ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا۔ لمؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران	وے قبلہ مسلم رند کیشان	اے دشمن جان پارسائی
زاہد نے ہی تجھ سے مُنھ کی کھائی	اے شیخ مقیم بیت احرام	جیکا کرے طوف ہر سے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان	اے ساقی مہربان و ذی شان	ہی دختر رز کی تجھ سے حرمت
اللہ رکھے تجھے سلامت	پھر دل ہی طپان بشکل بسمل	پھر زیست ہمین ہی اپنی مشکل
برسات کی فصل سا گیا ہی	مے پینے کو جی ترس رہا ہی	گھنگھور گھٹا ئین آکے برسین

افسوس ہوے کو جاہ ترسین
وہ جام دے جو دکھاے یہ رنگ
دکھلاؤن بہار باغ الفت
ہر اک جسے پڑھ کے مست ہو جاے
فریاد ہے دہن سے دمساز
پھر ضعف سے اک غشی سی چھائے
ساقی بادل گھرا ہوا ہی
بدلی مین جو جام لب تلک آئے
خورشید سخنوری ہو پیدا
دکھلاؤ چمک دمک بیان کی
افروختہ تر ز شب چراغے

اس ٹھنڈی ہوا مین یہ ہوس ہی
جادو و عیاری اور نیرنگ
اک عشق کی داستان لکھو مین
صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے
پھر ہاتھ بڑھین سوے گریبان
پھر بے خبری خبر کو آئے
وہ سرخ ہوئی گھٹا مین کالی
منھ سے مرے آفتاب لگ جائے
مے پی چکے اب تو حسب نخواہ
مشتاق ہی بزم داستان کی
لفظش چو طراوت معانی

یاد مے سرخ ہر نفس ہی
وہ دے جو مجھے ایاغ الفت
اس رنگ مین پھولون و پھلو مین
پھر شیشۂ دل سے آئے آواز
پیدا ہونے لگین جنون کے سامان
ایسے مین جو جام دے مزا ہی
جیسے کہ کسی پہ ہووے لالی
مشرق کی طرح دہن ہو میرا
دل بیکے لگے ہوے ہین ای جاہ
ہر نکتہ از و شگفتہ باغے
معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اسمار مین نہال خوش کلامی اس طرح بٹھاتے ہین و رعنا دل و دام گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عظیم کو نیچہ بحر جوقران کے ہاتھ سے بچالے گیا تھا سامنے لایا اور اوسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اس اثنا مین افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اُسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر مرُخ مین آئی ہی اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی مین درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ مین خود بہر گرفتاری مخمور جاؤن لیکن مصور رانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہین عمرو نے یہان اگر کیسی آفتین برپا کی تھین سجادہ نسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اُس فہمایش سے شاہ جادوان جانے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کر کے بہت برُا بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت کچھ اپنی تعلیان کرتی تھی اب اُستادی وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ پہلے بھی یہ کنیز عمرو کو گرفتار کرلائی تھی اور اب بھی کسی طرح قاصر نہین ہی جاتی ہون اور گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر رخصت ہو کر چلی اُسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین ہوئی اور حیرت سے پوچھا کہ تمھارے ملک مین

پانچ کٹنیان رہتی تھین اُنھین طلب کرو حیرت نے بموجب ارشاد چوبدار روانہ کیا اُسنے کٹنیون کو اطلاع دی
پانچون حسب الطلب لباس مکاری زیب بدن کر کے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب
اور دغابازی مین شیطان کو درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و نقشبازی مین دہم
دخیال کو سبق پڑھاتی تھین کہ **بیت**

لعبت بازگر سحر اوده		وز دودگان بردہ بپازی فره	

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کر سکتی ہو کٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب مجاطب
پایا اور موقع جسارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلا گردان ہوئین کہ ہم تیرے واری اور
نثار ہو جائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہمنے سیکڑون گھر غارت کر دیے
لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر بیچ ڈالا ہزارون نسبتین اور بیاہ کرا دیے اور صدہا طلاقین دلا دین آپسمین
دو شیدائے محبت کے جانی دشمنی کرا دی اور بہت بہو بیٹیان جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا
انکو نونو یار کرا دیے اور بڑے بڑے اڑیل مہاجنون کے گھر بھید پا کر چورون کو کودایا جہان ہوا
نہ جاسکتی تھی وہان کا حال بتایا اب دُنیا مین تو کوئی جعل و فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم
آگ لگا کے پانی کو دوڑتے ہین دوست رہتے ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاٹے کا منتر نہین
کہیے تو زمین مین سما جائین اور دنیا رشت ماہی تحت الثریٰ سے چرا لائین اور اگر فرمایئے تو فلک چہارم
پر اپنے تئین پہونچائین اور ورق آفتاب سے سونا اُتار لائین آسمان پھاڑ کر ٹکلگی لگانا ہمارے
بائین ہاتھ کا کرتب ہی عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ستا ئین شہنشاہ نے یہ تقریر سنکر استفسار فرمایا
کہ تم مین زیادہ اُستاد کون ہی انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیف
اور نام اُسکا **ہوشیار** کٹنی ہی اُسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی ملکہ شیطان کی خالہ ہی اور اکثر ہمکو
فریب اسنے سکھایا ہی کہ **بیت** دیدہ دری پُر ہنرے تیز ہوش ٭ حیلہ گرے سخت دلی سخت کوش ٭
شہنشاہ ساحران نے صفت **ہوشیار** کی سُنکر ارشاد فرمایا کہ **مخمور سرخ چشم** یہان سے بھاگ کر
لشکر **صرخ** مین گئی ہی چاہتا ہون کہ تو اُسکو گرفتار کرا دے اور وہان سے نکال لائے مجھ تک پہونچادے
ہر چند کہ ساحر زبردست تھیکہ مین اُسکو قید کرا سکتا ہون لیکن ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدین وجہ
کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کر کے انسان پیش پاتا ہی اور گوے سبقت میدان فطرت
سے دانشمند ہی لیجاتا ہی مین تجکو بھیجتا ہون اگر اس مہم کو اپنے حسن تدبیر سے تو سر انجام دیگی مال
دنیا سے مستغنی کر دونگا اور مرتبہ و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم

تجھپر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق برآمد چنان کن نظر در مرادات یاران ہمان	که یارے مراز تو کارے برآید که بے زحمت انتظارے برآید

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر در جگ مکاری دہن سے شعبدہ سخن ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کونسی بڑی بات ہی جسکے یے سرکار اسقدر مبالغہ تاکید مین فرماتے ہین ایسے کام تو میری جھوکریا کرلیتی ہین اور میری تو صفت ہی کہ بیت

تریاک و زہر ہست مرا بر سر زبان	این بہر دوستان بود آن بہر دشمنان

مخمور اور عمرو وغیرہ کو باندھکر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اُسکو خلعت مرحمت کیا اور زر و جواہر دیکر کشتیون کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار پہونچادے اپنے تخت سحر پر کشتی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کشتی کے افراسیاب بھی مع حیرت اور منصور وغیرہ کے وہان سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی رہو حیرت یہ حکم سُنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین ایک سحر نامہ خداوند باختر لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصہ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین آیا لازم کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرو کرسے

صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار	وزو بعاشق بیدل نظر دریغ مدار

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ اے خونخوار شمشیر زن جادو تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوند کی مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا اور بچانا کیا افراسیاب نے کہا تم اپنے بھائی محمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لیلو اور لشکر کثیر لیجاکر خداوند کی مدد کرو اس حکم کو سُنکر خونخوار اور بھائی اُسکا عازم روانگی ہوے خلعت رخصت پایا فوج ساحران کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے باجے بجے اور نقارہ کوس پھنکے افسر اژدھون پر چڑھکر چل کھڑے ہوے ان اژدھون سے یہ معلوم ہوتا تھا آسمان پر بادل لہرین لے رہا ہے یا فلک نے موذی ین ظاہر کیا ہی قطعہ

گہے شدہ چو سپر گرد گہ بہ نیزہ دراز نہ ابر لیک دو برق اندرو شدہ پنہان	گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمند آسا نہ بحر لیک برو موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر بریم یلغار قریب لشکر لقا پہونچے سلیمان و بختیارک
آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ
مین اُتروایا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور دنگلون پر
قرار لیا ساقی سہ لقا نے جام مئی ارغوانی انھین پلایا اور ناج ہونے لگا جب دماغ انکے بادۂ خوش گوار
سے سرگرم ہوے حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے ابتداے پیدایش امیر یعنی زمان نوشیروان
سے ہنگام اپنے بیان تک مفصل کہہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہی کہ داماد خداوند کے
اور نواسے اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام عالم کے
مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی مالک ہونگی وہ
بھی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہی مارا جاتا ہی اور جو طلسم مین عمرو سے مقابلہ کرتا ہی ہلاک ہوتا ہی اور اسلئے
خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادہ بدیع الزمان جو طلسم مین قید ہین خداوندزادی چاہتی
ہونگی کہ طلسم برباد ہوجائے خونخوار اور عمود نے جو یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہوگئے اور گھبراکر بولے کہ
پھر ہمارا لڑنا بیکار ہی ہمین چاہیے کہ حمزہ کی اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو
منظور نہین کہ جو میرا حریف ہو اسکی اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت بچیدہ بہت ہی بہتر یہ ہی
کہ جو خداوند فرمائین وہ انسان کرے اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق

بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست

غرضکہ دو روز اسی طرح یہ دونون تباہ روزگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوے ایک دن
جسوقت کہ تیغ حیات سوز نور ہندوی شب سپہر زنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت پرچم سیاہ میدان
رونگار بے مہر من اللیل اذا یغشی کا بلند ہوا کہ بمقتضاے نظم

ہوے بدخواہ یک دیگر جو مردم
شب تیرہ ہوئی فتنے پہ مائل
سر خورشید نے دستار کی گم
سیاہی ہوگئی ہر سمت حائل

دونون ساحران نابکار آمادہ کارزار ہوے اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ
کل معرکہ جدال و قتال ہی بے لڑے بھڑے جان بچنا محال ہی اس حکم کے بموجب لشکر ساحران مین صداے
نقارۂ رزمی بلند ہوئی جاسوسان لشکر امیر بصد توقیر روبروے شہنشاہ کشورگیر بارگاہ اسلامیان
مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسر ارادت بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ

مین وا کیا کہ قطعہ

نامی مبارک بو شہنشاہی کہ حاصل کردہ اند — اختران آسمان از طلعت نیک اختری
سور دولت شود چون سایہ پر ہمائے — بر ہر آن بومی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریائے حضرتت — آفرین باد آفرین کز ہرچہ گویم برتری

دو ساحر تیرہ روبد انجام خونخوار شمشیر زن عمود زن جادو نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہی آمادہ حرب ہوکر بکھیڑا مچایا ہی باقی خیریت ہی یہ عرض کرکے ہرکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم قضا شیم بوق ترکی اور نائے کیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانۂ سکندری مین آیا داروغۂ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے امانتاً جمع کرکے پھر غاشیۂ طبل اٹھا کر چوب لگائی جسکی صدا سے نسر طائر سپہر فلک پر پھڑپھڑایا اور گاؤ زمین کا سر پھرا خلاصہ یہ کہ ارض و سما مین زلزلہ پڑگیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم — لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بسون کا زہرہ خوف سے آب — ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب

دلاوران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہوکر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوے شاہ نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک بہادر اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑون کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان لپند کرکے زیب تن مبازران نامی کرنے لگے اُس طرف ساحر سحر جگاتے تھے پوجا پاٹ جاپ منترون کے ہورہے تھے ڈمرو بجتے تھے نقیب اور جارچی دونون سمت کے تعریف شجاعت کرکے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات تک یہی معرکہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ لوائے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغہ مہر اور نیزہ خط شعاع لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری — برآمد برین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد — جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو کینہ خواہ جانبین سے قشون قشون اور انبوہ انبوہ وارد دشت وغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت الٰہ تھے دعائے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاصان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ بفحوائے رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان اوصاف خدا — قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا

کن کہتے ہی ہوگیا سبھی کچھ موجود		حقا کہ تو ہی ہو مالک ارض وسما	

مجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرما اور ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے مین خبر ورود وجنود میدان قتال مین سنی آپ بھی سلح جنگ سے آراستہ ہوکر اور تبرکات انبیا علیہم السلام ذات فائض البرکات پر پیراستہ فرما کر مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر دولت والا ہمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہوکر ٹھہرے یہان تمام سرداران لشکر یگان یگان آئے اور امیر کو مجرا کر کے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجراگاہ پر جا کر کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردارنیان اور لالٹینین اور پنجشاخے والیان طلائی نقرئی پنجشاخے لیے ظاہر ہوئین اور اطفال ہ لقا عود وعنبر کے سلگے اور لوٹے بخور کرتے ہوے پھر ترکنین اور جلیشنین اُردہ بیگنیان وغیرہ انتظار کنان دروازے تک آئین اور کہاریان تخت جہان پناہ اٹھائے لباس رین مچھلیان سرون پر لگائے جیسے ہی دروازے پر پہونچی تھین کہ کہارون نے تخت بڑھکر بدلوایا اور اہتمام زمانہ پھر گیا مرحبا پکارا کہ **نظم**

شاہ گردون پناہ عالی جاہ مہر خصلت ہو یہ نکوا لقاب دشمن اس گھر کے نامراد رہین		زیر فرمان ہو ماہی سے تاماہ رونق تخت وتاج عرش جناب دوست آباد اور شاد رہین	

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سردارون نے مجرا کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا چارطرف سے سردار گھوڑے اڑاتے قلب مین تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑتی نقیب فسانۂ جنگ پہلوانان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور اسی شان وشوکت سے قریب دادگاہ مصاف پہونچے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ **ابیات**

اٹھا ہر سمت سے شور قیامت زمین ہلنے لگی نیچے قدم کے ہوا وہ آب بستہ بحر جاری جو قطرہ تھا وہ سیلاب مان تھا		ہوئی یوں مشتعل نار عداوت کیا طوفان پھر یرے نے علم کے معاذ اللہ اسکی اضطراری جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا	

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیکر بڑے کروفر سے تخت ہاتھی پر کھچوائے آتا ہی بختیارک خواصی مین بیٹھا مگس رانی کر رہا ہی گرد سالاران لشکر کا مجمع ہی فوج ساحران کا ایک جانب پڑا جما ہی برقین تلوار کی یہ چمکتی ہین کہ سر سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین مانے

اور دہل کی آواز گنبد گردان گردون مین پیچیدہ غرضکہ اول بیلدارون نے میدان برابر کیا پھر سقون نے گرد و غبار آب پاشی کرکے بٹھایا اور صف آراؤن نے میمنہ و میسرہ درست فرمایا کڑکیتون نے کڑکا سنایا کہ نظم

ہوئے آراستہ لشکر بدستور — دل خالی ہوا جینے سے معمور
نقیبون نے صدا دی یہ بآہنگ — دلیرو ہی یہ وقت نام اور ننگ
نہین ہی پیچھے رہنے کا یہ ہنگام — بڑھے آب روان کی طرح ہرگام
دمامے کوس دان بجتے تھے ہربار — ہوا تھا فتنۂ خوابیدہ بیدار
بھرا تھا دل یہ ہر نقارچی کا — کہ شہنا پر گمان امتلا تھا

جب کارسازی لشکر ہو چکی عمو وزن جادو اجازت لقا سے لیکر میدان مین آیا پہلے آگ پتھر برساکر اپنی شوکت جتاکر للکارا کہ ای لشکر خداپرستان دامے زیردستان جسکو آرزوے مرگ ہو آئے میدان مین لشکر امیر مین شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ نیزۂ صاحبقران دست چپ مین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار تھے اور یہ گھوڑا طلسم کا ہی باگ پر اُسکی ہاتھ ڈالا کہ مین اس ساحر کا جاکر سامنا کرون اُسوقت ملک باختر وغیرہ کے زیرکردہ سردار گرداگرد کھڑے تھے اس ارادے پر اطلاع پاکر عرض رسا ہوے کہ ہم جب تک زندہ ہین جان نثاری کرینگے اور آپ کو لڑنے نہ دینگے یہ کہکر تہمتن خان خاوری نے گھوڑا اوڑاکر سامنے تخت شاہی کے آکر دست بستہ اجازت حرب چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا خداے قدیر کو تہمتن رخصت ہوکر سامنے عمو وزن کے آیا اُس بیحیا نے سینہ بے کینہ کو اس بہادر کے تاک کر نیزہ لگایا تہمتن نے سنان نیزہ کو اپنے برچھے کی سنان پر روکا چند طعن رد و بدل ہوئی تھین کہ نیزہ عمو وزن کے ہاتھ سے نکلکر دُور گرا اور اُسنے شرمندہ ہوکر عمو دپر پڑھکر مارا ایک شعلۂ آتش اس گرز سے نکلکر تہمتن پر گرا کہ یہ دلاور بیہوش ہوگیا اُسنے قاش زین سے کمربند مین ہاتھ دیکر اُٹھالیا اور لشکریان لقا کو بلا کر انکے حوالے کیا لقا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ مین قید بٹھاکر اسکو گرفتار کرو بموجب حکم تہمتن کو ہتھکڑیان بٹھاکر قید کیا اور عمو وزن نے پھر نیب دی کہ اور جسکا جی مرنے کو چاہے وہ لڑنے کو آئے ابکی تہمتن کا بھائی التماس خان خاوری اجازت شاہ سے لیکر مقابلے کو آیا لیکن اُسپر بھی وہی حادثہ گذرا اور گرفتار ہوگیا پھر عمو وزن مبارز خواہ ہوا ادھر سے زہراے جوشن پوش حسب ارشاد شہنشاہ سامنے گیا لیکن ضرب گرز سے ساحر کی بیہوش ہوا اسی طرح تا بہ شام پچیس سردار مطیع و منقاد شہزادہ قاسم اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے قاسم اُسوقت خود

عازم میدان ہوا لیکن از بسکہ شام ہوگئی تھی اور وہ زمانہ ہوا کہ خورشید عالم افروز سیاہ زنگبار شب کی وجہ سے زنجیر شعاع مین بندھ کر زندان کدہ مغرب مین گیا اور ظلمت آباد تمام اس جہان بیوفا کا دکھا گیا ترک فلک تعالے نے امیر ہوا کہ نظم

رہی اس طرح سارے دن وہ پیکار	رہا پھر صبح پر موقوف وہ کار		
صفین تو شین رہی قائم وہ بازی	ستارون مین بھی تھی ک ترکتازی		

عمود زن طبل باز گشت بجواکر میدان سے پھرا مگر کہتا گیا کہ اے مسلمانان اگر تمنے آج رات کو خدمت خداوند مین آکر سجدہ نہ کیا تو کل کا دن تمھارے لیے روز فردا ہوگا یعنے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ لاف وگزاف لشکر غازیون نے بھی سن وطعن لقا پر کی آخر دونون لشکر رزم گاہ سے پھر کر خیمہ مین آئے اور سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے طلایہ کے گشت اور اردلی کی چوکیان ہوگئین عیار اپنے اپنے سردار کی بارگاہ پر حفاظت کے لیے آئے بادشاہ نے شب کے دربار کا نظارہ کیا سردار دست راست اور دست چپ آکر نگہہاے شوکت پر متمکن ہوے ساقیان حور پیکر جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہو جانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ ورنگ کا چرچا نہ تھا اور اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین جب پہونچا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا لولیان قمر طلعت ورامشگران مہرصورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص وسرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر مین اپنے سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران امیر جہان قید تھے وہان ساحرون نے حصار سحر کر دیا کہ کوئی عیار آکر دست برد نکرے بعد اس اہتمام وانتظام سے بختیارک نے عمود زن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہین ہے آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہے کہ تقدیر پلٹ دیتے ہین آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہے آیندہ شاید بندگان مغضوب پر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دین اس سے بہتر ہے کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتون کو سنکر عمود زن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے بموجب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکارون نے جو بہر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جاکر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ ہنوز نواخت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپاے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم دنگل افراسیابی سے اٹھکر روبروے تخت شاہ آئے وباادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت وجاہ تو پایندہ باد	مہ وسال میمون و فرخندہ باد		
فلک بندہ وآفتابت غلام	زمانہ مطیع وجہانت بکام		

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان مین نہ نکلے

کیونکہ اس حقیر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ عمرو ذرن کو سزائے سخت دون اور سر اُس ناسزا کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کردن اور یا مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہوکر اُن وفا شعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

بہ صحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی خوش بود ہر تا تماشا گلشن عمر عزیز		خاص از بہر شمارہ صحبت یاران خوش است آن تماشا ہم بدیدار ہوا داران خوش است	

یہ عرض شہزادہ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرما کر ارشاد کیا کہ ای شہزادۂ عالی ہمم وہ ساحر اظلم ہی تمھارا اور اُسکا مقابلہ کیا ہی بس مناسب ہی کہ سه

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن		کہ جا ہا سپر باید انداختن	

انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی زمانہ آئیگا کہ ساحران ناہنجار برباد و خوار ہونگے اور سردار تمھارے رہا ہوکر آ ملینگے غرض ہرچند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرائے لیکن قاسم نے انکو زیب گوش اپنے شاہد ہوش کے نہ کیا اور اپنی عرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر میرے نام زد ہوکر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تیئین چو رنگ کرے گا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے ساتھ بنام شہزادہ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جائے کہ کل سوائے قاسم کے کوئی لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقارخانے مین جاکر شرطیہ بنام شہزادہ قاسم طبل سکندری پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غرش مین ہوا طبل سکندر اُڑے تھے اس صدا سے دیو کے ہوش		تزلزل مین پڑے کہسار اور بر دریدہ اُس سے تھا ہر پردۂ گوش	

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور بختیار کنے جب یہ کیفیت سُنی پکارا الصلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ و لعنت بر لقا ای عمرو ذرن اب تم دونون بھائی زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی پھر خداوند کب چاہینگے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوند زادی تدبیر تیرے ہلاک ہونے کی کرے گی عمرو ذرن یہ تقریر سُنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مرتد نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان کے کہنے پر نہ جاؤ وہ دروغ گو ہی اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہی مین تقدیر آج مٹھی مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھونگا ویسا کرونگا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر

پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوے کہ کل روز معرکہ بڑر ہی سحر سے تم نابلد ہو ضرور ہو کہ قتل ہو گے یا گرفتار ہو کر سامنے لقا کے پہونچوگے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہی کہ اس دنیاے فانی پر اعتبار نکرو اور خوان پر از نعمتہاے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و مسرت چکھو اور اُسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزارون کو پر از حسرت و ارمان آغوش لحد مین سلایا ہو اور سیکڑون کو بہ ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہو کون اس دار ناپائدار سے دلشاد ہو کر گیا اور کس نے اس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی ثمر مراد اور امید دامن آرزو مین چنا کہ نظم

ازل سے ہی یہی دنیا کا دستور	کوئی ناکام ہی اور کوئی مسرور	
کسی کے بر مین ہی پیراہن زر	نہین سر پہ کسی بے پر کے چادر	
کسی کا گھر ہی رشک صحن گلشن	کوئی بلبل نمط کرتا ہی شیون	
کسی کا رات کو ہی خشت زیر سر	کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر	

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا کر کے خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ بیت برلب جوے نشین و گذر عمر ببین + این اشارت زجہان گذران مارا بس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرما کر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلا کر ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہانتک اُترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھکر لب دریا خیمہ زربفتی ہمارے لیے نصب کیا جاے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی کرا دو ارباب نشاط حاضر ہو کر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو شاد و خرم کرینگے اس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑے لشکر کی حد سے دور ہٹکر دامن کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کر دیا اور ایک کوہ پر شکوہ کا دامن جو نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کر کے خیمہ استادہ کیا فی الواقع اُس پہاڑ پر روح فرہاد نثار تھی قدرت خالق بحر و بر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہاے شیرین صاف تر دل مصفا پاکبازان سے اُسمین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک ریاحین و ازمثل نجم فلک کے تابان اور جداول آب روان رشک وہ انہار روضۂ رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور کنار چمن مین فرحت پذیر پاے ثبات کوہ کی نسبت والجبال اوتادا کہنا واجب تھا فضاے دشت کی صفت مین فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی کہنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان

زلف دلفریب کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگوں کے اُگاتا تھا جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسین بھیگتی تھین ایک جانب بید طبری نیمۂ اطلس گلگون کا پہنے اور سرو سہی جامہ حریر ورپر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چار سوے عالم مین فاش کیا تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ و بوے گل کو ساکنان سرنچۂ عالم بالا کے کان تک پہونچایا تھا طائران خیرہ حن نوا خطبۂ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے نقاش قدرت نے لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور کلک نیرنگ تحریر باغبان تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہین بحق بیت

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست	کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست

نظار ارباب بنیش مین کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف وفجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم مسلم کہ دیوار حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جوے رستہ	بہ آب ژالہ دست و روی شستہ
درختان چون بتان قد بر کشیدہ	زیک دیگر بہ خوبی سر کشیدہ
فراز شاخ مرغان خوش آواز	بالحان از غنو نہا کردہ بر ساز
نغال سرد کز جنت سبق داشت	خط طوبے لہم بر ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش مین آرام گاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ سیارہ نے مہیا کیا کہ نظم

بسے زیور از گوہر شاہ وار	بسے خاتم و یارہ و گوشوار
بسے درج و صندوق با قفل زر	پُر از لعل و یاقوت و دُر و گہر
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظرف	زہر گونہ تحفہا ے شگرف

نہرون مین کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختون نو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوئبار کے سرو چراغان کیا میخانہ ایک جانب سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوے اور دشت مین گاتیان دوپٹہ کی باندھکر چُھلی چُھلیا کھیلتے تھے مور نکھیان اور بجرے چشمون مین پڑگئے جلترنگ انیر بجنے لگا اور یا تھنون نے کہ جو بنگلے جواہر کار پہنے تھین اور کرٹے مگر وہان ہاتھون مین رکھتی تھین بجرون کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اُڑا دیا جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹکر گویا دمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریان چلتی تھین حقیقت

مین یہ عالم تھا کہ **نظم**

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان
شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
سراپچے ہر اک سمت اُٹھوا دیئے
زمین بنگئی وان کی سب رشک ختن
اُڑاتے تھے مقیش جو سب کھڑے
درختون مین پھل تھے لگے نور کے

سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان
کھچے آگے خیمے کے وہ سائبان
در باغ خلد برین وا کیے
لب نہر روشن چراغان ہوئے
ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
پر پرو ہر اک سو تھے بازی کمان

طناب اُسکی ہر ایک زرتار تھی
کہ تھا سلک گوہر کا جسمین سمان
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش
کہ پانی مین اختر نمایان ہوئے
لگتے تھے جو گیند بلور کے
عجب حسن اُسکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت پیرا جمع ہو چکا تھا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس نگین پہنکر اور آرایش نہی زر و گوہر سے فرما کر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر نگار پر لب نہر آ کر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا کے بندھ جانے سے کیا سمان بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرط صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنگئی تھی پھولون کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت مین سرخون نے اونچے سرون مین لہک کر جو پھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ **مثنوی**

گل نغمہ تر کی تھی یہ بہار
کہ گرتی تھین ان ڈالیان جھوم جھوم
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان
وہ براق سا ہر طرف دشت و در
درختون کے پتے چمکتے ہوئے
گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے دھوپ
نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی
وہ بیٹھے تھے کان اپنے ادھر لگا

کہ صحرا کے گل اسکے آگے تھے خار
بچھی ہر طرف چادر نور تھی
صبا بھی لگی رقص کرنے وہان
وہ اُجلا سا میدان چمکتی تھی ریت
خس و خار سارے جھمکتے ہوئے
تماشہ نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی

فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم
یہی چاندنی اُسکو منظور تھی
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
اوگا نور سے چاند تارونکا کھیت
درختون کے سایے مین کا وہ روپ
در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوش ربا برباد کن حواس تو دینا شروع کیا دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق بنا مہر دیدار اگر پہلو مین ہوتا تو بہتر تھا کہ **فرد**

چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی دریا ہی
فقط اک تیری جا ہی ساقی گلفام باقی ہی

اس تصور کے آتے ہی عجب اتفاق ہوا یعنی یہان سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوش ربا ایک پہاڑ ہی کہ نام اُسکا فرگرس کوہ ہی اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم شہر کا زنانہ بلا افگن جادو

نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہی اور ہمیشہ دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوشربا کے رہتا ہی اور خراج گذار شاہ جادوان ہی ہرچند کہ یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب کی ہی زبان از بسکہ طلسم مین جو رہتا ہی اس لیے زوجہ اسکی ملکہ حنظل جادو سریر جہانبانی پر بیٹھی ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اسکا غیرت دلاتا ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یا دین اسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا خلل سربازار خریدتے ہین اور مجنون ویسلے وار ادھر ادھر صحرا بصحرا پھیرتے ہین کہ بیت

روز دلاوتش چو نظر کرد مشتری	انصاف داد و گفت کہ این سعد اکبرست

نام اس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی مثل ماہ سپہر کے سریع السیر رہتی ہی یعنی کوہ و دشت بحر کی سیر کرتی ہی آج کی شب مع کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو سے تخت بھر تیار کرا کر سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے اس طرف پہونچی کہ جہان قاسم نے جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صداے ارغنون اور صوت قانون اور حسن بتان اور شعل چراغان کی کیفیت دیکھکر چاہا کہ اس جلسہ مین جا کر بہ تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن سوگند نے منع کیا کہ اے ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن کے آپ بھی اتر کر ٹھہریئے اور مین بزور سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے انجمن آراے انبساط ہو جیسے جو کوئی اس محفل خلد شمائل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے جلسے کی طرف آئے پھر اسوقت پیام و سلام ہوکر سارا حال منکشف ہو جائے گا اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی راے کو پسند کیا اور سوگند نے تخت زمین پر اتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام بے خار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پیدا ہوا کہ نظم

شبنم اس سبزہ زار کے اندر	جون زمرد کے کان مین گوہر	تھی اسی سبزہ زار کے اندر
ایک نہر روان ادھر سے ادھر	یون نظر آتی تھی وہ ضرب المثل	سبز کاغذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بوتیمار	کہین طاؤس تھے قطار قطار	کہین حق سرہ کہین کوکو
قمریان محو یاد حق ہمہ سو		

جب اس سامان عشرت انتما اور جلسۂ فرحت فزا کی درستی اور انتظام ہو چکا لب نہر وہ سرو خرامان مسند زر پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین ساز لیکر بجانے لگین غنچہ لبان عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میرے غمگسار نہین	رہا کہ دل سو وہ بھی ہی تمہارے جان نثار وہمین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
ترا اُجڑا ہوا جوبن یہ انکو گدگداتا ہی
حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہیسے کوئی پوچھے
اِدھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
جگر روتا ہی دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہی
ادھر دل لوٹتا ہی اُس طرف بجلی تڑپتی ہی
نظر ہی آئینہ پر ما نگتے ہین عکس سے بوسے
رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
اسیر اُنسے نہ بچتی وحشت زرا نکھون مین پی جاتے

مرے کشتہ کی تربت کون سی ہی ان مزارونمین
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول لالہ رونمین
بہت جب نیند آئی سو رہے جاکر مزارونمین
الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین
یہ اُسکے سوگوارونمین وہ اسکے سوگوارونمین
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بے قرارون مین
وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارونمین
مرے مرکر بھی اُٹھین جا مدنی آئے مزارونمین
بتایہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین
جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اُٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہ جبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہی آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چلکر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن رشک مہ و انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ

نظم

سامنے اک نگار کو پایا
بلور کا اک چبوترہ خوب
اُسپہ تخت اور تخت پہ حور
گرد حلقہ کیے کنیزین سب
باغ کی سیر کوئی کرتی ہی
کوئی گلرو ہی محو گلبازی
گلبدن اک کھڑی ہی زیر شجر
کوئی جھولے پہ بیٹھی گاتی ہی
کہین کوئی بجا رہی ہی ستار
ذائقہ دل مین سب کی سب ہم سن
بے جگت بات وہ نہ کرتی تھین

بحر دیگر

بوستان مین بہار کو پایا
اک حوض بھی اُسکے آگے مجبوب
یعنے اک نازنین مغرور
چاند کے گرد جس طرح کوکب

بحر دیگر

کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہی
کوئی دکھلا رہی ہی طنازی
ہی لب نہر اک پری پیکر
کوئی طناز سُر لگاتی ہی
خوش گلو کوئی گا رہی ہی ملار
جھانکنے تاکنے کے اُسکے دن
اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین

اُن کا مارا نہ مانگتا پانی ــ سچ تو یون ہی جوانی دیوانی
بیچ مین اُنکے ہی وہ ماہ لقا ــ حور پریان ہون جسپہ دل سے فدا
نازنین نوجوان حسین کم سن ــ مار رکھنے کے عاشقون کے دن
فتنہ دہر قامت رعنا ــ چال دم بھر مین حشر کردے بپا

الحق اس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہوا ور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اُسکا سوا ے آئینہ مہر کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سوا ے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضا ے **مثنوی**

لب لعلش نگین خاتم جم ــ دہان از حلقہ انگشتری کم ــ ز رنگ عارضش روے ہوا لعل
خم زلفش در آتش کردہ صد نعل ــ غدارش قبلہ آتش پرستان ــ دہانش آرزوے تنگدستان

قاسم بیک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور بآواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ **رباعی**

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین ــ دکھ پر دکھ کس طرح نہ بھرتے ہی رہین
اتنے ہی لیے جہان مین جراَت ہم تو ــ جیتے ہین کہ تاکسی پہ مرتے ہی رہین

اِس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سُنا اور آئینہ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تیئن حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز ان شوخ چشمون نے دوپٹے سے مُنھ چھپایا اور ادہی ادہی کر کے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے اٹھلا اٹھلا کر ہاتھ ماتھے پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ **نظم**

ملاپ قاسم کی اس جاپا کے آہٹ ــ کہین یہ کھلانے سب وان چلبلاہٹ ــ خجالت کے پسینے مین کوئی غرق
جھجھک کر بنگئی آنکھو نسے جون برق ــ کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہی ــ یہ کیسا دن ہارہے تو غضب ہی
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان ــ وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان ــ ڈھٹائی دیکھکر اس نوجوان کی
مین اپنے دل مین یہ حیران ہون باجی ــ یہ ہی کون اپنے دل مین کیا ہی سمجھا ــ جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کھڑا ہی گھورتا ایسا نڈر ہو ــ ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو ــ کوئی بولی ہوئی ہی عقل کچھ گم
زمانے مین نہ گھس آتا کہین تم ــ ابھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ ــ قیامت گرم ہوا لندا لندا

اِس گفتگو کو **سوگند** وزیرزادی نے سُنکر کنیزون کو گھڑکا کہ ای ستایلو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو تو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہی اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہی کہ کہے سے بھی نہین ہٹتا **قاسم** یہ باتین سُنکر ہنسکر گویا ہوا کہ **بیت** ہم چاہین تو در تو ڑکے ورانہ درآئین ＊ پردہ یہی بیٹھی رہے دیوار اٹھالہ

سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہیں مگر یہاں کوئی اُودماتی نہیں ہے یہ باتیں کسی اور جگہ جاکر کیجیے اسپر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سُنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہے جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہاں مردوا گھس آیا ہے ملکہ بھی اُٹھی کہ میں تو چلکر دیکھوں اور وہاں آئی کہ جہاں شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال حور تمثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابرو ان پُرخم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار میں تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جسکی اُٹھتی جوانی ہے آفتاب رخسار ہے گلشن خوبی کا گل پُربہار ہے اگر مردم چشم شب تاریک میں رخسار روشن اسکے دیکھیں تو یقین کریں کہ صبح صادق تحت افق مشرق سے طالع ہوئی ہے اور اگر دیدۂ روزگار پردہ شب دیجور میں اسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہے عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پر پیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرہ عنبریں پرکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہے یا کشتکاری دہقان فطرت سے سبزہ کنارے آب حیات کے اُگا ہے الحق اسکی شان میں یہ کہنا روا ہے قطعہ

چوگان ز مشک بر مہ تابان کشیدہٗ سر را چو گوے در خم چوگان کشیدہٗ

آن خط سبز فام کہ خضرات نام او خوش بر کنار چشمۂ حیوان کشیدہٗ

آوردہ ز شعر سیہ سائبان حسن بر روے آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ تھرا کر گری غش کر گئی اور شہزادہ کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونوں کو گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہو کر پاس کھڑی تھی ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا آخر دونوں خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہاں جب سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہے لیکن شہزادہ نہیں ہے ہر سمت نگراں ہوا کچھ دور پر چند پریوں کو صحبت آرا دیکھکر یہ بھی اُسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادے کو پاس اک مہ جبین کے بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اُس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اسپر عاشق ہوا اور پاس اپنے شہزادے کے آکر بیٹھا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا از بسکہ یہ بیٹا عمرو کا ہے اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے اسکی بھی صورت ویسے ہی دُبلی اور لاغر مثل ہوش صحرائی کے ہے سوگند نے قہقہہ مارا اور خوب ہنسی ملکہ سے کہا حضور دیکھیے آپ کے سر پر بن مانس آکر کھڑا ہوا ہے سیارہ نے کہا مجھے تو سب چیلیں اور جنگل کے درختوں پر سے بھتنیاں اُتر کر بیٹھی نظر آتی ہیں اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سیارہ کو بٹھلایا شریک بزم کیا الحاصل ملکہ نے سوگند کے

اشارے سے شہزادے کو جام مرار غوانی بھر کر دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم شمع کس انجمن دل افروز کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو گی تو ہم یہ شراب پیئیں گے اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شہزادۂ عالی مقام سنکر کہا آپ اپنا نام بتائیے مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں اور تمام کیفیت اپنی بیان کی شہزادے نے جب سارا حال سنا فرمایا کہ مجھے قاسم بن علمشاہ بن حمزہ صاحبقران کہتے ہیں اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہیں کرتے اگر ہماری دوستی درکار ہو تو سحر سے توبہ کرو اور لقا و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ سب مخلوق ہیں اور خالق وہی ایک وحدہٗ لاشریک ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اور ندرت طراز کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیئا گردم بھر میں حدیقہ موجودات کو سرسبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بہ فحوائے ان یقول لہ کن فیکون کے بنایا کہ **بیت**

صانعے کز کمال عز و جلال		در ستائیش زبان ناطقہ لال

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح بدستیاری خامہ زبان لوح سینہ ملکہ پر مرقوم فرمایا کہ سیاہی باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن میں ہاتھ ڈالکر ادا کی کہ صاحب تم خفا ہو میں سحر تو بالکل نہیں جانتی ہوں لیکن لقا اور جمشید وغیرہ کو مانتی ہوں آج سے ان موذی کا ٹون پر بھی لعنت کروں گی کہ **فرد**

سر ارادت با آستان حضرت دوست		کہ ہر چہ بر سر ما میرود عنایت اوست

شاہزادے نے جب اسکو راضی پایا کلمہ طیبہ بتایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزوں اور سوگند کے مسلمان ہو لی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا **غزل**

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست	سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب	در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن	بے روے تو اے سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نے و نغمہ چنگ است	چشم ہمہ بر لعل لب گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است	در نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز	وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانے	کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دور جام دمادم دیے درپے چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ
آپ کی وزیرزادی مجھ کو اشارے سے بلاتی ہی کہ پہاڑ کے درے مین چلکر ہم تم ہم آغوش ہون سوگند نے
جو یہ کلام سُنے سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موے مرجیا جن خدا تجھے غارت کرے جھوٹے تو صاحب بھلا
ایسی میری کیا کھاٹ کھڑی تھی جو اس سے اشارے کرتی مین تو اس سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤن موا
اپنے حوصلے نکالتا ہی ارمان پورے کرتا ہی جوانامرگ تو اسی ہوس مین رہے گا مین کبھی تجھکو نگی بھی نہین
سیارہ نے کہا مُنھ سے یہ باتین سب کے سنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ
یون گلے سے لگاؤن گی اتفاق سے اسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اسنے ہاتھ
ہٹائے ساری محفل اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لے لی
سوگند پھر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے مین بولتا چالتا نہین ہون یہ رنڈی بڑی ستاتی ہی مین جو
اسکے اشارون کو نہین مانتا ہون اور اسکو پسند نہین کرتا تو یہ مجھے کوستی ہی خلاصہ کلام ایسا اسکو ستایا
کہ رو دی اور کھسیانی ہو کر ماتھا کوٹ لیا کہ ہاے اللہ مین کیا کرون اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع
کیجیے نہین ہزارون بھوگ سنا کر ایسے تیسے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی مان بہنون سے کرے اپنے دل
مین سمجھا کیا ہی شہزادے نے سیارہ کو منع کیا جب وہ چپ ہو رہا سوگند اسکی طرف دیکھکر ہنسی اور
منھ چڑھا کر دوپٹے کی آڑ کر لی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپنے دیکھا ملکہ نے کہا سچ تو ہی رنڈی تو آپ
اشارے کرتی ہی اور کھلی جاتی ہی اس بیچارہ کا نام بدنام کرتی ہی غرضکہ اس مذاق مین رات تھوڑی رہی اور
ہر ایک مست و مخمور ہو گیا شاہزادے نے سیارہ سے کہا آج تم کچھ گاؤ دل بہلاؤ سیارہ تو فرزند عمرو
ہی ہر چند کہ خواجہ کو الحان داؤد خدا نے دیا ہو ویسا تو یہ نہین ہی لیکن پھر بھی مصداق الولد سر لابیہ نے
دخل تام علم موسیقی مین رکھتا ہی ساز لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنایا وہ پچھلی رات
کا سمان چاندنی شبنم کے گرنے سے خوب صاف ہو گئی تھی روشنی جھلا کر گل ہو گئی تھی کہین کہین جو چراغ
جلتا تھا وہ بھی بارخ زرد لہرا رہا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے بہار پر طاؤس رنگین ناچتے تھے تدرو کہساری
کے قہقہے بلند تھے نازنینون کے جسم مین پھولون کی مہک آتی تھی رات بھر کے نشے کا خمار تھا آنکھون
مین سُرخ ڈورے نشے کے پڑے تھے نیند کا خمار تھا جماہیان لیتے تھے پروانون کے پر لگن مین شمعدانون
کے ڈھیر تھے فرش مین جھول پڑ گیا تھا اس وقت ملکہ اور شہزادے مین باہم بوس و کنار شروع
ہوا اور سوگند سے سیارہ مختلط تھا کنیزین روبرو سے ہٹ گئی تھین شیدا سے یکدیگر
باہم لپٹے تھے کہ نظم

گہے چون زلف برپایش فتادی — گہے چون خال بر رخ بوسہ دادی
چو غدار شاہ این ہم ترکتازی — صنم ہم شد دلیر بوسہ بازی
حیا را آر زو در باز بستہ — چو نا محرم برون در نشستہ
سن و تو از میان بیرون زدہ گام — نماندہ امتیاز ہر دو جز نام

ماتھے کی افشان اور لبون کی مسی چھوٹ گئی چولیان مسک گئین پائجامے مین جھرسین پڑ گئین سوائے
وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہا پھر ذرا ہر ایک کو ہوش آیا سیارہ کو سامنے طلب فرمایا سوگند بھی
خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہین رخسار پر نشان بوسون کے ہین کرتی اوپر چڑھ
گئی ہی پائنچے چھوٹے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہین آنکھین ندامت سے نیچی ہین غرضکہ اسی طرح
جب یہ دونون رو برو آئے شہزادے نے فرمایا کہ ہان اے سیارہ اسنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

مزاج سیر چمن سے جو یار کا پھر جائے — گلون کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جائے
جو تیرے دھیان مین ہو کیون نہ اسکے در پہ لا — ہر اک پکار پکار اُسکا آشنا پھر جائے
نہ پھر تو مجھ سے کہ اے بت وہ پھر جیے کیا خاک — خدا نخواستہ جس شخص سے خدا پھر جائے
جو وقت مرگ قضا را ترا گذارا ہو — تو کیا عجب ہو مری نکھ مین قضا پھر جائے
کوئی تو گھر مین بھی رہنے کا وقت تبلاؤ — کہ آن کر کوئی محروم تا کجا پھر جائے
گلی مین اس بت قاتل ہی کے یہ کھی سیر — کہ جائے جان سے اک اور دوسرا پھر جائے
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ — کہ یا پھر آئے وہ یا اُس سے دل مرا پھر جائے
کہے ہین جب بت قاتل کے در پہ دیکھ مجھے — خدا کرے کہین یہ بندۂ خدا پھر جائے

آخر اس ہنگامہ عشرت مین اور جلسہ مسرت مین وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس خاور کو زیور
زرین پنہا کر حجلۂ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحرائے فلک چہرۂ تابناک شاہد ہوا سے منور اور
روشن ہوا عاشق و معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا کہ نظم

چو روز دگر شاہ گیتی فروز — بہ فیروزی آورد شب را بروز
در مہر بکشاد گردان سپہر — بیاراست روئے زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جانورون کا آشیانون سے اُترنا اور سورج کی کرن کا پہاڑون سے پھوٹنا درختون
کے سبز سبز پتون پر سنہرا پن آنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہی
چشمون کے کنارے مرغابی و سرخاب و بوتیمار و قاز و کلنگ ہوا سے ٹوٹ کر گرتے تھے غوطہ بازی

تو کلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ

بموجب نظم

روان آب در سبزہ آب خورد / چو سیماب در پیکرہ لاجورد
ریاحین دمیدہ باطراف جوے / صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے

ایسے وقت پر بہار مین اور سامان فرحت انتما مین معشوق کا جدا ہونا ہائے کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

ہمکو نہ کوئی سنائے اسکا جانا / ہے اپنی تو موت ہائے اسکا جانا
آمد ہی پر جسکے جی چلا جاتا تھا / اب دیکھیے کیا دکھائے اسکا جانا

ملکہ اور شہزادہ دونون ملکر رونے لگے قاسم نے کہا اے ملکہ کبھی کبھی مزار پر ہم غریبون کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچہ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا اے مونس جان نواز مین آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤنگی پتھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھکر ہم دونون بسر کرین شام مواصلت کی راہ دیکھین قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سنکر کہا ع پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد * آج ہماری جان جانے کا سامان ہے لشکر اسلام مین عمود زلن اور خونخوار شمشیر زن نے آکر آفت برپا کی ہے میرے رفیقون کو گرفتار کیا ہے مین نے لیکے نام طبل جنگ بجوایا ہے یہان سے جاکر اسکا مقابلہ کرونگا ازبسکہ سحر نہین جانتا ہون یقینی ہے کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو یہ کیفیت سنی بیقرار ہو گئی اور سوگند کی طرف دیکھا سوگند بھی بیچارہ کی مہاجرت مین اشک ریز تھی ملکہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل و جان واقف اسرار نہان ہین انسے کسی چیز کا عزیز کرنا کیا تیغہ سحر کش حوالے کیجیے یہ دن بہر شغل نشاط عدو مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے چلکر زینت و آرائش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جامع المتفرقین پھر ملائیگا اگر چرخ کج مدار یار ہے تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک کنیز سے کہا کہ لا تیغہ سحر کش دے اُسنے اپنی کمر سے کھولکر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ تیغہ تحفہ طلسم ہوشربا ہے افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہے کہ اپنے قلعہ کی حفاظت کیلیے رکھے بس ماں میری یہ جانتی ہے کہ لڑکی میری سیر دوست ہے اور راتون کو اکیلی صحرا بہ صحرا پھرا کرتی ہے ایسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھمکا کے آبرو مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کر دی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جسکے پاس یہ تلوار ہو سحر اُسپر کسی کا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہوگا دو ٹکڑے ہوگا غرضکہ قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اُسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا کہ فرد نمودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش

چوب بنفشہ سیراب قطرۂ باران ہو اس تلوار کو کمر سے لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر مع کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت بچشم اشکبار دہ بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا	اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق	حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے بمنت کہا ای شمع محفل خوبی واے رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو بمقتضاے رباعی

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاوے گا	تو مجکو غم فراق کھا جاوے گا
ایسا ہی ہجوم غم ہی تو تن سے میرے	گھبرا گھبرا کے جی چلا جاوے گا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہوگئی شہزادہ باچشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑکر اور ملازمون سے تاکید فرماکر کہ کوئی دقیقہ آرایش وزیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو مین رزمگاہ سے واپس ہوکر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کرکے روانہ ہوا از بسکہ بارادۂ رزم چلا تھا اسوجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سیارہ نے جاکر چوبدار کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب تزک و احتشام خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام مطیع و منقاد مع جلوس بیکران شہزادہ پاس آئے سب کو لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر باتوقیر نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم سحر حسب دستور کے مسجد مین نماز پڑھکر سوار ہوے اور دربارگاہ سلطان باکرم پر پہونچے شاہ جمجاہ جب برآمد ہوے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ نظم

چلا شرق سے جب سلطان خاور	عنان توسن گردون اٹھا کر	اٹھے آغوش راحت سے سحر وار
نماز صبح کو وہ مرد دیندار	رکھا بار جہاد اپنی کمر پر	اسے سمجھے کہ ہی یہ فرض دیگر
چلے خورشید آسایش شتابان	ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان	چلی شہ کی سواری اس جگہ سے
صداے طرقوا آئی فلک سے	نقیب و چوبدار انکے تھے ہمراہ	صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے زنگار زنگ بیت	کوئی قمری کوئی طاؤس جنت	ادھر تو تھا یہ سامان سواری
ادھر آئی لقا کی فوج ساری	بچے دونون طرف میدان مین لشکر	صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر رتنے برتل گئے اور ساحرون کے پرے جلے عمود زن میدان کارزار مین نکلا اور اپنی اولوالعزمی دکھاکر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا

کی طرف سے گرد اڑی سبکی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم شمال زرہ چاندی سونے کی کڑیوں کی زیب بر کیے گھوڑے اُڑائے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاروں کی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار سرادہ زر سرخ و سفید لدا ہوا آیا کہ زر و گوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ زیر سیاہ علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصل کھد ھری کرتا وہان سے کھیلتا ران پٹری کی سوار کے لٹکت دکھاتا اپنے سایہ سے رم کرتا

مثنوی

نشان بر رُخ ماہ و پشت سمک صبا مرد میدان او ہم نبود		ز آسیب گام و سمش گاؤ تنگ بچابک روے از فلک کم نبود	

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کرکے گھوڑا بڑھا کر عمود زن کے مقابلہ مین گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پر اجمایا باجے بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعاے فتح و ظفریابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند داماد آپکے بڑے تیور سے آئے ہین اس ساحر کو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑینگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا مین تقدیر کر چکا ہون کہ قاسم مارا جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج نیزہ بھی نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا اس پر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر پذیر نہوا اور وہی تیغہ جو کلہ عمود پر لگایا دو ٹکڑے اس گرز کے ہوے عمود زن نے جھلا کر تلوار سحر پڑھکر لگائی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تولا کر سر پر مارا عمود زن نے سپر سحر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے خود ناپاک اور سواری کے واسطہ کے دو پر کالے کرکے زمین پر اُترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا اور بختیارک پکارا کہ صلوۃ بر محمدؐ یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی اُنپر نہ جادو چلا اور نہ خداوند کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوند اب تقدیر گریز فرمایے غرض بعد ہلاک عمود زن کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیر زن غضبناک ہوکر شہزادے کے مقابلے مین آیا اور بزور سحر شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی روک کے تیغہ سحر کش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تاریک ہو گیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ لقہ اے نظم

عجب صدمہ ہوا جان حزین پر — وہ بسمل کی طرح لوٹا زمین پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ ہمدوش — کبھی تھا اضطراب سے ہم آغوش

آخر فوج کے مرد وزن کو للکارا اور ایسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار نبیرۂ حمزہ جان سلامت نہ لیجائے لشکر جلد اپنے خداوند کا شکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحرون نے ایک سمت حملہ کیا ناریل سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوئے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے لیکن بسبب تیغہ سحر کش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اس بحر فوج مین غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ — ز ضیغم بچشم آمدی نے پلنگ

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ نے تخت آگے بڑھایا طبل و بوق و ناے ترکی کو دم ملا دو بحر زخار لشکر باہم ملگئے اور تلوارون کی موج اٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام — زرہ پوشون کے آئے سب تہ دام
نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم — ہوئے دل تنگ اور جاتی رہی شرم
صدائے کرنا جو ہر کہین تھی — غبار ایسا پراگندہ زمین تھی
سرون پر نعل توسن بولتا تھا — نقیبون کی جگہ رن بولتا تھا
ہوا دریاے خون ہر جوہر تیغ — جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ
جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے — قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
اکیلے نے پرے خالی کیے تھے — کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نکرتا تھا ساحرون کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشون کے انبار لگادیے تھے لشکری شہزادے فوج لقا پر گرے تھے تلوارون کی ہوا سن سن چلتی تھی غبار کی طرح جانین ہر ایک کی برباد تھین روحین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین وہ عسکر جنگ جو کینہ ور تھے علم تیغ و باز و سپر تھے کہ نظم

کیے کشتون کے پشتے حسب دستور — پرے خالی ہوئے میدان مین معمور
ہزارون کی رکے کس طرح سے راہ — وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا یہ شعلہ ہنگام نبرد — کہ جو آتش سوزان ہوئی سرد
وہ زخمی تھے جو اس فوج شقی کے — کیا انکو حوالے چاندنی کے

شام کو بختیارک نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان مین نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعہ کا اُٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ وخرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح وظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اُٹھوائے راوی کہتا ہی کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تھے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے ان پر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ کر نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سردارون کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ مین گئے تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم مین آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس خون آلود بتدیل کر کے بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ کرسی ودنگل ہوے شاہ نے شب کے دربار مین حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جگمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش ونشاط ہوے لیکن قاسم حمام کر کے لباس پر تکلف جواہر آگین پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوے جہان ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہان حسب الارشاد ملازمون نے فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل مین گلاب کیوڑہ وبید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان مین چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھکر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر یاد مین اُس ساقی مستانہ ادا و جورپیشہ کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہی یا نہین اگر نہ آئی اور بیرحمی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہی جینا وبال ہی کبھی کہتا تھا کہ رباعی

دل آنکھون سے خون ہو بہا ہی میرا	احوال مین کیا کہون کہ کیا ہی میرا
جی تن مین کسی طرح ٹھہرتا ہی نہین	آ جلد کہ دم اُکھڑ چلا ہی میرا

اور کبھی اُٹھکر ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسیکو آتے نہ دیکھتا تھا تو با خاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ	کب تک کرون انتظار تیرا مین بھلا
تو نے بھی جہان مین یہ سُنی ہوگی مثل	کہتے ہین کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل لامر شہزادہ تو انتظار مین بیقراریان کرتا ہی لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت سنیے کہ وہ جو تیغ دیگر اور یاد خنجر ابروے دلدار دل مین لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ مین اپنے باغ مین کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہی پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی مان پاس نہ گئی تھی اس باعث سے خنطل جادو اسکے دیکھنے کو

باغ مین رات سے آئی ہوئی تھی اسوقت ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے بادب تمام سلام کیا مان نے
اُسکی بہ غضب عتاب وخطاب کیا کہ اُفوہ چھوکری خوب تو اب ہوائی دیدہ ہوئی ہی رات
رات بھر غائب رہتی ہی نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین ودنیا کی فکر دس دس روز باغ مین اکیلے
رہنا اور ہر جگہہ مارے مارے پھرنا سچ بتا کہ تو کہان گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سُنکر جواب
دیا کہ ای جان کے سر کی قسم مین کوئی کوس بھر پر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سوگئی
آنکھ صبح کو کھلی نہین تو رات ہی کو چلی آتی خنظل اس عذر کو سُنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی
کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ کا فق ہی بجی بجی معلوم ہوتی ہی پیر کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی رات
ہی بھر مین چھاتیان ابھر آئی ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہی آنکھ کا پانی مرگیا ہی چار طرف
آنکھین چکر کرکے چلی جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے
علیحدہ جاکر دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین
وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے اور کہین
نہین گئین خنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک ہین ایسی باتین نہ بتائین گی لیکن کچھ دال مین کالا ہی آج
سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور کہا بابا مین تمھارے
بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہوگئی ہی اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر
سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشہ کیا کم ہی جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہوجائے
بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر تانس کی نہین ڈھیلی رہی چھوڑے رکاب پر اب دُنیا کی باتین سُن سُن کر
ہول آتی ہی دیکھو نامہ جبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہوکر
اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش تجا دین وایمان برباد کیا مجھے دھڑکا ہی کہ
لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اُترا ہوا ہی اور وہ لوگ نگوڑے خوبصورت بہت ہین پھر تم جانو
جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پاؤن اونچ نیچ پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اس سے بہتر یہ ہی
کہ جب تک یہ موے مسلمان یہان سے دفان نہولین تم کہین جایا نہ کرو بیٹا تمکو کہنا کیا نام خدا تم
خود سمجھدار ہو ان باتون کو گرہ مین باندھو ملکہ یہ کلام سُنکر رونے لگی اور کہا خوب گھم گھم مین
آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو ملولا تھا کہ ہی ہی ملکہ اسطرح
براجتی پھرتی ہی آخر دشمنون کی مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی
قید ہوے یا سامری جو میرا برا چیتے ہون اُن کا دونون جہان مین منھ کالا ہو اور جو میری

لگائی بجھائی کرے وہ اپنی جوان جوانی سے پائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے پائے وہ بھی قید ہو موے کے پاؤن مین ہتکڑیان پڑین دنیا سے کالپتا جائے اُسکے گھر مین مری کے جھانکر جمشید کرے اُس کی بہتی پکے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اُسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نہ رہے غرض جب ملکہ نے دوپٹہ اُٹھا کر گود بھیلا کر کوسنا شروع کیا خنظل نے اُسکو گھڑکا کہ چل چپ رہ بڑ بڑ چلی جاتی ہی خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہین ملکہ آپکے غصہ کی آنکھ دیکھکر چپ ہوگئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے نا اُمید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا اُمنڈا سر شک غم نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ **ابیات**

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا — مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب — نہو وصل تو دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب — وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

مان سے کہا چاہے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہو گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھون گی ضرور سیر کو جاؤن گی یہی نہ ایک جان ہی جاہے خدا سے چاہے بندہ لے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا تو مین بغیر جائے نہ رہونگی اور جن لوگون نے آپ کو بھڑکایا ہی انھین مین خوب جانتی ہون پھر اچھا کیا ہوگا مین انھین دن رات پھر کر جلاؤنگی لو صاحب یکایک جو مین بیٹھون تو لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم کہین کسی کے ساتھ پکڑی گئی مان نے دبؤن دبؤن کرکے عیب کو چھپایا مگر بیٹی کو نکلنے نہین دیتی ہی یہ کہکر رونے لگی اشکون سے منھ دھونے لگی مان کی محبت آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑی بوڑھی انیس بول اُٹھی کہ ہان بی سچ تو ہی اب لڑکی کا لہو پانی ایک کرنا بیکار ہی پہلے تو اُسکو چسکا اکیلے دوکیلے رہنے کا ہر کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اُٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور ہی کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر خنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد ہی جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بری طرح پیش آؤنگی یہ جو ملکہ نے سُنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اُٹھی ہی نہ اُٹھے گی لو صاحب دائی مجھپر گردراہ ہونگی مین تو مان کا دباؤ سہتی نہین دائی جو میرے ساتھ رہینگی اور ہر بات مین پٹ پٹ بولین گی پھر مجھے کہان تاب

ہوگی مین بھی کچھ کھونگی تو نگوڑماری بدنام ہونگی اس سے مین درگذری بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان ایسی بے اعتبار مین ہون کہ دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جاے سیر جوہلے مین جاے تماشہ مین اپنی جان دونگی کہین نہ جاؤنگی اور جاؤنگی تو اس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤنگی مان لے جو یہ باتین سنین تو کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالونگی تو موئی مجھ سے بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا دا تفکار اسکے ساتھ نہ ہے خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانا ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور خنطل وہان سے قلعہ مین چلی گئی اب ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے پاس ہونگی اور وہ باغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہوگیا بیقرار ہوکر چمن مین سب سے الگ جاکر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل سلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین ہر ایک سرو ہی کو دار کھینچی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھڑکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منھ لال کیے تھے لہرِ نہر کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکاتا ہو اس طرح بہتیرے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پہ بیٹھ کر عوض ترنم سرائی کے منھ سے زہر اگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ بیمار تھا جو خار تھا وہ دیپے آزار تھا ہواے وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سُنایا چاہتی تھی نسیم کاکل عنبر بار جو دماغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ غزل

چاک کر ڈالا گریبان اسکے ہر غمخوار نے
دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے
یہ تو وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کرین
دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب
کل ہے اک بیمار ساجو تیرے در پہ تھا پڑا
کیا کہین اِی ہمدمو عشق کا ایسا مرض
طرفہ حالت ہو کہ اسکے گھر مین ہو گی عید سی
حسرتین کیا کیا ہمارے دلمین آئین جبکہ آہ
وصل کی شب کچھ یہی کہتے ہو جراتؔ ہان نہین

آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے
آہ کیا تڑپا یا مین مار حسرت دیدار نے
سر اُٹھایا ہی بہت گوشت مین ہر خار نے
سیکڑون کی جان کھوئی ہی اسی آزار نے
سو اُٹھا کر آج اسے سونپا کہین غمخوار نے
کھو دیا دُنیا سے ہکواہ جبر آزار نے
جب ہلائے دست دیا تک بھی تو بیمار نے
دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے
مار ڈالا ہمکو تو اسی کے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کٹنا بار الم بھاری تھا جب یاد آتی تھین کلیجہ ہل جاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا بیتابانہ یہ کہتی تھی کہ اے ناکام تو نے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ **فرد** موے سر مین تا بہ پا اور پانون مین زنجیر ہی + دیکھ تو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ دل کبیدہ دیکھکر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش وزیبایش مین مصروف ہوجیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر پڑھا کہ **نظم**

صورت انکی ہمین جز سوختن کیا چاہیے	تن پہ غیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے
سچ ہی راحت سے بہتر درد ہی درمان ہی خوب	ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے
ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ	بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے
وے تو تکلیف لباس عمدگی ہمکو کوئی	مردہ دل جو ہوا سے غیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمایئے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کردے گا میں آپ کو جس طرح بنے گا لے چلون گی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ **مطلع** خرم آن روز کزین منزل ویران بروم + راحت جان طلبم وزپے جانان بروم + سوگند نے کہا اے ملکہ اس دائی کو قریب شام شراب مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کرکے چلیے صبح نہونے پائے کہ پھر آیئے کوئی کانون کان واقف نہوگا ہمارا آپکا مقصد بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی اسی وقت حمام گرم کراکے نہا دھو کر باہر آئی اور کشتی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پانون تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اسکا جسم نازنین آسمان حسن ہی اور زیور اسمین ستارے ہین کہ بمقتضائے **مثنوی**

کرون اسکی پوشاک کا کیا بیان	فقط ایک پشواز آب روان
زبس موتیون کی تھی سجاوٹ کل	کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی مین تل
گریبان مین تکمہ اک الماس کا	ستارہ سا مہتاب کے پاس کا
وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار	نیا باغ اور ابتدا کی بہار
جھلک پائجامے کی دامن سے یون	کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

	وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن		وہ بازو پہ ڈھلکے ہوے نورتن
	وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک		کرن پھول کی اور بالے کی جھوک
	جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی		کمر اور زکوبے کے نیچے پڑی
	فقط موتیون کی لڑی پاے زیب		کہ جھکے قدم سے گہر پاے زیب
	کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین		غرض دلبری اسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جاینگے یہین جلسہ جمائین گے شراب وکباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین ملیر پہرا دین ایسا نہو مین کسی یار کو بلا لون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر پلا دیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اسی جگہ پڑی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی نظم

	تعلق دل پہ یعنی کٹے روز کب		ملے مجھ سے شمع شب فروز کب
	ہوئی شب لیا مہ نے جام شراب		گیا سجدۂ شکر مین آفتاب
	عجب شب تھی وہ جون سحر رو سفید		عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے اور زیادہ بیہوشی منہ پر ملکر بیہوش بخوبی کر کے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہو کر راہ خانہ محبوب کی لی بیت

	منزلون ہو یہان سے خانۂ یار		شوق کہتا ہی دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصے کے اپنے مشتاق کے پاس بخت رسا نے پہونچایا وہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیۂ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اُترکر اٹھلاتی پائون کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھکر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا خمسہ

	کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے		نرالی آفتین نازو ادا ڈھاتے ہین صاحب کے
	خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے		قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے
	ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ		

غرضکہ جب قریب اس سرو روان کے پہونچا گود مین اُٹھالیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا آخرالامر مسند پر لب نہر بٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال رو رو کر اپنا بیان کیا کہ آج تم سے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اے جان جان اب تم یہان سے نجانا مین تمھارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہے دو باتین ہنسی خوشی کی کر لو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ٹانگون کی قینچیان بندھ گیئن بوس و کنار شروع ہوا دونون مست و لا یعقل ہوکر جام محبت سے سرشار لڑکھڑاتے پلنگ پر آکر گرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علحدہ لے گیا شیدائے یکدیگر باہم عشرت پذیر رہوے مرادین بر آئین آرزوئین پوری ہوئین نظم

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار	ولے حاصلِ عمر ہی وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہین وہ رشک مہ	قرانِ مہ و مہر ہی اک جگھ
ہر اک برج رشک گلستان ہی آج	بہارِ وصال غریبان ہی آج
پسینہ پسینہ ہوا سب بدن	کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب دہن سے دہن	دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گیئن حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپس مین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار گلے مین باہین ڈال کر وہ سرشار ہوگئے لیکن بمصداق بیت

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پر زور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

خنظل ملکہ کی مان بدگمان ہوکر تو گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا پذیر نہوئی وہ پہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ مین آئی کچھ ترکنین قلماقنیان اردا بیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے کہین تشریف لے گیئن ہین اُسنے کہا دائی ساتھ ہی یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین خنظل نے بارہ دری مین آکر ہر چند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ

بیدار ہو مگر وہ نہ اُٹھی اُسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین دائی کو زہر دیکر تو نہین سلا دیا ہو لوگ شمع جلا کر لائے خنظل نے دیکھا کہ سانس تو دایہ لیتی ہو لیکن بیہوش ہو کپڑا پانی سے تر کرکے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی خنظل نے غصہ سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہو دائی نے کہا بی بیٹھو حواس مین آؤ تمھاری چھوکری ہو ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل کی لگی بُری ہوتی ہو وہ مجھے سنکھیا دیکر جاتی تو عجب نہ تھا مین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو خنظل یہ باتین سُنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے چلی اور بزور سحر اس قدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کرکے اس جگہ اپنی تئین پہونچایا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل اوٹ پھولون کے کٹڑے ہین اور ملازم کسی شخص کے پہرے پر اوٹ کے اُسطرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہو گرداگرد اُسکے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے رکھے ہین نکلنے ہوا کے رُخ پر دھرے ہین اور ملکہ سر بازو پر ایک مہ پارہ نوجوان کے رکھے پیاری بغل مین منھ ڈالے اسکا ہاتھ اسکے سینے پر اسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر پڑے سو رہے ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گٹھی ہوئی ہو کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب
گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
بند اُسکی وہ چشم نرگسی تھی
چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اُس قمر کی
برجُون پہ سے چاندنی تھی سر کی
لپٹے تھے جو بال گردنون مین
بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلۂ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈھی چلی جسقدر کہ پاسبان تھے بیہوش ہو گئے اور یہ تفرقہ انداز طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو صورت بوالہوس گلبدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادہ کی آنکھ کھُلی اور قاسم بھی بیدار ہوا عوض بیچا کے بلا بالین پر نظر آئی مگر بہ جلدی تمام اُٹھکر پہلو سے تیغہ سحر سرکش لیا خنظل یہ دیکھکر گھبرائی اور کمر مین ملکہ کے پنجہ دیکر اُڑی پکاری کہ او قحبہ تیغہ سحر بھی تو نے اپنے دھگڑے کو دیدیا رہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سوگند پہلوے سیارہ سے اُٹھکر دوڑی خنظل نے جو اُسکو آتے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نوچکر اُسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آتشین بنکر اس بیرِ دام زلف

کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی کھینچ کر اُڑتی ہوئی چلی اور سوگند نکلتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار یار و شمانقیامت او فتاد ادھر ملکہ قاسم کو پکار کر سُناتی تھی کہ ای شہر یار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پر میرے مرنے کی خبر سُنکر کچھ صدمہ و ملال نہ کرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت تمھارے دیدار کی دم نزع دلمین رکھتے ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا پھر رُخ اپنا ہمین چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہائے	مری جان اللہ کو سونپا تمھین نہ کچھ رنج اسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر لیکر ہر چند دوا دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار نگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار چشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہوگئی اور آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب اُ کر سناتا ہی کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہی جدائی سے تری پر نہایت غم ہوا ای پیارے خدا جانے کہ دلبر آج کیا حالت گذرتی ہی یہی صحبت بہم رہتی ہی مثل غنچہ و شبنم کوئی بندہ خدا کا جائے اور تو دیکھے حقیقت کوئی کہتا ہی کہ مر رہنگی اگر اس سے	دل آفت زدہ رو رو کے مجکو بھی رلاتا ہی کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے ستاتا ہی خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہی کبھی بیتاب ہوتا ہی کبھی آنسو بہاتا ہی ادھر روتا ہون مین اور اسطرف وہ مسکراتا ہی ارے بیرحم کافر کیش یہ کیا تجکو بھاتا ہی تو منھ کو پھیر کر وہ اسطرف سے مسکراتا ہی

اسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چند روز تک مین دربار مین حاضر نہونگا ماندہ ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اُٹھتے ہین مسجد کے پاس تھے سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے فرمایا کہ مرکب حاضر کر مین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا بھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھکر اسکو کوئی گزند پہونچائین اور قید دجد

زیادہ کریں اس سے بہتر یہ ہی کہ غلام کو روانہ کیجیے تا کہ خبر رعناکیسی یوسف کی آپ کے لاؤں اور موقع دیکھکر یا آپکو وہاں لے چلوں یا اُنکو آپ تک پہونچاؤں شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ میں تڑپ کر ہلاک ہو جاؤنگا ہاے وہ اُسکی بھولی بھولی باتیں جب مجھے یاد آتی ہیں تو دل مضطر پر کوئی جیسے چھریاں لگاتا ہی کسی صورت آرام نہیں آتا ہی دل کو کوئی ہاتھوں سے مسلتا ہی بانسوں اُچھلتا ہی

نظم

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کر لینگے ہم
وہ تو کب آتے ہیں تو بھی اے اجل آتا نہ آج

کھل گئی بے مائگی دل کے شگافِ زخم سے
قطرۂ خون مجھے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج

خواب کیسا رات بھر رویا کیا اُس شکلِ یار
قصۂ مرگِ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

گورکن ہیں منتظر بیکار رکھا ہی کفن
اب نہ کر اے مرگ ہم سے عاد مستانہ آج

کل نگاہِ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام میں
پھر آتی ہی آنکھوں میں نئی گردش پیمانہ آج

دشت میں کس شکل لیلی نے قدم رنجہ کیا
گھر بھلائے دیتی ہی دیکھی ویرانہ آج

قیس کا روز رہائی تھا سو سمجھے اے جنون
جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہی تو کوئی اُسکو روک نہ سکیگا آج کل میں وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرکے آئیگی آپ اسقدر مضطر نہوں میں جاتا ہوں اور خبر لائے لاتا ہوں یہ کہکر قنطورہ زربفتی اور پٹیا بہ سقرلاتی سے آراستہ ہو کر بانہاے عیاری جسم پر پیراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحروں کے بنائی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ میں آیا اور پلنگڑی پر لیٹ کر درد مہاجرت سے کروٹیں لینے لگا بجر سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہو کر کہتا تھا کہ

ابیات

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا

اُٹھکے گئے یا ایسی گئی دل سے ہمنشین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا

بخشش نے مجکو ابرِ کرم کی خجل کیا
اے چشم جوشِ اشکِ ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام یہ ناکام تو یاد محبوب میں بیقرار ہی مگر اُس اسیر سر پنجۂ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو جب حنظل گرفتار کرکے لائی قلعہ میں اسلیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے خرد و بزرگ آگاہ ہوگا سنگی ہوئی ہو لڑکی

بدنام ہو جائے گی غرض باغ میں لا کر پہونچایا اور ملکہ کو کئی طمانچے زور زور لگائے بغصہ پکاری نظم

بیٹی کی طرف کیا نظارہ
لٹوا دی بہار باغ تو نے
جھلا کے کہا کہ خام پارہ
تھمتا نہیں غصہ تھامنے سے
حسرت میں لگایا داغ تو نے
چل دور ہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا نامرادی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہیں لیکن کچھ دیر کے بعد خنظل نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جاتے سنونگی حلال ہی کر ڈالونگی خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نہ کرنا یہ کلام ترحم کے سنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی اور روکر خنظل کے پاؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سن لین پھر جو چاہین وہ کرین ہم آپکے بس مین ہین خنظل بولی کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا ہونیوالی بات بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین کمبخت ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نہ جایئے میرا کہنا نہ مانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سنیئے حضور اصل بات یہ ہی کہ ملکہ جو سیر کو گئین قاسم پوتا حمزہ کا صحرا مین صحبت آرا تھا اسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر منت شریک بزم کیا اور کہا اسمین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہی کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین اور ایک جگہ مل کر بیٹھین یہ کلام اسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جا کر مسند پر بیٹھین اسنے شراب اپنے ہاتھ سے شہزادی کو کچھ پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اسوقت ملکہ کے سر مین درد ہوا فرمایا کہ مین اب جا کر آرام کرونگی قاسم نے پھر براہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ دیکھیے پھر چلی جایئے گا ملکہ نے جا کر تیغہ سحرکش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹتین لیٹتے ہی سو گئین مین نامراد بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا ادھر قاسم بھی ملکہ کے پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت آپ جا کر پہونچین اور گرفتار کر لائین اور ننگے کھلے ہونے کو مین خود حامی ہون جوانی کی نیند سویا موا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپ کے پہنچنے سے تلوار وہی پہلو مین رکھی تھی قاسم نے بیدار ہو کر اٹھائی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر رونے پیٹنے کو دونون کے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہی رو کر روٹی مانگتی ہین سمجھین کہ مان نے مجھے غیر مرد پاس دیکھا ہی اب مار ڈالین گی مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچالے اور اُدھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہی اور یہ میری مہمان عزیز ہی اپنے دل مین کیا کہے گی کہ اس سے کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپکے میری باتون کا اور کہنے کا یقین نہو تو ملاحظہ فرما لیجیے کہ ملکہ کا شیشہ عصمت سنگ شرارت سے قاسم کے شکست نہین ہوا اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سے انکو خدا نے نوازا ہی یہ تقریر جب خنظل نے

سُنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہی یہی کیفیت واقع مین گذری ہو ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو تو ممکن نہین کہ نہ جلے اُسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کرکے چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤنگی آج کے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون غرضکہ یہ بھی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ اپنی جگھ پہنچی ہین مان سے علحدہ پلنگ پر جاکر لیٹی لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ منھ کو آتا تھا مانند ماہی بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت مین تڑپتی آہ سرد بھر کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری لغفت پوشیدہ کے بھرنیوالے	دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنیوالے
عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنیوالے	موت کی راہ نہین دیکھتے مرنیوالے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر	او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدۂ وصل	آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنیوالے
نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلا تا ہی	دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنیوالے
جان دینے کو کہا اُسنے تو ہنسکر بولے	تم سلامت رہو ہر روز کے مرنیوالے
آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا	نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنیوالے
پھر بہار آئی ہی پھر سبکو جنون ہوتا ہی	کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنیوالے
آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر	یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنیوالے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو یہان بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا رات کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا راستہ بھولکر ایک بیابان وحشت افزا مین جا پڑا کہ باد سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب وتپ وہانکی ابر بہاری کو پیاسا رکھکر جلاتی پیک تیز گام ماہ اُس جگھ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طے نہ کرسکتا تھا پاؤن مین چھالا پڑتا تھا نہ گھانس اُس جگھ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے	اُٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے
تنور فلک تھا بشدت طپان	ہوئین ذرۂ ریگ چنگاریان
جہانتک نظر کرتی تھی کام وان	عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے	تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا — کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحراے آتشین مین گذر ہوتا تو جانبری ہوتی اور جلد وہان سے سبکگام ہوا کہ صبح ہوجاے آخر بوقت تمام اُس بادیہ پر مخافت کو طی کیا اور مرغزار دلکشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملے گی دن ہولے تو چلون فی الجملہ بعد کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیارۂ خاور تلاش مین اُسکی راہ نورد ہوا کہ نظم

فلک تیغ مہر از میان برکشید — شب تیرہ دامن از و در کشید
روان شد چو عیار مشرق دیار — بہ صحراے افلاک کردہ گذار

سیارہ نے نماز سحر پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش و خروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ خنظل کے پاس جاتا ہون اسلیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کرتی ہی نہ جواب دیتی ہی اور لڑکی کو سُنا ہی کہ وہ سیر مین کرتی پھرتی ہی مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسایا ہی آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سُنے چاہا کہ اسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر چلون اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چلکر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ ناچار پیچھے سے نیچے نیچے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ قلعہ نرگس کوہ دکھائی دیا برج اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی حصار و سعت و سواد اعظم بیت

کسے ندیدہ فرازش مگر بہ چشم ضمیر — کسے نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک وہ باغ عدن پُر از نسرین یاسمن بنا تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہی اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہر رہا جب وہ نزدیک باغ پہونچا بزر سحر ایک طائر کو خنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر نے جاکر خبر دی خنظل سدھی کی آمد سُنکر گھبرائی کس لیے کہ اگر وہ یہان آئے گا دختر میری اسی جگہ ہی محل خانے کا واسطہ ہی ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بد چلنی کا سن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم بیرون باغ آئی اور اثناے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اسکو اندر قلعہ کے لے گئی مقام بہتر پر بٹھایا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جایا بعد امورات کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمہاری نوجوان گلی گلی ماری ماری پھرتی ہی اور تم شادی نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے

جواب دو **خنظل** تقریر سنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی کی خبر ہو گئی بس تڑق کر بولی کہ جو کوئی اسکو بد کہتا ہو وہ جھک مارتا ہو بچی میری سیدھی بات تو کرنا جانتی نہین وہ نگوڑی یاری آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب جو تمھین شادی کرنا ہو تو وہ خرابون کی خراب ہو گون ہو تو کرو نہین مین گلے تو لگاتی نہین کچھ بچھیان تو ہین نہین جو سڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری دہلیز کی خاک لے ڈالی تب مین نے منگنی کی اور اب یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ یہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا اور نہ پوچھے تو بلا سے نہ پوچھے اسکو کسی بات کی کمی ہو یہ کہکر کوسنا شروع کیا کہ یا سامری جس طرح میری بچی کو لوگون نے بدنام کیا ہو انکی کنواریون کے آگے آئے انکی بھی بڑی یو ہین کھالی جائین غرض کہ ایسا کچھ اسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ ملکہ خراب ہو لیکن شادی کب کروگی اُسنے کہا کرونگی کیون نہین اسکا باپ **شاہ افراسیاب** کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بیٹی میری دو برس کی تو ہے نہین سب ہی ارمان نکالنا ہین کنوار جھل اتارنا ہو گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ کو لکھتی ہون اور جلدی سامان کرتی ہون یہ گفتگو سنکر **ظالم** رخصت ہوا لیکن اُسنے روکا کہ آج کہان جاؤ کل چلے جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحر کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ رات کو تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین اُلجھی ہون مہمان کی خاطر داری مین ہون نہین خود چلتی تو یہان سے جا اور خاصدان بیل لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپ کی مان نے گلوریان بھیجی ہین یہ ثابت اُس کو نہو کہ پہرا دینے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصدان لیکر اُسکے کہنے سے روانہ ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ **سیارہ** ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور پکارا کہ ہمارے میان **ظالم جادو** کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی سدھن سے باتین کر رہے ہین تم بھی جاؤ کیا تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان اور کیا ہم تمھارے ساتھ چلین گے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی میرا تمھارا ساتھ نہو گا **سیارہ** کو جب یہ حقیقت معلوم ہو چکی باتین کرنے مین حباب بیہوشی ساحرہ کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے اُسکے اُتارے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اسکو خوب سا بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا اور آپ خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہانتک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی شاہد چمن پر عجب جوبن ہی کہین سنبل سودا خیز ہی کسی جا شگوفہ مثل نافہ اور عطردان کے مشکبار و عطر بیز ہے نرگس مصروف بنظر بازی ہی گلون کی بہار مین رونق تازی ہی وار لبست کا سلسلہ وار بند و بست ہو بوے گل سے بلبل شیدا مست ہی ہر سمت مہتمم اور کار پرداز اس جگہ کی بہار ہی ردگل کا تودا نہین

ہزار در ہزار ہی سبحان اللہ وبحمدہ نظم

بخوبی باغ چون خلد برین بود	درون خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست	بنفشہ بر خمار و سرخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نوائے بلبل و آواز دراج	شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بروقت گرفتاری ملکہ آئین تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو انھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم حنظل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ ای زینت بزم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیبیوین پان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی اُڑی اُڑی طاق بیٹھی الکا سشر یہ خبر سُنکر آیا ہی مجھے اُنکی مان نے یہین ٹھہرنے کو بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہین میرے پہرے سے نکل جائے جو میری ناک چوٹی کٹے سامری آبرو رکھین یہ تقریر سُنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہن خوب ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جائے تو ہمپر آفت آئے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہم وہان جائینگے بھی نہین یہ کہکر سب کنارے ہوئین اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر چاہا کہ سنون ملکہ کیا کہتی ہی دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھی ہی اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہی کہ کیون سوگند اسوقت قاسم کیا کرتے ہونگے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم میرے پکڑ آنے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہائے کوئی انھین تسکین دینے والا بھی نہوگا کہین ایسا تو نہو اپنی جان دے دین افسوس کسکو اُن تک بھیجون اور اُنکی خیر و عافیت منگواؤن یہ کہکر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ

غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے	آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے
واللہ رے طول مردم دیدہ ہوئے ایسے	آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال	فرصت کہان ہی سلسلۂ انتشار سے
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین	کس کس کو ہی غبار ترے خاکسار سے
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو	اتنا گلہ رہا ہمین آغوش یار سے

اِی جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون		پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے	

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھکر ٹھٹھا اور پائون کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور اسکو اپنی جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی اُدھر نظر کی اُس سے اشارے سے کہا کہ میرے پاس آؤ سوگند گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہیگی مگر بناچاری اُٹھ آئی سیارہ اُسکو بارہ دری کے ایک کونے مین ہاتھ پکڑ کر لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو بوکھلایا کہ کیون ری تو نے خوب ملکہ کو بدراہ کیا یارون کے بغل مین لیجاکر سلایا سوگند یہ بات سُنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور قسمین کھائین کہ مین نہین جانتی کیسے یار تم کیا کہتی ہو اُسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو تیغہ سحرکش دیگر ساحرون کو قتل کرایا دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتین سُنکر بہت خائف دلرزان ہوئی سیارہ نے کہا اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم پاس لے چلون سوگند اُسکے گلے سے عورت جانکر لپٹی اُسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے کہا بتاؤ کیونکر ہمین لیچلوگی اُسوقت اُسنے کہا مین سیارہ ہون سوگند جھجک کر تیوریان چڑھاکر بُرا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس چپکی بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا تھا کہان گئی تھی اُسنے کہا میری بلا جانے موے آسیب کی خاصیت رکھتے ہین جہان دیکھو وہان موجود شہزادی نے کہا ارے کون ہی کیا بکتی ہی سوگند بولی وہی موا تا نتیا عیار ہی قاسم کا اور کون ہی یہ سننا تھا کہ ملکہ اُٹھ کر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھکر تسلیم کی اور ایک گلوری مین بیہوشی ملاکر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہی لیکر بہزاران اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئی سوگند نے کہا ارے موئے یہ تونے کیا کیا سیارہ نے چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمھین چاہیے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ مین ہین سب بیہوش ہوجایئن اور تم بھی اُڑکر ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھکر دستک دی کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہوگئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ ہمپر کوئی سحر کرے گا عین غفلت مین بیہوش ہوئے سیارہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لاد کر راہی ہوا سوگند بزور سحر اُڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی اب کی وہ راہ نہ ملی جدھر صحرائے ہولناک تھا بلکہ تھوڑے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ پر پڑا تڑپ رہا ہی کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا علاحدہ رکھکر سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اُسکی صورت دیکھی اُٹھ بیٹھا اور بے اختیار اُس سے مستفسر ہوا کہ رباعی

قاصد پیام کچھ سنا یا نہ گیا	یا خوف سے اسکے پاس جایا نہ گیا
اک بات نہ کہے یون ہی مجکو تا صبح	بیچین کیا نہ کوئی آیا نہ گیا

کہو کیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جو کچھ ہنے کیا ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین آئیگا اور اسنے یکایک خبر عشرت بیان کرنا مناسب نجانا اس سبب سے شہزادے کو باتون مین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کر کے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہو ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمے مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ۔ چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز ۔ آخر آغوش محبت مین لیکر مسند پر لاکر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کر کے گوہر اشک باہم ایک نے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا اے مایۂ راحت آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر گذرا بمضمون اے

نظم

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس	زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس	آن چنان در ہوائے خاک درش
میروم آب دیدہ ام کہ مپرس	بے تو در کلبۂ گدائی خویش	رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام دردالتیام سنکر جواب دیا کہ فرد

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجپر گذری

شرح ایام درد فراق کون کرسکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر مرتا ہو اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضۂ ارم	جز طرف جویبار و مے خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
سہو و خطائے بندہ چو گیرند اعتبار	معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مشیرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم دام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ برائے ناموس مین رخنہ پردازی اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہو خطر مروت سے دور ہی کہ پھر اسے ساحرون کے حوالے کر دیا جائے تاکہ دین جدید سے اسکو پھیرین پس یہان سے ایک سواکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جلد اسباب عیش و آرام

مہیا کر دیا جائے چنانچہ بنا بر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر جوڑے جاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے زبان پر جاری تھا کہ نظم

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت — در دہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت
وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم — عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبہ چند توان سوختن ہچو عود — می دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت
مستم کن آنچنان کہ ندانم زبیخودی — در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
زاہد کو دانہ خلوت و تنہائی و نیاز — عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جائے مصروف انبساط و ارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُسنے وہان جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہر جگہہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سراغ اس زلیخا منش کا نہ پایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی عیار تھا آخر نالان و گریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے خنظل کے گئین اور بیساختہ کہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین سکا پتا نہین ہی خنظل سمدھی کے سامنے اس خبر کو سُنکر چپ ہو گئی رنگ چہرے کا زرد ہوگیا کاٹو تو خون نہین ہزارون گھڑے پانی پڑ گیا گمر کرتی کیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا انھین دلون کو مین چھپکتا تھا کیون دیکھا خراب تھین کیا کہون اُس گیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر زور سحر سے پرواز کرکے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکلکر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سوا ے لشکر حمزہ کے اور کہین نہ ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پرے گے بیچ جنگل مین ایک میدان بہ از باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ سنم ظالم جادو یہ سُنکر سوگند پکاری کہ اے شہریار خبردار ہوجیے قاسم بزم مسرت مین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھکر تیغہ سحر کش اُٹھایا مگر اتنے عرصہ مین ملکہ کو بغل مین دابکر ہوے

آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہو سکتا تھا یہ جادو جادو راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہو کر گر پڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ و آہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم اب تو ملا بجاے آرام ہمین — اک لحظہ نہین ہی ہاے آرام ہمین
آتے نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر — دیکھے سے جنھون کے آتے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہی مگر لنگوٹیا یار ہی جس شہزادی سے انکے باپ پیدا ہوے ہین اسکی کنیز زادی سے پیدا ہوا ہی جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہی برا بھلا کہ لیتا ہی اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ انکے باپ سے گستاخ ہی اسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو اسکا جلا مگر غفلت پر انکی اسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوئے شجاعت تھا تیغہ لیتے ہی رہے اُٹھایا نہ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈون کی طرح ٹسوے گھلانا اوئی اللہ کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہی وس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان پیچکر تین بار چلی آئی جاؤ میان تمسے کچھ نہو سکے گا یہ ظالم جادو اُسکا شستر ہی جاتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا کچھ عشقبازی دل لگی نہین ہی کہ مصرعہ عشقبازی نام سربازی کا ہی ٭ قاسم کو اسکی باتون سے غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ مین گھسکر ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریاے خون بہا دونگا گھوڑا میرا جلد حاضر کر سیارہ طعنے دینے کو آندھی تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہریئے مین جاتا ہون قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کجا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل — وہ کام تو کہتا ہی جو آتا نہین مجکو

ناچار سیارہ نے اتنا تو کیا کہ جھپٹ کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت مین شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو لاتے ہین قاسم نے ایک کا کہنا نہ مانا اور مرکب پر سوار ہوا کہ نظم

بہ بالا صنوبر برخ آفتاب — بہ برجستگی مطلع انتخاب — بہ خشکی پلنگ و بدریا نہنگ
ندیدہ کسے پشت او روز جنگ — حمائل یکے تیغ مصری کزو — برازز ہر غم جام عمر عدو
بباز و کمان بر زدہ تیر چند — بہ بند دکمر رستم دیوبند — بدست عنان و سنان بجنگ
رجز خوان وان گشت بر عزم جنگ

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوے اور لشکر قاسم مین وردی پلٹنون رسالون کی بھی کمر بندی ہوئی سات لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین ہلنے لگی غبار

دشت سے ایک نیا آسمان عدو پر ستم کرنے کو پیدا ہوگیا طبل و نقارے گڑگڑائے بہادروں نے گھوڑے اُٹھائے آن واحد مین قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی مین چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا اچھا نہین تم سب یہین ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی آخر لشکر تو مایوس ہوکر پھر گیا لیکن سردارون نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہلچل کی صدا گوش حق نیوش امیر مین پہونچی ہلکارون سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھون نے سارا ماجرا مفصل عرض کردیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہی اور ساحرون کا سامنا ہی وہ جاکر جان دے دیگا **مقبل** تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ کہ قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہی نہین تو وہ تجھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی **مقبل** بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اس ماہ انجم سپہر صاحبقرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کروفر یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا **نظم**

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ	پئے تنبیہ مردودِ زمانہ	وہ سب فولاد پوش اُسکے تھے ہمراہ
کہ جوشن اُنکے تھے ابر اور وہ ماہ	جو ہین نقارے پر ڈنکا لگایا	قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا تھی نالۂ صور	زمین سے استقامت ہوگئی دور	سراپا غرق آہن سارا لشکر
عیان مردانگی کے اُس سے جوہر	وہ گھوڑی فال خوش جنگی سواری	سبک رو صورتِ بادِ بہاری
خجل رفتار سے آہوئے مشکین	دل زنا فدایال اُنکے سے خونین	وہ تیغ تیز گردن مین حمائل
کہ جس سے وہم کا خونین ہوا دل	وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا	بلند و پست صحرا پر روان تھا

فی الجملہ عقب شاہزادہ **نصرت** قسیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سیارہ تھا بنے سوگند زرد سحر اڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور **قاسم** نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا **نظم**

خیال روی تو در ہر طریق ہمرہِ ماست	نسیم موئے تو پیوند جان آگہِ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسید	گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرائے خاص بگو	فلان زگوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تو رہ نورد بیابان فراق ہین لیکن **ظالم** نے اُس بیر سلاسل الفت **ملکہ** پرحسرت کو قلعہ مین پہونچایا **خفظل** شرمندہ ندامت زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب **ظالم** آیا اسے دور سے دیکھ بن نیچے اتر دوڑ کر سیدھی پانون پر گری اور کہا بھائی تمنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے چھپا لو تمھاری امانت ہی اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو سامری کی قسم مین اُف نہ کرونگی

مجھے آہ نہ آگئی یہ کہکر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پاؤن مین پنہائی اور بغصہ عتاب خطاب کیا کہ اے مردار جو تو پرائے گھر کی نہوتی اور میرا اختیار رہتا تو پیسے پر رکھکر بوٹیان کاٹتی اور چیل کوون کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہے وہان لے جاکر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیگئے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانہ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بید لخ خوش بچو عروس
بروی منفعل وسینہ چاک و دل مایوس

بتار زلف کشید ند شانہ از مژگان
سرشک دیدہ بجاے گلاب شد افشان

بدیدہ اش بکشید ند سرمہ از تف آہ
کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اسیر سلسلۂ زلف ودوتا بحسرت و یاس رو کر یہ خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نافرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کسکو دکھاؤن اور کس سے اُسکی خبر منگاؤن اسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گرانا اور بیقرار ہو کر لب پر لانا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست
از پے دیدن او دادن جان کار منست

بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا
عشق آن لوے کہ سرمست خریدار منست

شربت قند وگلاب از لب یارم فرمود
نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو خنطل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منھ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہے کیون
اس چاند کو کیا گہن لگا ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر
ناجنس کو چاہتا ہے کوئی
جھوٹے سے بھی کر نہ یاد قاسم
اب مان نہ مان تو ہے مختار
غم راہ نہین کہ ساتھ دیجے
تم ایک کہو گی گر تو مین دس

ترک خورد خواب کرتی ہے کیون
صورت تری زار ہو گئی ہے
منھ دیکھ تو آئینہ منگا کر
محبوس کیا ہے تجکو ہر چند
پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم
تو قید جفا مین ہے کہ ہم ہین
دکھ بوجھ نہین کہ بانٹ لیجے
رنجور جو ہون تو مین تمھین کیا

ثابت تجھے اثر ستارے کا ہے
گل ہو کے تو خار ہو گئی ہے
ہے ہے تری عقل کسنے کھوئی
توبہ کا در کیا نہین بند
سمجھانے سے تھا ہمین سروکار
تو دام بلا مین ہے کہ ہم ہین
جھنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس بس
مجبور جو ہون تو مین تمھین کیا

رہا ما مری حالت اب ردی ہو
گم کیا ہو ہزار مین کہون مین
کچھ روگ جو در پئے خلش ہو
اس باغ کی اور ہی ہوا ہو

بہتر ہی وہی جو کچھ بدی ہو
سوچی کہ وہ یہ نہین سمجھتی
درمان کے لیے دوا دوش ہو

بلبل اٹھی رشک گل کی ہوتی مین
رہی بلکہ برنگ زلف الجھتی
بیماری عشق لا دوا ہے

حنظل ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کدۂ سپہر پر ماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید با رخ زرد بہر جستجو سرگرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب ساری اندوہ و غم مین کٹی
رہی صورت آنکھون مین جو یار کی

گھڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

صبحدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی بپتا بیان کرتی تھی اور ربان اسکی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اڑائے زیر قلعہ آکر پہونچے کیونکہ شہزادہ راتون رات برسم یلغار آیا ہی کہین ٹھہرے نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاوروں نے باجا بجایا اور نعرۂ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین اسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ افواج قلعہ کی تیار ہوکر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوے ترہیان پھینکین پل تختہ قلعہ کا اٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر شعلہ فشان پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان بنا ورد گر رو نمود
دو کوہ دما وند برپاے گشت
ز سوے دگر قاسم نامور
نبرد آزمود ندا ز نیزہ ہا
بنا نیزہ در خاک محکم نمود
چرا مے نیائی بمیدان من

بپیے خویشتن را بمردی ستود
ز یکسوے ظالم کمین ساختہ
بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر
عدو را چو سرگرم پیکار دید
زبان را بدشنام ظالم کشود
گرفتم ترا روے ناورد نیست

کشید ند صف سرفرازان بدشت
بخون یلان خنجر افراختہ
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما
کہ قاسم حسام از میان برکشید
خورشید کاے کینہ جو اہرمن
بیکے اہم در بین انجمن مرد نیست

نعرۂ شہزادۂ والا و لشکر ظالم میدان مین رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا کبھی کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ

پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کر کے کمر کو تبلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

که قاسم چو بازو برافراخت چست
ظفر از خدا بر بداندیش جست
بزد بر سرش تیغ و گفت ای دلیر
زمین رزم جنگ آوران یادگیر
سیہ دل جریر سپر غندہ نہان
بلا بر سرش آمد از آسمان
سخن مختصر با سپہر خیسار
دو دستش کرد آنگاہ نمود چار
ایک ہاتھ میں سے اژدہے

اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوئے شور عظیم اسکے پیرون نے مچایا آندھیان آٹھین آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکر شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیون نے گھوڑے اٹھائے اور زد و کشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم پڑگیا کہ ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند
روان سیل خون بر زمین ساختند
بشمشیر اسلامیان ہین دشت
زخون ہم سر بحر زخار گشت
چو تیغے کہ آن راز تابندہ برق
کس از پیر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگاہ سے کب دور تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے یہ حال جو سوگند نے دیکھا کہ فوج شہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہی آپ درہ کوہ مین گئی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ خنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہین اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہین میرے لشکر پر پیکان گر رہے ہین تو ہانسے جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہ سحر کش ہاتھ آجائے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہوکر پتھر یہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہی معلوم ہوا کہ اسطرلاب ہی پس یہ بھی اڑی اور غافل اسکو پاکر پشت پر جاکر ایک ناریل سحر کا مارا کہ اسکے سینے سے نکل گیا وہ مر کر زمین پر گری صدائے شور نشور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ حسامہ دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اسکی جاکر ہمسر ہوئی اور سوگند کو پکڑکر درہ کوہ مین چاہا کہ سر کاٹ کر پاس خنظل کے لیجاؤن کیونکہ اگر زندہ لیجاؤنگی تو ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر سے سوگند کے تیر برستے تھے اب نہین برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت مین پھنسی یہ سوچکر صورت اپنی ملکہ خنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان مین سوگند تھی وہان آیا حسامہ کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیبانی کو پکڑ لائین حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور خنظل کو اپنا ثنا خوان پایا شرط تعظیم بجالائی اور سیارہ نے اسکے قریب پہونچکر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر نجس اسکا تن سے فی الفور جدا کیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا

سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو خنظل نے دیکھا فوراً نفیر بجائی کہ لشکر اندر قلعے کے چلا آئے ساحرون نے صدائے نفیر جو سُنی سمجھے کہ خنظل لڑنے سے منع کرتی ہی یہ معلوم کرکے سب اُڑکر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کرلیا قاسم نے جب میدان صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہی کل قلعہ پر حملہ کرونگا یہ فرماکر اسی جگہ خیمہ استادہ کراکر قلعہ کو محصور کرکے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ کشت وخون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا پتانہ ملا یہ سوچکر بیقراریان کرنے لگا **رُباعی**

ملنے کی جو اُسکے سوچتا ہون گھاتین
تو کیا کہون کس طرح کٹی ہین راتین
حیران اِدھر اُدھر ترستا ہون
یاد آتی ہین جب وہ پیاری پیاری باتین

اسی بیتابی مین سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہی اُسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہی مرجایئگا تو نام عشق مین کرجایئگا قاسم نے کہا یار بھی ہمسے جدا ہی اور اجل بھی ہمسے خفا ہی اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہی چشم سیارگان سے آنکھین دکھاتی ہی سیارہ نے حال ابتر شہزادے کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا بیٹھا سمجھایا کیا جس وقت کہ مہر زرین علم سیر عالم کرکے کلبۂ احزان مغرب مین جاکر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض صبح شاہد سحر کے تمنائے دیدار مین پھرنے لگا **نظم**

دیدم بوقت شام شفق زار میگریست
ای ہی چہ گریہ رنگ گل نار میگریست
باریدبسکہ تیر بلا در شب فراق
خون آسمان بدامن کہسار میگریست
سوسن کبود کردہ سر ریخت خویش آہ
نرگس بحالت دل بیمار میگریست

سیارہ بانے عیاری کے بہکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن یہ تو یہان کھڑا ہی مگر خنظل کو حسامہ دائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اُسنے اپنے سر کے بال کھولکر پریشان کرکے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائین آدمی کی بنی اُسکی کالی بلا سے کہا جاکر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا وہ بلائے سیاہ حسب الحکم روانہ ہوئی اور لشکر شہزادہ مین آکر ہر سمت تجسس کرکے پھر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے آکر بشکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہی اُسے کیونکر پاتا اُسنے خنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب جگہ اُس عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو خنظل یہ کلام سُنکر مایوس ہوئی اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اُسکے جاکر غائب ہوگئی اُسوقت آفت جادو نام ایک رفیق نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر زنار دگن پاس کسی کو طلسم ہوش ربا مین بھیجیے اور اس حال کی آگہین

اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی سخت جنگ ہو یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک
زبردست جانتے ہین ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین خنظل بولی
سچ کہتی ہو اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس بس کی گانٹھ سے
حکم کیا کہ باغ آسیب مین زنار کے پاس جاکر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلو گھر سارا برباد
ہوا صورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہو لیکن سب حال اس طرح نہ کہنا کہ دربار والے
شاہ دوران کے سُنین اور شوہر میرا ذلیل ہو اُنھین الگ بلا کر چپکے سے کہنا اس حکم کو سُنکر وہ پرچھائین
راہی ہوئی خنظل اسکو بھیجکر قلعے کا انتظام کرنے لگی سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ اتنی
مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک محلدار کہ قلعے کے باہر اُسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اس
جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سُنی خیال کیا اگر مین
نہ جاؤن گی نمک حرام کہلاؤنگی ایسے وقت مین شریک ہونا لازم ہی یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب
قلعے کے پہونچی پکاری کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر ہو کر سامنے آیا اسنے کہا
دروازہ کھلواؤ سیارہ نے بڑھ کر پکارا کہ بی محلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو ساحر جو پہرے
پر متعین تھے انھون نے پھاٹک کی کھڑکی کھولدی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر محلدار
سے کہا آیئے وہ بھی اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہی اور محلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی
ملازم خنظل ہی الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور لبریز شہر
دیکھا حسینان دہر اکٹھا تھے دکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہ کہکشان
فلک کو شرماتی تھین سیارہ محلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی جو پائی اپنے
پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی محلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے کھچوایا ہی بتلایئے
تو کتنے تولے کا ہی اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فوراً چھینک آئی بیہوش ہو کر گری اسنے
پیرہن اُسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین بیٹھکر آئینہ رکھکر فتیلہ عیاری جلاکر اسکی ایسی صورت بنا اسکو
خوب بیہوش کر کے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ خنظل برج قلعہ پر آج کل رہتی
ہو وہین ملکہ بھی ہو گی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر
سے آتی تھی اُسنے سلام کر کے کہا بی محلدار کہان تھین حضور کئی بار یاد کر چکین سیارہ نے جواب
دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی نہین کٹنا پے مین پکڑی جاتی بھلا سنو تو
کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس زبان نہ کھلواؤ وہی مثل ہو کیا اور کر مجا نا مین

ہوتی تو گرد کھاتی اری بی کیا تم ننھی ہو شکر ہے یار تو گھر گھیرے پڑا ہی اور پھر تم مجھسے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا
سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم ہمکو ہی کرے جو نہ بتائے سچ کہو کیا معاملہ ہی کہاری نے کہا حاشا للہ
بی بی مین کانون پر ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا باپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان
آتا تو سُنا کہ کہین دھگڑے پاس پکڑی گیلن لو بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیسا کوئی کونا آڑ بھی
نصیب نہ تھا بیچ میدان مین محلدار نے کہا بچی ہی نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ دارینہ
نہوگا کسی کا ننھا لاڈلا ہوگا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑق کر بولی کہ بی میٹھو ایسی ننھی ہین
کہ روٹی کو لوٹی پانی کو مم کہتی ہین منھ سے دودھ کی بو آتی ہی تو جانے دس کھلائے شادی ہوجاتی
تو چار بچون کی مان ہوتین اتنا جانتی نہین کہ آشنائی یون کرتے ہین یہ نجانتی تھین کہ بیچ میدان
مین جو ہم لیکر بیٹھے ہین اسکا انجام کیا ہوگا آدمی اپنا آگم اندیشہ تو سوچ لیتا ہی اب اچھا ہوا کہ
دوبارہ پکڑ آئین اکیلے گھر مین تھتکاری پہنے پڑی رہتی ہین سیارہ نے کہا حنظل نے اپنے پاس
قید کیا ہوگا کہاری نے جواب دیا نہین ایوان شاہی مین جو پائین باغ بنا ہی وہان قید ہین حنظل
آپ انکا پہرا دیتین یا لڑائی کا بند و بست کرتین شاباش کہو عورت ذات کو جو سب طرف کی تاک رکھتی ہی
سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مین حضور پاس تو ہو آؤن یہ کہکر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی
لیکن یہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی کو ڈھونڈھتا آخر وہین آکر پہونچا اُس کا رخ رفعت بخش قصر کسری
کو بست رفیع دیکھا ہر کنگرہ اُسکا بر از مشکوے پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منظر نے بنایا تھا
نظر آتا تھا یہ تو از بسکہ محلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اسکو منع نہین کیا اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے
لگے تھے بیچ ایوان مین تخت شاہی بچھا تھا کرسیان زنگل قرینے سے بچھے تھے ایک طرف زنانی ڈیوڑھی
پر پردۂ زنبوری پڑا تھا ہزارہا حاجب کھڑا تھا لیکن یہ پردہ اُٹھا کر چلا دربان نے پوچھا کہان جاؤگی
اُسنے پھر کر کہا موندی کاٹے اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے محلدار مین مدت کی آنے جانے والی آج مجھے
بھول گیا سپاہی بولا کہ محلدار آج تو تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ایک شخص بولا آج جوبن بھی
زیادہ ہی محلدار نے کہا شامتین آئی ہین موئے زبان کا مزا نکالتے ہین یہ کہکر اندر پردے کے جاکر ہاتھ
نکالکر انگوٹھا دکھایا کہ ناشدنیو تم ارمان مین رہوگے اور مین ہتے نہ چڑھون گی غرضکہ آگے بڑھا اندر
محل کے ایک آدھ نے پوچھا کہ بی محلدار کیا ہی کہا موئے سپاہی ایسا ہنسا تے ہین کہ پیٹ مین بل
پڑے جاتے ہین زیر ناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چلکر قلما قنیون ترکنون حبشنون کے غول
کو طے کرکے باورچی خانے سے گذر کر دو دو منھ ہر ایک سے ہنستی باتین بناتی پائین باغ مین آئی

عجب تختہ گلزار بہار آگین دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور شامۂ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرمائی کرا ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی	گلشن سیراب زآب زندگانی
نواے عندلیبش عشرت انگیز	نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ ہر سمت دیکھتا غنچیوں مین کنیزون انیسون جلیسون کی باتین سُنتا جاتا تھا کوئی کہتی تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہی دوسری جواب دہ تھی کہ دو مین ایک کی جان جائیگی سرکٹے گا اور کیا ہو گا کوئی انگشت بدندان تھی ہاہا کرتی تھی کوئی ناک بھون چڑھائے کہتی تھی کہ اتنے سے بت پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ مردوا ساتھ لگا لائی امان باوا کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی کوئی مسی لگاتی تھی کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی سچ نہین بات ایسی میٹھی نہین یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہان تلنگنون کا پہرا کھڑا تھا ایک تلنگن پکاری ہو کمس دیر سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر نجانا محلدار نے کہا نہ جاؤنگی مجھے کیا پڑی ہی جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا پہرے والیون کا تو راج ہی اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہین صاحب مان کی ماتا اُسنے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریان بھیجین ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے ہین یہ کہتی ہین اندر نجانا مین سچ کہون جمشید قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہین مین جوتی کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہون کیا مجھے ناک کاٹون نے کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہی جو جانے کی مناہی کرتی ہین ملکہ اتنے پہرے مین جو آگئی ہی جانتی ہین اب مان بیٹی مین ملاپ نہوگا دو ہی شل ہی مان بیٹیون مین لڑائی ہوئی لوگون نے جانا بیر پڑی یہ کہکر پھر کر سیارہ چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا اری جانے دے سچ ہی یہ لوگ ناک کا بال ہین دو دن مین ایک ہو جائینگے اور اسوقت نہین معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہین کبھی سامنے جانا نصیب نہین ہوتا پھر ہماری کون سُنے گا یہ کلام تلنگنی نے سُنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہین اگر نہ روکتے ابھی تم بھی الزام دیتین کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھین کہ مین چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اجنبی کو روکتے ہین یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہان شیشہ آلات روشن تھا فرش قاقم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہی اور چار ساحرہ معزز کھٹولی بچھائے پہرا دینے ملکہ کا بیٹھی ہین لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت تپ مفارقت

سے جب ہوش مین آتی ہی تو بیتابانہ زبان پر لاتی ہو رو کر چلاتی ہو درد دل سناتی ہو کہ نظم

بے آرزی لاشہ ہوا لاغز بس تن ہو گیا ۔ ذرہ ریگ بیابان اپنا مدفن ہو گیا
ایک ہی جنبش مین تھی صد راحت خواب عدم ۔ طفلہاے اشک کو گہوارہ دامن ہو گیا
بیکسی سے نزع مین اپنے کو رو یا آپ مین ۔ دم جو کچھ باقی رہا تھا حرف شیون ہو گیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیون نے پوچھا بی محلدار کہان آئین محلدار نے سلام کیا اور کہا بی بی حکم حاکم سے ناچاری ہو نہین تو یہان آتے بوٹی کانپتی ہو لو یہ گلوریان حضور نے شہزادی کے لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہو کہ سمجھا کر انکو کھلانا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہو ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون کو گلوریان نکال کر دین کہ تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا تہا سرکار کو ملتا ہو سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہو وہ جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے محلدار کو دیکھکر فرمایا کہ ای محلدار اب ہمارا وقت آخر ہو کس لیے کہ بمقتضاے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے ۔ کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع ۔ ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ یہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ میسر نخیم می جستیم کہو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو پوچھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارہ مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک ساحرہ اور مخفی مکانذار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ کی باتین سنکر سیارہ پشتارہ بلند ہوتا دیکھا تھا کہ جاکر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہو وہ سنتے ہی بغضب تمام جلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ لیکر بھاگ جاؤن حنظل نے سحر کر دیا کہ زمین نے پانون پکڑ لیے اسنے ملکہ کو چھین کر ہوشیار کرکے گھر کا کہ او بے حیا تیرے اتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اسمین میرا گناہ کون نہین اگر کوئی مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کرون حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بولی کہ بیٹا یہ بد ذات مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہو جائے حنظل بولی کہ اس موے عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیجایا کرتا ہو

سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی بند تجھے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے خنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین لشکر اسلام مین بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے تجھے ضرر پہونچائین اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچکر مکاندار سے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کریگا وہ یہ حکم پاکر پنجے مین سیارہ کو داب کر لے اُڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قضاے کار مقبل جو عقب مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر پہونچا مگر لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اُترا از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو پنجے مین دابے لیے جاتی ہے یہ تو قادر انداز بے بدل ہے کہ شب تار مین بال کو تیر سے پروتا ہے اُسنے تاک کر جو تیر مارا مکاندار کے سینے پر پڑکر پشت کو توڑ دیا وہ مر کر گری شور برپا ہوا اور سیارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا اور زمین پر اُتارا دیکھا سیارہ ہے ہوشیار کر کے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی بچ گیا اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہوکر قاسم پاس آیا یاد مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھکر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو می کنم	جانے کہ ہست در سر کارے تو می کنم

اے یار دلنواز کہو کہ اُس معشوقہ با مروت کی کیا کیفیت ہے سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا ہمت مین شہزادے کے عرض کی اُسنے جب سُنا کہ مطلوب کو نہین لایا یہ بے مقصود پھر آیا ہے شور و مصیبتا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قاصدان سیارہ خبر افلاک لیکر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گبند سپہر سیدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز	کرد صندوق حلہ را سر باز
صبح سیمین قباے زرین تاج	تاج از زر نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اُٹھکر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ اتنو میرا آنا سیارہ نے کہا ہوگا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا روا ہے یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے آپ چلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر مراسم نیاز مندی بجا لایا امیر کی طرف سے دعا کی اپنا آنا بیان کیا شہزادے نے اُسے خلعت دیکر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صداے کرنا صور سے دم اور دعوی رکھتی تھی اور فغان دہل

کوشش گردون کے پار بھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مارے تھا نامردی سے کنارے تھا کہ ابیات

اٹھایا یا علی کہکر علم کو
بڑھایا کہہ کے بسم اللہ قدم کو
رفیقون سے کہا باندھو کمر تم
ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم
لڑو بہر خدا اعدائے دین سے
قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہے یہ دن بخت سا نے
زرہ پہنو چڑھاؤ داستانے
کسے یہ تاب ہو سکتا ہے یہ دل
جو تم سا ونت سے ہوئے مقابل
جہان کھینچو گے تم شمشیر پرخم
پسر ہو دن زال کا بولے گا رستم
چلے تلوار برق آسا چمک کے
اڑین پھر ہوش جلاد فلک کے
تلاطم یہ ہوا وہ بحر لشکر
مثل طوفان خیزی مین برابر
ہوا عسکر جو وہ آمادۂ جنگ
کہ تنگ اسپ کیا میدان ہوا تنگ
دم شمشیر طوفان تھا سرکوہ
دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنائے کیا ہلایا
بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
نہ بہر زیب گلگون تھے وہ رایت
ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ
یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر
نمایان ہر طرف سامان محشر

اس کروفر سے جب روبروے قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی ادھر خنظل بھی ملکہ کو قید مین زیادہ مبتلا کر کے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اُٹھی تھی کہ سامنے صحرا کیطرف سے گرد اُڑی لکہ ہائے ابر رنگ برنگ کے بروے ہوا ظاہر ہوے اور ساحران غلامِ بد صفت بد شعار آتش سوار دکھائی دیے ہر ایک صورت اپنی ڈراونی بنائے ماتھے اور منھ پر ٹیکے لگائے سانپ سر سے لپیٹے اور منھ سے رال اُڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیون کے مالے گلے مین ڈالے جواہر بیش قیمت کے بازو پر باندھے کمر مین کردھنی سونے کی باندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہرونبگاہ کا سامان عرابہ اور گردون پر لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ وہ لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اُترکر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا خنظل نے جو اُسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ کی جس سے منگنی ہی طولان بن ظالم جادو ہی اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر ارادہ رزم قاسم آیا ہی بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کے برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد پھرنے لگی سمدھی کو یاد کر کے روئی طولان نے جھک کر بادب تمام سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا بیٹا باپ تمھارے مارے گئے اب چچا تمھارے یعنی میرے شوہر جو تمھارے خسر بھی ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اس موذی کو سزا دینگے خوب

ہوا جو تم آگے چلو قلعہ مین چلکر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو مین آج اس لڑائی سے مہلت پاکر عقد کرونگا
کہ تم اُسکو اپنے قبضے مین رکھو طولان نے یہ تقریر سُنکر شرما کر سر جھکا لیا اور کہا امان جان مین اسوقت
اس مسلمان کو سزا دیتا ہون آپ جاکر برج پر بیٹھکر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے خلاصۂ کلام
ہر چند حنظل مانع ہوئی لیکن اُسنے نہ مانا اور وہ واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند
سے اسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہی قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ ذرا سنبھل کر
لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپکا ہی قاسم نے کہا خدا مالک ہی غرضکہ وہ لشکر مقابل مین
صف آرا ہوا ادھر نفیر سحر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
نقیب للکارے جوانون کو پکارے ہان دلاورو ہمت نہ ہارو عدو کو ٹوک کر مارو بہادری مین
دو جہان کا عیش و آرام ہی نامردی مین بموجب مثل نکٹا جیا بُرے احوال زندگی حرام ہی اس
صدا کو سنکر پھر تو نظم

کمر مرنے پہ باندھی اہل دین نے
ہجوم آن پر کیا ناکامیون نے
عروج اپنے کی تھی ہر اک کو امید
ہوئی منظور قاسم سے اُسے جنگ
طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار
کہ پرچم اسکی تھی داغ دل ماہ

یہ جان تازہ دی جان آفرین نے
ادھر بھی نعرۂ اللہ اکبر
ہوئی نیزہ کی پرچم تاج خورشید
اژدر اگر اژدہا میدان مین آیا
بدن پہنا تھا اُس کا مثل کہسار
غرض آیا جو میدان مین ستمگر

صفین آراستہ کین ساحرون نے
ہوا ایسا کہ گوشہ اُس سے آکر
کیا طولان نے پھر میدان کا آہنگ
رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا
ورقش تیرہ اک ظالم کے ہمراہ
بڑھایا یان سے قاسم نے تکاور

شہزادہ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوے طولان تیغ سحر کش اُٹھانے زیب کمر دیکھکر خائف ہوا اور اژدہے
پر سے اُترکر جھولی سے سحر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھکر سحر پڑھنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم
تخت پر سوار ہی بادیدۂ خونبار ہی پاؤن مین زنجیر پڑی ہی قید کر دی ہی بال سر کے پریشان ہین آنکھین
بغیر دید جمال یار حیران ہین رخسار اس گلعذار کے طمانچے کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب
گل برگ تر پر مدلے مسی کے اداسی چھائی ہی حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہی حیرت سے
انگشت بدندان ہو زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہو کہ اشعار

اس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدر دان نہ تھا

تھی اجڑے گھر کی رات سواد جہان نہ تھا
گردون کی سات پشت مین اک نوجوان نہ تھا

جبتک انھیں پسند تھی لکھنؤ کی سادگی ... کاجل کی کوٹھری میں بھی جانی ہوا نہ تھا
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل ... اس نیند کے نصیب میں بخت جوان نہ تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار ... صد شکر یہ چراغ مرا آشیان نہ تھا
سلگا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ ... اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

المنۃ للہ کہ اگر رنج کشیدیم ... دیدیم ترا وز تو بمقصود رسیدیم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ ای سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہو بلکہ نہیں ہی دھوکا نہ کھائیے تیغ سحر کش سنبھالیے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغ پر ہاتھ ڈالا ملکہ نرگسی نے انگلی اپنی دانتوں میں دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھکر رونے لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمے بینیم یاران را چہ شد ... دوستی کو آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی ... حق شناسان را چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیوں شہزادے یہ تیغ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمیں پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ میں نرگسی چشم نہ سہی ہم شبیہ تو ہوں تمکو صورت جانان پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آتی لا دو یہ تیغ مجھے دو شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب دیکھکر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ فرد

آنچنان مہر توام در دل و جان جا گرفت ... کہ اگرم سر برود مہر تو از جان نرود

یہ تیغ حاضر ہی لو اور اس جرم میں کہ میں نے تم پر تلوار کھینچی ہی مجھے گھائل کرو اس تصویر نے تیغ جیسے ہی ہاتھ سے انکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہوگیا اسی اندھیرے میں طولان آکر کمر میں پنجہ ڈالکر لے اڑا سوگند نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ شہزادے کو طولان پنجے میں دابے لیے جاتا ہی سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر سے خبردار میں تعقب شاہزادہ میں جاتا ہوں یہ کہکر شاہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھکر روے خاک دو ہتڑ مارا غبار زمین سے سیاہ اڑا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہوگیا ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹا دیں اور لشکر حریف کو قتل کریں ممکن نہوا اسی اثنا میں حکم خنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہیں تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کریں غرضکہ اس

حکم سے فوج ساحران کی ادھر سردار شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن خنظل نے آفت جادو
اپنی رفیق کو بھیجا کہ طولان سے جا کے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لا کر قتل کرو کہ اہل قلعہ
خوش ہون آفت اڑ کر پاس طولان کے روبرو ہوا پہونچی اور پیام خنظل کا کہا اُس نے جواب
دیا کہ اندر قلعے کے لیجانا اسکا صلاح نہین ہی وہان ملکہ اسکی عاشق ہوا ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے
دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہو جائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت مین امان جان کی
حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سُنے گی کہ عاشق میرا مر گیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کر کے چپ ہو رہیگی کیونکہ سُنا
ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سُنکر پھر گئی اور سب کیفیت خنظل سے آکر بیان کی وہ
سُنکر خاموش ہو رہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا اور زمین پر استادہ کر کے عتاب و خطاب
کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی پھر کی جو ملکہ کی صورت بنکر گئی تھی تیغہ سحر کش لائی طولان نے تیغہ لیکر
پتلی سے کہا جا وہ منھ کھول کر کھڑی ہو گئی منھ سے اُسکے دھوان نکلا اور غلطاک مار کر ایک ساحر بنا اور سلام
کر کے چلا گیا اُسنے پتلی اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے افسوس کیا کہ ملکہ کی صورت
بنکر یہ ساحر جو ابھی گیا ہی میرے سامنے آیا تھا جو مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے اور طولان نے
غصہ کہا کہ اے نالائق تو میری منگیتر کو بھگا لے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کس طرح قتل کرون شہزادے نے اسکے
کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین چلا تھا آکر پہونچا اور صورت خنظل کی ایسی بنکر
طولان کے پاس آیا کہا خبردار اس شہزادہ کو قتل نہ کرنا نہین بہت پچھتائے گا طولان نے یہ کلام
سُنکر کہا دور بھی ہو تو کوئی اسکی طرفدار معلوم ہوتی ہی سیارہ نے دیکھا کہ کوئی اثر اور ظاہری قید کی
علامت شہزادہ پر معلوم نہین ہوتی یہ سمجھکر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے
کھڑے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا ہی مارو اسکو اگر مسحور بسحر نہین ہو قاسم ایک سکتے کے عالم
مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑ کر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر رکھکر اس طرح فشردہ کیا
کہ منھ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اُسکو گرا کر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر گردن کو دھڑ سے مع نرخرے
کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر سے برسنے لگی اور شور دار و گیر برپا ہوا قاسم نے تیغہ سحر کش لے لیا اور سیارہ
نے جھولا اسکے سحر کا اور جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اُتار لیا پھر وہان سے شادان و فرحان لشکر مین آئے
سوگند نے وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ سحر کھینچکر نعرہ اللہ اکبر کر کے صف عسکر ساحران
مین جا پڑا سوگند نے تاراج و ترنج لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیرون کا منھ برسایا پھر تو نظم

ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور
جلایا اُس شرر نے خشک و تر
ہوا پہلے سے ہنگامہ دوبالا

نظر مین مہر بھی تھا مہ کا ہالا
نہ راہِ امن کو بھولے تھے مردم
ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر
بنائے کوہ کو اک زلزلہ تھا
لب سوفار سے پیکان تھا گلگون
رہا یہ پاس نام ننگ تا شام
پریشان کون ہو خوش کسکا لشکر

زمین لاشون سے رشک آسمان تھی
نیام اپنا کیا تھا تیغ سے گم
حِناے پاے اسپان لکہ زن
قدم گاوِ زمین کا کانپتا تھا
ہوا تھا زنگ جلاد فلک بھی
چھپا خورشید مہر آیا لب بام

لہو کی دہار اک سیل دمان تھی
پرندہ تھا نہ اس صحرا مین جز تیر
ہوا خون دماغ دوست دشمن
زبان نیزہ رشک موجۂ خون
سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
تماشے کو ہوئی وا چشم اختر

جسوقت کہ اریکہ آراے فلک چارم آمد فوج انجم سنکر رو بفرار لایا سپاہ
ساحران مین طبل بازگشتی بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے کے گیا خنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ سحر
آکر لڑتے دیکھا تو ساحرون کو بھیج کر طولان کا حال دریافت کیا انھون نے آکر اُسکو مردہ پایا جا کر
بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا خنظل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُس وقت کر رہی تھی جا نہ سکی روکر
چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی در قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہاے میرے
مرادون والے دولھا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ
سے جو گل نہ کھلنے پاے تھے پھول اُنکے آگئے ✤ مسند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ✤ ہاے
آئی برات میرے نوشا کدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کریگا
ہاے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہاے اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پاؤن
پھیلاے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ
کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ و الم مین مصروف
رہی لیکن شاہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھرا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا
اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آ کر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان مین
سر دُھننے لگا اور یہ زبان پر لایا **نظم**

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اُٹھے گا
آئی ہوئی اُسکی نہ مرے سر کہین آ جائے
سکھلاے کہین رنگ بدلنا نہ مری آہ

کھٹکے گا کلیجے مین یہ کانٹا ابھی کچھ اور
گردن کو جھکائے نہ بڑھاپا ابھی کچھ اور
بہروپ کھاے نہ یہ دُنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگند نے اگر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا
یہان تک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار چہرہ زرد گیر و ابستر کیے تپ ہجر سے تھراتا خیمۂ مشرق سے

نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہو کر دلسوزی جتانے لگا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا پھر جلوہ گر دارائے خورشید	کہ گردون پر بکھرا ہو جائے خورشید	غبار و گرد مطلق ہو گیا دور
ہوا روئے زمین آئینۂ نور	سحر گہ پھر وہی خصمی وہی قہر	بلا سے تھا مقابل فتنۂ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج	سر آرام تھا بالین کا محتاج	نماز صبح پڑھ کر وہ دلاور
رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے کے اوپر	چلا وہ شیر نر پھر سوئے جنگاہ	یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر	نمایان ہر طرف سامان محشر	ہوا محشر پہ روئینہ کے دم سے
کہ مردے چونک اٹھے خواب عدم سے	نہ صد پارہ فقط تھا پردۂ گوش	زمین کانپی فلک کا اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی	ہوئی زیر و زبر ساری خدائی	کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار
پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار	کہون کیا فوج کین کی پے مردی	ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبروئے قلعہ لشکر پہونچا حنظل روپیٹ کر لاش طولان کی اُٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی آمد لشکر قاسم دیکھکر خود عازم جنگ ہوئی اُسوقت آفت جادو اسکی مصاحب نے عرض کیا کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس ناسزا کو سزا دیتی ہون حنظل نے اُسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ طولان کی اور قلعہ کی قتل و قمع سے باقی تھی انکو حکم کمر بندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوئے در قلعہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحرون کے نکلے میدان جنگ مین صفین جم گئین کہ نظم

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر	وہ چندان ہو گئی وہ شورش تر
گرین شورش کا وہ دریا ارادہ	کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیسا غوغا تھا ہر سو	کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صف آرائی لشکر آفت میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ قاسم تیغہ سحر کے بھروسے پر لڑتا ہے یہی صدقہ ملکہ نرگسی حشم کا ہے ورنہ ابتک تو زندہ در گور ہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا سرکشی کا چکھاؤن یہ نہیب سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زبیرائے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تگ تین طرارون مین اُس لکاتہ کے روبرو جا پہونچا اُسنے افسون پڑھ کر دستک دی کہ گوشۂ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ نیزرو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زبیرائے سے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جب ہم برابر رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زبیرائے بےحس و حرکت ہو گیا سوار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے لیجا کر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارزطلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر

رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار کرکے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار ستیز ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز اُسنے گرفتار کیے دن تمام ہوگیا اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کرکے منزل مغرب کی طرف قدم زن ہوا اور لشکر انجم باخیل وحشم ہمراہ سپہ سالار ترک فلک دشت نبرد افلاک مین آیا کہ نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ رو مہر — گیا دریاے مغرب مین فرو مہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ — ہوا رخت جہان کیسے کا ہمرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر — کہ راحت کے لیے شب ہی مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے آفت اندر خیمہ کے نہ گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل عسکر شہزادہ دلاور اُتری کیونکہ ہر سحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی اگر کوئی سامنے اُترا ہوگا تو قلعہ پر یورش نکریگا اور اسی لیے اپنے سرداران شہزادے سے ٹوک کر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی حیلہ مین بسر ہون تاکہ زعفرانشوہر حنظل آجاے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تیغہ کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہوجائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا فی الجملہ جب لشکر ساحران باہر قلعے کے اُترا بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونون طرف پھرنے لگا سیارہ نے قاسم سے کہا آپکے دادا کا یہ آئین نہین کہ حریف لشکریون سے طلب جنگ ہوا اور وہ سبقت کرکے آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجود کہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو جس سے طالب ستیز ہوتا ہی اسی کو لڑنے بھیجتے ہین منشا تقریر کا یہ کہ اب آپ کو بھی حامل کرنا ہوگا اور زمانہ بہر مطلوب طول کھینچیگا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کرکے آرام پذیر ہوجیے اور نظر بہ فضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنائی اور راہ لشکر حریف لی جب داخل لشکر ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے مین مشغول عشرت ہی ناچ دیکھ رہی ہی جام شراب گردش مین ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت جو آیا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہی پردہ جواہر دوز پڑا ہی پہرا چوکی کچھ نہین تخلیہ ہی اسنے پردہ اُٹھاکر دیکھا اسی سوار سحر کو سونے کے پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک لوٹ مارکر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور کپڑے مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے نے لاکر جو پھونکا سوار بیہوش ہوگیا یہ چادر مین پلنگ کے پشتارہ باندھکر وہان سے لے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھودکر اُسکو دفن کردیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دکان پر کبابی کباب بیچ کر دوکان بڑھاتا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاؤن یہ سوچکر

مقوے کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگاے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم مین روغن ایسا ملا کہ سارا بدن آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دوکان کے پاس آ کر پکارا کیون جی ہماری خبر بھی ہی اُسنے جو پیچھے پھر کے اُسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ جہان تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہین کبابی نے کہا میری خطا معاف کیجیے مین نے ابھی آپ کے یہان گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اب تمسے بہت راضی ہین چلو اندر دوکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کبابی کو اندر اسکی پال کے لایا اور مُنھ پر اُسکے ہاتھ بیہوشی کا بھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اُسکو اسی جگہ بیٹھکر سوار سحر کی صورت کے مثل رنگ روغن لگاکر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کر کے ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمھارا سیوا بہت کرتا ہوا سکو جا کر سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند مین نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہی اور مسلمانون کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی خبردار آج سے اپنے تئین کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر ہون یہ سمجھا کر وہان سے ہاتھ پکڑے خیمۂ سوار مین لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہین گیا تھا اب آیا ہی غرضکہ کبابی کو خیمے مین بٹھایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہی اسکو قتل کیا اور سب فوج بھاگی کل ہی فتح ہو جائیگی اس طرح سمجھا کر سیارہ تو اپنے لشکر مین چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا دوتچہ اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی بیشک مین سوار سحر ہون رات بھر اسی خوشی مین جاگتا رہا جسوقت لوائے شوکت انتہاے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ ظلمت رو بہ فرار لایا کہ بمقتضاے ابیات

وہ شب آنکھون مین کاٹی مثل اختر
ہوئی مردانگی دونون کو منظور
ہلال آسا چلتے تھے جو خنجر
وہ صحرا ہو گیا تھا رشک گلزار
نہ لشکر سحر جان تھا وہ لشکر
تماشاے جہان سے آنکھ کیلول

غرض خورشید نے کی یہ مہم سر
چلے لشکر سوے میدان جنگاہ
صف لشکر تھی گردون کے برابر
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد
کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر

تردد رات کا جب ہو گیا دور
کہ اک کشور مین کب ہتے ہین دو شاہ
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار
کہ تھا شہر عظیم فتنہ آباد
غرض لشکر ہوے دونون مقابل

بعد صف آرائی کارزار کبابی کو سوار سحر آفت نے سمجھ کر حکم کیا کہ میدان مین جا کر نبرد آزما ہو وہ گھوڑا بڑھا کر رزم گاہ مین گیا اور نعرہ زن ہوا کہ اے قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ تو شہزادہ مرکب اُڑا کر اسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو

جو ہاتھ تلوار کا مارا کبابی کے دو ٹکڑے ہوئے شور اُسکے مرنے کا نہ اُٹھا اُدھر قاسم نے سباز بطلبی فرمائی
آفت لغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر جھکر مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا
ہوگیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا
قاسم نے دیکھا کہ حنظل آکر میرے پاؤن پر گری ہی اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لیتا آپ کو منظور ہو تو تیغہ سحر مجھے
دیجیے کہ ملکہ کو جا کر لے آؤن شہزادہ نام مطلوب سنکر بیقرار ہو گیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے
ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم آفت جادو کمر مین پنجہ دیکر زور سحر انکو لے اُڑی اور لشکر ساحران بیچ
کہتی گئی کہ تم بکر کھولو اور طبل امان بجا کر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آئے
اُسوقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہو ایک تلاطم
پڑ گیا سیارہ لشکر کو حوالے سوگند کے کرکے صورت ساحر کی بنکر بہر تلاش چلا گیا آفت کا ایک باغ
جنگل مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹا کر سحر کر دیا تاکہ یہ بے قابو رہین
اُٹھ نہ سکین اور آپ بجہ سنگار کا لینے گئی کہ اُسکو جھٹکا کرکے قاسم کو قتل کرون اور اُسکی روح کا
پیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ
اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی ہاتھون مین کڑے انوٹ بچھوے پہنے
چنری سرخ اوڑھی لہنگے پر سوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو رخسارہ رنگین پر چھوڑا اور چشم
غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو بہ بست	راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست
تا عاشقان ببوی نسیمش دہند جان	بکشود نافہ و در ہر آرزو بہ بست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونہ اعلیٰ علیین پاتا
کہ صبا زلف پرتاب بنفشہ سے مشک ناب کا نافہ کھولے تھی اور عطار شمار جعد پر شکن مشکین سنبل
سے عنبر تر برستا تھا ریاحین جنان روائح گلہاے سیراب سے مشام جان عالمیان معطر فرمایا
اور باغ جنان اشجار پر بہار سے اُسکے سر سبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہاے الوان	کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان
مصفا ایسا تھا آئینہ آب	کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ مینائی تھے سبزے سے در و بام	کہ بھولا خامہ ارژنگ کا کام
ایاغ بادۂ بہجت تھا ہر گل	ترنم سنج ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جتنے خنظل کے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آتی جاتی ہون آج یہان مالک آئے ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو تمھاری اوا کے دوانے ہین ایک نے کہا ذرا مُنھ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت کو دیکھکر قمری کی طرح طوق محبت در گلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اُٹھکر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلرخسار کا بلبل سمجھ کر

ابیات

دکھاوین ہم دل پر داغ دل ہی یار دیکھو گے لگی ہے آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے		عجب ہی سیر سوجھے گی جو یہ گلزار دیکھو گے بہینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھو گے	

یہ کہکر نزدیک جاکر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہو ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بھینا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیا جلا مرنے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز جان کر آغوش ہی مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین خسر لفیون کی بال پڑی تھی کہین بیج رکھے تھے مٹکے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھٹری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اسوقت بچہ خوک لیکر آگئی اور اسکو جھٹکا کیا بھینٹ جو تیار ہوئی سحر کے ہیر آئے اور کہا کیا غافل بیٹھی ہو سیارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہی یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ موا عیار یہان بھی آیا بہ صد سیارہ نے جو سُنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آتی ہی یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے مُنھ پر مل دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھکر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اسنے اس زور سے پنجہ مارا کہ سر مثل تن سے جدا ہو گیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام میرا آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم مین طاقت آگئی اُٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے مین شیشہ سحر رکھا تھا اُٹھا کر جو ساحر کہ نظر پڑا اُسکو مارا اور ادھر سیارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور انھین ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا ادھر یہ باغبان وغیرہ بھاگ کر خنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے لگی اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی دروازہ بند کیا اس عرصہ مین قاسم آکر پہونچا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر مین داخل ہوا

اُسوقت وہ سردار جو سوار سحر پکڑلے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے ازبسکہ لشکر ساحران کو بیم وہراس مدقاسم طاری تھا کسی نے انھین نہ روکا وہ بھی پاس شہزادیکے آئے اور بآرام تمام اقامت گزین ہوے لیکن وہ سیاہی کا انسان فرستادہ حنظل طلسم مین زنار بلا افگن کے پاس پہونچا نامہ دیا اسمین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا وہ گھر کی بربادی پڑھکر روتا ہوا افراسیاب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ تو بتایئے میرا سارا گھر برباد ہوگیا افراسیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اُسکو عنایت کیا کہ اسکا اکہ بنواکر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف جانا بازو اُسکے سامنے کردینا لعل کا عکس اور چمک جو اُسپر پڑیگی وہ بیہوش ہوجائیگا تم اُس سے تیغہ چھین لینا اور اُسکو گرفتار کرنا بعد لمحے کے وہ پھر ہوشیار ہوجائیگا جو چاہنا سو کرنا اُسنے وہ لعل لیکر اُسی وقت اکہ بنواکر بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم وخدم روانہ ہوا بعد طے کرنے مسافت راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اُسکی بیٹھی تھی اور قلعہ بند تھا شہزادہ نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک ابر سمت فلک ظاہر ہوا پر کالے آتش کے اُڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار فیل پر بیٹھے ہوے ہاتھی اور شیر اُنکے بزور سحر اُڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے نشان کھولے اُڑتے آکر پہونچے نوبت ونقارے بجتے سنائی دیے اور چار اژدہون پر تخت کھنچا ہوا زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر چتر شاہی پھرتا تاج پہنے قباے فرمان روائی زیب بر کیے دکھائی دیا حنظل اُسکو آتے دیکھکر مع ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زر نثار کرتی تصدق آتارتی ہوئی قلعے مین لائی سوگند نے شہزادہ سے کہا باپ ملکہ نرگسی حشم کا یہی ہے خدا خیر کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا ہمارا سب سے زبردست ہے غرضکہ فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنار کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارا جانا طولان وغیرہ کا سب حال بیان کیا اُسنے کہا کہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب سے مجھسے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک ساحر کے ہاتھ خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنے سے امیر کو اطلاع کی انھون نے الگ خیمے مین اگر نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھ سے نہ لڑوگے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آؤنگا

یہ تحریر پر کے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہا کہ حمزہ کو شہر کرنا منظور رہو خیر بجے طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ جہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جسوقت کہ برہمن فلک زنار شعاع گلے مین بتخانہ مغرب مین گیا اور ہندی فلک مقابل نذر کی لیکر اور چوک پروین کی بنا کرا اشنان کے لیے بحر نیلگون سپہر آیا نظم

شب تیرہ نے پھر بہر تماشا جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی		جہان مین دیدۂ اختر کیے وا سیاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی	

رات بھر تیاری جنگ وا دہان نے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی کڑکڑایا دونون جانب ایک غوغاے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر تلوارین سان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر شہنشاہ خاور نے سیاہ زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سیاہ زنگ نے لی سر پہ چادر بڑھا خورشید آسا لشکر دین		سحر پیدا ہوئی مثل سکندر پے جنگ وپے رزم وپے کین	

سحرگاہ قاسم نماز پڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزمی پاک صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ تیھیے ہٹے زنار کی طرف سے مہنت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر الماس خان مقابلے کو گیا اور طالب حرب ہوا مہنت اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا بڑھا اور چکر کھینچ مارا الماس کی گردن مین وہ چکر طوق کی طرح پڑ گیا اور سر بہرنے پھر زین کے جھک گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون اسوقت قاسم گھوڑا بڑھا کر للکارتا ہوا اسکے آگے گیا اور تیغہ سحر کا وار کیا مہنت ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھتا گیا لیکن کچھ نہ ہوا تیغے سے دو پرکالے ہوئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا بعد تو مہنت کے مرنے سے زنار کو تاب نہ رہی خود اثردر بڑھا کے مقابل ہوا اور سحر کی برقین چمکانے لگا شہزادے نے تیغہ سحر بلند کر کے حملہ کیا زنار نے گھبرا کر باز و سامنے کر دیا جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر مین پنجہ دیکر انکو بھی لے اڑا فوج مین غل ہوا جان نثاران شاہزادہ لینا لینا کہکر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ اول قاسم کو قتل کر لون تو تم کو سزا دون غرضکہ لشکریان شاہزادہ رنجیدہ پھرے اور ساحر بھی خیمون مین جا کر آسودہ ہوئے زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو

تام کے حوالے کیا کہ اُسکو بحفاظت تمام قید کر قلعے کے اندر وہ گیسو بریدہ نرگسی چشم موجود ہی
وہان لیجاتا اسکا صلاح نہین نہنگ نے شہزادے کو لاکر قریب ایک درہ کوہ کے خیمے مین
قید کیا اور آپ پہرا دینے بیٹھا کہ اکیلے مین جو آیگا مجھے معلوم ہوگا لشکر مین کثرت مردم سے شناخت
نہین ہوسکتی غرضکہ یہ تو ساکن ہوا اور سیّارہ صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر سے چلا اور تجسس
کنان اسکے خیمے مین آیا اُسنے پوچھا تو کون ہو سیّارہ نے جواب دیا کہ زنار کے پاس سے آیا ہون
آپ کی خیریت اُنھون نے دریافت کی ہی یہ سُنتے ہی نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا
کہ اسکو اُٹھا کر میرے پاس آؤ سیّارہ نے جیسے ہی اُس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر بھاگا
نہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آکر خیمے مین بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ مین ایک ساحر پیر مرد
اسکو ملا چونکہ یہ بھی بشکل ساحر تھا اُسکے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے لیکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو زمین مین دفن کر دیا اور ایک تھال مین کچھ مٹھائی
لگا کر خیمہ نہنگ مین گیا اور کہا نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہون اُسنے وہی گولا پھر اُسکے سامنے
پھینکا کہ اسکو اُٹھا لا سیارہ تو اسکے حال سے واقف تھا اُٹھانے نہ جھکا بلکہ بھاگ گیا نہنگ
سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اب اس اثنا مین زنار خود یہان آیا اُسے کہا دو دفعہ عیار یہان آچکا
ہی اور بھاگ گیا زنار نے کہا بہت خبردار رہنا مین تمھین ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر پھرا راہ مین
سیارہ نے اسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے پاس سے آتا ہی یہ معلوم کر کے بہت جلد زنار
کی صورت آپ بنکر نہنگ کے پاس گیا اُسنے کہا آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا
ہون تمھارے پاس رہکر نگہبانی کرون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھو پشت پر تمھاری وہ
عیار آپہونچا نہنگ گھبرا کر دیکھنے لگا سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت بلند
ہوا قاسم چھوٹ گیا اور اُسنے قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ سحر زنار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا ہی
کس لیے کہ ایک بار قلعہ کوہ مین رکھنے سے تیغہ جاتا رہا تھا اور درے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان
بھی نہوگا کہ تیغہ درہ کوہ مین دفن ہی خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر تیغہ
لے لیا اور ہمراہ سیارہ کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اس ہنگامے کی خبر زنار کو پہونچی کہ ایک عیار
نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کو سُنتے ہی مثل مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب اُسنے کھا کر اُسی وقت
حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہی آلات حرب و ضرب کی تیاری مین بسر
ہو صبح کو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرون گا حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی

اور نفیر سحر کو دم ملا یہ خبر شاہزادے نے سُنی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر لڑنے پر تل گئے سلیح خانے کھل گئے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین گرم رہا جسوقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم مشرقستان بجاہ و حشم توسن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم مملکت افلاک سے دست بردار ہو کر چھپ گیا نظم

سپاہ سحر چون علم بر کشید — جہان حرف تکب را قلم در کشید
برافروختہ شمع رخ آفتاب — چو برداشت از ظلمت شب نقاب

صبحدم سپاہ ہر دو سوادگاہ مصاف مین بکر و فر آکر پہونچی دہل و دمامے بجنے لگے نقیب للکارنے لگے کہ نظم

پکارا عدوئے کین داد بیداد — ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا — غضب ہی شعلۂ سرکش کا بڑھنا
ہوا وارد جو قاسم دشت کین مین — گرے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اوس کا چوما — قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اوسکے ہمراہ — جوان بہتر سے بہتر اوسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک — کفن تھا مردہ صد سالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب — بڑھا زنار آڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ — کہان ہی قاسم ذی ہوش و ذیجاہ
مقابل مجھ سے ہوا گر آج — ملاؤن خاک و خون مین اوسکا سر تاج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا — ہوا غصے سے رنگ رخ بھبوکا
اوڑا کر رخش وہ آیا دلاور — ہوا دشمن سے اپنے ہمگادر

جب قاسم مقابل ہوا زنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ و تار آئی کہ دنیا اندھیر ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا اُسی تاریکی مین ایک پتلا زنار نے جھولی سے نکالکر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اُس تاریکی مین بسبب تیغہ سحر کے نظر آتا تھا اُنکے سامنے اُسکے بازو کا کیا عکس سے لعل کے یہ بیہوش ہوا اُسنے تیغہ ہاتھ سے لیکر اُنکو بھی قید کر لیا سحر کی دستک دی کہ پنجہ آیا اور شہزادے کو اُٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر اُسنے سحر پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون مین غلطان ہے سر الگ ہے دھڑ جدا پڑا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل تلوار پکڑ کر زنار پر جا پڑا اُسنے پھر سحر کی دستک دی کہ عالم مین تاریکی پھیلی اور پنجہ

پیدا ہوا مقبل کو بھی اُٹھا لے گیا زمار نے تیلا نکالکر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کردی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی پڑی ہی خاک و خون مین بھری چشم حسرت آلود کھلی ہی اور سردار تلوارین پکڑ کر فوج ساحران پر چلے اسوقت زمار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشین ان دونون کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جاکر دکھاؤ کہدینا کہ جو یہان آیگا اسی طرح مارا جایگا طبل امان بجنے سے سردار ناچار ہوے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اُڑاتے لاش قاسم کے پاس آئے پکارے کہ ای آقا افسوس ہی کہ تیرا ارمان نہ نکلا ملکہ نرگسی چشم کو تو نے ہم پہلو نہ کیا ہاے اس عالم شباب مین تو حسرت بھرا دنیا سے اُٹھ گیا اُدھر سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ ای مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بلالے مین کس طرح بغیر تیرے زندگی کرونگا کہان جاؤنگا کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونون لاشون کا بناکر کاندھے پر اُٹھا کر نالان و گریان سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکارون نے صداے نالہ و شیون سنکر خبر آکر دریافت کی اور جاکر بارگاہ مین امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کوہ پر مارے گئے اور مقبل بھی ان پر سے نثار ہوا لاشین دونون کی آتی ہین یہ خبر سنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پاؤن دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ خون مُنھ پر ملے جنازہ اُٹھائے آتا ہی ہر سردار خاک اُڑاتا ہوا امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤن سے رونے لگے مگر جو سردار اور تھے انھون نے شور واویلا فلک کو پہونچایا جسقدر لشکر کے دوکاندار اہل حرفہ تھے وہ سب روتے تھے اور علمشاہ باپ کو قاسم کے غش پہ غش آتے تھے ایرج نوجوان فرزند قاسم لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ای والد مجھ خستہ جگر کے سر پر کون دست شفقت رکھے گا آخر وہ دونون لاشین بارگاہ مین لاکر رکھی گئین صف ماتم بچھ گئی یہ خبر محلات امیر مین پہونچی ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہکر کہ ہاے میری کوکھ اُجڑ گئی فرش خاک پر گری اور زوجہ قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقا نے چوڑیان توڑین تھراتی پچھاڑین کھانے لگی کہ ہی ہی میرا راج سہاگ لٹ گیا پھر تو ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر علمشاہ کے بین کسی سے سُنے نہ جاتے تھے جب وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹا تمھاری برات نرگس کوہ سے پھر آئی چاند سی بنو بیاہ کر نہ لائے ای میرے گیسوؤن والے میرے نازون کے پالے تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورت گرد حلقہ باندھے دوہتڑ سر و سینے پر لگاتی تھین کہرام برپا تھا ہلچل پڑی تھی در و دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک ہنگامہ ماتم برپا تھا

نظم

ایک بولی کہ ہاے اے بیٹا
اپنی آواز پھر سنادے ذرا
اک کھڑی آہ سرد بھرتی تھی

روتی تھی اور بین کرتی تھی گر پڑا خاک پر قلم ہوکر پڑگیا دشت بر میں ایک خروش	نخل شاداب نوجوانی ہائے چل بسا راہی عدم ہوکر ایک تھا حال دوست اور دشمن	اختر برج کامرانی ہائے روتے روتے جو سب ہوئے بیہوش نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

الحاصل لاش اٹھانے کی تجویز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادے برہم تعزیت خدمت امیر مین آئے اور عرض کیا کہ ایک بار اسی طرح لاشہ شاہزادہ بدیع الزمان کا آیا تھا مگر ماش کے آٹے کا پتلا تھا اس لاش پر بھی بنابر احتیاط پانی اسم اعظم پڑھکر چھڑکیے شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہوا امیر نے اسم اعظم دم کرکے پانی لاشون پر چھڑکا دونون لاشین پتلے آٹے کے تھے یہ دیکھکر لشکریون اور خادمان محل اور امیر اور سردارون کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ قاسم و مقبل قید مین امیر نے پتلے پھنکوا دیے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بعد ایک روز کے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہون کہ شکار کھیلنے کے لیے مجھے جانے دیجیے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں شاپور نے بازدارون کو اور قراول بہلیون کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہاتھیون پر بارگاہ تیار ہوکر روانہ دشت ہوئی اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتون کی کھٹولیان ٹانگون پر رکھکر روانہ کیں کتون کو ڈورے لیے ہوئے باؤلیان دیتے آگے بڑھے جسوقت کہ ساکن برج اسد شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلہ ستارون کا در بفرار لایا کہ

ابیات

چو طاوس زرین جناح سپہر پریدند از آشیان طائران	بگسترد باز و بر اطراف دہر نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ مین سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور بیم چنگل سے اسکے نسر طائر آشیانہ سپہر مین جاکر چھپتا ہاتھ پر بٹھاکر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شاہزادے نے اول صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اسکی تعریف مین یہ کہنا روا ہی جانورون پر چھوڑا کہ

مثنوی

چو آز باز کردی پر و بال خویش دگر جانب آسمان تاختے		ز ہیبت شدی سینۂ چرخ ریش عقاب فلک پر بینداختے	

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہوگیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا اور کمند نشاط کو گلوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان کہین کچھار مین ہرن بھیر و کرتے نظر آئے

نشانہ تیر ہوے نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی کیے صید اس درجہ گور و گوزن بہت شیر مارے بہت پیل مست وہ کرتا رہا دوپہر تک شکار		درندون کی پھر جان پر آبنی نہ بیزار گردون مین ہو جنگا وزن ہوے کرگدن زور بازو سے پست ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار	

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہوگئی اور مرکب کے منھ پر ہوا جو لگی کنوتی بدلکر وہ رہوار باد پا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شاہزادہ بھی راہ امن اور جاے تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو مہمیز کرتا گیا یہان تک کہ ایک درۂ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان جھکڑ آندھی کے کم ہوے اسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شاہزادے کے لپٹ گئی قاش زین سے اسکو اٹھا کر ایک سمت لیگئی آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین لے جانیوالے نے اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شاہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہی جو کوئی اسکے ساتھ ہو وہ سن رکھے مگر وہان ہمراہ اسکے کون تھا جو سنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم اسکے آئے اور رہوار خالی پاکر متفکر ہوے ناچار ہر سمت ڈھونڈھکر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہوجانے ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اسکا نگہبان رہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے واضح ہو کہ شاہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین یہ حقیر مترجم گذارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہی اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار کٹنی اور مخمورہ کا اور داستان لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے ہونا اور ہیلے کا جاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہون اور امید ہی کہ دامن عفو سے میری غلطیون کو چھپائین نظم

چنین گفت مرد سخندان یمن درین روضۂ پاک مینو نشان		کہ اے باغبان ریاض سخن درختے معانی بنوعے نشان	

کہ ہر کو خورد میوہ زین درخت　　نشانندہ را گوید اے نیک بخت
درین باغ خوش میوہ ہاے ترست　　بزیبائی از یک دگر بہترست

کرشمہ سنجان لعبت تسطیر وعربدہ جویان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیبائے بیان کی آرائش اس طرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کٹنی کو جب ساحر پار دریاے سحر کے لیکر آیا صاحبان دریا سے حکم شاہ طلسم بیان کیا یعنی کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا اور بعافیت اُتار دینا یہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر مہرخ مین آئی ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی ایک دن سراپچے بارگاہ کے اُٹھے تھے اور مہرخ سیر دشت کر رہی تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا مہرخ نے اسکو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہی اُسنے کہا واری مین سب عزیزونکو کھا گئی اب تنہا عاقبت کے بوریے اُٹھانے کو رہ گئی ہون ایک جگہ نوکری کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج مین وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہین اُنھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب بہت آرام سے ہون دن بھر مانگنا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا بیت

گدارا میسر چو شد نان شام　　چنان خوش بخسپد کہ سلطان شام

مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا کپڑے دیے جائینگے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائیگا کٹنی نے یہ عنایت دیکھکر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ مثنوی

ای خوشست آیین جہان داشتن　　ملک بدنیکو نہ توان داشتن
نیح نہالیکہ تو آبش دہی　　میوہ شاخش نبود جز بہی

مین بھی یہی امید کر کے آئی ہون کہ مدت العمر سایۂ عاطفت پیرایۂ دامن دولت حضور مین رہون اور زمرۂ متناجاتیون مین شمار کی جاؤن مہرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جاکر ساکن ہوئی اتفاق سے جسوقت یہ بارگاہ مین آئی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمۂ مخمور مین بہت رہتا ہے کیونکہ مخمور ہر وقت حال نورالدہر کا پوچھتی ہے اور انھین کا حال بیان کرا کر سنا کرتی ہے عمرو کو بہت کچھ دیا کرتی اور وعدہ دینے کا کیا ہے اب اسقدر محبت بڑھی ہے کہ تمام ساحرون مین چرچا ہے

مخمور عاشق عمرو ہی دونون ایک ہی مسند پر پڑے رہتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہی آتش رشک مین جلا جی مین کہتا ہی کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہی سچ ہی رنڈی کا کیا اعتبار ناک نہ ہو تو گوہ کھائے بمقتضائے بیت

اگر نیک بودے سرانجام زن — زنان را مزن نام بودے نہ زن

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین او عمرو اسکو بجاے فرزند کے جانتا ہی مال کے لالچ سے اور راز طلسم دریافت کرنیکے لیے خلوت پذیر رہتا ہی قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پاکر مہرخ کے دلمین گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو آتے وقت تھی ایک دن اُسنے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دستر خوان پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھکر کہلا بھیجا کہ اللہ ری مخمور تم کیا آئین خواجہ کے دیکھنے کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دستر خوان بچھا ہی پلاؤ بہت مزے کا پکا ہی نوش فرمائین جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دستر خوان پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہم نے ایک نیا ملازم رکھا ہی اسکو سب باتون مین دخل ہی رکابداری بھی جانتا ہی اُسی نے پلاؤ پکایا ہی عمرو کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار بنکر آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر مین اب آئی ہوگی یہ سوچکر قاب اُٹھاکر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے پتھر نکالکر چانولون کو رگڑا پوچھا وہ رکابدار ملازم نیا کہان سے آیا ہی مہرخ نے سب حال بیان کیا وہ ایک فقیرنی ہی مین نے رکھ لیا ہی اُسنے کہا سامنے بلواؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت بغور دیکھکر کہا کہ عیار یہ تو نہین مگر کٹنی معلوم ہوتی ہی بڑی چالاک ہی تیور بد ہین یہ کہکر فرمایا کہ میری طرف اے نیکبخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلا وادیکر بعد لمحے کے پھر کہا دیکھون تیری آنکھ اُسنے پھر اُنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلے جس نگاہ سے اُسنے دیکھا تھا اُبکی وہ نظر نہ تھی اتنے ہی عرصے مین تیور اور ہو گئے مقرر یہ کٹنی اور اسکی مان کٹنی اگر کہو تو کوڑے مارکر قبول کرا دون یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب نہین دوڑکر قدمون پر گر پڑی اور عرض رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین خوب پہچانا مین ہوشیار کٹنی ہون افراسیاب نے لاکھون روپے دیکر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہی لیکن اب عہد کرتی ہون کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑکر کہین جاؤن کس لیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہی مگر عمرو نے اسکا عذر سنکر

فرمایا کہ مین کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند مہرخ نے دیکھا کہ عمرو اسکے رہنے پر راضی نہین ازبسکہ مانوس اس سے ہوچکی ہی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار کرتی ہی کہ مجھ سے خطا سرزد نہ ہوگی اسکو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا مناسب جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بد اندیش غرہ نتوان کرد کسے کہ کرد چنین عافیت پشیمان شد ٭ مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی مین کبھی اسکو منھ نہ لگاؤنگی یہ کہا اور کشتی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا وہ بات رفت و گذشت ہوئی بعد فراغت سب اپنی اپنی جگہ پر گئے ہوشیار دو ایک روز اپنے خیمے سے باہر نہ نکلی اور کسی کو اسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ رہا بعد دو دن کے بہار اور شکیل کے خیمے مین جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑ لے جاؤن وعدے کے خلاف شاہ طلسم کے ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہی اسپر قابو نہین چل سکتا آخر ایک رات کو چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کرکے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست کر دیجیے تاکہ جسوقت مین مخمور کو اپنے قبضے مین لاؤن وہ ساحر گرفتار کرکے شہنشاہ کے پاس لے جائے حیرت نے اسکی تقریر بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اسنے نامہ پڑھکر باغبان سے کہا تم جاؤ اور کشتی کے پاس رہو وہ حکم پاکر اٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب کرنا چاہتا ہی تو کیون اپنی شامت لایا چاہتا ہی اسنے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک کے کام مین کیا عذر ہی افراسیاب نے بھی اسکی آہستہ تقریر کو سنکر پوچھا کہ کیا ہی باغبان نے عرض کیا کہ گلچین جانے کو منع کرتی ہی شاہ نے کہا تیری راست گوئی سے مین بہت خوش ہون اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا لاکر راہی ہوا گلچین بھی اٹھکر چلی اور راہ مین شوہر سے کہا کہ کیون مجھے رانڈ کیا چاہتا ہی عمرو سے عداوت اچھی نہین اسنے کہا تو دیوانی ہی بیہودہ بکتی ہی جاکر باغ مین بیٹھ مین شاہ کے کام کو ضرور جاؤنگا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی ناچار اپنے باغ مین گئی اور یہ بارگاہ حیرت مین آیا اسنے کشتی کے ساتھ کر دیا کشتی اسکو بزور سحر صورت بدلوا کر اپنے خیمے مین لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے مین گئی اتفاق سے عمرو اسوقت کہین گیا تھا اسنے قابو پاکر مکر و ریا کیا کہ اے ملکہ مین نے صنعت کرکے ایک چڑیا بنائی ہی آپکے دیکھنے قابل ہی مخمور نے کہا آخر اس چڑیا مین کیا وصف ہی اسنے جواب دیا کہ وارائے طلسم کے زور سے چینی کی پتلیان باہم لڑتی ہین گاتی بجاتی ہین مخمور کو اسکے کہنے سے اشتیاق پیدا ہوا اور خرامان خرامان اسکے ہمراہ خیمے مین آئی یہان باغبان بیٹھا تھا اسنے

اُٹھکر خاک جمشیدی چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہوگئی وہ کمر مین بچہ دیکر لے آئی اور کشتی اسباب وغیرہ
سب چھوڑکر بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک رسی مخمور کے لپٹی ہوئی اُڑا ئے لیے جاتی ہی سب نے
غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریاے سحر سے بہت جلد گذر گیا سب حیران ہوکر
رہگئے مگر کشتی بھاگتی ہوئی قریب دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے دوڑتا آیا تھا
اسکی نگاہ کشتی پر پڑی پکار کہا اے قحبہ کھڑی رہ کہان جاتی ہی کشتی نے اسکی آواز سُنکر بہت جلد اپنے تئین
پل پر زادون پر پہونچایا محافظان دریا نے کہا کہ ہم تجھے ہاتھون ہاتھ پہونچا دیتے ہین ابھی ہونے
لیکر جانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر سر پر چرخ دیکر
جو مارا کشتی کے سر پر جاکر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ تڑپ کر مرگئی اُسی کے سرگئی کہ کردکر
نیاقت کا معاملہ ہوا ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اُسنے گلیم اوڑھ لی اور اپنے لشکر مین آیا باغبان
کا حال مہرخ وغیرہ سے کہکر کہا کہ مین جاتا ہون جان بازی کرکے مخمور کو لاتا ہون یہ کلمہ سُنکر سب
جواب دہ ہوے کہ مخمور کا خدا نگہبان ہی آپ نہ جائیے دریاے سحر سے گذرنا مشکل ہی عمرو
نے نہ مانا اور راہی ہوا بعد اُسکے اور عیار بھی روانہ ہوے لیکن مخمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت
نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہوکر باغ سیب مین آئی اُسوقت شاہ طلسم پردہ
ظلمات مین گیا تھا باغبان نے مخمور کو لاکر خوب سحر سے مسحور کرکے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت
پہونچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او چھنال حرامزادی تجھ سے شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجکو
خاک سے پاک کیا شاہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق
ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سرخ آیا اور سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے
استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو بہت سخت سُست کہا مخمور سمجھی کہ بیشک اب
تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تو نے اپنے شاہزادے نورالدہر کی بھی صورت نہ دیکھی
یونہین دُنیا سے محروم چلی دل سے رو کر یہ کہنے لگی کہ ابیات

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی مین مر گئے — یونہین ہماری عمر کے دن سب گذر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد یک بیک گئی — اُسکے دوچار ہوتے ہی یارب کدھر گئے

یہ تو خیال مطلوب مین تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھ پر عمرو عاشق ہی اُسنے جواب دیا
کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہی مگر او میرے سیکڑون یار ہین کسی بھڑوے کا اجارہ تو نہین مین
ایک دن مین اسّی ہزار کرونگی یہ جواب شاہ طلسم سُنکر بہت برہم ہوا اور کہا تجھے عمرو کا بھروسہ ہی

کہ وہ اگر چھڑالے جائیگا مخمور نے کہا بھروسہ تو مجھے خدا کی ذات کا ہی لیکن عمرو کا یہان سے چھڑانا کیسا
وہ تو آسمان پر سے لے جا سکتے ہین ایسے ہین کہ تیرے تھنون مین تیر چلاتے ہین افراسیاب نے
بہ غصہ کہا کہ او قحبہ تو مجھے اُس عیار سے دھمکاتی ہی مین سامنے اُسکے تجھے آگ مین جلاؤنگا یہ کہکر
حکم دیا کہ ای حیرت تم اپنے لشکر مین جاکر سامنے فوج مہرخ کے میدان مین لکڑیان جمع کراؤ اور
اسکو اسکے رفیقون کے روبرو جلا دو اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم
دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مقرر کرو اور لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر
حسب ارشاد شاہ کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اُتر کر روبروے لشکر مہرخ خیمہ استاد
کراکے اتری ساحرون سے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹکر ایک جگہ جمع کرنے
لگے اتفاقاً عمرو جو فکر رہائی مخمور مین چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر بنکر قریب
گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا اُنھون نے سارا ماجرا بیان کیا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر کچھ عیاری
کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو
ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہی کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم جہان ہو رہا ہی وہان
بہ شکل ساحر کھڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے حیرت سے کہا لو اُنکے آشنا یعنے عمرو لکڑیون کے پاس
آ پہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور مین انھین بھی گرفتار کرائے دیتا ہون جوڑے کے جوڑے کو جلا دو
یہ کتبہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ اے رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو کھڑا ہی اسکو گرفتار کر لو اس
مضمون کو جب پتلے سے پڑھکر رنگین خیمے سے نکلکر یک نگاہ تلاش عمرو مین دوڑانے لگی
عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا اور وہان سے دور ہٹکر گلیم اُتاری
دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہی اُسنے زفیل عیاری بجاکر اُسکو بلایا جب وہ
نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اسوقت تم میری صورت بنکر ساحرونکے سامنے جاؤ
اور اپنے تئین قید کرا دو پھر مین سمجھ لونگا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی شکل
عمرو کی بنائی اور لشکر کے سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہی
تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد
ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر نیمچہ پکڑ کر ڈانٹتی ہوئی بڑھی برق
نے بھی خنجر کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگرے
اور بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران

کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا از بسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہی اسوقت یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بچی نے پہچان کر گرفتار کرایا ہی اب اسکے عمرو ہونے میں کچھ شبہ نہین غرض کہ خوشنود ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سنتے ہی اٹھی کہ اسکے اٹھنے سے ہزار ہا ساحر اٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑگیا جسقدر کہ مخمور کے بیان دوست تھے انکو صدمۂ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چلکر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھ لین اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھکر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب برسر راہ کھڑے ہوے ادھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور کے پہناکر تخت سحر پر جادو سے بے بس کرکے بٹھالیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہوکر چلی ہزار دن ساحر محاصرہ کیے روانہ ہوے اور شاہ طلسم بھی برشِ کروفر سے سوار ہوکر چلا خمار جادو بہن نے مخمور کو لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہوکر افراسیاب کی اطاعت کرے تو مین اپنی ضمانت کرکے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ جلنا میرا ہزار زندگی سے بہتر ہی مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرونگی خمار ناچار چپ ہو رہی اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کرسکی مگر زار و زار بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو لوگ کہ تماشائی تھے انمین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ عبرت پذیر تھے اور کہتے تھے کہ سیان اس شاہزادی کا یہ سن اور یہ دل حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہی افسوس ہی کہ کیا جفا پسند چرخ بے درد ہی رباعی

در عالم بیوفا کسے خرم نیست	شادی و نشاط در بنی آدم نیست
آنکس کہ درین زمانہ اورا غم نیست	یا آدم نیست یا ازین عالم نیست

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے آتا ہی لیکن حال عمرو سنیے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو یہ مسند پر بیٹھی ہی اور چند ملازم ساحر اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ ای رنگین سحر مین فرشتہ سامری ہون خداوند سامنے درۂ کوہ کے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہی کہ عمر جاودانی عطا فرماوینگے رنگین سحر یہ صدائے غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ ندا دینے والا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتہ خداوند کی آواز ہی پس اسی وقت اٹھکر تنہا چلی اگر

کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چلکر نزدیک درہ کوہ کے پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آبیٹھا تھا اور صورت اپنی نہایت خوفناک بنا چکا تھا کئی سر اور کئی ہاتھ پانون بنائے تھے اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین عرصہ گذرا خداوند تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کھائیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین دیا اور آپ سامنے سے غائب ہوگیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دیکر پاس خداوند کے گیا اس نے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہوکر گری عمرو نے ظاہر ہوکر کپڑے اسکے لیے اور اُسی کی صورت اپنی بنائی اور اُسکو زمین کھود کر دفن کردیا آپ وہان سے خیمہ مین آیا اور ساحر جو لکڑیان جمع کررہے تھے اُن سے حکم دیا پہلے زمین پر بارود بچھاؤ اُسکے اوپر لکڑیون کا انبار کرو کہ مجرمون کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہوجائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہین ایسا نہ ہو کوئی بیچ مین پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اُسکو لے جائے یہ کہکر الگ جاکر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی اُنھون نے زمین پر اُسکو بچھایا اُسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدی خوب انتظام کیا اسمین افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُس مجرمۂ سرکار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل مین گرفتار لائی اُسکے آنے سے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا اور لشکر مہرخ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ مخمور جلائی جاتی ہی یہ سُنتے ہی ہر ایک نے بچھاڑ کھائی اور مہرخ جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد لشکر طیار کرایا سب سردار نارنج و ترنج اسباب سحر لیکر تخت اور اژدہاے سحر پر سوار ہوے پھر تو نظم

چلی فوج جنگی سوے رزم گاہ
ہوا بحر آہن مین پیدا خروش
ہوئین منقلِ سحر آتش فشان
کہ دریاے خون جیسے ہوکے روان

وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ
کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے
برستی تھین ہر سمت چنگاریان
وہ باجون کا بجنا وہ قرنا کا شور

بڑھے جس گھڑی سارے فولادپوش
سواری کے اژدر شرربیز تھے
لیے سُرخ سُرخ ہاتھ مین جھنڈیان
وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر حسب دم روانہ ہوا صداے نفیر جنگی سُنکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور مہرخ سے کہا آپ کہان جاتی ہین اُسنے اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آج تک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے ہاتھ سے قتل ہوجاتے جان دینا کیا مشکل ہی جب چاہو لڑکر مرجاؤ اُس وقت پر کیا منحصر ہی خواجہ صاحب گئے ہین وہ جب تک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لینے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہرخ اسکے روکنے سے

تھی اور یہ بہر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا رنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا اور شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسی قدر فوج بہر تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کر کے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلاکر پھر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم ہے شاہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمجنسون مین ذلت اُٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و خوبی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سُنکر رونے لگی اور آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر پکاری نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدۂ دل لڑ گئے　　شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے
بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال　　آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے
دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو گیا جینے کا لطف　　کیون اجل کیا پاؤن مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہ رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمایئے غم عشق سے چھڑایئے افراسیاب اسکی تقریر سُنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی جلا کر حکم دیا کہ لے جاکر مع عمرو کے اسکو جلا دو رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحری دفع کر دیجیے تاکہ مین اس مجرمہ کو لے جاکر انبار ہیزم پر بٹھا دون حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھے مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلاکت کو دیکھکر رہ گئی اور رنگین سحر نے اسکو لیجاکر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو مین متمکن کیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے بارود بچھی ہے دل سے کہا اُستاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہوگا کہ برق نے اُستاد کے نام پر جان دی کیونکہ اُستاد مجکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جلنے کا سامان ہے اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کار شاہزادہ نور الدہر سے بیان کرتے بعد فتح طلسم شاید وہ مغرور ہماری مشت خاک پر آتا للمؤلفہ

بعد فنا یہ خاک جو برباد ہو میری　　دامن ہو ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہکر زار زار اشک خونین دیدۂ خون بار سے برسانے لگی اور بیتابانہ یہ سنانے لگی کہ نظم

احوال خوش نصیبون کا ہم بزم مین جو تیرے　　افسوس ہے کہ ہمنے وان کا نہ بار پایا
ملک الیک مدت لیا بسا غمون سے　　آخر اُجاڑ دنیا اُس کا قرار پایا

کیا اعتبار یان کا پھر اُسکو خوار دیکھا
جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر شب سے
وان جاکے صبح دیکھا مشتِ غبار پایا

برق یعنے عمرو نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب دیا اے ملکہ خدا کو یاد کر دو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہوجاتا ہی ہم نے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو خدا کیا کرتا ہی اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ ارے نمک حرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہی اپنی جان بچا برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ اُستاد ہین خوش ہوا کہ اب ضرور چھوٹے اور مخمور نے تڑاق سے جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہی جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نکرونگی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا اے شہنشاہ یہ مجریہ کسی طرح مطیع نہین ہوتی افراسیاب نے کہا کہ تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگائی جاے ایک ساحر پولا لیکر دوڑا اُسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بشکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ساحر پولا جلا کر چلا تھا قران نے دوڑ کر اُسکے سر پر بغدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اُسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچکر زنبیل مین ڈالا اور ازبسکہ سحر تو دفع ہوچکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوا بارود بیہوشی کی اوڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزار ہا ساحر بیہوش ہوکر گرا یہان تک کہ بنگلہ مین حیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوے اُسوقت قران نے دوڑ کر مہرخ کو اس حال کی خبر دی اُسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل کھڑی تھی آکر گری نارنج و ترنج مار کر ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہ ہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان نے پتھر برسانا شروع کیے عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہ گیا

نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی
کسی کو تاب اُس آتش کی کب تھی
جہان اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس
وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشے مین جب چھپنے وہ خونریز
سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز
ہوے شیرون کے آگے سے وہ گمراہ
پریشان و گریزان مثل روباہ

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو زلزلہ ہوا اور پریان پکاریان لینے نکلین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کریگا حسب ارشاد

مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہوگئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی اور وہان پریون نے پچکاری
منھ پر شاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال ابتر اپنے ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے
جلے ہوے گرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزار دن لاشین خاک و خون مین غلطان آگ لگی ہی
خیمے جلے ہین حسرت و یاس برستی ہی نہ عمرو کا پتہ ہی نہ مخمور جلتی ہی یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور
فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اس بار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جاینگے اب کی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا غربال جادو
نام ایک ساحر ہی کہ اُسکے پاس سحر کا جال ہی کہ اُسمین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہی اور لٹک جاتا ہی اُسی کو
یہ لینے گیا ہی آیندہ حال اسکا معلوم ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے اُتری اُسطرف
مہرخ بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو زنبیل سے نکالا سب اُٹھ کر گلے سے ملے اور
عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا اے مہرخ اُس گٹھی کے رکھنے کا تم نے تماشہ دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب
بغیر تمھاری صلاح کے کوئی امر نہ کرونگی عمرو بولا کہ اب کی افراسیاب بڑی آفت لائیگا اور اے
مخمور تم بھی زبردست جادوگرنی نہین ہو کیون کہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت
لیجاتی ہو مخمور نے کہا خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے ہین ہین چار روز چاہ سامری پر جاکر
رہون تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دون اسمین شکیل جو عشق خوبصورت مین بیہوش سا
رہتا ہی یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھ کو پکڑ کر میری معشوقہ پاس قید کردے تو
بہتر ہو اور اگر میرا اُستاد میرے حال کی خبر پاتا افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جادوان
ہی عمرو نے پوچھا وہ کون ہی اور کہان رہتا ہی شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
راہ سخت دشوار گذار ہی عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اُس نے کہا دو راہین اُسکے طلسم کی ہین ایک راہ
تو کوہ عقیق کی طرف سے ہی اور دوسری راہ مُلک لوح داران جادو کی جانب سے ہی اور
وہ بادشاہ طلسم ہی اُسکا طلسم بھی بہت بڑا ہی مثل طلسم ہوش رُبا کے ہی اگر وہان کوئی جاے
اور کہے شاگرد تیرا مرتا ہی اُس سے افراسیاب سے مقابلہ ہی یہ سنکر وہ بھی چلا آئیگا عمرو نے
کہا نام اُسکے طلسم کا کیا ہی اور اسکا نام اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کیونکر ہی شکیل جواب دہ
ہوا کہ اسکا اسم گرامی نام نامی کوکب روشن ضمیر ہی اور اُسکی بیٹی ہی کہ بے مثل ساحرہ ہی نام اُسکا
بران شمشیر زن ہی اور نام اُسکے طلسم کا نور افشان ہی اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان

کے آگے دریاے ہفت رنگ ملے گا اُس طرف دریا کے سرحد اُسکے طلسم کی شروع ہوجاتی ہی افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہان جاکر سیر کرے وہ ممکن نہ ہوا نہ اُدھر کا کوئی ادھر آسکتا ہی نہ اِدھر سے کوئی اُس جانب جاسکتا ہی بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جاسکا اور اُس طرف دریا کے بیابان اور صحرا اُس طلسم کے پڑتے ہین وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہین کہ کدھر راہ ہی اور کیا کیا بنا ہی عمرو نے پوچھا کہ دریاے ہفت رنگ کیسا ہی شکیل نے کہا اُسمین سبز و سرخ و زرد و سیاہ و سفید سات رنگ کا پانی بہتا ہی عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جاکر لے آتا اور دریا تمھارا اُسکو پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سُنا ہی کہ نہین ہی اگر کوئی سیکڑون برس چلے جب بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اس طلسم مین رہتا ہی مین جاکر جو کہوگے لے آونگی لیکن بڑی خرابی یہ ہی کہ اُس دریا مین نہ کشتی ملتی ہی نہ کوئی ملاح ہی عمرو بولا کہ کچھ کیون نہ ہو مین جاتا ہون مہرخ نے گھبرا کر کہا اے شکیل تو نے بیقراری کر کے خواجہ کو ہم سے جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اٹھی کہ خواجہ آپ نہ جایئے مین جاتی ہون یہ کہکر اٹھی اور اپنے خیمے مین آکر تیاری سفر کرنے لگی لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیئے کہ اُسنے غصّے مین آکر کیا تدبیر کی ہی اور کیا آفت برپا کرتا ہی

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت سے ساحرون کو اور لانا افراسیاب کا غربال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال سحر مین عمرو کو مع کل لشکر مہرخ کے اور اٹھا لیجانا جال توڑ کر عمرو کو براق شمشیر زن دختر کوکب کا اپنے طلسم مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا غربال کو اور چھڑانا لشکر مہرخ کو پھر لڑنا مصور جادو کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور نامہ آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا اہلیل اور مہلیل جادو کو واسطے مدد لقا کے اور مارا جانا اُنکا عیارون کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران و عیاری عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ

ساقیا رندی کی بہار آئی ہی
سبز ہوے تختۂ صحن چمن
نافۂ گل لخلخہ ریز آج ہی
زلف بنفشہ بھی ہی عنبر فشان
عطر فروش اب ہی نسیم سخن
زخم زن تار رگ گل ہوا
کیون نہو نشتر زن دل آرزو
صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن
تاج حریفان ہون کرم سے ترے
ہو لبا ے دام مین اپنے اسیر
آتش مے نشہ کرے تیز دم
پھر قلم جاوہ ہو جادو طراز
لی چلے اے جاوۂ مے لالہ فام
کر دچنان زمزمہ داستان

زمزمہ پرداز ہزار آئی ہی
ہندو لالہ نے پیالہ لیا
باد صبا غالیہ بیز آج ہی
زیب تن لالہ ہوا سرخ لباس
بلبل بستان ہوے محو سخن
جس طرف ہی دیکھیے طرفہ بہار
ساقیا لا منھ سے لگادے سبو
پھر کرون مین قصۂ رنگین بیان
مے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
کلک سیہ مست ہو بیراروان
معرکۂ جنگ مین ہو تیغ علم
وہ ہون مین جمشید کہ جام شرب
ہان لکھو افسانۂ شیرین کلام

غنچۂ لب بستہ ہوے خندہ زن
جام مے لعل دو سالہ لیا
ترک سمن مست ہی غمزہ کنان
توبہ شکن بن گئے ایمان اساس
مست فغان یہ دل بلبل ہوا
بنت عنب بھی کرے ساقی نکھار
مین دکھاؤن گا تجھے رنگ سخن
پھر ہو ترد تازہ دل دوستان
دست سبو ساقیا ہو دستگیر
پھر لکھون مخمور کی مین داستان
نشۂ مے ایسا ہو نیرنگ ساز
اب ہی سر کاسۂ افراسیاب
بلبل تقدیر بہ گلزار جہان

طغرا نگاران رنگین بیان و مرقسمان نقش تماہد بدیع الجمال داستان بخط گلزار حدیقۂ اسمار کو یون سر سر بیان کرتے ہین اور تقریر نگار رنگ کی نیرنگی خامہ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنے مخمور رامروت زاد راہ بہر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین آ کر سب سرداران سے رخصت ہوئی اور طاؤس پھر پر بیٹھ کر سمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہوگی یہان بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہی یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچی وہان صرصر عیارہ درکوہ مین کھڑی تھی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اسنے اسکو جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی یہ دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہونگا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا طاؤس اپنا زمین پر اوتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اسنے پشتارے مین باندھکر پشت پر لادا اور لیکر چلی اسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہی اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہی یہ دیکھتے ہی اسنے ڈانٹا کہ کہان جاتی ہی مین آ پہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اوتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست سے پشتارہ لیکر نہ لڑسکونگی غرض نیمچہ کھینچکر مقابل

ہوئی عمرو نے اسکے پنجہ کا وار رد کر کے حلقے کمند کے مارے صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پا کر جال ثبتارے پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکلکر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور ثبتارہ پھینکنے سے جھلا کر بڑی تڑپ جھڑپ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ وین تن نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھتا تھا اُسنے وہین سے سحر کیا کہ دو پنجے آ کر گرے اور صرصر و عمرو کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُس ساحر کے لائے اُسنے کہا تم کون ہو عمرو نے کہا کیا کہون شرم کی بات ہی یہ میری جورو ہی لیکن آوارہ ہو گئی ہی پھر آپ جانیے بموجب بیت

زن بد در سرای مرد نکو ہم درین عالم است دوزخ او

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہی صرصر نے جو یہ کلام سنے لگی کوسنے دینے کہ تیری جورو کے منھ کو جھلسون اور جو مجھے اپنی جورو کہے اُسکی صورت کو آگ لگا دون منگل توار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اوتارون ای سانگ سن موے دغاباز جھوٹے کی باتون پر نہ جانا مین عیار بچی شہنشاہ جادوان کی صرصر ہون اور یہ عمرو ہی سانگ نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہین ہون رعایا ہون اس سبب سے پہچان نہین سکتا اور بزور سحر اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین تم دونون کو شاہ کے دربار مین لیے چلتا ہون یہ کہکر اُن دونون کو اپنے مکان کے ستون سے باندھ دیا اور آپ گانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہی فرش فروش شیشہ آلات سے سجا ہی اور ستار کونے مین رکھا ہی سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہی یہ جان کر آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اُسنے کہا تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہی عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے از بسکہ اسکو اُسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اُٹھکر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نَے کی نکال مُنھ سے لگائی اور ستار اُسکا اُٹھا کر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ او راشعار مدح حسن معشوقان مین گانے لگا اُسوقت یہ کیفیت تھی کہ سانگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا اور ہمہ تن ہو کر بت بن گیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفین کرتا تھا اور عمرو خوب جی توڑ کر گایا کہ وہان کے تمام وحوش و طیور گرد جمع ہو گئے یہ عالم تھا نظم

گاتا تھا وہ دلکش زمانہ ٹپہ ٹھمری اغزل ترانہ
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے الحان سے کٹے سے تال سم سے
ہر تال پہ تانسین قربان بیخود ہوا بادلا پریشان

اسی طرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا کہ ای ساناگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت ہی اوراگر دو
ایک جام شراب کے عنایت فرمائیے تو آپ کو خوب محظوظ کرون ساناگ نے حسب خواہش اسکے
کشتی بادۂ ارغوانی کی لگائی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے گلابی اٹھا کر شراب جام
مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اسوقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی
پکاری ای ساناگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہی ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار تجھے مار ڈالے گا ساناگ
اس کلمہ کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا سوچکر اول سادہ جام دیا تھا اسوقت
عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہی سامری نہ کرے جو عورت بدی پر آجائے آپ میری خاطر سے
اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اس کی علاوت دریافت فرما لیجیے ساناگ نے یہ تقریر سنکر اپنے
ملازمون کو بلایا ہر ایک ساحر جو اسکے خدمتی مین حاضر ہوے اُن مین سے ایک کو وہ شراب پلائی
کچھ بھی اسکو نہوا سامنے بیٹھا ہنسا کیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عورت میری دشمن
ہی ساناگ کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہی لا ساغر شراب اور دے اسنے پھر سادہ جام بھر
کر دیا یہ تو پینے مین مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل مین فرصت پاکر ملائی اور جو دو ایک ساحر
وہان تھے انھین پیالے بھر کر دیے اور دور مین ساناگ کو بھی جام دیا وہ بھی پی گیا صرصر ہر چند کہتی
رہی اسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیے بیہوش ہو گئے عمرو نے صرصر کو
بندھے اور بے قابو پاکر چند بوسے لیے اور کہا کیون جانی عیاری بھی تمھین آتی ہی صرصر بظاہر اسکو
کوسنے لگی لیکن دل مین آفرین کرتی تھی اور عمرو نے جال مار کر اس مکان کا کل اسباب لوٹکر زنبیل
مین رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم ساناگ کے تھے انکے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا اُسنے
ساناگ کے بھی خنجر مارا وہ روئین تن تھا خنجر اچٹ گیا فی الفور اسکو اٹھا کر زنبیل مین ڈالا دوچھر
پاس آکر اسکو چھیڑنے لگا صرصر نے کہا او مونڈی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھول دے
عمرو نے کھولنے کے ارادے ہاتھ بڑھا کر اسکے سینے پر رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا سامری کی قسم جو تو نے
مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی الغرض یہ تو صرصر سے مصروف دل لگی
کرنے مین ہی مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہائے
بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعۂ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا مسند نشین بھی تھی معہ غریبان جان
مع اپنے رفیقون کے صحبت آرا تھا جب شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا ہر نے جادو کے اسکو آمد شاہ
کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شاہنشاہ نے گوشۂ چشم سے سلام لیا

اور فرمایا کہ اے غربال تم جال سحر کا لے جاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو اُس نے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائے ہین تو بنگلے مین آکر قدم رنجہ فرمائیں مین حاضر ہون جو ارشاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤنگا افراسیاب حسب التماس بنگلے مین آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اُسی وقت طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ ای شہنشاہ سانگ روئین تن کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر غربال سے کہا کہ کسی کو بھیج تاکہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد شور جادو اور ناوک جادو نام دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ مین مشغول رہا کشتی شراب ناب کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہان جا کر پہونچا کہ عمرو اختلاط صرصر سے کر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہے یہ دریافت کر کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اسی اثنا مین ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو بندھے دیکھکر مستفسر ہوا کہ عمرو کہان گیا اُسنے کہا آپ کو آتے دیکھکر بھاگ گیا بولا کہان جائیگا مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر چلا صرصر نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے مین عرصہ ہوگا وہ عیار نکل جائیگا اُسکو پکڑ لاؤن تو تجھے آکر چھڑاؤن یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے اُس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈھ رہا ہے خیال کیا کہ یہ اکیلا آتا ہے مار دو اسکو یہ سوچکر گوشے مین ٹھہر کر مخمور کو زنبیل سے نکالکر نشپارے سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب حال کہا مخمور ساری حقیقت سے آگاہ ہو کر ڈانٹتی ہوئی چلی اور عمرو ٹھہر رہا ناوک نے جو اسکا للکارنا سُنا نارنج پکڑ کر سامنے آیا اور حربہ کیا مخمور نے اشارہ کیا کہ نارنج اُسکا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پھر اُسنے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے مخمور نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیرون کو اُسنے قلم کرنا شروع کیا اُسوقت مخمور نے ناریل جادو کا پڑھکر مارا کہ سینۂ ناوک کو توڑ گیا اور وہ مر کر زمین پر گرا غوغائے عظیم بلند ہوا عمرو نے آکر اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اُتار لیے اسوقت شور جادو آکر سانگ کے گھر مین پہونچا اور صرصر سے حال پوچھکر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتے جاؤ اُسنے صرصر کو کھولدیا جب باہر نکلا دیکھا شعلۂ آتش بلند ہین اور صدا آتی ہے مارا ناوک جادو کو یہ گھبرا کر دوڑا مخمور نے اسکو دیکھکر للکارا کہ اِدھر آ کہان جاتا ہے نعرہ سُنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے بال نوچکر مخمور پر مارے کہ وہ بال ماران سیاہ بنکر چلے مخمور نے اپنے کان سے بالا اُتار کر مارا کہ اُسنے بڑھکر اُن سانپون کو حلقے مین گھیر لیا اور ایک گولا فولادی سحر پڑھ کر لگایا کہ شور کے سر پر پڑا سر پھٹ کر بھیجا نکل گیا یہ بھی واصل جہنم ہوا

بیر فریاد کرتے سمت شاہ طلسم گئے یہان مخمور اور عمرو بطرف سمت طلسم کو کب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ بیدل کئے چلو تخت سحر تیار کرو مخمور نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤنگی عمرو نے کہا مین تمھارے پیچھے نہ آتا تو پھر تم کو شاہ طلسم پاس صرصر لے چلی تھی پیرا چلنا تمھارے ساتھ ضروری ہی مخمور یہ سنکر سمجھی کہ اسکے ساتھ چلنے مین غم عشق برطرف ہوگا یہ تجویز کرکے تخت سحر سے بناکر سوار کرکے راہی ہوئی ادھر بیر سحر کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کیطرف متوجہ ہوا اُسنے کچھ کہا دمًا فی الفور جال سحر کا لیکر بمنصب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو گئے ہونگے کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونون کے پھندا پڑگیا دونون اُڑتے ہوئے جاتے ہی تھے بروے ہوا لٹک گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری کڑیون کا جال زیر آسمان دور تک پھیلا ہوا ہی ادھر غربال نے سحر کا طائر روانہ کیا اے شہنشاہ کمترین نے حضور کے گنہگارون کو گرفتار کیا ہی طائر نے جاکر خبر عرض کی افراسیاب شادان و فرحان چلا اور آکر ایک نعرہ مارا کہ اے عمرو بڑی سرکشی تو نے کررکھی تھی دیکھا تو نے کہ کیا ہوگیا ایسی صدایہ ہولناک دی تھی کہ عمرو اور مخمور دونون بیہوش ہوگئے افراسیاب نے دونون کو جال سے چھڑاکر رسی مین باندھا اور لشکر حیرت کی طرف چلا غربال سے کہا تم جاؤ اپنا لشکر لیکر آؤ سب باغیون سے مقابلہ کرو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین بندھے ہین اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہی شاہ طلسم سامنے متمکن ہی یہ دیکھکر نظر بخدا کرکے خاموش ہو رہے پھر غربال جو اپنے مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہی انھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر بجی ہر ایک مسلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوکر لشکر چلا آگے آگے غربال کرگدن پر سوار اسکے برابر برابر خرسان جادو و بیران جادو و جلا و زبردست جادو و خونخوار روئین تن جادو و وہم جادو و غربت جادو و آتشبار جادو و ناقوس جادو وغیرہ تمام سردار

چلے دم بدم جر سامری و جمشید کی بولتے تھے آگ پانی برساتے راہی ہوئے نظم

دریا کی طرح خروش پیدا	موج لشکر سے جوش پیدا	شبدیز صبا کے ہمعنان تھے
سیاح زمین و آسمان تھے	سرخ آنکھیں وان لہو کے دھارے	ہر سمت برستے تھے شرارے
آندھی اٹھی دن بنا شب تار	شعلے ہوئے چارسو نمودار	چھایا بدلی کی طرح لشکر
مثل گیسو چڑھا وہ سر پر	پہونچا حیرت کی فوج مین وہ	آیا جرأت کی موج مین وہ

جب لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہ تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اتروایا بارگاہ

غربال کی آراستہ ہوئی سرداراس کے فردکش ہوے وہ دن اسی آمد لشکر مین تمام ہوا اور ردائے ظلمت شب صیاد روزگار نے عالم مین بچھایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب مین قید ہوا نظم

مانند بلاے زلف خمدار ۔ نازل ہوئی شام سر ایکبار
گویا صبح قیامت آئی ۔ تاریکی شام شامت آئی

غربال جادو سے شاہ ظلمت نے کہا کہ مین آج لشکر مین رہونگا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ مین دیکھ جاونگا اسنے حسب الحکم لشکر مین نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر مین کوس جنگی گڑگڑایا عیار لشکر مین بشکل مبدل حاضر تھے کل حال دریافت کرکے روبروے ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض پرداز ہوے کہ عمرو اور مخمور قید ہوکر آئے ہین اور غربال جادو نے انھین جال مین سحر کے قید کیا ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی کل ارادہ نبرد رکھتا ہی مہرخ نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشک حسرت گراے اور غربال کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جانبری غیر ممکن ہی لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نکہا کہ فوج بیدل ہو جائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل رزم بجے سردارون نے حکم پاکر نقارخانہ مین جاکر کوس حربی بجایا لشکر مین خبر جنگ مشتہر ہوئی جسدم بہادرون کے کان مین صداے نقارہ پہونچی اسلحہ صیقل اور درست فرمانے لگے ساحر سحر جگانے لگے سلح خانون سے وہ وہ تیغ جوہر دار نکلی کہ جو روز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو چاٹے نظم

کاٹے درمیان رزم گہ خود ۔ بلستہ چار آئینہ زرہ خود ۔ کاٹے سر و دوش سینہ صاف
الدم مین کرے دو صف کی صف صاف ۔ رن مین جو برس پڑے وہ خونبار ۔ مواج ہو خون کا بحر زخار
ہر سو دہ دوان لہو کی صورت ۔ ہر رگ مین روان لہو کی صورت ۔ معشوقۂ نازنین لچک مین
کس مین بل ہین جھکے نمک مین

آج کی رات ہر سمت اک شور محشر بپا تھا کہین ڈمرو بجتا تھا کسی جا آسی بجھی بجتی سنکھ پھکتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان کرتا تھا کوئی مصروف اشنان مین کسی نے پکارکر بیر بلائے تھے کوئی مالا جپتا تھا کوئی چپکا بیٹھا تھا کہین بھیرون اور نارسنگھ کی اگیار ہوتی کہین کلوا مہابیر کی پکار تھی کسی نے موہنی کی پڑھنت پڑھی کسی نے لونا چماری کی بھینٹ دی کسی نے بکرا حلال کیا تو کہین سور چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلچڑیان اور بھجنگے رکھے پڑے تھے کہین انڈے سنکے تھے الحفیظ والامان وہ اژدرون کا پھنکارنا مورون کا سحر کے جھلملانا شیرون کا ڈکارنا اسد فلک کا کلیجہ دہلاتا تھا حمل چرخ کو چکر مین لاتا تھا سکلہوم کا دھوان سپہر دوار تک پیچیدہ ہوکر گھٹتا تھا لونگ کا بخور ہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین

ہر جگہ لی تی تھی کسی جا گوگل سُلگ رہا تھا جو چوکی سیوا کرتے تھے انھون نے لوبان جلایا تھا یون تانتے
وقت سنا لے آتے تھے ڈفلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری مین ٹپکاتا
تھا کوئی بائین ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھومتا تھا کوئی چومک جلا کر ڈنڈوت کرکے زمین چومتا
تھا مرخ وبہار وسرخ موونا فرمان وطاؤس وہلال سحروآفت وشکیل وغیرہ سب نے
سحر تازہ تازہ تیار کیے تھے آمادۂ مرگ وہیلے قفنا ہوے تھے کائنات کے جادو بنائے تھے بڑے
زبردست پلائے تھے ایسے منتر جگائے تھے نظم

جادو ایسے تھے اُن کے بس مین	بپھرے ہوے شیر تھے قفس مین	سحر کے جھلاکے گر لگائین
دشمن کو رہِ فنا دکھائین	تیزی مین وہ مثل نشتۂ مل	اوڑنے مین برنگ نکہت گل

اسی طرح تمام رات جانبین مین تیاری جنگ سے غوغائے عظیم برپا رہا جس وقت کہ ساحر شب مثل افراسیاب کے ظلمات
کی طرف سدھارا اور آفتاب چوکیدار دن کی طرح گنبد خاور سے وام زرین شعلۂ نے بعد جاہ جلال باہر آیا نظم

طاؤس سحر اوڑا ہوا پر	پہونچا سرِ گنبد سما پر	اُٹھا گرد وغبار کی طرح
گردون پہ چڑھا بخار کی طرح	دم سحر معرکۂ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے	

وادگاہ مصاف مین وارد ہوے تخت حکومت پر ملکہ مرخ سوار گرد تمام سردار مرکبہاے پری پیکر
زیران تختہاے سحر روان طاؤس وعقاب وفیل دہن آتشین پران دمبدم کرنا اور جلاجل بجتی
تھی زمین لرزتی تھی بہادر خندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر منھ سے شعلے اُڑاتے سحر کی
نیرنگی دکھاتے جب جنگ گاہ مین پہونچے ابر سحر برسا کر گرد بٹھا کر صف آرا ہوے یکایک ہزار
در ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دیے اور صداے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے چونسٹھ ہزار
نقارے ایک بار بجے کہ تمام پہاڑ ہلنے لگے اور بنگلہ زمرد کا بنا ہوا بزور سحر اوڑتا پہونچا اندر اس بنگلے
کے تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو گرد تخت کے کرسیان نصب تھین شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا
اور برابر حیرت بیٹھی تھی سامنے ہزارون نازنین بہ لباس زرین دست بستہ عہدے ہاتھون
مین لیے سرگرم خدمت تھین اور بنگلے کو گھیرے لاکھون ساحر شیر واژدر آتشین پر سوار ڈرونی
صورتین بنائے شرربار وشعلہ بیز میدان مین آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے عمر بابل جال
لیے مع اپنے سردارون کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ مین صف آرا ہوا اس مجمع کو دیکھکر فلک بھی
چکر مین تھا ترک فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرۂ نار تک جاتے تھے
آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر شق ہوکر صداے مہیب دیتے

پڑے بڑے پہاڑ اُکھڑکر بروے ہوا قائم ہوے تھے الحاصل ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی قیامت کبری برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھنگھور گھٹا مین آرہی تھین — بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے — موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور — کوندھے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید — مُنھ ابر مین ڈھانپتا تھا خورشید
چلاتی تھی قوس ہو کے دلگیر — گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ — ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین جان انس و جان تھی — ہو نٹھون پہ صداے الامان تھی

جسدم صفوف جدال ترتیب ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑک کر کہا اے نامیو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسی کو کب میسر ہوتا ہی آج کونسا مائی کا پوت مہابلی رن چڑھکر نام پر جوجھ مرتا ہی کھیت رہتا ہی اور کون اپنی مان کا لال سرخرو ہوکر بالا جیت رہتا ہی بڑے باپ کا وہی بیٹا ہی جو کھدیڑکر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہی جو لڑنے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر کڑکیت ہٹے اور **خرسان خرس دندان** اپنے سردار نابکار کو **غربال** نے حکم دیا کہ تو جاکر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اُڑاکر **افراسیاب** سے اجازت لیکر میدان مین آیا اُسوقت بحکم شاہ طلسم **عمرو** اور **مخمور** کو جال مین باندھکر بروے ہوا لٹکا دیا **مہرخ** و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھکر خاک سر پر ڈالی اور مطیعون مین ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بہر مقابلہ **خرسان** بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اُس نے ناریل سحر کا مارا **سلسلہ** نے زمین پر دوہتڑ مارے کہ ایک زنجیر نکلکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے نکلا اُسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا **خرسان** جو چھوٹا فوراً زمین پر لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اُسنے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہوا آخرکار جلنے لگا سارے جسم مین آبلے پڑگئے تڑپ کر مرگیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر **مسلسل** جادو بھائی **سلسلہ** کا دوڑ پڑا اور **خرسان** پر اپنی کمر سے زنجیر کھولکر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا اور طاؤس بنکر سانپ کو نگل گیا اور اُڑکر سر پر **مسلسل** کے آکر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہوکر گرا اور مرگیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اُسوقت تو **برق محشر** کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے ارشارہ کیا **رعد** زمین مین غرق ہوا اور **برق محشر** بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکا یک رعد

پاس حریف کے نکلا اور اس طرح چنگھاڑا کہ خرسان بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق محشر نے کڑک کر جو گری
دو ٹکڑے کر کے زمین میں اُتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھکر
افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا ای غربال سُنتے دوڑکر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک
گیا اس عرصہ مین برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر جھپٹ کر غربال پر گری اُسنے جال
مارکر اُسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو اور مخمور کے دونون کو لٹکا دیا راوی کہتا ہی ایک سرا جال کا غربال
کے ہاتھ مین ہی اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہی نظر نہین آتا کہ کتنی دور یہ جال مارکر آدمیون کو لٹکاتا
جاتا ہی۔ القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے غربال اپنی جگہ پہ جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار
بہران جادو سے حکم دیا کہ جاکر باقی ماندہ حریفون کو تو غارت کرو وہ بموجب ارشاد اسکے اپنا
شیر اُڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسوقت قریب تخت مہرخ طاؤس سحر پر بصد
زیبایش بہار سوار تھی سر سے پا تک زیور زمردین پہنے جھالے کان سے بڑھکر کمر تک موتی کے
پہونچے تھے مانگ موتی سے بھری آنچل بلو کا دوپٹہ سر پر پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پائنچے کلائی
پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف کے گئی افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ
مارا نعرہ آہ سرد کھینچکر حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر بہران نے دوڑکر تیغہ بہار پر مارا یہ فوراً
زمین مین سما گئی مگر سر اپنا باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا بہران کا تیغہ اُسی گلدستہ پر پڑا
پنکھڑیاں اُسکی بکھر گئیں اور پھولون کی خوشبو ہر سو پھیلی بہران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہی اسوقت
بہار زمین سے نکلی اور پھر بڑھکر پکاری کہ لے بہار آؤ جھونکے ہوا سرد کے آنے لگے اور چمنستان
سرسبز و شاداب نظر آتے تھے دم بھر مین یہ عالم ہوا کہ نظم

گلدستۂ گل مہک رہے تھے — مرغان چمن چہک رہے تھے — کیونکر نہ تخ زمین کو ہو ناز
سبزے کی روش ہی سبزہ آغاز — ہر پھول سنگار کر رہا تھا — ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ — بدلی کا کھنچا تھا شامیانہ — جو پھول تھا کھلکھلا رہا تھا
جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا — بھیگیں ہین مسین کہ تر زمین ہی — سبزہ خطِ عارضِ حسین ہی
سنبل بھی خوشی کے ذکر مین تھی — کنگھی چوٹی کی فکر مین تھی — مسی سوسن لگا رہی تھی
نر آئینہ لبس دکھا رہی تھی — مہندی بھی کھڑی قطار باندھے — صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا — خم پشتِ ادب کیے کھڑا تھا — اس باغ سحر مین وہ نگار آکر

کھڑی اور پکاری کہ لے بہران تم نے بھی یہان کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی بہران یہ صدا

سنکر دوڑا اور باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب یہ پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبودار توڑکر سونگھے پھر توبہران اپنے گریبان کو پھاڑکر پکارا کہ بیت

ننگ جامہ وری پاس عزیزان کیبا
دامنِ یار سے چھوٹے تو گریبان کیبا

میری جان ملکہ بہار جو مجھے ارشاد فرمایئے بجا لاؤن اُس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا غربال کو پکڑ لا بہران وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت غربال چلا اور آگر فوج پر اُسکی گرا جسکو اُسنے نایل مارا جلا دیا جس پر نارنج مارا دو کر دیا آفت برپا کر دی سیکڑون ساحر مار ڈالے غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو یہ تمھاری بہن کا کرشمہ ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے اُٹھائے انگلیون سے ایک بجلی چمک کر بہران پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے حیرت نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اُسپر سے سحر بغیر مارے نہ اُترتا اور یہ ہزارون کا فیصلہ کر دیتا یہ کہکر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک نارجیل جنستان بہار پر مارا کہ اُس نارجیل کے باغ مین گرنے سے شرر پیدا ہوے اور گلشن مین آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو ہر ایک سرو چراغان بنے گلہاے سرخ مثل چراغ کے روشن تھے کہ بموجب نظم

سرو آتشبار ہو گئے تھے — شمشاد چنار ہو گئے تھے
گلشن مین انار چھوٹتے تھے — کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے
ہر پھول بنا چراغ کا گل — باغ آتش گل سے جل رہا تھا
طوطی قفس کے ہم زبان تھے — شعلہ ریز گل دھوان تھا بلبل
نیکھا تارون کا جھل رہا تھا — آتش زن مرغ نغمہ خوان تھے

آخر سارا باغ جب جل گیا سحر ٹوٹنے سے بہار پر بیہوشی چھائی افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو غربال نے آکر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو نافرمان اور مرسرخ مو وغیرہ زار زار روئین اور نافرمان سحر کا نیچہ کھینچکر غربال کی طرف چلی اُسنے اپنے سردار خونخوار سے کہا روک اسکو اُسنے بڑھکر ترسول مارا نافرمان نے جادو کی سپر پر روکا اور جوڑے سے نارپل نکالکر مارا کہ شعلہ ہاے آتش نے خونخوار کو گھیرا اُسنے سحر پڑھکر دستکدی کہ دریا پیدا ہوا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے غربال لے اسکو پھر اُسنے دوڑکر جال مارا کہ نافرمان بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھکر مرسرخ بغضب تمام تخت پر سے کودی اور قریب خونخوار ہو پہنچکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ہر چند سحر کیے اور ترسول مارے لیکن اُسنے نہ چھوڑا اور بزور سحر صورت شیر غران کی ایسی بناکر اسکو چیر کر پھینکدیا ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا خونخوار کو غربال جال لیکر دوڑا مرسرخ زمین مین غرق ہو گئی اور پشت پر غربال کے نکلی چاہا کہ دوڑکر اسے بھی

لپسٹ کر چیر ڈالون اسکو غضبناک دیکھ کر جلاد زبردست بیچ مین آگیا ملکہ سرخ مو نے جو مہرخ کو
تنہا دیکھا طاؤس کو اڑا کر جلاد کا جا کر سامنا کیا اور کچھ ستارے ہاتھ پر رکھکر جو اڑائے وہ فلک کی طرف جا کر
وہان سے مثل تیر شہاب سر پر جلاد کے گرے کہ اسفل کی طرف سے نکل گئے غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد
زبردست جادو را غربال جال لیکر اسکی جانب پھرا سرخ مو بھی زمین مین غرق ہو گئی اس
عرصہ مین مہرخ میدان سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے کہا آپ بھی
ہٹ جائیے مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر نارنج پکڑ کر آگے بڑھا غربال بھی علیحدہ
جا کھڑا ہوا اسوقت سرخ مو زمین سے نکلی وہم نے نارنج کھینچکر مارا سرخ مو نے دستک دی نارنج
الٹا پھر گیا وہم نے اپنے بھرے ہوے سحر کو بشکل رد کا دونون مین رد و بدل ہو رہی تھی کہ غربال
جال لیکر دوڑا مہرخ نے اسکو آتے دیکھکر بہ چستی تمام تر وہم پر دوڑ کر تلوار ماری کہ اسکی کمر پر پڑی
دو ٹکڑے اسکے ہوے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مہرخ و سرخ مو زمین مین سما گئین غربال
جال لیے کھڑا رہ گیا اسوقت عزت جادو نے پاس آ کر کہا آپ ہٹیے مین ان دونون کو پکڑے
دیتا ہون اس اثنا مین سرخ مو باہر نکلی عزت نے دوڑ کر کمند سحر کی ماری سرخ مو تڑپ کر
کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس گئی اور برابر اوردن کے
لٹک گئی اسدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال تو جال کو دیکھ رہا تھا اسنے تلوار سحر کی
ماری عزت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہوے صدا پیدا ہوئی کہ مارا عزت جادو کو اور
مہرخ تلوار لیے غربال پر آ گری یہ صورت دیکھکر آتشبار دوڑا مہرخ نے اس زور سے تلوار ماری
کہ آتشبار کے دو پر کالے ہوے پھر غربال جال لیکر چلا مہرخ زمین مین سما گئی اسوقت طرفہ ہنگامہ
رزم بیکار گرم تھا کہ ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اور شعلے بلند تھے اندھڑ چلتے تھے
آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جان بچ کر دم بدم زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر خونریز
سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی اسکی جرأت دیکھکر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحران
چار سمت سے گھیرے اور مہرخ کو گرفتار کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا
اور غربال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ دیکھکر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے
ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچکر مارا کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اسنے ناقوس جو بجایا اژدر
پانی ہو گیا اور صدائے ناقوس سے ہلال و آفت دونون بیہوش ہو گئے غربال نے جال مار کر
ان کو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مہرخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہکر اسپر چلی اسنے بجالا کی تمام

اُڑ کر ایک تلوار ناقوس کے ایسی لگائی کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اُسوقت غربال نے دوڑ کر جال مارا مہرخ فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غربال کے لگائی یہ بھی بزور سحر اُڑ گیا اور ساحرون نے ناچ ترنج مہرخ پر مارنا شروع کیا اُسنے بھی شعلہ جوالہ کی طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اسکا کھڑا تھا پھر مدد لشکریان غربال پر جا پڑا پھر تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی نظم

میدان مین ہوئی جو وہ صف آرا
دشمن کو بلائے جانستان تھی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا
جھجکی نہ پلک کہ گود مین تھا

محشر کیا دم مین آشکارا
زن سے ادھر آئی سن سے نکلی
سینہ کاٹا جگر کو کاٹا
اکھڑے نخل حیات جڑ سے

تیغ اُسکی غضب شررفشان تھی
خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی
وہ سر جو پناہ خود مین تھا
سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوئے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ والاماں ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدہ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر بنکر اور اژدر بنکر گتھے تھے پھنکارنے اور ڈھرو کے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازوؤن کی بہادرون کے مچھلیان تڑپتی تھیں سحر کے جانور ہر سمت دوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے کہ بمقتضائے ابیات

تھے سانپ وہان جو بر سر جنگ
آپس مین گتھے تھے صورت مار
شل ایسے ہوئے تھے شیر لڑ کر
چھائی تھی سحر پہ ظلمت شام
تھا کوئی جو چوٹ کھا کے بھاگا

کچھ اُن مین سفید کچھ سیہ رنگ
دھڑ رستے بدن جھنجھوڑتے تھے
تھے کھینچتے اُن کو دم پکڑ کر
مغلوب تھا کوئی کوئی غالب
بسیا خستہ دم دبا کے بھاگا

اُلجھے تھے برنگ زلف خمدار
پنجے کی طرح مروڑتے تھے
غالب ہوا کفر عاجزا اسلام
تھا کوئی امان کا سب طالب
اس غوغائے عظیم مین افراسیاب

جو ٹیلے سے کودا اور نعرہ مار کر با شیدائے نمک حرامان یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین مین غرق ہونے لگے پھر تو فوج مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن مہرخ نے مرنا گوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھ کر دریائے زخار کی طرح موجزن ہوا اس مین جادو کے زور سے مچھلی بنکر گری اور افراسیاب کی طرف چلی افراسیاب نے چارہ جمشیدی شست مین باندھکر دریا مین پھینکا اُسوقت مہرخ کو کچھ چارہ نہوا وہ چارہ کھاکر شست مین پھنسی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور غربال سے اشارہ کیا کہ اُسنے اوپر جال مارا پھر تو اُسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اُسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی

جو تھی صورت اُسکی بھی اصلی ہو گئی اور سب کے برابر ہو رہے ہوا یہ بھی لٹک گئی افسر کے گرفتار ہونے سے
رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب برق چشمک وغیرہ جو برقین کہ باقی ہین اُن سے حکم
کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گر داور اُنکا تعاقب کرو بجلیان کڑکا کرے گیین اور خرمن حیات ہر ایک
کا جلاتی تھین شکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان سر پر چمکتی ہوئی چلین یہان تک کہ بارگاہ وخرگاہ
وغیرہ چھوٹا کوئی کسی طرف کوئی کسی سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت مین جاکر غار و جبال وشعاب مین
ہر ایک نے اپنے تئین مخفی کیا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارین لشکر سے لٹوالین اور
بارگاہ اور بازار مین آگ لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوے یہ سانحہ دیکھکر اشک حسرت گراتے تھے
اور لاکھ لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر اک سو نالۂ ماتم بپا تھا	فلک دودِ دل آہ رسا تھا
پڑے کشتے تھے ہر سو روبہ قبلہ	تڑپتا تھا کہین بسمل کا لاشہ
ستونِ بارگاہ دین گرا تھا	ہر اک بازار کا جھنڈا اکھڑا تھا
کسی مین دم نہ تھا عاجز تھی تلوار	بہادر ہٹ گئے تھے چار و ناچار

عیار بچیان بھی لوٹ پر گری تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین یہ ہنگامہ دن بھر گرم رہا
جس دم ساحر روزگار نے دام رشتہ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب نے نورِ مہر وز
پر حملہ کیا نظم

ایسا کچھ ہوا جہان مین اندھیر	تاریکی نے مہر کو لیا گھیر
خورشید ہوا فلک سے یون گم	جس طرح نظر سے نورِ مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سرِ جال کا گنبد نور سے اور دوسرا میری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو
اور جو لوگ کہ زمین مین آدھے سما گئے ہین اُنھین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سُنکر غربال نے سب کو
زمین سے نکالکر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیے ایک اُلگنی سی
تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرون کی گردن پھنسی تھی بہت تو سسکنے لگے تھے اور بہت تڑپتے تڑپتے
مر گئے تھے الحاصل افراسیاب جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے
کو رہگیا ساحرون نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہین قید ہوے باقی سب گرفتار ہین یہ دریافت
کرکے حیرت سے کہا کہ تم تو گھبرائی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار
کر دونگا اور جلاد حاضر رہین سب کو راہ عدم دکھاؤنگا اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ

رشاد کیا کہ آج کی شب رہو اور جال کا پہرا دو عیار تمھاری فکر مین ضرور آئینگے اُن سے ہوشیار رہنا
اور جس کو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے
باقی ماندہ سردارون کے وہان آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران
نے جشن کے سامان بارگاہ کے اُٹھوا دیئے فرش قاقم و سنجاب دور تک بچھ گیا ہزارہا جھاڑ فرشی
بازارون سے تا بارگاہ روشن ہوگیا طلسم کے نقارخانے مین نوبت خوشی کی بجنے لگی حیرت
قلم کار جواہر دوز جوڑا پہنکر زیور سے سراپا آراستہ ہوکر پہلوے شہنشاہ مین بیٹھی توشک خانہ کھل
گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو ملنے لگے ساقیان زرین لباس کشتیان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے
دور گلفام چلنے لگا اکابران طلسم خبر فتح کی سنکر مبارکباد کو آئے نذرین گذرنے لگین پریرویان زہرہ
تمکین ماہ جبین بصد حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھین یہ تو داد عیش خرمی دیتا ہی خوشی کر رہا ہو ادھر غربال
مصروف مسرت و انبساط ہی مگر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بیقرار ہین آخر برق فرنگی نے قران سے کہا
خلیفہ مین تو جاکر عیاری کرتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا اس غربال کو مارونگا قران نے جواب دیا کہ
اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر چار عیار ایک سمت راہی ہوئے
اور ضرغام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل داربازان یعنے نٹ کے بنائی لنگوٹ کسکر بازو
پر مٹی چڑھائی کان مین کنڈل پہنا بانس کندھے پر رکھا کالا گنڈہ گرہ دار گردن مین باندھا اور خم
ٹھونکتا قلابازیان کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے
اُس پہاڑ کے آیا جہان پر غربال ساکن ہو دیکھا ساحرون کا دامن کوہ مین مجمع ہی اسی جگہ گوشہ مین
ٹھہر کر صورت اپنی گلوادان کی ایسی بنائی بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوین چہرہ حسین و تمکین ناک
مین نتھ پہنے لٹکن قریب دہن جھومر لیتا سُرخ چنری گنگام کا لہنگا ہر ٹھوکر سے چلنے مین بھڑکتا
بوتلین شراب کی لیکر چلا الحق اُسکے حسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ مثنوی

پیدا چتون سے سحر و اعجاز
غمزہ عشوہ چھب ادا و ناز
نظرون مین مے حیا بھری تھی
پتلی تھی کہ شیشے مین پری تھی
حسن و خوبی کی ناک ہو ناک
اک شعلہ تابناک ہو ناک
کان گوہر لطیف ہین کان
مینائے گلو کے قیف ہین کان
بالا مہتاب کا ہے بالا
بجلی سے چمک دمک مین بالا
سو دل سے ہو زر خرید بندہ
بندے کا ہو زر خرید بندہ
پتون سے بھری جو بالیان ہین
پھولون کی ہری وہ ڈالیان ہین
ہین گال وہ دو گلاب کے پھول
نخل حمد شباب کے پھول
برج مہر شرف دہن ہی
موتی دندان جسند دہن ہی

دیکھے جو گلا گلے صراحی | خجلت سے پگھل چلے صراحی

غرضکہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی اور اوپچے رتولین شراب سرخ کی رکھکر دکان جمائی جو کوئی اس طرف آیا کلوارن کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور کچھ دام دیکر چھوٹی دینا آکر بیٹھ گیا گھڑی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور کلوارن مسکرا مسکرا کر سینہ کھول کے اپنی آن و ادا پر ہر ایک کو لبھاتے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور رطب تمنا یہ کہتا تھا کہ

مثنوی

ساقن ہو نگاہِ مہربانی | دے جام شراب ارغوانی
بھٹی ہو تری مدام آباد | اس سال ہو میکشون کا ایکا
مستون کے ہمیشہ جمگھٹے ہون | میخانے مین بادہ کش ڈٹے ہون
بھر لے سے کبھی ہمین بھی کر یاد | قاضی کو شراب کا ہو ٹھیکا

یہ چرچا جو ہوا اور ہائے ہوئے مستان بلند ہوئی ملازمین غربال بہر خبر گیری پہاڑ سے اتر کر آئے اور ساقن کو دیکھکر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوئے دو ایک جام پیکر گئے اور غربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جاکر بلا لا اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہین گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلئے اور بادہ مراد سے اپنے جام آرزو کو لبریز کیجئے کلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کچھ بس نہین اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی جب سامنے غربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹاکر اپنا جلوۂ حسن تابناک دکھا کر ساغر چشم کو گردش مین لائی غربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور ملازمون سے اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ حسب ایما ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزے کرنے لگی اور اکیلا دیکھکر اٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور منتین کرنے لگا اس اثنا مین خم ٹھوکنے کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی ترقی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشہ کراؤن گی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی ہو جائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پہاڑ پر لائے تماشہ ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے بیر نے خبر دی کیونکہ اسکو کھٹکا عیارون کا تھا اسلیے بیر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہو جائے اسوقت حیرت سے شاہ نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین ساقن اور نٹ بنکر غربال کے پاس گئے چلو مین تمکو تماشہ دکھاؤن یہ کہکر حیرت کا ہاتھ پکڑکر چلا یہان ساقن نے تماشہ دیکھتے دیکھتے ملازمین غربال کو شراب پلائی تھی اور آتے بھی جام شراب آمیختہ بیہوشی دیا تھا وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ زن ہوا

کر ای خیرہ سران کہان بچکر جاؤ گے مین آپہونچا یہ صدا سُنتے ہی ساقن اور نٹ جست کرکے بھاگے
شہنشاہ نے کہا ای غربال گرفتار کر انھین اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ دو زنگی نکلے اور عیارون کے
لپٹ گئے پکڑ پکڑ انھین بھی سب مقیدون کے برابر جال مین لٹکا دیا اسوقت شہنشاہ ساحران نے
کچھ کان مین غربال کے کہا اُسنے وہان تخلیہ کراکر ایک ساحر کو بلاکر کہا حکم شاہ یہ ہی کہ تم میری صورت
بنو اور سحر بنکر یہان بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین غربال ہون اس ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور
شکل اپنی بعینہ مثل غربال بنائی اسوقت غربال صلی جہان افراسیاب نے جاے سکونت بنائی
ہی وہان چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حیرت کو لیکر باغ سیب مین آیا کہ جلکر ہمراہ زوجہ کے
آرام کرون صبح کو آکر سب کو قتل کرونگا غربال کے مخفی ہونے کا حال اُسکے ملازمون کو بھی معلوم
نہوا اُسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت غربال نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے جانسوز
و قران زیر کوہ آئے اتفاق سے دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے پھر کر جو اوپر جانے لگے
عیارون نے پکارا کہ بھائیو ایک بات سُنتے جاؤ وہ دونون ٹھہر گئے اِنھون نے قریب جاکر بیضہ
بیہوشی اُنکے منہ پر مارے کہ وہ دونون بیہوش ہوئے یہ انکا پیراہن لیکر اور انھین کی ایسی صورت
بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا ایک سمت بتخانہ آراستہ ہی وہان جب پہونچے ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے
شراب مانگ رہے ہین تم کہان گئے تھے قران بولا انھین کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جنکو ہم بیہوش
کر آئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساقی تھے یہ سمجھکر گلابیان شراب کی لیکر خیمۂ غربال نقلی مین گئے قران
تو جاکر پہلو مین اُسکے کھڑا ہو گیا اور جانسوز شراب لیکر سامنے ٹھہرا اُسنے کچھ دیر مین شراب طلب کی
اُسنے جام بھر کر پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون اُسوقت ایک سمت سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور
زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کو لپٹ گیا اور اُڑکر جال مین جاکر لٹکا یا وہان سے ہنوز نہ پھرا
تھا کہ قران جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے غربال کے سر پر لغدہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا شور عظیم برپا ہوا کہ
مارا فطرت جادو کو آگ برسنے لگی اُسی ہلڑ مین قران جست و خیز کرکے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال
اصلی نہ تھا کیونکہ اسکے مرنے سے جال مین قیدی اُسی طرح لٹکے رہے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا
تو سحر اسکا باطل ہو جاتا اور مرنے سے اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ
زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو مخفی بہر حفاظت مقرر کر گیا تھا جانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے
گیا اور قتل فطرت سے اُسے خبردار کیا حیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہی اُسکا قید ہونا
مشکل ہی افراسیاب بولا غربال ایسی جگہ جاکر رہا ہی کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا

پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہین جو ساحر وہان اُترے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی حیرت کا
موجود ہی اب رات تھوڑی ہی مین چلکر سب کو قتل کرتا ہون ہان اتنے عرصے مین قران کو گرفتار
کرنا چاہیے یہ کہکر عیارہ بحیون کو بلا کر بتاکید اکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور وہ ایک عیار تنہا ہی
گھیر کر اسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحر سے جو خبر لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی طور پر عیارہ بحیون کے ساتھ
رہو جہان یہ اُس عیار کو جا نکر لڑنے لگین تم سحر سے اسکو قید کر لینا وہ زنگی اور عیارہ بحیان حسب الحکم
روانہ ہوئین ادھر قران اُس فکر مین پھر رہا ہی کہ اصلی غربال کو ڈھونڈھکر قتل کر دون اور
ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اُسکو نپایا ادھر عیارہ بحیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا
آخر کار وہ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے
خلعت زعفرانی تنویر آفتاب کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

وگر روز چون چشمۂ آفتاب
برافراخت رایت سپہدار شرق
فرو شست از دیدہ ہا گرد خواب
شہ غرب در بحر خون گشتہ غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر سے خواب نوشین کے اُٹھا اور حمام کرکے خلعت فاخرہ
زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر بحشم و خدم روانہ ہوا اور بارگاہ
حیرت مین آیا دیکھا سب قیدی جال مین اُسی طرح لٹکے ہین یہ دیکھکر اپنے ملازمون سے بکمال بشاشت
حکم دیا کہ میدان مین سولیان استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہون کارپرداز تعمیل
حکم مین مصروف ہوے دارین کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہا
برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدحام ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہی لیکن کارسازی
حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت مین اسکی ہی کیا کیا دھرا

بموجب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + جس بادشاہ کا ذکر پیشتر کیا گیا ہی یعنی
کوکب روشن ضمیر صبح کو سریر طلسم نور افشان پر جب جلوہ گر ہوا تمام سرداران شاہان
ممالک طلسم گوہر افشان یعنی بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سیاہ دوش جادو و ملکہ
زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروزہ پوش جادو و ملکہ طولان سبز پوش
جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خور چہرہ جادو و ملکہ گوہر دندان
جادو و ملکہ زنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو

و ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلزار جادو و ملکہ خرسان جادو و ملک ترسان جادو و
مرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طغیان گوہر شاہ
جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ جادو و مفخر شاہ حب ادو و قرطاش شاہ جادو و مسہور
کاکل کشا فیل دندان جادو وغیرہ ہزاروں ساحر حاضر دربار ہوکر بپایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب
کی ملکہ بران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی مرزان وزیر سر پر شاہ کے
مروحہ جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکیں سرخ زیب قامت
کیے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سر پر سپہر سلطنت پر تاباں ہے اور اہل دربار
مثل ثابت و سیارگان کے گرد اُسکے جمع ہیں یا آفتاب چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہے اور
سردار مانند تنویر شعاع کے اُسکو گھیرے ہیں کہ ابیات

فریدون حشمت جمشید جا ہے
زعدلش چون رُخ خوبان مہوش

سکندر رتبہ کیتے دارا نیا ہے
بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

حشمت دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اُسکے مثل خورشید بصف النہار ظاہر
و باہر بہت سے سلاطین نامدار حلقہ اطاعت گوش جان ڈالے تھے اور بادشاہان رفیع مقدار
غاشیہ حکم کو اُسکے دوش ہوش پر رکھکر مانند غلاموں کے اُسکے سامنے حاضر تھے مثنوی

داغ بہ ناصیہ سرکشان
سطوتش قاہر خونخوارگان

تیغ زن تارک لشکر کشان
مرحمتش چارۂ بیچارگان

سامنے اُس شاہ عالی جاہ کے زہرہ و شان قمر صورت ناچ رہی تھیں اور دور جام بادۂ ارغوانی
چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہے
سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اُٹھکر سمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اسوقت
وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اُسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی میں
رکھے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اُسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنے
بران شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اُسکو کہنا زیبا ہے بلکہ یہ سراپا اُسکا ہے۔ سراپا

قامت بلا عاشقان ہے
جوڑا نہیں فوج کا بندھا لام
محشر سے بھی کرتی تھی وہ بھون چال

یا آمد حشر کا نشان ہے
دل لٹ نگنے ہیں وہ مانگ ہے فرد
پیدا جنبش سے جسکے بھونچال

زلف ابجد لوح حسن کا لام
دیکھے تو ہو زنگ کہکشان زرد
نوک خنجر ہے نوک مژگان

کہیے اُسے نشتر رگ جان
لو کان کی گوشہ ہو نو
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
باب صفت دہن کو کھولون
عیسٰے بودش مین غوطہ زن ہین
ہی چاہ ذقن مین باؤلی عقل
برق سر طور ہی وہ گردن
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین و گل و سمن نہ پہونچے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
زنبور کنول کے پھول پر ہی
عقدہ ہی یہ رشتہ نظر کا
گویا پشت و پناہ خوبی
ہی موقع شرم بولنا کیا
شکل صدف دوپارہ کہیے
زانو آئینہ حلب ہین
کچھ اصل نہین گل و ثمر کی
مہر و مہ آسمان ہین تلوے
حورین آنکھون سے تلوے سہلائین

آنکھون مین بھرا ہی شربت و زہر
لو جس سے لگائے شمع کی لو
زلف ابر سیاہ ہی تو رخ بدر
پہلے کوثر سے منھ کو دھولون
دندانے ہین سین کے وہ دندان
منھ کی کھائے جہان چلے عقل
شانون کو خدا کی شان کہیے
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
کف مہر ہی اونگلیان کرن ہین
ہین سیب کہ ناسپاتیان ہین
ہی پیٹ کہ نور کا ہی تختہ
سکتا ہی جو مصرع کمر کا
ہی کوہ سرین وہ پیکر حسن
راز مخفی کا کھولنا کیا
رانین برق تجلی طور
تابش مین بلور ہین نشیب ہین
رخسار بتان پہ لات مارے
آئینہ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہی کہ سایۂ پری ہی

شوخی غصہ حیا غضب قہر
کیا ناک مین خوش نما ہی وہ کیل
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
لب داخل چشمۂ دہن ہین
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
اس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے
برگ نخل ریاض تن ہین
پھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہی
شفاف بلور کا ہی تختہ
ہی پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
برج و قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور
ایڑی نازک دس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
پائے نازک جو دیکھے پائین
ہمزاد جو وہ دلبر کا ہی

یہ نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا ہوئی کہ لے والد ماجد روبروے گنبد سامری جو صحراے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہی سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہی وہان چلکو جلسہ ساحر سامنے آ کے پرواز کرین تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظہ سے شاد ہو کوکب نے فرمایا کہ تمھارا ابھی تقاضاے لڑکپن نہین شاد ہی بات یاد ہی جو آنکھ کھو دی کی ہی اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہی کہ ملکہ گوہر افشان بلند پرواز خوب اُڑتی ہین انکی بلند پروازی دیکھین گے یہ باتین کرتے ہوے اُسی سمت کہ جہان کا پتہ اُسس

سروِ بستان دلبری یعنی بران شمشیر زن نے بتلایا روانہ ہوے یہان تک کہ اُس مرغزار نمونہ باغ باغ شداد مین پہونچے ازبسکہ ایام بہارین نے اطراف بساط غبرا کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور بزنگ قبۂ خضرا کے پُرازکواکب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش زنگار رنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش مین کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اُسی کے ملحق نقل گنبد سامری بہر پرستش بنائی ہی سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر جڑی بنی تھی بنی سنوری تھی اُسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک دہ ریاض بیدا کرتا تھا اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا اور اسوقت اِن گلعذار نسترین بدنون کا اُسما گلہاے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جو اتراتے پھرتے تھے تو گویا باغ مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن سے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار چارسو عطر برساتی تھی کہ بمقتضاے مثنوی

مشاطۂ موسم بہاری	دکھلاتی تھی اپنی دستکاری	لوہین ہر پھول بس رہا تھا
جوبن سب پر برس رہا تھا	کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر	سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل	عشق پیچان دکھاتا تھا بل	بیلے البیلے بن رہے تھے
گیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے	مالن بھی صبا چمن تھے مالی	پھولون کی لگا رہی تھی ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی	چوہی گویا چھوئی موئی تھی	شرما کے لجائے تھا لجالو
سر اپنا جھکائے تھا لجالو		

اُسوقت ڈوپٹے کی گاتیان باندھکر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اُڑین ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پرواز کنان ہوئین گویا ہزارون آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سنا تا بھر کر اس سے اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جاکر ٹھہرنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اُتر کر بہر سیر بردے ہوا آئی ہین جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہوئی کہ جلیسیا سحر دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت غلغلۂ تحسین و آفرین بلند تھا اُسوقت کوکب نے بران شمشیر زن سے کہا اے فرزند تم بھی اپنی تیزی دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے کوئی نشانی لاؤ بران نے حسب ارشاد پدر دوپٹے کی گاتی باندھکر اپنے جوڑے کو کھولا اور اخترم وار ید

کہ یہ موتی گنبد سامری کا ہی ہزار در ہزار بحر اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر جس کے پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہو نکالکر ہاتھ پر رکھا ضو اسکی شل شعاع آفتاب کے پھیلی اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کی لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر لچھے ہوکر گرتی تھی عجب بیرنگ اسوقت ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اتنی لو کا ٹین کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے آسمان تک ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ بحر حسن لڑی تمام کرا لڑی اختر مروارید سے لو بن کر گر رہی تھین اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھین کیا سیر ہو رہی تھی کہ بروے ہوا ہزارون مشعل اور چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیان موتیون کی زمین سے آسمان تک بندھتی تھین یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا افلاک کے سر پر باندھا ہوا تھین لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تابان سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہا ہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر کہ دمہ اوپر ہی کو دیکھتا تھا کہ **مثنوی**

فرصت جو ذرا ملے خدا ساز / شہپر مین بھری ہوائے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون / کیفیت آسمان کو دیکھون
اُٹھی وہ شال دود بیمار / پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جلد اُڑ کے وہ دود آہ کیطرح / گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا / دیکھا چپ و راست زیر و بالا

جسدم بلند اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانہ خردل کے نظر آنے لگی کہ **بیت**۔

پھر بر و بحر کا نظر آنا محال تھا / سارا سواد چہرۂ لیلے کا خال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید وہ رشک ناہید ٹھہراتی اور بیک نگاہ دوڑا کر تمام عالم کی خبرگیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار برج و طلسم **سوسن** و طلسم **ہوش ربا** سب پیش نگاہ تھے ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین نیا تماشہ نظر آیا یعنے ایک طلائی جال کو بروے ہوا تنا دیکھا کہ سرا اُس کا گنبد نور مین بندھا ہی اور دوسرا دریاے **خون روان** کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہی اور ہزارہا آدمی اُسمین لٹکتا ہی بعض اس مین سسکتے ہین بعض کا دم گھٹتا ہی بعض تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان مین لشکر اوترا ہی چار ہو کی مین ہی سولیان کھڑی ہوئی ہین جلاد باشمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک شور مچا ہی یہ دیکھکر حیران ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور آگے

بڑھی ناگاہ نگاہ اُسکی عمرو پر پڑی ایک شخص عجیب الخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی جب تو شکل عجیب اسکی ہو کہ تو تڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلچہ کی طرح گال موتی کی طرح دانت مُنھ گردن پھنسنے سے جو کھلا ہی تو ظاہر مین گردن تاگے کے مانند ہو رسی کی طرح ہاتھ پاؤن ہین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہی تین گز کا دھڑ اوپر کا ہی یہ دیکھکر سوچی کہ اس بیچارے کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے ایسا سمجھ دل سے سوچکر اختر موالید کی لو کو ٹکڑے ٹکڑے بروے ہوا کالی اور اتنی لوین جمع ہوئین کہ آفتاب کٹھا ہو کر بن گئین اُس آفتاب مین غائب ہو کر یہ بھی چلی جال مین جو لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ اے خالق خیط الابیض من خیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ بمقتضائے

نظم

یارب ترے انس وجن ہین سب ہین ۔ ہین انس کی جن سے ساری زمین
ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی ۔ ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی
تو چشمۂ چشم انس وجان ہی ۔ چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود ۔ نابود ہو بود بود نابود
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست ۔ ہو ہست سے نیست نیست سے ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات ان کا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر آکر تھرائی ور گرمی آفتاب سحر کی جو تیری کڑیان جال کی چٹکنے لگین اور آفتاب یکایک شق ہوا بران ظاہر ہو کر مثل شہباز کے گری عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ بھاگون کہ اسنے پنجے مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی کہ جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بستی کی طرف چلے لیکن گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیان تو اُسکی درست تھین اور غربال جسکا یہ سحر ہی وہ بھی زندہ ہی پس سبب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس لیے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب دوڑا اور اُڑکر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اُسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ نجومون نے سحر کے انھین روکا باقی دوسرا سرا جال کا شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا اے غربال جل وہ ایک طرف سے اُڑکر آیا اور جال کو روکا شاہ طلسم جال اُسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا بران کچھ دور گئی تھی کہ اُسکو جا کر گھیرا اور شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے بران نے مروارید

کی نوین جو کاٹین وہ شعلہ بنکر ساحرون پر گرین کہ اُن کا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا
غل برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر بران پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے
کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا ناز زخمی ہوئی اژدر آتش دہن اژدر کے چھالے جسم مین
پڑے لیکن جی کڑا کر کے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم پر کھینچ مارا وہ بھی جست کر کے
الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اُسکی ضرب پڑنے اور پاس کے نکل جانے سے افراسیاب اژدر
سے بصورت اصلی ہو گیا بران نے اُڑکر اپنا موتی پھر ہاتھ مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا
اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پتلے باور کے اُڑتے ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے
افراسیاب نے انگلیاں چمکائین کہ بجلیاں تڑپ کر پتلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ
حق نمک کوکب سے ہم ادا ہوئے شاہ طلسم پھر کمند لیکر دوڑا از بسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور
مالک طلسم ہے بران اسکی ہمسر نہین اب کی کمند کا وار نہ رد کر سکی اُسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر
ایسی زبردست یہ ساحرہ ہے کہ تڑپ کر نکل گئی حلقے اُس نے کمند کے توڑے اور کمند کے ڈورے تمام
اعضا مین پیوست ہو گئے خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جا بجا بدن فگار ہو گیا ادھر افراسیاب
نے کھینچا اس طرف اسنے زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب
حال سُنیئے کہ کوکب جب اُڑی ہوئی میٹی کو عرصہ گذرا اور اُتر کر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ شاید
بہت جو بلند ہو گئی ہے فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہے بیہوش ہو گئی ہے یا کوئی اور آفت
مین مبتلا ہوئی ہے اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اُڑ نہ سکیگا لازم ہے کہ مین خود پرواز
کرون یہ سوچکر تخت سے جست کر کے اُڑا اور جب بروے ہوا بلندی پر پہونچا ہر سمت نگران تھا
طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین پھنسی ہے اور ساحر گھیرے ہین
افراسیاب سے لڑائی پڑی ہے دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے بسرعت تمام تر طلسم مین افراسیاب
پر آگرا اور ایک برق بنکر سر پر چمکا افراسیاب گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو
بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے اور کمند سحر کو جلا کر بران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے
گھر گئی اس اثنا مین افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر آگرا اسنے بھی
اپنی صورت کا پتلا سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوئے
افراسیاب سمجھا کہ مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ منم کوکب اُسوقت افراسیاب نے
اپنے بازو پر سے لوح سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی

لیکر آیا اس اثنا میں افراسیاب نے اسکے سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبروے افراسیاب کے کیا اسکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب پر غفلت اور غشی طاری ہوئی دونوں چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ پتلے طلسمی زمین سے نکلے اور کچھ پتلے لباس زرین پہنے مرکبہاے پرند پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے پتلوں نے افراسیاب کو روکا اور سواروں نے کوکب کو سنبھالا اُسوقت پتلے دونوں بادشاہوں کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اُسکا تھا سر نکالا یہ نانی افراسیاب کی ماہی زمرد رنگ ہی بار ہا ذکر اسکا پیشتر کیا گیا ہی اسوقت اسنے مُنھ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا اس اثنا میں سواران طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب یہ لڑائی بکھیڑا کیسا ہی کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہی آپس میں فساد کرتا ہی اُسنے بہت بُرا کیا جو تمھاری دختر کہ بجاے لڑکی کے ہی ہاتھ اُٹھایا میں لیے جاتی ہوں افراسیاب کو بھی سمجھاؤنگی اور بیٹیا تم بھی سدھارو یہ کہکر غائب ہو گئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصے کے اُسی باغ میں کہ جہانسے اڑا تھا آیا یہاں تمام سردار فلک سے اُتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن بران نے عمرو کو لا کر زمین پر ڈالدیا تھا اور اپنے مرہم سحر لگا کر حواس درست کر کے حلقے جال عمرو کے گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو کی آنکھیں فرط ضعف سے بند تھیں اسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دلکو چین ملا تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا اس اثنا میں کوکب آکر سریر جلوہ گر ہوا بران نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ ای پدر عالی گہر یہ مجرم ہیں لیے لائی ہوں کہ آپ ملاحظہ فرما کر بتلایے کہ یہ انسان ہی یا حیوان ہی طائر یا دیو بھیا ہی یا مرجیا جن ہی آخر کون اور کیا ہی اور افراسیاب نے اُسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے میں ایسا کیوں ناراض ہو کر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا پہچانو تو یہ کون ہی سب صورت عمرو کی دیکھکر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر سحر شاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا تھا کوئی بولا یہ پردہ ظلمات کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ کوکب نے فہیم فاردس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سُنکر اُسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہی لکھ گئے ہیں اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤں کیا بعید ہی کہ اسکا بھی حال لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال نجوبی

معلوم ہوا ور یہیں روشن ضمیر اسی واسطے کھلاتا ہوں سُنو یہ شخص عمرو عیار ہی اور اسکی توصیف خداوند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا ہر ان نے بڑا غضب کیا جو اسکو بیان لا یہن اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اُسمین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوشربا سنہ جلوس سامری مین اسد غازی نواسہ حمزہ صاحبقران کا آئیگا اور طلسم ہوشربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نور افشان قید عمرو کو چھڑائیگا پس لازم ہی کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادوان مارا جائیگا اور شاہ نور افشان کا بڑا رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی طرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہو چکا تھا آنکھ کھولکر جو دیکھا دربار شاہی معمور پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پُر بہار نظر آیا ایسا مکان عالی شان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا مثنوی

کروں قصر عالی کی تعریف کیا
تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار
نظیر اُسکا روے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہروں کے اندر روان
کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری
جلو مین ملازم بہت سحر کار
رکھے دوش بر وار شمشاد تھا
کسی کا جو تھا نصف سونیکا تن
کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا
ہوا راست جب دم وہ عالی مقام
کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات
گنہگار م امیدوار آمدم
زخردان خطا از بزرگان عطا
اسیری کا اپنی کروں کیا بیان

کہ روز آسپہ ہوتا ہی گردون فدا
جلائے جو موتی تو چونا ہوا
وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر
ستارے ہوں جیسے فلک پر دوان
نظر آگیا تخت پر ایک شاہ
ہزاروں پریزادوان بے شمار
کوئی شخص شیشہ کا سر تا بپا
تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن
عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا
کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام
جو ہین کمترین اُنسے کمتر ہون مین
بدرگاہ تو شرمسار آمدم
زسر تا قدم جرم سارا ہون مین
کہ رونے کے قابل ہی یہ داستان

نظر جب پڑی اسکی دیواروں پہ
وہ چونا پھرا نور دونا ہوا
بہشت بریں اُس سے بہتر نہ تھا
جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
دالان پر بنی تھی جو بارہ دری
کلہ گوشہ اُسکا تھا اوج ماہ
کوئی باندھے ترسول الشار تھا
کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا
ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا
کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات
پریشان بہت بندہ پر غم ہون مین
بدی از من و نیکی آید ترا
بُرا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
بگڑ ہی چکی تھی لڑائی تمام

اگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر نگین قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہوجیے عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہبھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحب قران مجھکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا پاتا ہون گوگب نے کشتیان جواہر وگوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم نالی اسکی ہے گئی ہے جب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائے گا کوئی ایسا شخص ہوتا کہ ترکیب دریائے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان تہخانے کی طرح بنا ہے سونے کی سیڑھیان تہخانے مین بنی ہین اسمین جاکر غربال رہتا ہے جب اسکو کوئی قتل کرے تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہورہا اور دل سے سوچا کہ اب زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہے یہ لوگ بھی سب ساحر ہین انکو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا چلکر غربال کو مار کر سب کو چھڑائیے یقین ہے ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہونچا یگا مگر یہان سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہان کا لیکر چلیے یہ سوچکر کچھ گنگنانے لگا گوکب کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور ہران تو لوٹ ہوگئی اور ساحر بھی مشتاق ہوئے اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل ٹھکانے نہین کیا خاک گاؤن مفلس ناچار مصیبت مین گرفتار ہون یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور گوکب نے بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت ڈکی جوڑی نکال کر بجائی اور یہ غزل گائی **غزل**

نکلین گے کبھی ارمان جو میرے دل مین رہتے ہین	مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل مین رہتے ہین
نہ خار غم کہین چبھ جائے یہ اندیشہ رہتا ہے	وہ یون کیون پانون پھیلا کر ہمارے دل مین رہتے ہین
مری شامت بھی جاکر اسکے گیسو کی ہو آرایش	سیہ بختی تو کہتی ہے ہم اسکے تل مین رہتے ہین
بوقت نزع زلفون مین پھنسا ہے تیرے دم جاکر	جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل مین رہتے ہین
ورازی اور دے یارب شب ہجران جانان کو	تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل مین رہتے ہین
وہ منھ کو پھیر کر شرما کے میرے ساتھ سوتے ہین	تمنا کچھ بر آتی ہے کچھ ارمان دل مین رہتے ہین
شب فرقت ستارے دیکھکر گردون سے کہتا ہون	یہ کسکی یاد ہے جو داغ تیرے دل مین رہتے ہین
ہم انکو چھیڑ کر باتین سنین اور خوب بکوائین	ارادے آج تو اے جاہ کیا کیا دل مین رہتے ہین

ایسی صدائے دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھگئی کہ ابیات

ہر اک راگنی کا تبدل رہا — چراغ خرد اُسکا پر گل رہا
جو گانے کا جھگڑے کے سامان ہوا — تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
کیا بھیروین کا جو سب نے خیال — تو فق ہو گیا منھ سحر کے مثال
جو ابر و کبھی زیر لب ہو گیا — ہرن صبر اُسکے سبب ہو گیا
جو گایا وہ بہلانے کو سب کے دیس — لگی سنگ کو شیشۂ دل کی ٹھیس
کسی سُر مین نکلی جو دیپک کی لاگ — بھڑکنے لگی اور سینہ مین آگ

ہزارہا کیا لاکھون روپے عمرو کو سب نے دیے پہر بھر تک یہ گا تا رہا پھر خاموش ہوا ازبسکہ آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا میرا گانے کو کیا تمھر دل چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہین یہ سُنتے ہی کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لا کر عمرو کو دیا اُسنے کہا ایک جام مین میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے مین بادشاہ اسلام کو شراب پلاتا ہون وہ تکلفات تو کسیکو نصیب ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا سے کیا ہوگا کوکب نے حسب درخواست عمرو کو کشتیان بادۂ احمر کی منگا کر حوالے کین عمرو نے شراب گلابی کی جام مین جام کی کنٹر کی شیشے مین اُلٹ پھیر کرکے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر ملا یا اور سبز و سرخ شیشے برابر چنکر گلابیون کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اُسنے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے لیکر چاہا کہ نوش کرون ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہی اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن انتہا سے زیادہ ہی سچ کہ بیت

نیکی کرنا بد دن سے ایسی ہی — جیسے نیکون سے کی بدی تونے

تو ہی کہہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہی جو تونے کیا بارے خیر گذری جو مین تیرا شریک نہوا یہ عتاب سُنکر عمرو نے بمنت عرض کیا کہ مین نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب مین ملائی تھی کہ دیکھون آپ کو اطلاع اسکی ہوتی ہی یا نہین یہ کہکر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہین اب ہوشربا مین تم جاؤ اسی لایق ہو کہ افراسیاب کی جوتیان کھاؤ یہ کہکر سینے پر ہاتھ رکھکر اس زور سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا مین پستی کی طرف قلا بازیان کھاتا جاتا ہون آخر فرط خوف سے آنکھین اسکی بند ہو گئین

بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار نہ وزیر نہ شہریار کا پتہ پایا
بلکہ قریب دریاے **خون رواں** ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے تئیں کھڑا دیکھا حیران کار
ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہی کجا **طلسم نور افشاں** کہاں دریاے سحر مین کہاں تھا اور کس جا آگیا
سبحان اللہ ایک بشر کو تونے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہی کہ جس نے یہ طلسم دکھلایا مجھے
دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ **بیت** گڑا جو بعد فنا بیقرار زیر زمین ✣ وہ مضطرب تھا
کہ میدان حشر مین نکلا ✣ تادیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ
جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے نزدیک اپنے تئین استادہ پایا
جہان جاے سکونت **غربال شاہ کوکب** نے بتائی تو سمجھا کہ **کوکب** دل سے میرا شریک
معلوم ہوتا ہی یہ امر غصہ کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور مین آیا مگر اسمین
بھی میری فوج کی رہائی اُسکو مد نظر ہی کس لیے کہ اگر مجکو وہ جلد نہ بھیجتا تو سب قیدی قتل
ہو جاتے کیونکہ **افراسیاب** جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا مین **کوکب** ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہاں پہونچایا
فی الحقیقت کہ وہ مرد با مروت ہی غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل صورت **افراسیاب** بنائی
کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شہنشاہی در بر مالے موتیون کے گلے مین ڈالکر کھور چندن کے جسم
پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہی کہ اس پہاڑ پر روح فرہاد
نثار ہی ہر سمت گلزار و حدیقہ پر بہار اشجار بار دار پر از اثمار ہین طائران خوش الحان نواسنج ہین
اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین **عمرو** نے در تہخانے پر بیٹھکر پکارا کہ اے
غربال دھوآ بیرنے سحر کے اُسے خبر دی کہ تجھے **عمرو** بلاتا ہی وہ گھبرا کر تہ خانے سے نکلا دیکھا تو
افراسیاب کھڑا ہی حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جاے
دوسرے یہ کہ **عمرو** کو **حیران** اپنے طلسم مین لے گئی ہی وہ یہاں کہاں آیا آج ہی گیا اور آج ہی
چلا آیا فرض کرو بزور سحر **حیران** اسکو جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا مسکن
کیونکر ملا بہر صورت اسمین کچھ فتور ہی یکایک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو یہ سوچکر شاہ کو
سلام کر کے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر **عمرو** نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہی کہا اے **غربال** طریقہ احتیاط
یہی چاہیے جیسا کہ تم کرتے ہو یعنے مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ دو
دزد یعنے **عمرو** چھوٹ گیا ہی تجھین ایک تحفہ طلسم دے آؤن تا کہ اسکی وجہ سے ہر شخص کی

نظر سے مخفی رہو اور تم سب کو دیکھو تمھین کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھسے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون
تو یہ عطر سارے جسم مین اپنے ملکر بیٹھنا تاکہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو یہ کہکر ایک شیشہ عطر بیہوشی
آمیز کا نکال کر اُسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا غربال اُسوقت
سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ ہوتا
اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہی کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ بادشاہ طلسم تھا
خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کرلونگا یہ سمجھکر شیشہ عطر لیکر چلا عمرو بھی
اُسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا وہ تہ خانہ مین اُترگیا وہان جاے وسیع تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی
تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اُسنے
وہ شیشہ کھولکر عطر لیکر پہلے منھ پر ملا اور آئینہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہوگیا یا نہین
لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین پہنچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا عمرو نے گلیم اُتاری خنجر سے
چھاتی پر چڑھکر ذبح کر ڈالا پھر تو غوغاے عظیم برپا ہوا کہ لیجیو پکڑیو لیوا رے اسنے غضب کیا کہ
مارا غربال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان
سارا تہ خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب زیر کوہ اُترا دیکھا کہ شعلے اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی عمرو
دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک
جال ٹوٹا اور مہرخ و بہار وغیرہ ساحران نامی چھوٹے جو چونکہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے
تھے اور ایسے ویسے بیہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی نیچے
پیدا ہوے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا عیار بھی دونون چھوٹے مہرخ نے سحر پڑھا کہ سب
ہوشیار ہوے غوغا بلند ہوا حیرت خیمے سے نکلکر دوڑی سردار سالار سب جھپٹنے لگے دیکھا جال ٹوٹ
گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا نارنج ترنج پکڑکر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجیے اُسوقت مہرخ اور
بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا
بہار نے گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے جسنے وہ پھول سونگھے تالیان بجاتا
دیوانہ وار لشکر حیرت کی طرف چلا ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب بھر سے کھینچ مارا ہر شخص
اُسکی تاثیر سے شعر توصیف ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ لایعقل بنا مہرخ نے گولے فولادی
لگائے رعد نے گرجنا شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو بھڑکر تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت
ایسی ہی زبردست ساحرہ ہی جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کے جواب دیتی تھی آگ

کبھی برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر میں لاش پر لاش گری تھی بسمل طپاں تھے سیلاب خون رواں تھے تر سول چلتے تھے کہ نظم

بہم کرتے تھے آتش افشانیاں
زمیں تھیں قشقوں سے پیشانیاں
ہوئے کالے بادل فلک پر نمود
پریشاں ہوئے ہر طرف مثل دود
گرجنے لگا ابر جو رعد وار
چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
بھبھوں یا سرا نے لگیں بجلیاں
بدن کو جلانے لگیں بجلیاں
وہ مہرخ نے کچھ پڑھکے پھونکا دہاں
ہوا بہتر ایک۔ فوراً عیاں
برسنے لگا پھر وہ اس زور سے
کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی
وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی
ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار
کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار
جو دم چھوڑتا تھا وہ سوئے ہوا
نکلتا تھا مُنہ سے سیہ شعلہ سا
پھر اُس شعلہ سے بھی برستی تھی آگ
نکلتے تھے اُس آگ سے کالے ناگ
جسے چھو لیا بس وہیں وہ رہا
جسے کاٹا پانی کی صورت بہا
یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا
بڑھی سحر پڑھتی اُدھر مہ لقا
اُٹھا اپنی اُنگلی سے انگشتری
طرف اژدہے کے وہیں پھینک دی
گھڑی بھر میں اژدر ہوا بر طرف
تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف
اُڑا ایک بیک ایک غول زغن کا
ہوا پر جو پہونچا تو لشکر تمام
عجب فوج کی سب نے آغاز جنگ
برسنے لگے یاں کے لشکر پہ سنگ
ہر اک سنگ۔ جو سیکڑ دشمن کا تھا
نہ گردن رہی اور نہ منکا بچا
اُڑا فوج مہرخ سے بھی ایک غول
ارادہ کہ سر پیچے انکے سول
ہوئے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے
ہم اُن میں ہتھیار چلنے لگے
ہوا کشت و خون یہ بروئے ہوا
کہ گرنے لگے دشت میں دست و پا
لڑائی کا ساماں بہم رہا
کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
وہاں کشتوں کے پشتے پٹ پٹ گئے
ہوا پر بہم لڑکے سب کٹ گئے

غرضکہ اسی طرح کا شور محشر زا شام تک برپا رہا جسدم کہ مہر عالم آرا نے دام شعاعی سے رہائی پاکر بارگاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اسمیں خورشید تاباں ہوا
ستارے نکلنے کا ساماں ہوا
ہوا چاند گردوں پہ جلوہ نما
وہ گولا تھا سب کے لیے زال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ رہ سکیں گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کیجائیگی رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ میں آئی اِسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر مہرخ جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہیں جلی پڑی ہیں اور بازاریں لٹ گئی ہیں رعایا فراری ہے یہ سمجھکر ساحروں کو اُسی وقت اطراف میں اپنے ممالک کے جو دفع

ہو چکے ہین اور جتنے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جاکر جملہ اسباب شاہانہ بارگاہ وخیمہ وخرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈھورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوگئے ہین وہ آکر آباد ہون آواز دہل زن کی سنکر شکیل جو فوج لیکر شعاب جبال مین مخفی ہوگیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لیکر شادان وفرحان آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسۂ عشرت اقتران جمع ہوا بارگاہ مین مہرخ سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوئے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی سردار بھی حاضر بارگاہ ہوئے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے تئین چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے ملا اسوقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہورہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر تراذ عشرت وخرمی گاتی تھین کہ

نظم

شب عیش وعشرت جو بھی رقص کی
چلی کج اداؤن کی سیدھی قطار
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے
گلوری جو کھائی اک سر پھر گیا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گئین
کہ سردار ون پر ہے کرو زرنثار

تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی
پسین دل رواں ایسے انداز سے
غرض جبکہ پہونچی ہر اک مرلقا
ہوئی ناچ مین صرف ہر ناز مین
غنی سب کو اک آن مین کر دیا

ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار
کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی
کوئی بولی تھم جاؤ بھینا ذرا
عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا
دیا حکم مہرخ نے پھر ایکبار
جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہی لیکن افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ نگل گئی اپنے مقام پر پہونچکر اگلا جب شاہ کو ہوش آیا ناہی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے لے آئین وہان کوکب نے سب اسیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم وبرہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سنکر خفا ہوئی اور کہا اے بیوقوف جسدم کہ بران نے عمرو کو آکر چھڑایا تھا تو اسکو بعزت تمام بلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک توڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور طرح ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سنکر اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جس وقت کہ منشی روزگار نے دائرۂ آفتابی ورق چرخ پر بہ قلم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو مٹایا کہ

مثنوی

فلک تھا جو دامن مین شب سے لیے خوش آیند بھلی جو صحرا مین دھوپ		دُرِ انجم اُسنے نچھاور کیے ہوا صاف تارون کا ذرہ و نہ روپیہ	

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اُس کو نوحہ گر خاک بر سر پایا سارا
ماجرا قتل غربال دریائی باغبان سُنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سب کو گرفتار
کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب اُنکا شریک معلوم ہوتا ہی آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ جوڑا
کوکب ہی کا فساد تھا آپ اُسکو نامہ تحریر فرمائیے شاہ طلسم اُسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ
مکتوب تحریر کرون اُسوقت مصوّر کہ اول سے آیا ہوا ہی مگر تصویرین سحر سے سب حریفون کی
کھینچنے مین مصروف ہی چندے سے طلسم باطن مین جاکر چلہ کش ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب
اہل لشکر نے مع بادشاہ تا بکے استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والون کو اسکے اُتروایا
اسنے سارا ماجرا شرکت کوکب کا جب سُنا کہا میرا بھی نام خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب مانے گا
تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو
دیکھکر بہت برہم ہوا کہ نا لزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی خالی پھر آئی اُسنے عرض کیا کہ ہنوز مین
متلاشی قران تھی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہوگیا کنیز مجبور ہوگی
مگر اب جاکر کسی عیار کو یا سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارنیون کے روانہ ہوئی جب کنارے
لشکر مہرخ کے پہونچین سب الگ الگ ہوگئین لیکن صرصر صبا رفتار صورت فراشون کی بنکر
داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگین یہان صبح کو نماز پڑھکر عمرو
کرسی پر آکر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ
اُٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکالتے ہین مگر چال اُنکی عیارون کی طرح ہی یہ سمجھکر بغور ملاحظہ
کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکارا کہ ای کنیز و لوٹا بیت الخلا مین رکھ آؤ کنول مردنگ پچھو و
یہ صدا سنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کرکے سراچہ بارگاہ کا پھاند کر بھاگین عمرو بھی
سراچہ فاند کر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچین تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اسوقت تو دونون عیارنیون
نے تیغے کھینچے اور لڑنے لگین عمرو بھی گردش کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند ماری اور صبا رفتار
نے نیمچہ مارا عمرو نے اسی طرح گردش کی کہ اُسکا نیمچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے
اس اثنا مین برق فرنگی یہان آکر پہونچا اور استاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے
یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیارہ بچیان جو علحدہ علحدہ ہوگئین تھین

اُن مین سے تیز نگاہ نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہی تو چلکر مہرخ کو پکڑ لا یہ تجویز کر کے فوراً اپنے تئین شکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی مہرخ سے کہا ذرا ادھر آیئے مجھے کچھ کہنا ہی مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی نہ کرتی تھی فوراً تخت سے اُٹھ کر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی منھ پر لگا کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھا لیکر چلی اسی طرف سے ہوکر نکلی جہان صرصر و عمرو لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ اے صرصر کیون لڑتی ہو مین مہرخ کو پکڑ لائی صرصر و صبا رفتار بہ صد اشتکر بھاگین اور عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور نکل گئی تو دونون عیارہ پھر بھاگین اسی طرح رکتی اور بھاگتی قریب دریاے خون رواں پہونچین پکارین جلد ہمین دریا کے پار پہونچا دو محافظان دریاے سحر نے پکڑ مین دیکر تینون کو پار کر دیا اسوقت عمرو و برق مجبور آب دیدہ ہوکر واپس ہوے عیار بچیون نے مہرخ کو باغ سیب مین پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ جادوان کو لشکر حیرت مین جا کر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہوکر باغ سیب مین آیا اور مہرخ کو قید سحر بنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر چپ ہو رہی اور حیرت بولی کیون چڈو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنکر بیٹھی تھی دیکھ کیا تیرا حال ہوتا ہی مہرخ نے کہا خدا میرا بچانے والا ہی شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلا کر اسکو قتل کرو دریا کے اُس پار نہ لے جاؤ بہ مجرد حکم طائران باغ اوڑے اور جلاد طلب ہوے طلسم باطن مین غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اُسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو قتل ہوتی ہی ساحر جوق جوق آنا شروع ہوے یہان تو قتل مہرخ کی تیاری ہوئی ہی لیکن کیفیت عمرو کی سنیے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہوکر کنارے سے دریاے سحر کے جو پھرا ہر طرف اس فکر مین دوڑ رہا تھا کہ کس طرح پار دریاے سحر کے جاؤن اور مہرخ کو چھڑاؤن ہر طرف دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہوکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور برجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ عرض کرنے لگا کہ

مثنوی

آلہی دعا ہو مری مستجاب
مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے مین مخلوق ہین تیری سب
غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہی رب

عجب ذات تیری ہی اے بے نیاز — کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز
جو ماہیت بحر زخار ہی — کسے اُسکا معلوم اسرار ہی
مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان — کہ اک موج کن مین بنے دو جہان
اسی موج سے عرش ہی اوج پر — حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش — اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوے اور قلزم آرزو مین باد مراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین ہنس جادو نام رہتا ہی اور سسرال اُسکی اُس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہی فی الجملہ زوجہ اُسکی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کرکے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہان عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جاکر احتیاج رفع کرنے لگا عمرو نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ وجمیلہ کہ زلف لا دین اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہی اور چشم فتان اُسکی گردش وہ بخت بیدلان ہی ٹھوڑی کو گھنا یا تا پہنے ہو رخسار تابناک سے خرمن جان صبر و قرار پر آتش زن ہے

نظم

گیا آنکھ اُٹھا کر جو اُسنے خیال — شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین — کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان — کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ یا پیچ مین لائے جان جہان — دل روشن عاشقان جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب — دلون کو جو دیتی تھی مسموم فریب
جدھر پڑگئی لوز آگئین انظر — تو فی الفور بجلی گری جالون پر

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھکر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آگئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا اے نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیراہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنگیا اس عرصہ مین عقاب فارغ ضرورت سے ہوکر آیا اور کہا بھابی آؤ سوار ہو عمرو نے اُسکو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ

نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت **عقاب** کی بنکر سامنے آیا **عمرو** آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور اُسنے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریاے سحر پہونچایا چاہا اُس پار جادون دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اسوقت **عقاب** نے پکار کر کہا کہ زوجہ **ہنس** جادو مصاحب بادشاہ طلسم کو مین پرسون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو **ہنس** نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے خروش دریا کا کم ہوا اور اصلی حالت پر بہنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر اُترا **عمرو** نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہی سامنے ایوان مین جو کا تختون کا بچھا ہی اُس پر فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا و عمدہ ہی گاؤ تکیہ لگا ہی دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین طاق برابر برابر بنے ہین اُنمین اچاریان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت دالان مین باورچخانہ ہی اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہی جو کی بچھی ہی ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہی ایک چنگیری مین جو کا دیا ہی ہار پھول رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہی چوکے پر گاؤ سے پشت لگائے ایک ساحر سانولے رنگ کا بیٹھا ہی جس وقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا **عمرو** نے بھی گھونگھٹ اُٹھا کر مسکرا کر آنکھون کو پھرایا اُسنے آکر گود مین پشت **عقاب** سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور کہا اے بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ مین اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کر کے بہ دلجمعی تمام دربار شاہ طلسم مین جانیوالا ہون وہان **مہرخ** کے قتل کی تیاری ہو رہی ہی ایک عالم جمع ہی ابھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشہ دیکھو **عقاب** یہ کلام سنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُس نے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا **عمرو** وہان سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہان جاتی ہو جواب دیا کہ کوٹھری مین شراب لینے وہ چپ ہو رہا **عمرو** نے کوٹھری مین جاکر دیکھا کہ جملہ اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے ہین طاق پر شیشے شراب کے چنے ہین یہ دیکھکر ایک شیشہ شراب کا لیکر وہین بیہوشی آمیز کر کے باہر آیا اور جام بھر کے پہلے **ہنس** کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور چاہا کہ بی بی سے لپٹون **عمرو** پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ اُٹھکر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا **عمرو** نے جال الیاسی مار کر سارا مکان اُسکا لوٹا کوئی چیز باقی نہ رکھی پھر اُسکا پیراہن لیکر اُسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل مین رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر وہان سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی جاتی ہی بعض اُن مین عشرت کرتے ہین کہتے جاتے ہین کہ آج دشمن مارا جاتا ہی اسی مکارہ **مہرخ** نے شراکت کر کے **عمرو** کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہی یہ تقریر سنکر دوسرا

بولا کہ میان توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسا نہ کرو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہی جو عالی ہمتون کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی اور شاہون کو تخت عزت سے اتار کر بوریائے فلاکت پر بٹھاتا ہی کسی کا دل شاد نہین رکھتا کوئی گھر آباد نہین رکھتا **نظم**

جلا دینے مین یہ وہ بیباک ہی — کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو — لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا یہ آتش فشانی کرے — جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتین کرتے جاتے تھے **عمرو** بھی انھین کے ساتھ چلا یہان تک کہ در باغ **سیب** پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے **افراسیاب** و **حیرت** کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد با تیغہاے برہنہ سر پر **مہرخ** کے کھڑے تھے ساحر ہر سمت قہقہے لگاتے تھے **مہرخ** بحسرت و یاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ ای خالق بے نیاز **ابیات**

تو ہی خالق ظلمت و نور ہی — دلون سے قرین چشم سے دور ہی
تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ — کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہین مخلوق تیرے زمین و زمان — خدائے جہان و خداوند جان
کرم سے ترے ای جہان آفرین — رہا قید سے ہوے یہ دل حزین

یہ دیکھکر **عمرو** بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی اس مجرمہ کو اپنے ہاتھ سے مین قتل کرون شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ ہفنس تلوار کھینچکر بڑھا جلادونکو ہٹا دیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے مین نے اس کو خوب مسحور کر لیا اسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آئیگا کیونکہ دریا کے پار کوئی نہین آسکتا ہی پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا **عمرو** قریب جاکر **مہرخ** کو دھمکانے لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اس بیرہ نے جھلاکر جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر **عمرو** کے فدا ہی تو مجکو جلد قتل کر **عمرو** نے کہا تیرے دشمنون کو مارون یہ کہکر جال لیاسی مار کر **مہرخ** کو کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ منم **عمرو** عیار نامدار یہ نعرہ سُنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے **عمرو** نے دو تین حقہاے نفتی داغ کر مارے کہ دھوان پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری مین دو ایک ساحرون کے خنجر مارا سر اُنکے جدا ہوے شور و غوغا اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی **عمرو** گلیم اوڑھکر غائب ہوا **افراسیاب** و **حیرت** کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا حواس درست ہوئے دیکھا دو ایک ساحر

مرے پڑے ہین اور مہرخ کا پتہ نہین ہی یہ دیکھکر دنگ ہوگیا اور حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو دیلا
ہی مجکو یہ حیرت ہی کہ وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس سے کہا
کہ عمرو کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اس پار دریا کے طلسم مین پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا اُسنے کہا
مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم مین ہی شاہ نے اُسوقت کتاب سامری منگاکر دیکھی ظاہر
ہوا کہ عمرو زوجہ ہمنس جادو بنکر پشت عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی پھر ہمنس کو بھی اُسنے قید کیا
اور آپ اسکی صورت بنکر مہرخ کو آکر چھڑا لے گیا یہ دیکھکر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا اے
بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لاد کر یہان لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سنکر
رونے لگا اور ہمنس کے گھر کی طرف چلا اور وہ سارا مجمع برطرف ہوا جلاد محروم ہوکر اپنے گھر
چلے اور ساحران طلسم عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ طائران طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہی سب لوگ
یہان کے ہوشیار رہین اور بندوبست کیا جاے کہ وہ مفتری اب دریا کے پار نہ آنے پائے غرضکہ
منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہوگئے اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکم نامے کے
کسی کو پار اُترنے نہ دینا یہ بندوبست کرکے بیٹھا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سنا گیا ہی عمرو
پار دریا کے طلسم باطن مین گیا ہی فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کرونگا
بجز اسکے اور کوئی صورت اس کی گرفتاری کی ظاہر مین نظر نہین آتی ہی جب یہ نامہ پڑھا
جواب لکھا کہ ضرور تشریف لائیے اور ہر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف
لاتے ہین وہ عمرو کو قید کرادینگے یہ خبر طلسم مین مشتہر ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے بھی
یہ ماجرا سنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی آخر گلیم اوڑھے پھر ہمنس جادو کے مکان مین آیا
اور فی الفور دوبارہ اُسکی جورو کی ایسی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت وری وغیرہ زنبیل
سے نکالکر قاعدے سے درست کرکے بیٹھا راوی کہتا ہی کہ ہمنس نے جب اپنی زوجہ کو اُسکے میکے
بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہی تم بھی اپنے اپنے گھر ہو آؤ
اُسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہمنس جادو کے مارے جانے کا برپا ہوا ماما اصیلین بدحواس دوڑی
آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھکر سلام کیا بلائین لین کہ واری دشمنون مدعیون کے منھ مین خاک
بُرے افواہ اُڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا کچھ کہو تو انھون نے کہا میان تو کہتے ہین کہ دشمن اُنکے
عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سُنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے نتھ اوتاری چوڑیان توڑین اور بیچ انگنائی

مین ٹانگین پھیلا کر واویلا مچانے لگا اُس وقت عقاب جو آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھکر سوچا کہ شاہ طلسم نے کہا تھا عمرو تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہی اب نہین معلوم یہ میری بھاوج ہی یا عمرو ہی اس سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا عمرو نے اسکو متوحش دیکھکر بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہی میرے حال سے کچھ مطلع ہوگیا یہ دریافت کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجکو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اُسنے ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تیئن مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اُسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا تو اُتار ہی چکا تھا مجکو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین نے غل مچایا وہ بھاگ گیا اب سُنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا آہ کیون یہ بات سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے عقاب نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ عمرو جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اسکو بھی زنبیل سے نکالکر مارتا ہوگا کیونکہ عمرو پہلے بھی اس پار آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا اسوجہ سے ساحر زنبیل سے واقف ہین غرضکہ عقاب کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھ کر ہاے ہاے کر کے پیٹنے لگا پھر تو عمرو نے اُٹھکر دو تین ٹکرین دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ اہی میرے ناز اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہی ہی میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھسے روٹھ گیا **نظم**

طمانچون سے نیلے کیے اُسنے گال	گیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال
کہا تھک کے لوگو مین دُکھ بھرون	جیے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت مری سوگئی	یہ کہتے ہی سر پیٹیا غش ہوگئی
ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار	بھرے اشک آنکھومین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہاے	کدھر راانڈیہ ڈھونڈھنے تجکو جاے
مرا ماہ پیکر کہان ہی بتاؤ	اُسے میری چھاتی سے لاکر لگاؤ

اسی نوحہ وشیون مین سر پیٹیا باہر نکلکر چلا عقاب ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی کہان جاتی ہو اس نے ایک اسکی نہ سُنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا چاک گریبان سینہ زنان سر برہنہ کیے سیدھی باغ سیب کی طرف چلی عقاب اُسوقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ عمرو پہلے تو میری بھاوج بنکر بھائی کے پاس

آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو بھاوج کو زنبیل سے نکالکر قتل کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غل مچایا اسوجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا مرغ کو چھڑا لے گیا فی الجملہ بھابھی نے جب سے رہا ہوکر حال اپنے شوہر کا سنا ہی سر پھوڑا ہی قریب بہ ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب آپ آتی ہین شاہ طلسم کتاب سے اوّل دریافت ہی کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ ہنس بنا تھا پھر اسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اس اثنا مین باغ کے در پر صداے نالہ وزاری برپا ہوئی اور زوجہ ہنس سامنے بادشاہ کے آئی پاؤن پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا اُٹھا کر دیکھا ہچکی لگی ہی لہو بہ رہا ہی بال کھلے ہین اس حال زار کو دیکھکر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور کہا خداوند سے چارہ نہین ہی اے نیک بخت ہنس جادو تو نہین ہی اور باقی سب چیز تیرے واسطے موجود و رہا سر تیرے خاوند کا تجھ کو ملے گا جا اپنے گھر مین چین سے رہ اور صبر کر یہ کلمات تشفی آمیز سنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب کیا ہی گھر سارا عمرو لوٹ لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہی دیور کے پاس رہتی ہوگی اے شاہ مین بدنام ہوجاؤن گی مجھے میرے مان باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤن گی اور آپ کو دعا دون گی اور نہ دیجیے گا تو مین چرخا پونی کر کے اوقات بسر کرون گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہاے یہان وہ بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہی کہ اسکو والدین کے یہان اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت تمام اسکو میکے مین پہونچاؤ اور ایک طاؤس سحر سے بناکر سوار کر کے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب دریاے سحر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے انکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عورت بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر ان ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتار دو تو مین اپنے خاوند کو رولون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین بھوکی بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر کھاؤن گی یہ التماس سنکر ساحرون نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو ہاے ہاے کر کے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ

کھایا لیکن وہ میوہ کھا کر بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ انکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھکر اُنکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے خیرہ سر افراسیاب ننگ کنندہ ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت سے کہ وہان گیا تھا اُسی طرح بفضلہ تعالی چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالونگا ورنہ میری اطاعت مین حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھکر کوہ سے اُتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین جب سے برق عیار نے ذکر کیا ہو کہ عیار بچی مہرخ کو پار دریاے سحر کے لے گئی یہ سُنتے ہی بہار و نافرمان پچھاڑین کھانے لگین یقین ہو گیا کہ مہرخ زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہوکر ہر ایک دعا مین مصروف ہوئین اور بیتابانہ درگاہ کریم کارساز مین کہتی تھین کہ بیت

مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے		تو وہ کریم ہی ناشاد کو جو شاد کرے

خداوندا ہمارے سرپرست اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا درد زبان تھی اور گریہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دیکر مہرخ کو زنبیل سے نکالا اُنکی جو آنکھ کھلی اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر معبود حقیقی ادا فرمایا اور حمام کر کے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار تمام مسرور ہوے اور عمرو کی عیاری کا حال سُنکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہین لیکن کچھ عرصے مین یہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر نالان و گریان پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ داڑھی سے کھولکر پڑھا اور زانو پیٹ لیا کہا اے حسرت وہ زوجہ ہنس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دیکر پار اُتر گیا یہ سُنتے ہی خدمتگارون نے آپس مین کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اُس عیار نے ہمین ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب کے صدقے اُتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قدوۂ ساحران واے زبدۂ سامری پرستان حضور نے یہان تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کر دونگا فی الحال مکار یہان سے طلسم ظاہر مین چلا گیا آپ اسکو قید کر لیجیے یہ لکھکر نیچے کے ہاتھ روانہ کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اُسکی کھینچی جس حال مین وہ ہوگا مین شناخت کرونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار بصورت مبدل بہر خبر گیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سُنا اور جاکر عمرو سے

سب کیفیت بیان کی عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور کے پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اُٹھکر صحرا مین گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیار بچیون کو بلا کر کہا کہ تمھاری جانبازی مین کسی طرح کا شک نہین مگر لازم ہی کہ لشکر حیرت مین جاکر مصور کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کرین تو یہان لے آؤ عیارنیان حسب الحکم پاس مصور کے آئین حکم شاہ سے اسکو اطلاع کی اُسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیار بچیون کو فرودکش کیا کہ یہان رہکر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحرون کا پہرا مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر رہنے کا حکم دیا جب سب انتظام کر چکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکالکر اپنے گلے مین پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تاکہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض سب طرح اطمینان کر لیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت مبدل اسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہی کوئی بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہی یہ دیکھکر کنارے ٹھہر رہا اس اثنا مین ساقی ازل نے مینائے زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور مجلس بادہ خواران کی طرح خم خانہ سپہر مین کواکب محفل آرا ہوے نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی	کہ اُس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	خجل قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھون مین ٹوکرے یہان اور پاؤن مین پیلی سونے کی پہنے کان مین پتے بالیان اور جھمکے آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اُسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائیگی اسکو لینا چاہیے یہ سوچکر قریب اُسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل مین تھی زہرہ جبینون سے صفائی منظور میری قسمت کا ستارہ ہوا جھاڑو بیلا + جھاڑو کا نام سنکر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیان دکھا ئین اور منت سے کہا واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ مہترانی لالچ مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا میان تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہی اور اُس جگہ گوشہ تنہائی ہی کوئی آتا جاتا نہین ہی وہان جاکر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بدنامی ہی برادری مین نجابت سے اُٹھ جاؤنگی حقہ پانی بند ہو جائیگا برق نے کہا ہم تیرے عوض روئی پکا سینکے

مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہی جو بات سہل مین ہو جائے اسکو مشکل کیون کیجیے یہ سنکر برق اول تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکر کترا کر وہین آئی اسنے اسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سننے آئی ہون یہ ٹھٹھے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہکر جھاولی بتائی اور جانے لگی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو منھ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہو کر گری اسنے زیور اور پیرہن اسکا اتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلد کر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپا کلی پہنی دوپٹے کی گاتی اس طرح سر پر باندھی کہ چھاتی کے ابھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سرخ ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے نظم

وہ رخسار سرخ اسکے تھے بیمثال	کہ گل زرد ہو اُن سے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر	چمٹتے تھے باتون مین با یک دگر
نزاکت کو موے میان باندھ لائے	وہین ڈھونڈھے جو وہ عدم کھو یا جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر	مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد	قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سپاہی شعر عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے بھی اٹھا لو دوسرے نے کہا کیون تمھاری جو کی کون صاف کرتا ہی مہترانی نے مسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہی مجکو دل لگی باز بنایا ہی دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا جو کی خانہ مین رکھکر آ بیٹھی کہ ساحری سلامت رکھے ذرا سی تما کو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو کچھ گا مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو مٹھی مردار اٹھلاتی ہی میرا مارے پیشاب کے برا حال ہی جلد جا کر کما لے ٹوکرا اٹھا لے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہکر اٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی بنے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اسنے حباب بیہوشی مارا کہ اسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق نے فورًا پیرہن اسکا اتارا اور اسکو خوب بیہوش کر کے آپ اسکی ایسی صورت وہین بیٹھکر بنا اور ایک قنات کی آڑ مین اسکو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ کنیز

اٹھ گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اس اثنا میں دوسرے درجے میں پلنگڑی جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ میں پردہ پڑا تھا اور کنیزیں تھیں اس طرف **مصوّر** لیٹا تھا ایک کنیز کو انھیں میں سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا **برق** نے ہزار تدبیر کی کہ میں **مصوّر** پاس جاؤں موقع نہ ملا لیکن حال سنیے کہ اسی بارگاہ کے متصل بارگاہ **صورت نگار** کی برپا ہی وہ اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول برداریوں اور خواصوں کو دربارگاہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اٹھا کر **مصوّر** پاس گئی وہ کنیز کے اسوقت بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن میں ہاتھ ڈالے تھی اس کیفیت کو **صورت نگار** دیکھ کر پیچھے ہٹی اور **مصوّر** گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالوں کو سمیٹتی دوپٹہ اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی تھی کہ میاں تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو میں راضی نہوتی تھی نگوڑ مارا زبردستی جو کوئی نوچا اور کھسوٹی کرے تو کیا کروں لیکن **مصوّر** نے زوجہ سے اپنی کہا کہ اے ملکہ آپ رُک کیوں رہیں آیئے آیئے **صورت نگار** نے کہا کیا کروں آکے تم مزے اڑاؤ مجھے بلا کر کیا کروگے کم بخت جو میں جانتی کہ یہاں یہ کرشمہ ہو رہا ہی تو کاہے کو آتی پرائے مزے میں کھنڈت ڈالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو قحبہ کیا باتیں بناتی دھگڑے پاس سے اُٹھی ہی اب کیا پوچھتا ہی ہم گھر والی بنیں اے سر منڈا اگر گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت پکڑ لی لپٹی تو پڑیں تھیں پھر راضی نہیں تھیں یہ کہکر جوتی اُتار کر دوڑی لونڈی بڑبڑاتی ہوئی بھاگی کہ جیسے انکے میاں میں لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت **مصوّر** نے اُٹھ کر بی بی کا ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب سنو تو سنو تو غصہ جانے دو اُسکی خطا کیا ہی میں نے پاؤں دبانے بلایا تھا لو آؤ بیٹھو یہ کہکر بمنت بٹھایا **صورت نگار** بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھ رکی ہوئی ہر چند **مصوّر** نے گدگدایا مگر بات نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی **برق** سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا اسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ میں آئی وہاں کا سارا غصہ لونڈیوں پر اپنی اُتارا کسی کو گالیاں دیں کسی کو جوتیاں لگائیں کسی پر کوٹا پھٹکار ناحق ناحق خفا ہوئی کسی سے کہا حرامزادی بیچوان کیسا بھرا ہی کہ سلگتا نہیں کسی سے کہا میں نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے کیوں نہ دیا غرض خوب بک جھک کر **برق** جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی دل لگن تم میاں کو کیوں چھوڑ آئیں اُس نے کہا بی بی تم پاس ہی بیٹھے دیکھ آئیں مجھ سے اُس لونڈی کا حال سنیے کہ کیا کیا اُسکے ناز میاں اُٹھاتے ہیں یہ بات مطلب کی جو اُسنے سنی سب کنیزوں پر خفا تو تھی اُن کو ہٹا دیا اور اکیلی **برق** کو لیکر بیٹھی باتیں پوچھنے لگی اُسنے کہا بی بی وہ دن رات ٹانگوں میں ٹانگیں ڈالے پڑی

رہتی ہی میان چلہ کھینچنے کے بہانے اُسی کو تو لیے پڑے رہتے ہین یہ باتین کرتے کرتے جماہی لی اور اُٹھا کہ
حضور مین پھر حاضر ہونگی صورت نگار نے کہا اری بیٹھ بھی اُسنے کہا عرض نہین کر سکتی مجھے شراب
پینے کی عادت ہی صورت نگار نے کشتی شراب کی اسکو حوالے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق
نے جام شراب بیہوشی ملا کر اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پیرہن اُسکا
لیکر اور اُسکو خوب بیہوش کر کے صورت اُسی کی ایسی بنکر اور اُسکو اُسی جگہہ کی ایک دری لپیٹ کر
بارگاہ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو بن سنور کر لیٹا لیکن مصور نے
چلے آنے اپنی زوجہ کے پہلے تو کچھ کنیز کی خاطرداری اور دلجوئی کی پھر وہان سے بڑی رات گئے بی بی
پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر کھینچا کہ ادھر آؤ مُنھ سے بولو میرا قصور معاف کرو زوجہ نقلی
نے کروٹ لیکر اسکی صورت دیکھ کر مُنھ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اُسی سے
قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہی مصور نے ہاتھ باندھے منتین کین گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب
اس کنیز کو بجاے اپنی مان بہن کے تصور کرونگا اُسوقت برق نے سیدھے مُنھ سے بات کی اور
یہ سنکر بولا یہ بی بی کے پاس لیٹا اور اختلاط کرنے لگا اس عرصہ مین تصویر جو عمرو کی گلے مین پڑی
تھی اُسپر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ صورت ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہی یہ دیکھکر زوجہ سے کہا
کہ تمھاری ایک جھلک مین عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درہ کوہ مین اسوقت
بیٹھا ہی چلو گرفتار کر لین اور پاس شہنشاہ کے بھجوا کر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی
نے کہا اچھا چلو مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے مصور نے کہا اچھا اور بی بی کا
ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب راہ کوہ کے پہونچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ
مین جا کر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر جھپٹ کر درہ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اس سے
کہا بھاگ جاؤ مصور تمھین پکڑنے آیا ہی عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی نے
ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو یہان بلا بیٹھی ہی مصور دوڑ کر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ عمرو ہی
نہ کوئی ہی زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہی اسنے کہا رات کا وقت تھا اس لیے مین تمکو
منع کرتا تھا کہ اکیلی درے مین نہ جاؤ آخر ڈر گئین یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو صبح کو عمرو کو
پکڑینگے یہ باتین کر کے اسکو گود مین اُٹھا کر اپنی خوابگاہ مین لایا اور لپٹ کر پیار کرنے لگا زوجہ
مصنوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکالکر انگیا مین ملا خوشبو سے اُسکی مصور چھینک مار کر
بیہوش ہو گیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اس کا بھی پشتارہ باندھ کر

لیجاؤن لیکن کیفیت سنیے کہ عیار بچیان چارون کو لون پر بارگاہ کے اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ
رات گئی تو نکلکر پہرا دینے لگین یکایک اُنھون نے چھینک کی آواز سُنی صرصر نے صبا رفتار
سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہی جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی اسنے کہا واری سچ کہتی ہو چلو دیکھین
بارگاہ مین کیا ہو رہا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آئین اُنکے آنے سے برق سراپچہ بارگاہ چاک کرکے
نعرہ مارکے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا صرصر بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق
دامن کوہ مین آکر ٹھہرا اور صرصر جو چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل جائے گا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ
نہ آئے گا لازم ہی کہ تدبیر کرون جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور
آگے بڑھکر زفیل عیاری بجائی برق دامن کوہ مین متلاشی عمرو تو کھڑا ہی تھا زفیل کی صدا سُنکر
مقام بلند پر سے نگران ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ اُستاد
کھڑے ہین دوڑ کر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو درہ کوہ مین اُستاد سے ملاقات
ہو چکی تھی سمجھا کہ اُستاد اسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین غرض کہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ اُستاد
مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپ کی اُسکے پاس سے لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا
بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ وہ تصویر مجھے دے برق نے وہ تصویر نکالکر حوالے کی صرصر تصویر
لیکر جست کرکے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم صرصر نعرہ سُنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ
مصور مین آئی اور اس کو ہوشیار کرکے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہو گئے عیار کو بغل
مین لیکر سوئے وہ تصویر اُتارے گیا مین اس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی
یہ کہکر تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا کہین
پتہ نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اس کو پکڑ لے گیا ہی یہ سوچکر بزور سحر پرواز
کرکے صحرا مین جا کر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سراغ نہ پایا آخرکار وہ رات
اسکو زوجہ کے ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت نے صورت زیبائی کے ساتھ
شاہد آفتاب کی نگارخانہ افلاک پر جلوہ طرازی فرمائی اور پرند مشک فام شب سے نقش و نگار انجم
درخشان کو مٹا کر سطح سپہر کو مصفا فرمایا کہ

ابیات

اُٹھائے غرض صدمہ ہائے کثیر — گیا شب کو مر کے اُسنے اخیر
ہوا طائر دل جب اسکا کباب — تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان و گریان پرواز کرکے دریائے سحر سے اتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم آرام مین

تھا اُسکو بیدار کرکے فریاد کناں ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ بہو کو سامری کی عیار پکڑ لے گئے شاہ طلسم سو کر اُٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہی اُسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے اُٹھکر سریر جہانبانی پر آکر بیٹھا ساحران نامی حاضر دربار ہو کر حسب مراتب متمکن ہوے اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصوّر کے بیقرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب نے عیارون کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہی میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتین گھبرائیے نہین چھوٹ آئینگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اُسکی زوجہ کا دریافت کرے لیکن جو کہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصوّر کہہ رہا تھا کہ صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اُسکو پکڑ لے گیا بس اس کھلی ہوئی بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہی کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصوّر اس نے سحر پڑھکر دستک دی یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان سے جاکر اُٹھالا پنجہ چمک کر روانہ ہوا ادھر برق نے جب صرصر کو نہ پایا رنجیدہ پھر کر لشکر مین آیا یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور صبح اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اُٹھا کر چلا اُس پر ساحرون نے ہزارون نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن کچھ تاثیر نہوئی طائر بنکر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق نے ہوشیار ہو کر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا کہ عقل دنگ ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش بیشتر لکھی گئی ہی اسلیے مکرر او سہ کرر ارادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دارالامارۃ شاہ طلسم ہی ہر وقت مین نئی بہار اور صورت سحرکاری سے دمبدم دوسری اسمین ظاہر ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت برق نے دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہائے شجر بار دار پر شور کر رہی ہین برق عیار آیا ہی زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہی کہ قطعہ

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا	کہ خود خوف دامن مین اپنے چھپا
نظر آئی پرخوف ہر ایک شے	فلک کو جو دیکھا تو پاتیل کا ہی

نظر بھر کے دیکھے کہاں آنکھ تاب — کہ صاف اُسمین لوہے کا تھا آفتاب
پر اُسکی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ بجھ جاتی تھی آگ بالائے فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز — شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آئے نظر — کہ ہر شاخ و برگ اُنکے تھے شعلہ ور
عجب شوخ طائر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت یہ آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے پیہم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھکر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اسنے خطاب کیا کہ ای برق تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتادے کہ اسکو کہان رکھا اور کیا کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری کو دیکھکر معلوم کر سکتا ہون لیکن اسمین بھی یہ معلوم ہوگا کہ برق اسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر گیا ہی اس حال کے ظاہر ہونے سے تجھی سے استفسار کرنا پڑا بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہی اگر بتلا دیگا تجکو رہائی دیجاویگی برق یہ کلمات سنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہی کیونکہ وہ قتل نہین ہو سکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا وہ اسکو لے گیا افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار دو چار دن مین وہ سب یہان آئینگے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہان نہین آسکتا تو جھوٹا ہی یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تمہارا گنہگار ہی جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر تو میری دختر کو بتلادے تو دریاے سحر کے پار اُتار دون برق بولا اگر تم بجا اقرار کرو تو بتا دون مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ تمہاری بی بی کو مین نے عمرو کو دیدیا اور انھون نے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا وہ بغیر لاکھ روپیہ لیے چھوڑنے کے نہین کیونکہ مرد طماع ہین اس تقریر کو سُنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت سچ کہی اب صورت نگار کا چھوٹنا مشکل ہی کس لیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہی نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہی یہ سُنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای برق تو کبھی زنبیل مین گیا ہی اسمین کیا کیا ہی اسنے کہا میرا تو گھر ہی جب جی چاہتا ہی جاتا ہون سیر کرتا ہون اس مین سات شہر ہین دریا

ہین جنگل وغیرہ ہین بارگاہ حضرت آدمؑ استادہ ہی جنات بیٹھے ہین شراب کا پیالہ گردش مین ہی ہزارہا
ساحر قید ہین اُن پر صبح و شام سو سو کوڑے پڑتے ہین دن بھر ٹوکری ڈھلواتے ہین رات کو سوکھے
ٹکڑے کھانے کو ملتے ہین یہ بیان سنتے ہی مصور چیخین مار کر رویا اور کہا میری بی بی نے تو گلاب کی
پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہین کھائی وہ تو سو کوڑے کھا کر مرگئی ہوگی برق نے کہا پیزار کے
صدمے سے مرگئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہی تو پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت فاخرہ یہان سے خدمت
مین استاد کی روانہ کرو مین عرضی سفارش مین لکھ دون گا اگر مزاج مین آگئے آئیگا چھوڑ دینگے
ورنہ گئی تو ہی یہ سنتے ہی ایک تختہ کاغذ خان بالغ جنا پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر
کی جس کا مضمون یہ تھا کہ مثنوی

بعرض شاہنشاہِ اعظم	سلیمانِ زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت	درفشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان دحی آسمانی	بیان فرمائے اسرار نہانی
نہال گلشن اقبال باری	بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین محبش شاد بادا	ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے ہو اور ساعت
مسعود و آوان محمود مین خدمت بابرکت مین پہونچے یعنے میرے حال پر حضور کو رحم آئے اور میری
زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازمان حضور کے حسب اتفاق
رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول فرمائین خوشا نصیب
اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پر و بال قفس الم و ستم سے آزاد ہو کر
آشیانہ سدرۃ المنتہی کامیابی پر پہونچا الٰہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع عز و تمکین سے
ساطع و لامع رہے یہ تحریر کرکے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر کو حوالے کیا
کہ خدمت عمرو مین لیجاتے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ صورت نگار کو بھیجدین
تاکہ مین قید سے چھوٹون غرض کہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ ہوا اور تا آنے جواب کے
برق کو کرسی جواہر آگین پر بٹھایا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ دار دریائے سحر سے اُتر کر بارگاہ عمرو
مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک رنج مین تھا عمرو بھی گلیم اُتار کر بیٹھا تھا
کہ ساحر نے لا کر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا پہچانا اور سوچا کہ اُسنے عیاری کر کے

ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہی یہ سمجھ کر قرطاس وخامہ و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ ای زیارت گاہ سامری کیشان واے پشت و پناہ جمشید پرستان عرضی تمھاری نظر اشرف سے گذری اگر سیر فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھتا ہون کہ اُسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول کر کے زوجہ کو تمھاری کنارے دریاے سحر کے لاتا ہون تم بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ و خلعت وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوا اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع دے ساحر نے آکر عمرو سے کہا لیجیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون ساحر تو گیا اور اسنے الگ جاکر زنبیل سے ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش کر کے بنایا اور ہوشیار کر کے اس سے کہا مین نے ہزارہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا بادشاہزادی بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا مین ڈبو آیا اب تجھے شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے تو کہنا مین صورت نگار تمھاری زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہی تو کہنا زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سنکر خوش ہوئی کہ شکر ہی قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اسے لیکر باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اُسی پہاڑ کے جہان مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہ استاد تو آتے ہین کہا اے مصور تمھاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمھاری زوجہ کو لاتے ہین یہ سُنتے ہی مصور دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑا رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا اور بخندہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد		مشام جان زخوشبوے تن معطر شد	

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز انتا کو وا کیا کہ خواجہ آپ نے بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہر چند کہ اداے شکریہ سے اس عنایت بے غایت کے زبان ژولیدہ بیان لال ہی لیکن سمند زبان میدان احسان بے پایان مین جولان اور دوان ہی کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار		کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست	

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو کی جو گلے مین پڑی تھی سینے یہ اصلی عمرو ہو یا نہین دیکھی تصویر بصورت عمرو ہو گئی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہی اُسوقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیون کے منگا کر دی

عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے مین پہنے ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہی اور سر مو صورت مین فرق نہین ہی یہ دیکھکر کہا ای مصور مین نے ہزار دن ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہین دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر اسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے مہرخ نے تصدق برق پر سے اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر سب مسرور ہوے عمرو نے کہا میرے شاگرد نے دو چار کوڑیان مجھ کو دلادین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہوجائیگی اور مین نے بھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنائے ہین عید کے دن روز نگار برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی عنایت سے سب کچھ ہی آپ زیربار نہو جیے سب اہل دربار ان باتون سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر تو با طمینان تمام سب مصروف انبساط ہین لیکن مصور اپنی بی بی کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصۂ دراز سے مرد سے واقف نہوئی تھی ہاتھ لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آیئے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپ کی ملین یہ پڑھکر بی بی سمیت سوار ہوکر باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ شخص ہوا اور افراسیاب سے کہا خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اسمین حیرت نے کہا کہ صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہی ایک ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سُنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اجالا کہین شہر اہزار ہا ساحر قید ہین ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ عیار بچیان بھی آئین اور سب نے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور سے جو دیکھا تو ہنسین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ صورت نگار اصلی نہین ہی یہ کلمات مصور نے بھی سُنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھون نے کہا حضور آپنے پانچ لاکھ روپیے جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی پہچانا پوچھو تو کہ شہر بھی یاد ہی یہ سُنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ دراصل صورت نگار نہین ہی گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدہی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہی دو کوڑے ماریے ابھی قبول دے گی یہ سُنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا واسطہ سامری کا آپ کتاب دیکھ دیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہی یا نہین ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور

ایک دھوکے کی بات دریافت کرنی تھی اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ مین لیٹی کھڑی ہی اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ملکر بہتر ای بیہوشی پڑی ہی اور سب لشکر مین لونڈی بیہوش ہی یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردار و مین نے تمکو حفاظت کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہین کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر یہ عتاب دیکھکر عذر خواہ ہوئی اور پھر عیاری چاہا کہ جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ عورت کنیز ملکہ بروح ہی اور بی آپ کی دری مین لیٹی ہوئی بارگاہ مین ہی یہ سنتے ہی مصور اُڑ کر چلا مگر حال سنیئے کہ بارگاہ مین برق کی ثنا جو عمرو نے بہت کی ضرغام وجانسوز بھی اس فکر مین چلے کہ ہم بھی عیاری کرکے نام آوری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار بیان تھین نہ حیرت تھی سنا تھا قابو جو پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور بارگاہ مین صورت نگار کی مہرہ اسکا توڑا دری کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو اُسمین لیٹی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر اسکو کھینچکر سر نقب پر لاکر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اُسکے پاؤن کے نیچے حلقے کمند کے لگا کر آپ بھی چھپکر بیٹھے کہ جو اس کو اُٹھانے آئیگا ہم بیضۂ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے لیجائینگے غرض کہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈالکر بیٹھے اور مصور بتیاباناً آکر بارگاہ مین پہونچا دری کو اُلٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا شانے پکڑکر جو اُٹھایا پاؤن کو گڑھے مین لٹکا پایا حیران ہوکر گردن ڈالکر جھانکنے لگا اسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور دوسرے نے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ کو بھی ٹانگ پکڑکر نقب مین کر لیا ایک نے مصور کو پشتارہ مین باندھکر لادا اور دوسرے نے اسکی جورو کو سنبھالا لیکر کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی ہوے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہمکو شناخت نہ کرے جب جنگل مین پہونچے تصدیر عمرو کی اُتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ سر انکے کاٹ کرے چلین یہ سوچکر خنجر دونون کے مارا خنجر جسم پر سے اُنکے اچٹ گیا پتھر مارے وہ بھی اُلٹے پھر آئے اسوقت تجویز کیا کہ زمین مین نالی بناکر بارود بچھاکر انکو اُڑا دین ویسا ہی عمل مین لائے یہ تو سرنگ اُڑانے کی فکر مین ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مصور کدھر گئے تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین

یہ دیکھتے ہی کتاب جلد کرکے خود پرواز کرکے چلا اور بہت جلد آگر دہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ نے نعرہ کیا کہ دونون عیار بھاگے لیکن اسنے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے اسوقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہ عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ ان کو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کرکے جو دیکھا تو ضرغام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہی یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت بنا اور برق کو بصورت اصل مشکین باندھکر لیچلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہی شاہ جادوان خوش ہوا اور قران کو پچیس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے لگا جب قریب آیا عرض کیا ان دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ نے نذر پر اسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہوگیا اسوقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگاتا ہی شاہ طلسم کے منھ پر پڑا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاؤن یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا قران اور تینون عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمردی ہی آسمان سونے کا ہی بیابان سرسبز شاداب ہی بہاریان کی نایاب ہی کہ نظم

نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا		کہ ناگہ اُسے ایک صحرا ملا	
تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی		ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگی	
کہ تھے سنگ پشت اُسمین مانند نیل		نمایان ہوئی اُس جگہ ایک جھیل	
کسی جا پہ دو مچھلیون مین تھی جنگ		کنارے کہین منھ نکالے نہنگ	
تو بیہوشی اُتری حواس اُنمین آئے		اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے	

جب خوب ہوشیار ہوئے تین پریزادین زرین پوش حسینہ و جمیلہ سامنے آئین عرض پیرا ہوئین کہ ہم طلسم کی پریان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل رہائی کی ہی آپ شاہ ہوکر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اُسوقت عیار آپ کو مارے ڈالتے تھے ہم اُٹھا لائے یہ سُنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری عزت تو جا چکی تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اس طلسم کی سیر کیجیے مین جاکر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرغزاد سے جب

سیر کر چکین تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادھر سے آتا ہی اور مصور
مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو سے
سب حال کہا عمرو نے جب سُنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین معلوم
کر کے سب عیارون کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار
بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہانتک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دور سے
نہایت خوش ہوے نذرین دین تصدق آتارے عمرو بارگاہ مین جا کر بیٹھا اور اپنے سردارون
مالی جادو و بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرو
کہ اسکو لیجا کر مین کہین مخفی کرون تاکہ ایسا نہو عیار اسکو آکر لیجائین حسب الارشاد صندوق زر وجواہر
کے اور دست بقچے اور بدریان شالون کی سب ایک جا کر کے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہے یہان
لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لیجیے عمرو نے وہان سے سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین
رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوق مین کنکر پتھر بھر دو تاکہ مصور یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے
اور پشیمانی اُٹھائے ملازم حسب ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس وخاشاک وسنگریزون سے
لبریز کر دیے یہ انتظام عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جسوقت شاہ طلسم نے
ضرغام وغیرہ کو گرفتار کیا تھا تو تصویر اُن سے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہوکر صحرائے
طلسم مین پہونچا اسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ بہر گرفتاری قران گیا فی الجملہ اسوقت جو
شبیہ عمرو دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج وبرباد کرتا ہی یہ دیکھتے ہی پریزادون
سے مصور نے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو اُنھون نے اسکو ایک صحرا مین لا کر کہا جاییے وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہی مصور بعجلت تمام تر مع اپنی زوجہ کے اُڑ کر چلا اور بارگاہ کے قریب آکر نعرہ زن
ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سُنتے ہی برق اور جانسوز جست کر کے بھاگے
مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا اُن عیارون سے واقف نہ تھا اس سبب سے
یہ تو بھاگ گئے مگر اُسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسکو مسحور کر کے
بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر بھرتے صندوق مین پایا بہت خفا ہوا
سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھکر عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد
کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد سر اس دزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا
اسوقت عیار برق جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اُس سے کہا

کہ اُستاد گرفتار ہو گئے اور سارا حال بیان کیا قران نے ماجرا سنکر فوراً صورت اپنی مثل افراسیاب
کے بنائی تاج گوہرنگار سر پر رکھکر اور چار قب شاہنشاہی در بر کرکے مالا ہائے مروارید گلے مین ڈالکر
قبائے قلمِ زرکار و جواہر دوز یعنی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویرین سامری و جمشید و لقا کی
کہنی سے شانے تک باندھکر درست ہو کر برق سے کہا کہ شیر صحرائی کی صورت تم بنو برق نے پوست
شیر کی نکالی اور اُسکے پاس گھنٹیان لگی ہوئی بہت سی کھالین شیر اور آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی
ہین اور یہ برق چارپایہ تو بے مثل بنتا ہی چنانچہ نوشیروان نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ
مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتا بنکر سب امیر کے سردارون
اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور کسی نے اس کو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہو کر مسلمان ہوا اور
اطاعت مین ابتک ہی فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنٹیان پیٹ کے برابر درست کرکے بالون مین چھپائین
اور وہ ببر غران اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جسکی ہیبت سے برج اسد مین جاکر چھپتا اور
خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا تھا نظم

بوقتِ خشم اگر دندان دکھائے	تو ثور چرخ ڈر کر تھرتھرائے
صدائے رعد غرش مین تھی پیدا	چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قران اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لیکر سمت لشکر مصور چلا جب لشکر
مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار نہایت کر و فر سے آتا ہی بہر تعظیم ہر شخص حاضر
خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصور بھی خبر سنکر دوڑا اور استقبال کرکے بارگاہ مین
لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے ہین مین نے اس نابکار عیار کو قتل کرنا چاہا ہو شاہ طلسم
نے حال سنکر کہا اے مرشد زادے برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوائے دیتا
ہون یہ کہکر شیر سے اُترا اور کہا اے شیر اس عیار کو جاکر کھالے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی
اور جلاد وغیرہ تھے بھاگے اور مصور نے سحر کی قید عمرو پر سے دور کر دی شیر نے جاکر عمرو کو منھ
مین دابا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل سے دعا کرتا تھا
کہ الٰہی پنجۂ عذاب شیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہو گیا لیکن شیر نے نہ چھوڑا منھ سے ہکا دیا پیٹھ پر
لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے کہا وہ خیمہ جو خالی ہی وہان جاکر اسکو کھالے اور میری سواری کو
حاضر ہو شیر حکم پاکر خیمے مین گیا اور تنہائی پاکر عمرو سے ہوشیار کرکے کہا اُستاد خوف نہ کھائیے مین
ہون برق اور سب حال بیان کیا عمرو کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہان

جو کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ ملے گی اور مصوّر پاس جو کچھ ہو وہ لینا چاہیے برق نے کہا زیادہ طمع نہ کیجیے آپ کی قید ہوئے تو رہائی مشکل سے ہوگی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیہودہ تو نے مجھے ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہی برق نے کہا آپ خفا ہون مین جاتا ہون آپ کا نقصان مجھے بھی نہین منظور یہ کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہان قران نے بارگاہ مین بیٹھ کر سرداران نامی کو جمع کر کے باتین کرنا شروع کین مصوّر نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر کر دیا قران نے لیکر آنکھ بچا کر بیہوشی اس مین ملائی اور مصوّر کو دیا کہ پہلے مرشد زادے آپ پئین مصور نے جام لیکر پیا قران نے ساقی سے گلابی لیکر کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی مین سب کو شراب پلاؤن گا اور گلابی مین بیہوشی بجالا کی ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحہ کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو تیپزار باہم لڑکر بیہوش ہوے اسوقت قران نے بغدا نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے یہ شکل ساحر لنیا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ مین جا کر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر غلطک لگائی کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا منم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا دونون سراپچے پھاند کر بھاگے اور عمرو کشتیان جواہر کی اور اسباب وہان کا لوٹ کر نعرہ کرکے بھاگا مصوّر پر اس وجہ سے ہاتھ نہ ڈالا کہ اسکی قضا نہین ہی ایسا نہو کہ پھر آفت مین مبتلا ہو جایئن غرض کہ سب لوٹ مار کر نکل گئے ساحرون نے مصوّر کو آکر ہوشیار کیا اسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ بہر گرفتاری عیاران جاؤن لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار ہین انکا تعاقب اچھا نہین اسکے مانع ہونے سے یہ رُکا اور بارگاہ مین نیا سامان وغیرہ درست کر کے فرد کش ہوا مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین پہونچکر مہرخ وغیرہ سے سب ماجرا بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سُنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر ہنگامہ عشرت گرم ہوا رقص و سرود کے تماشے مین مصروف ہوے قران صحرا مین چلا گیا اور عیار اپنے کام مین سرگرم ہوے یعنے فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران روانہ ہوا تھا راہ مین سوچا کہ کتاب سامری مین چلکر اُسکا حال دریافت کر دیہ تجویز کر کے باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر متمکن ہوا وہان وہ کنیز جس کو عمرو نے مصوّر کی زوجہ بنا کر بھیجا تھا بیٹھی تھی اس کو حکم دیا کہ یہان سے نکل جا وہ مایوس باغ سے نکلکر طلسم مین بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان عورت دیکھکر اپنے گھر مین لیجا کر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران

میری صورت بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحرون کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صحرا مین ہی یہ دیکھتے ہی
چاہا کہ جا کر گرفتار کرون لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھ کر مستفسر ہوئی کہ حضور کہان جانے والے
ہین شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ کے لائق و شایان
کب ہی کہ عیارون کے پیچھے دوڑتے پھرین لازم ہی کہ حضرت جہان پناہ تامل فرمائین اور کوئی تدبیر
گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مدار غوالی پیکر
مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناگاہ سامنے ہونے لگا اُسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند لقا
ثبت تھی اُس کو آنکھون سے لگایا نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندہ غفلت شعار شہنشاہ ساحران
اپنے خداوند سے تونے غفلت کی ہی بندگان خوابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہی اور تجھ
سے کچھ نہین ہو سکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے لازم کہ بمجرد دیکھنے نامے کے یا تو کسی ساحر جلیل القدر کو بمقابلہ حمزہ
روانہ کر یا جواب بھیجدے کہ مین مدد نہین کرون گا تاکہ خداوند اور کوئی تدبیر کرین اور کسی دوسرے
بندے کو اپنے بلائین یا خود وہان تشریف لیجائین اس مضمون کو پڑھکر اور عتاب خداوندی
دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اُسی وقت سحر پڑھکر دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی
دور ہوئی اور ابر پردے ہوا پیدا ہو کر زمین پر اترا اُس ابر پر دو ساحر سیاہ فام گندہ دہن بد باطن
سوار تھے شعلہائے آتش سارے جسم سے اُن کے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ
سلام کر کے ٹھہرے اُسنے حکم دیا کہ اے اہلیل جادو و تحلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر
لیکر پاس خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کرو اور ایک عرضی جواب مین نامے کے آپ
بھی لکھکر اُن کے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند در اصل اس بندہ گنہگار سے غفلت اور خطا
سرزد ہوئی قصور میرا معاف فرمائیے اور مین بدل اعانت اور تابعداری کرنے کو حضور کی حاضر ہون
دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت مین بجمعیت کثیر حاضر ہوتے ہین یہ کام خداوند کے
بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر وہ ساحر اپنے ملک مین آئے اور لشکر کو حکم تیار
ہونے کا دیا فوج سپہ سالار سردار حربہ ہائے آتشین لیکر سوار ہوئے طائران سحر اور اژدہائے دمان
پر کاٹھے اور زین بچھ گئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوئے دونون
ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھنچوا کر سوار ہوئے اور سمت کوہ عقیق چلے گاتے اور ڈمرو بجاتے جاتے تھے
کالی گھٹا امڈی نظر آتی تھی زمین تھراتی تھی کہ نظم

ہوا پر اُڑا تخت سردار کا ، وہ سب لشکر اُس تخت کے گرد تھا
بندھے چپت تھے کھاروے کے لنگوٹ ، سبھون کے دلون پر لڑائی کی چوٹ
بیان اُنکی شکلون کا کیا کیجیے ، تصور جو کیجیے ذرا کیجیے
درازی لکھی ہو رروے حسد ، کہ تھے ساٹھ گز کے فقط انکے قد

الحاصل بعد قطع جادۂ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے یہان وہ خرس بادیۂ ضلالت مردود وگمراہ یعنے زمرد شاہ لقائے بے لقا راندۂ درگاہ آلہ نکبت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب بیات

ہوے کالے بادل فلک پر نمود ، پریشان ہوے ہر طرف مثل دود
گرجنے لگا ابر وہ رعد دار ، چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار
سبھون پاس آنے لگین بجلیان ، بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھکر پکارا کہ کوئی بندہ خاص ہمارا آتا ہی یہ کلام بختیارک سلیمان سنکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر کرگدن و شیر آتشین پر سوار آتا ہی اور اژدہون پر تخت کھنچا ہی دو ساحر تاج ولباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھکر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

ندانم بہر تشریف قدومت خانہ دارم ، غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اس ندا کو سنکر وہ ساحر اترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اترنے لگا طبل ونقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھکر بولا کہ ہم نے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا اُنھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جن پر اسقدر رحم خداوند کا ہی کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہوتا ہی آتنا مین جانتا ہون کہ حمزہ دن بھر خداوند سے لڑتا ہی اور بعد نصف شب کے ایک تہ خانے مین اُترکر نظر مردم سے مخفی ہوکر اُلٹا لٹکتا ہی اور توبہ توبہ کرتا ہی خداوند اُسکی خطایئن روز گذشتہ کی معاف کر دیتے ہین صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہی دوسرے یہ کہ خداوند نے ان بندگان مغضوب کو عالم خواب مین پیدا کرکے

فراموش فرمایا اب نسبت انکے تقدیر ہلاک و غارت فرمانے پر خداوند قادر نہیں ہیں چاہتے ہیں کہ کسی بندہ زبردست کے ہاتھ سے ان سرکشون کو برباد و تباہ کراؤن یہ باتیں سُنکر ساحرون کو خوف طاری ہوا اور کہا جب خداوند خطا مین حمزہ کی ہر روز معاف کردیتے ہین تو ہم کیونکر اُس سے ہم نبرد ہوسکین گے بختیارک نے کہا تم ڈرو نہین خداوند نے فرمایا ہو کہ اب خطا اسکی معاف نہ کرون گا اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی لقا نے پکارا کہ اے بندو میرے مین نے تم کو نظر کردہ کیا اور تمھارے ہاتھ سے سب کو قتل کرا کر افتخار جاوید تم کو عطا کرون گا زبان خداوند سے یہ کلمات مرحمت مشحون استماع کرکے سجدے مین گرے اور بہت خوشنود ہوے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا اور ساحر روزگار نے طلسم عالم مین تاریکی شب ظاہر کی اور روانہ ہاے انجم کو رائی سرسون کی طرح میدان چرخ مین چھنکایا اور رال کا گولا مہتاب تابان کو بنایا کہ ابیات

درخشان خدا نے ستارے کیے	عطا چرخ کو ماہ پارے کیے
لگا ناچنے چرخ نیلوفری	بجاتی تھی دف زہرہ و مشتری
خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن	کہ سارے ستارے ہوے خندہ زن

ساحرون نے حکم دیا کہ ہمارے نام پر نقارہ جنگی گڑگڑاے بموجب حکم لقا فوج ساحران مین نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑی آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی کہ نظم

دمامون سے نقارے تھے کامیاب	بجین تو بتین ہر طرف کو شتاب
صدا بم کی دُون دُون جو تھی کیا کہون	یہ مطلب تھا ہی زیر گردون دون

صداے طبل سُنکر جاسیس لشکر امیر کشور گیر جو بصورت مبدل ہر خبر فوج ساحران مین آئے تھے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین سامنے شہنشاہ گردون بارگاہ سعد بن قباد عالی نژاد کے حاضر ہوکر عرض پرداز بزبان عجز بیان ہوے کہ قطعہ

اے خسرو زمانہ کہ از روے معدلت	مسند فراز گنبد اخضر نشاد ہ
باد ابلق سپہر ترا رام کز ظفر	صد داغ بر جبین مہ و خور نہادہ

دو ساحر اہلیل و تحلیل جادو نام نے آکر شور و شر مچایا ہی طبل جنگ بجوایا ہو اس خبر کو عرض کرکے ہرکارے علحدہ ہوے اور شاہ نے سمت صاحبقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادہ شاہ پر اطلاع پا کر ارشاد کنان ہوے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے جبار و قہار طبل حرب نواخت مین آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت مین ترقیم فرمایا ہو وہی پیش آئی ہو کہ بیت

خصم را گردن نہم بے اعتباری آورد | مردن اولے تر کہ در بے اعتباری زیستن

حسب فرمان قضا جریان چالاک نے جا کر نقارخانہ سلطانی مین طبل سکندری پر ڈال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم سحر ہنگامہ کارزار ہوگا نقد جان عروس جلادت پر نثار ہوگا اس معرکہ مین پروردگار آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے غرضکہ دربار شاہ نے برخاست فرما کر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب مین ہر ایک شور و ستگاہ جلادت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت مین بہادران زمان کے ورد زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہی تیغ و گردن کا ساتھ ہو کر نظم

اگر بر نیاریم تیغ از نیام | کہ بیش ز بونان زبونی کنیم
زمردی بابر نیارند نام | اگر پایہ باشد جہان آفرین
نجوید ننگ زار ہمونی کنیم | بہ تیغ از عدو باز خواہیم کین

شب بھر جانبین مین تیاری سامان جلال و قتال رہی شمشیرہائے صاعقہ خصال اور خدنگہائے جانستان و شعلہ بار پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطا کرداروں کے لیے سینک کر درست ہوئی اسی مشغلے مین جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن نگاہ گرم خوآشیانہ نور شرق سے اڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کر کے ظاہر کیا علم خط صبح ہوا کہ مثنوی -

یہ طاؤس رخشان مین تھی روشنی | ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
کہ چشم خلائق کو دی روشنی | وہ پرواز مین تھا پر نور سے

دم سحر امیر ورد و وظائف سے فارغ ہو کر اسلحہ زیب جسم فرما کر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت پادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنین رسالے فوج فوج و موج موج میدان جنگاہ کو گئے شہنشاہ عالم نے بھی نماز پڑھ کر اسلحہ زیب قامت کیے اور سواری طلب کی کہ ابیات

غرض صبح جسدم ہوئی جلوہ گر
درخشان و تابان وہ تھا بھر دار
کمر بند مین کار ہیرے کا تھا
کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار
ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان
پکارے کہ ہو قوس مین آفتاب
اٹھا تخت ہر اک کہاری چلی
اور اوپر سبت شوخ بینے کا کام

تو فوراً جلوس آیا دروازے پر
لپیٹا کمر بند وہ زرنگار
گلے مین بھی اک ہار ہیرے کا تھا
وہ بائین طرف ترکش لاجواب
رکھی سیدھی کاندھے پہ اپنی کمان
غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
کہے تو کہ باد بہاری چلی
سرون مین جو ہیر فرنگی تعویذ تھے

رکھا سر پہ تاج جواہر نگار
کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار
حمائل وہ تلوار کی آبدار
کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب
کمان کاندھے پر دیکھ کر شیخ و شاب
ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما
لگین مچھلیان جین سرون پر تمام
سیہ شب مین تارے تھے چھٹکے ہوئے

جڑاؤ وہ مینے کے تھے سیس پھول
کہ قنال رنگ انکے مریخ کے
کہاروں کی تعریف مین کیا کرون
صبا سے زیادہ تھے وہ بے مکان
کہ اک قدرت حق ہویدا ہوئی
ادا سب نے بڑھ بڑھ کے مجرے کیئے
مغرق ہر اک ساندنی پیش پیش
لیے خاصبان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
کرے ابر مین جیسے آواز رعد
زرِ سرخ ہوتا تھا اُس پر فدا
بڑھے عمرو دولت بڑھے عز و شان
ادھر سے کے لشکر لقا بھی چلا
ہر اک سحر مین جیدہ روزگار
مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج
تو ساحر ابی ساحر تھے میدان مین
ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
قیامت سی اُس دشت مین آ گئی
سنو حال ان سبکے سامان کا
تو بائی بیابان مین بڑھتا تھا
کسی نے کیا اژدھون کا برن
وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوے
کہ اے نامداران میدان کین
عوض جان کے تو اُسکو اک ان مین
پکارا کہ اے حمزہؑ نامور

کہ تھے رنگ مین جنسے اُنیس پھول
اسی طرح دروازے تک آیا تخت
روانی کی توصیف مین کیا کرون
پڑی تھی جو چلمن یکایک بندھی
سواری شہنشہ کی پیدا ہوئی
چلا تخت شاہنشہ نامدار
کہ اک دھوم سے تھا شمار انکا بیش
نئی وردیان مختلف زیب تن
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
قدم با قدم مثل بادِ صبا
غرض پہونچا لشکر بیابان مین
بیابان مین وارد ہوا بے حیا
وہ کھنچ اسکے بس ہاتھیون پر سوار
ملے جس طرح موج سے آکے موج
پرے جمگئے رن مین جب ہر طرف
بڑھے ہر طرف ساحر رو سیاہ
اُٹھا ایک جانب سے طوفان سا
کسی نے کیا سحر طوفان کا
بنا ایک غول آسمین سے بشکل شیر
دکھانے لگے اپنا اپنا وہ فن
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
کوئی تھے شجاعت سے بہتر نہین
ہٹے یہ صدا دے کے جسدم نقیب
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

کڑے ہاتھ مین ایسے یاقوت کے
کہارون نے بڑھکر بدلوا یا تخت
نہوتی تھی چلنے مین اُنکے تکان
کسے تاب تھی یہ جو دیکھے کوئی
کھڑے ہوگئے جتنے سردار تھے
ہوے گرد امیرانِ عالی وقار
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے
نگاہون سے گذرا چمین کا چمن
وہ نقارے ہاتھی پہ اُن سبکے بعد
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور
نقیبون کی یہ بات زیب وہان
بہادر ڈٹے آکے میدان مین
تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار
ہو جس طرح برج سیہ آشکار
جما جب وہ لشکر بیابان مین
ہر اک غول نے باندھی یکبار صف
زمین ایک باری وہ تھرا گئی
سمندر سے بھی لاکھ حصہ سوا
پڑھنت اک طرح کی ہر ایک پڑھتا تھا
گھرے بیچ مین شیرونکے وہ دلیر
ہزارون مین سے شکل عقرب ہوے
نقیبون نے دی یک بیک جب صدا
چلو نام بکتا ہر میدان مین
تو اہلیل نکلا بشکل مہیب
اس ندا کو سنکر وہ اراب کشتو کشتا

امیر گھوڑا اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا اہلیل جادو زمین پر گر کر اژدر دہان بنکر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا
رُسیر آیا شاہزادہ نے بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ
تلوار کھینچکر جا پڑا لیکن اُسنے سیلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا داراب نے لنگر مارا کہ پا تک زمین میں غرق
ہوگیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھنچتا ہوا منھ میں اژدر ہے کے گیا اژدر اُسکو نگل کر اپنے لشکر
میں آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اُس کو داروغۂ زندان میخوار سرکش جادو کے حوالے کیا کہ اُسنے لیجاکر
مقید کیا اور اہلیل جادو پھر میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار پسر بدیع الزمان شاہزادہ
تورج اسکے سامنے گیا فی الفور اُس ساحر نے ایک گلدستہ لیکر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا اور چہرہ اُسمین
سے پری کا نکلکر خندہ زن ہوا صدائے قہقہہ بلند ہوئی اُس غنچہ دہن کے ہنسنے سے تورج روتے روتے
بیہوش ہوگیا اُسنے اُنکو بھی باندھ لیا اور میخوار کے حوالے کیا پھر نعرہ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ایکبار
خورشید بن ہاشم تیغ زن نبیرۂ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب
سامنے اہلیل کے گیا اُس نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی
صورت رعنا میں گل گلشن داؤد تھی قامت زیبا میں وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال صاحبقرانی
کے آئی اور پکاری کہ کیوں صاحب ہمارا تمھیں ذرا بھی خیال نہیں خورشید بصد اشتیاق مرکب سے
اُترا اور پاس اس نازک بدن کے گیا اُسنے آغوش محبت میں لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی
بیہوش ہوگیا وہ زن سحر تو پھر زمین میں سماگئی اور اہلیل نے اُنکو زندان بان کو دیکر قید کرایا اور پھر
طالب ستیز ہوا لشکر اسلام سے شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جا کر اسکے سحر کی عربدہ
پردازی سے مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس سردار کے قید ہوگئے اسوقت بختیارک نے
وسواس عیار کو بلا کر کہا تو چپکے سے جا کر کہہ آ کہ اے اہلیل اب جنگ مغلوبہ کرکے حریف کو قتل کرو
کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے میں آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا وسواس نے جا کر پیام دیا
اہلیل نے ساحروں کو للکارا کہ ہاں ان سرکشوں کو گھیرو اور قتل کرو ساحر اور سپہ سالاران لشکر
یہ حکم سُنکر حربے لیکر حملہ آور ہوے اس طرف سے امیر بھی اشقر اُڑا کر چلے اور بقیہ سرداروں کے
نعرے بلند ہوے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑ کر مرکب خنگ سیہ قیطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ
ہر دو باہم ملگئی بھڑ کر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اُسوقت ساحروں
نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ **نظم**

وہ جادو میں تھے ہر کسی سے سوا | ہر اک سحر میں سامری سے سوا
لیا گھیر جب لشکر شاہ کو

دبائے گہن جس طرح ماہ کو
قمر ہو جو عقرب مین اے ہمنشین
عجب رنج مین ہر دلاور گھرا
گئی بائین سمت اسکی جسدم نگاہ
ہزارون دکھائی دیے انکو شیر
دکھائی جو دی تھین بلائین عجیب
تو ڈوبے بہت مرد طوفان مین
یہ حمزہ نے دیکھا جو یہ ماجرا
تو جادوگرون کا ہوا رنگ فق
بڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر
بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
یہ دھیان آ گیا اُنکو اُسدم مگر
تو چمکائی وہ برق کر کے علم
یہ چکر مین تھا دائرہ نور کا
تو وہ جل گیا اُسپہ بجلی گری
ملی اسم سے تیغ کو ایسی تاب
نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے
شہ فوج انجم کی آمد ہوئی
ادھر سینہ زن سارے ساحر رہے

جو عقرب کے اندر قمر آ گیا
تو ہرگز لڑائی مبارک نہین
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان
تو عقرب نظر آئے لاکھون سیاہ
اسی طرح جس سمت منھ پھر گیا
وہ اک تہ ہو گئین سب قریب
بہت سے ہوے اژدہون سے ہلاک
وہین اسم اعظم پڑھا پر بلا
پرا تھا جو اُن ساحرون کا کھڑا
ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا
کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
پھری گرد اُس تنہ کے شدت سے وہ
نظر آتا تھا دائرہ نور کا
صدا فوج کے دے رہے تھے نقیب
کہ طوفان کا کھویا اُسنے شباب
لڑائی رہی صبح سے تا بہ شام
لڑائی وہ پھر صبح پر اٹھ رہی

تو دل شاہ کا وان یہ گھبرا گیا
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا
نظر آئے اژدر کشادہ دہان
پس پشت جسدم لیا منھ کو پھیر
نظر آئی اُنکو ہمی ایک بلا
بلاؤن نے گھیرا جو میدان مین
بہت کو کیا عقربون نے بھی خاک
پڑھا پانچوین بار جب اسم حق
تو لرزہ سبھون کے بدن مین پڑا
جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران
اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم
مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ
پڑی روشنی جسپہ تلوار کی
کہ نصر من اللہ فتح قریب
نہ شیر اسکے باعث سے یکسو رہے
چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
بجے اس طرف کو دہل فتح کے

جسوقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہائے تنویر شعاع مہر کو آیہ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان کو میدان سپہر مین چمکایا لشکر لقا مین طبل امان بجا اور لشکر جانبین کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا **ہلیل جادو** چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانون آج مین **حمزہ** کا اسم اعظم بند کر کے تم سب کو قتل کرونگا ورنہ آ کر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیون نے اُس تقریر کے جواب مین لعن طعن **لقا** پر کی لیکن **امیر** اپنے بیٹون اور سردارون کے قید ہوجانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کمر کھولی اور کشتون کو دفن کرایا زخمیون کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی کا خیال کر کے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام

گزین ہوئے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سر انجام کیا بادشاہ بسمت عیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلوخانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ مین بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو نے ہونے سے ساحرون کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے سردار گرفتار ہو جاتے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نامی گو ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوئے مگر عیارون نے غیرت مین آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار **اہلیل و تحلیل** کو قتل کر کے اپنے سردارون کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کر کے **ابوالفتح اصفہانی** و چالاک بن عمرو و **گلباد عراقی** و **کلباد عراقی** چار عیار قنطورۂ زرلفتی و پتیاوے سقرلاتی لگا کر حیلہاے ناحق سے چست و چالاک ہو کر روانہ ہوئے اس طرف **لقا** جب اپنی بارگاہ مین پھر کر آیا واسطے اُن دونون ساحرون کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ کوہ **عقیق** مین جو باغ کہ باغ مینا کہلاتا ہے وہان جشن کا سامان مہیّا کیا جائے اور آج سے اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سُنکر **سلیمان** نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیّا کیا دم بھر مین یہ عالم ہو گیا کہ نونہالان گلشن تاج پوش تھے جام مے نزارت و طراوت نوش تھے ہر شجر جو چمن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین وہان کی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ **نظم**

وہ گل پھول سمین نمایان ہوئے
کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوئے
صفت کر سکون مین کہان نہر کی
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بط و قرقرے
شجر بار ور سر سے پاتک ہرے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب
بہار آگئی تھی چاندنی مین غضب
خوش آوازایسی ہی تھین بلبلین
کرشمہ انھین نے جنت کے طائرین
جو تھی مختلف طائرون کی صدا
بجا ہی جو کہیے کہ ارگن بجا
عجب سیر باغ دل آرا کی تھی
وہ ساری زمین رشک ... کی تھی
یہ مضمون اہ طبع چالاک کا
سنو لطف انگور کی تاک کا
ہر اک ڈالی کی تھیلی چڑھی
دوبالا ضیا خوشون کو دیتی تھی
سنہری جو تھی وارسبت آشکار
ہری بیل دیتی تھی اُس پر بہار
لیے بیٹھے ہاتھ مین باندھے صف
پری پھرتی تھین لالٹین ہر طرف
دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے
یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
ہر اک روش اسطرح کا تھا کنول
کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول
فروزان وہ ہر ایک مردنگ تھی
صفائی دل صاف کی دنگ تھی
نہ دُنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام
غرض شیشہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا **لقا** مع جادوگرون کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت **اہلیل** سے **بختیارک** نے کہا آپ دونون صاحب یہان تشریف

فرماہین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کرکے لیجا ئینگے اہلیل نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر مین جاکر اندرون بارگاہ آرام کرونگا اور محافظ مجرمان بھی رہونگا یہ کہکر خداوند سے رخصت ہوکر بارگاہ مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور باغ مین اُسکے بھائی کے سامنے ناچ ہونے لگا لیکن عیار چار دن جو اُسکے قتل کے لیے چلے تھے اُن مین سے کلباد عراقی نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بناکر یعنے لنگوٹی باندھی انگرکھا پیوندار پہنکر برہنہ پا در باغ مینا پر آیا یہان جلسۂ عشرت کی دھوم تھی ایک کیفیت ہجوم تھی جتنے ساحر اور امرا اندر باغ کے تھے اُن کے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو صحنچیان بنی تھین اُنمین جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہین کوئی لالٹین اور جوڑا پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہین کسی کے کاندھے پر میان کی شال پڑی تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر رومال یا چادر اتہ کیے ڈالے گڑگڑی سنبھالے تھا مختصر کہ اور تمنے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سُرخ پگڑیان باندھے تھے بعض چنی ہوئی چکن پہنے کمر باندھے کمر سے بینی پاک گھڑسے تھا اُنھین مین سے ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صحنچی مین بیٹھا تھا اور بسبب کبرسنی کے تھک گیا تھا حقہ پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھا نہ تھا اتفاق سے کلباد اکیلا دیکھکر اُسی طرف گیا چوبدار تو گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اس کا آنا غنیمت سمجھا جیسے خضر ملے خوش ہوکر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو بلکہ بجنت گویا ہوا کہ میان صاحبزادے تم سلامت رہو ذرا سی آگ لیتے آؤ کلباد نے کہا بہت خوب کیا میان مردے صاحب حقہ پیجئیے گا کہیے تو چلم بھر تا لاؤن اور حقہ تازہ کرکے رکھ جاؤن مردے نے کہا ارے تم جیتے رہو آؤ تم بھی پینا کلباد نے حقہ تازہ کرکے رکھا اور چلم لیکر آگ لینے گیا اور چلم مین بیہوشی بھر کر آگ لا یا مدار یا تیار کرکے مردے کے روبرو رکھا اُس نے کہا سُلگاؤ جواب دیا کہ مین نہین پیتا ہون آپ کے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائین دینے لگا اور ایک دم کھینچکر لگایا دھوان منھ ہی مین رہا اور مردیا بیہوش ہوگیا از بسکہ تنہائی تھی کلباد نے اُسکے کپڑے اُتار کر وہین ٹھہر کر مثال اُس کے اپنی صورت بنائی اور اُس کو زیادہ بیہوش کرکے پگڑی سر پر اپنے رکھکر عصا لیکر باغ کی طرف چلا چلتے وقت اُس کو اسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ مین لپیٹ کر مخفی کر دیا غرضکہ جب اندر باغ کے گیا عجب باغ نزہت آگین دیکھا اور زیر نگیرہ زرتار جواہر کار تخت پر لقا کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف دنگل پر تحلیل

بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ رہی تھی ہنگامۂ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اُس انجمن رشک وہ بزم انجم سپہ کے جاکر ٹھہرا اُسوقت بختیارک نے تحلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین گئے ہین ذرا اُن کی خبر دکھیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار آکر لیجا ئینگے تحلیل نے کہا کہ جی تمھین وہم بہت ہو میرا بھائی ایسا نہین ہو کہ کوئی اس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون کی جانب دیکھ سکے بختیارک نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات خیر سے کٹتی نہین معلوم ہوتی آگے کو عمرو یہان تھا اب اُسکے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار عیار نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہین ابھی وقت مہلت کا ہو تم خداوند کی تقدیر کے بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو تحلیل ان باتون سے ہنسنے لگا اور گویا ہوا کہ ہم ایسے ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمین کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم حمزہ بند کر کے خدا پرستون کا خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ تقریر سے کام نہ چلے گا جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا ما نو غافل نہ رہو خلاصہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا ورغلا نا کہ اس نے ایک رقعہ لکھا کیفیت اس مین درج تھی کہ بھائی مکان اپنی سکونت کا اور قیدیون کی جگہ سحر سے بند کردو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین یہ لکھ کر اِدھر اُدھر دیکھا سامنے کلباد شکل چوبدار کھڑا تھا اُس کو پاس بلاکر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس لشکر مین لیجائے اور کہا زبانی بھی کہہ دینا کہ سحر سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین کوئی زندان کی سمت جانے نپائے کلباد پیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو خوب ہاتھ آیا اب مارا مین نے دونون کو فی الجملہ وہان سے لشکر مین پہونچکر اہلیل کے پاس آیا اور رقعہ دیکر کہا کہ آپ اسکو پڑھکر ذرا علٰحدہ چلین کہ آپ کے بھائی نے اور کچھ کہا ہو اُسنے رقعہ مین خط اپنے بھائی کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھکر کنارے لشکر کے گیا اور چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اُس نے لباس اُسکا اُتارا اور وہین بیٹھکر فتیلہ عیاری جلا کے اُس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور ایک گٹھری کی طرح اُسے باندھکر چادر مین چھپائے ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے ایک چیز ایسی بھیجی ہو کہ مخفی کر کے اُس کو رکھون گا وہ سب ہٹ گئے اس نے ایک صندوق مین اہلیل کو بند کر کے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ کے آکر پکارا کہ کوئی ہو ملازم حاضر کہکر سامنے آئے اُن سے حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہو کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجا ئینگے لہذا داروغہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دونگا یہ حکم سنکر ملازم چلے اور کلباد بھی چلا کہ زندان سے سردارون کو

نجات دلواکر باہر سے باہر ہی لیجاؤن پھر آکر سمجھ لونگا غرضکہ ادل کچھ نوکرون نے میخوار سرکش جادو دار وغیرہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہین جلد لے چلو دار وغہ حکم پاتے ہی اسیرون کو زنجیر سحر مین باندھ کر چلے راہ مین اسکو دیوانہ آہن خوار جادو نام کہ توشک خانہ کا مالک ہی ملا اور اسنے میخوار کو ٹوکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا ہی میخوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو ہتی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار اسکو دیکھکر خاموش ہو رہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا اور کلباد نے ٹھہر کر کہا کہ مین اپنا سحر اُن پر قائم کرتا ہون تم اے میخوار جادو انکی قید سب پر سے درفع کر دو اُسنے سحر کا ردّ پڑھنا شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک توشک خانہ ہی لباس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی یعنے ایک اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین آخر سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیے نکلی وہ رقعہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ یہ اہلیل اصل ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہی یہ پڑھکر رقعہ زن سحر کو دیا کہ وہ لیکر غائب ہوئی اور یہ اُٹھ کر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے اور راستے سے ایسا سحر کیا کہ کلباد زمین پر گر کر لوٹنے لگا میخوار یا تو سحر پڑھ رہا تھا یا اُسکو اُٹھانے مین مصروف ہوا اس عرصہ مین دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا اس بد ذات کو یہ مکار عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق مین بند کر آیا ہی یہ سُنتے ہی میخوار نے سحر کیا کہ کلباد بھی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین مین بندھ گیا یہ لیکر سردارون کو قید خانہ مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کر کے سارا ماجرا بیان کیا اس نے پوچھا کہ پھر وہ عیار کہان ہی اُسنے کہا قید کر آیا ہون اہلیل سب حقیقت سُنکر خائف ہوا اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلا لون اکیلا لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اُسکو جاتے ابوالفتح عیار نے دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ جب اُسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چند دے دار ٹوپی پہنی انگوچھا کندھے پر ڈالکر ایک سرے مین انگوچھے کے پترہ باندھا و سلر سینے کے قریب لٹکا یا مرزائی کے نیچے جنیو چھپایا اور دھوتی تہمبری باندھے قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکلکر شگن ساعت پکارتا چلا جب اہلیل لشکر کو طے کر کے صحرا مین پہونچا برہمن نے اسکو دیکھکر اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر بنائے رکھے نارائن کرے بچہ آنند رہو بول بالا دشمن ردر ہے اب تو آپ کی نوین برہسپت

ہی چندرمان بلی ہی چولا سکھی رہیگا بھگوان کی دیا سے مورے مہراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل
پانچوان سورج کو بہتری یعنی شرف ہی سب کام سدھ ہون گے **اہلیل** نے یہ باتین سنکر گھوڑا
روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی خیر ہوئی جان بچگئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پترے مین
دیکھیے تو کہ مین اور بھائی میرا **حمزہ** پر فتحیاب ہو گا برہمن نے یہ سُنکر کہا راہ چلتے مین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جایئے تو مین بچار دون **اہلیل** گھوڑے سے اُترکر برہمن کے پاس آیا اور پانچ روپیہ
پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور میکھ بر کھ متھن کرک سنگھ کنیان تلا برچھیک
وغیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی مین جو شنجرف سے سُرخ کنڈلی کھنچی ہی اسپر انگلی رکھیے اور روشنی
منگایئے کہ غور کرون **اہلیل** نے ایک تنکا اُٹھاکر سحر پڑھا کہ مشعل کی طرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ مین لیے
بیٹھکر پوتھی کی کنڈلی پر اُنگلی رکھی برہمن نے اُسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک بکٹا بیہوشی کا
اُس مشعل پر ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ **اہلیل** اُس مین چھپ گیا
اور بو سے اس کی بیہوش ہو گیا **ابوالفتح** نے اُسی مشعل کی روشنی مین بیٹھکر شکل اُسکے صورت
اپنی بنائی اور اُس کا لباس پہنکر جب درست ہو چکا اس کو ایک غار مین ڈالکر پتھر سے دہن غار
بند کر دیا لیکن وہ مشعل سحر کی اُسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی یہ سمجھا کہ جب تک **اہلیل**
زندہ ہی شعل نہ بجھے گی اُس کے سحر کی ہی غرضکہ اُس کو چھوڑکر آپ گھوڑے پر سوار ہو کے
باغ مینا مین گیا اور خداوند کو سلام کرکے بیٹھا تھا بھائی نے اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون
آئے مین نے تم کو رقعہ بھیجا تھا ہزارہا یہان عیار فکر مین ہم دونون کی پھرتے ہین تم نے غضب
کیا کہ اکیلے چلے آئے **اہلیل** نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ آپ نے خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اس چوبدار
نے تو میرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگذشت **کلباد** کی جو کچھ کہ برہمن بنکر زبانی **اہلیل** کے
سُنی تھی بیان کی **تحلیل** نے اُسوقت کہ بھائی کو بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا
اب تم کو اکیلا مین نہ چھوڑون گا چلو مین بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خداوند سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا **بختیارک** نے کہا کہ راستے مین دوست دشمن کو دیکھتے جانا اُس نے کہا
مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر آکر دونون گھوڑون پر چڑھکر چلے راہ مین اُسکو خیال آیا
کہ کہین ایسا نہ ہو یہ شخص میرے بھائی کی صورت بنکر آیا ہو اور مجھے دھوکا دیکر لیے چلا ہو یہ
سوچکر کچھ سحر پڑھکر پھونکا زنگ و روغن عیاری اُڑگیا اور صورت اصلی **ابوالفتح** کی ظاہر ہوگی
ابوالفتح گھوڑے سے کود کر بھاگا اسنے اپنے گلے سے مالا توڑکر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور

ابوالفتح کھنچکر سامنے آیا اُسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہی اور میرے بھائی کو تونے کیا کیا اُسنے جواب دیا
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے ابوالفتح
بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اُسنے کہا او بد ذات یتری مکاری نہ چلے گی مین تجھے چھوڑ دون کہ تو
بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابوالفتح نے کہا اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا تو
لشکر مین چلو معاملہ کر دبھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو تحلیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے
تیرے معاملہ مین مقدمہ کیا ہی مین کچھ ایسا کمزور ہون جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ
ابوالفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور اُسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا تحلیل نے اُس کو
باہر نکالا مگر وہ بیہوش بہت تھا ابوالفتح سے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا مجھ پر سے سحر اُتار لو
تو مین ہوشیار کرون تحلیل یہ کلام سُنکر سوچا تو حصار سحر سے کر دے اور اُسکو چھوڑ دے پھر
گرفتار کر لینا یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہی یہ سوچکر دو سحر پڑھکر ابوالفتح کو
رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابوالفتح جو پاس چھوٹا ہوا
کھڑا تھا اُسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گرا ابوالفتح خنجر کھینچکر سینے پر سوار ہوا کہ ذبح کردن
اُسوقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا اتفاقًا ہوائے سرد صحرا کی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر
اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابوالفتح زمین پر گر کر
بحس و حرکت ہوگیا اور یہ اُٹھکر اپنے بھائی کے قریب آیا اور اس کو پہچان کر ہاے کرکے لپٹ گیا
اور خیال مین گذرا کہ اور کوئی عیار نہ آجاے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ
سے ابوالفتح کو اُٹھا کر بزور سحر اُڑ کر چلا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر ہوشیار کیا اور دونون نے اپنی
کیفیت بیان کی پھر داروغہ مےخوار کو بلا کر ابوالفتح کو بھی زندان مین بھیجکر قید کرایا در باب حفاظت
تاکید شدید کردی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہین یقین ہی کہ پھر آئینگے اب کوئی
سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہو جاے یہ مصلحت کرکے ایک تصویر ماش کے آٹے کی بنائی اور
ایک بطا الماس کی ترشی ہوئی جھولے سے سحر کے نکالکر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بطا کو
اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کر دیا اور ملازمین سے اپنے بلا کر کہا کہ جو کوئی تم مین سے اندر بارگاہ کے آئے
تو کہدے کہ مین نوکر ہون اور اس کام کے لیے اندر آتا ہون اگر یہ کلمے نہ کہے گا تو اُلٹا بارگاہ کے
سائبان مین لٹک جائیگا ملازمین سُنکر خاموش ہو رہے اور انھون نے نوکرون کو منتخب بھی
کیا کچھ لوگون کو کاروبار کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب جب درستی

ہو چکی پلنگ پر لیٹے اُس وقت اہلیل نے کہا بھائی خداوند نے باغ مین جشن کیا ہی وہ نایاب جلسہ ہی
کہ میرا دل وہین لگا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اب تو رات بھی تھوڑی ہی اور مکان بھی سحر بند کر لیا ہی
بھائی اُسکا یہ تقریر سنکر بولا کہ بھائی مین کچھ ڈرتا تھوڑی ہون تم شوق سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ
لیکن راہ مین ذرا عیارون سے بچکر جانا اُسنے کہا مین اُڑکر جاؤنگا زمین پر نہ اُترونگا یہ کہکر
بارگاہ سے نکلا اور پرواز کر کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے اہلیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا
بعد لمحہ کے خدمتگار اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا وہان چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر مین اندر
جانے کے تھا اِس خدمتگار نے اُس کو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکرون مین ہو چالاک نے
کہا ہم خداوند کے نوکر ہین اسوقت دم گھبرایا ادھر چلے آئے اگر تمھارا کچھ کام ہو تو کر دین کیا ہوا
ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری اسوقت تھی مگر میرے پیٹ مین
درد ہی اگر تم دم بھر بڑے حضور کی چپی کرو تو مین بیت الخلا ہو آؤن مگر بھائی بارگاہ سحر بند ہی
تم پردہ اُٹھاکر یہ کہنا کہ مین خدمتگار ہون پاؤن دابنے آتا ہون اگر یہ نہ کہوگے تو لپٹ جاؤگے
چالاک نے کہا بھائی تم نے خوب بتا دیا نہین مین مفت مین پکڑ جاتا اچھا تم رفع احتیاج کو جاؤ
مین اندر جاتا ہون وہ یہ سنکر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے کہکر اندر آیا دیکھا کہ تکیے کے نیچے
اہلیل سوتا ہی اور اُسکے داہنی سمت ایک گلدستہ رکھا ہی اور پلنگ کے برابر ایک تصویر
زیر سایبان استادہ ہی غرضکہ چالاک نے پلنگ پر بیٹھ کر بیٹا بیہوشی کا مُنھ پر مل دیا کہ چھینک مارکر
بیہوش ہوگیا یہ چھاتی پر چڑھکر چاہتا ہی کہ ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولون کا قہقہہ مارکر پھٹا
اور شعلہ اُس مین سے نکلکر چار سمت چالاک کے حصار ہوگیا اُسوقت چالاک بجس ہوگیا سینے
پر بیٹھا ہی مگر ہاتھ نہین ہلتا ہی جو اُسے ذبح کرے نہ آپ اُتر سکتا ہی کہ بھاگے ادھر وہ بطور اس
کی پکاری کر لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہی ساحر اور ملازم یہ غل سنکر دوڑے لیکن جو اندر آنے
لگا سایبان مین اُلٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلوم نہ تھے جو اُس نے ملازمون کو
سکھا دیے تھے وہ تو کچھ آدمی مخصوص کر لیے تھے کہ وہ جانتے تھے اُن مین سے ایک رفع احتیاج
کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے یہ ہنگامہ دیکھکر اندر بارگاہ کے نہ آئے بلکہ دوڑکر باغ مینا مین
گئے اور تحلیل سے کہا چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہی وہ بدحواس دوڑا اور اُڑتا ہوا
قریب بارگاہ آیا پکارا کہ جسکو آنا ہو میرے ساتھ اندر آئے ورنہ بسبب سحر کے پھر نہ آ سکے گا کیونکہ
مین اندر جاکے اور زیادہ راہ بند کر دونگا کہ اندر سے عیار نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور

عیار اندر نہ چلا آئے یہ کلمات کلباد عراقی عیار نے کہ چار عیار جو چلے تھے اُن مین سے ایک یہ باقی ہو
اُسنے سُنے کس لیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا عیاری کی فکر مین پھر رہا تھا غل سُنکر دوڑا آیا اور کہا چلیے ہم آپکے
ساتھ چلتے ہین تحلیل اس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگون کو بلاتا تھا کہ مبادا مین تنہا جاؤن
سقدمہ عیار کا ہو کہین مجھ پر آفت نہ آئے بدین لحاظ اور ساحر بھی خوف ناک تھے اور اندر نہ جاتے تھے
کلباد نے جو ساتھ چلنا قبول کیا اُسنے غنیمت جانکر ہمراہ لیا اور اندر آکر اوّل اوّل سحر کرکے حصار آتش
جو گرد چالاک تھا اُسے دور کیا تا کہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے اُترے غرض جب سحر اُترگیا چالاک
کے ہاتھ پاؤن کھلے اُسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کر دیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جا نہ سکے
اِس سبب سے چالاک وہین رہگیا اُسنے کہا کیون اے دزد اب کہہ کہ تیرا حال کیا کرون یہان تیری
عیاری کچھ نہین چل سکتی یہ کہکر ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منھ پر
چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو مارون اُسوقت وہ بط الماس کی کھڑی تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب
تم خود ایسے غافل ہوے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہے یا اپنا ہے جس کو ہم
اندر بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بط کے سُنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھک کر چاہتا تھا
کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب غفلت نہ کرو یہ
سوچکر بجالاکی تمام گلباد نے اسے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اِس زور سے پشت کی جانب سے مارا کہ
سر تحلیل کا کٹ کر دور گرا غل وشور برپا ہوا اسوقت چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اسی نے
اسکو قید کیا تھا بس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو بیہوش پڑا تھا اسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ
کھل گیا اور شعلے نکلکر گرد چالاک کے پھیلے لیکن گلباد نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا
بھی جدا ہوا العیاذ باللہ وہ صدائین مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور پتلی
اور گلدستہ جلنے لگا بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے وہ بدحواس ہوکر
بھاگے کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی عیار نعرے کرکے سراپردۂ بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل
وشور سُنکر دیوانہ آہن خوار جادو اور منجوار سرکش جادو بیتابانہ دوڑے اور عیارون نے
انھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھرے اور گلباد تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمتگار
بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑکر منجوار وغیرہ کے پاس آئے رونے لگے
ہائے ہائے اہلیل و تحلیل دونون کو خدمت سامری مین عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون
کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین

اس مین سے آثار اُن کے ظاہر ہوتے ہین مگر ہم فرط دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سُنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ کہکر دونون ہمراہ ہوے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی پایا کچھ دوران دونون کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین اُنھون نے ذرا اُدھر دیکھا کہ انھون نے بیضۂ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک و گلیاد نے سر کاٹ لیے یہان بھی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اسطرف بھی دوڑے عیار نعرے مارے بھاگے مگر مخمور کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے اُن پر سے سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ یقین ہے کسی مرشد نے کام ساحرون کا تمام کیا بس عیار تو خنجر کھینچکر اور سردار تلوار پکڑکر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحرون کو رکھ لیا ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج مین بھگدڑ پڑی مگر سرداروں نے دم بھر مین دریا خون کا بہادیا لاشون کا انبار لگا دیا صفین صاف کردین۔

نظم

شل پر ناوک شرر بار
تھے زاغ کمان کے پر نمودار
شمشیر ہر ایک تیز تر تھی

شکل قد یار بڑھ پر تھی
ہنگامۂ حشر زا بپا تھا
مر مر کے ہر ایک گر رہا تھا

لڑتے بھڑتے وہان سے سردار
اپنے لشکر مین پہونچے جرار

اس ہنگامے کی خبر باغ مینا مین لقا کو پہونچی کہ ساحر واصل جہنم ہوے اور سرداران امیر قتل و غارت کرکے چلے گئے لشکر مین آفت برپا ہے قیامت کا سامنا ہے لقا وہان سے اس خبر کو سنکر سوار ہوا اور جب لشکر مین پہونچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہے لشکریون کی صورت خون مین بھری ہے خیمے جلتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین یہ کیفیت دیکھکر طبل آسایش اُسنے بجوایا سردارون کو بلاکر دلاسا دیا پھر بارگاہ نکبت جاہ مین آکر تخت پر بیٹھا ادھر ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و تحلیل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم مین جاتے ہین اُسنے کہا اُنکو غرور ہوگیا تھا اسی سبب سے مین نے اُنکو غارت کردیا مین کسی کی مدد کا محتاج نہین ہون بختیارک بولا کہ خدا رست بڑے پیارے بندے خداوند کے ہین کہ خداوند اُنکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑکر بھاگتے پھرتے ہین اور جب ملک مین جاتے ہین اُنکی خوشی کے واسطے وہان کے بادشاہ اور زبردستون کو اُنکے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ساحر یہ کلمات منکر الحق اور سچ کہتے ہین سمت طلسم گئے اسطرح

سردار جب لشکر مین پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہی یعنے وہ وقت ہی کہ دیو سیاہ ساحر شب آمد زاہد صومعہ مشرق کی منتر رو بفرار لایا ہی اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تابش سے جہان کو منور فرمایا ہی کہ **نظم**

غرض ہو گئی جب سحر آشکار — برآمد ہوا شاہ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا — کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر سجدے کے پاس بہر نماز تشریف فرما ہوے اُنکے سردارون نے قدمبوسی کی امیر نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سردارون نے عیارون کا حال بیان کیا عیارون کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضہ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا ہوے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اُنکو ملا کہ وہان کی حاکم ہمشیرہ **اہلیل و تحلیل** ہی اُسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آئے ہین خدمت **افراسیاب** مین جاتے ہین اُسنے ساحرون کو بلا کر پوچھا کہ تم کس کے ہمراہ خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعہ رزم اور قتل ہونا **اہلیل و تحلیل** کا بیان کیا جب اس لکاتہ نے کہ نام اُسکا **گلستان** جادو ہی مارا جانا بھائیون کا اپنے شعلۂ آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران مسلمانون سے چلکر لے ساحرون کو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین پہونچا دینا اُسمین یہ قلمبند کر دیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہو کر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خداپرستان مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر اُس طرف روانہ ہوئے اور اُسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر بجایا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوا **گلستان** طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری اُسکی چلی اور بعد طے مسافت راہ لشکر **لقا** مین پہونچی یہان **لقا** مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ دل کبیدہ بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے **بختیارک** نے کہا کوئی بندہ مقرب خداوند آتا ہی **لقا** بولا کہ مین نے تجھکو اسلیے شیطان بنایا ہی کہ تو پہلے سے میری مشیت کا راز ظاہر کر دیتا ہی فی الحقیقت بندۂ خاص میرا آتا ہی جا استقبال کر کے لے آ اُسوقت اور ملازمون نے پوچھا کہ یا خداوند کون سا بندہ آتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھون بندے میرے ہین کس کو مین بتاؤن کون آتا ہی جب سامنے آے گا تو بتاؤن گا الحاصل یہ مسخرا تو بیہودہ بکتا رہا وہان **بختیارک** نے جا کر

استقبال کیا **گلستان** کو لیکر بارگاہ مین آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا **لقا** نے کہا ای بندی قدرت مزاج اچھا ہے **بختیارک** نے پکارا کہ خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے **لقا** نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پر بٹھایا اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اودھر لشکر اُسکا اُترا **لقا** نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تمھین جگہ اپنے رہنے کی عنایت کی تم باغ **مینا** مین جاکر اُترو اور **سلیمان** سے حکم دیا کہ تمام سامان عشرت باغ مین ہر آسائش ملکہ مہیا کردو حسب الحکم چنگیر جو گھڑے وغیرہ سامان مطبخ خانہ اور سیخانہ ہمہ نعمت اس باغ مین مہیا کردی **گلستان** اپنی کنیزون کو لیکر وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بھر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرضکہ تمام دن باغ مین رہکر آسودہ ہوئی جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ قدرت نے گل آفتاب کو خمول و پژمردہ کیا اور چمنستان افلاک مین گل ہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب **نظم**

لبِ بانِ گل باغ ہر نجم تھا	فلک کا چمن پھر منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوندی مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خداپرستون کا پوچھا **بختیارک** نے کہا کہ وہ گروہ جلاے بد ہے کوئی اُنسے عہدہ برآ نہین ہو سکتا کیونکہ خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہے اب تم یہان آئی ہو دو چار دن رہکر تماشا دیکھو **گلستان** نے جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہے خداپرست کیا کرلین گے مین آگ کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بناتی ہون دم بھر مین زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سامنا نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا ہو گیا ساری اُنکی زبردستی نکال دونگی **بختیارک** نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی پر ترس آتا ہے **گلستان** بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف جیسی مین نے سُنی تھی اس سے زیادہ پایا اور تمھاری ذات بہت غنیمت ہے لیکن اب تو طبل بجتا ہے پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ نقارہ رزم بجے ہر ایک لڑنے پر مستعد ہوے حسب الحکم **خناس** عیار نے نقارخانے مین جاکر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحرون اور لقاپرستون مین تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی اودھر ہرکارے دوان دوان خدمت والا نعمت سلطان اسلامیان مین آکر عرض پیرا ہوے کہ **بیت**

شہا ملک دین در پناہ تو باد	چراغ ہنر شمع راہ تو باد

گلستان جادو نام ایک ساحرہ آکر آمادہ پرخاش ہوئی ہی مقابلہ ملازمان و بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہی شاہ نے یہ خبر سنکر حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجتے ہی دہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا

نظم

طبل جنگی کی تھی صدا لے دو دن
خون ہوا خوف سے دل گردون
سب بہادر کمال جرأت سے
باتین یہ بانکپن کی کرتے تھے
آخر اک روز ہم کو مرنا ہے
روح کو جسم سے بچھڑنا ہے
آج میدان مین لڑکے مرجائین
نام دنیا مین اپنا کر جائین
کرتے تھے اسلحہ کو اپنے درست
تھے سوار و پیادہ چاق و چست
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست
فتنہ ہائے بلا زجا برخاست
آئے سب غازی اپنے خیمون مین
تاکہ تیاری جدال کرین
یہ تو اس فکر مین ہوے مصروف
وان گلستان تھی سحر سے مالوف
ایک چوکی بچھا کے صندل کی
غسل کرکے وہ اسپہ آ بیٹھی
سامنے تھالی ایک برنجی تھی
لونگ الائچی و پھول سے تھی بھری
آگ سلگا کے گرد سحر پڑھا
اور کچھ ریے کے ماش کا آٹا
کرکے تیار اسکے دو پتلے
شیشۂ آتشی مین بند کیے
لے کے شیشہ کو جست ہان سے چلی
بجلیان چمکین اور اٹھی آندھی
فوج اسلام مین جو وہ آئی
ہر طرف دھوم جنگ کی دیکھی
سحر سے حال امیر کا پوچھا
سحر نے سحر کے یہ بتلایا
بیٹھے مسجد مین ہین وہ نیک نہاد
کرتے ہین طاعت خدائے عباد
سنکے اس سے قریب مسجد آ
سحر کو شیشہ کے جلد کھول دیا
نکلے شیشے سے دونون وہ پتلے
اور گرکر زمین پہ دیو بنے
کالی صورت مہیب تھے نقشے
آتشین گرز ہاتھ مین ان کے
گیا مسجد مین ایک ان مین سے
دیکھا اسکو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان
سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان
زور سے اسم پاک کو جو پڑھا
دوسرے دیو نے وہ بند کیا
پھر گلستان نے لے کے وہ پتلا
اسی شیشہ مین جلد بند کیا
پھر پکاری وہ قحبۂ بیباک
بند کرکے چلی مین اسم پاک
بند ہونے سے اسم اعظم کے
ہوش مین اپنے پھر امیر نہ تھے
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی
لشکر ساحران مین جا پہنچی
ہوئی اس عرصہ مین سحر پیدا
ہوا گردون پہ مہر جلوہ نما
مہر تابان کا حکم جاری تھا
شہ سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید
اس طرح نکلا جس طرح امید
آئے مسجد مین صبح کو سردار
کہ کرین چل کے طاعت غفار
غش مین پایا امیر والا کو
رہنما اور اپنے آقا کو
بارگہ مین لٹا دیا لاکر

شاہ نے بھی سُنی محل مین خبر امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نہ سکا کہ بہادری مین فرق آجائے گا آخر دولت جہان پناہ پر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنین اور رسالے خیل خیل ذیل ذیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہو جانے صاحبقران کی سُنکر بہت جلد برآمد ہوئے کہ لشکر ہراسان ہو کر پراگندہ و منتشر نہو کہ نظم

نکی دیر پھر شاہ نے زینہار
جب آپہونچے شاہ گرامی وہان
ہوئین پلٹنین اور رسالے درست
جلوس اُنکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا
زبانین جو ہون برگ گل سے کثیر
غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا
ادب سے وہ پہونچے جو مین تخت پاس
عیان جب وہ خورشید انور ہوا
جلو مین امیران عالی وقار
ادھر فوج بے حد و بے شمار
تنی دروبان سبکی تھین زیب جسم
غرض جب یہ فوجین صفین باندھکر
وہ ناقے روان اس قدر تیز گام
ہویدا پھر آواز عشرت ہوئی
نئے جوڑے پہنے ہوے نوبتی
فلک زیر ران اسپ چالاک تھا
وہ قرنا کی پہونچی صدا دور دور
بشان و تجمل بجاہ و حشم
وہ میدان کین مین جو داخل ہوکے
نقا تخت نکہت پہ اپنے سوار

چلے سوے لشکر وہ ہو کر سوار
بہت لطف سے تھی سلامی وہان
سلامی کو سب باجے والے درست
بیان اک زبان سے کرون کیا سکا کیا
تو شاید بیان ہوے عشر عشیر
تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا
تو دی نذر اپنی بہوش و حواس
قمر ضو سے مہر منور ہوا
تکلف سے سب مرکبون پر سوار
ادھر واہ پیکر تھے لاکھون سوار
جدا رنگ مین ساری فوجونکی قسم
ہوئے ناقہ سوار تب جلوہ گر
روانی مین بے جنکے شبدیز گام
کہ نوبت کے آنے کی نوبت ہوئی
عجب لطف کی زرق برق انمین تھی
نقارہ ہر اک برج افلاک تھا
بہادر کو ہی لڑکے مرنا ضرور
یہ فوج و یہ لشکر یہ طبل و علم
تو فوج عدو کے مقابل ہوئے
برابر کھنچی ساحرون کی قطار

دیا حکم شہ نے یہ سب فوج کو	صفین باندھکر تم سب استادہو
جونہین حکم قطعی یہ جاری ہوا	وہ لشکر درست ایک باری ہوا
ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی	گلستان بھی میدان مین آکر جمی

بعد صفوف آرائی جانبین گلستان میدان مین نکلکر مبارزخواہ ہوئی اس طرف سے شہزادہ ہاشم تیغزن نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اُس ساحرہ کے نہال گلشن جدالجبقرالی آیا اُس قحبہ نے نیا گل کھلایا یعنے کچھ سحر پڑھکر سمت فلک دم کیا یکایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کریہ منظر بدشعار اُترا اور شاہزادے کا ہم نبرد ہوا اور پکارا کہ اگر تو صاحب زور ہی تو کشتی لڑنا میرا دستور رہی مرکب سے اُترکر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ ع تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد ۔ ہاشم یہ سنتے ہی مرکب کو دکر دامن گردان آستینین چڑھاکر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا دہنا ہاتھ گھسیٹ کر بایان ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی ڈوبنے لگے پیچ بند ہنے لگے پیچ کا توڑ ہونے لگا توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا سلسلہ کشتی کا بلند تھا کبھی وہ آنٹی لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اُٹھتا یہ قابو پاکر کولے پر بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گرتا الحاصل طول تقریر نا کجا عنقریب تھا کہ شاہزادہ ہاشم اسے چت کرکے باندھ لے کہ گلستان نے سحر پڑھا شہزادے کے ہاتھ پاؤن مین طاقت نرہی پہلوان نے ایک مقام پر اکھیڑکر جو مارا چارون شانے چت کردیا اور مشکین باندھکر لشکریان لقا کو دیا اُنھون نے شاہزادے کو قید کیا ادھر پہلوان نے نعرہ مارا کہ اور جس کو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے اسلامیون کا دستور ہی کہ جو حریف لڑائی چاہتا ہی اُسی طرح لڑتے ہین یعنے اگر حریف شمشیر سے لڑے اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے اور کوئی حربہ اُسپر نہ کرینگے اور کشتی لڑنا چاہے تو بجز کشتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ کرینگے پہلوان کے نہیب دینے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا اور کشتی لڑا سحر کی وجہ سے بےطاقت ہوکر زیر ہوا اور ساحرون مین قید ہوا اسیطرح ساٹھ سردار رستم توان اور اسفندیار دوران جو وقت رزم گینڈے کی کمر توڑ ڈالین اور شیر کی کلائیان مروڑ ڈالین اسیر ہوگئے اُسوقت عیار کے وسیلے سے بختیارک نے کہلا بھیجا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین ایک ایک سے کب تک لڑوگی ایسے میں اسم اعظم حمزہ بندہی کل خداپرستون کا خاتمہ کردو گلستان یہ پیام سنکر مستعد ہوئی اور ساحرون کو حکم حملہ کرنے کا دیا

آپ بھی حایل سحر کا سمت لشکر امیر پر بار اگھٹا گھر آئی برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی پانی موصلا دھار برسنے لگا فراش سبک سیر صبا نے سایبان ابر فضا سے ہوا اور ساحت دنیا مین ڈالا خروش رعد دل آشوب اور نہیب برق سینہ سوز نے غوغاے رستخیز بلند کیا بوند پانی کی جسکے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا ہو جاتا تھا اور دمبدم باران طغیانی پر تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا **نظم**

گل و لالہ کا دیکھا دستہ وہاں — نظر آ گیا مینھ برستا وہاں
وہ پانی برستا تھا اس زور سے — کہ تھے کان گنگ اُسکے غل شور سے
پھر اک کڑکڑاہٹ فلک پر ہوئی — وہ آواز کچھ حد سے باہر ہوئی
وہیں قطع منھ کا برسنا ہوا — اور اولے لگے پڑنے بے انتہا
غرض ژالہ باری جو کچھ ہو چکی — تو پھر مینھ برسنے کی شدت ہوئی

ایک جانب سے علاوہ اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترشول و پھسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فساد شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پانی روکنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزارون ڈھال سایہ فگن تھین اور ہزارہا آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفین بتخانہ آذری تھین یا نگارخانہ چینی تھین پتلے پتھر کے بجس کھڑے تھے **نظم**

دل اُنکا رہا غم سے گو لخت لخت — مگر سب غمون سے ہوا غم یہ سخت
بنا سنگ کا جب کہ سارا بدن — ہوا وزن مین جیسے پارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا — ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
زبس سختیون سے رہی اُنکو جنگ — وہ نازک بدن ہو گئے آپ سنگ

یہ صورت دیکھکر جو پتھر نہوے تھے اُنھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرادی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نہ پایئن ایک سمت سے لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبرین مو لوٹ پڑا تھا بھڑ کر تلوار چلتی تھی بحر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موت کے ہاتھون سوکھے گھاٹ اُتر رہا تھا سرحباب آسا دریاے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشاے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے **لمولفہ**

تلوار کی آنچ تیز تر تھی — رخت ہستی کو خاک کرتی تھی — دریاے لہو بہ رنگ احمر

اور اُسمین فلک کا عکس خنجر
میدان آئینہ حال محشر
ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے
تلوار جو چل رہی تھی سن سن
گردون کا بھی دل دہل رہا تھا
چشم حیران تھا ہر ستارہ

تھا شاہد مرگ کا نگینا
دکھلاتا تھا بس جمال محشر
لوہا ہر سو برس رہا تھا
آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
کرکے اس جنگ کا نظارا

یاقوت پہ کردیا تھا مینا
تلوار کے ڈورے رگ سے جھانکے
منھ زخمون کا پانی مانگتا تھا
رن بول رہا تھا غل مچا تھا
چھائی پھروان پہ ظلمت شام

جب اژدر شب نے شہسوار سبزۂ فلک کو نگلا اور سپاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ محمل شب مین کیا لشکر ساحران کا اس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور کل سردار زخمی ہو گئے اور لشکری تمام تھک کے ہو گئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اوکھڑوا کے بار کرائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کرکے راہ فرار اختیار کی ادھر شیران سلطنت اور وزیران ابیت امیر کو کہ بیہوش پڑے تھے ہوادار پر ڈالکر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی نے میدان سے ہٹایا شاہ نے کثرت زخمہاے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ سیرون لہو زخمون سے بہ گیا تھا سر ہرنے پر زین کے لگا تھا غش پر غش آتے تھے آخر طبل بازگشت بجواکر معاودت فرما ہوے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے پا تک خون مین نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی

نظم

ای دل زین جہان دل آزار درگذر
زین تنگنای گنبد دوار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت ست
مردانہ وار از سر این کار درگذر
چون می توان بگلشن روحانیان رسید
سعی نما و زین رہ پرخار درگذر
در بحر غم زحرص چو غواص شوخ چشم
غوطہ مخور زگوہر شہوار درگذر

یہ شکست نصیب اولیاے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھ کر بختیارک ہاتھی پر سے کود کر پاس گلستان کے آیا اور کہا اے ملکہ مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب ان باغیون کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیون کہ مثل چلی آتی ہی کہ کار امروز بفردا مگذار اور بموجب بیت

نخستین نشان خرد آن بود
کہ از بد ہمہ وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انھین مہلت دینا نہ چاہیے گلستان نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو

مین بھی یہی عزم رکھتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ و خرگاہ مال و متاع لوٹ لو فوج ساحران غارت و لوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیون کو نکل جانے کی ملی جب خوب لوٹ ہو چکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ و برباد ہوئین کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتون اور بچون کو لیے نکل گیا اور کوہ و دشت مین جا کر چھپا اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اسوقت گلستان ساحرون کو لیکر عقب فوج اسلام چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ لے بندو میرے قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے بھاگتا تھا اور اُنکی ناز برداریان کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اُن کو برباد و تباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جو یائے حریفان رواں ہین اور اہل اسلام بحال پریشان گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لیکر قلہ کوہ پر چڑھ گئے اور اُس مقام کو ماوا و ملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا ناموس گرد بال کھولکر بیٹھے اور گریہ و زاری کرتے تھے نظم

بدان سان در وشان فتادہ جوشے	کہ پیدا شد زہر موئیش خروشے
برو دست و قصب از مہ بفگند	کمند دل شکن در پر بفگند

ان کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روکین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار حقہ ہائے نفتی اور قارورہ ہائے آتشبازی گھاٹیون مین دابکر کمانون مین خدنگہائے جانستان پیوستہ کرکے پتھر کلہ فلاخن مین دیکر فلیتہ ہائے عیاری روشن کرکے مستعد ہو کر ٹھہرے اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر کرکے تیغین کھینچکر جان دینے پر آمادہ ہوئے پہاڑ پر نالہ و شیون کئی ہزار عورتون کا بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صدائے گریہ سے ہلتا تھا اسوقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھکر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کر مارے منھ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بجھانے مین مصروف ہوئے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر تڑاکہ ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوا آخر ساحر آڑ کر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز لیے پڑے کہ طائر جان اُن کے شکار ہوئے پھر تو فوج کا رُخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہی اس وجہ سے سحر اگر کرون تو بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک دو دن بیٹس ہوتے پتلے سحر کے بھیجکر گرفتار کرلیتی یہ سوئے تو لاکھا ہین انکے لیے آج رات کو

بھینٹ دیکر ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اتر آئینگے اور ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ ڈالین گے چاہیے کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اُترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون کوہ سے ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لون اور آرام کرون بجرد حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زربفتی **گلستان** کے لیے استادہ ہوا بارگاہ مین **لقا** تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ آج رات عیش و عسرت مین گذار کر بسر ہو تاکہ صبح عشرت مُنھ دکھاے اور دشمن مارا جائے یہ کلام سُنکر ساقی و مطرب لبعد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی بانگ عشرت بلند ہوئی نذرین فتح کی گذرنے لگین نوبتین خوشی کی بجتی تھین **گلستان** بھی نہا دھو کر بارگاہ مین آئی **لقا** نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر فرمایا بولا کہ اے بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ مین اُتارینگے **گلستان** مُسکرا کر آنکھین پھرا کر چپ ہو رہی **بختیارک** کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا کہ ہریالی بنی مبارک باشد اب خدائی تم جیسین لاکھون تقدیر تمھارے قبضے مین ہین لیکن آج رات کٹ جائے تو پھر شب زفاف آئے یہ رات مجھے تم پر بھاری نظر آتی ہی یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ اُس شیشہ کو صندوق مین بند کر دیا ہی **بختیارک** نے کہا میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہان نہین ہی ایسی جگہ اُس کو بھجواؤ کہ تمام عمر نہ کھل سکے عیار لاکھ ڈھونڈھین مگر نہ پائین **گلستان** بولی کہ میرا جی چاہتا ہی پاس **افراسیاب** کے یہ شیشہ بھیجدون کہ پردہ ظلمات طلسم مین لیجا کر رکھے ہر چند کہ عیار وہان بھی ہین مگر عیار دریاے سحر کے پار نہین جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے تو پردہ ظلمات کا راستہ کیونکر پائین گے کہ وہ راہ سواے شاہ جادوان کے اور کوئی نہین جانتا ہی **بختیارک** نے کہا بہتر تو ہی **گلستان** نے اُسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس مضمون کی لکھی کہ لے شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت خداوندی مین پہونچکر اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے لشکر باغیان کو تھہرکا بنا یا اب چند کس باشکستہ ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے ہین صبح کو انھین بھی قتل کرون گی فی الحال شیشہ کو جسین اسم اعظم بند ہی خدمت ہمایون مین بھیجتی ہون ترصد کہ پردہ ظلمات مین اُسکو ایسی جگہ مخفی فرمایے کہ **عمرو** کا دسترس نہ چل سکے زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد دشمن پامال رہین یہ عرضی غنچہ دہن نام ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم دیا کہ خدمت **افراسیاب** مین لے جائے وہ لیکر روانہ ہوئی ادھر **بختیارک** نے کہا اے ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہی کہ شاید دشمن تمھارے زندہ نہ رہین جب بھی **حمزہ** بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذرے گا

تو مر جائے گا اور اُسکے مرنے سے عمرو اور اسد وغیرہ بھی بے یار و یاور ہو کر ہلاک ہو جاینگے طلسم کا عذر بھی مٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جا کر آج کی شب بسر کرو تاکہ عیار تمھین نہ پا ئین کس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمھارے بھائیون نے کی تھی مگر نہ بچ سکے ہمون آتش ورکاسہ ہی تم پر بھی یہ رات کٹتی نظر نہین آتی گلستان اُسکے کہنے کو بہت صحیح او درست جانتی ہی اور سمجھی ہی کہ یہ راز خداوند کی مشیت سے بخوبی جانتا ہی کیونکہ اُنکی درگاہ کا شیطان ہی کہنا اسکا عین حکم خداوند ہی یہ سمجھکر پر پرواز پیدا کر کے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جا کر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہی اس طرف لقا بادۂ کامرانی نوش کر رہا ہی عیش مین بیٹھا ہی کہ نظم

سر راہ سب آگے پیچھے تمام	ہوا مرو و زن کا بڑا اژدہام
جو سنسان مدت سے بازار تھا	جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خرسند تھی	ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اُسنے پھر طائفون کو طلب	لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک قصر مین یون عشرت ہوئی	کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات بھر اک سمان بندھ گیا	کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسۂ مسرت ہی لیکن بے حال اُن اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبتلائے آلام کا سُنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آتا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ و بکا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جا کر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین مثنوی

ہر اک رو کے یون کر رہی تھی خطاب	کہ ای جان جان ہی یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہی اب	ہماری تمھاری جدائی ہی اب
چھٹین گے جو ہم تجھسے ای رشک حور	مرینگے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائین مری ای سخی بخش دو	مرے جُرم تم باخوشی بخش دو

کیے ہون جو ہم نے تمھارے قصور — کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق — قضا و قدر کا ہو یہ اتفاق
نہو سر پہ تمھا جو صاحب جمال — تو جینا ہمارا ہو امر محال
اُٹھین ناز سے پھر وہ ماہ تمام — کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگین کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ — کنیزین کہان اب پھرینگی تباہ
جیئین گے نہ رنج و بلا کے لیے — پلا دو یہ زہراب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا — تو ہر ایک مل مل کے رونے لگا
بلائین وہ لے لے کے رونے لگین — غم و درد سے جان کھونے لگین
ادھر تو یہ سامان مرنے کا تھا — اُدھر حال عیاران سُنیے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہزادو گریبان صبر دست رنج و الم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحرون پر سے گذرنے نہ دینگے فی النار و السقر کرینگے تم اس جزع و فزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز مین دعا کرو تاکہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہوجائے غلام جاتے ہین اور تدبیر کرتے ہین انکے سمجھانے سے شور گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ و ثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اُس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنے کے لیے کون و مکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اُسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم و تقصیر وار ٹھہرا کہ رباعی

سُن جلوہ احمدی کا تک مجھسے سخن — تھا نور محمدی عیان پیش از کن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی ذات رسول — اُس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہم پر سے یہ بلا دفع کردے خداوند دشمنون کو یہ رات کالی بلا ہوجائے صبح بشاشت خندان ہمکو مُنھ دکھائے جب یہ مصروف دعا ہوئین عیارون نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کیے ہوے اُتری ہے یہان سے کیونکر جائین جو اس قحبہ کو ٹھکانے لگائین یہ سوچکر ایک سو عیار بحر فکر مین غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کرکے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتین اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کین اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان دایمان رنگ و روغن لگاکر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحۂ رخسار کو اُسکے نقشہائے گوناگون

سے منقوش فرمایا اور چہرۂ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد وبستان عشق بنایا تھا کہ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار ۔ کہ شاگرد ہون سامری سے ہزار
یہ اولے سا تھا سحر اور آنمین فن ۔ کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام ۔ دل رستم و سام جن کے نیام
جو دیکھے کوئی ابروے متصل ۔ ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند ۔ دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
دریچہ اگر طور تھا نور کا ۔ جبین مین عیان نور تھا طور کا
سُنی بھی نہین طور کی نردبان ۔ تھی بینی اُسی نور کی نردبان
غضب انکی پلکون کے تھے نیشتر ۔ چھدے جس سے لاکھون ہی دل بیشتر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے ۔ کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب ۔ کہ منھ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
فدا غبغب سرخ پر تھی بہی ۔ تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس ۔ کہ خود زعفران جسکے آگے اداس
یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار ۔ ہنسے دیتے تھے لوگ بے اختیار
جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اسکو تو ۔ مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو
کوئی پہنے کنگن کوئی دست بند ۔ کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند
کلائی مین تھین سمرنین جو عیان ۔ ستارے تھے در پہونچے تھے کہکشان
پڑا حسن دست حنائی کا شور ۔ وہ چھلون سے آراستہ پور پور
کڑے پائون مین تھے مرصع نگار ۔ چھڑون مین ہزارون در آبدار
پڑے جسکی چھب تختی پر اک نگاہ ۔ ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ
کہان تک لکھا کیجیے اب یہ حال ۔ ہر ایک حسن زیور مین تھی بیمثال

جب باین شکل و شمائل درست ہو چکے اور عیارون کو در باب حفاظت مجروحان و ناموس تاکید کرکے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر لگے تھے پہرے کھڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صدائے خلخال و پازیب سُنی سب اوپر دیکھنے لگے دیکھ سو لعبتان شوخ

دیباک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران انکے متصل گئی اور بیک نظر ان کے حسن سودا خیز دیکھکر متاع ہوش وحواس برباد کی کہ بیت

دل رفت سینہ نیز تہی شد زجان کنون		اے صبر باز گرد کہ اینجا نہ جائے تست

بے اختیار ہوکر پوچھا کہ اے ماہ تابان فلک حسن و جمال تم سب اس شب تار مین کوہ سے اُتر کر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اُسکے ساتھ رہے اور کسی کو ایسا نہ پاتے تھے کہ اُسکے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہم کو پنجہ مسلمانان سے چھڑاتا آج ہم لوگون کی مراد برآئی کہ مسلمان مغلوب ہوے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہونچاؤ اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ صبح کو ہمراہ مسلمانان کے قتل وغارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوندا اختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سُنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے گویا ہوے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب مسلمان غارت ہوجاینگے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ کہکر اُن کے ہاتھ پکڑکے اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جانکر شکر خداوند ساحری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوئے کنیزون نے کہا ہم کو عادت بادہ خواری کی بہت ہی اور کئی روز سے بسبب جنگ وجدال کے شراب ہم کو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہی اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام آغشتہ بہ داروے بیہوشی آنکھ بچاکر کیا اور اپنے اپنے خواستگار کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین اُنھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً خنجر نکالکر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا آندھیان پیدا ہوئین اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُتر ہی چلے تھے نعرے کرکے جنگل کی طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اُنکی اُٹھاکر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اُترے ہون گے اور راہ پیدا کرکے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسدن کے لیے بھنے ملکہ کو مخفی کردیا ہی یہ کہکر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمایئے کہ

ملکہ گلستان معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو
اور در باب حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز اسکے قریب
مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد آکر سرگرم حفاظت ہوے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے صورت
اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بناکر بارگاہ لقا مین گئے وہان گلستان کو نہ پایا مگر بختیارک
سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آئینگے تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ
آپ صحرا مین کس جگہ جاکر مخفی ہو جیے گا اگر ٹھکانا معلوم ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جاکر نگہبانی کرتا
اب از روے قدرت بتایئے کہ ملکہ کہان ہین لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتائینگے نہین
یہ گفتگو تمام عیارون نے سُنی اور خیال کیا کہ اس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہے
چلو صحرا مین چلکر تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک
عیار بہ ہیئت اصل کوہ و دشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ ہوکر
دیکھتے رہین جب گلستان گرفتار کرنے اُسکو آئے ہم اسکی جاے سکونت دیکھ لین اور عیاری
کرین یہ صلاح کرکے عمران خطالی بھانجے نے عمرو کے تیغ کھینچکر پھرنا شروع کیا اور کہتا جاتا
تھا کہ وہ قحبہ مالزادی گلستان اگر ملجاتی تو مزہ چکھا دیتا اتفاق سے غار مین گلستان چھپی بیٹھی
تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے صدا سُنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا
ایک عیار کو تیغ بکف دیکھکر سحر پڑھا کہ بے حس و حرکت ہوکر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اسکو
باندھ دیا اور کہا موے صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجھکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر
سے کیونکر اُتر آیا شاید تو پہاڑ پر ساکن گزین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس
غار کو اور عیار جو چھپے تھے اُنھون نے دیکھا اور سمک یلطاقی بن عمرو فوراً صورت ایک
مرد مہیب شکل بناکہ چار سر مقوے کے اور سات ہاتھ تین پاؤن درست کیے آنکھین بشمار سر دن
مین بنائین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین بنسول تیسرے مین تلوار چوتھے مین خنجر
پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین منقل آگ کی ساتوین مین تھالی برنجی لیکر روغن ایسا جسم پر ملا کہ شعلے
کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا دہن غار پر پہونچکر پکارا کہ ای بندی قدرت باہر آ گلستان
صدا اسکی سُنکر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اسنے جواب دیا
کہ مین فرشتہ خداوند ہون لقا نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ بتلایا مین
حاضر ہوا ہون آپ غار مین کیون چھپی بیٹھی ہین یہان تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے

یہ کہکر وہین غار کے قریب اسکو لیکر ٹھہرا تھا کہ وہان چالاک نے صورت اپنی شل صورت بختیارک
کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سو اکیس کلی کا جامہ پہنا گھیتلا پاؤن مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار
بنایا ایک ان مین لالٹین لیکر آگے چلا اور تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب
قریب غار پہونچا اپنا اعتقاد بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان مین
نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہین آتی آپ ایسی غافل ہوگئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی
ہین یہ فرشتہ قدرت خداوند نہین ہی عیار ہی جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھا کہ گلستان فرشتہ کی
جانب بپھری سمک اٹھکر بھاگا اِسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا اسنے اسکو بھی باندھ دیا
اسوقت بختیارک قریب آیا اور گویا ہوا کہ مجھے خداوند نے پتا بتایا کہ میری بندی صحرا مین بیٹھی ہی
جلد اے شیطان جا کہ فرشتۂ قدرت بنکر عیار اسکو قتل کیا چاہتے ہین یہ فرماکر ایک ملک قدرت کو
حکم دیا کہ وہ مجکو یہان پہونچا گیا کیون ملکہ اگر مین نہ آتا تو عیار کام تمھارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو
خداوند کو بھی تمھارا بہت خیال ہی پھر گلستان نے خداوند کا سجدہ اس شکریے مین ادا کیا اور
بختیارک کے پاس آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ
خدمت خداوند مین لے جایئے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحراے طلسم مین جاکر رہونگی
وہان سحر بھی تیار کرونگی اور صبح کو آؤنگی بختیارک نقلی نے کہا کہ خداوند تمھاری یہ اتنی ہی
تکلیف اُٹھانے سے بے چین ہین اور مجکو ایک گلوری دی ہی کہ میری بندی کو کھلا دینا اس
گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہان ہین تمھاری نظر مین ظاہر ہونگے اور
عیار جس حال مین تمھارے پاس آئے گا معلوم ہو جائیگا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہو گا عمر بڑھ جائیگی
اس گلوری مین عطیہ خداوند بڑا ہی اے ملکہ خداوند تمپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور فرماتے تھے کہ
آج ہی نور قدرت اسکے پیٹ مین اُتارونگا یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکالکر
کھولا اس مین ایک گلوری گنگا جمنی ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی ہوئی رکھی تھی وہ
سامنے کی گلستان نے ہنسکر شرم سے گردن جھکاکر وہ گلوری کھالی بختیارک نے کہا ہرے پان کا
بیڑا ہمین نے آپ کو کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑکر لے چلا کہ چلو اب خداوند
پاس آرام کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے مین ساتھ چلی جب پان کی پیک حلق سے
اُتری چکر کھاکر گری عیارون نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھائی اور چادر کا فتیلہ بناکر آگ مین
لگاکر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے مین صدا دھماکے کی بلند ہوئی طبقہ اتنی زمین کا مع

گلستان کے اُڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی صدا ہائے مہیب آنے لگیں عمران و سمک پر سے سحر دفع ہو گیا درخت سے جو بزور جادو بندھے تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا ملکہ گلستان جادو کو تین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے کوئی پھول آرزو کا اسنے نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان مین پتھر کا ہو گیا تھا وہ بصورت اصل ہو گیا اور دیکھا کہ رات کا وقت ہی ہم میدان مین مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار کھڑے ہین نہ ہمارا بادشاہ ہی نہ بارگاہ کا پتا ہی یہ دیکھکر اپنی بارگاہ لیکر کے پڑاو کی طرف سے جہان بازار ین لٹی خیمے جلے ہوے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے اس طرف سے عیار یہ تہیہ کر کے پہاڑ پر لوگ خستہ اور زخمی ہین ان سے تو کچھ ہو نہ سکے گا لیکن سارا لشکر جو پتھر کا ہو گیا تھا وہ تندرست ہوا ہو گا اسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ مین پلٹن اور رسالے ہزارہ در ہزار ملے اُن سے جا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مالک تمھارے پہاڑ پر کھڑے ہین ہم ساحرہ کو اگر قتل نہ کرتے تو تم سب رہا نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ مین اُترا ہوا مصروف عیش و نشاط ہی اور نہایت غافل ہی اسپر چلکر حملہ کرو اور مار کر بھگا دو سردار اور لشکری کئی لاکھ یہ کلمات سُنکر وہین سے جو مشعلین اور رن مہتا بین سُلگا کر تلوار آبدار بنیام انتقام سے کھینچکر چار غول ہوے اور گھوڑے اُڑا کر ایک غول تو یمین سے اور ایک یسار سے اور ایک اوپر سے لشکر ساحران پر آگرا پشت پر کوہ تھا ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر قفا پر آپڑا وہ سب تو غافل تھے اُنھون نے طنابین خیمون کی کاٹ دین اور بارگاہون مین آگ لگائی پہرے چوکی والے سوارون کو قتل کیا طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا پھر تو گھبرا کر لوگ خیمون سے باہر نکلے جو منچلے اور صاحب حواس تھے انسے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزارون افتاد جھیلے ہوے تھے وہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک ہاتھ لگا کر تلوار رکھے لیتا لیتا کتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میان انجام لڑائی کا بُرا ہوتا ہی جان بچانا چاہیے انکا تو یہ حال ہوا اور رجولودے تھے اور بدحواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح و مکمل ہونے لگے لیکن زیرجامہ اُٹھا کر گلے مین پہنتے تھے لیکن جب سیانی پیشانی مین نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے گریبان حرامزادے نے بنایا ہی نہین بعض جامہ کو پاؤن مین پہنتے تھے اور جب آستین مین پاؤن نہ آتے تھے تو کہتے تھے کہ خیاط نے مہربان تنگ کر دین بعض ترکش مین تلوار رکھتے تھے اور نیام مین تیر پروتے تھے خلاصہ یہ کہ ایک ہنگامہ گیر و دار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا اس مین سے بہت تلے مارے

جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملہ مین مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ بھاگے تھے وہ انکو لیے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کرکے حملہ آور ہوے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر دبا یا تھا کہین آپس مین تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ ہاے ہوے ویران جب بلند ہوئی بارگاہ لقا مین رقاص ساز پھینک کر بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور ساحرون کو آمادہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام حسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور سے چلتی نعرہ ہاے دلاوران سے دُنیا ہلتی تھی کہ ابیات

دکھاے رنگ تلوارون نے ایسے	چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
بیان کیا کیجیے ان کی شجاعت	کیا اس شب کو فردا ے قیامت
سر اعداے دین تھا اور تلوار	ہوا تھا لجہ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اسمین کاسہ سر	تپان تھے شکل ماہی انکے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اسطرح	شعاع مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی اُنکی ہمت پر شجاعت	ہر اک انمین تھا خضر بحر جرأت
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار	انھین پر چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا	سپاہ سحر کو بحجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان	ہوئے جو آپ کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ وہ مارا کیجیے آپ کی مشوقہ فی النار ہو مین اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اُتر کر قیامت برپا کریگا بھاگتے راستہ نہ ملے گا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا اور قلعہ بند کرکے فیلبند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اُٹھوا لیا ادھر فتح نصیب غازیان دینداران ہوے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون لقا پرست مارے گئے اور بقیہ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغہ مہر سے زنگ ظلمت دور کرکے ساخت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب رو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا کہ نظم

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال	شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن سے	سحر گہ پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیاروں اور فوج کے سرداروں نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ و امیر کے پہاڑ سے اتر کے جہان لشکر اول اترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگہ نصب ہوئی شادی نے ندادی کہ دشمن بھاگا دوست شاد اور لشکر مین آکر آباد ہوں پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آ آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا کہ شعر

رونق عہد شباب است دگر بستان را		بیرسد مژدہ گل بلبل خوش الحان را

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سرداروں نے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر بیہوش کو اسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت مین غرق تھا کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سبب ہے جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے روتے تھے بعض عیار ہر سو بہر جستجو تگاپو کرتے تھے لیکن کسی ساحرہ کو نپاتے تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مرام پھر آتے تھے اور امیر اسوجہ سے بیہوش تھے کہ گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ مین بند کر کے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم مین لیجائے اس ساحر نے اپنا سحر اس شیشہ پر کر کے کہ جب تک مین مارا نہ جاؤن یہ شیشہ نہ کھلے اور مالک اسم اعظم ہوشیار نہو یہ تدبیر کر کے راستہ طلسم کا لیا تھا خلاصہ یہ کہ بعد طے مراحل داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہے اور وہان لشکر مہرخ کا اترا ہوا ہے اور عیار بالا دری کے لیے بشکل مبدل پھرا کرتے ہین اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی صورت بنا ہوا جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریائے سحر بہ تعجیل تمام اڑا جاتا ہے یہ دیکھکر سوچا کہ اسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی سہی ایسا کچھ سمجھ کر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی آپ کو لازم نہین اس ساحر نے اسکی آواز سنکر کہا کہ مجھکو کام بہت ضرورت کا ہے اسوقت معاف فرمایئے برق نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنوگے تو تمہارے لیے بڑی قباحت ہوگی شہنشاہ کے دربار مین معلوم ہوتا ہے کہ تم جاتے ہو کیونکہ دریائے سحر کی سمت تمہارا رخ ہے اور وہان اپنا پرایا جو جاتا ہے شہنشاہ اسکو قتل کرتے ہین یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہان کا رہنے والا ہے تو اسجگہ کے حال سے واقف ہے اس سے کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سمجھکر زمین پر اترا اور گویا ہوا کہ بھائی مین ملکہ گلستان کا نوکر ہون شیشہ جس مین اسم اعظم حمزہ بند ہے شاہ جادوان کے پاس لیے جاتا ہون اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کر کے مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیون ہر شخص کو قتل کرتے ہین برق نے کہا عمرو عیار صورت بدلکر دربار شاہ

مین گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہو شہنشاہ بغیر پرسش سکو قتل کرتے ہین خیر یہ تو سب کچھ ہو لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانون کے ہلاک ہونے کی سنائی ہو کہ جی چاہتا ہو منہ تمھارا لعل وگہر سے بھر دیجیے آؤ ذرا میرے گلے سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلاۓ وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی منھ سے جو پھونکا دماغ مین سرایت کر گیا چکر کھا کر وہ گرا اس نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور وغل برپا ہوا جلدی کے وہ آفت دور ہوئی اسکے سحر کا جھولا تلاش کر کے شیشہ نکالا اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تیلا جو اس مین بند تھا وہ بسبب ہلاک ہونے گلستان اور اس ساحر کے ماش کے آٹے کا ہو گیا تھا اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور جو کچھ مال وغیرہ جھولے سے پایا وہ عمرو کے لیے لیکر لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور وہان امیر کو ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر مارے ضعف ونقاہت کے طاقت نہ تھی اشارے سے حال پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے عرق فواکہات اور شوربے مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اٹھکر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت فرما کر ذنگل شوکت برنگ حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سردار سب زیب دہ کرسی وذنگل ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین ساق ماہ رخسار بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے مطربان مہر وید اور لعبتان حور کردار نے سامنے ناچنا گانا شروع کیا اور ترانہ شادی وسبارکباد گایا کہ

نظم

بزم عشرت بھری بھری تھی
تھے دور کہ گردش زمانہ
مست مئے ناب جھومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز
رس طرح کے توڑے لیتے تھے وہ

صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
یا گردش چشم جادوانہ
رشک لب جام چومتے تھے
بیٹھی وہ دھنین سریلی آواز
دل توڑے مروڑے دیتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین مگر برق جو بارگاہ صرصر مین پہونچا وہ مال جو ساحر کا لے لیا تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہوکر کہا یہ شاگرد میرا بڑا اسعادتمند ہو برق نے کل ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سنا تھا عرض کیا عمرو نے ابتری لشکر صرصر سے کہا کہ مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا کہ میرا آقا نہیں معلوم جیتا ہو یا سیار گلزار جنان ہوا اگر میرے مالک کا بایمان خود ایک موئے جسم بھی کم ہو گیا ہو تو کلیم اوڑھکر لقا اور جلد اسکے

عیاروں کا سر کاٹ ڈالونگا مہرخ نے کہا خواجہ آپ گھبرایئے نہین مین حال آپ کے مالک کا دریافت کیئے دیتی ہون یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مینار پیدا ہوا اُس مینار مین ایک طاق بنا تھا اور طاق پر کتاب زر بفت کے جزدان مین کی ہوئی رکھی تھی اُس نے وہ کتاب لیکر جزدان سے نکالکر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا اُسکو اور ہوش مین آنا امیر کا لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سُنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر جزدان مین کتاب طاق پر رکھدی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین مین غرق ہوگیا بعد اس کیفیت کے سب مشغول عیش ہوے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم کیونکر فتح ہوگا اور اسد او رمہ جبین وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین نے قتل کیا مگر کچھ مطلب براری نہ ہوئی مہرخ نے یہ کلمات سُنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین نہوئی اور بارگاہ سے نکلکر صحرا مین چلا راہ مین ملاقات قران سے ہوئی اسنے پوچھا کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا میرا دم گھبراتا ہی براے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ کہی رہا تھے کہ صدا زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران نے اسکو پکارا اسنے آکر عمرو کو سلام کیا اس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اسنے عرض کی کہ دریاے سحر کی طرف سے مگر عجب ماجرا دیکھا ہی کہ دل میرا متردد ہی یعنے ایک ساحر خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کا ایک شاہزادہ ہی اپنے ملک سے اس ارادے پر چلا تھا کہ یکایک گنبد نور پر جاکر حملہ کرونگا اور اسد کو چھڑا دونگا کیونکہ میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہی وہین مین بھی جاؤنگا لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین قتل و غارت کرکے اپنی بہن کے پاس جاؤنگا کہ وہان میری پھوپھی ملکہ سُرخ مو بھی ہین فی الجملہ جب اس ارادے پر چلا اسکے لشکریون مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اسنے ملکا گون جادو نام ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر جمشید ڈالکر اسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہی عمرو نے یہ کیفیت سُنکر پوچھا کہ فوج کیا اسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہوگیا ضرغام کریا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہوے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو زوجۂ شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور انکے ہمراہ ملکر ہم نبرد ہون

غرضکہ ایک ساحر کو انھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہی عمرو سارا ماجرا لشکر قران سے کہنے لگا ای
فرزند شاہزادہ خورشید کو چھوڑانا لازم ہی چلو اس امر مین کد و کوشش کرین یہ کہکر تینون
جدا جدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوے لیکن وہ ساحر لشکر خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو
کے پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ کے بھتیجے قید ہوگئے اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو
یہ سنتے ہی جوش خون سے بیتاب ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ
کرون پھر خیال کیا کہ ناگن ابھی راہ مین ہی چلکر اُسے مارون اور اپنے بھتیجے کو چھوڑالون یہ سوچکر
ہنس آتشین پر بیٹھکر روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہ تفحص ایک درخت کے نیچے اُترکر
بیک نگاہ ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اسکو دور سے
دیکھا اور فی الفور بہ روغن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنائی اور قریب
آکر اسکے گویا ہوئی کہ ای ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اسکو برق سمجھکر
بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہی کہ طبقہ زمین کا توڑکر زندان مین جاکر ٹھہرون جب بھتیجا میرا آکر
وہان قید ہو مین اسکو چھوڑا کر لے آؤن صبا رفتار جب سارے حال پر اطلاع پاچکی پاس
تو کھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اسنے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے پشتارہ مین باندھا
اور لیکر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی اور خورشید کو سامنے
پیش کیا حیرت نے ہرزبان جادو داروغہ مجلس کو بلاکر حکم دیا کہ اسکو لے جاکر قید کرو مین
شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائینگے عمل مین آیگا داروغہ زندان اپنے سحر مین محصور کرکے
خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر چیلے کے ہاتھ
بھیجی جب عرضی باغ سیب مین پہونچی شاہ جادوان اسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہی سوار
ہوکر لشکر حیرت مین آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا
شاہ جادوان تخت پر آکر بیٹھا اُسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو اپنے بھتیجے کے
چھوڑانے کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کر لائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر مقید کرو صبا رفتار
نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچایا اسوقت حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ نمک حرام جو گرفتار
ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مار ڈالنا سہل ہی جلانا مشکل ہی
کروڑون روپے کھلا کر انھین پالا ہی کیونکر یکایک قتل کیا جائے یہان تو یہ باتین ہورہی
ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اُن مین سے عمرو صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر

حیرت مین داخل ہوا اور اسنے دار وغہ زندان کو قید مین لیجاتے ایک خیمہ مین دیکھا سمجھا کہ یہی زندان خانہ ہی اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان در زندان پر کرسی بچھائے بیٹھا تھا اسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشہ مین بیٹھکر صورت اپنی مثل ایک زن خوبصورت کے بنائی گیسوے مشکفام کو بل دیکر رخساروں پر چھوڑا اور مانگ کو موتیون سے بھرا جوڑا ترچھا باندھا چشم غزالین سرمہ آگین کرکے رخسار کتاب ناک کو گلگونہ کش فرمایا سر سے پا تک زیور مرصع کار پہنا اسوقت اسکے حسن دلاویز پر یقینان دہر ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر وماہ تصدق ہر بار تھے موے مژہ دیوانگان حسن کو تنکے چنواتے اور ابرو اسکے حسام بنکر دل عشاق کو نشانہ بناتے دست وپا مین مہندی رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی لگی ہوئی آگ کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ نظم

عجب دست رنگین تھا اس ماہ کا | کہ مرجان کا پنجہ فدا ہو گیا
حنا سے بظاہر تھا سینہ بھرا | مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین ستمگار تھین گول گول | گھٹے نور سے جنکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ ناز کی تھی حصول | وہ پہنچے جو پہونچے وہان ایک پھول
غرض ایسی تھی شکل اس ماہ کی | نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دو لائی کا جھرمٹ مار کر چھاؤلیان دیتا مگر اور کوے کا عالم دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہوکر نکلا اور دولائی اٹھا کر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ وفریفتہ ہوکر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ بیت

کون سے دل مین نہین وصل کی تیرے حسرت | کون آئینہ ہی جسمین تری تصویر نہین

وہ نازک اندام یہ شعر سنکر پھری اور منہ سے دوپٹہ ہٹا کر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے | ہم کہین کے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردوں سے بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ ای جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردن اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا اس محبوبہ نے پاؤن پر سے سر ہٹا دیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہای ہی مین نگوڑ ماری اس طرف آکر کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مردوا کیسا جھچڑا ہی کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کہو کیا کہتے ہو

مرزبان نے پھر تو گلے سے لگایا اور پیار کرنا چاہا کہ اس گل پیرہن نے کہا کہ ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا
یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان
بند کرے مرزبان نے کلائی پکڑ کر کہا واہ واہ ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اسنے تمانا ایک
گلوری لیکر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے کپڑے اسکے
اُتار کر اسکی ایسی اپنی صورت بنالی اور اسکو غار مین ایک مقام پر ڈالکر آپ وہان سے خیمہ زندان
پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو گفتگو دربارہ قتل مجرمان ہو رہی تھی آخر بادشاہ نے
اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار سے حکم دیا کہ جاو داروغہ زندان سے کہ کہ قیدی لیکر
حاضر ہو صبا رفتار یہ حکم پاکر مجلس مین آئی اور داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون
کے لیجانے مین ذرا تساہل کیا صبا رفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہی عمرو نے جواب
دیا کہ تم عیارہ ہوکے بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک
کونے مین لاکر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اسوقت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہی فوراً لوگون
کے سُنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑالے جانا بہت مشکل ہی یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو
نے حلقۂ کمند کے اس طرح مارے کہ یہ الجھکر گری حباب مارکر اسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ کچھ صدا سنکر دوڑ
آئے تھے اُنسے کہا کہ یہ عیار عیارہ صبا رفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم
قیدیون پر سے سحر کو دفع کرو مین جب تک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیجاؤن گا
یہ تقریر سنکر ساحر قیدیون کے رہا کرنے مین مصروف ہوئے لیکن صبا رفتار کو دیر ہوئی تو افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی زمین سے ایک تیلی نکلی اس سے پوچھا کہ داروغہ زندان کیا کرتا ہی تیلی نے
کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہی اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لئے جاتا ہی یہ کہکر تیلی تو غائب
ہوگئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور
صبا رفتار کے پنجۂ سحر مین دابکر بارگاہ مین لایا اور صبا رفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار
مین بیہوش پڑا ہی جا اُسے ہوشیار کرکے یہان لے آ عیارہ تو ادھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار
کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر ملک و مال تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی
کرے اور عین غفلت مین طلسم کشا کو چھڑانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ
فاسد سے باز آ اور از راہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری معاف
کردون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح نہ کرون گا اگر قضا ہو مارا

جاؤنگا ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دونگا اسد یہان اکیلا آیا تھا اب شریک کتنے ساحرین
افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین تو کیا ہین مہرخ کی کیا حقیقت ہی ابھی جا ہون سر دربار پکڑ کر مارتا
ہوا لاؤن خورشید نے کہا کہ زیادہ گوئی نہ کرین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تو نے کسی کو نہ مارا
تیرے رفیق بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سخت سنکر نہایت برہم
ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادہ مرگ ہی جو منھ مین آتا ہی اسکے وہ کہتا ہی تم سامنے لشکر مہرخ کے اسکو لیجاکر
مع اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے چھڑاتا ہی دیکھون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ
ہی تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا تھا کہ صبا رفتار دارو غہ مہر زبان کو ہوشیار کر کے
لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ ای ساحر مہر زبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کرا کر ناگن کے پاس جاؤ اور
ان باغیون کو سامنے انکے رفیقون کے قتل کرو پس بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے اور قیدیون
کو ارابے پر بٹھلا کرے چلے ناگن بھی ساتھ ہوئی اسکے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی درست
وچست ہوکر چلے گھنٹے وناقوس بجنے لگے غلغلہ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال بہت علیل ہے
غش کی حالت مین پڑی رہتی ہی اسنے بسبب اسکے کہ میری مان کی خبر کون لے گا لازم ہی کہ ساتھ
لیتی چلون ہر چند کہ کہین دور جانا نہین ہی پھر بھی مریض کی خبرگیری لازم و واجب ہی یہ سوچکر
پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار کر کے ساتھ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصے
کے لشکر مہرخ کے سامنے جاکر پہونچے کیونکہ پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ و جدال دونون لشکر
کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہی غرضکہ جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کی
پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد ان کو چھڑانا چاہیے ادھر طائران
سحر سامنے مہرخ کے گئے اور بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ فوج شاہ طلسم خواجہ
اور سرخ مو اور اسکے بھتیجے کو سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہی یہ کہکر علحدہ ہوے مہرخ نے
جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہی یہان بھی لشکر تیار ہو یہ فرما کر نفیر سحر بجائی کل
لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارہ جنگی گڑگڑا یا دلاور بہت جلد مسلح مکمل ہوکر مرکب ہاے تازی
پر سوار ہوے ساحرانے اپنے حربے لیکر طائران سحر پر بیٹھے ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا اسوقت
قران غلغلہ سنکر لشکر مین دوڑا اور مہرخ سے کہا کہ آپ تامل فرمایئے اور لشکر لیے وقت کی منتظر
رہیے جب ہم عیار گرفتار ہو جایئن اسوقت آپ کو اختیار ہی یا جب نعرہ ساحرون کے
پیرون کا سنیئے یعنے یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اسوقت فوج عدو پر آکر گر پڑیے گا

فرخ اسکے کہنے سے کوہ و دشت مین لشکر لیجا کر ستواری ہوئی اور وقت کی منتظر رہی ادھر ناگن نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ ایستادہ کیا جاے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف مین ان لوگون کے قتل کی خبر پہونچے اور وہ لوگ آکر اسکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہے اور اس لیے ان کو قتل کے لیے بھیجا ہے خلاصہ کلام اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوے اور لشکر کے بیچ مین قیدیون کو رکھا ایک طرف حرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی مان کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوا دیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون گی غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے گا یہ صدا جو چار دانگ طلسم مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوے وہ دن سارا اسی انتظام مین گذرا آخر شاہ خاور زندان خانہ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان عالم مین خیمہ تاریکی برپا کیا ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا	ہوا خانہ دہر ظلمت سرا
ستارے فلک پر نمایان نہ تھے	پرند سیہ مین تھے موتی ٹکے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور حرزبان نے سحر کیا کہ گردان کے لشکر کے ایک ابر آکر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجاے آسمان کے بھی ابر تھا اور چارون سمت لشکر کے دیوارین ابر کی کھچ گئین لیکن جسوقت فلک کی جانب لکہ ہاے ابر پیدا ہوے عیار جو لشکر مین عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کہ کوئی آفت آیا چاہتی ہے یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہین ہے یہ سوچکر جست و خیز کر کے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہے لشکر ناگن کا دکھائی نہین دیتا آسمان ابر کا دیوارین ابر کی زمین ابر کی مان آتا ہے کہ ان دیوارون مین طاق بنے ہین ایوان بنے ہین ان پر ساحر بیٹھے نظر آتے ہین اور کچھ لشکر کے چراغون کی روشنی ظاہر ہوتی ہے یہ دیکھکر عیار بہت گھبراے کہ افسوس لشکر سے ہم ناحق نکل آئے اب جانا اس جانب کو نہایت دشوار ہے کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے چھوٹ آتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان مین کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیارون سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو

اوّل گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بناکر بدن دوہرا اور گدبدا ایسا دوا کی دھوانی دیکر بنایا کہ ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ تپلی تپلی انگلیان کمر تپلی کولے بھاری موافق کی تیاری انگیا کسی کسائی ٹھیک سر مین زری کا موباف پڑا اونچا سر گندھا پیشانی ہموار و بلند جٹی بھوین ستوان ماک شتر رنگ گات ابھری رانین پر گوشت بھری بھری لباس سر سے پا تک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بہ مقتضائے نظم

کلک و زبان صفت بہم کر
وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمت کفر ہی وہ اسلام
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ دل ہی تو وہ سیاہی دل
یہ گل ہی تو وہ چراغ محفل
یہ چشمہ خضر ہی وہ ظلمات
یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات
ما تھا سر لوحہ صفا ہی
پیشانی نسخہ وفا ہی
گردیدہ مست بحر گل ہی
ابرو محراب دار پل ہی
منھ مین ہی زبان کہ گل مین زرہی
یا حقۂ لعل مین گہر ہی
گرد بکھ لیا کسی نے سینہ
شکل ہوا زخم دل کا سینا
پستان جو ہین میوۂ بہاری
محرم انگور کی پٹاری
ہین ناف و کمر جو دونون باہم
مضمون کے بیچ مین پھنسے ہم
یہ بال و بال کا ہی پھندا
یا تار خیال کا ہی پھندا
اعجاز ہی گردش قدم مین
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

اس صورت دلفریب سے درست ہو کر ہاتھ مین تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اس مین رکھے بنایت ناز و انداز سے سامنے اس قلعۂ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ضرغام سے قران نے کہا تھا کہ تو عاشق بننا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کھڑا تھا دوڑ کر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ **بیت**

وہ تمھین ہو جو چراتے ہو ہمین دیکھکے آنکھ
ہمسے دل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچ کے ہاتھ پکڑ لیا اس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیون بدنام کرتے ہو ان باتون مین جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ اچھا نہوگا مین کہانتک جنگل مین تمھارے لیے آیا کرون جس دن میرا خاوند دیکھ لے گا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ مین لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیون مال زادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو مین جانون آج مین نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کاٹون گا یہ بیسواپن تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ کیا اسپر گذرے گی شوہر مصنوعی نے آکر

بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور و داد و بیداد و فریاد بلند کیا
اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ تیرا اجارہ ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے منھ مین
پوچھونگی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی اور کل سنے دس روپیہ کا کپڑا تجھکو لا دیا تو وہ پیچھے
سے لیا یہ نہ جانا کہ آخر یہ کس علاقہ سے دیتا ہی پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہی آج آیا ہی اپنا
فرق جتانے اپنی بھینا پر فرق نہین کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہی غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام
دیتی ہی کاٹ کھاتی ہی اور مرد سونٹے مار رہا ہی شور و غل بے انتہا مچا ہی ازبسکہ چاندنی رات تھی
اور بار کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے ہی تھے انھون نے بھی یہ ماجرا
دیکھا اور مرزبان سے جا کر کہا ذرا چلکر دیکھیے تو جنگل مین عجیب دل لگی ہو رہی ہی یہ سنکر اسنے
بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی مین عورت کا قد قطعدار ثابت ہوا ایک سحر کا
پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر عورت کو اٹھا لایا اسوقت ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھدیا اسنے
پاس سے جو رخ زیبا کا اسکے نظارہ کیا اور از سرتاپا اسکو دیکھا بیک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا
اور کہا کہ اے گل پیرہن یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا
زد و کوب کر رہا تھا یہ کلمات سنکر اس سیمین عذار نے کہا کہ آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے
مین اس قصائی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہی اسوقت آپ نے بڑا غضب کیا جو اسکے
پاس سے مجھے اٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے نہ چھوڑے گا موذی کا ٹھاٹرا بدگمان
ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا مرزبان نے کہا کہ کیا مجال اسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے
عورت نے جواب دیا کہ کیون مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی اسی واسطہ سامری کا اگر مجھکو
آپ نے بلا یا ہی تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اب مین
یون تو جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہائے لوگو مین کس غضب
مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اسے بلوایئے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیج کر بلا لے عورت نے کہا
پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی سے جلے تن ہی ناحق مجکو آکر مارے گا آبرو کے ساتھ بلوایئے گا کہ وہ خوش ہو
غصہ اسکا اتر جائے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اس سے فارخطی مجھے دلوایئے گا مرزبان
فارخطی کا نام سنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ تخت سحر پر بٹھا کر اسکے شوہر کو لے آ ساحر
حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد بک جھک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی
زوجہ ہی انھون نے بلایا ہی اور سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اسنے

بہزت تمام ٹھلایا بعد کچھ دیر کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہی کچھ روپیہ مجھ سے لیلو اور اسکو چھوڑ دو
اس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اسکا جواب دونگا پھر مرزبان نے ایک
ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمہ مین لایا پلنگڑی چاندی کی سونے
کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے کہا مین بھی اپنے شوہر کے خیمے مین
جاتی ہون جب فارغخطی ہو جائیگی اس وقت دیکھا جائیگا مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور
کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی جورو پر لعلوٹ ہو گئے یہ کہکر اٹھی کہ جاتی ہون
مرزبان اٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون
اور جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے سے آؤنگی یہ کہکر وہان سے خیمہ مین آئی قران سے سب حال
کہا اور کہا اب کی جاکر مین مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا
کراہنے کی آئی برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہی اس ساحر نے
کہا مان ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہی وہ ہی کراہتی ہی یہ سنکر برق اسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اندر اسکے پلنگ پر ایک ضعیفہ لیٹی ہی ایک جانب چوکی پاخانہ
پھرنے کی لگی ہی دو ایک کنیزین مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہین پلنگ کے قریب کچھ
قلغے بنے ہوئے رکھے ہوے ہین کھیرے کٹے پڑے ہین کچھ عورتین ٹٹی پکڑے بیٹھی ہین پنکھا
جھل رہی ہین برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو ان مین سے باشارہ انگشت طلب کیا جب
وہ اٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان ینے ہمین پہچانا اس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اسنے
کہا اب کا ہیکو پہچانوگی مین دائی لوکھرزبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے
اٹے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق اسکو اٹھا اپنے خیمے مین لایا مگر رو برو سے نہ آیا
پشت پر سے سراپچہ چاک کر کے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمہ کے ہم زن و شوہر
سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان تمہین مین جاؤن کوئی مزاحم نہو ساحرون
نے جو یہ کلام سنا تو سمجھے کہ زن بدکار ہی شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر یہان پاس ہمارے جاے یا اور
کچھ کرے اسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو یہ سوچکر چپ ہوے ادھر اسنے کپڑے اس
کنیز کے اتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے وہی زنانے اسکو پہنھائے اور مثل اسکی صورت کے شکل بنی بنائی اور
جس صورت پر آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھایا کہ وہ
ہوشیار ہوئی دیکھا کہ میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہی یہ دیکھ کر براہ استعجاب اسنے

کیفیت پوچھی برق نے کہا کیا اُن مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا دونون بیہوش ہوگئے اسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہمنے تم دونون کو کایا پلٹ کر دیا اسمین تمھارے لیے بہتری ہی اور ہماری مشیت اسی کی مقتضی ہی کہ کنیز ناگن کو مرزبان کی زوجہ بنا کر اسکا مرتبہ دو مرتبہ بڑھایئن اور تجکو اس کنیز کی صورت بنایئن لوگیان مشیت خداوند مین کیا چارہ ہی اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہی اسکی مین زوجہ تھی مجھ پر مرزبان عاشق ہی جسکو قارغلطی میرے شوہر سے مجکو دلا کر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تیئین بتلانا اور مجھ سے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب شوہر تیرا سوجائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہی تم اسکے پاس جاؤ اور داد عیش و خرمی دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ کنیز مدت گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر و زیور دیکھکر اور زوجہ اتنے بڑے امیر کا ہونا سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا کہ اچھا مجھے مرزبان کے پاس پہونچا دو اور اپنا نام بتلا دو برق نے کہا میرا نام محبوب ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیا اور خیمۂ مرزبان کا بتلا دیا وہ اندر خیمہ کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا اسکو دیکھکر پکارا بیت

آج آتے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرماتے ہوئے		سحر اور اعجاز اک پردے مین دکھلاتے ہوئے

یہ کہکر اُٹھکر گود مین لیکر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز نہایت مسرور ہوکر مصروف عشرت و طرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمۂ افعی مین پہونچا اور کاروبار کرنے لگا لیکن شمعون پر پروانہ ہائے بیہوشی پھیکتا جاتا تھا بعد لمحہ کے شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہوگئے اسوقت افعی کے بھی منھ پر غبار بیہوشی کا مل دیا کہ ایک تو وہ بیہوش ہی رہتی تھی اور بھی مثل مُردے کے ہوگئی برق نے اسکو اُٹھا کر ایک گوشۂ خیمہ مین لاکر دری اور چاندنی وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اسکی ایسی بنکر اسی کا لباس پہنکر مریضون کی طرح پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اسکو چھینٹا دے کر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی تو عورت سے کہا کہ مجھے ڈالکر اکیلا سب بخت سو رہین ذرا ان پر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہوجایئن اور میرے ہاتھ پاؤن اینٹھتے ہین ذرا دبایئن اس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اسکی خدمت مین مصروف ہوئین اس عیاری کرنے مین وہ شب

اخیر ہوئی اور آفتاب مثل رنگ مریخ بیمار روے زرد با تن تپ دار کے لرزان شفاخانہ سپہر مین آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طباشیر سحر کو ظاہر فرمایا نظم

عمرو کو جو کرنے ہے ساحر ہلاک ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق	گریبان سحر کا ہوا غم سے چاک کہ تھا صبح کا رنگ بھی غم سے فق

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور مرزبان بھی اس عورت سے لوٹ ہو رہا تھا صبح اٹھکر اسکے لیے کنیزین بہر خدمت مقرر کین فواکہات کی ڈالیان کھانے کو منگا دین شوہر مصنوعی کو اسکے بلاکر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہولے تو تمھین مال و زر دیکر خوشنود کرون غرضکہ کل لشکر کو حکم کمربندی کا دیا ایکطرف سے ناگن سوار ہوکر آئی سب فوج درست ہوکر پرا باندھکر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان مین پھر رہے تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے بوریئے بچھے تھے اسپر لاکر عمرو کو بٹھایا اور سرخ مود خورشید کی زبانین چھیدکر سوزن دیکر انکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت سحر پڑھاکہ وہ ابر کا حصار برطرف ہوا اسلیے کہ مہرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیون کا دیکھین پھر تو عمرو وغیرہ کو یقین اپنی مرگ کا ہوگیا اور بلبلاکر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنی موت تین بار مین خود نہ طلب کرون اسوقت تک نہ مرون خداوندا تو سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے اور تو عالم اور دانا ہے کہ مین نے موت کا خیال بھی نہین کیا الٰہی اپنے برگزیدہ حبیب کے نور کا واسطہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے کہ **نظم**

تو ہی معبود یکتا دو جہان کا تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام تجھی سے ہے نشانِ اوج و پستی ہے تیرے فیض سے ہر چیز موجود بچالے اے خدا تو جان کو میری	تو ہی خالق زمین و آسمان کا تو ہی ہے باعثِ آغاز و انجام تجھی سے ہے بہارِ باغ ہستی ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود عطا کر تو دوا اور مان کو میری

یہ دعا کر رہا ہے وہان جلادون نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہے جلانا خدا کا کام ہے ذرا مجھ بوجھکر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہین قتل کرنا آسان نہین ہے مرزبان نے کہا لاکھ حکم کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگارون کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے اور حصار ابر کا دفع ہونے سے ضرغام اور جانسوز جو بیرون لشکر تھے صورت ساحرون کی بدلکر لشکر مین آکھڑے ہوے ادھر

جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ رہے تھے اور تیغہ کھینچکر واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیارون نے پتھر گوپھن
مین رکھکر مارے انکے سر پر آکر پڑے کہ کاسہ ہائے سر ترشش کر دور گرے سب ساحر عمرو کے قتل ہونیکا
تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے یہ نہ دیکھا کہ پتھر جلادون کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک غوغا سا بلند
ہوا اب کوئی جلادی کا نام نہین لیتا اسوقت مرزبان نے کہا مین خود قتل کرتا ہون یہ سُنتے ہی
قران جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہریئے مین قتل کرنے جاتا ہون مین سب جلادون کا باپ
ہون دم بھر مین سیکڑون کو مار ڈالتا ہون یہ سُنکر مرزبان نے کہا جلد ان تینون کو قتل کرین تجھے
بہت خوش کرون گا قران نے کہا اوّل انعام منگا دیجیے تو قتل کرون اسنے سو روپے منگا کر
عنایت کیے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کنیزین ناگن کی روتی پیٹتی آئین اسنے پوچھا کیا ہی کہا جلد
چلیے مان آپ کی دم توڑ رہی ہین دیدار آخری دیکھ لیجیے ناگن بیتابانہ دوڑی وہان برق ہاتھ
پانون ٹپک رہا تھا موت کا پسینہ ماتھے پر تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن رو رہی
اس بندی کی مان کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا بعد کچھ لمحے کے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور
کہا کہ میری بیٹی آئی ناگن نے کہا امان کھڑی تو ہون برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا
اور کہا بیٹا ذرا کنیزون کو یہان سے ہٹا دو تو مین کچھ وصیت کرون اسنے سب لونڈیون کو دور ہٹا دیا
جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیان کہتی تھین کہ بی بی کے پسینے مین بو آتی ہی ذرا تو سونگھکر
دیکھ تو کہ میرے پسینے مین مردے کی بو آتی ہی ناگن یہ کلام سُنکر براہ غضب بولی کہ یہ کون سی
عیبا لی کنیز ہی جسنے بیمار کے مُنھ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑون کے کھال گرا دون گی برق نے کہا
بیٹا خفا نہو تجھین میری جان کی قسم ماتھے پر سے پسینہ لیکر ذرا سونگھ تو اگر بو آتی ہی تو کنیزون کو
کچھ نہ کہنا کہ وہ سچی ہین اور جھوٹھ نکلے تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پونچھکر
سونگھا برق نے تو بیہوشی مُنھ پر پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی برق دوڑ کر اسکی
مان کو دری سے نکالکر قریب اسکے لایا اور دونون کو برابر لٹا دیا ادھر قران جب سو روپے انعام
کے لے چکا بغدہ کمر سے نکالکر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا تجھے سودائی ہوا ہی
قران نے کہا آپ کے پیچھے ایک صاحب کھڑے اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سُنکر
مرزبان نے پھر کر دیکھا اسنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کٹ کر دس قدم پر جا کر گرا ایک شور دار
وگیر برپا ہوا زمانہ مین تاریکی برپا ہوگئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے تھے کہ وہان برق نے ناگن اور
اُسکی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان اٹھین پیر غل مچانے لگے فوج ساحران بدحواس

ہوکر اس طرف دوڑے برق خنجر کھینچے تو کھڑا ہی تھا اس لشکر شقاوت اثر مین در آیا قران و ضرغام و جانسوز وغیرہ پکڑ کر تیغے کھینچکر حملہ آور ہوے اسوقت ساحرون نے ملا نارنج و ترنج ان پر مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون کے خورشید و سرخ مو و عمرو پر سے سحر کی قید دفع ہو گئی تھی عمرو نے اٹھکر سوزن زبان سرخ مو سے نکال لیا ادھر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو کھڑے دیکھا دیکھکر رد سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحرون کے بیکار گئے اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا سرخ جو فوج ساحران لئے منتظر ٹھہری ہوئی تھی آگر گری العیاذ باللہ پھر تو وہ حشر بپا ہوا کہ یقین تھا روز قیامت جانکر مردے قبر سے باہر نکل آئینگے گوے فولادی اور گھیے پیکان اور سوئی کے چلنے لگے رعد چیخین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے بہار نے بہار کا عالم پیدا کیا مخمورنے لوگون کو مست و لا یعقل بنایا تلوار سحر کی بڑے گھمسان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ نظم

کیا دست تہور اسنے جب باز — ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین وہ نہان تھے گو ستمگار — مگر رکتی ہی کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جاکر برق محشر — کفل تک آکے ٹھہرا فرق تا سر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن — دو پارہ سب ہوے مردود دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک — اٹھا یہ شور غل خس کم جہان پاک
ہوے مجروح و خستہ سر بسر وہ — عقیق آسا ہوے خونین جگر وہ
زمین نعل ستوران سے ہوئی گرد — سر کہسار ہین گو یال سے گرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر — بندھے تھے پیل جنگی سترہ بے بیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی — ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گریز اپنی ہوئی ان سب کو بہبود — کہ عرصہ راہ مین ہوتے تھے نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا — پدر بھی ہو گیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوے صدہا گرفتار — اسی ذلت کے تھے ظالم سزاوار

غرض شکست فاش کھا کر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور سرخ اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح و ظفر خورشید و عمرو وغیرہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی عمرو پر سے تصدق بہت اتارا

خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اسکی فوج کے حاضر ہوے بارگاہ اسکی استادہ ہوئی مہرخ نے خلعت عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب جام بادۂ ارغوانی اور ساز خوش آہنگ لیکر حاضر ہوے جلسہ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق مصروف تبسم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد
بر آئیں آرزوئیں حسب دلخواہ

لبا لب خندۂ عشرت تھے مردم
مبارک روز تھا فرخندہ ایام
عدو پامال تھے اور دوست تھے شاد
ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

ادھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین جا سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھ دین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب جرائت کر کف افسوس ملے اور منھ کو پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین شراب کے بدمست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہی اور آپ طرح دیتے ہین یہ تا بکجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالین گے اب یہی جی چاہتا ہی کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اسوقت بی بی کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بوند بوند پانی کو ترسا ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہو مقدمہ طلسم بہت نازک ہو ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار ہوے دیکھو طلسم کشا بند ہو مگر آئین طلسم ایسا ہو کہ قتل نہین کر سکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک بجلی چمکی اور لکہ ابر کے فلک پر ظاہر ہوے اور بجلیان سنہلی روپہلی چمکنے لگین پھر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر ہنس پر سوار مالے پہنے جواہر زیب بدن کیے بصورت مہیب ماران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر آترا اسکو دیکھکر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بیرن یہ کہکر گلے سے لگانے چلی اسنے اول شہنشاہ کو مجرا کیا پھر حیرت کے سینے سے سر بادب تمام لگایا اسنے بلائین لین اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہو باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اترنے کا ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب گھما گھم ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی عنقائے ستارہ پیشانی نام ہو اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہو ملک سیارہ اس طلسم مین ایک شہر ہو کہ وہان کا بادشاہ ہو جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک ہو گئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہو تو اسکی مدد کے لیے لاکھ ساحر

سے آیا ہی خلاصہ کلام جب یہ بآرام تمام میٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان اسکو دیا ناچ
سامنے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپنے اس قدر نمک حرامون کو مہلت کیون دی
کہ ان کے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھا یہ سنکر شاہ نے حال عیارون کی بد ذاتی کا اور
جو کچھ ماجرا طلسم مین گذر چکا تھا بیان کیا اور عیارون کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عنقا نے کہا
غلام کو رخصت دیجیے کہ جاکر ان عیارون کو باندھکر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور مین لائے شاہ
نے کہا تم میرے فرزند ہو تمھین مین نہ بھیجون گا ادھر حیرت نے کہا بھیا مین تمھین لڑنے نہ دونگی
اسنے کہا مین ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شاہ نے کہا
اچھا او ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا اور حکم طبل جنگ دیا شاہ طلسم
اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار دریاے سحر کے گیا اور یہان
جسوقت کہ شہنشاہ معرکہ آراے اورنگ سپہر بارگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ
ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان	ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
خسہ سیارگان بازینت و قمر	سر پہ چرخ پر تھا جلوہ گستر

صداے کرنا و طبل جنگ کا شہرہ تھا یہ خبر طاران سحر لیکر دربار خجستہ کردار ملکہ مہرخ نامدار
مین پہونچے اور متمثل بشکل انسان ہوکر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے
سلطانہ دولت و اقبال مثنوی

تو اے شہ بخوبی اخلاق خویش	سبق بردہ از بادشاہان پیش
زہے دین و دانش زہے عدل و داد	زہے ملک و دولت کہ پاینده باد

لشکر مخالف مین عنقاے ستارہ پیشانی نام ساحر بد انجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہی تلاطم مچایا
ہی یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہرخ نے بھی حکم نواخت طبل
لشکر حرب کو دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی اور ساحرون کے گھر گھر نے
اور پڑھنت پڑھنے کی باری آئی بہادرون نے آلات حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت سحر پہ آغاز	کہین ناقوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا	کسی نے سامنے دھولا بٹھایا
کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ	کوئی کرتا تھا پن تا ور ہوا پ

سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار	کہین خنجر کہین گرز گران بار
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار	زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار
نہین ہی یہ مقام ننگ واکراہ	شکست و فتح کا مالک ہی اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا	ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ بران سے کٹی شب	گریزان سب نظر آتے تھے کوکب

جسوقت کہ پرچم زراحمر و علم آفتاب کو صبح نے اڑایا اور سپیدہ سحر ہمرنگ تیغ صاف نظر آیا صرصر تخت پر عیش گاہ سے نکلکر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران ذیوقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت سوادگاہ مصاف چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بناتے سیلین برف کی برساتے روانہ ہوے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے بھی رایت ہاے رنگارنگ پیدا ہوے اور بنگلہ خوشنما روے ہوا اڑتا ہوا حیرت کا آیا اور ساحرون نے غل یا سامری و جمشید کا مچایا اس بنگلہ مین مصور و صورت نگار مقیم تھے اور حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد بنگلے کے ساحر کرگدن اور شیر آتشین پر سوار کوڑے ماران سیاہ کے ہاتھ مین لیے صورتین مہیب بناے وارد ہوے اور ایک سمت سے عنقا ہنس پر سوار برابر اسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اسکے ساحرون نے الگ پرا جمایا اوّل میدان بزدستے پھر چنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر سحر برساکر گرد وغبار کو بٹھایا ترتیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے نکلکر پکارے کہ قطعہ

چو خصم قصد تو کرد از برائے دفع ضرر	بجد و جہد بکوش از بعقل مشہوری
کہ گر مراد بدست آیدت بکام رسی	دگر بسیم رسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیرو نام کی جگہ ہی جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برزو آج باقی ہی نہ ہی سام	شجاعت سے مگر مشہور ہی نام

یہ صلادے کر جب نقیب ہٹے لشکر عنقا سے گذارہ مار زبان نام ایک سردار میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھاکر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

من آنم کہ در شیوہ طعن و ضرب	بشیران در آموزم آداب حرب
کدامین ہزبران دلیری کند	کہ سر پنجہ بر صید من افگند

یلاف وگزاف مُنکر لشکر مہرخ سے ایک سردار خورشید غزالہ کوہ پیر نام اژدرا اُڑا کر اُسکے مقابل جا کر ہو
اسے ایک مارنج مارا کہ ہزارون سانپ اس مین سے نکلے اور حریف پر آکر حملہ آور ہوے غزالہ نے
اسوقت ناریل مارا کہ ہزارون عقرب ناریل سے نکلکر سانپون سے لڑنے لگے گُذارہ نے پھر کچھ سحر
پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور تھپڑ اٹھا کر غزالہ پر آیا اسنے ہزار ہا سحر
پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا طمانچہ پڑ گیا یہ اژدر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور
تہنیت بلند ہوا اسوقت مہرخ نے بغضب تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک
لونگ پھول دار نکالکر سحر پڑھکر کھینچ ماری وہ لونگ ترسول بنکر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا
مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ کے پار ہو گیا پھر غریو بلند ہوا اور عنقا خود ہنس اُڑا کر میدان
مین آیا اور سحر پڑھکر دستک دی چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے
اپنے نیزے کو ہر ایک نے گردش دی سنانون سے اُن کی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا اور
لشکر مہرخ پر گرا اور جسکے سر پر پڑا توڑ کر زمین پر آیا اب دمبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا ہے
اور ہزارون ساحر مرتے ہین یہ دیکھ دیکھ کر مشکین موے کاکل کشا بن ملکہ مہرخ موکی آگے بڑھی
اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکلکر لشکر حریف پر گرنے لگے عنقا نے اپنے سوارون کو
للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف کو جھکایا کہ سنان برچھی کی ٹوٹ کر گری مشکین مو
پر آئی یہ بزور سحر اُڑ گئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑ کر پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت
نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کر کے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان
پر یاقوت کی پڑا کہ توڑ کر زمین پر گرا اس عرصہ مین تاریکی ہو گئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزارون
ساحر مہرخ کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر بہزاران ناز و انداز سوار تھی اور گلدستے
سامنے اسکے رکھے ہوے تھے مہرخ سے اجازت لیکر سمت فلک اُڑ گئی اور صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی
پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دُنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگرنیان دُر دُر گوش مرصع پوش حسن مین
لیلی سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک
پر سے اُتری ہاتھ مین ایک گیندا لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے اُسنے پھینکدیا عنقا نے
دوڑ کر اُٹھا لیا اور ان نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ انھون نے اُٹھا اُٹھا لیے
اور سونگھ سونگھ کر مست ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب
چلا اسوقت حسرت سحر کے بنگلے سے کود دی اور وہ سحر پڑھتی آگے بڑھی بہار نے ایک گلدستہ جنگل

کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار اسی وقت جھونکے نسیم عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان مین خوشبو پھیلی یکایک آنکھین سب کی بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہین بنفشہ در کہین یاسمن زلف در مرغ سبز نگان دہر کو شرماتے اور سرو و شمشاد قامت رعنائے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس مصروف نگاہ بازی اور سوسن با ہمہ زبانی مستعد بزبان درازی کہ قطعہ

سبز بالیش اثمرہائے زبرجد برکنار — کوہسارش را کمرہائے صبح بر میان
بانہال جویبارش شاخ طوبی متصل — وز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اس جنتستان پر فضا مین صبح تیز رنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار مع کنیزان گلعذار کے لاکھون بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اسوقت اسکے رخسار زیبا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور نرگس پنجۂ مژگان سے اسکے چشم مردم فریب کی بلائین لیتی زلف سنبل اسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر فریفتہ ہر بار تھے کہ بمقتضائے غزل

اے روے ماہ منظر تو نوبہار حسن — خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پرخمار تو پنہان فسون سحر — در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نیافت چون تو خط ذبح نیکوئی — سری نخواست چون قدرت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری — فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانہ خال تو در جہان — یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایہ طبع از میان جان — می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست — دیوانہ نیست غیر تو اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھکر حیرت و عنقا و مصور و صورت نگار مع سرداران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارتگر ایمان کے چلے کہ غزل

اے بردہ گوے حسن ز خوبان روزگار — قدرت براستی چو سہی سرو جویبار
الحق چو نقش و نشان دہان تو — موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
دادیم دل بدست رخ و زلف و خال تو — از دست ہر چہ رفت چہ کشد این دل فگار
باد اہل درد شمع اگر یار با من است — دانم مصاف را و ہراسم ز کار زار
عشقت چو در ضمیر چہ دل خانہ گیر شد — زین در اگر بدر شوم آیم با ضطرار

	عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار ہر شب شد عنقت لشق اقتاد مہرہ وار		گر سر و پیش قد تو سر میکشد مریخ منصوبہ ہولے تو حافظ کنون چہ باخت	

سردار تو اس طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہاے عطر فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اسوقت مہرخ نے اس فوج پر حملہ کیا ہزارون کو ذبح کر ڈالا اور ہزارون کو زندہ اسیر کر لیا دریاے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیر و بہ بند برپا ہوا ہر سحر کے غل مچاتے تھے ساحرون کے مرنے سے آندھیان اُٹھتی تھین شور و غوغا بلند تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی حریف کے خاتمہ ہو جاے گا کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو بہار کے حسن دلاویز کو دیکھکر شاہ جادوان نے دل پر ہاتھ رکھ لیا کہ بیت

بدل گوے دعشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن		خوبروے کاین چنین باشد بلاے جان بود

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گر اور عذر کرکے اس غزال تاتار خوبی کو کہ تجھی سے رم خوردہ ہی رام کر مگر سارے لشکر اپنے برباد دیکھکر سمجھا کہ یہ محبت اسکی باعث اسکے سحر کا ہو کہ دل بیقرار مارا اور از خود رفتہ و بیقرار ہی یہ سوچکر ایک برق ہاتھ ملا کر گرائی کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی اسوقت شاہ طلسم نے پنجۂ سحر بھیجے کہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ کو اٹھا کر سمت باغ سیب لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری حیرت کے ہوشیار ہو کر فوج پر مہرخ و بہار کے حملہ آور ہوے مہرخ نے شاہ جادوان کو دیکھکر خیال کیا کہ لڑائی بنکر بگڑ گئی اب سب گرفتار ہو جاینگے یہ سوچکر طبل امان بجوا کر پھری ادھر شاہ طلسم بھی اپنے سے کمترین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر حیرت کا خستہ و شکستہ جاکر فروکش ہوا اُس طرف مہرخ داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود کا دیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط مین مصروف ہوے اور بہار بعد کچھ عرصے کے ہوشیار ہوئی اسار و سحر ایک اسیر پڑھکر دم کیے اسوقت حواس ٹھکانے ہوے غرضکہ یہ تو سب مصروف ناو نوش اہن ادھر افراسیاب جب باغ مین پہونچا حیرت وغیرہ کو مست و لایعقل دیکھکر آب چشمہ سامری ان پر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جاکر اٹھا لایا یہ سنکر مصور تھر تھر مارے غصے کے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نہ کیا اور مجھے برسر میدان ذلت دی اب بن جاتے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ میرے دادا سامری کے سب بندے ہین کیا انھین غارت

کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہی حضور
تامل فرمادین ایک بار اور مجھے جانے دین یہ عرض کرکے اوّل اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور باقیماندہ
اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کرکے دامن کوہ مین پہونچکر خیمہ استادہ کرایا سب فوج اُتری اور
یہ بھی داخل خیمہ ہوا مے نوشی مین مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمردفام سپہر سے آفتاب میکدہ مغرب
مین گیا اور ساغر شمیم ماہتاب انجمن کواکب مین دور پذیر ہوا کہ نظم

ناہید فلک نے کھولے گیسو | چھائی ظلمت جہان مین ہر سو
ساقیٔ فلک نے مہ کا ساغر | مے سے بھرا نور کے سراسر

سرشام اپنے خون خوک سے جو کادیا زمین کو لیپ کر آپ بھی اسی خون سے نہاکر چوکے مین بیٹھکر
موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری دیگر بھینٹ پڑھی بیر سحر کے حاضر ہوئے انکو موہن بھوگ
کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایکسو ایک جانور پرند منگا کر کے خون انکا بھینٹ دیا شراب اگیار
مین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا انگلی چیر کر خون سانپ پر ڈالا کہ وہ زندہ ہوکر خون چاٹنے لگا
اس سے کہا کہ جاکر میرے دشمنون کو پکڑ لا وہ سانپ اُڑکر روانہ ہوا یہان بارگاہ مین جلسۂ عشرت
جمع ہے مہرخ تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر سے اُتر کر آیا اسے دیکھکر ساحرون نے ہزارون
سحر کیے کہ کسی طرح اسکو مار ڈالین لیکن وہ سانپ کمر مین مہرخ کے لپٹ کر اُڑا صدہا ترنج و نارنج ساحرون
نے اسپر مارے مگر کچھ نہو مہرخ کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے عنقا کے لایا اسنے کہا کیون اے مہرخ تمھارا ہی
کا ثمرہ دیکھا یہ کہکر خیمہ کے اندر لے گیا اور صندوق مین بند کر دیا اور اپنے سحر مین ایسا مبتلا کر دیا کہ ملکہ
مہرخ بیہوش ہوگئی بعد ازین پھر اس سانپ کو بھیجا یہان تمام دربار مین شاہ لشکر کے جانے
سے درہمی تھی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا بہار سرگرم انتظام تھی
کہ لشکر برباد نہو بازارین لٹ نہ جائین بعض سردار غم مین مہرخ کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ
سانپ پھر پیدا ہوا اور سرخ مو کی کمر مین لپٹ کے اُڑ گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ
سامنے عنقا کے لایا اسنے اسکو بھی برا کہکر مسحور بسحر کرکے صندوق مین بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ
کیا یہان اوّل مرتبہ سے زیادہ تلاطم تھا عیار بھی غوغا سنکر لشکر مین آئے تھے کہ سانپ طاؤس
کی کمر مین آکر لپٹا اور اُڑا کر لے گیا عیار نیچے نیچے تعاقب مین چلے ازبسکہ عمرو وندۂ بیدرنگ
ہے یہ سانپ کے برابر پہونچا اور عیار گئے یہانتک کہ عمرو دامن کوہ مین جب پہونچا دیکھا ایک
لشکر ساحرون کا اُترا ہوا ہے اور ایک جانب سامنے خیمہ کے عنقا بیٹھا مشغول سحر خوانی ہے اور

وہ سانپ اسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کرکے لے جاکر اسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو داصل جہنم کرنا چاہیے یہ سوچکر اوّل صحرا مین آکر زنبیل عیاری بجائی اور عیار جو دوڑے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہین سامنے باادب آکر ٹھہرے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر ٹھہرے مگر سب سردارون کو ساتھ لائے بارگاہ مین اسی طرح لوگ بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہے اگر بار خالی جائیگا تو وہ ہوشیار ہو جائیگا میری عیاری مین فرق پڑیگا ملکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بنا کر وہان ٹھہرا کر یہان آئے تو اچھا ہے یہ حکم سُنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بنا کر اس جگہ چھوڑا اور کہا میری طرح حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار بتانا یہ کہکر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھکر مستعد ہوے یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بموجب نشان دہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہے بلکہ سب جانتے ہین بہار موجود ہے اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہے ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہین کہ خدایا بحق نور وصی مصطفےٰ علیؑ اژدر در شیر کبریا کا ابیات

علیؑ مشکل کشائے جن و انسان — علیؑ قرآن ردائے ملک ایمان
علیؑ شیر خدا شاہ دو عالم — علیؑ ہین رونق بنیاد آدم
جو کہتے ہین نصاری ہین کہون کیا — وہ عین ذات ہے یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو — بجھایا آتش غیظ و غضب کو
بکے راہ خدا مین آپ مولا — روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
فدائے نام اقدس کیون نہ جان — مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
طفیل پنجتن اے رب عالم — شفا دے اس بلا کا ہے تو غم
مرے دشمن انکی خاک ہو جائین — جگر دل انکے تن مین چاک ہو جائین

انکو مصروف دعا رہنے دیجیے اور حال مہر سپہر عیاری کا سنیے کہ انھون نے کئی بار باغ سیب کو دیکھا ہے اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین اُنکی صورتین صفحہ خیال اور لوح دل پر اسپنے مرتسم بر آئے ضرورت کر رکھی ہین چنانچہ سامنے رکھکر ان کنیزون مین ایک کنیز کی تصویر خیالی پیش نظر فرماکر

اپنی شکل ویسی ہی بنائی اسوقت کی دستکاری پر مشاطۂ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے کہ اگر ویسی تصویر مانی و بہزاد کھینچنے بیٹھے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھے کہ ہمسے جیسی اصل شبیہہ تھی ویسی نقل نہ ہو سکی الحق بروے صفا کے روبرو آئینہ سکندر حیران ساری حقیقت اسکی آئینہ لیکر اگر مقابل ہوتا تو قلعی کھل جاتی شمس و قمر نے وہ رُخ نہیں دیکھا شوق دید مین بیتاب شب و روز سرگردان ہین ہر حلقہ گیسوے پیچ مشک بیز کا صدہا نافہ ختن مین نہان رکھتا ہی دہن تنگ کو چشمۂ آب حیوان اگر لکھون تو گیسو کو سکندر کہون کہ بمصداق لمولفہ

لب شیرین کے قرین آئے ہین آکر گیسو	چشمۂ خضر دہن ہی تو سکندر گیسو	

دندان کو گوہر سے تشبیہ دینا بے آبروئی کی بات ہی اختر فلک حسن کہنے مین تفاوت دن رات ہی پھر کیا کہون لازم ہی کہ چپ ہو رہون اللہ اللہ کس کس اعضا کی صفت کرون دست و پا سینہ پشت کمر ساق و پا ہر اک لاجواب نور کے سانچہ مین صانع عالم نے ڈھالے تھے خوبان دہر سے نرالے تھے

نظم

زبان معروف ہی شرح و بیان مین
خجل جسکے کف پا سے ہوا ماہ
فروغ چہرہ ایسا جلوہ گر تھا
کہ تھی قربان جس پر جان مضطر
وہ مژگان اور چشم شوخ و سرشار
رہے پریون کے دل مین جنکا ارمان
کمر سے تا بساق ک صورت نور

تجلی ہی جمال داستان مین
شعاع حسن کا پھیلا جو دامن
کہ تاریکی کا عالم سے سفر تھا
وہ گیسو جس سے برہم تھا زمانہ
تصدق روح ہو جس پر سے ہر بار
وہ گردن اور سینہ اور وہ بازو
فدا ان کے تصور پر رہے حور

ضیا افروز عالم ایسی تھی واہ
ہوا شب پر گمان روز روشن
کہان یہ حسن یوسف کو میسر
وہ ابرو دل جگر جسکے نشانہ
وہ دندان وہ دہن اور وہ زنخدان
کہ جسکا تھا جہان مین شور ہر سو
پیشواز زنار جواہر کار سے حزین

و مجلی جسم نازنین کو کیا زیور مرصع لعل و گوہر کا از سرتا پا پہنکر ایسی صورت آئینہ مین دیکھکر عشق کرنے لگا اور تخت زرجدشاہ کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہی کہ بروے ہوا اُڑتا ہی واضح ہو کہ زرجد شاہ ایک بادشاہ ملک زبرجد نگار مین تھا کہ بدبحر دمامہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اسکے پاس تخت ایسا تھا کہ اُسپر بیٹھکر اپنے قصر پر کہ وہ بزور سحر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تعمیر تھا جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا اور جب برابر کمر کے لوح کو رکھو تو نیچے نیچے بروے ہوا روان ہوتا تھا اور جب پاؤن کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اس بادشاہ سے مقابلہ پڑا اور

وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور از بسکہ ساختہ حکیم تھا اس سبب سے وہی تاثیر اڑنے کی تخت مین باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ اس بادشاہ کے اثر اسکا جاتا رہتا لہذا اس تخت کو زنبیل سے نکالکر کنارے کنارے اسکے گلدستے چنے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل محبوبۂ دلنواز سوار ہوا اور تخت اوڑا کر اسی جگہ آیا کہ جہان عنقا چوکے مین بیٹھا تھا اور ایکی بار سا نپ مشکین مو کو پکڑ کر لایا تھا وہ اس اسیرہ سے عتاب خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے پازیب اپنی بجائی عنقا نے جو خلخال کا چھاکا سنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر آگین نظر آیا کہ جیسے ستارہ ٹوٹ کے زمین پر اترتا ہو عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہی فی الفور کھڑا ہوگیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اترا اسوقت اس نے اس صورت دل فریب حور وش برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال دیدہ وہم وگمان نے بھی اسکے نہ دیکھا تھا رعب حسن سے بھچک ہوکر رہ گیا کہ بیت

ستارہ بدرخشید ماہ مجلس شد ۔۔۔ دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد

بعد لمحہ کے قریب تخت گیا اور گرد اسکے پھرنے لگا وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت سے اتری اور مسکرا کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

قدحی درکش و سرخوش بتماشا بخرام ۔۔۔ تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد

اے مایۂ زندگانی و آرام تو کس قاف کی پری ہی کہ سایۂ وجود دلبری جس پر پڑے وہ ہم طالع ہما ہوجاے اس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہرریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ ہون تمھاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی اور کتاب سامری دیکھکر گرفتار کرنا حریفون کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہی اور ارشاد کیا ہی کہ قیدیون کو اچھی طرح رکھنا اور میوہ اور گلدستہ اور شراب بھیجی ہی یہ تحفہ لیلو اور اپنی خیریت لکھدو کہ مین جاؤن جانے کا نام سنکر اسکے ہوش پران ہوے ایک آہ سرد بھرکر پکارا کہ شعر

ہاے وہ نزع مین بالین سے ترا اٹھ جانا ۔۔۔ دیکھنا یاس سے وہ تیرے تمنائی کا

اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہان جاؤگی میرے صدر سینے پر لحظہ بھر آرام کرو اس سراپا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میان حواس مین آؤ مین بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہون اگر کسی سے وہ سنتے دیکھ لین تو نہ معلوم کس بلا مین مجھے پھنسا مین ناک چوٹی کیری کٹواؤن چلو ہٹو مجھے جانے دو اس رکھائی کو دیکھکر عنقا نے سر قدم پر رکھدیا اور کہا مین حیرت کا بھائی ہون تجکو شاہ طلسم

سے مانگ لونگا اور مجھسے رنجنے ہولئے ہین شہنشاہ ناراض ہونگے غرض کہ ایکے منت کرنے سے اس صنم یکتا نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہے اسوقت تو اسنے گود مین اٹھالیا اور اندر خیمے کے لایا مسند ناز پر بٹھایا وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی سامنے رکھی اس ساقی مست ناز نے جام بھرکر اپنے دست نگارین پر رکھکر کہا کہ مطلع

آن کس کہ بدست جام دارد	سلطانی جم مدام دارد

عنقا نے بیتاب ہوکر جام ہاتھ سے لیا او شعر پڑھا کہ بیت

بر سینۂ ریش دردمندان	لعلت نمک تمام دارد

اور وہ جام بے اندیشۂ انجام پی لیا پیتے ہی سر پا کی کچھ خبر نرہی بیہوش ہوگیا پھر تو وہ پنجۂ نگارین جلاد بنگئے اس بیحیا کو اٹھاکر کے بیک ضرب خنجر سر کو جدا کیا شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا عنقا کو عمرو نے دوڑکر سامنے جو صندوق رکھے تھے ان کو واکیا اس مین صرصر وغیرہ بند تھین اور اسکے مرنے سے وہ سانپ بھی باطل ہوگیا اور ان سب قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق سے نکلے ادھر ہنگامہ شکر لشکری عنقا کے دوڑے تھے کہ صرصر اور صرصر موتے گولے سحر کے اور ہار قلفل مارنا شروع کیے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور گولے ساحرون کے سینے توڑتے تھے شعلے جلاتے تھے عمرو نے تخت زر جد شاہ توزبیل مین رکھا اور زر و زیور اپنا اتار کر باندھا پھر جال الیاسی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحرون نے گھیرا اور جلد جلد پلٹون رسالون مین کمر بندی ہونے لگی اسوقت شور و غوغا لشکر بہار جو لشکر لیے کمینگاہ مین تھی آکر گری تاریخ و تریج چلنے لگا لاشش پر لاش اودھر دہ پر مردہ گرتے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادہ ملک عدم کا بنا دیا بلکہ ناکا شہر فنا کا دکھا دیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضاے نظم

گرا اس طرح سے مردہ پہ مردا	کہ اہل فوج تھے راحت کے محتاج	کیا اس فوج کو اس طرح تاراج
کیا برباد ایسا اس مکان کو	قضا بھی دیکھنے آئی تماشا	جلائے برق جیسے خانمان کو
ہوئی تھی ہمدگر یہ جنگ و پیکار	پراگندہ نظر آیا وہ لشکر	یہ شیرانہ گئے جیسے تڑپ کر
ہوئی حاصل عدو کو جب ہزیمت	رہی تا صبح خونریزی نہایت	صفون کے بیچ تھے لاشونکے انبار
گریبان چاک تھے ساحر سحرگاہ	بصد شوکت جو چڑھا خنگ فلک	سحرگہ بادشاہ ملک خاور
جس دم ترک مشرق نیزہ خطا شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک مین آیا		نہ ملتی بھاگنے کی تھی انھین راہ

اور ساحر شب شکست کھا کر رو بفرار لایا لشکریان حریف مالان وگریان لاش عنقا اٹھا کر بھاگے اور مہرخ مظفر و منصور مع سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئی بہت ساز زر و جواہر عمرو کو دیا اور ویساہی ناچ اور راگ وغیرہ ہونے لگا اسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجا لاکر عرض پیرا ہوئے قطعہ

ای شہ کہ کف کامگار در تجنبت	کمند در بر گردون کامران انداخت
شدہ ز نزول حوادث چو آسمان امین	براوج پار کہ چتر تو سائیان انداخت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو براہ ترقی خواہی و نیک سگالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لائیں مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہوگی اور عمرو سے کہا خواجہ براے خدا مجھے ذلیل نہ فرمائیے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنے کا اختیار ہے بجز کس لیے فرماتے این جوارشاد کیجیے کنیز بجالائیگی کر نظم

اے مقصد ہمت بلندان	مقصود دل نیاز مندان	از قسمت بندگی و شاہی
دولت تو وہی بہر کہ خواہی	توفیق تو گر نہ رہ نماید	این راہ بعقل کے کشاید

عمرو نے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہے جبکو ہر کس و ناکس بادشاہ کا گرفتار کر لے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہے جب شاہ ہر بار قید و بند ہو جائے تو شکست اس لشکر کو رکھی ہوتی ہے پس شاہی کیلئے یہ شایستہ اور بابستہ ہے کہ شہنشاہ ایسا زبردست ہو کہ سوا اپنے ہمسر کے اور کسی سے مغلوب نہو اور ہیبت شمشیر عالی جاہ سے ترک فلک سپر پشت زحل کی اوپر آڑ کرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے کہ بخلاف اس کے تم اونٹے اونٹے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کر لیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت سنکر گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا اور درست ہے اے بہار مین نے چند روز کے واسطے تمکو اپنا قائم مقام کیا یہ لشکر وغیرہ تمہارے حوالے ہے اور تمکو خداے کریم کے سپرد کیا مین بیشہ سامری مین جاکر چلہ کشی کر کے سحر کو اپنے جگاؤن گی انشاءاللہ پھر جو وہان سے مراجعت کرون گی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اسکی زوجہ اور مصور وغیرہ کے کسی سے زیر نہون گی عمرو نے پوچھا اپنے ساتھ کسے لیجاؤگی اسنے جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک آندھی آئی اور بعد اسکے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اس آندھی کی تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان اسنے سامنے مہرخ کے رکھدیا اسنے کھولا

اسمین سے طاؤس سبز برابر بالشت کے نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرندکے عظیم الجثہ ہوگیا صرصر اُسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھکر ہمراہ چلی اور دونون اس آندھی کی سیاہی مین غائب ہوگئین بعد اسکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈالکر تاج شاہی رکھکر حکم احکام مین اپنے مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اس طرف ساحر ہزیمت خوردہ لاش عنقا کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا اور زار زار روئی اور سر پیٹا اور بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا آخر بطریق جمشیدی لاش کو اُٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہ جنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر مصور اُٹھا اور کہا مین تصویرین سب کی بنا چکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے کہا آپ میری زیارت گاہ مین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین وسنے جواب دیا کہ کیا مجال جس صورت سے عیار میرے پاس آئیگا اسکی تصویر مین نے بنائی ہو ویسی ہی صورت تصویر مین جائیگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا اسکے آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدرخان جادو و شکوہ زرین قبائے جادو قریب چار سو ساحر نامی کے بارگاہ مین آکر شکن ہوے انسے کہا کہ کل مین سب فوج عدو کا خاتمہ بالکل کردونگا سرداران نے عرض کیا کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک سوداگرزادہ دور دراز سے منزل طے کرکے آپ کے لیے تحفہ وا جنسہ گرانمایہ لایا ہو اور ساٹھ ہزار ملک اس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہو وہان کا رہنے والا ہو اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہو ایسا نہو کہ ہنگامۂ جدال مین مال اسکا لٹ جائے کل اسکو رخصت کردیجیے تو بہتر ہو ؎

بزرگان مسافر بجان پرورند
که نام نکو شان بعالم برند

مصور نے کہا تاجر کی آجکل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو وہ میرا نام سنکر آیا ہو تو آج ہی بلا لو کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی تحفہ ہر دیار و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصور سے کہا ایسا نہو کہ عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور پیچ دے ذرا تصویر کو دیکھ لو مصور نے تصویر دیکھی اس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہین اور عمرو بشکل اصل کرسی پر بیٹھا ہو یہ دیکھکر گویا ہوا کہ تصویر دن مین جہان عمرو ہو وہان کی بارگاہ تک کا نقشہ بن گیا ہو کچھ شبہہ

نہین ہی سوداگر کو بلالو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی او زندردی زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو
اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیاء نادرہ ملاحظہ کراؤ وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر
بھا ہیس جو خبر کو گئے تھے سب کیفیت دریافت کر کے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ بیان دیکھا و سُنا
تھا وہ مشرح تھا اور مفصلاً معرض بیان مین لائے عمرو نے جب سُنا کہ تاجر مال لیکر بہت آیا ہی منھ
مین پانی بھر آیا دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہی
اگر اس کو نہ لیا تو قرضدار رہو گے چلو خدا مالک ہی یہ سوچکر اُٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہی
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین بطمع مال برائے خدا نہ جائیے گا
اسکو غافل نہ جانیے گا عمرو نے کہا سمجھ لینگے یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے آکر صورت ساحر
کی ایسی بنکر لشکر مصور مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب دوڑ دوڑ کر لاتے ہین اور
بارگاہ کے در پر کچھ لوگ کھڑے ہین کہ وہ لیکر دست بدست اندر پہونچاتے ہین تاکہ ملاحظہ کرانے
مین عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھکر عمرو علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار کی ایسی بنا سر پہ دستار معرکہ دار
رکھکر انگرکھا پہنکر پیٹی پاک کمر سے لگا کر سامنے اس خیمے کے آیا جہان سے مال لیکر ملازم جاتے ہین
دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لیکر خیمے سے نکلا اور سمت بارگاہ دوڑا عمرو اسکے قریب گیا اور کہا کہ
حضور نے فرمایا ہی کہ میرے پلنگ کے پاس جو صندوقچہ رکھا ہو وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب
دیا کہ پلنگ کے پاس قلمدان رکھا ہی صندوقچہ تو نہین ہی عمرو نے کہا کہ ہان ہان وہی زنگی نے
کہا کہ تم صندوقچہ لے چلو مین وہ بھی لاتا ہون یہ کہکر صندوقچہ دیا اسنے لیکر دو قدم چلکر زنبیل مین
رکھ لیا اور وہ زنگی قلمدان لیکر بارگاہ مین گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اسنے کہا دیر کیون لگائی
زنگی بولا کہ دوبارہ آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا کہ پھر قلمدان کیون لایا اسنے عرض کیا کہ مصور کا خدمتگار
صندوقچہ لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سُنتے ہی اس سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائین کوئی خدمتگار صندوقچہ لایا ہی مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون خدمتگار
لایا ہی سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اب تو سوداگر کی جان نکل گئی کہ
کئی لاکھ روپے کا جواہر اس مین تھا رونے لگا صورت نگار نے کہا صاحب تم تصویر تو دیکھو
مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہان عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد دھوتی باندھ مرزائی
پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھکر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا مصور نے تصویر دیکھکر کہا کہ عمرو
میرے لشکر مین حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہی خدمتگار کی صورت تو نہین ہی یہ کہکر زنگی سے کہا کہ سچ

بتا صندوقچہ کیا گیا اسنے گواہ پیش کیے لوگون نے کہا کہ ہمارے سامنے اسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ
جب پتہ نہ لگا چاہا عمرو کو گرفتار کرون سردارون نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے مین عیار چڑھ
آئینگے زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا تامل فرمایئے یہ سنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف ہوا ہی
ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائین دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے مین مصروف ہوا وہان
عمرو نے پھر صورت اپنی شل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر سے خالی کرکے کنکر پتھر بھر کر
دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہین ہی لوگ یہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اندر
لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہان یہی ہی مصور نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا مین
ہمیشہ سے کوہستان مین رہتا ہون ایک شخص کو اس وقت دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہی اسکو
گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہان سے آیا ہی اسنے یہان کا پتا بتا دیا اور منتین کرنے لگا اسکو تو مین نے چھوڑ
دیا صندوقچہ لیکر یہان حاضر ہوا اب مجھے نہین معلوم کہ مال آپکا اسمین ہی یا نہین مصور نے کہا
تو بڑا ایماندار ہی اچھا بیٹھ جا کرسی دی عمرو بیٹھا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار فکرمند
تھی اسوقت اتفاق سے قران بارگاہ مین آیا بہار نے اس سے کہا کہ استاد تمھارے لشکر حریف
مین گئے ہین ایسا نہو مصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سنکر مدد کرنے کو چلا اور لشکر عدو
مین شکل مبدل آیا اسوقت سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگون پر تاکید کرتا تھا اور ادھر
اودھر داد وش کر رہا تھا کہ قران اسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو ہم چور کو بتا دین وہ یہ سنکر
چپکا چلا آیا جب لشکر سے نکلا تنہائی مین آتے ہی ایک حباب بیہوشی قران نے مار کر اسکو بیہوش
کرکے پیراہن اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنا اور اسکو ایک گڑھے مین ڈالکر آپ بارگاہ مین اسوقت آیا
کہ عمرو صندوقچہ لیکر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور صندوقچہ تاجر نے جو عمرو سے پایا
تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو پتھر کنکر بھرے ہین دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا مصور نے کہا کہ بھلا عقل کے
خلاف ہی کہ چور مال لے جائے اور پھر دیدے اس ساحر نے اتنی بیوقوفی کی کہ جو اسکو گرفتار کرکے
چھوڑ دیا اچھا اے تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ مین رقعہ اپنے خزانچی کو لکھ دون کہ روپیہ میرے
خزانے سے لے لے تاجر نے جو منیب کہ پاس کھڑا تھا اسکو دیکھکر عرض کی کہ اس سے بڑھکر اور
کوئی معتبر نہین ہی مصور نے یہ سنکر شقہ لکھا کہ سعادت آثار ہیرالال لعل قیمت یا نقد تین لاکھ روپیہ
کا جواہر و اشرفیان وغیرہ حامل رقعہ کو بغیر دستوری اور بٹے کے اسی وقت دیکر دستخطی لے لو تاکید
مزید اس باب مین تصور کرو المرقوم فلان سنہ فلان ساحری شقہ حوالے منیب کے کیا عمرو کا رنگ

زرد ہوگیا کہ یہ روپیہ مفت گیا لیکن عمرو نے نیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہی فرط خوشی سے رنگ رو سرخ ہوگیا اور اشارے سے کہا کہ خبردار اس روپیہ مین کوڑی کا فرق نہ پڑے مین آکر حساب لونگا غرضکہ قران شقہ لیکر خزانچی کے پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دہاہند کا تقسیم ہو رہا ہی دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہین لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہین اسنے بہی شقہ دیکے جواہر وصول کیا رسید لکھکر راہی ہوا درہ کوہ مین جاکر جواہر دفن کردیا اور بسمت لشکر چلا ادھر خزانچی روپیہ بہی پر خرچ کی لکھکر دستخط کرانے سامنے مصور کے لایا اسنے دستخط کرکے پوچھا ای تاجر روپیہ پایا تاجر کے نیب کو تلاش کیا پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضارا کار کچھ لوگ لشکر کے باہر جو گئے ایک غار مین نیب کو پایا اُٹھاکر تاجر کے سامنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہی اسنے کہا خوب نشہ ہی پھر پوچھا ارے تو شقہ لیگیا تھا اُسنے کہا کھانا پیٹ بھر کھایا ہی یہ تقریر سُنکر لوگون نے کہا کہ اسکو خوب ابہی نشہ ہی ایک نے کہا کہ اپنے تئین بناتا ہی تاجر نے کہا لیجاؤ قید کرو مار پیٹ کر قبولواؤ لوگ اسکو تو لیکر چلے اور عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا انگڑائی لی مصور بولا کہ شاید آپ کا جی گھبرایا عمرو نے کہا جی نہین رفع احتیاج کی ضرورت ہی مصور نے حکم دیا کہ ہمارے بیت الخلا مین لے جاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ ہوئے عمرو پاخانہ مین جاکر اس ظرف کا سراپچہ چاک کرکے باہر نکل گیا لشکریون نے خیال کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور عمرو وہان سے درہ کوہ مین آیا کچھ لکڑیان جمع کرکے آگ سُلگائی اور بھبھوت مُنھ پر ملا جٹا مین بالون کی تُنکر جوڑا سر پر باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک ٹھیک سامنے رکھ لی کان مین کنڈل پہنے گلے مین کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہانتک کہ خوب پرستش ہوئی صورت نگار گویا ہوئی کہ تصویر دیکھیئے ایسا نہو کہ عیار خزانے سے روپیہ نے گئے ہون یہ باتین تھین کہ خدمتگار آئے اور کہا کہ وہ صاحب جو پاخانے گئے تھے آفتابہ لیکر سراپچہ چاک کرکے چلے گئے مصور یہ سُنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درہ کوہ مین صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہی ادھر سوداگر نے عرض کیا کہ روپیہ میرا گیا مین برباد ہوگیا مصور برہم ہوا کہ مین کیا کرون ایک بار مین دیکھا رسید تیرے نیب کی موجود ہی تاجر نے پھر نیب کو بلایا اب اُسکے ہوش درست ہوچکے تھے اُسنے آکر کہا کہ اس طرح چور کو بتلانے کو مجھے ایک شخص تنہائی مین لے گیا اور مجھے ایسا کچھ مُنھ پر مارا کہ مین بیہوش ہوگیا مجھے معلوم نہین کہ شقہ کب لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی

نہین ہی یہ حال سُنکر **مصوّر** نے کہا اسے رہا کردو یہ بے خطا ہی اور سوداگر سے کہا اب جا مین تیرے روپے
ملنے کا بندوبست کچھ نہین کرسکتا تاجر یہ سُنکر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو حرامزادے کو یہ فیل کرتا ہی
لوگون نے تاجر سے کہا کہ اسوقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھکر پھر عرض کرنا تو
مل جائیگا تاجر ناچار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن
عمرو جب منت بنا اور اسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب براری نہ ہوئی وہ اسباب سب
زنبیل مین رکھکر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اُٹھا لو **عمرو** نے
بڑھکر درج جواہر اُٹھا لیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا کہ راہ مین اور کچھ دست برد کرون
لیکن درج اُٹھاتے وقت **مصور** کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ **عمرو** سوداگر کے ساتھ
ہی ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ **مصور** ننگے پاؤن اُٹھکر دوڑا اور در بارگاہ پر پہونچکر
ایک نارنج جھولے سے نکالکر سحر پڑھنے لگا **قران** جو جواہر دفن کر کے لشکر مین آیا تھا اسنے دیکھا کہ
اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور **مصور** نارنج مارا چاہتا ہی یہ دیکھکر پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر
آکر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور ہاتھ پر بہت ضرب **مصور** کے آئی ادھر **قران** نے کہا اُستاد
خبردار یہ کہکر بھاگا **عمرو** نے بھی گلیم اوڑھ لی **مصوّر** لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف
دوڑتے پھرے کسی کو بھی نہ پایا **مصور** بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر
مارے **عمرو** کو نہ چھوڑونگا اسنے مجھے بہت ذلیل کیا یہ کہ رہا تھا کہ سوداگر در بارگاہ پر آکر دہائی
دینے لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی دزد لے گیا مین برباد ہو گیا فریاد ہی مجکو ہائے جیتے جی
مار ڈالا **مصور** نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سردارون سے کہا سچ تو یہ ہی کہ تاجر
لٹ گیا اس سے کہدو کہ ابھی روپیہ اگر تجھے دونگا تو عیار لیجاینگے تو صبر کر نقصان جو کچھ ہوا ہی
وہ عنایت ہوگا سردارون نے یہ حکم سُنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت کیا اور **مصور** نے چاہا کہ
طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن **عمرو** کا حال سُنیے کہ گلیم اوڑھ کر صحرا مین جو گیا ہو نکلا ایک فرشتہ
نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا یعنی ایسا حسین و مہ جبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی ٹھہر
نہ سکتی چار ہاتھ مقوے کے بناے اور پانچ آنکھین چہرے مین درست کین دیو جامہ نکالکر
پہنا کہ وہ دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی سُرخ کبھی سبز ہوتا ہی گاہے اور رنگ تبدیل کرتا ہی سر پر تاج
زنبیل سے نکالکر پہنا کہ ہر کنگرے پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ
لگا تھا رشک ضیاے شمس سپہر تھا مالا ہیرے اور موتی کے گلے مین ڈالے اسوقت اسکے چہرہ

نورانی و صفا کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر از شین شرع ساختہ تاج		دل ادعرش و سجادہ اش معراج	
شرف کارخانۂ ملکوت		کارفرمائے عرصۂ جبروت	
بودہ شیطان کش فرشتہ شیم		در روش بر ہوا نہادہ ام	

برزمرد کے جواہر کار شانون مین لگائے صدہا نافہ ہائے مشک پرون مین چھپائے اور تخت جلوہ نشان پہونچکر یہان قریب بارگاہ **مصور** پہونچکر ایک حقہ پر از مشک عنبر بر دست ہوا اچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک عنبر کوسون تک پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوئے کہ کیا خوشبو پھیلی ہی یہ ذکر تھا کہ صدا آئی کہ منم فرشتہ قدرت سامری جملہ ساحر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھنے کو آتی حسن یوسف نہ تلاوت کرتی و عندہ لزلفی و حسن مآب ہر ایک کا فریعدق ارادت پڑھے دلائل شواہد و سعادت عزت و عظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال جبروت ناصیہ نور آگین سے ہویدا کہ **بیت**

زے تیزش تتق سر قضا را محرم		دل پاکش بنظر لطف خدا را منظور	

پرون کو جب جنبش ہوتی ہی نافہ ہائے مشک و عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر ہوتے ہین چہرۂ تاب ناک بکہ نور ہی کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہی یہ دیکھتے ہی **مصور** نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما روشن شد چون بقدم رضوان رسید		دیدہ روشن شد چو بوے یوسف کنعان رسید	

آپ تشریف لائیے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہی کہ اُسکے پوتے کی مع اُسکے متعلقین کے عمر بڑھادون کیونکہ **عمرو** عیار بلائے بے درمان ہی جب تم لوگون کی موت نہو گی تو آکر قتل کسی کو نہ کر سکے گا اب تمھین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ مین سامری کے لگانے کا بھبھوت اس مین ڈالکر تمھین پلاؤن پھر **عمرو** کا پنجہ تم پر کسی طرح قابض نہوگا یہ کلام سنتے ہی **مصور** نے قند منگا کر کوری مٹلیون مین نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اس مین انڈلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت کرنے کے لیے ہجوم کیا غرضکہ ہزارہا دونا مٹھائی کا اور ہزارہا تخت کے گرد روپیہ لوگون نے چڑھایا اس عرصہ مین شربت تیار ہوا فرشتے نے اُٹھکر نذر سامری کی دیکر بیہوشی سب کے سامنے اسمین ملائی ہر ایک سے کہا دیکھو یہ بھبھوت سامری کا ہی لہذا

بیہوشی ملا کر دو جام اپنے ہاتھ سے مصور کو اور صورت نگار کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش کریں پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور لاؤ لاؤ دینا ہمیں بھی ہمیں بھی کا بلند ہوا اور یہ کہ بقول مولفہ

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی جاتی رہے	دوسرا کہتا تھا خم کی خیر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے لوگون نے دھو دھو کپیے جب بیہوشی نے نشہ کیا مصور اپنی بی بی صورت نگار سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کر وہ دوپٹہ پھینک کر ناچنے لگی اور مصور بھی بکر کو دکر نے لگا کل حاضرین جلسہ ہاہا ہاوہ مار لینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات بیہودہ زبان پر لاتے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا

نظم

ہنکار رہے تھے رند ہر سو	برپا ہوا شور ہائے اور ہو
وہ دورہ قُل وہ شور قلقل	تھا سب کی زبان پہ بے تامل
ترہے سے شیخ جی کا جامہ	اچھلے میخانہ میں عمامہ
دخت قاضی ہوا ایسی بدنام	کوچون مین مچی کچی پھرے عام
بیٹھا کوئی سُر ملا رہا تھا	بڑھا کھڑا کوئی گا رہا تھا
جوتی کوئی سر پہ باندھتا تھا	ٹوپی کوئی پاؤن مین پہنتا
چت ہو گیا کوئی کوئی اوندھا	تھا ہوش نہ سر وپا کا اصلا
اک دوسرے کے لگا تا تھا دھول	پڑھتے ہی آئے جاہ اپنے لاحول

اس کیفیت کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے عمرو نے اُٹھکر بارگاہ کے سراپچے ڈال دیے اور سب کے پیرہن اُتار کر زنبیل مین رکھے داڑھی و مونچھ ابرو و بال سر کے زن و مرد سب کے مونڈے چہرون کو سیاہ کیا ہار جو تیون کے گلے مین پہنائے مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ مصور کے گلے سے تصویر اپنی اُتار لون جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ مین لپٹ جائے عمرو تصویر اُتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہو گیا اس نے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اُتار لون لیکن پھر وہی صورت پیش آئی اسنے چاہا کہ مصور کو مار ڈالون خنجر لیکر چلا تھا کہ اب کی بار ایک پتلا زمین سے نکلا عمرو اسکو دیکھکر خائف ہوا اور ٹھہر گیا پتلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو مصور کو عمرو مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا کیا عمرو نے جلد جلد دو ایک ساحرون کے سر جدا کیے مگر مصور تک نہ پہونچ سکا شور ساحرون

کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے لوگ گھبرا کر دوڑے عمرو تخت زبرجد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اُسوقت نعرہ مارکر بھاگا ؏

عمرو ہون مین وہ اژدہاے دمان	نہ ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو سرانجہ چاک کرکے بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاید مصوّر وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ کے آئے سب کو بیہوش دیکھا یاران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی شکل دیکھکر ہنسنے لگا تکلف یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہی یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر روسیاہ کو دیکھکر خندہ زن ہوئی مصوّر نے کہا تو بڑی بیغیرت ہی کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی ہی یہ کہکر اسنے اپنی طرف دیکھا اوئی کہکر رانون مین بدن چراتی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل کیا کالک منھ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوے مصوّر نے کہا عمرو آفت روزگار ہی ذلت پر ذلت دیتا ہی ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ مجھپر آکر ہتا صاف کیا کیا تدبیر کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو عمرو سے ملجاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین پوتا سامری کا ہون ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر تصویر مین دیکھا تو یہ امر اُسپر بخوبی ظاہر ہوگیا اور وہ اسبات سے اچھی طرح ماہر ہوگیا کہ عمرو جس صحرا مین ٹھہرا تھا کیفیت تصویر مین نظر آئی اسنے قصد کیا کہ جاکر گرفتار کرون کہ پھر اسوقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام جاکر اس دزد مکار کو لاتا ہی یہ کہکر اوڑکر چلا اور اسی جگہ آیا جہان عمرو بشکل ساحر کھڑا تھا لیکن ساحر کو اُڑتا ہوا آتا دیکھکر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جاکر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا عمرو دوسرے ساحر کی شکل بنکر اوّل مرتبے سے کچھ شکل مین فرق کرکے اسکے پاس آیا اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہی اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصوّر وغیرہ کی بیان کرکے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون عمرو نے کہا مصوّر نادان ہی جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہی جو لقا کی ڈاڑھی مونڈتا ہی اور جب سے یہان آیا ہی شاہ جادوان کو اسنے پریشان کر رکھا ہی تم دیکھنا کہ ایک روز مصوّر کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سنکر اول تو خوفنا ک ہوگیا پھر سوچا کہ یہ مجھکو ڈراتا ہی شاید یہی عمرو ہی یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ دروغ عیاری کا اُڑگیا اسنے گرفتار کرکے کہا اے دزد مکار تو تو مجھکو دھمکاتا ہی دیکھ تو کس طرح مین تجھکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجہ مین دابکر اُڑ جاؤن لیکن موت پاؤن پکڑے تھی

اسکے دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئینگے انکو بھی گرفتار کرنا اور کر چلنے مین یہ فائدہ جاتا رہیگا ایسا کچھ سوچکر زمین پر چلا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر کمند زمین پیچ پوش کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پہونچا اسنے جھٹکا دیا کہ پانون کمند مین پھنسا اور گرا انچھ کر برق دوڑکر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کرون مگر اسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک سما گیا اور آپ سحر سے حلقہ ہاے کمند کاٹنے لگا مگر رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھا اور دوڑتا ہوا آیا اور کہا ٹھہرو ٹھہرو مین کچھ کو نگا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی حضور کا جو اہر میرے پاس رکھا ہی چلکر لے لیجیے اور جاے دفن جواہر پر لاکر کھودکر حوالے کیا عمرو نے شاباش و مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ جھوٹے نگینے نکالکر دینے لگا قران نے عرض کیا کہ حضور کا دیا سب کچھ میرے پاس ہو آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کے آنے مین عرصہ گذرا کتاب سامری دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ نبیرہ سامری صرف لائق زیارت ہین کچھ ہو نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہی چلو انکو تسلی دین یہ کہکر بجاہ و حشم تمام سوار ہو کر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور سارا حال عیارون کی مکاری کا سُنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ مقابل نہ فرمایئے مین انگشتری جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور جاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران جہان ہو میلا کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہونگے ہر ایک کو قتل کرونگا مصور نے کہا ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھولکر لڑون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صدا نالہ و زاری کی سُنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ظالم مارا گیا منظلم بن ظالم جادو لاش اُٹھا کر لاتا ہی شہنشاہ یہ خبر سُنکر گویا ہوا کہ لاش بنا بر آئین جمشید اُٹھاے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جاکر حکم منظلم کو سُنایا اُس نے ایسا ہی کیا اور بعد فراغ حاصل کرنے حاضر دربار ہوا نذر دی مجرا کیا اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھکر عرض پیرا ہوا کہ مین انتقام خون پدر رنگ حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کیا مضائقہ ہی مصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اپنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا کہ آج

شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جاے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ منشی قدرت نے دن کی وصلی کو سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی سے ظاہر ہوے بحکم مصوّر طبل رزم پر چوب پڑی طائران سحر خدمت والا ہمت بندگان ملکہ بہار مین حاضر ہوکر بہ قاعدۂ مستمرہ عرض پیرا ہوے کہ **رباعی**

ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت ۔ شست ست عدو تا تو کمانداری تخت
حلہ سبک آری دگران داری تخت ۔ پیری تو بدانش و جوان داری بخت

لشکر حریف مین بنام مظلم طبل جنگ بجا ہی باقی خیر صلاح ہی بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بعنایت کردگار فرماکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن تیغ و سر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی می کند۔ غرض حسب فرمان قضا جویان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا گڑھاو چڑھ گئے موہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا منتر جنتر موہنی اور چوہنی اور سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا سپاری جنگلہ پان ران ران میرے دشمن کوران شہپال جوگی نے لگائی باڑ نی ایک پھول ہنسے ایک مین بیر بسے جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے تجکو قسم لونا چماری کی دُہائی سامری کی پڑھو منتر دوالی مین جگایا ایشر باچا چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور سبارزان معرکۂ جلادت و پرچم کشایان لوا سے نصرت انتماے شجاعت تعین جوہردار صیقل فرماتے تھے مرکبون کی رکابین اور تسمے لوٹے ہوے تھے تیاری جدال مین مشغول تھے باتین بانکپن کی کرتے تھے کہ **نظم**

لگاتا تھا تیغہ کوئی سان پر ۔ چڑھاتا تھا چو بٹین کوئی دھیان پر
کوئی کہہ رہا تھا عدو کا لہو ۔ پیے تیغ میری تو ہون سرخرو
ہوے مستعد نیزہ باز آکے سب ۔ کہ شیر نیستان تھے وقت غضب
پیادون کے اک جا نظر آئے غول ۔ کہ جو جوہر تیغ لیتے تھے مول
ہر اک کا یہی قول تھا برملا ۔ کہ ای تیغ تیز اور عدو کا گلا

اسی تیاری مین رات گذری اور حاملہ شب کے بطن سے طفل خونی نیستان شعاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے مشیمۂ شب کو شگافتہ فرمایا کہ **ابیات**

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے ۔ پردان پھر چڑھا کہ سب کھل کے گل ہوے

صبح ظفر رنگ گل گلشن سرور	تھی خندہ زن کہ روز طرب نے کیا ظہور

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی طرم بجا ترئی پھکی نقارون پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب بلند ہوئی شہنا نواز دسبار ذلت بھیر دین بھیاس بجانے لگے سردار مجرا اور سلام کر کے گرد تخت کے سواریان سحر کی اڑا کر روانہ ہوئے اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا سفیدہ سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دریائے اخضر فلک مین وہ چراغون کا ستارون کے جھلملانا صحرا مین طائرون کا شور مچانا اسوقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھکر سوار ہونا عجب لطف دکھاتا تھا جوانان گلشن دہر کو قتیل تیغ ادا بناتا تھا سحر سے ابر کے لکے سرخ و سبز ہر رنگ کے سر پر سایہ فگن تھے بہار افزائے جوبن تھے سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبح اٹھلا کر چلتی تھی ہوا خواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار لڑنے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ ہوئی

بناخن زرہ بافت از مشک ناب	درآورد تخت از گوشہ آفتاب

بلکہ اسکی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ **فرد**

مہش مشک ساو شکرے فروش	دو نرگس کمان کش دو گل درع پوش

اور ترک روزگار اس بیت سے اسکا ثنا خوان تھا کہ **بیت**

دہن مملکت نہ خندہ دخوش	تا سر تیغ تو نگر دو زار

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ مثل ستارہ ہائے سحری کے ابر کے لکون مین چمکتے نظر آتے تھے اور سامنے و سیادم گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلجاتے تھے کہ **مثنوی**

ساز عیش و طرب تھا ہر سو	شہنائی بجا رہا تھا شیو	شاخ گل کا ستار لیکر
گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر	باجون کی صدا سے شور و غل تھا	ہر شاخ طرم تھی گل بگل تھا
گلشن کو تھی راگ رنگ کی دھن	دریا کو تھی جلترنگ کی دھن	جتنے تھے حباب چشمۂ تر
چینی کی پیالیان تھین یکسر	تھی ایسی بہار حسن آرا	چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آب گہر سے دھوئے	موتی ہر بال مین پروئے	آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ
کچ موتیون سے بھری ہوئی مانگ	زیور سے لباس سے کیا لیس	کنگھی جو تی سے مرتقا لیس
نکھری تھی غضب نکھار کر کے	بے مثل نبی سنگار کر کے	تھی ناخن پاسے لیکے تا فرق

دریاے جواہرات مین غرق	خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اسطرف

افراسیاب اپنی زوجہ کو لیکر گنبد نور کے اس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مریخ کا دکھائی دیتا ہی اور مصور و منظلم شیر آتشین اور اژدران پر سوار مع فوج بیشمار وارد عرصہ نبرد ہوے پھر تو آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ بیت

پشت زمین چو روے فلک زسلاح پست	روے فلک چو پشت زمین پست از غبار

جب میدان کو بیلدار ہموار کر چکے ابر سحر برسا کر گرد و غبار فرو ہوا صفت کارزار جانبین مین کھنچ گئین جلاجل و دف اور قرنا بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی صداے دلیرون کے نعرے سے دشت کوس بجنے لگا دلیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوے منظلم اژدر اُڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ او نکھرامو آؤ میرے مقابلے کو بہار کا ایک ملازم گلزار جادو نام جاکر مقابل ہوا منظلم نے ایک ناریل مارا اسنے ہرچند روکا مگر ناریل سر پر آکر توڑکر پار نکل گیا ادن سے گلنار زخمی ہوا بہار نے ایک نیچہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے اُٹھا لایا اور گلنار جادو جاکر ہم نبرد ہوا منظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلنار کے سینے پر پڑا توڑ گیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جاکر لڑے اور کام آئے اسوقت منظلم نے ڈپٹا کہ اے بہار تو خود آکہ مجھے مزا لڑائی کا ملے کیا لاشی پاشی کو بھیجکر جان اپنی چھپاتی ہی بہار تو اسکا نعرہ سُنکر تخت سے کودی اور دوپٹے کی گاتی باندھکر چلی اسکو جاتے افراسیاب نے گنبد نور پر سے دیکھا حیرت پاس بیٹھی تھی اس سبب سے بیتابی نہ کرسکا کلیجہ پکڑکر رہ گیا اور وہ سفاکہ عالم سامنے منظلم کے پہونچی اسنے ایک ناریل مارا بہار نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ترنج منظلم پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب اسکے جاکر شق ہوا خوشبو اس مین سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشک تاتار بنگیا اور مشام عدوے تہی مغز خوشبو سے بھر گیا ساحر اس شمیم عطر بیز کو سونگھکر بیہوش ہوگئے اور منظلم تو دیوانہ وار تالیان بجانے لگا اور روے بہار اس رشک گلزار کا دیکھکر قہقہہ مار ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ بیت

از شورش آہ من ہمہ شب	مادام تو و وشش زاغنودہ

اے نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہی تو سر نثار قدم ہی کہ شعر

خیالات تیغت کر برندہ باد	منازل ازار واح اعدا گرفت

یہ کہتے کہتے بیہوش ہوکر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت تو مصور کو تاب نہ رہی ڈانٹتا ہوا

دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کے ایک صندوقچہ نکالکر کھولا سب نے دیکھا کہ صندوقچے سے
ایک پتلی نکلی اور بڑھکر بشکل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور گلدستے ہاتھ مین لیے
سامنے بہار کے آکر بناز و تبختر گویا ہوئی کہ کیون بہن بہار ہم سے خفا ہو بہار اسکو دیکھکر زرد
اور خزان ہو گئی مگر جی داری کر کے ایک گلدستہ اسپر مارا پتلی نے قہقہہ مارا کہ منھ سے شعلہ پیدا ہوا اور
گلدستے کو جلایا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ سے آرسی اُتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر بشکل
برگ بید کے تھرتھرا کانپی آخر سنبھلا نہ گیا بیہوش ہو گئی پتلی نے کمر پیچھے سے تھام کر پرواز کیا
اسوقت تو لشکر مین بہار کے غریو ہوا اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا
اس ہمشبیہ بہار پر مارے لیکن جب اسنے قہقہہ مارا نارنج وغیرہ شعلہ دہن سے جلگئے مصور
نے جب سارے لشکر کو عدو کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچہ سے سب کی تصویرین نکالکر زمین پر
پھینکین کہ وہ صورت رعد و برق و شکیل و طاؤس و ہلال و مخمور وغیرہ کی بنکر لڑنے
لگین اب جو سحر کہ مخمور کرتی ہو وہی ہمشبیہ مخمور کرتی ہو کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین
پھر تو مصور نے مظلم کو ہوشیار کر دیا اور بہار کو پتلی سے لیکر قید کر کے ترسول پکڑکر حملہ کیا
لشکریان بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ مرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور قیامت برپا ہوا
کوئی مر گرا کوئی نیم جان ہو کر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر آگرا اور مردے پر مردا گراتا
ہوا ساتون صفون کو توڑکر پشت لشکر پر نکلا اور پھر دوسری صف پر جو گرا ہلاک کرتا ہوا ادہر لشکر
کے نکلا لیکن بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون
لشکر مل گئے گولے فولادی ہزارون مصور پر مارے مگر یہ نبیرۂ سامری ہو کوئی چوٹ اسنے نہ
کھائی اور ہمشبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت کے سردارون کو گرفتار کرو پتلیان یہ نعرہ
لشکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جسطرح چیخ مارتا ہو اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا
چیختا ہو کہ ساحر لشکر مہرخ کے بیہوش ہوتے ہین گویا پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو عمل
یہ کرتی ہین وہی وہ بھی کرتی ہین انکا فعل ان پر اثر کرتا ہو اور انکا جادو ان پر تاثیر نہین کرتا
کیونکہ یہ انسان ہین وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہو مظلم فوج لیکر گرا ہو کشتون کے
ڈھیر لگے ہین وہ رن پڑا ہو کہ ترک فلک نے باین ہمہ پیرانہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضاے ابیات

وہ سینے تھے جو آئینے سے بھی صاف — مشبک ہو گئے تیرون سے تا ناف
وہان سر کاٹنے بیٹھے تھے بدخواہ — گل تر بار جس چھاتی پہ تھا آہ

بچانا جان کا مجھے غنیمت	ہزیمت کی پھر آئی اُن کو غیرت
کہ ہووے ننگ کیونکر یہ گوارا	نہین اپنے لیے جز مرگ چارا
غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت	بھری دل مین ہوائے سیر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلام نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا عمرو نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہی غنیمت ہی جو بے سردار کا لشکر استقدر رکا کیون ہی تم مین سے کوئی ایسا ہی جو اس لڑائی کو روکے اور فوج عدو کو بھگائے عیارون نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب ندیا قران نے عرض کی جاے اُستاد خالی است الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن عمرو نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا تو نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہی اور میری زیارت گاہ ہی یہ لڑائی سخت ہی اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہی جب مین گرفتار ہو جاؤن تو مجھے چھڑانے جا جایہ کہکر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار ہوا اور برق کو حکم دیا کہ دوڑ کر جادو مطیعون مین سے ایک جادوگر کو بلا لا برق بموجب حکم دوڑ کر گیا اتفاق سے سرخ مو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اس سے کہا چلو خواجہ تمکو بلاتے ہین سرخ مو نے بہر امتحان کہ اصلی برق یہ ہی یا نہین انگوٹھی اپنی اُتار کر پھینکی کہ اسکو اُٹھا لے تو مین آؤن برق نے اُٹھالی سرخ مو طاؤس اُڑا کر اسکے ساتھ پہاڑ پر آئی عمرو نے کہا تم تخت ہوا پیما مجکو دو اور جب مین سوار ہو کر چلون تو تخت کو روان دوان کرو کہ جہان مین جاؤن تخت روانہ ہو سرخ مو نے جھولے سے ماش کا آٹا نکالکر چار پتلیان بنائین اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ پتلیون نے جسم انسان پیدا کرکے پر شانون پر نکالے اور تخت کو اُٹھا لیا عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے رکھ لی تصویرین سامری وجمشید کی گلے مین ڈالین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلاے سیاہ ہی جو تخت پر دانت نکالے بیٹھی ہی

نظم

بھنگ پیکر کوئی ہو جیسے مست	ہمت آسا تھی تاب طاقت پست	آنکھین پر قہر بھونڈی صورت ہی
ساری انداز پر کدورت ہی	اک قیامت تھی اسکی چیتون مین	مار کی طرح زہر گردن مین
سر پھرا یار اس چرخ مکاری	تھا سیہ فام اور جثا دھاری	جسم تھا زار کج ادا قد تھا
بد بنا تھا تو طرز بھی بد تھا	مار گردن مین اسکی پیچیدہ	جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

اصل مطلب با این ہیئت بد تخت کو پتلیون سے روانہ کرکے بیچ لشکر مین جاکر نعرہ زن ہوا کہ

سنو ملک الموت جادو وائی مصوّر خیرہ سر اپنی سب پتلیون کو اکٹھا کرکے بھیج میرے مقابلے کو مین
نوکر عمرو نامدار کا ہون مصور تو ہر سمت زدوگشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سنکر اپنی پتلیون کو
قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہم شبیہ کہ لشکر مہرخ کے لیے اسنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور
ہوئے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین افراسیاب
نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دیکر لڑنے کو بھیجا تھا اس ساحر کو قتل
کرکے عمرو نے شیشہ ہائے آب حاصل کیے تھے اور اسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مکان
برق محشر جادو مین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر زبردست کو بیہوش کر دیتا ہی اور
سحر کو باطل کر دیتا ہی پس جیسے ہی تصویرین اسپر حملہ زن ہوئین اسنے وہی آب سحر لیکر جو
قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھق سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جلگئی لشکریان مظلم مصور نے
پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اسوقت سرداران لشکر شریک اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار
ہی ساری فوج اسپر گرا چاہتی ہی یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑا دین اور چارون طرف سے سینے
اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون نے ہر سمت سے آکر آرسیان
اتار کر ہاتھ سے عمرو کو دکھائین عمرو نے اسوقت منڈھی نکالکر چھتری کی طرح سایہ فگن کرلی
اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نہ کرو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون
جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک پہونچ جائے سردار حیرت ناک ہوے
اور لڑنے لگے ادھر پتلیان جب آرسیان دکھا چکین ترسول پکڑکر حملہ آور ہوئین جو قریب آئی
یہ دیکھا از بسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اسوجہ سے ببرکت اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جلکر
راکھ ہوگئین یہ تصویرین تھین جل گئین جاندار یعنی انسان ہوتین تو منڈھی مین اٹکی اٹکی جاتین
لہذا جب تصویرین جل گئین سردار بوجہ ان تصویرون کے بدحواس و پریشان تھے اور انکا سحر
حریف پر کارگر نہوتا تھا اب سب کے حواس درست ہوے اور رعد چخین مارنے لگا اور برق محشر
چمک چمک کر گرنے لگی مخمور نے جام زرین پھینکا کہ ساحر مست ولایعقل ہونے لگے اور اسی طرح
سب سردار بڑھکر آگے حربے کرنے لگے بگڑی لڑائی بن گئی فضل خدا سے کرع بگڑی بن جاتی
ہی جب فضل خدا ہوتا ہی عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ لے بیحیا تو کیسا نبیرہ سامری ہی کہ میرے مقابلہ
سے ڈرتا ہی مصور شیر آتشین اُٹھا کر سامنے آیا اور کہا ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویرین
جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر ناریل سحر کا مارا کہ وہ شق ہوا اور چار پتلے

تلوار ین لیے نکلکر عمرو پہ چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ پتلے سب جلکر غائب ہوے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا لے اسکو یہ کہکر چھینٹا پانی کا منھ پہ مارا کہ مصوّر بیہوش ہوکر شیر پرسے گرا قلابازیان کھاتا ہوا سمت زمین چلا یہ ماجرا دیکھکر زوجہ اسکی صورت نگار مانند برق بسرعت تمام چاک کرگری اور پنجے مین دابکر مصوّر کو لے گئی اور بیہوش دیکھکر سوچی کہ یہان مین اسکو اگر لیکر ٹھہرون گی تو حریف فرصت نہ دے گا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لیگئی اسکے چلے جانے سے پانوٴن اہل لشکر کے اٹھ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر لیکر قتل وغارت آغاز کیا فوج عدو مین بھگدر پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پرسے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہوکر اٹھا کہ جاکر اس ساحر کو جس نے مصوّر کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے کہا کہ آپ بزور سحر دیکھیے تو یہ ساحر کون ہی اور کیا سحر کرتا ہی جو مصوّر ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کردیا شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوے اسنے حکم کیا کہ کتاب سامری لاوٴ پتلے جاکر کتاب لائے اسنے اسمین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہی اور شیشہ ہاے سحر آب جو تونے اول اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھکر کتاب بند کی اور منھ پیٹ لیا کہ خود کردہ را درمان چیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا کہ اسکا توڑ ہر چند کہ مین جانتا ہون لیکن کتاب سے لڑنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلتی ہی اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہی اور شام بھی ہوگئی ہی تم جاکر طبل امان بجوا دو یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور حیرت طاوٴس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ ڈھیر ہوگئے تھے ہزارون ساحر مارے گئے تھے پسپا ہوکر پڑاوٴ پر تلوار چل رہی تھی عمرو جال مارکر لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصوّر کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑا لین اسوقت حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت بجے اسکے لشکر کے بہادر ساحر پاے ہمت گاڑکر لڑرہے تھے انھون نے فوراً طبل بجایا صدا اسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہی ازبسکہ یہ بھی خستہ و شکستہ تھے اور سراپردۂ چرخ زنگاری سے لیلاے لیل کی بھی آمد تھی یعنی سیاہی مغرب سے نکلکر چار دانگ عالم اور عرصۂ غبرا پر محیط ہو چکی تھی ستارے دیدہ حیران کی طرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے نظم

سواد شب مین مہ تھا جلوہ گستر	کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر
فلک کو انقلاب اور دن گریزان	عدو کے تھے دہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سینے شکر پہ کمال درجہ ادا
کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوئے اسوقت صرصر مو بارگاہ مین آئی اور
عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ لے مہر فلک عیاری خواجہ کارے کردے کہ کسے در عمر خود نکردہ باشد
عمرو ہنس پڑا اسوقت سب کو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہی سبنے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب
بارگاہ مین آئی صورت نگار ہی مصور کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے
اٹھکر چاہ سامری پر گیا انشاء اللہ بروقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گزارش ہوگا غرض اس
کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کر کے ایک کوزہ آب سکو
دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے تاکہ مصور پہ چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وہ پانی لیکر حیرت
کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی لیکر حیرت نے مصور پہ چھڑکا
وہ ہوش مین آیا اور غسل کیا لباس تبدیل کر کے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے
حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت اسپر غصہ کر کے سنائی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے
کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض کیا کہ آپ خفا ہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ
ہوئی اسنے ضرغام کو دیکھا کہ لشکر سے اپنے نکلکر کسی طرف جاتا ہے بس فی الفور صورت ضرغام
کی سی بنکر بارگاہ اسلام مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سردار جمع ہین اسنے دل سے تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو گرفتار کر لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور کہا خواجہ
آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب ہو کر اٹھا اور بولا کہ
افسوس اور چلا کہ جاکر عیاری کرون صرصر ساتھ ہوئی عمرو نے انداز رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا
کہ صرصر ہے پکارا کہ ای یار دل نواز مین تیری تنہائی مین بلا کر لیجانے کے نثار وہان لیجا کر دل کو
سے اپنے شاد کام فرمانا صرصر ان باتون سے جست کر کے سمت صحرا بھاگی لیکن اسنے تعاقب سکا نہ چھوڑا
اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر خنجر لیکر مستعد جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے خنجر چلنے لگا عین گرمی
جنگ مین صرصر نے کہا کہ کیون ای عیار بہار کے قید ہونے سے دلکو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب
تجھے پکڑ کر اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو جاکر چھڑاؤن صرصر کوسنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والے کو
گھری گور مین توپون موئے آئینہ اگر میسر ہو تو چینی مین پیشاب کر کے ذرا اپنی صورت دیکھ عمرو نے
کہا مجھے وہی چینی درکار ہے جسمین پیشاب کرون صرصر بولی کہ منھ بنوا حواس مین آ بیہودہ گوئی نکر
مین تیرے منھ لگنے کے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون صرصر جھیپ گئی

اور فرط حیا سے آنکھیں نیچی کرکے بولی کیا نگوڑا منھ پھٹ بیحیا ہی مین تجھسے بات نہین کرتی اب مین جاکر
بہار کا پہرا دیتی ہون جب جانون کہ تو آکر چھڑا لیجائے اور اس سے مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر
وہان لیجاؤن تاکہ مصور بزور سحر گرفتار کرے غرضکہ عمرو نے جب یہ گفتگو اسکی سنی کہا کہ ای صرصر خواہ
تو اس امر مین مبالغہ کرے یا نکرے مین بہر رہائی بہار ضرور جاؤنگا اسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور
وفاداری بھی یہی ہی کہ اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ **مثنوی**

گر شمری یار کسے را شمار	کہ بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دوست	زو چہ شوی شاد کہ غم خود ہم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے **صرصر** جست کرکے روانہ ہوئی اور **عمرو** بھی موافق وعدہ کے روانہ ہوا
راہ مین **برق و قران** کہ عقب **عمرو** بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی اسنے سارا ماجرا شرط
رہائی **بہار** کا بیان کیا یہ دونون بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن **عمرو** جب قریب لشکر عدو پہونچا
پگڑی چکوے دار سر پر رکھی چپکن پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بصورت چوبدار در بارگاہ **مصور** پر آیا
وہان **مصور** نے **بہار** کو بلاکر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہ رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے
تجکو قتل کرتا ہون اور **بہار** گویا تھی کہ اپنی خیریت مناؤ **عمرو** تو یہان تشریف لایا چاہتے ہین
صورت نگار نے کہا کہ ہم تصویر دیکھا کرینگے اور اس نا عیار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنید
مین تھے کہ **صرصر** آئی لیکن **عمرو** کو بشکل چوبدار دیکھتی آئی اور چپکے سے **مصور** کو آگاہ کیا کہ **عمرو**
دروازے پر کھڑا ہی چلکر گرفتار کیجیے **مصور** اُٹھکر چلا اور در بارگاہ پر آیا لیکن **عمرو** نے بھی **صرصر** کو
اپنے تیئن دیکھ جاتے دیکھا تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چپکن وغیرہ زنبیل مین رکھ بت کھنی
سے تا بشانہ باندھکر دھوتی باندھے بشکل ساحر ٹھہر رہا **مصور** نے باہر آکر ایک آدھ سے پوچھا کہ
کوئی چوبدار یہان کھڑا تھا کسی نے اقرار نہ کیا **صرصر** سے کہا اری کسکو **عمرو** بتاتی ہی وہ کہان گیا
صرصر بھی ہر سمت نگران ہوئی اسوقت **عمرو** نے آگے بڑھکر **مصور** سے کہا حضور اسقدر حیران
کیون ہین تصویر کو دیکھیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ **عمرو** کہان ہی **مصور** نے اسکے کہنے سے تصویر
دیکھی اس مین معلوم ہوا کہ یہی **عمرو** ہی تصویر دیکھکر سر او نچا کیا ادھر **عمرو** نے ایک ڈھول **صرصر** کے
لگائی اور گلیم اوڑھلی نعرہ کیا منم **عمرو** حاضرین ساحرون کے ہوش اُڑ گئے **مصور** خفیف ہوکر بارگاہ
مین آیا **صرصر** نے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عہد کرکے مین **عمرو** کو لائی ہون تاکہ حضور پکڑکر قتل
کرین لازم ہی کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھین **مصور** نے کہا کہانتک وہ تصویر دیکھی جاے آخر مین

بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کرکے آیا ہو آپ جایئے علیحدہ بیٹھیے کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیجیے مصور کو یہ رائے پسند آئی اور الگ خیمہ خالی کرا کے جا بیٹھا دو خدمتگار کاربار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھالیا لیکن اس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ جاکر کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے عمرو گھات مین لگا ہوا تھا بشکل ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہو مگر عیار زبردست ہو مین تنہا ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کرو دون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام وافر پاینگے اس طمع مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکلکر تنہائی مین آئے عمرو نے کچھ میوہ نکالکر دیا کہ لو کھاتے چلو وہ کھا کر بیہوش ہوے دونون کے کپڑے اتار کر ایک کی ان مین سے صورت بنکر انکو کسی غار مین ڈالدیا اور وہان سے خیمہ مین مصوّر کے پاس آیا مگر صرصر موجود تھی اسنے دیکھتے ہی پہچانا مصوّر سے کہا خدمتگار سے خبردار مصوّر حیران ہو کر ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑکر ایک دھول سر پہ بھی لگائی اور نعرہ کرکے بھاگا مصوّر ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے مین جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر خیمے مین آیا مصوّر باتین صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال نہ کیا یہ سر پر آکر رومال جھلنے لگا اتنے مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر بہار کو عمرو چھڑا لیجائیگا آپ دیکھتے ہین کہ کیا کیا وہ زیادتیان کرتا ہو مصوّر بولا کہ کیا مجال ہو جو اسکے عمرو جو سر پر کھڑا ہو ایک دھول مار کر بولا کہ کیون بے بھول گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور لیجیے گا وہ تو سر پر کھڑا ہو عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون لیکن مصوّر نے اتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اسے گرفتار کر لیا صرصر نے کہا مبارک ہو مصوّر نے اپنا مالا موتیون کا اسکو انعام مین دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران بھی لشکر مین آئے تھے ان مین سے برق خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصوّر کی آیا ازبسکہ سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی جسوقت کہ مصوّر اٹھکر الگ خیمہ مین گیا صورت نگار کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور آکر یہان مجکو ستائین یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار برخاست سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان مین بھجوا کر منظلم سے کہا کہ تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نہ رہا صرف برق ٹھہر رہا جب صورت نگار نے اسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہر رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہو اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار

بیہوش ہوکر گری اسنے وہین مجھکر کپڑے اسکے اتارے اور صورت اسکی ایسی بناکر اسکو قنات مین لپیٹ کر
کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑ لون جب باہر بارگاہ کے چلا غلغلہ عمرو کے گرفتار ہونے کا
سنا دل سے کہا ایک نشد دو شد بہار تو قیدی تھی استاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی
اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ
سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر ادنی کمر بیٹھ گیا کہ ہای ہای میری آنکھ مین کچھ پڑ گیا مصور دوڑکر قریب آیا گود
مین اٹھاکر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون تو کہ کیا پڑ گیا کٹورے مین پانی لبریز بھر کر منگاؤ کہ
اسمین آنکھ کھولین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار
مین کچھ فتور ہو گیا اب ایسا کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی
تھی کہ بڑھکر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجیے یہ آپ کی بی بی نہین ہی ہنوز لب ہلنے نہ پائے
تھے کہ پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے یہ الجھکر گری قران جو بیدار ہنکر اس فکر مین ہمراہ صورت نگار
کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چلکر مصور کے ایک پھندا لگاؤن اسوقت صورت نگار کو غمزے کرتے
دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ برق عیار ہی تامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اسی تماشہ مین تھا کہ صرصر جو آگے بڑھی
سمجھا کہ پردہ فاش کریگی بس کمند مارکر اسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے قران گود مین اٹھاکر
باہر لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ جو قریب آیا قران نے کہا جو کوئی اس
مقدمہ مین بولے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ عیارہ ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے
آیا تھا اسکے فقرے پر نہ جاؤ حضور نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہی کہ سر اسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک
یہ سچا ہی سب کنارے ہوئے ادھر مصور اٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا
واہ صاحب واہ تمھین تو عیار بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ
عیار کا ہی ہر بار زک اٹھاتے ہو اور پھر وہی باز نہ آکر کرتے ہو کسی دن تم پر پڑ جائیگا جب راضی ہوگے
عیار عیارہ کو دیکھو بدکر پکڑنے گیا آپس مین کہی بدی ہو گئی کہ ہم تجکو پکڑکر بھاگین گے جو چھڑانے
پیچھے آئیگا اسکو دوسرا عیار مار ڈالے گا اسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا لے جاکر دیکھ تو جان
پر بنجاتی ہی یا نہین مصور یہ تقریر سنکر پیارے ڈرکے بیٹھ گیا ادھر قران نے جنگل مین صرصر کو لیجاکر
کہا استانی اب تم بہت چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس کیون بیٹھی تھین اسی شرط کہ ناک
کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو موئے خدا کی مار تجھ پر کیا قرق چتا تا ہی
تیرے استاد کا مردا نکلے لاش کھٹیا پر کھچاتی جائے قران نے کوسنا سنکر منھ پر تپنا بیہوشی کا مل دیا

کر بیہوش ہو گئی ایک غار مین اسکو ڈالکر آپ پھر لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ عمرو اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جادوان کے لے جاؤن مصور اسکے کہنے سے خوفناک ہو کر ٹھہرا تھا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمھین بلا مین پھنساؤن عیارون کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کرون صورت نگار اس انکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگاکر کہا اے جانِ جان خفا کیون ہوئین اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھکر قیدیون کے دینے مین کیا کیا چلے اور بہانے آپ نے کیے اچھا تم جانو تمھارا کام جانے مین غیر مجھے کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے اٹھکر گود مین لے لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار ہو میری جان کی قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین یہ باتین بناکر در خیمہ پر آیا ملازمین سے قید کو بہار کی منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون پر سے سحر اپنا دفع کر کے کہا لو اپنے سحر مین انھین گرفتار کرو صورت نگار اٹھکر قریب عمرو کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تاکہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے سحر مین گرفتار کیا مگر ہار پہنانے مین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرو تاکہ معلوم ہو سحور زنجیر یہ لوگ ہین غرضکہ ہار پہنا کر حکم کیا کہ اے مجبورون میرے ساتھ ساتھ آؤ بموجب حکم دونون ساتھ ہوے مصور نے کہا ملکہ تخت پر سوار ہو کر جاؤ باغ سیب تک پیدل تم سے نجایا جائیگا برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے آئینگے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا بہار نے کہا اے برق میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے تئین ظاہر کر کے ان بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو نے بھی جال مار کر ڈھونا شروع کیا برق بھی نعرہ کر کے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے کے باہر نکل آیا ایک جانب معظم دوڑا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سحر کو پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ لے بہار آؤ دفعتہً سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان ہے چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھنچی ہے اندر اسکے چمنستان سبز شاداب گل و بار سے لدے ہین اپنی تازگی اور نزہت کے روبرو خاک حسرت دیدۂ روضۂ ارم مین ڈالتے ہین طراوت اور ہارا نہار بوستان جنت نشان خورنق کے دلپر داغ حیرت دیتے ہین درخت تمام گلہائے رنگا رنگ سے جلوۂ طاؤس ہین اور پھول بنی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل شاخ شجر پہ بیٹھی
آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی
کویل نہین اس گھڑی بھی کوکی

آواز تھی قدرِ سرہ کی
مانند سرشک بادل امڈے
جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا

اودی اودی گھٹائیں آئیں
جس طرح سے جنگ کو دل امڈے

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں
سبزہ جوبن دکھا رہا تھا

ہوائے سرد کے جھونکے تمام لشکر یون کو گئے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اس رشک گلزار سراپا بہار کو بہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہراتی ہی یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہی دوپٹے کی گاتی بندھی ہی جوبن اُبھرا ہی بنا انداز سراپا ہی جو اعضا ہی نزاکت سے بھرا ہی

نظم

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا
پھولے دریا مین دو کنول تھے
اسپر جو پڑی نگاہ اکبار
دل بیٹھ گیا مگر ہوا اور د

پھل نخل مراد مین لگا تھا
وہ لعل تھے یا دو واژگون درج
بیہوش ہوا ہر ایک ہوشیار
دل زلف کے پیچ و خم مین اٹکا

روشن تھے گلاس یا کنول تھے
یا قلعۂ رنگ حسن کے برج
رنگ رخ لالہ گون ہوا زرد
شانہ پر شانہ بن کے لٹکا

مصور اور مظلم وغیرہ بیتابیان کرتے منت کنان سمت اس غارتگر جان کے چلے مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہوکر لشکر مصور مین آئی بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے مین مصروف دیکھکر سیدھی شاہ جادوان کے باغ سیب مین گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھاکر سب ماجرا سنا اور پرواز کرکے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ مصور وغیرہ قریب بہار پہونچکر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ سنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہی کہ ٹل جاؤن یہ سوچکر سحر کرکے زمین مین غرق ہوگئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو گریبان چاک کرتے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور پنجے مین دابکر لے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا غائب ہوگیا لیکن بہار جو زمین مین مثل گنج زر کے غرق ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جاکر نکلی اور از بسکہ عمداً اپنا سحر چھوڑ کر گئی جو تھی تو سحر کار د پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو مین بیہوش ہون حاصل یہ کہ جب بارگاہ مین پہونچی سردارون نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر یہ جلوہ گر ہوئی جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوئے مسرت و سرور کے ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم جب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصور کو شاہ طلسم باغ سیب مین لایا کتاب سامری دیکھکر

کہا اے مرشد زادے بی بی آپ کی بارگاہ مین قنات سے پٹی کھڑی ہی اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہی یہ کہکر ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ صرصر کو جاکر وہ اُٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جاکر صورت نگار کو قنات سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا آپ کے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سنکر اسنے بھی تبدیل لباس کرکے راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہوچکا مظلم نے کہا اے شہنشاہ عمرو کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین میلا ہو گا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے کہا میرے تن و جان مین آگ لگی ہی شعلے اُٹھتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنی جان اور نکو اُمون کی جان ایک کر دون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز تامل کیجیے کاہیکو تصدیع فرمایئے طرفین کے ساحر مارے جاینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا جان جائے یا رہے مین تو جاکر ایکبار سحر اور کرتا ہون ہر چند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن میرے سحر کی پناہ نہین ہی نبیرۂ سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اُٹھا شاہ جادوان ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور مظلم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر کہا اے حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو زرگ ہین انکین مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری مین سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین مصروف رہا جسوقت مصور آفرینش نے تصویر تنویر ماہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور منشی بدائع طراز قدرت نے فقرے نور کے سطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے نظم

لباس فلک مین ستارے ٹکے		نظر آئے انجم چمکتے ہوے	
قبا سبز تھی چرخ کی نور بیز		چمک ٹوٹنے سے تھی تارونکی تیز	

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت بہار مین گیا مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لاکر عرض پیرا ہوے نظم

چو راسے خردہ وان در کار بستی		بیک تدبیر صد لشکر شکستی	
چو کار مملکت را نظم دادی		بیک مکتوب اقلیمی کشادی	

مصور نے بجایا پھر آمادہ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کہ ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے کلوا بیرون محمد ابیر کی پکار رہی اسلحے کی بلند جھنکار رہی جسوقت گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع ہالہ مہر ٹکا اور گوئی خورشید

رشتہ نفس نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب نظم

تجلی خور جب زر افشان ہوئی
گلے مین فلک کے خط مہر سے
جہان نے قبا پہنی پھر دھوپ چھا گئی
چمکتے ہوے ہار زر تار کے

بہار بکرو فر سوار ہو کر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ ہوا کا فر فر چلنا اور صحرا مین گلہائے خود رو کی بہار بہادرون کا تیکھا پن جادوگرنیون پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اٹھنا بادل کا فوجون کے اُمڈنا نقیبون کا کویل کی طرح کوکنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اسطرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکران آئے بیلدار اور سقاؤن مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکار کے بہادرون کو پکارے کہ جوانو سرو گردن تیغ کی لاگ ہی آتش خشم وغضب بھڑکی ہی جو نہین بجھتی یہ وہی آگ ہی آج معرکہ تمھارے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوے مصور سامنے آکر پکارا کہ اے بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اس مسخرے کو بھی راہ وار تلوار کی دکھاتی جب تک دم مین دم رہتا لڑے جاتی ای بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہی اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھکر آیا ہی یہ کلمات سُنکر مصور نے پکارا کہ اے منظلم حملہ کر بہار نے بھی اپنے سرداران کو للکارا کہ ہان قتل وغارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر ادھر کا نکلا ادھر سے منظلم آیا دونون مین ناوک و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک رد و بدل رہی آخر منظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے بعضے جان سے مارے گئے اسوقت نافرمان نے بڑھکر ایک ناریل مارا کہ منظلم اژدہے پر سے اتر کر علیحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا منظلم ترسول لیکر نافرمان پر آپڑا چوٹین چلنے لگین اسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اسنے پانی برسا کر بجھایا اسنے سانپ ظاہر کیے تو اسنے طاؤس پیدا کیے کہ وہ سانپون کو کھا گئے یہ کیفیت مصور نے جو دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیون کو قتل کر دو اور آپ شیر آتشین اڑا کر فوج بہار کی جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی نظم

ہوئی یہ کشاکش لشکر مین آخر
قیامت کے ہوے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین مینھ کا زور تھا کہین دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہین ابر سرخ شرر ریز تھا کہین مار و عقرب باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اندھڑ چلتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برفباری تھی مصور راز بسکہ نبیرۂ سامری ہو جب اسنے دیکھا کہ لشکر حریف تا لب آیا چاہتا ہو فوراً شیر پر سے اترکر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مارکر پکارا کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو کہ اُسکے پوتے کی اگر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی زمین شگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزار ہا نکلکر مجسم بہ قامت انسان ہوے ہاتھون مین آئینے لیے تھے دوڑکر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آئے اور دوڑکر وہ آئینے دکھائے آئینون مین تصویرین جڑی تھین وہ پیکرہاے بیجان قہقہہ مارکر ہنسین جس نے وہ شبیہین دیکھین دیوانہ ہوکر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مینھ مین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون ہین اور تصویرین دکھا چکے تھے لشکر بہار کا مسحور ہو چکا تھا پالون سب لشکریون کے اُٹھگئے اور فوج نے مصور کی سپرین بزور سحر سر پر آکر کین تاکہ پانی سحر کا اسپر نہ پڑے اور مصور نبیرۂ آتشین پکڑکر آگرا لاشون کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے پاے ثبات گاڑ دیے پتلون کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اسکو لشکریان بہار جو مسحور ہوے تھے ہلاک نہ کرتے تھے اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی تھے ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی عنقریب تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹتے آتے تھے زخمون مین چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھکر عیار پہاڑ سے اُترے اور دوڑکر بہار کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہین ہو آپ بھی نکل چلیے بہار نے کہا سارا لشکر مسحور ہی میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے

بس سرداری کے خلاف ہی جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے بیت

نیاساید اندر دیار تو کس	کہ آسایش خویش خواہی و بس

عیارون نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال مین چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم سے وابستہ ہی کہ بمقتضاے بیت

چاکران کم اگر شوند چہ غم	از سرشہ مباد موے کم

بہار نے کہا مین بادشاہ نہین ہون اور سمجھانا بیکار ہی مین نہ بھاگونگی اسوقت تو عیار ناچار ہوے اور قران نے کہا مین مصوّر کو پکڑے لیے جاتا ہون برق نے کہا مین جاکر مظلم کو لیتا ہون عمرو نے کہا جو مین کرونگا وہ آپ تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر جا ہتے تھے کہ جائین بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ تامل فرمایئے مین مطیع اسلام ہون جیسا مصوّر نے سامری کو پکار کر تیلے بلائے مین بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہون وہ میری مدد غیب سے بھیجے گا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اُتار کر محتاج بدرگاہ بے نیاز لمن الملک لله الواحد القہار ہوکر بخشوع و خضوع تمام بہ ارادت و صدق رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا کہ ای جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل و قادر توانا ہمپر سے اس بلا کو دفع کر اور دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کر کے ہمپر رحم کر اور بمصداق و انصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے **نظم**

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم ... بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سرے راکہ بر سر نہادی کلاہ ... میفگن از درپائے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمہ حال صرصر سحر چشم سنیئے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو خبر ماتی تھی اور نسیم شکبار مشام جان عالمیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار رنگ جوان بختان دہر بربار پکار پیڑون کی طرح تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی و لطافت سے پھٹکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیاہ کفچہ برباد کیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر بولتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دلکو محو اور بیقرار کرتی تھی **مثنوی**

اب اس باغ کا وصف لکھون مین کیا ... ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا ... زمرد سے بھی لاکھ درجہ کھرا
عیان گرد اُسکے شجر سبزہ دار ... ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
تر و تازہ و سرو تھا اسقدر ... رکھے پاؤن اسپر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا تھا آشکار ... دماغ اُسکا ہو جائے سرد ایکبار

بہت طائر اسجا رہے کے پرے — پر و بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز اور زرد — مگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار — طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُڑی مہرخ وہان شاد شاد — چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی — زن سحر نے ہنسکے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام — ہے اب جا خدا حافظ ای نیکنام
گلے ملکے آپس مین بایکدگر — وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب وہ آگے کو وانسے روان — تو اک قصر عالی ملا ناگہان
بلندی مین اسکی کرون کیا بیان — زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا — دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچہ پہ تھی ایک چلمن پڑی — کہ ہر تیلی اسکی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اس کاخ عالیشان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جلد تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے ستارونکی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے ساحر دمبدم ایک پانون سے کھڑے ہوکر سجدے مین گرتے تھے مہرخ نے بھی جاکر ایک طرف آسنی بچھائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا تو یہ کل سحر تیرے قبضے مین دیے اسنے جب یہ صدا سنی سات بوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ یا سامری تمھارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا بوٹیان زمین سے اُچھل کر زمین پر گرین اور غائب ہوگئین اور جو کچھ لہو تن سے نکلکر بہا وہ زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس اگر تو مطیع ہوتی اور ساتھ مسلمانون کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بلاتے اور جلوۂ قدرت دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحراے طلسم مین جاکر مقیم ہو جو مانگے گی ملے گا ہر چند کہ ہمارا مقام جدا ہی اور ہی لیکن اس جگہہ جو ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہم اسکو مراد دیتے ہین اسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان استھا آغاز کیا ہی اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہی ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا مصور ہان اتنا فرق ہی کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طے کرکے ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جاسکتے

اسلیے ہم بیان تمکو بلا کر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اسی غرض سے ابتک مسلمان نہین ہوئی تھی کہ سحر کرنے مین پرستش کرنا ہوگا اسوقت اس کلمات سے ہر چند دل نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنا بر مصلحت سجدہ کیا ایک پاؤن سے کھڑے ہو کر پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا اور کچھ مانگ اسنے کہا اگر غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن اگر تو چلہ کھینچکر پوجا کرے تو اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے اور کوئی تجھپر غالب نہ آئیگا زوجہ بادشاہ طلسم تک سے تجکو برابری رہیگی یہ سنکر مہرخ صحراے طلسم مین آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہے کچھ پھول یہان سے چنتی ہوئی جانا اور طلسمی تپلون سے لشکر کو اپنے بچانا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چنکر سحر کی جھولی مین بھرے اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر زرد رنگ پیدا ہوکر زمین پر آترا اس ابر پر بیٹھکر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ابر زرد سمت فلک نمایان ہوا اور نعرہ کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریون نے اپنی مالکہ کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعۃً ایسی آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہوگیا اور لگے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھاگئے ایک طرف سے ابر سے پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر آتار کر نعرہ کیا کہ اے بیحیا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری کا آکر لے اور پھول پھینک کر لیا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اسنے اٹھا کر سونگھے اسی وقت جسم مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا صدا آئی مارا آئینہ دار کو لبس اسکے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانہ ہوکر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین ہوکر حملہ آور فوج عدو پر ہوے ادھر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزار دل ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون سے جوانان صف شکن نے ملا اور پاے عروس مرگ کو حنا دیگر حنا آلودہ کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ لگادی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگا دی بیت

برق آسا جدھر گئی مہرخ	ڈھیر کشتون کے کر گئی مہرخ

دامنِ دشت خون سے لال کیا بے چھری سحر سے حلال کیا
خونِ دشمن کا لے کے گلگونہ عارضِ شاہدِ زمین کو رنگا
تاب آئی نہ فوجِ دشمن کو بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصور کے لشکر مین تیر اور پتھر برس رہے تھے ہرچند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑجاے گا تو خاتمہ ہوجائیگا یہ جانکر زمین مین سما گیا اور بہت دور جاکر نکلا کل فوج کو شکست ہوچکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا اسوقت مہرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہاے ابر غائب ہوگئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف ہوئے طبل بازگشت بجواکر معاودت فرمائی لیکن مظلم نے جب مہرخ کو فتحیاب دیکھا تو ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ مین گرفتار کرکے صحرا مین لے گیا اور وہان اسکو قتل کرکے لباس اسکا لیکر بزور سحر اسی کی ایسی صورت بنا اور جب مہرخ لشکر لیکر پھری یہ بھی ساتھ آیا مہرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذرین دین محفل انبساط آراستہ ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی ادھر مصور جو پھرکر داخل بارگاہ ہوا سب سردار آئے مگر مظلم نہ آیا اسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر مین نہین ہی پس یقین ہوا کہ مارا گیا رنج و افسوس کرکے خاموش ہورہا لیکن مظلم اس فکر مین یہان ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو سر مہرخ یا بہار کا کاٹ لیجاؤن یا عمرو کو گرفتار کرکے لیجاؤن خلاصہ کلام یہ کہ جب مہرخ مصروف عیش ونشاط ہوئی عیار بھی ملاقات کو بارگاہ مین آئے مظلم دربارگاہ پر کھڑا تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ مین آنے لگا مظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہو شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پنجے مین دابکر اڑا برق نے غل مچایا کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہی مظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہوگئی مگر دو ایک نے غل مچاتے سُنا تھا اُنھون نے جاکر عمرو کو اسکس حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے کہا ذرا خبر تو لاؤ کیا ماجرا ہی وہ روانہ ہوا لیکن مظلم بارگاہ مصور مین جلد برق کو لایا وہ اسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی موا مجکو قنات مین لپیٹ گیا تھا لاؤ اسکو مجکو دو کہ قتل کردون مصور نے کہا تم عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دو مین خود قتل کردونگا مظلم نے کہا آپ توقف فرمایئے مین اسکو لیجاکر قید کرتا ہون اور عمرو اسکو چھڑانے آئیگا پھر اسکو بھی گرفتار کرونگا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر احتیاط سے رکھنا یہ برق کو لیکر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہان پر یہ موجود تھا اسنے جاکر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اسی وقت چلا

کہ برق کو جاکر چھڑاؤن اور ساحر بنکر لشکر مصور مین آیا دیکھا کہ مظلم آگیا ہوا ہے برق کے جاتا
ہی عمرو بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے چلا مظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے
اندر خیمہ کے لے گیا اور برق کو اسنے چار میخ گاڑ کر چومیخا باندھ دیا عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے
چڑھکر دیکھا اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے
آخر محبت کی وجہ سے تاب نہ آئی پہاڑ سے اُترکر خیمہ کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا
مین نے آج ادھر خیمہ کھڑا دیکھا نئی بات تھی حال دریافت کرنے کیلئے آیا مظلم اسکو گھورنے لگا
عمرو سمجھا کہ نگاہ سحر ڈالکر مجھکو پہچاننا چاہتا ہی یہ سمجھکر خیمہ سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے ہین جاتا
ہون اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے دیکھا کہ مظلم کوئلے سلگا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ اے
عیار تیری بوٹیان کاٹکر بھونونگا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک بنکر تیار ہوا کہ
مقوے کے دس سر لگائے بہت سے ہاتھ بنائے دیوجامہ پہنکر تاج یاقوت احمر سر پر رکھا اور قریب
خیمہ پہونچکر کودا اور بیچ خیمہ مین آکر ٹھہرا نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند لقا مظلم کھڑا ہوگیا اور کہا
کیونکر تشریف لائے اسنے کہا خداوند لقا نے بہر قبض روح تیری بھیجا ہی اور کہا ہی کہ عیار کی قضا نہین
ہی ابھی جو اسکو قتل کرتا ہی تو اسکی روح جاکر قبض کر مظلم پیام اجل سُنکر بدحواس ہوگیا کہا جو
آپ فرمائیے وہ کرون عمرو نے ڈانٹا کہ جلد اسکی مشکین کھولدے جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے
کہا اسکے دل مین شک گذرا کہ کہین یہ عیار نہو یہ سمجھکر گھورنے لگا عمرو ازبسکہ دیوجامہ پہنے تھا اور
یہ اشیا عطیہ انبیا علیہم السّلام ہین اپر سحر موثر نہین ہوتا ہی نگاہ سحر ڈالنے سے خود اسی کی آنکھین
جلنے لگین یقین تھا کہ حدقہ سے باہر نکل پڑینگی اسوقت اسکو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہی
جب تو اسقدر جلال آگین ہی کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہین کرتی بلکہ حدت جسم سے اسکے آنکھین پھوٹی جاتی ہین
تو عجب نہین گر گڑاکر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ جھکا خیال کیا کہ کون زیادہ فقرے کرے
لو ابھی اسکو یہ سوچکر کمر سے خنجر کھینچکر بیاض گردن پر اس زور سے لگایا کہ دھڑ سے سر کٹکر دور
گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمہ سحر غائب ہوگیا لاش اسکی بیر اٹھاکر مصور پاس لے گئے
عمرو نے برق کو رہا کرکے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ اسکا بونڈے اڑاتے ہوے سامنے مصور
کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا یہ سُنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاشہ آئین جمشیدی کے
بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی اسکے دادا کو نامہ لکھا کہ ای جلا دجاد و بیٹا اور پوتا تمہارا
ظالم و مظلم دونون خدمت سامری و جمشید مین گئے قضا و قدر سے کیا چارہ ہی ہمکو انکے مرنے سے

بڑا رنج ہوا لازم ہی کہ تم بھی صبر کرو اگر چاہا سامری نے تو بہت جلد اُنکے قاتلون کو ہم قتل کرینگے اور
تمھارے فرزندون کا انتقام خون لینگے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہان مصوّر رہتا ہی اُس
شہر مین لے گیا واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق مین قتل ہو چکا ہی مگر وہ ملازم تھا شاہ طلسم
کا اور یہ جلاد سردار مصوّر ہی خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا مرگ فرزند کا حال پڑھکر آتش
رنج سے سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا انتی ہزار کا یہ افسر ہی انتظام ملک کے لیے
مصوّر اسے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اسنے پڑھتے ہی نامہ کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر
چوب پڑی لشکر مین کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے بہادر مرکبون پر بیٹھکر چلنے پر
تیار ہوے جھانجھین بجنے لگین قرنا کودم ملا بیتل کی تھالیان اسقدر بلند ہوئین کہ برنجی فلک
سر پہ چھایا ہوا تھا ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرضکہ بڑے کر و فر
جاہ حشم سے یہ جلاد اژدہے پر چڑھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصوّر مین
پہونچا اور لشکر کو حکم اُترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استادہ کر کے اُترے اور یہ بارگاہ مین آکر مصوّر
کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہا ہائے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت مین
جا کر مقیم ہوے واے صد واے میرے گھر کے چاند خسوف مرگ مین گرفتار ہوے مصوّر نے اسکو
بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اُسنے کہا صبر تو کیا ہی ہی لیکن اب اجازت دیجیے کہ لشکر مہرخ جا کر
تہ و بالا کر دون اور عمرو کو اس طرح مارون کہ دشمنون کے حواس جاتے رہین مصوّر بولا کہ
مہرخ سامری کے باغ مین سنا ہی کہ گئی تھی اور سحر جا کر جگا لائی ہی کچھ پھول وہان سے لیکر آئی ہی
اسکا ردّ تم سے نہو سکے گا مین پوتا سامری کا ہون اسکے سحر کا رد اپنے پاس درست کر لون تو
مقابلہ کرنا اچھا اب خیمہ مین جا کر آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے یا الگ نوش
کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہی جو کچھ نوش کیجیے گا اپنا اولش
بھجوا دیجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور آرام پذیر ہوا ادھر طائران سحر نے جا کر بعد دعا و ثنا سے
شہنشاہی کے مہرخ سے سب کیفیت بیان کی عرض کی عمرو یہان آ چکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا
کہ چلکر میان جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئین یہ کہکر چلا اور عیار بھی روانہ ہوے مگر عمرو جب لشکر
حریف مین آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہی اسکے پاس آ کر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمھاری
برادری کا مین سب طرح کا کھانا پکانا جانتے ہین مگر بیکار رہین کہین ہمکو بھی آدھ سیر آٹے سے لگا دو
بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کرونگا عمرو نے کہا اچھا لیکن ایک

بات میری الگ اگر سلوہ اسکے کہنے سے کسی گوشے مین آیا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر اسکو بیہوش کر کے اسکا پیرہن اتار لیا اور اسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھکر کپڑون پر تیل گھی ہلدی مسالیکے دھبے لگا کر اور تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بدارو سے بیہوشی چنکر رومال سفید سے ڈھانک کر بارگاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جبکہ وہ چلا گیا تو اسنے دربار برخاست کر کے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جاکر سلام کیا اور تھال سامنے رکھدیا مصور نے پوچھا کیا ہی عرض کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہی مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی سے کہا لو یہ عمدہ پکوان ہی کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر دوسرے خیمہ مین گئی وہان تازی مٹھائی اسنے بلوا کر رکھ چھوڑی ہی اسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہی اس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کونسی عمدہ اور لذیذ ہی غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور ادھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے جو دو چار خدمتگار وہان تھے انکو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہی ہمارے ہاتھ کی بھی بنی ہوئی چیز کھاؤ مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہی یا تمھارے یہان کی بھی عمدہ ہوتی ہی اس تقریر کو سنکر مصور نے ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کس کے یہان کی عمدہ ہی خدمتگارون نے حسب اجازت گوشہ مین الگ لیجاکر مٹھائی کھائی جب وہان سے آنے لگے بیہوش ہوکر گرے مصور اٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا عمرو سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی تو سب کام بگڑ جائیگا جلد کوئی تدبیر کر یہ سوچکر مصور کو ایک چاندنی مین گٹھری کی طرح باندھا اور سر پر رکھکر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی نوکری سے باز آیا مین نے بکاولون مین نوکری کی ہی کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ ساحر نے پوچھا بھی کہ میان بکاول کہتے کیا ہو جواب دیا کہ حضور ادھر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدوا کر بھیجا یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوندین بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا اس گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہی یہ سمجھکر کوئی اسکا مزاحم نہوا اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکلکر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا چلکر زمین مین دفن کر دون یا کسی پہاڑ سے پھینکدون غرضکہ یہ تو ادھر گیا اور اس طرف صورت نگار مٹھائی لیکر آئی خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا لوگون سے باہر آکر پوچھا کہ مالک تمھارے

کہاں ہین اُنھون نے کہا کہ اندر ہی تھے بلکہ بکاول جو آیا تھا وہ ایک گھڑی لے گیا ہی بس یہ
سنتے ہی اسنے ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور کہا افسوس عمرو انکو پکڑ لے گیا ہی اور وہین سے تیبا باش
بزور سحر اُڑکر چلی لیکن باغ سیب مین افراسیاب سے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مرشد زادے
پر نہین معلوم کیا گذری ذرا آپ کتاب تو دیکھیے شاہ جادوان نے کتاب دیکھکر سارا ماجرا لڑائی
کا بیان کرکے کہا اب عمرو اُن کو پکڑ لا رہا ہی ہلاک کیا چاہتا ہی یہ کہکر کتاب بند کی اور دو ساحر
آفتاب جادو و مہتاب جادو کو حاضرین دربار سے ہین حکم دیا کہ جلد لشکر کے قریب کوہسار ہی
وہان جاؤ اور مصور کو عمرو سے بچاؤ حسب الحکم وہ دونون ساحر بھی روانہ ہوئے ادھر صورت نگار
جو روتی ہوئی چلی سارے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو مصور کو گرفتار کرلے گیا ہی صدہا ساحر
چار سمت کو بہر تجسس چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سُنی ازبسکہ یہ پیشتر ہی سے آمادۂ حرب و پیکار
تھا گرفتاری مصور سُنکر مثل مار دم بریدہ کے برخود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جبتک مصور کا پتا
معلوم نہ ہو تو چلکر لشکر مہرخ پر حملہ کرو اور سر باغیون کے کاٹ لاؤ بس اسی غصہ مین سرداران لشکر کو
حکم دیا کمر بندی کا اور آپ بھی اژدہے پر بیٹھکر مسلح و مکمل ہوکر چلا ایک لمحہ مین اسی ہزار ساحران
غدار بصورت ہائے عجیب و باشکال غریب ڈمرو بجاتے تریہان پھونکتے رال کے شعلے اُڑاتے
چلے نظم

کسا یا گھوڑون کو باندھا کمر کو	لگایا جسم پر تیغ و تبر کو
نشان اور بان کے کھولے پھریرے	سلاح حرب تھا سب پاس انکے
درشتی سے ہوئے آمادۂ جنگ	ستمگاران بدین و بد آہنگ
بھرے غصے مین وہ ہاتھون مین شمشیر	کہ جیسے گرسنہ ہووے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیارون نے جاتے دیکھا بارگاہ مین سامنے بادشاہ لشکر کے
آکر عرض رسا ہوئے کہ بیت

ملک کوکبہ شاہ جمشید و بخت	فلک مرتبہ ماہ و خورشید تخت

خواجہ عمرو مصور کو پکڑ لے گئے اسی غصہ مین جلاد بدنہاد مع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر آکر
گرا چاہتا ہی عین غفلت مین بندگان شہنشاہی کو ضرر پہونچانے آتا ہی مہرخ نے یہ فطرت اور
جلال کی عمرو کی سُنکر ہنس دیا اور کہا خدا کرے بھڑوا مصور مارا جائے یہ کہکر نفیر سحر بجائی
کہ خبر سے لشکر مین پہونچی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی افسر مسلح و مکمل ہوئے کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین　　ہوئے نازاں پئے تنبیہ بیدین
سراسر تیغ زن او صف شکن تھے　　بس کہ اک زبان اور اک سخن تھے
سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر　　کہیں کیا زندگی سے نوجوان سیر
سراسر پر جلادت ان کو کہیے　　نہنگ بحر جرأت ان کو کہیے
ہوا جب متصل دشمن سے لشکر　　ہوا غالب نہایت خوف اسپر
قیاس و فہم سے باہر تھی وہ فوج　　مسلح اور مکمل صورت موج

جب دونون لشکر مقابل ہوے صفین جم گیئن بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے نقیب للکارنے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ مین ایک ساحر مہرخ سے اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اسپر لگایا جلاد نے خالی دیکر جو ترنج مارا یہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم مہرخ مارے گئے اسوقت سرخمو نے نکلا ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا سرخمو زمین مین سما گئی جلاد نے سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے مہرخ نے سحر پڑھکر سپرین فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر مہرخ نے آگے تخت بڑھا کر ایک گولا فولادی مارا جلاد اژدہے پر سے اڑ گیا گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن جلاد کے اڑنے سے فوج نے اسکی جانا کہ مالک ہمارا کام آیا یہ معلوم کرکے شکر لینا لینا کہکر چلا ادھر سے مہرخ نے بھی حملہ کیا دونون لشکر باہم مل گئے شور قیامت خیز بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اسوقت مہرخ جو سحر جگا لائی تھی وہی آغاز کیے اور جسکو دیکھکر گولا مارا راستہ راہ سقر کا دکھایا اور ابر زرد و سرخ وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوے سلیمن رن کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ مین جلاد نے آکر مہرخ پر ایک نارنج مارا اسنے نارنج خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج مین بھگدڑ پڑ گئی دلاوران نصرت شعار نے سبکو زیر تیغ رکھ لیا کہ ابیات

مدد اسنے طلب اللہ سے کی　　وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی
یہ جانبازون کا تھا اسوقت عالم　　کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم
کیا تیرون نے انکے ترک ترکش　　ملا ترکش انھین بہلوے سرکش
جو دشمن تھا بسان کوہ البرز　　کیا سر پہ لگا کر اسپہ اک گرز
ہوئی تیرون کی اسجا ایسی بوچھار　　کہ آئینے مشبک تھے زرہ دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور و حیرت ہرچند کہ قریب آتری ہوئی تھی مگر
نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی
اور بد ولشکر جلاد کو نذری یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوگیا اور
مہرخ بفتح و فیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا سردار بھی عیش
مین مصروف ہوئے لیکن عمرو کا بھی حال سنئے کہ جب مصور کو لیکر چلا از بسکہ وہ بنیرہ سامری ہے
یہ راہ بھولکر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا
کیا سبب ہے اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پہاڑ کے راستہ ہے اندر
درے کے آیا اور مصور کو زمین پر رکھو لا چاہا کہ تصویر اپنی اُتارون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہے
پھر جب الگ ہٹا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہے سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہے اور
فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنی جب سے عیار دھوکا دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین
قید ہو جاؤن تصویر چھپ جائے غرضکہ جب تصویر نہ اُتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اسوقت
ایک جانب کو رونے کی آواز سُنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریان و نالان شوہر کو تمام مین ڈھونڈھتی
پھرتی ہے یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ بمشکل ہلاک ہوگا اور جورو اسکی تجسس کنان ادھر بھی آئیگی تو رفت
ڈھائیگی بس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کے بنائی
منقل آتش ہاتھ مین لیکر دھوتی تہمری باندھکر مالے گلے مین پہنے سانپ موم کے بنے ہوئے سر سے
لپیٹے اور مصور کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کردیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر
آیا اسنے کہا مین طلسم باطن کا رہنے والا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آنکلا ایک
ساحر کو دیکھا کہ وہ آپکو ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے نعرہ کیا کہ باش اے مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار
کرون وہ عیار یکایک غائب ہوگیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سُنکر مصور نے اسکو
گلے سے لگایا اور کہا وہ عیار عمرو تھا جو کہ فوراً غائب ہوگیا گلیم اوڑھلی ہوگی اور آپنے آکر میری
جان بچائی مین احسانمند ہوا تمام عمر آپکا شکریہ ادا کرونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ بی بی بھی اسکی ڈھونڈھتی
ہوئی آئی اور شوہر کو اپنے زندہ دیکھکر مسرور ہوئی مصور نے کہا میری زندگی کا تو یہ صاحب
جو پاس کھڑے ہین باعث ہوئے ورنہ عمرو تو کام تمام کر چکا تھا صورت نگار سارا ماجرا سُنکر
ممنون ہوئی اور پوچھا کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکا کیا ہے عمرو نے کہا داناسے جادو واسس
خاکسار کو کہتے ہین اور حیلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہین مصور نے اپنی بی بی سے کہا کہ نظم

کی عرض کہ آپ ہین فلک جاہ
مداح ہو گیا زبان میری
احسان ہے آپ کا کرم ہے
روشن ہو قدم سے کفش خانہ
بولا وہ شہنشہ نکو ذات
تکلیف تکلفات کیسی
اصرار بڑھا جو آخر کار

احسان کیا جزاکم اللہ
دولت جان آبرو حکومت
بار منت سے پشت خم ہو
دعوت وہین نوش جان کرین آپ
کافی ہے یہ باہمی ملاقات
بولا وہ کہ ہان یہ سب بجا ہے
ساتھ اسکے چلا وہ مرد ہشیار

حضرت نے بچائی جان میری
سب بچ گئی آپ کی بدولت
چلیے مرے ساتھ جا بجا نہ
رہنا مجھے میزبان کریجے
احسان یہ کیسا بات کیسی
خاطر شکنی کہان روا ہے

سب ملکر جو روانہ ہوئے مصور نے کہا بروے فلک اُڑ کر چلیں کہ عیاری کی زحمت سے بچیں عمرو نے کہا اس جگہ کا سبزہ قابل دید ہے تفرج کنان تشریف لیچلیے دل خرم کو شاد کیجیے عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان بلا کو نش نے خاصدان نکالا اور روبروے میزبان کیا مصور نے کہا آپ نوش فرمایئے اسنے جواب دیا کہ اب انکار بیجا ہے ہمارا آپکا ایک معاملہ ہے اسوقت مصور نے ایک گلوری آپ لیکر کھائی اور ایک لیکر اپنی بی بی کو دی حلق سے پیک اُترنا تھی کہ دونوں چکر کھا کر گرے اور بیہوش ہو گئے عمرو نے چاہا کہ دونوں کو باندھکر اپنا راستہ لو اسوقت آفتاب ومہتاب جادو فرستادہ شاہ جادوان آکر پہونچے لیکن خدا کو بات رکھنا عمرو کی منظور تھی ان دونوں نے طلسم ظاہر کے کوہستان مین پہونچکر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اسکے ساتھ ہو وہ ہمارے پہونچنے تک بیہوش ہو جائے اور یہ سحر اس خیال سے انھون نے کیا کہ نبیرہ سامری کو تو ہم ہوشیار کر لین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکیگا پس ادھر انھون نے سحر کیا اور ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین وہ دونوں تو بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا آفتاب ومہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اسکی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہے انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہو گیا لیکن وہ دونوں کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ بیہوشی کی گلوریان کھا کر بیہوش ہوے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوئے انھون نے عمرو سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کر گیا ہو یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہاں سے ٹلجائے مگر ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہو کہ یہ پانی لینے جائے اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینون کو سامنے افراسیاب کے لیجانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا

کہ عمرو پھر بیہوش ہوگیا تخت سحر پر لٹا کر تینون کو پرواز کرکے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اُترے
دو ایک ساحرون کی زبانی سُنا کہ شہنشاہ گنبد نور پر جو برج کہ مینا نگار ہی اور وہان سے لشکر طلسم
ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف لے گئے ہین یہ بھی اُسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ
کو سلام کرکے عرض پیرا ہوے کہ غلامان جانباز نے یہان سے جاکر سحر کیا کہ نبیرہ سامری اور انکی
زوجہ اور یہ ساحر جو انکے پاس پڑا ہی بیہوش ہوگئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص تو ان
مین کا ہوشیار ہی اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہکر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اسنے
دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر لصبد تزئین ہی معلوم ہوتا ہی کہ قصر بہشت برین ہی زد بان فکر رسا
روبرو اسکی رفعت کے کوتاہ ہی سائبان چرخ اسکے دامن مین پوشیدہ ہی جواہر مرصع کار مینا
کیا ہوا سقف وستون مین لگا ہی شیشہ آلات فرش و میز و کرسی و دنگل سے آراستہ ہی گھنٹے
ٹنگے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبروے تخت شہنشاہی حاضر ہین حیرت بھی
پہلو مین جلوہ گر ہی کہ بمقتضاے نظم

نہالی دران قصر زیبندہ دید　　بہشتی سراے فریبندہ دید
پر از حور آراستہ چون بہشت　　بہشت زمین گشت عنبر سرشت
زبس گوہرین گوش گردن کشان　　شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
زتابندہ یاقوت و رخشندہ لعل　　خرامندہ را آتشین گشت نعل
نگرگان دریا بہم تاختند　　ہمہ جوہر این جا بر انداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم سلام بجا لاکر
دعا و ثناے بادشاہی نہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثناے جہاندار گفت　　کہ بادا جہاندار با کام جفت
انوشہ غش یاد سالار دہر　　زنوشین جہان باد بسیار بہر
سر بزمش از شادی افراختہ　　سر خصم در پایش انداختہ
سر تخت جمشید جاے تو باد　　سر سرکشان خاک پاے تو باد
نہ پیچید کسے گردن از راے تو　　سر مایہ پالنگہ پاے تو

ای شہریار گردون وقار آپکے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہین اور آپ ہی اسکو رد نہین کرسکتے یہ
کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آب نکالکر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھکر پھونکا اور

چھینٹا مصور اور اسکی بی بی کے منھ پر دیا کہ دونوں کی آنکھ کھلی اور اٹھکر شہنشاہ ساحران کو دیکھکر حیرتناک ہوئے کہ ہم یہان کیونکر آئے اسوقت عمرو نے واویلا مچائی کہ اچھی آپ دعوت کرنے لیچلے تھے کہ گرفتار ہوکر مین یہان آیا آپ نبیرۂ سامری ہین شاید بھینٹ مین میری جان لیجیے گا مصور نے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھکر بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کرکے کہا کہ انھین دونون نے سحر سے آپ کو بیہوش کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہوتے یہ بیان سُنکر مصور نے ہاتھ پکڑکر عمرو کا سامنے شاہ جادوان کے کہا کہ یہ شخص ہمارا محسن ہے اور تفصیل عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر دانائے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ جانثاری سُنکر دانائے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر انکو بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم ہوا کہ اسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا اے شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون بادشاہ طلسم نے کہا اے مرشدزادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمایئے اسنے کہا آپ کو اختیار ہے مین لشکر مین جاکر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھسے تصویرین کھینچ سکینگی مین بھی کھینچونگا یہ کہکر تخت سحر پر دانائے جادو کو بٹھاکر مع اپنی بی بی کے روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے دل مین غور کیا کہ اگر اسکے ساتھ جاؤگے ایسا نہو کہ وہان عیاری کرنے مین عرصہ ہو اور شاہ طلسم میلا شروع کرے اور تم سے بچاؤ کی تدبیر نہو سکے بہتر یہ ہے کہ تم بھی چلکر کوئی فکر معقول کرو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اُتاریے مجکو پیشاب کی احتیاج ہے اسنے تخت اُتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہے آپ تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کردن اس خیال سے وعدہ حسنی لیکر آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت اپنی بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر کرسی پر متمکن ہوا مہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس خردہ کو سُنکر خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اسکی نظرت پر ہر ایک کو حیرت ہوئی آخر شمع رائے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے قبل سب کرنے لگے اور ادھر مصور نے دانائے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر زمین سے نکلی اُس سے کہا دانائے جادو جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا تصویر نے قہقہہ مارا

اور کہا حضور وہ تو عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اسکی بیان کی مصور کے ہوش اڑ گئے ادھر جلاد
کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر طلسم کی پوری ہو چکی ہی یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای مرشد زادے دانائے جادو ہمین
مروزیرک معلوم ہوتا ہی بعد دعوت کے اسکو رخصت نکرنا ہم اسکو اپنا ملازم کرکے رتبہ و مرتبہ عطا
کرینگے جب یہ مضمون پڑھا خجل ہوکر لکھا کہ دانائے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم کے
پاس لے گیا اور اسنے بھی کتاب سامری دیکھکر سارا حال دریافت کرکے کہا افسوس کیا کیا ذلیل
یہ عیار دیتا ہی اور ہم لوگون کو اندھا بناکر آنکھون مین خاک ڈالتا ہی خیر اب ای حیرت تم جاؤ اور
انگشتری جمشید لاؤ کہ مین میلا کرکے ایک متنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون حیرت
یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانے کی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول آمدہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور جانا مدد کو پیکان
جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا عیاریان کرنا اور لشکر مہرخ
پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تخت لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت
کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیان چڑھا کر پنجہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زرد
پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور
چھڑانا عمرو کا عیاری کرکے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا
افراسیاب کا پھر دھوکا دیکر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا اسکا افراسیاب
کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور
کا طلسم نور افشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشن ضمیر کے مولف

ساقی ہون مین تیرے در کا جبدہ ساقی غفلت شعاری کب تک	بار احسان سے سر فگندہ رندون کو امیدواری کب تک

کر آتش مے کو تیز تر جلد — ساقی بطِ مے کے کھول پر جلد
بوتل کا اُڑا دے کاگ ساقی — اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے — میخانے مین بادہ کش پھر آئے
اس سال ہی میکشون کا میلا — رندون کا ہی ہو جگھ یہ جلسا
پھر بادہ کشون کے جگھٹے ہین — میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہی ساقی — جلسا نئے ڈھنگ کا ہی ساقی
دوکانین شراب کی لگی ہین — کیا دل کو سرور دے رہی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جھمگھٹ — ہر جا ہین تماش بینون کے ٹھٹ
ہنگامۂ عیش ہر طرف ہی — میخانے مین بجتے ہین دف و نی
شیشے مے سرخ کے چنے ہین — سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
ہی باغ کھلا ہوا ہر اک سو — شمشاد قدون مین گل کی ہی بو
ہین جام برنگ لالہ و گل — بلبل کی صدا ہی شور قلقل
ہین جھومتے مست انجمن مین — جیسے جھومین شجر چمن مین
صراف برنگ گل ہین زردار — پھولون کی طرح چنے ہین دینار
یون وا لعل و دُر ہین پُر نور — جس طرح چمن مین تاک انگور
اسباب دکانون مین دھرا ہی — گویا کہ چمن ہرا بھرا ہی
ساقی موسم بہار کا ہی — غنچہ زرِ گل لٹا رہا ہی
ہی سوسن دہ زبان سے جو لاگ — ق — بھڑکی ہی چمن مین رشک کی آگ
صد برگ نے سیکڑا لیا ہی — اسباب پر اپنی جم گیا ہی
سوسن جو اٹھائے بیس مین تشو — ایسی نہ ہو بات ہی یہی تو
اُٹھ جائین جو سو تو پھر ہزارا — توڑا اپنا لٹا دے سارا
مجکو بھی پلا دے بادہ ساقی — لکھون وہ فسانہ جو ہی باقی
دکھلاؤن بہارِ باغِ نیرنگ — ہی شاہِ طلسم سے مجھے جنگ
ہو نشۂ مے سمعد چالاک — پامال کرے عدو کا ادراک
دریاے لہو کی ہو روانی — یا دورۂ جام ارغوانی

بدلی جو ہوا آنکھ محتسب کی
پیشانی مین چین اگر وہ ڈالے
بجلی کی طرح جو چمکے تلوار
آنکھون مین ہو ڈھال کی سیاہی
گلہاے دہان زخم خندان
ہو نشہ مے مین اسقدر چور
ای جاہ یہ جوش طبع تا کے
زینت دہ انجمن ہو تم جاہ
از موبد کہنہ این حکایت

ہر بادہ کش اسکو سمجھے بدلی
میخوارا سے موج بحر جانے
سمجھین کہ ہے موج بحر ذخار
سمجھین کہ گھٹا ہے گھر کے آئی
پھولون کے نظر پڑین خیابان
سمجھین لب تیغ عارض حور
مشتاق فسانہ انجمن ہے
لکھو پھر داستان دل خواہ
آراستہ شد بدین روایت

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جانستان جلسۂ فسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع گلدستہ پردازی بہزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون جلسہ جماتے ہین اور تماشا گاہ سخن مین بدستیاری خامہ جادو نگار ارباب سیر کو اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حیرت پُر کدورت حسب الحکم **افراسیاب** بے حجاب عازم ہوئی کہ واسطے لینے انگشتری جمشید کے جاؤن ہنوز روانہ نہ ہوئی تھی کہ نجبہ سحر نامۂ **لقا** لایا شاہ طلسم نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے ہمین خدا پرستون اور عیارون نے بہت تنگ کیا ہے اور تو ہماری خبر نہین لیتا ہے ہمنے اٹھارہ ہزار ملک باختر تیرا نام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہون اور پری الجملہ کسی ساحر زبردست کو اس طرف جلد بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر ادہر سمت کو چلے جاینگے اس مضمون کو پڑھکر **افراسیاب** نے کچھ سحر پڑھا کہ تھوڑے عرصہ مین آندھی آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد رو سیہ قلب اڑتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی نذر دی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا **شہنشاہ** ساحران نے اس سے ارشاد کیا کہ اے **پیکان جادو** تم بمدد خداوند جاؤ لیکن طلسم مین میلا ہونے کو ہے اتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا کہ میلے مین آکر شریک ہونا **پیکان** یہ حکم سنتے ہی فوراً گھر اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا مگر لشکر **امیر** کا حال سُنیئے کہ **جمہور جہان سوز ترتوسی شہنشاہ تبرزن** پسر خواندۂ امیر نے اجازت شکار کی امیر سے لیکر سامان صید افگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پروانہ و طائران جانستان مرغان

لیکر لوگ حاضر ہوے اور صیادان عنقا شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے قراول اور بیلے چیتے اور کتون کو لیکر روانہ ہوے یہ سامان اسوقت سے کہ دام دار فلک نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب مین گرفتار کیا اور قفس مغرب مین لیجاکر بند فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب آہنگ چون برزد از کوہ دود　　برآہنگ شب مرغ دستان نمود
برآویخت ہندوے چرخ از کمر　　بہاروئی شہ جر سہاے زر

آخر وہ وقت آیا کہ بیضۂ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشان کو صیاد روزگار نے لپیٹ کر دانۂ نجم اٹھالیا کہ نظم

چو صبح از دم گرگ برزد زبان　　بخفتن درآمد سگ پاسبان
خروس غنودہ فرو کوفت بال　　دہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کو نماز پڑھکر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو پو قدے پر لگاے دشت نزہت افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ چراگاہ وحشیان کے متصل پہونچکر صید افگن ہوا اور جانوران پرندے آشیانہ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا نظم

دران دشت از صدلے طبلک باز　　ہمہ مرغان صید افگن بہ پرواز
زکیو بردہ بازان سبک خیز　　بخون صید کردہ چنگ را تیز
وزان جانب دگر شاہین تا راج　　ربودہ نقد جان از کبک و دراج

جب طائران دشت سے گردون پر ہوے اور روے گردون خالی نظر آیا اسوقت عنان توسن خوش خرام کو شکار گور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک ارنا بھاگا ہوا اسکی زد پر آیا تیر اسپر مارا مگر تیر کھا کر بھاگا گھوڑا تعاقب مین اٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب باد رفتار پر سوار ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی مین تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار میرا ہی اسکو صید نہ کرنا اس خطا کردار نے کہنا اس صیاد طائر صواب کا نہ سنا اور تیر ارنے پر مارا کہ وہ گرا شہزادہ بھی اسکے قریب گیا اور گویا ہوا کہ اے بہادر شیوۂ مردانگی کے خلاف تونے کیا کہ باوجود ممانعت بھی پرائے صید پر دست انداز ہوا اس سوار نے کہا اے اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری ہی تو کون ہی جو منع کرتا ہی اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ سیدھا کان دبائے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاکت مین پھنسے گا مین غلام خونخوار شراب خوار کوہی کا ہون کہ جو اس دشت کا مالک ہی اور نام سلیمان عنبرین

اے تو بڑا جرار ہی مرد میدان کارزار ہی جمہور نے یہ کلمات درشت سُنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا ارنے کے جسم سے نکالکر پھیرنے کا ارادہ کیا مگر اس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادے سے کہا کہ یہ تیر میرے بہت پسند ہی لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر اور کشورستان ہین مگر تاہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ بہادران دوران کا ہی اب تیر تو ہمسے طلب کرتا ہی اور ہتھیار چھنوا دینا پیشہ نامردان ہی حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھا کر مجھسے آویزش نہ کر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا کہ نظم

رہا کن رہ کان زبان آورد — زہ بے بدخلل در کمان آورد

اس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سُنا اور تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اسکا رد کر کے نعرہ کیا کہ ع

منم جمہور شاہنشاہ ترطوس — کہ بستانیم روس و تاج کاوس

اور تلوار خارا شگاف نیام سے لیکر بڑھا اس بیحیا نے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دیکھکر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

قلم کرد گوش و علم کرد دم — با صطبل رو کرد وا فگندہ سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب مین خنکار ہا تجھ سے کب جانے دیتا ہون اور عقب اُسکے چار ہزار سوار ملازم اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے اُنکو اُسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو گھیر کر مارو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوے اس نہنگ بحر تہور و جلاوت نے اس بحر فوج مین غوطہ زنی فرمائی کہ بمقتضائے نظم

دو دست آوریدہ بکوشش برون — بہر دست شمشیر الماس گون
بہر جا کہ بازو برافراختی — سر خصم در پایش انداختی
دو دستی چنان میگذارید تیغ — کز و خصم جان را نیامد دریغ
چو بر فرق پیل آمدی خنجرش — فرو ریختی زیر پایش سرش
چو شیرے کہ آتش ز دم بر زند — دم اژدہایان را بہم بر زند

فوج جمہور کی جو پیچھے رہ گئی تھی اسوقت آکر پہونچی اور اپنے مالک کو سرگرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اور عین سرگرمی جدال و قتال مین صفون کو طے کر کے شہزادہ قریب اپنے عدو کے پہونچا اسنے بناچاری تلوار ماری رد کر کے شہزادے نے ہاتھ مارا کہ وہ مع راکب و مرکب

کے چار پر کالے ہوا طالب تیرآماجگاہ خدنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب مارے گئے تھے چند مردان کارآزمودہ لاش اسکی اٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار کھیل کر معاودت فرما ہوا اور لشکر مین پہونچکر غسل فرما کر لباس لوزیب بر کرکے بارگاہ مین آیا ہمراہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے جمہور بھی دست چپ مین جاگزین ہوا ناچ دیکھنے لگا امیر سے کچھ ماجرا حرب وضرب بیان نہ کیا مگر لاش اس غلام کی جب خونخوار کوہی کے پاس پہونچی اور اسنے سب کیفیت جنگ سُنی آگ ہوگیا اسیوقت اسّی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند مین چلو بموجب حکم لشکر درست ہوکر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکروفر تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہوکر راہی ہوا کہ بمقتضاے

ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ
زمانہ در کینہ بکشاد باز

چو از زلزلہ کالبد ہاے کوہ
در آمد بہ غریدن آواز کوس

رسیدند لشکر بہ لشکر فراز
فلک بر دہان دہل داد بوس

راہ مین عرضی تحریر کرکے اور اسمین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرما کر خدمت لقا مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خنجر گذار کو بھیجا لیکن جاسیسان لشکر امیر یہان سگے ہوئے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پا کر خدمت شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال شنکر جمہور سے فرمایا کہ ای فرزند تمنے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق ذکر نہ کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخرچہ کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہان تو یہ ذکر تھا ادھر سے سرداراستقبال کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اسکے داخل کرکے خیمہ وخرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھکر شغل مےنوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش مین تھا رقاص مجرا کررہے تھے دن بھر تو شغل وطرب رہا جسوقت کہ فرماروار ماہ منیر تقیغہ نور لیکر بہر تراوش کوہ ظلمت شب بے ستون چرخ پر آیا اور خسرو خاورشبت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ

نظم

چو گوہر برآموز زنگی بتاج
مہ روشن از تیرہ شب تافتہ

شہ چین فرود آمد از تخت عاج
چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

کہ سرسبز باد آن ہمایون درخت	کہ نامش بلند است نیروش سخت
بتاج و بہ تختش جہان تازہ باد	سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بیدینان مین طبل جنگ بجاہی کل ہر ایک عازم دشت وغا ہی امیر نے یہ خبر سنکر جب زبان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ پایا کرچا لاک نے فوراً نقارخانہ مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی چونسٹھ کوس تک صدا گئی دنیا گویا دہل گئی نظم

بغرید کوس از در شہریار	جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بہ تیرہ بغریدن آمد جو ابر	بطریدہ ہر سو جو بانگ ہزبر

بہادرون مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیزرفتار عیار لشکر عدو مین بہر دستبرد بشکل بدل گیا خونخوار طبل جنگ بجواکر اپنی بارگاہ مین براے انتظام لشکر دربار خداوند مین سے اُٹھکر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اسکے آیا اور گویا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہی اسنے کہا مین ابھی وہان سے آیا ہون عیار بولا کہ کار ضروری ہی بتاکید خداوند نے کہدیا ہی کہ بلا لاؤ خونخوار ذبسکہ یہان کا رہنے والا نہین ہی جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند ہی یا نہین بس ساتھ ہولیا راہ مین جب کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر بیہوش کرکے پشتارہ مثل گٹھری کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی اُٹھا بیٹھا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آجاوے عیار نے فلیتہ دافع بیہوشی دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اُٹھ بیٹھون کمند مین مضبوط بندھا تھا اُٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ کھولکر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

یکے تخت زر دید چون آفتاب	در و چشمہ در جو دریاے آب
غلامان گل چہرہ در پاے	کمر در کمر گرد تختش بپاے
ز روم وزیران واز چین و زنگ	سلاطین صفہا کشیدند تنگ
بہ ہر مجلس دچہرہ آراستہ	ز روے جہان گرد برخاستہ
مے و مجلس شد باواز چنگ	بہ رخسارہ گیتی درآور و رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کرکے پکارا کہ یا امیر خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہین

اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا کے کرتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین قسم اپنے دین وآئین کی کھاتا ہون کہ مین نے عیار تو تیری گرفتاری کے لیے نہین بھیجا اور اب جو تو آگیا ہی تو ای بہادر تیری آبرو مین سرمو فرق نہ آئیگا بیا بیا کہ کرم کردی یہ کہکر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہون اسنے زور کرکے کمند توڑ ڈالی امیر نے اُٹھکر گلے سے لگایا برابر اپنے کرسی دی نہایت خاطرداری کی کہ وہ اخلاق امیر اور جاہ وجلال شاہ اسلام دیکھکر دنگ ہوگیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی سزاوار ہی جسکا مطیع گردون دوار ہی لیکن از راہ نخوت اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ایک خلعت پرازگوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ سوار ہوکر یہ بارگاہ لقا مین گیا اور امیر کو بسخن ہای پسندیدہ یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر بختیارک نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بدرنگ ہی آدھے مسلمان ہوآئے اب کل اُسی بارگاہ مین بیٹھوگے خونخوار تو ہنسکر خاموش ہو رہا اور ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست فرمایا سردار آکر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصہ جلادت مین تیاری رہی اسلحے کی چقاچاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درتی مین چوبے خیبر تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور گرد شب کے سامنے شیون نے نقاب رخ روشن سے اُٹھائی نظم

چو گیتی در روشنی باز کرد	جہان بازی دیگر آغاز کرد
بآتش بدل گشت مست شرار	کلیجہ شدآن سیم گادرس دار

لشکر جانبین سے گروہ گروہ گریوہ وادگاہ مصاف مین برآمد ہوئے سرداران اسلام اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضۂ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی تو شتاق رزم تھے بہت سویرے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور عالم کی سمت جنگ گاہ روانہ ہوئی وہ بادبہاری کا ہجوم قدم بقدم آگے بڑھنا اور رسالون کا پلٹنون کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجون کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ ایسے سہانے وقت مین جوانان نوخاستہ سلح سجوگ سے شل زیور عروس شجاعت کے مزین تھے اور جلہ طاعت آگے سے جلوہ گر ہوکر مہد زرین خانہ زین کو منور کیے تھے بہار گلزار ہمی شجاعت دیکھنے نکلے تھے نظم

درآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ	کزان جنبش آمد جہانی ستوہ
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد	چو برخاست از دل بامداد

ہمہ ساز لشکر بترتیب جنگ	برآراستہ از جبہ تیر و خدنگ
غبار زمین بر ہوا راہ بست	عنان سلامت برون شد ز دست
ز بس گرد بر تارک ترک زین	زمین آسمان آسمان شد زمین

میدان نبرد میں پہونچکر صف آرا ہوئے ادھر سے لقا اور خونخوار با فوج بیشمار و جرار آئے رن کی زمین
کانپنے لگی صفیں جم گئیں نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہکر پہلے خونخوار گینڈے کو کچک
مار کر میدان میں آکر سلح شوری دکھانے لگا ڈکر للکار کر مبارز خواہ ہوا جمہور دست چپ سے
مرکب اڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا جاکر حریف سے ہمتگاور
ہوا گینڈا اسکا سات قدم پچھڑ کھا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے سرکا دونوں برچھے
اٹھا کر مرکب رانوں میں سنبھالتے ہوئے مقابل ہوئے اور نیزہ بازی کی آغاز ہوئی ڈانڈا بینڈی
پڑگئی سنان بر سنان بنان بر بنان بجنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئیں جمہور نے
بند صاحبقرانی باندھکر مرکب اڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل نہ سکے گا اور نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ
سے چھوٹ کر گرا اور خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل گیا تیغ آبدار کو کھینچکر کمر کو تیلا کر
سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرہ پر لوز پر لیا اور تلوار کو رد کرکے تیغ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت
تو گذشت نوبت ما رسید یہ کہکر ہاتھ مارا اسنے تلوار باڑھ دار دیکھکر سپر سامنے کی اور لپنے تیغ کھل
کر گردن پر پہونچایا شہزادے کا تیغ سپر کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پہ دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر
گرا کہ گردن اسکی قلم ہوئی خونخوار پاؤں جما کر کودا اور شمشیر تولکر چلا کہ ایک ہی کڑک میں پاؤں
مرکب شہزادے کے اڑا دوں شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آگیا اسنے تلوار پھینک کر
چاہا کہ لپٹ جاؤں اس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف
سے آئی اور بار ونیا قرقرے و ساحران غدار فیلان آتشیں پر سوار ظاہر ہوئے خونخوار ازبسکہ زخمی
بھی ہو چکا تھا انکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونوں بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار ساحر
رال اڑاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادۂ شاہ جادوان بصورت
مہیب اژدرہان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا ہوا کہ طبل بازگشت بجوایئے
میں کسل سفر سے آسودہ ہوں تو ان خدا پرستوں کا خاتمہ کردوں لقانے دیکھا کہ خونخوار
زخمی ہو چکا ہے لڑائی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر گرز خداوندی کی فوج میدان سے مراجعت
کرے بموجب حکم لشکر میں طبل بازگشت بجا خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند سے پھر آیا امیر

بھی ناچار نقارہ آسایش بجوا کر معاودت فرما ہوے لشکر خیمہ گاہ پر آ کر آسودہ ہوے فوج ساحران نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ آکر داخل شبستان ہوے سردار بارگاہوں میں آرام پذیر ہوے ادھر **پیکان** دربار لقا میں بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر کا پوچھا **بختیارک** نے ابتدا سے انتہا تک سب کہا یہ باتیں بیان ہوتی ہیں مگر ایک جلد اور سنیے کہ جب **افراسیاب** **پیکان** کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی کہ انگشتری جمشید کی لیتی جاؤں شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک بنام ملکہ **افشان** جادو اور دوسرا بنام **ہوشیار بن اثر** درسوار جادو اور دونوں میں مضمون یہ ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کوہ جاؤ اور وہاں نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت بجرہ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہیں تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ باغیوں سے آکر مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع و توقیع ترقیم کیے شہنشاہ نے دو ساحر بلا کر نامے دیے کہ ہوشیار ظلمت میں رہتا ہے ایک شخص ادھر جاے اور ایک شخص دہنہ طلسم پر کہ جہان سے لشکر خداوند بہت قریب ہو جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک ہیں رہتی ہیں خلاصہ کلام دونوں ساحر نامے لیکر مقام مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر جواب لیے **ہوشیار** نے تو لکھا کہ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور افشان نے تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند مجھکو بعزت طلب فرمائیں تو جاؤں اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے سے میں نہ جاؤں گی نامہ وار جب دونوں عرضیاں شاہ جادو ان کے پاس لائے انسنے پڑھا افشان کے عذر پر غصہ آیا تھا مگر وہ عزیزہ دار ملکہ **شہرارہ** جادو ہے جو اول ہی **عمرو** کے ہاتھ سے بمقدمہ گرفتاری **بدیع الزمان** قتل ہو چلی تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیزہ اور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ کو ضبط کر کے ٹھہرا پھر کچھ سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہاں شہر افشانیہ ہے اور وہاں کی حاکم ملکہ افشان جادو ہے آپ شیطان کو بھیجکر باآبروے تمام بلا لیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر آپ پاس آنے میں کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انھیں دونوں ساحروں کو جو نامے لیکر گئے تھے خداوند پاس بھیجا ساحر دریا سے اتر کر جب طلسم ظاہر میں آئے باہم مصلحت پذیر ہوئے کہ ذرا اب لشکر مریخ کو دیکھتے چلیں اور زمین پر اترے سیر کنان پیدل چلے **عمرو** بارگاہ میں مشورہ میلے کے شر سے بچنے کا کر رہا تھا یکایک اٹھکر باہر آیا کہ دیکھوں لشکر حریف میں اب کیا کیا بند و بست ہے اتفاقاً باہر جب آیا دو ساحروں کو ایک سمت لشکر سے نکلکر جاتے دیکھا تو یہ بھی انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر

صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ یہ انکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کر کے
گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمایئے کہان کا عزم کیا ان دونون
نے اپنی طرف کا ساحر سمجھ کر سارا حال وماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامہ وغیرہ کی سنکر
کہا کہ بعد مدت آپ سے ملاقات ہم سے ہوئی ہی میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیے ایک آدھ جام شراب
پیکر جایئے گا انھون نے ہاتھ باندھکر کہا مہربانی آپ کی ہمین عرصہ جانے مین ہوگا اسنے کہا اچھا تو
یہین ٹھہر جایئے میرے پاس ایک گلابی ہو وہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو
جام شراب کے کہ بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جھولے سے انکے
نکالکر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونون ساحر بڑے حرامزادے
ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجھکو بسبب مروت کے یہان سزا دیتے بن نہ پڑی آپ کی خدمت
مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب یہ وہان پہونچین ناک وکان انکے کاٹکر خوب سی جوتیان لگا کر انکو
نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا کہ ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم مین
آئے ہوئے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پر نہین
جمتے وہ حجامت کا حق آج تک نہ بھیجا لازم ہو کہ سب روپیہ جمع کر کے رکھ چھوڑنا انشاء اللہ بعد
فتح طلسم بابدولت تشریف خود لاتے ہین اگر اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائینگے تو تیرا بھی مثل تیرے
باپ کے ہریسہ پکائینگے غرضکہ جب یہ لکھ چکا عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بہر عیاری
ہی کر کے نیچے عرضی کے لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر راہ حرامزدگی
سے دین تو آپ تلاشی لیکر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجاکر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھکر رقعہ
تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جھولے مین رکھکر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد کچھ دیر کے
ہوشیار ہوئے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پیکر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا
عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر چکا تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین
موجود ہین یہ کہکر جھولے مین نامہ دیکھا وہ بھی اسی طرح رکھا پایا کہا سامری کا شکر ہو کہ سب طرح سے
خیر ہی چلو چلو اب دیر ہوتی ہو غرضکہ یہان سے اڑکر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقاجنگ گاہ
سے پھر کر بارگاہ مین آیا تھا اور ریکان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران اتروانے
اور خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی شاہ
جادوان کی پیش کی لقانے پڑھکر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمھارے پاس ہو انھون نے کہا نہین

لقانے کہا سچ ہو کہ تم بڑے دغاباز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انھیں گرفتار کرو اور جوتیاں مارو اور لبکہ وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بےعزتی اُنھون نے دیکھی سحر کہنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا بیہوش ہوا لقانے پیکان سے کہا اے بندۂ قدرت قید کرا نکو پیکان اور اُسکے مطیع سردار دو سحر پڑھکر اُن دونون کے جاکر لپٹ گئے اور ادروے بلوہ پکڑکر سامنے لائے لقانے کہا ناک اور کان کاٹ کر جوتیاں لگاؤ حسب الحکم جلادنے ناک کان کاٹ لیے ہرچند وہ کہا کیے کہ ہم نامہ دارا ور بے قصور ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہو انشان کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہی لقانے ایک نہ سُنی کہا یہ مکار ہین اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیاں آپڑنے لگین خوب بندھ کر وہ پٹے شور واویلا جو بلند ہوا بختیارک دوڑا آیا حال پوچھکر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زدوکوب کرنے سے منع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا تھا انھون نے شراب پینا راہ مین بیان کیا شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر آنکھون سے لگایا اور پکارا کہ او بے گیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہی میرے پاس تو جمع ہی تجھکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھ ان حضرت نے ان دونون کے ناک وکان وہان سے کٹوا ڈالے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا ساحرون کو تو رہا کر دیا مگر بباعث اپنے خداوند ہونے کے پھر عذر نہ کیا کیونکہ لوگ کہتے کہ خداوند آپ ہی تو پٹواتے ہین اور آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی وگوش بریدہ نالان وگریان سمت طلسم گئے اور یہان پیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اُسنے کہا معاملہ کیا ہی میرے مالک اور پیر ومرشد نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہی وہ مین طلسم مین بھیجدونگا خداوند اگر نہ بھیجین گے جوتیاں کھائینگے پیکان نے کہا خداوند سے بڑھکر اور کون ہی اُسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام انکا نہ لونگا میرے باپ کا ہریسہ بکا چکے ہین غرض اُس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہی بس یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خداپرستان غارت کیے دیتا ہون بختیارک نے کہا بس چپ رہو بہت لاف وگزاف نہ کرو مرشد زادے ہر وقت یہان تشریف رکھتے ہین ایسا نہو کہ تمھارا بھی فیصلہ کردین پیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر سحر پڑھکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو جاکر پہاڑ پر رکھکر منھ سمت لشکر امیر سکا کرکے کہنا کہ اے پیکان بحکم خداوند سامری جدھر تیرا منھ ہی اس لشکر پر تیر برسین فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر

ساحران عین جنگ گاہ مین آیا تھا عیّار سمجھ چکے تھے کہ یہ جوائے ہین فتو رضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدلکر بارگاہ عدو مین کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے انھون نے سب کیفیت ساحرون کے ناک وکان کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھیجنا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ انکو اس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور سرداسب بارگاہ سلیمانی مین چلے جاوین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الجملہ یہ تو ادھر گیا اور چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور باذن شاطری مارکر اس سے پہلے کوہ کے قریب جاکر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان سینہ پر لگا کر درہ کوہ مین مخفی منتظر ہوکر ٹھہرا اس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیان طے کرکے پہاڑ پر جاوٴن شیر دھاڑ کر ایک ہاتھ اسپر آپڑا یہ بدحواس ہوکر چت گرا اور سحر سارا بھولا اور فرط خوف سے بیہوش ہوگیا چالاک اسکی چھاتی پر اسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے سرایت کی اب بالکل بیخبر ہوگیا اسنے سینے پر سے کودکر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا تھا جھولے سے نکال لیا بجاے اسکے ویساہی تیر رکھدیا اور آپ درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی جاتی رہی ہرچند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دباے بیٹھا ہے اس وجہ سے گھگی بندھ گئی تادیر آنکھ بند کیے پڑا رہا جب کسی نے اُسے آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف برطرف کیا قوت اور اکیہ اور ستیزہ قوی ہوئی اسوقت آنکھ کھلی اور دیکھا کہ شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھکر بھاگا کہ ایسا نہو پھر شیر آجاے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور نکل گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکالکر جانب لشکر امیر رُخ اسکا کرکے رکھا اور یہ پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین اُدھر تو اسنے تیر رکھا اور ادھر چالاک درّہ سے نکلکر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منھ جانب لشکر لقا رکھکر پکارا کہ بحکم خداوند سامری یہ جادھر تیر کا منھ ہو اس لشکر پر تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آکر محیط ہوا اور زیر ابر پتلے سحر کے آکر روبرو ہوا کھڑے رہے ہاتھ مین تیر وکمان لیے تھے تیر کمان مین پیوستہ کرکے تاک تاک کر لشکریون کو مارنے لگے پھر تو بمقتضاے بیت

کس نیاموخت علم تیر از من		که مرا عاقبت نشانه نکرد

لشکری غافل شعبدہ بازی چرخ غدار سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر زندگی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا کہین ڈھولک بج رہی تھی ستار کہین چھڑ رہا تھا کوئی خداوند کی عبادت

ہین تصویر لقا کی سامنے رکھکر سجدہ و سجود کرتا تھا خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے اور یہ جانتے تھے کہ ترک فلک کمین گاہ مین ایسی ایسی ہزار آفتین نہان رکھتا ہو کہ یکایک نشانہ خدنگ دل دوز اجل ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایک ہی بوچھار مین گر کر خاک پر مثل نیم بسمل کی طرح لوٹنے لگے لشکر ساحران مین اور غیر ساحران مین غریو الحفیظ والامان کا بلند ہوا اور از بسکہ لشکر دور تک اترا ہوا ہی لاکھون آدمی ہی بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہی یہ سمجھکر تریہی اور نفیر سحر بجا کر اپنے اپنے خیمون سے نکلکر لشکر لقا پر جا پڑے یہ بیچارے بھی گرنے لگے پلٹین رسالے بھی تیار ہوئے بعض لشکری سمجھے کہ امیر شبخون آئے ہین اور پلٹن والے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اُس سے بھڑ گئے بے پرسش تلوار چلنے لگی گوشت خر دندان سگ کا نقشہ ہوا غوغا جو مچا پیکان و بختیارک وغیرہ دوڑے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہین بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ صلواۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا ای پیکان دیکھا تو نے مرشدزادے کی کارسازی کہ بفحوائے بیت

تیرباران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز	رہگیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا

وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمین پر یہ آفت آئی کہ بمصداق بیت

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

پیکان نے بہت جلد ردّ سحر پڑھا اور پھر کامل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہوگیا اسوقت وہ تیلے غائب ہوئے اور ابر شق ہوکر برطرف ہوگیا مگر اس پہر بھر کے عرصہ ہی مین لاکھون آدمی تیرون سے ہلاک ہوگئے تھے اب جو تیر پڑنا موقوف ہوئے تو لشکر کا باہم لڑنا نہین موقوف ہوتا اتنے بڑے لشکر کو کون روک سکے مینھ تیرون کا برستا تھا خنجر آسمان شجاعت مین برنگ ہلال تھے بہادرون کے چہرے خون بھرے ہوئے آفتاب مثال تھے کہ نظم

زتاب نفس در ہوا بستہ تیغ	جہان سوخت از آتش برق تیغ
دماغ ہوا پر شد از جان پاک	جگر تاب شد نعرہ ہائے بلند
شمیم باد پایان پولاد نعل	زخون دلیران زمین کرد لعل
بسی خلق را بردہ از خویشتن	درخشیدن تیغ آئینہ تاب
زبس عطسئہ تیغ بر خون و خاک	
گلوگیر شد حلقہ ہائے کمند	
ترنگ کمان ہائے بازو شکن	
درخشان تر از چشمۂ آفتاب	

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد پہاڑ پر تیر رکھکر چلا کہ معلوم ہوتا ہی لشکر عدو پر تیر برس رہے ہین جب اپنے لشکر مین آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہوکر یہان آگری ہی یہ جان کر لڑنے لگے شعلے آتش کے بلند ہوئے شرارے اڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر لشکر امیر

بھی تیار ہوا سردار خیموں سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سمک عیار اور **چالاک** نے آکر
بعد ادب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار ہنس پڑے اور **چالاک** کو خلعت فاخرہ عنایت
کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہاں بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہاں تو انتظام
رہا اور اس طرف لاکھوں آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر لبان خدنگ سینہ ہندوی شب کے
پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بکشاد بال — تہی شد دماغ سپہر از خیال
بغول سیہ بانگ برزد خروس — درآمد بغریدن آواز کوس

قوم سحر پرداز نمایان باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے سر زانو
میں ڈالکر بیٹھے اور **بختیارک** ہجو ملیح کے طور پر تعریف **پیکان** کی کرتا ہوا پھرا کہ آپ کا مثل نہیں
کیا نایاب سحر آپ نے کیا حضور کی اتنی ہاتھی کی شکل ہوئی جو اپنی فوج کو مارتا ہو واہ مرشد زادے
واہ میاں **پیکان** کے کیا چونا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہکر خداوند سے کہا کہ آپنے یہ تقدیر
کیسی کی لقا نے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت پر اس وقت آڑا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا مجھے
مشیت میں میری کیا دخل ہے غرض بعد اس گفت و شنید کے **پیکان** نے فوج ساحران کا جائزہ
لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے منھ اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو
یہ سب کیفیت عرضی میں لکھکر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجے یہ عرضی لیکر ایک ساحر گیا اور پہلے اسکے وہ
دونوں ساحر بینی و گوش بریدہ جاکر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھکر آگ ہو گیا اور جب یہ عرضی
پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات نہ کیا عرضی پر اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہوتا
تو میں اپنے ملازموں کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر جب مسلمان مغلوب ہونگے
ان کے قتل کو فوج خداوند کافی ہے میں بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کر کے بھیجونگا ساحر یہ کیفیت
سب سنکر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا پیکان تو تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اسوقت خونخوار کوہی نے
کہا میرے نام طبل جنگ بجوائیے غلام مقابلہ کرے گا اور بختیارک نے کہا کہ ای پیکان تم بھی جسوقت
کہ خونخوار لڑنے لگے حریف پر سحر کرنا کہ خونخوار اسکو زیر کرے پیکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن بھر
یہی صلاح و مشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشیں میدان سے اٹھوائیں بعد ان تدبیرات
کے جب سواد شب سے حرفہاے نیک و بد نیرنگ طراز ازل وابد نے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود
اور زمان محمود کی خبر ستارے لوح فلک پر دینے لگے کہ **ابیات**

ز سر سبزی گنبد تابناک ستارہ برآن لوح دیباز سیم	زمرد شدہ لوح طفلان بخاک بنشتہ بسے حرف امید وبیم

حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارے خبر لیکر پیش ملازمان شہنشاہ سپہر گردون نظیر حاضر ہوکر شرائط ادب و مراسم تعظیم بجالائے اس طرح عرض پیرا ہوسے کہ ابیات

سخن راند در پوزش شہریار زہرشاہ کاید جہان راپدید زبر کار مغرب تو پرداختی	کہ بادآفرین بر تو از کردگار بدست تو دادآفرینش کلید علم بر خط مشرق افراختی

لشکر خسران مآل بدسگال مین طبل جدال بجا ہی بجا انکی شامت آئی ہو قضا نے گھیرا ہو شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہان بھی بنام ایزد پاک کچھ باک نہین نقارہ رزم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے اس حکم محکم سے کوس اسکندری پر دوال دیا گیا شور آفتادہ عالم عالمگیر ہوا دانا ے حرکی نے عالم صدائے صور پیدا کیا ابیات

ز غریدن کوس گردون شگاف ہمان نا ے ترکی برآورد شور	زمین رابر افگند پیچش بناف بباز وے ترکان برآورد زور

بعد برخاست ہوئے دربار خیام ذوی الاحترام مین آکر درستی آلات حرب کرنے لگے غریو دونون لشکرون مین بلند رہا ہتھیارون کی جھنکار نغمہ عندلیب گلشن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی دلاوران رنگ جوانان باغ جھومتے شاہد قبضہ تیغ کا منھ چومتے تھے اور گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری دار طوق محبت عروس مرگ اُن کے گلوگیر تھے اسی ہنگام مین شب سوسن بہار کی بہار گلزار دہر سے مٹی اور گل زرد خورشید صحن گلشن نیلوفری فلک مین بصد آب وتاب پھولا کہ ابیات

بہ ہنگام چو گل خوش بود روزگار چو خورشید روشن برآید باوج شہ از خواب سر برزد آشوبناک بطاعت گہ آمد نیایش نمود زیاری دہ خود وران داوری چو نخلے بغلطید بر روے خاک	بخندد جہان چون بخندد بہار ز روشن جہان بر زند نور موج دل پاک را کرد زاندیشہ پاک دبا چرا لشکر آرمایش نمود کہ یارگے خواست وگیاوری کمر بست وزد دامن درع پاک

امیر نماز سحر اور اوراد سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوئے شاہ گردون پائے گاہ طاعت آلہ سے فراغت کر چکے تھے مانند آفتاب عالمتاب کے افق کاشانہ دولت سے ساطع الانوار ہوئے ہر ایک سردار کا مجرا اور سلام ہوا اور تخت شاہنشاہ سمت دشت مصاف چلا کہ

نہادند ش اور نگ بر پشت پیل		کشیدند شمشیر گردش دو میل	
دران پہن صحرائے دریا شکوہ		حصاری زد از موج لشکر چو کوہ	
سپہ را بآئین پیشینہ روز		بر آراست سالار گیتی فروز	
چپ و راست پیراہن آن حصار		ز پولاد بستند بر رہ غبار	

میدان نبرد میں وارد ہوئے تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کر و فر سے آیا صف آراؤن نے دونون جانب پرا جمایا خس و خاشاک بیلدارون نے دور کیا سقون نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت فولاد جادو میدان میں سحر کی نیرنگی دکھا کر طالب نبرد ہوا جمہور شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا اسنے ترسول گھنٹہ دار بڑھا کر مارا اسلیئے کہ اول زور سے کار برآری نہو تو سحر کرون جمہور نے ترسول رد کر کے ایک ڈانڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا پشت زین سے بر روئے زمین گرا جمہور شل شیر غضبناک کے اپنے مرکب سے کود کر اسکے قریب آیا اور ویسی ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اسکے گرد برد کر دیا ایک پاؤن اپنا اسکے پاؤن پر رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر لیا جھٹکا دیا کہ ایک پیکر کے دو پیکر بنا ئے شل کریاس چیر ڈالا غریو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھکر دنگ ہو گیا پیکان کا یہ سردار تھا اسنے سرداران باقی ماندہ کو للکارا کہ ہان اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسوقت سو دو سو ساحر ناریخ و ترنج پکڑ کر شہزادے پر آگرا پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے اشقر اڑا کر چلے اور جمہور کو ہٹا کر ساحرون پر جا پڑے یہ دیکھکر گوری اور لقا پرست بھی تلوارین کھینچکر حملہ آور ہوئے پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی ساحرون نے ناریخ و ترنج مارے وہ ببرکت اسم اعظم سب باطل ہوئے اور سوار سے سوار اور پیادے سے پیادہ سوار سے سوار بھڑ گیا کچاکچ تلوار کا اور فشافش تیر کی بلند ہوئی کہ بمقتضائے نظم

ز عکس سر تیغ و برق سنان		دل اژدہائے میرفت دست از عنان	
ترنگ کمان رفت در مغز کوہ		فشافش کمان تیر بر ہر گروہ	
ز پولادی تخت گردن کشان		برون ریختہ مغزہا از دہان	

زبیداد گوپال پیل افگنان	فلک جامہ در خشم نیل افگنان
نشیب پلک رگ زیر پائے مور	زبال عقابان تہی کرد زور
سر نیزہ از طاسک سرنگون	بہ پرچم فرو ریختہ طاس خون
سم باد پایان ز خون چون عقیق	شدہ تا بہ ماہی زمین بخون در غریق
سنان در سپر کوکب افروختہ	سپر بر سپر کوکب دوختہ
زبس خشت اینہا کہ شد بر ہلاک	بحدی ست بر کشتگان خون خاک
سر افشانی تیغ گردن فراز	بر آورد از جوی خون لالہ زار
زہر قبضۂ خنجری در شتاب	بر آورد خون اژدہا سر زخواب
زبس کشتگان کرد برگرد راہ	چو بازار محشر شدہ حرب گاہ

اسی طرح تا شام سر برسائیے اور خون بہا کیا جس وقت کہ اژدہائے سیاہ شب نے شہسوار شرق دیار کو نگلا اور تیرگی نے عالم کو گھیر لیا کہ بمصداق نظم

چو در برج کوہ رفت آفتاب	سپر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ	زمانی بر آورد و سر سوی ماہ

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہو نگے لشکر لیپا ہوتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر فوراً طبل امان بجواکر پھر الشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا دونوں جگہ کے دلاور جاکر آرام گزین ہوے اور شاہ بارگاہ میں بیٹھے ساقی و مطرب حاضر ہوے جام عشرت گردش میں آیا بختیارک نے کہا کیوں پیکان تم نے زوران بندگان مغضوب کا دیکھا خونخوار نے کہا ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہیں مجھے بھی ان سے لڑنے کی حسرت ہی آپ نے آجکی جنگ ساحر کو بیجکر مفت خراب کی بختیارک نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم چندے یہاں اور رہو اور تم خدمت امیر میں جانے کی جلدی کرتے ہو آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ پر جاکر مسلمان ہو جاؤ خونخوار ان باتوں کو سنکر ہنسا اور حکم نواخت طبل دیا نقارہ بجتے ہی ہر کارے خدمت شاہ میں جاکر مخبر ہوئے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاور سے نکلا اور بساط گوہر آمود تو زیر شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضائے نظم

چنین تا یکے روز این چرخ پیر	بر آورد گوہر ز دریائے قیر

چو خورشید پردہ ساز گنج نیل — فرو شست گردون قبا را ز نیل
دگربارہ شیران نمودند شور — ز گوران ہمہ دشت کردند گور
بغافل درآمد جرس بادرائے — بجوشید خون از دم گرم نائے

صبح امیر نماز پڑھکر آستان شاہ پر آکر ہمراہ خسرو و جنگلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوئے لقا بھی آیا کوچ دریا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا ہنرہاے شایستہ دکھاکر طالب ستیز ہوا از بسکہ جمہور سے یہ معرکہ اُنکا ہوا ہو اور اس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہین اس باعث سے آج بھی انھین نے مرکب اُڑایا اور اجازت لیکر میدان مین آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گرز کا تھا اور جواب مین اسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون کے گھٹنے جاکر زمین پر سے اور ٹکر پر گینڈے کی وہ بکان پڑی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑا اپنے کرنے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود ا وہ دوڑ کر لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہان مارا اور وہان ٹپکا بڑی تڑپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے لگا عین کشتی مین حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر پیکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم کی جاتی رہی اسنے جست کرکے باندھ لیا اس کشتی مین دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا مین طبل بازگشت بجا اور سب جنگگاہ سے پھر کر داخل خیام بارگاہ ہوئے امیر بھی بارگاہ مین آئے لشکر آسودہ ہوئے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہے سرداروں نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہین وہ سحر سے قید ہوا ہے یہان تو یہ چرچا ہے مگر اس طرف خونخوار نے قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعنایت تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہے خداوند کو سجدہ نہین کرتا جمہور نے کہا مجھ پر سحر کیا اور دغا سے قید کرکے تو لایا اور اب بایقین بناتا ہے خونخوار نے کہا مجھکو اصلا اسکی خبر نہین اور پیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسیر سے سحر اُٹھا لیجیے اسنے اپنا جادو رد کردیا کہ جسم شہزادے کا توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاکر قید بھی کاٹ دین شہزادے نے یہ سنکر خانہ زور مین چرخ دیکر ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل اسکے جیسا کہ امیر نے میری کی تھی اسکو بھی بہ تعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دیکر رخصت کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان شراب تک نہین پیتے اگر تجکو ہم سے مقابلہ کرنا منظور ہو تو اُٹھ کھڑا ہو کارامروز بفردا نگذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار یہ سنکر دنگل سے کودا اور سراپچے بارگاہ کے اُٹھوا دیے

صحن بارگاہ کرسی و ذنگل سے خالی کرایا اور آپ چست لنگوٹ باندھکر شہزادے سے مقابل ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند میان خونخوار اب چلے کسی طرح نہ رکین گے غرضکہ دونون مین رستیان کھینچکر داؤن اور پیچ شروع ہوئے جمہور نے چارگھڑی کشتی مین آکھیڑ مار کر چارون شانے چت کر دیا اور سینہ پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال سلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اسنے پچکے سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جا کر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اُٹھا اور پکار کر کہا کہ اے فرقہ لقا رستان مین جاتا ہون تم مین کوئی ایسا ہی کہ روکے مجھکو کسی نے جواب نہ دیا یا ہر آکر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار بھی اُٹھ کر آیا اور جمہور کو اپنی بارگاہ مین لایا اس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور فلک نے خونخوار نے جمہور کو اکب کو بارگاہ زنگاری مین بلایا ماہ کو بہر دعوت روبرو مہمانون کے پیش کیا کہ بفحوائے نظم

	سیاہی ندید آمد از گنج راہ بر آشفت گردون چو زنجیر سے		جہان خوش نباشد کہ گردد سیاہ بزنگی بدل گشت کشمیر سے	

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ سخرہ لقا دعوی خدائی کا کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنا بر اسکے مین نے اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہوا ور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور بے مانند مانا تو اسوقت انکو حکم دیا کہ تم جا کر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پا کر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو اور رسالے دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خونخوار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کوہیون کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنا تلوارین کھینچکر جا پڑا فوج لقا کی خالی تھی اسی ہزار کوہی کے گرنے سے لشکر مین کھلبلی ہوگئی فوج خونخوار نے طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اسکے نیچے سے نکلنے نپائے تھے کہ انھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلا اسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ لمولفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا تو گل خور دم مین لگا کھینچنے	کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا یہ گھبراہٹ اسدم تھی باہم دگر	کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچکر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول
پڑھے اسکے جلدی سے تلوار تول
کوئی زیرجامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہی کمال
غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا
کہ جامے کا بیجامہ ہونے لگا
اس تنا مین مردان جنگ آزما
علم کا دکھانے لگے راستا
چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر
چلی صرصر تیغ سن سن وہان
بجھی شمع ہستی دشمن وہان
یہ آگے تھے تلوارون نے منھ سے لال
کہ تھا عارض شاہد رزم لال
ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر
ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی
کہ باغ اجل مین بہار آگئی
ہوئے قطع اس طرح سے بیل تن
کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن
پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد و کد
سرون پر تھی یون ڈھال سایہ فگن
کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن
کشاکش مین دم اسطرح سے پڑے
کہ تار نفس کے تھے چھوٹے بڑے
غرض لشکر کافرنے حیا
نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اور ادھر رسالہ کھڑا تھا اسکو فوج عدو سمجھکر لڑنے لگی رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا **لقا** اور **بیکان** وغیرہ بارگاہ سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھکر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی ادھر **جمہور** اور **خونخوار** تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھکر طلایہ دار آگے بڑھے اور پکارے کہ کون آتا ہی **جمہور** سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج مین آیا سلام کیا اور سارا ماجرا بیان کیا اسوقت لشکریان اسلام بہر استقبال **خونخوار** گئے اور مع اسکے لشکر کے اُسے لیکر آئے جملہ فوج کے کوہیون نے خیمے برپا کیے اور استقامت پذیر ہوے اور **خونخوار** کو **جمہور** نے اپنی بارگاہ مین لاکر فروکش کیا اس طرف لشکریان **لقا** کو باہم لڑتے دیکھکر بیکان نے کہا شاید **حمزہ** شبخون آیا ہی مین بھی سحر کرتا ہون **بختیارک** نے کہا **حمزہ** کا دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی کو ہلاک کرے ہان **حمزہ** اور اُسکی اولاد اسجگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی حریف کے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ مرشدی کسی اور ہی کی ہی تم سحر نہ کرو عجب نہین جو ہماری فوج آپسمین لڑتی ہو اچھا بزور سحر طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی پہونچے اگر شبخون آیا ہی تو لڑائی موقوف نہوگی اور باہمی جنگ ہوگی تو موقوف ہوجائیگی **بیکان** نے اسکے کہنے سے پھر سحر پڑھا کہ ہزارون پتلے بروے ہوا آکر نعرہ زن ہوے کہ ای بندگان خداوند کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی معلوم کیا کہ آپسمین نبرد آزما

تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اس جنگ میں بھی لاکھوں آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اسی ہنگامہ مین ہر شخص رہا جسوقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت نے جمہور انجم پر چھاپا مارا کہ **نظم**

دگر روز کاین بود سجادہ زنگ		زپہلوے شبدیز بکشاد تنگ	
زمین فرش سا لور جون در نوشت		برآورد سر صبح با تیغ و طشت	
بفرمان شہ رایت افراختند		دران بین صحرا وطن ساختند	

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ **خونخوار** شبخون مار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس ملکر خاموش ہو رہا اور وہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے **جمہور** نے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور **خونخوار** سے نذر دلائی اور ماجراے دو شین عرض کیا بادشاہ نے **خونخوار** کو براہ عنایت خلعت سے مخلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر **لقا** مین ایک کہرام برپا تھا یعنے رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا کوئی گریبان چاک تھا **پیکان** نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دی دلداری کی پھر خداوند سے کہا کہ مین جا کر بہاڑ پر سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہوگی یہ کلمات سنکر **لقا** کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ **صدف** جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل جنگ بجوا کر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤن **پیکان** نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ حکم سنکر صدف سحر کر کے اُٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین دن بھر سحر جگایا کیا جبکہ صدف چرخ سے گوہر تابدار کوکب ظاہر ہوے اور رشتہ عقد ثریا ہمسلک مالہاے در شہوار ہوا کہ **ابیات**

چو از تیرہ شب روز روشن نہفت		طلایہ برون رفت جاسوس خفت	
شب تیرہ پہلو بہ بستر برد		بطالع تر دوری ستارہ شمرد	

شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا صدا اسکی مثل موج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ **بیت**

شہا شہریارا جہان دادرا		فلک پایگہ مشتری پیکرا	

آج پھر گبران نا ہنجار آمادۂ کارزار مین نقارۂ رزمی بجا ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہے

شاہ اسلام نے نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا جسدم کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دود افگنی ظلمت شب سے رہائی پاکر خلل یغماد ظلم کے روشنی پذیر ہوا کہ **نظم**

دگر روز کاین ساقی صبح خیز دو لشکر چو دریاے آتش دمان		زمے کرد بر خاک یاقوت ریز کشادند بازاز کمینہا کمان	

امیر مسجد سے در دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر لڑے کردفر سے داخل دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لشکر حریف بھی آکر صف آرا ہوا اور بعد ترتیب لشکر **صدف** نے اژدر آکر للکارا مبارز طلب کیا **خونخوار** شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا **صدف** نے ایک ناریل سحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہوگیا اسنے باندھ کر لشکر مین اپنے بھیجدیا اور پھر طالب رزم ہوا دس سردار پڑ پڑ جاکر اسیر ہوے اسوقت **چالاک** عیار جو رکاب امیر کی تھامے تھا چھوڑ کر سمت صحرا گیا اور خلل مبارزان عرصہ شجاعت کے تلوار و تیر ترکش وغیرہ ہتھیار جسم پر لگاکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر للکارتا ہوا سامنے **صدف** کے آیا **بختیارک** نے اسکو دیکھکر کہا اے **پیکان** مرغزادے لڑنے آئے ہین اپنے سردار کو بلا تو نہین مارا جائیگا **پیکان** بولا کہ تو واری ہو ادھر **صدف** نے ناریل سحر پڑھکر چاہا کہ لگاؤن **چالاک** نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ کاسہ سر اُسکا ترش کر دور گرا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا **بختیارک** صلوٰۃ پڑھنے لگا سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو مین گرفتار ہوے تھے ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین قید دیکھکر زنجیرین بیڑیان توڑ تلوارین مارتے چلے **پیکان** نے کہا انسے کوئی نہ بولے دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر طبل امان بجواکر پھرا **امیر** بھی داخل بارگاہ ہوئے لشکریون نے کمر کھولی مگر **غبار** جادو اور **اتیت** جادو سے **پیکان** نے حکم دیا کہ تم جاکر پہاڑ پر سحر کرو وہ دونون پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک سے لیپ کر چھڑکا دیا اور اسی خون سے بناکر منقل آتش روبرو رکھکر سحر پڑھا اور تل منقل پر جلائے کہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ زمین مین سما گیا لشکر اسلام مین سب بآرام بیٹھے تھے کہ یکایک زلزلہ آیا زمین شق ہوگئی لوگ غرق ہوئے **چالاک** وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی حد سے باہر نکل گئے اور لشکریان اسلام بارگاہ سلیمانی مین دوڑ کر چلے آئے امیر سے آکر ماجرا بیان کیا اور جہانتک اس بارگاہ مین لوگ سما سکے آکر ٹھہرے باقی بھگدڑ پڑ گئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے شکیزے پانی کے لیکر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج مارتا ہوا ظاہر ہوا امیر نے جہان تک حصار پانی سے کھینچدیا ہو وہان تک نہ زمین شق ہوئی نہ دریا سے

آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہو گیا راہ آمد و رفت بند ہوئی امیر کہان تک حصار باندھتے کیونکہ لشکر کئی فرسخ تک تھا جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے وہ تو محفوظ تھے اور باہر کے آدمیون مین تلاطم تھا بھگدر پڑی تھی حتی الامکان بھاگ کر حصار مین فوج نے اپنے تئین پہونچایا تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ خیام اور بستر سب غرق دریاے آتش ہو گئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہواے سموم چلتی ہی مچھلی بازو کی آگ اُگلتی ہی اس طرح رو ئین رو ئین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن سے جاری ہی ظاہر ہی کہ یہ شرارت انسانون کی ہی جو فرقہ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین ابلے دانون کی طرح بھنتے ہین کہ **نظم**

شعلے پیدا اٹھے پیرہن سے — چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تن کوہ — برفستان مین تھا مسکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا — اولے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا — آہون سے دھوان نکل رہا تھا
دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
سد ودھی سیف کی روانی — قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجادے بچھاے اور دعا درگاہ مین خدا کی کرنے لگے اور اس طرف عیار صورتین بدلکر لشکر **لقا** مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو اسیسان لشکر عدو نے یہ خبر **لقا** کو پہونچائی اس گبرکو موقع افتخار ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا کیسا غضب مین نے بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہی یہان تو یہ تذکرہ ہوا ادھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے انمین سے **ترک خطائی** اس طرف جا نکلا کہ جہان پکان کا باورچیخانہ ہی یہ ازبسکہ بشکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے بُلایا وہ سمجھا کہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہی کچھ تو سبب ہی جو بُلاتا ہی غرضکہ اُٹھکر قریب آیا اس نے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہو چکا ہی سزا دینا واجب ہی داروغہ کا یہ کلام سُنتے ہی جی چھوٹ گیا اسنے کہا گو کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہی جلو دیوانجی سے تمھاری سفارش کر دون کہ حساب ٹھیک کر دین داروغہ اسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اسنے مقام تنہائی پر اسکو لا کر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اسکی بنا پیرہن اسی کا پہنکر اور اسکو زیادہ تر بیہوش کر کے گٹھری باندھکر جنگل مین لا کر مار ڈالا اور آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا

آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور وہان پیکان کو جب بھوکھ لگی تو دربار سے اُٹھکر آیا کھانا طلب کیا وارد نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا دیا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھا چکا چاہا دربار مین جاؤن مگر سر پھرنے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی آخر سب بیہوش ہوے ینرک خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر میخوار جادو نام باہر سے آیا اسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص پیکان کو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھتے ہی سحر سے ینرک کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہی اسنے کہا عیار ہون اور قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا میخوار سارا حال سُنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کراؤن جب بارگاہ کے باہر آیا سرہنگ مصری عیار بھی بہر عیاری آیا تھا اسنے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے میخوار غافل تھا اُلجھکر گرا جب تک سنبھلے سنبھلے اس نے خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل اور شور برپا ہوا ینرک اور سرہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور سُنکر دوڑے بارگاہ مین آکر پیکان وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے پیکان کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار ہوکر دربار خداوند مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار مین جا کھڑے ہوے پیکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجھکو قتل ہی کر چکے تھے بختیارک بولا کہ آج بچ گئے تو کل قتل ہوے اب بچنا دشوار ہی مرشدزادے دریلی ہلاک ہو چکے اسی گفتگو مین غبار اور اتیست بھی پہاڑ پر سے آئے بختیارک نے کہا تم نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہی یہان ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے اتیست نے یہ سُنکر غبار سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ سبز ہی وہان ایک احاطہ سحر بنا ہی اور اسمین ایک جوگی بیار دوست اور اسکے چیلے رہتے ہین وہان چلکر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم دریاے آتش مین غرق ہوجاتا مگر حمزہ نے حصار کر کے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کر کے سارا سحر دن بھر مین باطل کردیا یہ کہکر کوہ سبز کی طرف چلے اس وقت بختیارک نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتادیا عیار وہان پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سُنکر اتیست ہنسا اور کہا جو وہان آئیگا مارا جائیگا ہم اسلیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہی کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی محال اور دشوار ہی یہ کہکر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے عیار بھی انکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناء راہ مین چالاک اور ابوالفتح سے ملاقات ہوئی اور کل حال انسے بیان کیا انھون نے کہا تم ذرا دیر

یہین ٹھہرو ہم کوہ سبز کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحر احاطۂ
سحر کے قریب پہونچے دیکھا دروازہ بند ہو یہ سحر سے دیوار پھاند کر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا
کہ چور آئے انھون نے قریب جاکر جوگی سے اپنے تیئن ظاہر کیا اسنے پہچان کر اتیست کو گلے سے
لگایا مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد
انکے لیے بھوجن لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیست نے کہا چیلے تنتے
پانی سے فراغت کر لین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ چیلے گویا
ہوے کہ بابا جی دارو تو نہین رہی ٹھنڈھائی یعنے بنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے لے آؤ دو چیلے
نکلکر روانہ ہوے جب کوہ سبز سے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار احاطۂ سحر ساحر بنے ہوے
ڈھونڈھتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطۂ سحر مین ہمارے مالک گئے ہین
تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیست کے نوکر ہو عیارون نے کہا ہان چیلے
بتانے لگے ادھر سے پھر کر یون سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا اسکے آگے ببول کا جنگل ہی اسمین
ہو کر جہان ندی ملے اسی کے کنارے احاطہ بنا ہی عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو
انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون
نے بیضۂ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہوئے یہ انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب
کی آغشتہ بدارو ے بیہوشی لیکر اسی پتہ پر جو سن چکے ہین چلے اور آکر احاطۂ سحر مین پہونچے دیکھا
کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل دشمر سے پھولا پھلا ہی بیچ مین چبوترے پر جوگی کانون مین
کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے ڈالے بھبھوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہی
دونون عیارون نے بوتلین جاکر سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے
فوراً کپیان بھر بھر کر پینے لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے جو دو
ایک وہان تھے بنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہی اور وہین سل بھی ہی اسوقت گھوٹنے مین حصہ ہوگا جاکر پیس لاؤ مگر ذرا
زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار گئے اور بنگ پیسکر چھانکر بیہوشی ملا کر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے
باقی لٹیا مین بھر کر سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے
عیارون نے سب کے سر کاٹ ڈالے غل اور شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ
حصار آتش جو گرد لشکر تھا غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب
پڑی جواسیس لشکر لقا خبر لیکر گئے اور بعد ادائے مراسم ادب بعرض رسا ہوئے لشکر عدو نے سحر کی آفت

سے نجات پائی اور شیطان پکارا کہ وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہی پیکان کو اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہین جو آپکی مدد کرتا ہی وہی مارا جاتا ہی لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لایق ہوا جو مشیت ایزدی مین دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا پیکان خفا ہونے سے خداوند کے ڈرگیا اور خاموش ہو رہا ازبسکہ اس ماجرے کے گذرنے مین دن ختم ہوچکا تھا اور شب شل جوگی کے کنڈل ہالۂ ماہ کا کان مین ڈالکر احاطہ چار دانگ عالم مین آئی تھی اور ستارون کو چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ بمقتضائے

ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ چنان گنجے از در فشاند	کہ مہد زمین گاؤ بر گنج راند

پیکان نے طبل جنگ بجادیا جسکی کیفیت شمع ہمایون شاہ اسلام مین ہرکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارہ سکندری بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال وقتال کی کرنے لگے ادھر بختیارک نے کہا اے پیکان آج تم بچتے نہین معلوم ہوتے اسنے کہا تو ضرور سچا ہی لیکن مین بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چار شمع سحر پڑھکر چار سمت بارگاہ کے روشن کرکے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیجدیا اور سرایچے بارگاہ کے اٹھوا دیے کہ روشنی دور تک شمعون کی پھیلی غرض ایسا بند وبست کرکے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکرون مین ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر مین چلے کہ بن پڑے تو پیکان کو اس شب خواب مرگ مین کرین اس ارادے پر جب لشکر اعدا مین پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سراپچے اٹھے ہین شمعین روشن ہین پیکان آرام کر رہا ہی حاجب دربان کوئی نہین سناٹا ہی یہ دیکھکر باہم کہا اسمین کوئی اسرار ہی ہم سب یہان ٹھہرین ایک شخص جاکر عیاری کرے آخر یہی کیا سب ٹھہر گئے اور سرہنگ آگے بڑھا جب شمع کی روشنی مین پہونچا سوجھنا موقوف ہوگیا ناچار پھر آیا علیحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا یہ سمجھا آنکھ مین وہان کچھ پڑگیا تھا یہ سوچکر آنکھ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعین سحر کی ہین اب کی پھر کر اپنے ساتھیون پاس آکر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو اوپر جلنے دو یہ کہکر چالاک ایک گوشے مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس جگہ پر تھی وہان پہونچا خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور

زمین فولاد کی طرح سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے باہر نکلکر منھ اُسکا بند کرکے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھکر شمعون کو پتھر مار کر گرد برد کریں اور ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اُلٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر وہ رات تمام ہو گئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس بربا نیگان شعاع آیا اور خیل انجم ہندی شب آماجگاہ خدنگ فنا ہوا کہ بمقتضاے نظم

دگر روز کین ترک سلطان شکوہ — ز دریاے کین کوہ برزد چو کوہ
گرایندہ شد ہردو لشکر بجون — علم برکشیدند چون بے ستون
درآمد ز دریا بہ غریدن ابر — زہر بیشہ سر بر دون زد ہزبر

سپاہ ہرد وسوکینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے لقامع پیکان روسیاہ کے با فوج بیشمار وارد ہوا تیغ گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردون کے غبار رستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع ملا فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے مذمت دُنیاے فانی سُنائی کہ بیت نہ اسفندیار جہانگیر گرد + کہ از چشم زخم جہان جان نبرد + ہان دلیرو نہ اسفندیار ہی نہ رستم وستان ہی فقط ناموری کی باقی داستان ہی تم بھی گوے شجاعت میدان سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان پھولون کی چھڑیان بجاے تیغ و تیر وسنان کے لیے میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب کا بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے نسیم یہ شہزادہ گرمی مین آیا ہی اسکو ٹھنڈا کر دے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہواے سرد کا آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد لمحے کے یہ جب ہوشیار ہوا اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا اے شہزادہ خداوند سامنے کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو فرامرز اسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے لقا کے گیا اور سجدہ کرکے صف لشکر مین اسکی جا کھڑا ہوا اس گبر نے کہا آخر میرے بندے ہین کہانتک نہ مجکو پہچانینگے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان نے پھر مبارز طلبی کی سرداران فرامرز ایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اُسکے سحر سے لقا پرست ہوئے چار سو سردار شہزادہ مذکور کا جب جا چکا اُسوقت علم شاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے مگر ان کو بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہواے سرد کا کھا کر اول تو بیہوش ہوئے اور دوبارہ پھول کی چھڑی سے لقا پرستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی ہزار

سردجرار آزمودہ کارجا کر دشمن کا خبر یک ہوا جسوقت کہ ہندوے شب حقالی راہ کی لیکر پوجا کرنے آیا اور ترک خاور مثل شہزادۂ مغرب کے سربسجود ہوا کہ ابیات

بدینگونہ تا شب درآمد بسر
نشد زخم کس درمیان کارگر
بہ مہلت زشب عذرخواہ آمدند
زمیدان سوخوابگاہ آمدند

لشکروں میں طبل آسایش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا عیار فکر عیاری میں راہی ہوئے اس طرف لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہ ہائے گوہر نگار رہنے کو اور کنیزان فاخرہ لباس وماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائین اور بارگاہ مین روبرو اپنے کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دین اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ہر ایک نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی اطاعت نکریگا ہم اسکے دشمن ہین لقا ان باتون سے بہت خوشنود ہوا اور حکم کیا کہ یہان جو دریا کہ واقع ہوا ہے کنارے اسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ وساز وسامان خسروانہ مہیا ہو کہ مین ان شہزادون کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم اسکے روانہ ہوے ایک بیشہ سبز وخرم برلب آبجو تجویز کر کے تعمیل حکم کرنے لگے روشنی بہ از فروغ مہر وماہ کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کے روبرو چہرہ ماہ داغی نظر آیا نظم

چو بیشو چراگاہ آمد پدید
کہ از خرمی سر بمینو کشید
پے آہو از چشم انگیختہ
چو پر نیفہا نافہا ریختہ
سوادے کہ در روے سیاہی نبود
دگر بود جز پشت ماہی نبود
برآراست بزمے چو روشن بہشت
کہ دندان شیران بران سرشت
نشاطے قرمزی ساختند
نشاطے ہم از قرمز انداختند
نشستند برامش زہر کشورے
غریب اوستادے ورامشگرے
نواساز خنیاگران شگرف
لقا نون نوازان برآوردہ حرف

جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا اور لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط مین آکر بیٹھا اسوقت صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف وصبح رخسار کا مثل سحر خیزی کے خندہ زن ہونا اور ایک لطف تازہ اور مسرت بی اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زیور جواہر کار پہنے حاضر تھے شراب یاقوت رنگ سے دل ودماغ مالامال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ بختیارک نے کان مین خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسحور بسحر ہین اسوقت شراب ہمارے یہان کی کہ انکے نزدیک کافر ہین

پی لینگے مگر جب انکو ہوش آئیگا اور ساحرون کے پیکان بھی مارا گیا تو پھر یہ لوگ
اس طرح بڑے طور سے پیش آئینگے کہ جان نہ بچے گی کیونکہ کہین گے ہمکو شراب کا فرو خیر مدہ سے پلا کر
خراب کیا لازم ہی کہ ان مین سے ایک شخص سے حکم دیجیے کہ ہمنے سنا ہو کہ اہل اسلام مین شراب
عمدہ ہوتی ہی تم جا کر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی ہاتھ لیے سب اپنے بھائی بندون کو پلاؤ لقا نے
اس راے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتین آموختہ شیطان کہین فرامرز اٹھکر لشکر اسلام مین
گیا طلایہ دار نے اپنے شہزادے کو دیکھکر منع نہ کیا سوچا اگر مانع ہونگا یہ مجھکو مارینگے اور مین اپنے
ہاتھ نہ اٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادے کو دیکھکر میخانے سے پکر پکر تنگہاے شراب لایا اور سب کو
پلانے لگا جلسہ ناؤ نوش شروع ہوا اور عیاران اسلام بھی اس دشت مین پھر رہے تھے
ان مین ابو الفتح قریب انجمن گیا اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اسنے دو ڈھیلا
حباب بیہوشی اسکے مارا کہ وہ چکر کھا کر گرا از بسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ
اٹھا کر الگ لایا اور پیراہن اسکا لیکر صورت اسی کی ایسی بنکر محفل مین آیا اور جام شراب آغشتہ
بیہوشی سامنے پیکان کے لایا اسنے اسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور سحر کیا کہ روغن
منہ پر سے عیاری کا اڑ گیا اسنے گرفتار کر لیا اسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر
نہوا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن بھر جمع رہا جسوقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی زرد
اٹھایا اور پرند مشکفام حریر سیاہ شب کو عالم مین بچھایا کہ **نظم**

چو شب قفل فیروزہ بر زد بہ گنج	تراز دے کا فور شد مشک سنج
ز لشکرگہ شاہ فیروز مند	غریوے برآمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جا کر بہزاران احترام خبر دی اس طرف بھی دہل و نقارہ
نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلون مین خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل بڑا معرکہ پڑیگا ہمارے سردار
جو سحور ہین انسے سامنا ہوگا اسطرف خشوع و خضوع و زاری تھی اس طرف ناؤ نوش و کامگاری
تھی پیکان اور نجتیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھکر چوسر کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت
فراش و خدمتگار کی بنکر بارگاہ مین پیکان کے گئی اسوقت پرچھائین پیدا ہوئی اور کان مین
اسنے کہدیا کہ عیار آئے ہین پیکان نے ہنسکر کہا کہ ملک جی عیار آئے ہین وہ یہ سنتے ہی ایسا
گھبرایا کہ اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹ رہا اور حکم کر دیا کہ جو کوئی یہان
آئے اسکو منع نہ کرنا ملازم سب بغیر پہرا اور چوکی کے جا کر سو رہے عیار بھی چلے تو چلے آئے

تھے دوبارہ ساحر بیکر بارگاہ مین گئے ایک جھونکا ہوا ے سرد کا انکے جسم پر لگا کہ وہین بیہوش ہوکر پڑرہے اسی سحروساحری اور ترتیب لشکر مین وہ رات تمام ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبرشمیم کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب نوشین سے بیدار ہوکر سریر سپہر پر آیا کہ بقول ے

ابیات

سحرگہ کہ مشکین پرند طراز	بدیبا ے عودی بدل گشت راز
یکایک یلان جملہ برخاستند	برفتاری سشاہ برخاستند

امیر عدو گیر و دولت شاہ گردون پناہ بر مع سرداران خیرخواہ کے آئے اور شاہ کے ہمراہ چلے اور ادھر پیکان جب اٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کرکے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر فوج آپ لیکر چلا ساحر بت گلون مین ڈالے مرکب اڑاتے شان و شوکت دکھاتے میدان مین آکر ٹھہرے بیلچہ کارون نے پستی و بلندی کو ہموار کیا اور سقون نے گرد و غبار ٹھایا کرکیت کڑکا کہنے لگے صف آرا میمنہ او میسرہ درست کرتے تھے نظم

سوے میمنہ رومی و بربری	چو یاجوج در سد اسکندری
سوے میسرہ تنگ چشمان چین	شدہ تنگ از انبوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بہر حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ امیر اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کردینگے اور یہ لوگ قابو سے نکل جائینگے اس راے کو اس گبر نے پسند کرکے پیکان کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اس بیحیا نے شوم جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان مین بھیجا اسنے سحرسازی اپنی دکھا کر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلہ مین گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھاگئی اور شہزادہ نے اسوقت دل قوی کرکے تلوار اس روسیاہ پر لگائی اسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا کہ شہزادہ مع مرکب کے پتھر کا ہوگیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جاکر مقابل ہونے لگے مگر سب پتھر کے ہوئے اسوقت شاہزادہ کورج بن بدیع الزمان مرکب اڑاکر سامنے گیا پیکان نے شوم کو بلالیا اور خود نکلکر سامنا کیا اور پکارا کہ اے نسیم اس شہزادہ کو ٹھنڈا کر فی الفور ہواے سرد کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا تھا کہ اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اورون کے جاکر لقا پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اسکا بھی یہی حال ہوا طول تقریر کہانتک آج قریب

سو سردار نامی کے پتھر کا ہو گیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا
جس وقت کہ بہار کہن بطرز نو چمن نیلوفری فلک مین گل ہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی
چینی نگار بنی کہ **ابیات**

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ — رخ و زلف آراست از مشک ماہ
صدف بود گفتی مگر ماہ و چرخ — درو غالیہ سود عطار کرخ

لشکرون مین طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کرکے آسودہ ہوئے امیر نے قصد کیا کہ جو نظر
یہان نہین ہین اُنکے بارے مین ٹونا جاری ہی اور جو پتھر کے ہو گئے ہین اُن پر جاکر اسم اعظم دم کرین
اور رہا کرلائین غرض اس طرف چلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہریار لشکر حریف نے ان
لوگون کا محاصرہ کرلیا ہی جو پتھر کے ہو گئے ہین اس خیال سے کہ امیر سحر باطل کرکے چھڑا لیجائینگے
اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے مین لڑائی ہوگی پھر لڑائی تو ہونی ہی ہی رات کو جنگ و جدال
سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے تو وہ لوگ آپ ہی رہا ہو جائینگے اور فی الجملہ یہ تو نظر بفضل
کریم کارساز کرکے ٹھہرے اور اس طرف **لقا** پھر لب دریا آکر عیش مین مصروف ہوا ویسا ہی جلسہ
دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی رخسار سادہ کو پلایا **نظم**

یکے مجلس آراست از دو دمی — کہ مینو شد شہر شش بر آورد می
بمی لہو میکرد با مہتران — منرد ساغرش ہر دو از می گران

عیاران اسلام بھی تدبیر مین پھرنے لگے اتفاق سے **پیکان** محفل سے اُٹھکر چوکی پر بہر رفع
احتیاج گیا **چالاک** نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت اسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے آیا اور
اشارے سے **شتوم** جادو کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھکر اُٹھا **بختیارک** نے پوچھا کہ کہان چلے اسنے کہا
حاضر ہوتا ہون میرے مالک بلاتے ہین یہ کہکر قریب **چالاک** آیا اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہ علیحدہ
آؤ کچھ مشورہ کرنا ہی یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اس طرف سے چوکی پر سے **پیکان** محفل مین جب آیا
بختیارک گویا ہوا کہ آپ **شتوم** کو بلالے گئے تھے وہ کہان ہین اُسنے کہا مین نہین بلالے گیا
بختیارک بولا کہ ہاے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اُنکا کام تمام ہی **پیکان** اور چند ساحر
روشنی لیکر صحرا کی طرف دوڑے اور یہان **چالاک** نے بعینہ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کیا تھا اور قتل
کیا چاہتا تھا کہ غلغلہ بگیر بگیر سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اسکو کندھے پر لاد کر بھاگا ساحرون
نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہی **پیکان** نے پوچھا کدھر ایک نے کہا کہ ابھی اس طرف کو کوئی گیا ہی

یہ سنکر سب اسی طرف دوڑے چالاک کود کر جنگل سے حد لشکر لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے
لینا لینا کا شور سنکر سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار اور لشکری دوڑ نکلے اس طرف سے ساحر آتے ہین
تم اپنے لشکر تک پہونچ نہ سکو گے یہ سوچکر ادھر ادھر گھبرا کر دیکھا از بسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت
دیا ہو تو شب کو بھی دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہی ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کر کڑاتا
اور کھولتا ہوا تھا اسنے شوم کو اس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچکر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان
چھوڑکر بھاگا اور شوم مثل بھنیہ کے تل گیا اور صدا اسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے لگے اور
بختیارک نے کہا فی النار والسقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشدزادے کیا صاف طور پر عیاری کرتے
ہین ادھر پیکان سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر آ گرے اسنے بھی
خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اسوقت بقدرت خداے تعالی سردار جو سحر سے شوم کے پتھر ہو گئے
تھے انسان ہوئے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل لشکر حریف مین ہم کھڑے ہین
یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج پر گرے چالاک کو لوگ چھوڑ کر ان کی سمت متوجہ
ہوئے یہ تو جست و خیز کر کے نکل گیا اور فوج مین مچا کچھ تلوار کا بلند ہوا لشکر از بسکہ فرسنگہا فرسنگ
تک اترا ہوا ہی آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن
شور و دار و گیر برپا تھا لقا کا جلسۂ عشرت مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہو کر کنارے لشکر
کے آیا سردار امیر کے جو لقا پرست ہین انھون نے کہا ہم ابھی جاکر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین
بختیارک نے انکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہی فی الجملہ جب تک دریافت
کیا جائے انتظام کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون کے
ہمہمون سے دشت گونجنے لگا اور تلوارون کی شپا شپ اور سائین سائین صداے تیر و تفنگ
سے رن بولنے لگا ہتھیارون کے چلنے سے ہوا تند ہو گئی گویا صرصر اجل باغ دہر مین چلنے لگی
کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ بمقتضاے

نظم

کلد کو بہ گرزہ اسفت جوشش — برآورد از گاو گردون خروش
پلارک بکا درسم نقرہ گون — زمہرہ برآورد گاورس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گزار — چو مرغ دو پر بر سر مرغزار
زنیزہ نیستان شدہ روے خاک — زگوپال ہا کوہ گشتہ مغاک
سنان بر سر سوے بازی کنان — بخون روے دشمن نمازی کنان

زغریدن شیر در چرم گرگ	شدہ فتنۂ خمر در اسر بزرگ
سنان چشمۂ خون کشادہ زرنگ	برو رستہ صد بیشۂ تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلوارین مارتے لشکر سے نکلکر اپنے خیمے وخرگاہ کی جانب چلے طلایہ دارنے بچانکر داخل خیام کیا اور ادھر ساحرون نے بڑی جدوکد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی جدوکد و دوادوش مین بسر ہوئی یہانتک کہ ترک خاور بعد کرو فر تیغہ مہر لیکر ہندوی شب کے مقابلہ کو نکلا اور اسکا شور سنکر سیارگان روبفرار لائے کہ **نظم**

برآورد مرغ سحر گہ غریو	چو سر سائے از نور وصبحی زدیو
پرستش کنان خلق برخاستند	پرستشگری را بیارا ستند

صبح کو شاہ اسلام دربار مین تشریف لائے سردار جو رہا ہوکر آئے تھے انھین خلعت عنایت کیے اور اسطرف لاشین ساحرون اور سپاہیون کی اُٹھوائی گیئن **بختیارک** نے کہا کہ ای پیکان تم بچے رہنا اور آج کا دن مجھکو تمپر بھاری معلوم ہوتا ہی **پیکان** اسکے کہنے سے خائف ہوکر بولا کہ مین جاکر خیمہ مین تنہا بیٹھتا ہون اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کرونگا آج اسم اعظم بندکرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑواکر اسکا عوض لونگا جیساکہ میری فوج آپس مین لڑی ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش پلنگ میخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم وملازم چلے آئین اس حکم کو سنکر ملازمان **لقا** بہر ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیارون کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حریف مین کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استادہ کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے نکلکر علیحدہ گئے اور لنگیان باندھکر انڈویان سر پہ رکھکر مزدور بنکر اس جگہ آئے کہ خیمہ جہان لدرہا تھا عرض کیا کہ اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین دار وغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پہ سارکی قنات رکھی دوسرے کو میخانے کی کشتیان اور کچھ بوتلین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کرنا چاہا **چالاک** نے داروغہ کو ہاتھ باندھکر یہ سُنایا کہ مالک میرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اس خیمہ مین بٹوا میرا رہگیا ہی اور اسی مین تمام عمر کی کمائی ہی آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب بیچارہ مرجاؤنگا یہ کہکر چپکے سے کہاکہ ایک اشرفی آپ کو بھی دونگا داروغہ بمصداق **مصرع** طمع را سہ حرفست

ہر سہ تھی + لالچ مین آکر سوچا کہ چلکر تھوڑا اسکا حاصل کرو آدھا تو اسکو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہی
پر کیا کرے گا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشہ مین پہونچا عیار نے بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا
اور پیراہن اسکا لیکر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بناکر اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے
مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور
رہجاینگے مین تنہا انتظام کرلونگا کیونکہ پیکان کو خوف عیارون کا بہت ہے بدین لحاظ کسی کا ٹھہر
اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہی تھا برارشاد اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار
ہین رہ گئے ازبسکہ اُن سے کہا کہ جلد خیمہ کے چارطرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھادو
ہر چہار سمت نقب لگادو عیارون نے ہر ایک جانب سرنگ لگاکر دس گز کے فاصلہ پر خیمے
سے رکھا اور چادرین پھاڑکر بارود مین بھرکر سر نقب پر فلیتے لگاکر چھپادیے اور ہر ایک عیار نے
جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بہرضرورت رکھتے تھے نکالکر سرنگ مین بچھادی فلیتے لگادیے
اور کشتیان شراب ناب کی چنکر گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ سب طور کا سامان درست
کیا اور اس طرف پیکان سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہے آج حجت ختم کرنا چاہیے یہ
تجویز کرکے ایک نامہ لکھکر خدمت امیر مین بھیجا اہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار
عدو کا آتا ہے بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا
اسلیے کہ نامہ دار لقا پرست ہے ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب نامہ پڑھا لکھا
تھا کہ یا امیر آپ ابھی اگر خداوند کو سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک
تن بھی زندہ نہ رکھونگا نامہ پڑھکر امیر نے نامہ کے جواب مین لکھا کہ بعد حمد خدائے تعالیٰ و درود
بر محبوب ذوالجلال و خلیل اللہ بیمثال کے اے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے
خداوند سگ زرد برادر شغال کو سوائے لعنت کرنے کے کلمۂ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت
پر قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر ہمکو بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہے جو ہر حال مین شریک
پروردگار ہے یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان کے پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا
ہی فرقہ عدو کی دامنگیر ہے یہ کہکر اٹھا کہ خیمہ مین جاکر اسم اعظم بند کردون بختیارک نے کہا کہ میری خاطر
سے اتنا دن جو باقی ہے یہان تشریف کو رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہے ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین
دیکھیے پھر ہم کہان اور آپ کہان پیکان ان باتون سے اسنکر بیٹھ گیا اور کہا ملک جی تم میری
برائی ہمیشہ چاہتے ہو بدکلمہ منھ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے کوئی ہیکڑی جتاکر بچا

نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطے ساحری کا بہت ہوشیار رہنا آج کسی طور تم نہ بچو گے فی الجملہ نہین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار روزگار نے قصر فلک سے قبۂ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمہ ربع مسکون مین سواد شب کی بارود کو بچھا کر فلیتہ سلک ثریا لگایا نظم

چو شب عقد خورشید برہم شکست	عقیقی در آمد شفق را بدست
ز اندیشہاے چنین ہولناک	دو لشکر غنودند با ترس و باک

شام ہوتے ہی پیکان اُٹھکر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنا بر حکم اسکے طبل جنگ پر ڈال دیا گیا میان خبری اور تومیان وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس حربی بجا صدا اسکی جس نے سنی کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہوگا یہ سمجھکر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اوداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بیغیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی تھی کہین ہنسی دل لگی ہوتی تھی کہین خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر تشیز آسا تیز تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ پلارک آبدار ہی ہمارے روبرو گیدی اسفندیار ہے بیت چو دست از عنان سوے خنجر کشیم + بداندیش را دام در سر کشیم + غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور پیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ و راست دیکھتا بھالتا خیمہ مین آیا مزدور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اسنے مجرا کیا اسنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ اب تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمہ کے جھٹکا کر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ بے کھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرلے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدلکر بہر قتل پیکان خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک اُسکے پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہو کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوئے افسوس کہ اس ساحر بحیا سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رکے اور رونے لگے اور صحرا مین آکر دست بدعا ہوئے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچالے کہ فرد تو داری مرا پایۂ گاہ بلند + تو ام دستگیر اندرین

پائے بند ہے یہ سب دعا مین مصروف ہوئے اور وہان عیار خیمے مین کچھ فاصلے سے گھات مین لگے
رہے جب پیکان آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالی مین رکھکر اور جو کا دیکر سحر پڑھنے مین مصروف
ہوا اور اگیار پر شراب ڈالکر بیرون کو بلانے لگا اُسوقت چالاک اور سمک وغیرہ نے بسم اللہ
کہکر قدم بڑھایا اور وہان کچھ بہرا چوکی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن
کر دی تھین اور دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانے ماش
اور سرسون کے چھٹکا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلہ پر
مہرہ بنا چکے ہین اُنھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگا دی اور فوراً وہان سے ہٹ گئے
العیاذ باللہ آگ لگاتے ہی ایک صدائے ہولناک سرنگ اُڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند او
اگیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھاکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت سے اچھل کر
گر پڑا اور بختیارک آپ سے آپ گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہائے بڑی چوٹ دل مین لگی جملہ حاضرین
دربار اور لشکریون کے کان گنگ رہے دیر تک سائین سائین کے سوا اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا
اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند
لقا کو غصہ آیا ہوا اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی مگر اور دل لگی سُنیئے کہ پیکان
کے مرنے سے تاریکی ہو گئی اور شور وغل از خود پیدا ہوا آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران
امیر کہ سحر سے اسکے لقا پرست ہو گئے تھے وہ سب ہوش مین آگئے اور اپنے تیئن بت پینے دیکھکر
تلوارین کھینچکر بارگاہ مین لقا پرستون کو قتل کرنے لگے وہ سب خائف تو تھے ہی گھبرا کر بھاگے اور
لقا بھی سراپچہ پھاڑ کر بدقت تمام جان کو سلامت لے گیا سردار بارگاہ سے باہر آکر لشکر پر گرے اس
اندھیرے مین یہ اور اندھیر ہوا انھون کی طنابین کٹین مرکب نقب اُڑنے کا دھاکا لشکر رسیان توڑ کر ہوا
کی طرف بھاگے فوج مین بھگدڑ پڑ گئی اور بختیارک اور سلیمان کملیان اوڑھکر ایک غار مین
اُتر گئے اور اوندھے پڑ گئے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے وہان پڑے ہوئے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے
تھے اور سُن رہے تھے کہ لوگ رو رہے ہین کوئی کہتا ہے ہائے بھائی کدھر جائین کوئی کہتا ہے لے
میرے واتایہ کیا کیا ارے میرا بیٹا خیمے مین رہگیا کوئی گویا ہے یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ
بچین گے یا نہین کسی کے لب پر نالۂ جانکاہ ہے کہ ہائے میری ایک رات کی بیاہی دلھن نہین
معلوم کدھر گئی خدا کو معلوم کہ اسپر کیا گذری ہو گی کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے مین
مٹی خراب ہوئی گھوڑون کی ٹاپون سے کچل گئی ہونگی کوئی اپنی بہن کو یاد کرتا تھا لڑکے باپ کے

سینے سے پیٹتے تھے اور ہائے امان ہائے امان رو رو کر پکارتے تھے جنگل سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی صدا آتی تھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فوج آتی ہے لوگ اس طرف سے اُس طرف بھاگ کر جاتے اور پھر اُدھر سے اِدھر بھاگ آتے تھے عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے جاتے تھے کہ ارے بھاگو فوج آگئی اسی ہنگامہ مین بہادرون نے تلوار پکڑ کر اور گروہ گروہ ہو کر صید عدو کرنا شروع کیا مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا نعرے شیرون کی طرح مارے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت اور رن کے رن صاف کر دیے ازبسکہ لشکر لقا اور فرامرز بن نوشیروان اور کوہیون کا ملا کر کئی کرور کا ہے اور اتنے بڑے لشکر مین ممکن نہین کہ سب بودے ہون پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پائے ثبات اس آفت مین بھی گاڑے رہے اور مرکبون پر بیٹھکر داد شجاعت دینے لگے مگر سرداران اسلام قلیل تھے اور لشکر کفار کثیر تھا غوغائے رستخیز بر سارے لشکر مین برپا تھا اس باعث سے جو پلٹن کہ جلادت اور تہوری کر کے بڑھی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی سرداران اسلام کہ جنگ دیدہ اور کار آزمودہ تھے جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے یہ اسلیے کہ اگر مرد مسلمان امنبر دہوگا تو نام اللہ کا سنکر کہدے گا کہ ہم کوئی غیر نہین ہین اور کافر ہوگا تو واصل جہنم ہوگا اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے اور چونکہ قلیل بھی تھے اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے ایمن رہے اور شمشیر نے انکی خونریزی کر کے رنگ گلہائے باغ عالم دکھا دیا نخلہائے قد کی سرتراشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اس شب تاریک مین نقشہ سوسن کے رنگ کا جمایا کہ بمقتضائے ابیات

سپاہ از دو سو جنبش انگیختند	شب و روز با ہم در آمیختند
دہیم چقاچق کہ آمد ز تیر	کفن گشت و در زیر جوشن حریر
ز تگا برنگ درخشندہ میغ	زماہی در تہا برآوردہ تیغ
در آمد لغبر یدن ابر سیاہ	زماہی تف تیغ بر شد بماہ
چنان آمدہ ہر دو لشکر غریو	کزان ہول دیوانہ شد مغز دیو
ز گرد گران سنگ جا لشکران	زمین را ہمین سودہ شد استخوان

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکلکر اپنے لشکر مین آئے یہان جملہ سپاہ تیار تھی عیارون نے پہلے جا کر آمد سرداران بیان کی پھر سردار روان ہوئے اُدھر جو بہادر تھے وہ کٹ مرے اور باقی سمت پھرا دکوہ بھاگے لشکر کے فرار ہونے سے ایک خیمہ مین ابوالفتح عیار قید تھا اسنے جب

کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحرون کے مرنے سے قید سحر کی دفع ہوچکی تھی وہان سے نکلکر اپنے
لشکر کا راستہ لیا لشکر دن مین رات بھر باہم کشت و خون رہا آخر صباغ روزگار نے کسوت نیلگون
سپہر سے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو سرخی گل آفتاب سے گلنار رنگا کر بمصداق ؎

سیہ کار شب چون شود رخت سوز	بروں آتش آید ز گردندہ روز
سحر گو کہ آمد بہ پیکٹ اختری	گل سرخ بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا **لقا** اور **بختیارک** غار سے نکلے فوج نے خداوند کو اپنی بچا کر سجدہ
کیا اور خداوند نے خیمہ **پیکان** کو جاکر دیکھا اس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تو **بختیارک** نے
کہا مزا اس گبر کی یہی تھی بہت لاف وگزاف کیا کرتا تھا مین کہتا تھا کہ مرشد زادے کی شان مین بے ادبی
نہ کرنا نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہوگیا یہ کہکر خداوند کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت نکہت پر بٹھایا
لشکر مین آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کرکے بلا کر آباد کرا یہان تو یہ انتظام رہا اُس طرف
سردار صبح کو دربار مین بادشاہ سے ملے انکے آنے سے امیر نے جشن کیا ہر ایک کو خلعت وزر دیا
چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا کہ بمقتضائے **نظم**

نبودی ز شہ دور تا وقت خواب	مغنی و ساقی و دور شراب
بہ پیرامنش فیلسوفان دہر	جہانراز داد و دہش داد بہر
مغنی سراینده بر بانگ رود	بہ نوروزی شہ نو آیین سرود
کہ دولت پناہا جوان بخت باد	ہمہ سال با افسر و تخت باد

شہنشاہ اسلام کو بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن **لقا** نے یہ نامہ افراسیاب کو پھر تحریر کیا کہ اس
بندۂ قدرت **پیکان** کو غرور ہوگیا تھا اور اسکیا رکسی کا ہمارے پسند نہین بدین وجہ ہمنے اسکو
اپنے بہشت مین بھیجدیا لازم ہی کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کر یہ لکھکر حسب دستور قدیم
پہاڑ پر رکھدیا بنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ **حیرت** کے بارگاہ لشکر مین آیا تھا
اسلیے کہ حیرت انگشتری جمشید لینے جانے والی ہی لشکر کسی ساحر زبردست کے سپرد کرے فی الجملہ
جب بنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کرکے فرمایا کہ خداوند
کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن و امان رہتی بخلاف اسکے سراپا طلسم
برباد ہوا جاتا ہی اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین فرق آتا
ہی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض

پیرا ہوئے کہ **ہوشیار** بن اژدر **سوار** جادو اور **سوفار** جادو بھائی **پیکان** کا یہ دونون حاضر ہوتے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر انکو سامنے بلوایا انھون نے آکر شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے **سوفار** کو شاہ نے نامۂ خداوند دکھایا کہ بھائی تیرے خداوند لکھتے ہین کہ تیرا بھائی مارا گیا **سوفار** مرگ برادر سُنکر زار زار رو دیا اور اُٹھا کہ جاکر انتقام خون اسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے عازم ہونے سے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنے جاے سکونت پر بہر ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جاچکا **ہوشیار** کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کر کے **حیرت** سے کہا کہ تم انگشتری لینے جاؤ **ہوشیار** نے کہا مین تامل کا آدمی نہین ہون آج ہی سب نمک حرامون کا کام تمام کرونگا **افراسیاب** نے یہ سخن سُنکے بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین **مصوّر** شہزادے حیران ہو چکے تو تمھاری کیا چلے گی تم صرف لشکر مین بادشاہ ہی بنے رہو مجھے میلا کرنے دو **ہوشیار** نے سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت دار نکاب عرض کی کہ جب غلام مارا جائے یا عاجز آئے اُسوقت حضور میلا کرین بھلا کیا تابعدار زندہ ہی میلا کرنا ضرور نہین **کیفیت**

صواب آنچنان شد کہ آرم شتاب
کہ آرزم دشمن بود نا صواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمھین اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ **مصوّر** کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہ مخفی ہوکر تصویرین باغون کی کھینچتے ہین اور زوجہ انکی اپنے لشکر کی اور انکی خبرگیری کیا کرتی ہین یہ سُنکر **حیرت** سے کہا کہ اچھا تم باغ **سیب** مین جاکر طیاری جانے کی کرو مین ظلمات سے جاکر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجون گا اور اے **ہوشیار** تم بھی مقابلہ کرکے حوصلہ اپنا نکال لو یہ کہکر سوار ہوکر سمت ظلمات روانہ ہوا اور **حیرت** جانب **باغ سیب** گئی بعد اسکے **ہوشیار** کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو بڑے فکر و اندیشے سے آراستہ کیا پھر ایکدن قریب شام کہ آفتاب تابان مثل **افراسیاب** کے سمت ظلمات گیا اور طلسم عالم مین برنگ نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے **نظم**

نگہبان این مار پیکر درفش
زراندود بر پرنیانے بنفش
رقیبان لشکر بآئین پاس
نگہبان تر از مرد انجم شناس

اس ہنگام مین نفیر سحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے یہ خبر لیکر طائران سحر خدمت مہرخ مین آئے اور گذارش پذیر ہوے کہ فرو بہ روز و خورشید با تاج زر + بپایئن تخت تو بند دگر + ہوشیار نام ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ فاسد اس بیخبر کے ذہن مین آیا ہی اس خبر کو سنکر اُدھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہوے لیکن عیاران لشکر سے عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور زنبیل سے عمرو ایک نوجوان چہاردہ سالہ کی صورت بنا یعنے گلنار جوڑا پہنا ہاتھون کو حنا سے رنگین کیا کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی اور لشکر حریف کا میخانہ تلاش کر کے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھاے در خیمہ پر بیٹھا تھا اس سے بمنت تمام کہا کہ مین اشراف کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون اگر آپ عنایت فرما کر شراب پلانے کے لیے مجکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان کیجیے ساقی نے اسکو ماہ رخسار و مہر تمثال دیکھکر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشے شراب کے لیکر بارگاہ مین جاؤ آج شراب حضور کو پلاؤ کل موقع پاکر حضور سے تمھارے مقرر کر لینے کو عرض کرونگا کیونکہ کم سنون اور خوبصورتون کی تو ہنگام مے کشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہی وہ تمکو فی الفور ملازم کر لینگے عمرو نے یہ سنکر شیشہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سردار گروہ ہوشیار کے بیٹھے ہین دربار لگا ہی وہ بڑے تزک سے دنگل پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر عمرو نے اسکو مجرا کیا اسنے بنظر غور اسکی جانب دیکھا اور سمجھا کہ عیار ہی خیال کیا کہ اسکو پاس بلا کر ہاتھ پکڑ لون اور حال دریافت کرون بس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کر عمرو بھی سمجھا اسکے عزم پر مطلع ہوگیا مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک گیند ہوتا ہی اور عیار ہی اسکو چکنا کر کے آستین مین یا ہاتھ مین پوشیدہ کر کے رکھتے ہین جو کوئی ہاتھ پکڑنا چاہتا ہی وہی گیند بجائے اسکی ہاتھ مین دیتے ہین کہ گرفتار کرنے والا جانتا ہی مین نے ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہین اور وہی گیند کسی وقت اس طرح تاک کر مارتے ہین کہ منھ کھلتے ہی حلق مین آکر پھنس جاتا ہی پھر انسان بول نہین سکتا فی الجملہ عمرو نے وہی بیلا آستین مین مخفی کر کے جام بھر کر پیش کیا اُسنے جام تو نہ لیا لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش دی کہ بیلا ہاتھ مین اسکے رہا اور عمرو نے دونون ہاتھ ڈھیلی کھا کر زمین پر جا کر دونون لاتین اسکی چھاتی پر ماریں کہ دنگل کے نیچے چت گرا ساحر وغیرہ سب بھچک تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی اور وہ جب تک اُٹھے یہ سراپچہ چاک کر کے بھاگا جب وہ اُٹھا پکارا لینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب ملنا کجا یہ جادہ جا کچھ دور جا کر کسی گوشے مین غائب ہوگیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلاے بد ہی

سب صاحب اپنے اپنے خیمون مین جاکر طیاری جنگ کی کرین مین اکیلا اس شب کو بسر کرونگا یہ کہکر دربار برخاست کرکے گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کردیا کہ بارگاہ نظر مردم سے پوشیدہ ہوگئی ہیں عیار ہر چند جویا ہوئے اور ہزار ہا تدبیرین کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر جا بجا ساحر سحر افسون خوانی مین مصروف رہے ڈفلے اور ڈمرو اور نفیرین اور ناقوس بجا کیے اس شب کو ہندوے فلک بھی رشتہ خط استوا مین دانۂ کواکب پرو کر مصروف افسون خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی بازی بروے کار لائیگا کسی کا سینہ چاک کرکے دل وجگر بھینٹ مین لگائیگا اور کسی کو بصورت ناقوس فریادی بنائیگا کوئی بیر بعد تدبیر قبضہ کریگا اور کوئی صورت مار پیچ و تاب کھائیگا آفت وبلا مین پھنسیگا کوئی بصد خرمی تخت روان پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم مین گرکر غزلت پذیر ہوگا خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونون لشکرون مین اسلحے سے بازی رہی بہادرون نے جوہر تیغ آبدار دکھا کر بہرام فلک کی کرکری کردی ترک فلک کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان مین انجم کے دندانے پڑگئے قوس چرخ کے کمان دارون کے سہم کرجی چھوٹے نیزون نے شیران نیستان شجاعت کے خطوط ابیض واسود فلک پر طعن کی بلکہ اپنی سفاکی کے ردبر و بیدادگری سپہر پر طعن کی اسی ساز وسامان جنگ مین فلک دوار نے انقلاب دکھایا سیاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینۂ گوہر آگین اختر لٹ گیا نظم

سپیده چو سر بر زد از باختر
سیاہی نجا در فرو برده سر
دگر بار میدان شد آراسته
ز بیغول ہا نغمه بر خاسته

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوے مہرخ اور بہار بڑی شوکت وشان سے تخت سحر پر با فوج بیشمار سمت جنگاہ چلین نقارے بجنے لگے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوے کہ نظم

ز خاریدن کوہ خارا شگاف
پر افگند سیمرغ در کوہ قاف
ز فریاد خر مہرۂ گاؤ دم
علے اللہ بر آمد زر دینه خم
سیاہ از دو سو ماند ور داوری
کہ دولت کرا میکند یاوری

جب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک پر چھایا اور ہزار ہا شعلے بجلی کی طرح ابر مین چمکنے لگے بعد اس کے زور وشور سے ابر شق ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا پھر تو ہزار ہا بجلیان گرنے لگین کہ میدان کے سب درخت اور جھاڑیان جل گیین ابر سے پانی موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ ہا زمانہ پر کدورت تھا مگر دشت مصفا ہوا نفیر وجھانجھ کی صدائے

رعد کا دم بند کیا تمام عالم پر از شور وغوغا ہوگیا شیر نیستان چھوڑکر فرط ہول سے بھاگے بیابان درندوں سے خالی ہوگئے زمین مثل گوگرد کے بے آب تھی ہوا دوزخ سے بڑھکر جگرتاب تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان سیم ساق وسمن اندام یعنے مہرخ وبہار گلفام نے پرا جمایا دوسری طرف دیو سار داہریں اور بلاہاے سیار نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان میں آکر آگ تھرسانے لگا اور سازرا بنا جاہنے لگا کہ ابیات

کہن پوستینے برآمد بجنگ
ز پانصد سوارش فزونتر شکوه
درآمد چنان اژدہا پارهٔ
سراپای از سر بزرگے درو
بپے خویشتن را ہمی ستود
بکوہا کنم کوه را سنگ زیر
سلاح از تنم رستہ چون شیر نر
نہ زابے ہراسم نہ از آتشے
بگفت این و برزد برابرو شکنج

چو از ژرف دریا برآید نہنگ
چو عفریتی از بحر خون آمده
فرشتہ کشے آدمی خوارهٔ
دہانے فراخ و سیہ چون لوید
کہ سوزان تر از آتشم زیر دود
گرم شیر پیش آید وگر ہزبر
ز پولاد دارم سلاح دگر
بہر دم کشی اژدہا پیکرم
چو ماری کہ پیچد ز سودائے گنج

پیاده بکردار یک پاره کوه
ز دہلیز دوزخ برون آمده
سیہ ماری افسون گرگے درو
کز و چشم بیننده گشتی سفید
چو در معرکہ برکشم تیغ تیز
بر و سیل بارم چو بارنده ابر
چو گردن برآرم بہ گردن کشی
نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم

لشکر مہرخ سے ایک ساحر ناوک جادو نام اس بدانجام کے مقابلے کو گیا اسنے بھی بڑھکر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے آکر لگا ناوک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اسنے نعره مارا دوسرا ساحر سامنے اسکے گیا لیکن خدنگ اجل سے نہ بچ سکا اسی طرح چند ساحر اس ناہنجار نے جانب عدم بھیجے اسوقت بہار عازم وغا ہوئی اور دوپٹہ گاتی کی طرح باندھکر جوڑے کو سنبھالکر تخت سے کودی اور میدان میں آکر سحر خوان ہوئی ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی صفحہ خاک کو گلہاے رنگارنگ سے ہم طبق سپہر پر ز کواکب پایا سطح ارض از رنگ چین نظر آیا جبین سبزه سے سحاب چمن نے گرد وغبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھاکر شاہد صندلین رخسار ارض کو سرخ کیا تھا سر نسترن کہ سفید تھا مشک بید نے سایہ کرکے عنبرآگین بنایا تھا لب نار دن می آلود تھا نظم

بگل چیدن آمد عروسے بباغ
فروزنده روے چو روشن چراغ
ز بوے گل و سایۂ سرو تن
بہ بلبل درآمد نشاط سخن

بہار سرتاپا بہار ہزار ہزار سنگھار کیے زیر شمشاد پانچے کلائی پر ڈالے گھڑی کلی ہاتھ میں پھول

کی چھڑی تھی قد رشک سہی بالا تھا حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا کہ ابیات

بهاروے از زهره دل برده بود　　چو هاروت صد بیش و مرده بود
زن کاردانست و بسیار هوش　　فلک را ز نیرنگ پیچید گوش
زحل را بشوید سیاهی ز روے　　شود بر حصاری بیک تار موے
بخوبی چه گویم پری پیکرے　　پری را نباشد چنین پیکرے

جھونکے ہوائے باغ سحر کے کھاکر لشکری اور ہوشیار بیخبر اور دیوانے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھتے تالیان بجاتے سمت اُس عربدہ ساز کے چلے بیت

بیک شعبده بست بازیش را　　تبه کرد نیرنگ سازیش را

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر ہوپنچے فلک نے نیرنگی دکھائی چند بلبلین خوش الحان صحرا سے آکر آئین اور سر دوش ہوشیار بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ لے یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوتے ہین یہ ننگ گوارا کرتے ہین بلبلون کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اُسمین سے انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اُسنے بھی افسون پڑھا کہ ایکبار ایک ابر اس باغ سحر پر آکر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اُس ابر پر گرتی تھی باغ مین کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیدائے روے بہار تھا وہ اُسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھکر اُسی جگہ زمین صاف کرکے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر بیرون کو بلاکر باغ کو برباد کرون زمین صاف کرتے اسکو دور سے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہی اور طالب بہار ہی وہ آتشباری کی وجہ سے اندر باغ کے ہی اسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اُسکی اُسکو قتل کرتی مین جاتا ہون اور مریخ سے حملہ کراکر اُسکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر چلا مگر راہ مین ایک عیاری خیال مین آئی یعنی فوراً صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان مین آیا وہان کھڑے ہوکر اس طرح گلیم اُتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کی بلند ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے یہ جست کرکے زمین پر آترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اُترکر آتی ہی عاشقان روے بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے اسوقت پیچھے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے بہار افزاے باغ خاطر عشاق بنظر نرگس نیم باز ذرا ہماری

جانب دیکھے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف
فرمایئے اور اگر انگارے مجھپر نہ برسین تو مین آپ پاس حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم
مین چلون اور اگر اس عرض کو پذیرا نہ کیجیے گا تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم
دیتی ہون ہوشیار مصروف روے بہار تھا اسوقت عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا
عاشق شاہ طلسم ہی میری مطیع ہو اور دوسرے فوج بھی میری اسکے قبضے مین ہے اگر حملہ کریگی تو بری
شکل پڑجائیگی یہ سوچکر پکارا کہ مین خود آتا ہون اور قریب ملکہ آیا بہار نقلی نے کہا اپنے ساتھ
کیا ہیر سحر کے بھی لائے ہو اسنے کہا نہین اسنے کہا وہ کیا پیچھے پیچھے آتے ہین یہ سنتے ہی اسنے پیچھے پھر کر
دیکھا بہار یعنے عمرو نے بیاحتی گردن پر اُس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف
ہوئی مگر شور و غوغا و تاریکی ہو گئی عمرو کا حال دیکھکر مہرخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اس طرف
ملی جاتی ہی اُسدم عمرو نے جب نعرہ کیا مہرخ کی جان مین جان آئی ادھر بہار ابر سحر ہٹا کر باہر
نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہی محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار نے حکم دیا کہ ای
عاشقان من حیرت کے لشکر سے جاکر مقابلہ کرو جب فتح پاؤگے میرے پاس آنا اول ذکر
کیا گیا کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہو کر اجازت لی اور آمادہ کارزار ہوا ملازم
اسکے بارہ ہزار ساحر تھے انھین کو ہمراہ لیکر دشت نبرد مین آیا تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا
اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف
کا ہنگام غفلت مین رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ کہ جب بارہ ہزار ساحر اس فوج پر گرے باہم نارنج
و ترنج چلنے لگے ناریل ہر سمت برستے تھے مار و عقرب پیدا ہوتے تھے تلوار سحر کی اور ترسول و پنسول
چلتے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے ازبسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھا یہ بارہ ہزار
ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس نے ملکر ہلاک کیا پہر بھر کے عرصے مین سب مارے گئے
لشکر مہرخ مین کوس فتح پر چوب پڑی بہار نے باغ سحر برطرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سردارون کو
لیکر مہرخ داخل بارگاہ ہوئی عیار بھی آئے سب بیٹھکر جام عشرت نوش کرتے تھے مگر حال سنیئے کہ
طائران سحر حیرت پاس باغ سیب مین گئے اور مارا جانا ہوشیار اور اُسکی فوج کا بیان
کیا حیرت نے سب کیفیت لشکر عامہ شاہ طلسم کو لکھا اور بسمت ظلمات روانہ کیا پنجہ نے سحر کے
افراسیاب کو جاکر نامہ دیا اور اُسنے پڑھکر افسوس کیا اور وہان سے جانب باغ سیب آیا
سب نے استقبال کیا یہ آکر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل **شکوہ بن فیلان فیل**

سوار زرین قبا سے جادو و مبہوت فیل خوار جادو وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن تھے
اُس نے حکم دیا کہ آج نقارخانہ طلسمی میں حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے اور طائران سحر تمام
طلسم میں پکار دیں کہ آج کے ساتویں دن جاہ زمرد پر میلا ہے اور خداوند جمشید و سامری کے
دربار کا دن ہے یہ حکم سُنتے ہی ساحروں نے پرواز کی کیونکہ نقارخانہ طلسمی بروے ہوا ہے ساٹھ
ہزار نقارہ معلق رکھا ہے ساحر اور چھلے طلسمی چوب لیے اُس جگہ حاضر ہیں غلافت نقاروں
پر سُرخ بانات کے چڑھے ہیں ساحروں نے جا کر حکم شاہ تیلون کو سُنایا انھون نے قرنا اور
نقاروں کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا میں صدا گونجنے لگی تمام ساکنان طلسم نے آواز
سُنی مہرخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہیں میلا آغاز ہے اب بچاؤ کی صورت
کوئی نہیں عمرو نے کہا میں ایک کنوئیں میں اُتر کر بیٹھ رہونگا تم سب کو زنبیل میں رکھ لونگا مہرخ
بولی کہ شاہ طلسم تمھارا احوال کتاب سامری میں دیکھے گا اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئیں میں ہو وہ
کنواں پٹوا دے گا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے
کی تمنے کیا تدبیر سوچی ہے مہرخ جواب دہ ہوئی کہ رائے عالی اس باب میں قرین صواب ہے
اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کنیز بحکم المامور معذور
براہ استطاعت کلام خیر ختام کہ لائق بندگان صداقت التیام ہے عرض کر دیتی ہے ورنہ بموجب
بیت ای نطق تو کلید نہانخانہ کمال ✦ تقریر تو نتیجۂ تائید ذوالجلال ✦ میں کیا اس بارے
میں سخن سرائی کروں اور حکمت لقمان را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤں عمرو
نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ چاہیے مہرخ مع چند مشیروں کے علیحدہ خیمے میں آئی صلاح
ہونے لگی سب نے متفق الکلمہ یہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کریں وہی اولے اور انسب ہے عمرو
گویا ہوا کہ ایک دن سر شام تین سردار با فوج بے شمار تین خیمے میرے ساتھ لیکر چلیں اور جہاں
میں ان سرداروں کو مامور کر دوں وہاں سے جنبش نہ کریں پھر آگے میں سمجھ لونگا یہ باتیں سُنکر
سرخمو اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض رسا ہوے کہ خواجہ
ہم آپ کے ساتھ ہیں عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر چار لاکھ ساحر کا بطور
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی میں تمھیں لیچلونگا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور سرخمو
وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح و مکمل کرایا جس وقت کہ نہانخانہ مغرب میں سرخمو ئے فلک جا کر
نہاں ہوا اور گروہ انجم مشورہ کرنے خیمۂ زنگاری سپہر میں آیا کہ بمقتضائے ابیات

چو سیارۂ چرخ شد سبز رانند | بہر برج کا مد صدا سے بلند
چو زلف شب از حلقۂ عنبری | سمن رنگ بر طاق نیلوفری

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا سرحمو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہوکر پھیر پھار کر مقام وعدہ گاہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہی پچپن پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو کے پاس سب جمع ہوئے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھ کر ایک جانب سردار اور لشکر کو لیچلا اور دس کوس لشکر مریخ سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا در سے اُس کوہ کے مثل گور جہودان کے تنگ و تاریک تھے اور راستے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادۂ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اسکے ایک دریائے محیط موج زن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا۔ نظم

چنین تا گزر گہ بجا سے رسید | کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید
ز یک سو سیاہی بر آوردہ حرف | دگر سو گذر بستہ دریاے ژرف
شد آن راہ از موے باریک تر | و تار یکی شام تاریک تر

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اُس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہان فروکش کیا اور کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جاکر قریب کوہستان پہونچا شناخت کیلئے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کرکے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوش جنان کے رخت اخضر زیب بر کیے تھا خضر راہ گم گشتگان بادیۂ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم روزگار سے روپوش درخت ہاے گنجان مریدون کے طور اُس پیر سبز پوش کے گرد تھے۔ نظم

بہ پیرامنش بیشہ ہاے خدنگ | بہم در شدہ شاخ در شاخ تنگ
فزون تر درخشش ز نیجہ ارش | ز آب و ہوا یافتہ پرورش
چو زنگی نہ جاے بدست آمدش | در آن جاے فرخ نشست آمدش

خیمہ سبز مین ملکہ سرحمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُن سے بھی تاکید یہی کردی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا اتفاق سے ایک بیابان قلب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم ضحاک کا بھی نہ ہوگا

پہاڑون کے درے ایسی راہین پرپیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دہر کو شرماتے تھے فرہاد کو کاکل عنبرین شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہرچند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا مگر چشمۂ حیوان کی طرح ظلمت مین نہان تھا چشمہاے صاف ہر سمت روان گرد درختہاے گنجان **نظم**

پدید آمد آن چشمۂ سیم رنگ	چو سیمی کہ پالاید از ناف سنگ
بقعر سود تا زیر کان سیاہ	تنے چند را سر برآید ز راہ
پس کوہ خارا شود ناپدید	کس آن بند را می نداند کلید

افتخار جادو کو دولاکھ ساحر سے یہان مقرر کر کے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھکر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور **سرخ مو** سے دوبارہ ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھکر نشیب و فراز سمجھانے لگا **نافرمان** نے کہا خواجہ آج کے ساتوین دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہی بلکہ یہ میلہ دیدہ ای نہ شنیدہ ہوا ایک اکیس بارگاہین بادشاہ طلسم کی استادہ ہونگی **حیرت** کی سواری کے ساتھ ساٹھ ہزار غول ساحرون کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلین گے ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی حیرت پر سے زرنثار ہوگا اور ایک کنوان کہ شل تالاب کے ہی اور اُسی کو زمرد کہتے ہین زر و جواہر سے پٹ جائیگا **عمرو** نے سب ماجرا اُسنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنیوالا ہی اُسکا بیان کرنا ضرور ہی ہمارا خدا مالک ہی کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان ٹھہرو مین اور تدبیر کو جاتا ہون یہ کہکر وہان سے **مہرخ** پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور شل دستور قدیم حکم دیا کہ جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہو بحکم دارشاد ساقیان زرین لباس برباد کن لباس آتو بکا سامان لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش پذیر ہوا **نظم**

تماشاے رامشگران باز کرد	در خرمی بر جہان باز کرد
بنو خستہ شد نالۂ چنگ را	بہ کف بر نہاد آب گلرنگ را

ازبسکہ ان ترددات مین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم مین مقیم ہین لیکن حال میلے کا سُنیے **لمؤلفہ**

ہان ساقیا وقت یاوری ہی	دے بادہ کہ دور آخری ہی
للہ مجھکا دے خوب سا آج	پھر رند نہو کسی کا محتاج
دے ہوش رُبا وہ جام ساقی	دُنیا مین ہو جس سے نام ساقی

ساقی اک اور جام رنگین ۔ درپیش ہی جلسۂ نگارین
ساقی مرے جوش کی قسم ہی ۔ کھوئے ہوے ہوش کی قسم ہی
ساقی پیر مغان کا صدقہ ۔ ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ سر کہ بھرا ہی جس مین سودا ۔ وہ جان کہ جس مین ہی تمنا
وہ دل جو ہی آرزو سے لبریز ۔ وہ آتش شوق جو کہ ہی تیز
وہ رنج کہ جسکا دل ہی مسکن ۔ وہ لب کہ ہمیشہ جسپہ شیون
ان سب کی قسم ہی میرے ساقی ۔ دے جام شراب باقی ساقی
کانٹا جو لگا ہی دل ہی بیتاب ۔ دے گل کے کٹورے مین مجھے آب
کھولون مین وہ داستان رنگین ۔ فردوسی بھی جسکا ہووے گل چین
ہر حرف سے دلبری ہو پیدا ۔ گل کی طرح نازکی ہو پیدا
ٹپکے لفظون سے پھر لطافت ۔ آب مضمون کی ہو تراوت
دامان نگاہ ناظرین کو ۔ پھولون سے بھر دون بطرز نیکو
اے خامہ جادہ سامری فن ۔ پھر آج طرار سے شل توسن

طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان دفتاحان ابواب حجلۂ بیان نقش روشن فسانہ کو لوح قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور نازپروردگان حجلۂ ضمیر عشاق کو منظر فصاحت مین جلوہ گر فرماکر اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حجلۂ مشرق سے عروس زرین لباس مہر حجرۂ ہفت نظر افلاک مین روشنی بخش ہوئی اور حلقۂ ماہ و نگین کواکب جوہری روزگار نے صندوق نہانخانہ غرب مین بند کیے کہ یہ مضمون نور بیز ابیات

فروزندہ روزے چو فردوس پاک ۔ برآورد سر گنج قارون زخاک
بغفلت کمر بستہ باد خزان ۔ نسیم بہاری ز ہر سو وزان

باغ سیب مین افراسیاب اورنگ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت سے حکم دیا کہ انگشتری لینے جاؤ وہ اول ہی سے سامان جانے کا کر چکی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا ستر نازنین پری جمال زیور جواہر بیمثال پہنے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ مین لیے تھین اُن مین جواہر اور اشرفیان بھری تھین پھر کچھ ساحر سور اور بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ ان جانورون کے گلے مین ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیے تھے

انکے بعد بہت سے تھال لیے کنیزین آئین کہ اُن مین موہن بھوگ بھرا تھا جو مکین گھی کی روشن تھین جب یہ سامان آچکا حسرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چارون کونون پر تخت کے کھڑے تھے دمین انکی سر پر ملکہ کے چتر ہوگئین نقار خانہ طلسمی مین نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے پاندان سے ایک گلوری بناکر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذرین دین شاہ نے بازو پکڑکر کچھ منتر سامری وجمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اُس مہ چار دہ سالہ کا حسن جیسا ن دہر سے دوبالا ہوگیا کہ بیک اشارہ گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بازی روزگار کو خاک مین ملاتی تھی اور ہزار مردے جلاکر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندہ احسان بناتی کہ **نظم**

ترا اے معجزہ رفتار روح افزا دکھاتی ہی تمنائے حیات نجو وزہ آزماتی ہی	صدا خلخال پا کی مژدہ صحت سناتی ہی جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہی

مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان نمایان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا مین پہونچی کہ ہوا وہان کی ہوائے روضہ رضوان دل سے ستاتی تھی مسیحا نفسی کرکے دلہائے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبز بختان دہر جین سے پاؤن پھیلا کے سوتا تھا گلہائے خودرو سے دشت نگارخانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل بہ شکل زبان تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید مین خاک مین ملکر زبان بتوصیف بوستان کھولے ہین نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھین کھولے سیر دیکھتے ہین طائران خوش نوا مثل خضر کے لباس زمردین پہنے ہر سمت پران قمریان سرو لب جوئبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شاخ کدو حقیقی مین خطبہ خوان کسی جا شمشاد لالے پر اکڑتا کہین غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھاکر نرگس مست کو لجاتا تھا کہین برگ سوسن زبان حال وقال سے باتین سناتا تھا دشت پر روح قیس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ **قصیدہ**

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر تخت طاؤسی گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر آہ قمری مین مزہ اور مزے مین تاثیر دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہی گلشن کی بہار	زر محلول ہی اخگر تو کھرل ہی صندل چتر کھولے ہوے فرق شہ گل سنبل سبزہ مین دیکھیے بھولا نے لگے پھولنے پھل دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھا احول

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز
شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل

پھول سے کہتے ہین بھلتا رہے گلزار امل
سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سحر ار دیدل

اس دشت فرح ناک مین یہ سرو خرامان ہوئی اور قریب ایک کوہ پرشکوہ کے پہونچی درے سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند کمرون مین روزن کی راہ سے لیکر دھوپ از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہو کہ بموجب ع مٹی کا پل بندھا تھا محیط سپہر پر +۔ اور سنہری خالکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی گویا اوراق جریدۂ دہر پر طلائی جدول کھنچی تھی اصل مین اس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکمانے بنائے ہین اُنکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت مین مسطور ہو کہ معدل النہار وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی مین واقع ہوا ہو اور بہ نسبت محاذات اُسی خط کے خط استوا زمین پر متخیل ہوتا ہو اور جسوقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ یہ بحث باعث طوالت فسانہ ہو یہان صرف مراد یہ ہو کہ حیرت انگشتری لینے اُس جگہ جاتی ہو کہ جہان حجرۂ ہفت بلا ہو اور یہ مقام علم نیرنج و ہیئت سے حکمائے طلسم نے خاص طلسمی بنائے ہین اور طلسم مین رات و دن ادا ہوتے ہین اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبون افلاک دُنیاوی کے اور بنائے جاتے ہین جیسے کہ طلسم دنیا مین چار پہر کے رات و دن ہوتے ہین اور خدائے دو جہان کہ مطلق ہو اُسکے دن پچاس ہزار برس کے ہین دُنیا بھی مثل طلسم کے ہو اور باطل ہونا اس طلسم کا روز قیامت ہو کہ جو لوگ اس طلسم مین پھنس گئے ہین وہ اسکے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہونچین گے اگر ناری ہین جہنم مین اور ناجی ہین تو فردوس مین اور بمصداق وہم فیہا خالدون ہمیشہ اُن مقامون مین رہینگے اور راستہ اس طلسم دُنیا مین آنے کا عالم ارواح سے یہ ہو کہ اول ملائکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیر عرش جگہ دیتے ہین کہ صاحب قلب وہان سے ہوتا ہو پھر وہان سے کرسی کی طرف لاتے ہین کہ وہان سے مالک صدر ہوتا ہو پھر وہان سے فلک شمس پر پہونچاتے ہین کہ صاحب حرارت غریزیہ ہوتا ہو پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہو بانغ ملتا ہو کہ محل عقل ہو پھر فلک قمر پر لاتے ہین کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہو پھر فلک مشتری پر لیجاتے ہین کہ علم پاتا ہو پھر فلک عطارد پر جاتا ہو کہ فکر پیدا ہوتی ہو وہان سے فلک مریخ پر آتا ہو کہ وہم حاصل ہوتا ہو پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہو پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہو کہ اخذ صفرا کرتے

پھر کرۂ باد پر آ کر خون ملتا ہی پھر کرۂ آب پر آ کر بلغم پاتا ہی پھر کرۂ خاک پر آ کر مالک سودا ہوتا ہی پھر وہ مادہ طرف بخارات کے مائل ہوتا ہی اور ملائکہ اُسکو جانب ابر پھینکتے ہین اور وہ ابر باران بنتا اور باران سے زمین پر آ کر نباتات اور اجناس مین مشترک ہوتا ہی اور وہی نباتات و اجناس خداے تعالی آسکے پدر کی روزی کرتا ہی کہ جسکے کھانے سے صلب پدر مین نطفہ ہو کر رہتا ہی پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر ہنگام شہوت بطن مادر مین منتقل ہوتا ہی پھر زمین پر آتا ہی اس معنی کو حضرت صوفی نامقیمان مین فرماتے ہین کہ بیت
مرغ شاخ درخت لاہوتیم + گوہر درج گنج اسراریم + آنے کا اس طلسم مین دُنیا سے یہ راستہ ہی اور جانے کا وہان گور ہی اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہان سے قیامت اور قیامت سے صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پرسش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح کا بموجب مصرعہ دوست باد دست رفت دیار بیار + آمدم بر سر مطلب حیرت مسکن اصلی یہ طلسم کے جایا چاہتی تھی اسی خط کے نیچے نیچے درہ کوہ مین داخل ہوئی اور عجائب و غرائب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اوجالا مرحلے طلسم کے جو بنے ہین کہ فاتح طلسم کے طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین قریب ایک احاطے کے پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا جڑا تھا دروازہ اسکا بند تھا ملکہ نے سحر پڑھا دروازہ کھل گیا اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہان بھی پائی اُسی کے سایے مین کچھ دور چلکر ایک نقب مین سما گئی پھر جو اس رنج خوبی نے سر نکالا ایک مکان سونے کا نظر پڑا اس طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا چاندی کا تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہی چنانچہ ان سب حجرون مین مال طلسمی اور کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھریان ہین کہ ہر کوٹھری مین بلا بند ہی جب وہ کوٹھریان کھلین گی بلائین نکلکر لشکر مہرخ کو برباد کرینگی اور یہ بلائین موت نہین رکھتی ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال انکا بروقت شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا در و دیوار اسکے عجب نہین جو کندن ہیرا رشک کھائے رنگ طلا مین جواہر کو بچی کر کے جواہر کی گلکاری بنائی تھی حور قصور جنان چھوڑ کر اسیر شیدائی تھی رنگ تجلی طور کلیم آتش نثار ہر پایہ کی سربلندی پر قصر بہرام گور تصدق ہر بار اُسکی محراب سے اگر ہلال کو کشاید

کیا جائے تو کشکول گدائے شب جام جم پر فخر کرے آستان کو اسکی اگر فلک کہون تو ردے ناز ہر
لگا، حسان فلک پیر پر کردون عالم امکان کی مجال نہین جو وسعت صحن کو اسکی پیمایش کرے
معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان دل سے ستایش کرے مہندس خیال ہر چند کہ خوبی مین طاق
ہی بلکہ بہتری سے جفت ہو مگر اسکے گوشہ ہاے مثلث کی توصیف مین مالا یطاق ہو سقف معقر
سپہر اسکی سقف زنگین کے زور ردواژ ون اور آفتاب شرم سے اسکے شمسے کے سامنے دنیا رخسار
قارون نزاکت طرح عمارات پر انگشت اشارت یار اور صفائے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود
نازنینان دہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اسکے پہونچے تو منازل قمر سمجھے اور فکر محاسب
اگر اسکے میناروں پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بہ مقتضائے ابیات

عجب اسکی رفعت عجب اسکی شان	عجب اسکے روے عجب سائبان
عجائب تھین نہرین عجائب بحر	عجب اسکے سقفین عجب اسکے در
عجب اسکا نقشہ عجائب فروش	عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پر شکوہ	ہر اک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہوا آئینہ	کہ جس پر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا تماشاے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ
مدام باغ مین رہتی ہی لیکن یہ بہار اسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی
تھی لالہ اسی کے عشق مین دل خون ہی عشق پیچان باغ کو اسی کا جنون ہی کہ بمضمون نظم

زگلبانگ سبا بہ تزئین باف	دریدہ صبا شہر گل تا بناف
زمین چون زر ز آب چون لاجورد	چو دیباے نیم ازرق و نیم زرد
نواے چکاوک بہ از بانگ رود	برآورد باد شتبانان سرود
گرہ بر کمر گہ زدہ ساق جو	رسیدہ بدہقان وزد و درد

حیرت نے اس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہو کر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا
کہ ای گلشن آرو دیکھ یکایک نسیم بہاری چمن مین خندان ہوئی اور کلیان کھلکر پھول ہو گئین ایک
تخت بروے ہوا اڑتا ہوا آیا ہزارہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اسکی صدا سے بروے ہوا
پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اترا ایک سونے کی پتلی اسپر بیٹھی مگر
بولتی ہوئی تصویر تھی یا بتان آذری پر لات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم بین کہ آن نقش پرواز کرد	گرگا ہے گرہ بست وگہ باز کرد
برو چادرے از رخام سپید	چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اُس تیلی نے سلام کرکے لب گوہر فشاں سے رشتہ نظم میں اس طرح موتی پروے اور کام دوہاں ساطع کو براز مذاق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیوں یاد فرمایا ہی مرتبہ خاکسار فلاک پر پہونچایا ہی حیرت نے صورت حال کا جلوہ آئینہ بیان میں یوں دکھلایا اور باب مقاصد کو کنز دقائق گفتار سے واکیا کہ اے کنندن کبھی حجرہ طلائی کی تمہارے پاس ہی حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر بھینٹ لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہی کنندن نے نذر کی چیزیں دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہی لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہیں ہی اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملے گی لازم یہ ہی کہ حضور رحمت فرماکر مراجعت فرمائیں اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائیں کنیز انتظار میں حضور کے ٹھہری رہیگی یہاں سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتوں سے صورت آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور خدمت شاہ جادوں میں آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم میں چھائی بعد ایک لمحہ کے فلاک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر فلاک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار کو سامنے اُسکے شرم آتی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہوکر زمین پر آیا تھا نہیں بلکہ مادر دہر کو اُسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف ونقاہت سے جھریاں جسم پر پڑی تھیں ہڈیاں پسلیاں گنی جاتی تھیں کہ بہ مقتضائے ابیات

ظالم و تیرہ رو ضعیف و نحیف	اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
دم گفتار منھہ سے بو آتی	نتن بینی کی کوسوں تک جاتی
کرتا شیطان گر اس سے یاد	زال دنیا کا تھا وہی استاد
تھا غلامی کا اُسکی دم بھرتا	سامنا پیر چرخ کیا کرتا

ایک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی وسیاہی اوراق لیل ونہار بین السطور صفحہ ہاتھ میں لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور اہل دربار بہ تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیوں بلایا ہی شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید

مین نے منگانا چاہا ہی چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری کیجیے پیر نے کہا اِس خیال
محال سے باز آ شہنشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہان خاتمہ ہی نقش طلسم باطل ہوتا ہی
نام ونشان مٹتا ہی سلطنت جو زیر نگین ہی حلقہ اطاعت غیر مین جاتی ہی پیر نے کہا تجھ سے
تکلیف گوارا نہ ہوگی انگوٹھی سے ہاتھ اُٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری
ہاتھ آئے پیر نے کچھ پڑھکر سمت فلک پھونکا ایک پتلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ
کو دی اور جام سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹ کر اِس جام مین ڈال
دے دو دو دونون ہاتھ کی دو دو دونون پیر کی دو دونون کا نون کی ایک سینے کی شاہ نے
فوراً بوٹیان کاٹ کر جام مین ڈالین کہ یاقوت احمر بن گئین پیر نے ایک آہ کی مُنھ سے شعلہ نکلا کہ
جلکر وہ راکھ ہوگیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخمون پر لگائی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے
دفتر مین ہی کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا اودھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے مین جو خون بھرا ہی
پوچھکر زخمون پر لگالے کہ اچھے ہوجائین اور یاقوت کے ٹکڑون کی سمرن بناکر **حیرت** کے
حوالے کرکہ جائے اور انگوٹھی لے آئے **افراسیاب** نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے
کی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کرکے قریب حجرۂ طلائی پہونچی کُندن تیلی منتظر
کھڑی تھی اُس سے کہا مین اصلی بھینٹ لائی ہون حجرہ کھولدے اُسنے حجرے کے پاس آکر سجدہ
کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھولکر قفل مین لگائی اس وقت اُس نازک بدن کا اونچے ہوکر ایک
ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار بناؤ دکھاتا تھا وہ پتلی پتلی اونگلیان چوڑی
ہتھیلی کا رنگ برنگ شہاب وہ دونون پائنچے چھوٹ کر پاؤن پر آجانا قفل کھولنے مین
مُنھ بنانا بالون کا رخ پر آنا سر ہلا کر بالون کو ہٹانا آخر بمقتضائے ع کھولا کنجی نے چور خانہ
سدا تڑاتے کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پائنچے اُٹھاتی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور **حیرت** سلام
کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ جس عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بری از صفات
ہی پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا مُنھ اور بڑی بات ہی در و دیوار منقش و رنگین چھتین رشک دہ
نگار خانہ چین کمرے بہ از قصور ہائے بہشت برین خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ دلچسپ و خوش آئین
فرش دیبائے چین ہر مقام پر بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا چار طرف کمرے بنے بیچ مین حجرہ
تھا ملکہ کمرے طے کرکے حجرے مین آئی وہان ایک تخت بچھا تھا روبرو اُسکے پردہ پڑا تھا ملکہ
نے پردے کے روبرو سجدہ کیا ایک پاؤن سے کھڑی ہوئی اُس وقت ہزار ہا گھنٹا اور

ناقوس از خود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اُٹھ گیا تخت پر تھبر کا پتلا کہ ہم شبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اُسکو سجدہ کیا پتلے نے صدا دی کہ ای شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہی حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ سؤر بکریان موہن بھوگ وغیرہ وغیرہ پیش کیا پتلا اُن سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اُتار لے حیرت نے جب اُنگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اُتارون اُنگلی آگ کی طرح جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کرکے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو بوٹیون کی جسم شاہ طلسم کے بنی ہی ہاتھ مین پنھا دے پھر انگوٹھی اُتارے ملکہ نے کنٹھی پہلے پنھا دی پھر انگوٹھی اُتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا ملکہ سجدہ کرکے پھری جب حجرے کے باہر آئی کندلن نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہو کہ جائے ملکہ نے رخصت دی تیلی تخت پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین ہین سب نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوئے انگوٹھی کو وہ مقامات طی کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ موصوف مین نہ گئی بلکہ ایک اور باغ مین جاکر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنے ہزارہا نقارے طاؤسون پر لدے ہوے فلک بجتے ہوئے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سُنہرے اور روپہلے برسنے لگے ہزارہا چوکین از خود روشن ہوگئین اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مردنگ بجاکر ساحر بھجن جمشید کے گانے لگے سترہ سو کنیزین عبیر و گلال اوچھالتی اور رنگپاشی کرتی ساتھ ہوئین ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگاکر تورے پوش جواہر کار ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ — ز بوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیبائے چینی بہ خر وارہا — ہم از مشک چینی برا نبارہا
طبق ہائے کافور با بوئے مشک — زکافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل — کنیزان کہ در مردہ آرند سیل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار اور معزز ساحرون کے

اٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہی اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب کی نظر سے غائب ہو گیا بعد کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہو گیا پتیوں مین چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیان بجانے لگے پتی پتی سے صدا جمشید کی جم کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری مین تخت جو بچھا تھا آئینہ اُسکے سامنے لگ گیا ہزارہا منقلین سونے چاندی کی روبرو ے تخت روشن ہو گئین بخور سلگا دیا اُسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ مین ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے پر زر زیب بر فرمائے تھا کہ قباے زنگار رنگ فلک کی قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزار دن گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی تورے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ مین لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہی کچھ نقش اُسپر جادو کے کندہ تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سرافگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ مین پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا ناک مین نتھ اور کانون مین جڑاؤ بتے بالیان پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی مین نے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھون انگشتری جمشید کام دیتی ہی یا نہین طاؤس نے عرض کی کہ جسکے پاس انگوٹھی ہو گی مجبھر کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار ہی شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہی پکڑ لاؤ طاؤس اسی وقت حسب حکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین چکر مار کر اُترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہی یہان طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر آواز مور کی سُنکر قلب بھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہی یہ کہکر قریب گیا طاؤس نے منقار مین داب لیا اور پیٹھ پر لاد کر اُڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اُٹھکر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی مین وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد	رخ شاہ روشن تر از ماہ باد

تو ئی آنکہ بیرو ے بینش بہ تست بہر جا کہ باشی خداوند باش		برومندی آفرینش بہ تست ز گنجے کہ کارے برومند باش	

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کر کے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو
اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جا کر چھپین گے جب بھی
گرفتار ہونے سے نہ بچین گے پس لازم ہی کہ سب کو سمجھا کر لے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کر
کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار
ہی مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا دونگا ماننا اور نہ ماننا اُنکا
کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لایق اعتبار نہین مین نے صرف اپنا
جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو سمجھا اگر
اُس کے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر
بارگاہ مہرخ مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھائیگا کیونکہ آج
دبا دکھا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب براہ تعظیم مین یہ مثل عرض کرتی ہون
کہ آزمودہ را آزمودن جہل است کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آیا اور مکر کر کے چلا گیا
شاہ نے سُنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتری جمشید اسپر لگا دی کہ وہ ٹوٹ کر مثل انسان کے
ہو گیا اُس سے کہا تو جا اور بارگاہ حریف مین جا کر روے ہوا ٹھیر یا قبہ بارگاہ پر
بیٹھکر سُننا کہ عمرو کیا کہتا یا کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اُڑکر آیا اور قبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھکر گفتگو
سُننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوے طاؤس پکارا کہ جو وعدہ
تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اُسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت بُرا حال ہوگا یہ کہکر طاؤس
تو چلا گیا اور مہرخ وغیرہ اُٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو
کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ مُرجھلایا دل مین عمرو کے شعلے لگے ہین کہہ رہا ہی کہ خدایا تیرا
مددگار ہی جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان
کیا سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے بجا لائین عمرو
نے کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم
کے ساحر جمع ہو کر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اُسپر اثر نہ ہوا ور کوئی
اس ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا پھر ہی کیون ہو لیکن مجھ سے اطاعت اس گبر ناہنجار کی

نہو گی اور لے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح نہو مقرر یہ طلسم فتح ہوگا کیونکہ جہان اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُسی جگہ آفت ہو نجاتی ہی اور مہم سر ہوتی ہی ہان مین یہ نہین کہتا کہ مقدر میرا بدی کرے اور قضا ہی آچکی ہی تو اُسکا ذکر نہین اب میرا تم لوگون کے لیے جی کڑھتا ہی تمھین چاہیے کہ شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے ملک و مال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مرجائین دنیا سے خاک تک برباد ہو جائے مگر فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہو وہان جاکر رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہی میلے مین جانا ضرور پڑے گا عمرو نے کہا نظر بہ فضل خدا رکھکر ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سُنین اور جاکر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہوا ی حیرت مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا کہ بلندی پر جاکر وہ غائب ہوگیا اُسوقت باغ سیب مین جو بیتل کا آسمان قائم رہتا ہی اور حال اُسکا اوّل بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہو گئے اور اُسمین سے ایک اژدہے پر نقارے کی جوڑی کھنچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اُس نقارے پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہی صدا اُن نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہوکر زیر گنبد نور جو بارگاہ طلسمی استادہ ہی وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہی کہ اسکو باغ جمشیدی کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہی کہ اُسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازان سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کیجاے یہ کہکر آپ سمت ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گیئن اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ و مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دورویہ دُکانین پختہ پتھر کی بنائی گیئن کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی جھاڑ فرشی قد آدم دونون سمت سڑک کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تمغے چاندی اور سونے اور جواہرات منڈھے گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت میدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلیح ہاے

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوئے کہ نظم

چو زلف شب از حلقہ عنبری		آسمن رنگ بر طاق نیلوفری	
نمودند کاینجا حصاریست خوب		کہ دورست از و تندباد جنوب	
یکے سنگ مینا ومینو سرشت		بزیبائی و خرمی چون بہشت	

حیرت دشت مین ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہی کہ حال اسکا صبح ظاہر ہوگا لیکن اُس شب جماؤ ساحرون کا ہونے لگا یعنے ایک آسمان سرخ آکر چھاگیا اور پھول سنہرے برسے پہر بھر کے بعد آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوئے آپر بارگاہین زربفتی اور بادلے اور مخمل کی بارتھین وہ بارگاہین کنارے سڑک کے ساحرون نے استادہ کین قبہاے بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت وزمرد کے چڑھے تھے ہر ایک کلس پر طاؤس جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار مین لیئے تھا بارگاہ مین فرش مکلف تاقم و سنجاب کا بچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی باسلک مروارید کھینچ دیے تھے اُنکے تخت ہاے مرصع کار بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیان جواہر آگین بچھ گئین اور دوہری بارتھین فانوس مینا کی لگا دین گئے اور گلدستے جا بجا ہوا کے رُخ رکھدیے جب یہ درستی ہو چکی یکایک فلک کی طرف روشنی ہوئی اور نوبت ونقارے بجے سواریان شاہان طلسم کی کہ باجگذار افراسیاب ہین آنے لگین کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آے سب زرد لباس پہنے تھے اور مالے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور معدنیات کا تھا یعنے جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہی اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور زنا فرمانی اور زیور بھی ویسا یعنی جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہی زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ لباس اور زیور جو کچھ کہ متعلق بمریخ ہی پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بعطارد ہی زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھودیتا ہی ظاہر ہی کہ افسانہ اور ہی اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہی چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کرکے سارا قصہ لکھا ہی یہان اس طرز کو عام فہم حقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھکر چھوڑ دیا دوسرے اصل دفتر مین بھی کچھ ذکر اسکا نہین ہان داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے اُسکو اختیار ہی تیا اُسکا لکھدیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہون کی

سواریون کا انتظام اور دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہی یعنے کوئی ان مین عورت ہی اور کوئی مرد ہی تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد شیرون اور امیرون کی قطار ہزار ہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیئے آگے آگے باجے بجتے ڈمرو اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیئے کشتیان زر و جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش اور بناؤ دیکھیے لب لعلین کو اُنکے مسی سے سروکار پیشانی پر نزاکت سے افشان بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے موزہ پاؤن زیب قدم کیئے از سرتا پا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزہ کشوجان جوانان دہر کو برباد کردین اور بیک عربدہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری اُنکی تابعدار غمزہ اُنکا فرمان بردار سواری کے اُنکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضاے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ	پری دبت از ہندوان خواستہ
دہن تنگ و سر گرد وابرو فراخ	رخی چون گل سرخ برسرو شاخ
زگیسو کہ زنجیر او مشک ناب	فروہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ	سہ از سنبلہ سنبل آویختہ
مکلل بگوہر قبادے پرند	چو پردین بہ گوہر کشی ارجمند
زلعل و زمرد یکے تخت زد	بساطے زیاقوت و زر سرخ و زرد
زبلور تابندہ خوانے فراغ	چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
نگاورده اسپ مرصع نگار	ہمہ زین دہراے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت بالیده ران	عرق کرده در زیر بار گران
زہر بستہ ہاے کہ در بار بود	جواہرین زر بہ خروار بود
قباہاے خاص از پے ہر کسے	قبا بادلیہاے زرکش بسے
زبس زود خیزان لب رودبار	نشانده زرخسار گیتے غبار
زبرق آمده ابرنیسان بجوش	برآورد تندر بہ تندی خروش
رگ رفتنی در زمین گشت سخت	برقص آمده برگہاے درخت

اسی طرح شب بھر داخلہ شاہان طلسم کا رہا یہان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نازکبدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور مشکبوے کاکل کشا اور ملکہ مست ناز اور ملکہ گل باز گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملک جمیل زرین اور شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تبرزن جادو اور ملک ظہیر تو کیش جادو اور ضرریہ آہن کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام شاہان طلسم آکر جمع ہوے کہ نام انکے فرداً فرداً اگر لکھے جایئں تو نہایت طول ہو انشاء اللہ تسخیر ہوتے ممالک طلسم کے وقت نام خود ہی ذکر ہون گے جب یہ شاہ اور شہزادیان آچکین تو اکابرین طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہون کا لشکر اور بہیر و بگاہ کے لوگ کوسون تک اتر پڑے اب بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلون کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا سوائے بارگاہون اور خیمون کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب معززین طلسم بھی آچکے پھر منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرداور کہ یہ سب جہان خاص طلسمی مرحلے ہین اُس جگہ کے منتظم ہین اور اسد کے داخلے کے وقت طلسم مین ان سب سے مقابلہ ہوگا اور جب لوح طلسم تدبیر انکی موت کی بتایئگی اُس وقت یہ مارے جاینگے خلاصۂ کلام جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا اور پھول گلاب کے مگر جواہر کے بنے ہوئے اُس ابر سے برسنے لگے اور ہزار ہا نقارے بجتے سنائی دیے صد ہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آیئن تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور منتظم وغیرہ براے استقبال سمت فلک سوار ہوکر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اترا اُسپر فرش ملوکانہ اور تخت شاہی نہایت آراستہ پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز عربدہ ساز زیور و جواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نازنین مصاحب اور ہمدم اور کنیزانے اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھین اور اُس محبوب زیبا تمثال کے سراپا کا کیا بیان کیا جائے صفحہ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے زلف سیہ کے عنبر سارا و مشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہر حلقہ گیسو کے بندۂ حلقہ بگوش و بے دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی نور آگین سپیدۂ صبح صادق کو کاذب بنادے خال ہندو رہزن ضمیر عاشقان بھوین وہ محراب جو سجدہ گاہ حسینان جہان پلکین وہ ناوک و وزجو ایک جنبش مین روحانیون کو صید کرین ناز مژگان ہزارون دل قید کرین آنکھین وہ جام سرشار مے محبوبی جو دل خشک کو بریان

ذکرین بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو روبرو اپنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمۂ خورشید کو بے آب وتاب کرے وہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون مگر حقۂ لعل وگوہر لکھون لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو ہیرا کھلائے مرجان غیرت سے مر مر جائے چاہ ذقن یوسف دل کو اپنی چاہ مین کنوئین جھکوائے جو دیکھے اسی چاہ مین باؤلا ہو جائے کہان تک وصف اسکا لکھا جائے گردن صراحی دار ہاتھ ہر ایک دل کی دستبردی کو سر دست تیار سینہ گنجینہ نور چھاتیون کا اسپر ظہور نارستان کو دیکھکر نارستان کا سینہ شق ہوا سیب وبہی کا رنگ غیرت سے فق ہوا شکم صاف وشفاف تختہ بلوریسلی کی سیدھی لکیر نہتی پشت پر بالون کے آنے سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا پرانی بات ہی چشمۂ آب حیات ہی موے کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہی یا تار خط شعاع آفتاب سپہر حسن پر ملا ہی آگے عجب لذت کی چیز ہی وہ ہنسنی ہی جو موتی چلتی ہی یا وہ چور خانہ ہی جسکو کلید تمنا کھولتی ہی وہ مضمون حجاب ہی جس پر مہر خط شباب ہی وہ مورنی ہی جو کہ مستی مین مثال مور کے منہ سے ٹپکے تو وہ اپنی منقار مین لے وہ دیدۂ نور ہی جس مین وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچہ تنگ سربستہ ہی جس مین ہوا ے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ نخل طور زانو دونون لطافت ونزاکت مین آفتاب وگوہر سے زیادہ پر نور کف پا آئینہ روے عروس غرضکہ از سرتاپا وہ نازنین یگانۂ دہر ناز وادا مین بلا کا قہر کہ

نظم

پری پیکرے شوخ ومست آمدہ	پری وار ور شب بدست آمدہ
چو سرو ے بسر سبزی آراستہ	زد ر شرخ گل عاریت خواستہ
بہر ناوک غمزہ کاندا ختے	شکالیے زرد جانیان ساختے
لب او چہ لب شور بازارہا	ور و قند وشکر بخروارہا
سمن را تماشا در آغوش او	تماشا کہ گل تابنا گوش او

اس کافر کیش کو تمام شاہ اور معزز ومنتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہی خداوند داؤد جادو کی جو خاص نبیرۂ سامری ہی اور طلسم مین خدائی کرتا ہی اور جس بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر تلوار سے چاک کرتا ہی سر اُس بادشاہ کا اُس ملک مین کہ جہان کا وہ حاکم ہی کٹ جاتا ہی خداوند جسے چاہتے ہین اُسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے

بادشاہ کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اسکو اختیار ہی آج اپنے عوض نور چکیدہ اپنی بیٹی کو میلے مین بھیجا ہی اور داؤد اپنی جگہ سے اٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی شکل سے خداوند کی میسر آتی ہی لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اٹھتا ہی ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہین غرضکہ نام اس لڑکی کا ملکہ لالان خون قبا ہی حقیر نے جو سراپا وغیرہ اس نازنین کا لکھا یہ اسیلیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم کی ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئیگی بحول وقوت الٰہی شہر داؤدیہ کا فتح ہونا اور داؤد کا سلیمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الجملہ جب خداوندزادی داخل ہوئی بارگاہ طلسم جو زیر گنبد نور ہی اور سواے شاہ جادوان کے اور کوئی جا نہین سکتا اس بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور رانیین اور جلیسین گرد کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام مدار غوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپردازون سے گویا ہوئی کہ اس افراسیاب کو غرور بہت ہوگیا ہی آج ہمارے استقبال کو بھی حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ انھین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آئینگے تو مراسم تعظیم بجا لائینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر میلے مین پھر شور اٹھا اور بلا ہاے سیاہ وغولان طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب مین ایکبار دیکھے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور ہر بلائے سر آسمانون سے لگے اور پاؤن قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا منھ نکالے شعلے چھوڑتا اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلاے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ بلائین خبیث اور بھوت ہین انھون نے آکر ایک گوشے مین باغ جمشید کے قرار لیا اب کوئی سواے عمر وطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم قسطاس الحکمت ورفیع الحکمت ومنصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہین اور جیسے کہ بادشاہ طلسم کو افراسیاب نے قید کیا ہی ان بزرگون کو بھی بطور نظربندون کے رکھا ہی پس یہ لوگ میلے مین نہ آئے اور بزرگ شاہ طلسم کے مثل ماہی زمرد رنگ وآفات چہار دست وبلقین چہار دست وغیرہ بروقت پرستش جاہ زمرد پر آئینگی خلاصہ یہ کہ رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ سیارہ کا سرتاج فلک ہفتم پر پہونچا اور تماشاگاہ روزگار مین بادیدۂ حیران وہ بھی میلہ دیکھنے آیا نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت	سپہدار چین کار رفتن بساخت
دوال دہل زن در آمد بہ جوش	ز منقار مرغان بر آمد خروش

شہنشاہ افراسیاب بجاہ وحشم میلے مین آیا اور حال آمد خداوند زادی ملکہ لالان خون قبا
سنکر کشتیان زر وجواہر کی بہر نذر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر عدیم الفرصتی کیا
ملازمون کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب خاضر خدمت رہین جملہ
سامان راحت موجود رہے پھر وہان سے رخصت ہوکر صحراے باغ جمشید مین گیا یہان اتنی
بچھائے ملکہ حیرت پوجا جمشید کا کر رہی تھی ایک پاؤن سے کھڑی سحر پڑھ رہی تھی اور
افراسیاب نے پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کے منھ مین دی اور
حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھرتھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا
کہ افراسیاب نے اشارہ کیا کہ سب ساحر ہمراہی وہان سے ہٹ گئے حیرت نے ایک
آگ کی شعلہ منھ سے سبز رنگ نکالا باہر آکر سرخ ہو گیا ملکہ نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے
ایک چادر آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی افراسیاب نے کہا اے
ملکہ مرحبا کیا کہنا تمھین تو پیاری بندی جمشید کی ہو حیرت بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہے
جاکر چاہ زمرد کے اندر پوجا کریگی لیکن باغیون کو آپ طلب کیجیے سب لوگ آئے مگر وہ ہی
نہین آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤن اسوقت ملکہ نے دونون ہاتھ بلند
کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہو گئی اور اسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی
غائب ہو گئی افراسیاب نے کہا ابھی مجھے بھی کام ہین یہ کہکر یہ بھی غائب ہو گیا مگر اب میلہ
قرار واقعی جمع ہو گیا اب حال بارگاہ مہرخ سنیئے کہ عمر و رات بھر مشغول اوراد خوانی رہا
اور دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا جسکی
برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے مین نہ گیا صبح کو نماز پڑھکر مع عیارون کے عمرو روانہ ہوا
کہ مین بھی جاکر میلہ دیکھ آؤن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ اے ملکہ ناچ دیکھو خوشی کرو
مین آتا ہون ہر چند اسنے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بحس ہے کیونکہ صداے
نقارہ سنکر آخر قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہے کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میلے مین جاؤن خلاصہ
عمرو اسی حالت مین انھین چھوڑکر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے میلے کے قریب حد کے
پہونچا جہان کو راستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ساحرون کے

آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانین لگائے تھے سرو ن پر گلنار شفتالو ی قرمزی رنگ برنگ کی پگڑیان باندھے دکانین تمام آئینہ بند تھین بازار آراستہ ہورہا تھا خیام اور بارگاہین کہ جن کے وصف کرنے مین زبان قاصر ہی اور تتمہ ذکر اوپر بھی ہو چکا استاد دیکھین کلس انکی سنہلی روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزارون آفتاب نکلے ہوئے تھے لاکھون پالین دوکاندارون کی نصب تھین انبوہ خلائق تھا کہ کوسون تک تل رکھنے کی جگہ نہ تھی عمرو صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ مین کسی بازار مین جاؤن دو قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی سر کا نپتا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر ہلتا تھراتی ہوئی عصا تھا مے قریب عمرو کے آئی اور کہا کیون موے تو بد ذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے براہ مسخرگی کہا کہ او پیرزال تو کبھی منزل بھی ہوتی ہی بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی چلی عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا اور جہانتک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سان ساتھ ہی آخر یہ ایک جگہ ٹھہر رہا بڑھیا نے آکر لاٹھی اٹھائی کہ مارون پھر ٹوے جو ایک سر کے چار سر ہو جائین عمرو نے کہا بڑی بی قصور معاف کیجئے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہین بد ذاتی کی نہین اتنی لاٹھیان مارونگی کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور بھی عیار صورتین بدلے پھر رہے تھے انھین بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ خبردار کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بند اڑھیا کے لگاؤن بڑھیا نے کہا موئے مین سمجھائے دیتی ہون خبردار کہین دزدی نہ کرنا ورنہ یہ بندہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہو گئی قران اور عیار زنبیل بجا کر ایک جگہ جمع ہوے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا جا مین نے تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا نہ تھی بلکہ سحر تھا یہ سنکر قران نے کہا استاد جس وقت ہمکو ایک بڑھیا نے پکڑ لیا پھر جب افراسیاب ہماری گرفتاری کا قصد کریگا تو لمحہ بھر نہ بچ سکین گے اور میرا گرفتار ہونا میری قضا ہی آقا میرے فرما چکے ہین کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اسی دن تو مرے گا پس مجھکو کہین پوشیدہ کیجیے اور لشکر مہرخ کا بغیر جائے میلے کے نہ رہیگا کیونکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب جب سناتے مین ہین یہ کسی طرح نہ رکین گی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر سنکر کہا بیٹا سچ کہتے ہو اب تم میرے ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو

اور کل مقامات ذرا ذرا باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہین شاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھوان دن میلے کی بھیڑ اور جماؤ کا ہو کل یا تو خدانخواستہ ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹین گے کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہو کر جائین اور بہت سے خواب عدم مین سوئین لاشین اُنکی چیل کوے کھائین اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہی تو بندہ بھی نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو انشاءاللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہو اور افراسیاب ہو کہ بیت

کہ این چارہ سازی بدست آوریم	باآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہی آنچہ مرضی مولا از ہمہ اولی غلام آپ کے ساتھ ہی یہ کہکر سب عیار ملکر بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیئے راہ کتراکر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی متصل چاہ زمرد بھی ہی دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت انتہا ہی فرسنگ در فرسنگ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین جس چیز کا پھول جواہر کا بنا ہی اُسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے مین داخل کیا ہی کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل مین فرق نہین باقی ہی خیابان خیابان بہار وہان کی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی ہی برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہمکلام تھے اور گل سبزے پریون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر سے نقطے دیدے تھے گوش شاہد چمن مین پتے بالیان تھین خوش رنگ ترالیان تھین گل بوٹے طرح بطرح کے ایسے تھے کہ قباے رعنیاے گلشن مین پھول زرانداز دینے تھے گل اشرفی کے پھولون کا توڑا نہین بیشمار سوسن کی اودا ہٹ پر لب مسی آلود گلعذاران دہر نثار باغبان چار چمن گیتی نے میلہ لگایا جو پھول تھا عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار تھی بوے گل ہر سمت لیجاتی تھی مشام گلرخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین یہ باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخون کا مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار کہے کو تھا کہ نظم

کالی گھٹائین آئین ہوا کے ابھار پر	پریون کے تخت ٹوٹ پڑے سبزہ زار پر
قبلے سے ہے اُٹھی ہی ہوا ہی ابھار پر	رندو چلو گھٹائین گرین سبزہ زار پر
مستی سے بادشوخ نے کیا گدگدا دیا	کالی گھٹائین لوٹ گئین سبزہ زار پر

صہبا چمن ہی ابر ہی لبریز جام ہی	جوبن برس رہا ہو عروس بہار پر

عمرو یہان سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہین آگے بڑھکر صحرا مین نگیر سے کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ فتنہ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ انجمن تھی جو عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کوے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق آٹ کرکے رہجاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مارے ڈالتا تھا کہ ابیات

کوئی مشق ستمگری مین تھی	کوئی سرگرم دلبری مین تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال	بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی	شکل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی	کسی بیدل سے جلسا زی تھی

جب یہان سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگون کو دیکھا کہ ساز یعنے ستار و بین اور سارنگی وچکارا وغیرہ بجاتے ہین بایان ساتھ مل رہا ہی ٹھیکے مین او ھا بجتا ہی نئی نئی تانین اور ادھین لیتے ہین کوئی کدارا بجاتا ہی کوئی ملار گاتا ہی کسی کو بیلو اور جوگیا پسند ہی تماشائیون کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی بیت

بجاتے تھے اس طرح سے ملکے ساز	نکلتے تھے عشاق کے دل سے راز

جب اور آگے چلا پالین ساقنون کی تنی دیکھین نیچے پال کے چوکا تختون کا بچھا تھا اوسپر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا مقابا اور مسند و تکیہ دھرا تھا مسند و تکیے سے لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا ساقنین ہزارون بناؤ کیے دولائی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونے کا دکھانے کو گلا کھولے پائیچے پائجامے کے نیچے تخت پر پڑے ماتھے پر افشان لگائے بے چھوڑے بال بنائے لب تخت باہزاران ناز و انداز بیٹھی تھین کان کا زیور جھوم کر جھولے لیتا تھا رخ تابندہ بھر حسن تھا اسمین اس زیور کا عکس پڑتا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا مین تیرتے ہین یا مچھلیان اور جانوران آبی پیرتے ہین ہاتھون مین کڑے پڑے دست حنائی مین پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور تھیلون مین نیچے بھیگتے تھے سامنے کچھ حقے تیار تازے کیے رکھے تھے تپائیان سوراخدار تھین چلمین آسمین گھڑسی تھین خریدارون کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوالی چلم اوڑاتا تھا کوئی جوان استہرفی اور روپیہ دینے والا آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن بھی مسکراتی

تھی یہ کیفیت دونا نشہ جماتی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائیں دیتے تھے کشمیر اور سالبھان مانگتے تھے یار قند میہے والی چلم کے بھروانے والے اُڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خیر آج پٹیر و پرکی ہمکو بھی پلوائیے ساقن کہتی تھی بیٹا ابتو انگیا کے اندر کی پیو یہ بہت عمدہ ہی دمبدم چلم جاکر دیتی تھی خریداروں مین یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا سرکرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہی اس چلم کو تم سرکروا ہکی دو آنہ کی بھروا ئینگے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا اور پھٹک کر بھرا آگ رکھتا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پر بکل کی آگ دھرنا دم پڑنے سے لوین بھق بھق اُٹھتی تھین سرور ہوتا تھا شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر ٹھیک بجاتے تھے پٹہ ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان کا بنا جلسہ تھا کہ **ابیات**

تیجے حقے عجب بہار کے تھے — صدقے دل آئینہ سوہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ اُنکی دکان پر — جمع تھے سیکڑوں پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا — ایک چکارے پہ بیٹھا گاتا تھا
ساقنوں کا عجیب نقشہ تھا — قابل دید ٹھاٹھ اُنکا تھا
نام رکھے کوئی جرس کا اگر — دین وہ اسکو جواب یہ جلکر
اکتنے بیلے ہو دم لگاؤ تو — اشرفی کی چلم ہی پی دیکھو

اُن سے آگے بڑھکر مدک والوں کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمین سلگتی ہوئی ہاتھ مین تھین مہروحقے پر جمے تھے گنگا جمنی جھینٹے سامنے رکھے تھے کہ بمقتضاے **ابیات**

کچھ مدک والے وانپہ بیٹھے تھے — نوجوانوں کو جھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بھرے ہوے چھرّے — رکھے تھے ماہرویوں کے آگے
غیرت مہر و ماہ تھے مہرو — نہین قلمین پری کے تھے گیسو
شعلے اُٹھتے تھے ایسے جھینٹو کے — سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انھین کے مقابل ایک سمت کو نبات فروش سل بٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگون کا مجمع کوئی لیٹا چڑھاتا کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی مین بادام بھی ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یا داتا غفور نشے ہون بھرپور کوئی کہتا گاڑھی ہو گی تو نگاہ تاڑی ہو گی کوئی پکارتا کہ ع گاڑھی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے * کوئی آزاد یہ صدائین سنتا نشے کی حالت مین بانک لگاتا **نظم**

کو صولت اسکندر اور حشمت دارا
پڑھ فاعتبرو یا اولی الابصار کا آیا
مستانہ جو مین نے قدح بنگ چڑھایا
یون خضر لگا کہنے رسنیا دمریا
ای جی مین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
چل کنج خرابات مین اور گھوٹ کے بنؔ

اے صاحب فطرت
تا ہو تجھے عبرت
در عالم وحشت
اب دیکھ حلاوت
اور باندھ کے تہمت
یون کیجے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی بسنتی سجی اونچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے تولین اور کجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہوگیا تھا کچھ اُن مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو بنکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوکھی دینا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منھ سے رال بہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈالکر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جوڑتے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہ رہے تھے کہ ابیات

شہرت تری چارسو ہو ساقی
دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
بال بط مے پر ہما ہی
جس وقت لب آشنا ہوئی مل
اڑنے لگے آسمان کی سوجھی

دینا ہو اور تو ہو ساقی
کب سے امید وار ہین ہم
جام آئینہ جہان نما ہی
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھکر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہی شور بلند ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ یکایک دھوتو دھوتو تڑاہی بھنکی اور کوتوال دوڑ لیکر دوڑا کچھ بھاگ کھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف جو گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کسیکی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شانے پر کھینچکر بھاگا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نان بائیون کی دکانین بعد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی

دکان پر تھال برنجی برابر چنے تھے آگے دکان کے زنجیر برنجی لٹکتی تھی گھنٹی اسمین بندھی تھی اندر دکان کے نوکرون نے گولے پر کڑھاو چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جالدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے سے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے کہ نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے	طشت مہر فلک سے اچھے تھے
حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی	ٹوٹے دیکھے سے وہ لطافت تھی
حبشی کا جواب جوزی تھا	جسکو کھایا مزا جدا پایا
کب تراز دکا وصف پورا ہو	رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف وشفاف مین طعام لذیذ چنے ہوئے تھے پلاؤ زردہ قورمہ مرغ کا شوربا شیرمال وکباب و باقرخانی آبی نان ہوائی رکھے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لیئے کھڑے تھے کہ نظم

شیرمالون کولے کے جو کھائے	نان نعمت کا وہ مزہ پائے
انکی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ	ماہرویون کے جون حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھ لے بیمار	دل سے جاتا رہے شکیب وقرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے	زیست کا اسکو لطف ہاتھ آئے

ان سے آگے بڑھکر کبڑلون اور سنگریون کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جس مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچا چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانک پہنے گنڈیریون کے پیئے گئے پونڈے چھیلتی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان کے سیکڑون بیمار تھے تولنے مین جب ہاتھ اونچا ہوا پیاری بغل مین منھ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار	تھا انار ایک اور سو بیمار
پستئی لب پہ لوگ پستے تھے	شاخ بینی پہ تاک گھتے تھے

تھے اُن آنکھوں کے عشق مین بدنام ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اُنکی چھاتیوں کی ابھار شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار گل لالہ کی دے رہے تھے بہار
دست رنگین مین دست بند کڑے پائے نازک مین بھی غضب کے چھڑے
رکھتی تھین ہیر پھیر باتون مین رات دن تھین وہ ایسی گھاتون مین
کیجیے اس طرح بیان فقرا لوٹتے باندھکر دھڑا الٹا
تول لیتی تھی سب کو اُنکی نگاہ کنوئین جھکوا رہی تھی اُنکی چاہ
رکھتے تھے سیب کا مزہ امرود روح انسان کی بڑھے گی درد
تازے تازے بڑے بڑے انگور دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور
آم شیرین تھے وہ کہ لب ہون بند اولیا انبیا کو آئین پسند
چھلے بھونے کسیرو تھے پر نور دل کی سوزش کو کرتے تھے کافور

بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرے دال موٹھ اور حلوا سوہن اور کچا لو اور دہی بڑے اور گول گپے مصالحہ وار بیچتے تھے قلفین بالون کی کنپٹی پاس نکلتی تھین کان مین سینکین گھڑسی کمر بندھی تھی پتے اُس مین بھرے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے اُن کو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑھے بزازہ آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑون کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے کہ نظم

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز خوبرو نوجوان سراپا ناز
گلبدن کوئی کوئی رشک قمر اور نزاکت مین غیرت گل تر
اپنی اپنی سجے ہوئے دوکان کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان
اطلسین ہر طرح کی صورت دار گاچ کے تھان غیرت گلزار
بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر صدقہ ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر
کامدانی کے تھے وہ نازک کار زرگل کی خجل تھی جس سے بہار
طاقے مخمل کے وہ دوکانون پر گل تر سے بھی تھے کہین بہتر
گٹھریون مین بھی خوشنما کمخواب وضع مین خوب طرز مین نایاب

نین کو سکھ ہو من کو خوش آئے
خالی گاہک نہ یان سے پھر جائے

چیڑا چھا تھا چھی ادھی تھی
پا دُلا دنیا گفتگوان کی

انکی دکانون سے ہٹکر صرافہ تھا ایک ایک صراف پیسون کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے نیچے اُٹھنیان چونیان روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھ جی لقب انکا تھا کہ ابیات

ساہ جی کوئی سیٹھ جی کوئی
دولت آباد ہر دکان آنکی

کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا
کوئی کرتا تھا گھن چلن سے جدا

یہان سے آگے بڑھکر جوہری بازار مین پہونچے ایک ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہے تھے کہ نظم

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے
تھے جواہر نفیس پاس اُنکے

آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے
اُسمین سب بانٹ تھے جواہر کے

خوشنما تھی وہ موتیون کی لڑی
جس سے شرمائے عقد پروین بھی

جوہری بھی تھے انتہا کے حسین
مثل یاقوت اُنکے لب رنگین

بازار مین برہمن قشقے ماتھے پر دیے چندن بدن مین لگائے لیٹا کمر مین گھڑے سے ڈول ہاتھ مین لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے بادلے اور کھاروے کی لنگیان باندھے کٹورے کمر سے باندھے مشک دوش پر اُٹھائے پچھلے سے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیارون کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا اُستاد ہمکو میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لین عمرو نے کہا بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیئے ساحرون نے کیا ہی ہمکو خوشی کرنا نہین زیبا ہی اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تمکو مین خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دُکانون مین زینے بنے ہین سفید کپڑے سے منڈھے ہین اُنپر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریان ٹنگی تھین ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیان اور لڑکون کے کھیلنے کے چکلی اور لٹو اور بینیں اور ڈولیان رکھی تھین بعض دوکان پر رسی اور سر سر تھا بعض کے یہان شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے کہین کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی نایاب تھین کہین انگریزی چیزین لاجواب تھین کہ بہ مقتضائے نظم

تھین دکانین بساطیو نکی جہان
کیا بیان اُنکا کیجیے سامان

صاف و شفاف آئینے ایسے
رُخِ محبوب سے اُنھیں نسبت
کوئی چھتری اگر نظر آئے
دانت کی کنگھیان بھی وہ نایاب

جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
دیکھنے سے ہوا اُنکے اک حیرت
پھول سورج مکھی کا شرمائے
شانہ بین کو نہ آئے دیکھ کے تاب

انھین کی دوکانون کے پیچھے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتہ بنتے تھے جسمے باندھتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت مین ہوشیار تھے نظم

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار
نور کے وہ بناۓ تھے جسمے
کوئی فیتہ زری کا بنتا تھا
کوئی تیار کرتا تھا آنچل
جب وہ بنتے تھے ناز سے فیتون
انگلیان یہ نہین ہلاتے ہین

گل باغ جنان کی جن مین بہار
زرد تھا رنگ شمس خجلت سے
ہڑ تھا موتی کی کوئی باندھ رہا
کوئی بیٹھا کتر رہا تھا تھل
کہتے تھے یون جو اُنکے تھے مفتون
تیز دستی ہمین دکھاتے ہین

انسے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جما رہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتے تھے کہ نظم

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک
چھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے
تھی خجل برق ہر نگینے سے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز
کہتا تھا یون کسی سے اک پُرفن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین

رنگ سب جدا جدا غضب چالاک
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
کشتیون مین چنے قرینے سے
قابل دید جنکا تھا انداز
صرف کیجے یہان سوا کندن
کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ لکھوائے ابیات

سیمتن کوئی کوئی ماہ جبین
چھلے وہ خوشنما بنائے تھے
دیکھین معشوق بھی گر ایک نظر

دلبری کا دیار زیر نگین
دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
اُنکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ آگے بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے ہر ایک کی دوکان مین

پیٹیان رکھی تھین کچھ مال سامنے کھلا تھا لچکا لوگ لیتے تھے کوئی موتی بام کا مانگتا تھا کہ داموں مین سستا ہوگا کوئی جوڑا بیٹھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی تولی کا خریدار تھا کہ نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت
وہ چمک رکھتی تھی دکان انکی
پیٹیان سب بھری تھین گوٹونسے
ان مین گوٹا تھا آبدار ایسا
اور چمکی بھی اس بناوٹ کی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے
اس چمک کا سنہرا لچکا تھا

کہ لکھون آب زر سے انکی صفت
معدن زر کی جسپہ ہو پھبتی
رکھی تھین سامنے قرینے سے
سامنے چمکے برق شرمندا
لے کے گاہک کے دلمین جو چمکی
آنکھ خورشید کی جھپک جائے
اک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

ہر جگہ دورویہ بالون کے نیچے تختون پر تنبولیون اور تنبولنون کو بیٹھے دیکھا تختے سامنے رکھے اوسپر پان ہر قسم کے چنے ڈھولی سیدھی کرکے چھانٹے تھے سامنے برنجی تھالیان چنی تھین کسی مین لونگ کسی مین الائچیان تھین کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیان رکھی کہ بمقتضائے ابیات

تختہ ایک ایک روبرو رکھکر
ڈبیون مین لونگ الائچیان ڈلیان
اپنے گاہک کو یون بلاتے تھے
بیگمی پان ہو دساور کا

اچھے اچھے چنے ہین پان اوسپر
کتھے چونے کی خوشنما کلھیان
خاص یہ پان ہین مہوبے کے
بلکہ یہ جان ہو دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہین گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خیر منانے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہین عطار مسیحا دم دوا ئین نایاب فروخت کرتے کہین کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بالے بھولون کے عمدہ لگائے تھے ایک مقام پر تیغ بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضائے نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے
ہار تھے شیشیون کے وہ رنگین

اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے
جیسے تابندہ خوشۂ پروین

گنکٹرون مین بھی رنگ رنگ کا تیل
بھاری ہلکا لطیف اور بے میل

ایک دن بالون مین ملے جو کوئی
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین وہی

نکہتِ عطر غم کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی

فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا

گل فروشون کی دیکھی طرفہ بہار
رشک سے بوستان کو بھی ہو خار

وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
ہو مسخر جہان جو پہنے کوئی

طوق ہی موتیون کی کلیون کا
اسکو پہنے تو نور کا ہو گلا

کوئی کہتا تھا یون پکار پکار
ہر طرح کے ہمارے پاس ہین ہار

ہین چنبیلی کے ہار خوشبودار
جنسے آتی ہی بوے جسم نگار

دیکھی تمباکو والے کی دوکان
ہر طرح کا مہیا تھا سامان

سُرخ مخمل کے لاکھون بورے تھے
سادے کچھ کارچوب کے کترے

چاندی سونے کی شکیان عمدہ
اُن پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا

سادہ کڑوا کسی مین تھا لبریز
دلبر تند خو سے بڑھکر تیز

وہ خمیرہ نفیس خوشبودار
جس سے آتی تھی بوے مشک تتار

جب نکلتا تھا مُنھ سے اُسکا دھوان
نظر آتی تھی زلف محبوبان

تھے جو عطار سب مسیحا دم
بھرتے تھے سب مریض انکا دم

اُنکے عناب لب کا تھا یہ اثر
لین بلائین مریض سے وہ اگر

ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
تن بیجان مین جان آجائے

دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہی
ابھی کشمیر ہی سے آیا ہی

ایسی ہی شیرخشت بھی نایاب
دیکھین رکھکر زبان پر احباب

دیکھیے ہی ترنجبین نئی
اور دوکان مین نہین ایسی

تھی دکان کلال کی تزیین
کہیے اُسکو نگار خانۂ چین

ظرف مٹی کے وہ بنائے تھے
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے

کاغذی آبخورے ایسے تھے
پیاس بجھ جائے جسکے دیکھے سے

جنبش آب سے لچکتے تھے
جیسے انگارا یون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے
پیچے والون مین بیچے زیب دکان
بیچوان اک بناتا تھا بیٹھا
کھولتا تھا کوئی نگالی کو
دیکھیے کیا بندھی ہی اُلٹی چین
دیکھکر خود پھڑک رہا ہی دم
نہین واقف ہی کوئی اسلام سے

ساز سب کے نئی سجاوٹ کے
ہر طرف ڈوریون مین آویزان
ایک گٹا درست کرتا تھا
صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو
جس طرح ہو حسین چین بجبین
کیا ہی پایا ہی پیچے نے دم خم
مُنھ لگایا تو باتین کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہوگئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب مین بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہاے انجم کو بساط سپہر پر چنا جیسا کہ نظم

فلک پایگہ را براند دو نیل
شتاب فلک را تنگ آہستہ شد

سرا پاسبان ماندہ در پاے پیل
خروشان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلون تک جھاڑ روشن ہوگئے اور قندیلین نور کی جواہر آگین درختون مین آویزان ہوئین اور آتشبازی فرسنگہا فرسنگ تک گڑگئی چرخیان وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ مین لائین نصب ہوئین اور یکایک انار ٹراقے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے مین آگ لگائی عالم روشن ہوگیا دنیا کو چرخیون نے منور کردیا زمین و زمان زرافشان ہوگیا ستارون کا فرش منزلون تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے میلے پر نثار کرتا تھا اب تو رات کے سناٹے مین اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب ملت کا آدمی میلے مین آیا تھا کہین ہندو تھے کہین جمشید پرست کہین آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک مین پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسۂ عشرت مہیّا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہین تو شیشون کے فانوس کی چمن بندی
کہین شہنائی کی آواز اور کہین کامود
کہین بھیاس کہین پوربی کہین گوری
کہین ملار کہین دیس مالکوس کہین
بنے ہوے کہین رادھاجی اور کنھیاجی

اور اُنکے بیچ وہ چھٹنا پٹاخون کا چٹ پٹ
کہین دھناسری اور بھیروین کہین تھانٹ
کہین ترانہ کہین وہ حضرت اور کہین سوٹ
کہین یہ بھاگ کہین کاٹھرا کہین ٹھاکٹ
پتمبر اوڑھے ہوے سر پہ رکھے مور مکٹ

وہین تھی کنج گلی اور وہین تھا بندرابن
نہاتے دھوتے وہین اور وہین کدم کی چھانہ
کہین جو دیکھا تو تھا مارواڑ کا عالم
وہ آدھی رات کے سُر اُنکے دیس کے گانے

سُہانی دُھن وہین مرلی کی اور نسی بٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا تٹ
وہی کنار وہی ٹکڑیان وہی گھٹ پٹ
ہمار و سانور و متوار و لیگوا الوٹ

غرضکہ جماؤ میلے کا کہان تک بیان کیا جائے مجملاً چند فقرے لکھکر اصل مطلب لکھا جاتا ہو یعنے عیار اُن کو دیکھ رہے ہین کہ مہاجن بیچے جامے پہنے لڑکون کو ساتھ لیئے سیر کراتے پھرتے ہین ہندنیان اپنا اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہین اک ہین رام جنیان بھی ہین کہین طوائف بناؤ کیے اُستادون کو ساتھ لیے بیٹھی ہین کلیجی کے کباب بھُن رہے ہین کہین ایک رنڈی پر دو عاشق ہین اُسپر قصہ ہوا ہو کہین لونڈے پر جھگڑا ہوا ہو تلوار چلی ہو دوڑ گئی ہو لاگین لگ رہی ہین نٹ تماشہ کر رہے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین جھولے پڑے ہین ساون ہوتے ہین درختون کے نیچے دریان بچھی ہین شریف لوگ بیٹھے ہین ایک سمت افیونی بیٹھے ہین افیون گھلتی ہو گنے چھلتے ہین حقے توے کے بھرے رکھے ہین ایک امرود چھیلا ہو اُسکے ٹکڑے کرکے سب کو باہم تقسیم کیا ہو کوئی کہتا ہو کہ مین گنا ایسا چھیلتا ہون کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہو ایک ایک ریشہ باہم دیا تعریف ہو رہی ہو کہ جلیبی کی کڑکڑاہٹ ہو بعض اونگھ رہے ہین من مناکر بات کرتے ہین تالاب مین جابجا لوگ نہاتے ہین ہندو چندن رگڑ رہے ہین تلک دیتے ہین کھور صندل کے اور قشقے ہاتھون پر کھینچ رہے ہین کہین درخت تلے ٹکٹکی پر گھڑا رکھا ہو پیندے مین اُسکے مہین سوراخ کیا ہو نیچے سری مہادیوجی کی مورت رکھی اُسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہو بعض اوراج کا مالا ہاتھ مین لئے رام نام جپ رہے ہین بعض اکڑبل کرکے چکرتے رہے ہین بعض کمل کی تھیلی مین ڈالے مالا جپتے ہین بعض گاے کی مورت ہاتھ مین لیے چندرما کو پانی دیتے بیل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہو چبوترہ درخت کا بندھا ہو اُسپر جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان مین کنٹھی گلے مین ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا مالا جپتا ہو آگے ٹھیک رکھی ہو اُسمین اُپلہ دبا ہو چیلے گرو ناریل پی رہے ہین بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے پیچھے بیٹھے ہین آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہین کہین مہر شاہی اڑے رفاعی گرز ہلا رہے ہین مڑچڑے سر چیرتے ہین

اشرافت مٹھائی لیتے ہین گنوار موسی اور جوار اور گڑ کھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین سیف برچھی سانگ نگلتے ہین کوئی منھ سے سوت نکالتا ہی کوئی ہار نگلتا ہی پھول اوگلتا ہی یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرۂ مہر صندوق مشرق سے سر نکالا اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت شب روز روشن رسید	نسیم آہنگ صبح صادق دمید
چو دولت دہد در کشایش کلید	ز سنگ سیہ گوہر آید پدید

حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کامون سے فارغ ہوکر باغ سیب مین گیا دہان تجل بیلے مین جانے کے لیے منگواکر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوے نقارے بجتے سنائی دیئے پھر ہزار در ہزار تخت چمن بندی جنپر کی تھی اور پھول جواہر کے کھڑے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا اسکے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیئے نکلے اسکے بعد بارہ ہزار پریزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑتی تھی اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گہنا وغیرہ پہنے ہاتھ مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیئے نکلین پھر ایک ابر پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُسپر بجتے تھے بوندیان مہین مہین پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلہ کے ساٹھ ہزار کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج طلسمی سر پر تھا اور قباے زرانددوز بر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکلکر سامنے اُس بنگلے کے آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار شاہ و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر چلے اور آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ وحشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین عمرو بھی انکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر رہٹ

کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پاؤن سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زر و جواہر اس قدر
چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہو بٹ گیا ہی جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا اکیس بارگا ہین یہان نصب تھین بادشاہ داخل
بارگاہ ہوا ترھیان بجنکین جھانجین بجنے لگین جملہ معززان طلسم نذر لیکر دوڑے شاہان طلسم
مودب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب نجرامون کو بلانا چاہیے یہ کلمہ سُنکر عمرو کہ
صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جاکر دیکھون عیار سب ساتھ
ہین اور بہت جلد اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال میلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر شاہ طلسم
نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے یکایک
ایک طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور بارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا اُسنے دی کہ ای نجرامون جلد
جاؤ بادشاہ طلسم بلاتا ہی یہ صدا سُنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہوئین کہ مونڈی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا اگر پاتے
تو اُسکے ٹکڑے اوڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تولوان جوڑے
پہنائے اب ایک سو سترہ کشتی جواہر سے لبریز بھر نذر لیکر دریاے جواہر مین ہمہ تن
غوطہ مار کر لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہوکر نذر کا
جواہر روپیہ وغیرہ لیکر چلی پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو
العفو کہتے جملہ سردار تختون پر اور طائران سحر پر بیٹھکر چلے پلٹن رسالے ساتھ ہوے ایسے ویسے
ساحر رہگئے کہ اُنکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سبز و سرخ سے فوج کو وہین چھوڑ کر
نافرمان و سُرخ مو و افتخار جادو وغیرہ اپنا اپنا سامان کرکے چلے خلاصہ دم بھر مین میلے مین سب
پہونچے عمرو سے قران نے کہا اُستاد لشکر تو ہمارا منحرف ہم سے ہوکر چلا گیا اب دم بھر مین
ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی زکین گے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ عیار
وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کونسی عیاری کرینگے کچھ عقل کام نہین کرتی اور دعوے یہ
فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹونگا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین ساتھ استاد کے چلے
اور عمرو صورت بدلکر پھر چاہ زمرد پر آیا دیکھا بہار وغیرہ سب جاکر قدم افراسیاب کے
اوپر گری ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ جلادون کو اور انھین
قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہین انکے

قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا اُمید ہوگی افراسیاب نے کہا تم تماشہ دیکھو گے یہ سب بسبب
سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہین یہ کہکر سحر پڑھکر انگشتری سے التماس کیا کہ یہ سب اپنی حالت
اصلی پر آجائین مسحور یہ سحر نہ رہین اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور مہرخ وغیرہ نے
شاہ طلسم کو دیکھکر بکراہیت تمام منھ پھیر لیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیون اے مہرخ وبہار
میری تابعداری کروگی اُنھون نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا نہین ہم سب
نقش پاے عمرو پر فدا ہین اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور مہنت بنکر بیٹھنا
بھلا دینگے اور ہم اُنکے تابعدار ہوکر قید رہین یہ ممکن نہین افراسیاب نے سب سے کہا کیون
صاحبو تمنے سُنا انھین قتل نہ کرون تو کیا کرون سب نے کہا آپ کا فرمانا حق بجانب ہے بیشک
واجب القتل ہین شاہ نے کہا اب انکو قید کرکے انکے حامیون کو کہ جنپر انکو گھمنڈ ہے گرفتار کرکے
سب کو ایک بار قتل کرنا چاہیے یہ کہکر آہنگر بلاے اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان زنجیر پاے
آہنی مین مطوق وسلسل کرکے حکم دیا کہ باغ جمشید مین انھین لیجاکر قید کردو اور پھر کسی پر نہ کیا
کہ غافل ہوجائین یہ اسلیے کہ اپنی گرفتاری اور حال خراب پر اشک حسرت بہائین اور جسقدر
فوج کہ اُنکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محصور کراکر صحرا مین اُتروا دیا گرد پہرا کردیا جب یہ انتظام ہوچکا
اُسوقت طاؤس ہاے سحر بلائے اور حکم دیا کہ عمرو و قران وغیرہ اس طلسم مین جہان کہین ملین
پکڑلاؤ طاؤس اُوڑے اور عمرو بصورت مبدل یہان موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشے مین
جاکر منڈھی دانیالی نکالکر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیارون کو بھی نیچے اُسکے بٹھایا
خدا کا نام لیکر آپ بھی چپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہے سحر خبر نہین دیتا جب گلیم
پہ اوڑھتا ہے اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہے پھر نہین معلوم ہوتا کہ عمرو کہان ہے اس
وقت طاؤس چار دانگ طلسم مین پھرے آخر شاہ طلسم کے پاس آکر عرض رسا
ہوے کہ ہمکو عیار نہین ملتے شاہ جادوان نے پلا ئین طلسمی بلاکر بہر تجسس بھیجین وہ بھی
ڈھونڈھکر پھر آئین پھر غول ورتیلے بھیجے جب وہ بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشتری
سے عرض کیا کہ عیارون کو بلا دیجیے یکایک صدا آئی کہ عیار اسی میلے مین ہین مگر ایسی
جگہ ہین کہ دکھائی نہین دیتے یہ ندا سُنکر بادشاہ نے سواری طلب کی کہ مین خود
تلاش کرکے گرفتار کیے لاتا ہون اور ازبسکہ میلے مین عالم عالم جمع ہے اکیلے اوڑکر جانا
مناسب نہ سمجھا اُسی تجمل بیکران سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا اور میلا منزلون تک ہے

اور سواری کا بسبب تجمل کے رُک کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہی یا نہین ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذرے گا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی لقا کی کہ ہزارون بار اسنے مونڈی ہو اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہو اور ہر بال مین موتی و یاقوت اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈکر باحتیاط زنبیل مین رکھی ہی نکالی اور عیارون سے کچھ کان مین کہا عیار کاربند ہوے اور اسنے سر مقوسے کا مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دست و پا دراز ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایکسو بچاس لوے تاریخ کا قد لقا کا ہو اتنا ہی بڑا قد بناکر ڈاڑھی چہرے پر لگاکر تخت زبرجد شاہ جسکا ذکر اور تفریح اوپر ہو چکی ہی نکالکر سوار ہوا اور عیار یعنے برق فرنگی ایک سوائیس کلی کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم کا زبیدین خواجہ ملک گراز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹھ سینے تک پہونچا اور دوسرا کان تک ہاتھ ہر ایک دراز منھ سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلتے گرز آتشین ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بناکر چہرے پر نور شانون پر دو پرون سے مشک و عنبر کا فور بکھرتا تھا واضح ہو کہ بضرورت یہ پر بناے ہین اُن مین جابجا جوف رکھے ہین کہ اُسمین نافہ ہاے مشک اور دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہی کہ جب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا اور جانسوز ایک مرد وجیہ وشکیل از سرتاپا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر مینا کار لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیال پڑھی منڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہو گئی اور کئی سو کلس یاقوت احمر و لعل اور زمرد کے چڑھے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سُرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ و نارنجی و اودی وغیرہ ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے دیو ناچتا ہو نکالکر بجایا کہ ای بندگان قدرت خدمت خداوند مین حاضر ہو مہرے کی صدا منزلون پہونچی اور ساحر دوڑے جو آیا کہا منم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میلے مین غلغلہ بلند ہوا کہ خداے باختر

آئے ہین چلو زیارت کرو اُسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ اور زر و جواہر وغیرہ رکھکر جو مکھ و یا جلا کر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدمی باندھے آدھی اوڑھے تھین ایک سمت سے جادوگرو نے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لئے ہار پھول لونگ کا فورہمراہ سامنے منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانہ خداوند پر چڑھائی خداوند نے کہا پھر سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر ہنیل کی جب سب سجدے سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست قدرت نذر تمھاری لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہو غرضکہ یہان تو پوجا پاٹ ہو رہا ہو مگر ہر کارہ کوٹ گشتی کے دوڑ گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنا بجا لاکر عرض کیا کہ خداوند باختر لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان طلسم کی بتیا بانہ دوڑین یہان پہونچکر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی عیار بچیان یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ سے کہا یہ عیار ہون عیارہ کے لب ہلتے اور تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان تیری لے حیرت ہمکو عیار بتاتی ہین اچھا تو سحر مجھپر کرا اور اب ہم جاتے ہین یہ کہنا تھا کہ حیرت نے عذر کیا اور عیارہ بچیون سے کہا کہ دیکھا تمنے خداوند پر سب کچھ روشن ہو تمھارے خیال اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اس وقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے نارنج و ترنج مارے منڈھی پر تا ثیر نہ ہوئی اور جو لوگ منڈھی مین جانے لگے سر نیچے پاؤن اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا اے حیرت ہم تیرے گھر اب کبھی نہ آئینگے کہ تو نے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے یہ عتاب دیکھکر العفو اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف لے چلئے جو کچھ کنیز کو میسر ہو اُسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی کو باعجاز کم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سایہ فگن چارون ستون اُسکے فرشتون اور شیطان نے تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوے تخت اُڑ کر چلا ساحرون نے ہزارہا ناقوس و گھنٹے بجائے غلغلہ ہوا یہانتک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند پہونچایا عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پہ ہی مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجئے خداوند

نے فرمایا یہ دریچۂ قدرت ہے ہم اسمین سے باہر نہ آئینگے اور پوچھا کہ افراسیاب کہان گیا ہے کہا
عمرو کو ڈھونڈھنے خداوند نے کہا ہم اُسکو یہین پکڑ بلائینگے اور تم سے کون لوگ منحرف ہین
ملکہ نے سب کیفیت بیان کر کے کہا وہ سب گرفتار ہین اُسنے جواب دیا کہ مین جاکر انھین بھی تمھارا
مطیع کیئے دیتا ہون یہ کہکر اُسی طرح تخت اوڑا کر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا حیرت
وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ پر سے ازبسکہ
سحر شاہ طلسم نے اُتار لیا تھا یہ سب اول کی طرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ
خدا مین کر رہے تھے اُسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت کرنے لگے اور سیکڑون دشنام دین
عمرو تخت سے کود کر مہرخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو بظاہر یہ کہتا گیا اور
بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کنائے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو مین کہون وہ کرو مین عمرو
ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون بس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند
تو برحق ہے ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیے جب انھون نے اقرار اطاعت کیا خداوند
آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید کسے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کر دیا عمرو
نے انکو بھی بلا کر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان و فرشتون سے حکم دیا کہ میری
چھوٹی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمر انکی بڑھجاے اور سارے کارخانے
ہماری قدرت کے اُنپر روشن ہو جائین بمجرد حکم وہ تو سب عیار ہین شراب آغشتہ بیہوشی
اپنے پاس سے نکالکر سب کو پلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا جب پلا چکے مہرخ سے کہا
لو انکو وہ تو واقف تھین کہ حیرت اور شاہان طلسم کی قضا نہین ہے انکو خواجہ نے صرف ایسلیے
بیہوشی پلائی ہے کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہے اگر یہ بیہوش نہ ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائیگا
غرضکہ انکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لیکر آمادہ حرب ہوئین شاہان طلسم گھبرا کر اُٹھے بیہوش
ہو گئے حیرت بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار و مہرخ و مخمور و ہلال سحر افگن و آفت جادو
وغیرہ پرواز کر کے اوپر چھائے گولے فولادی اور ہار فلفل پھینکے سوئی کے مارنا شروع
کیئے ساحرون نے غلغلہ باہر باغ کے سُنا حیران تھے کہ کیا یہ ماجرا ہے کیونکہ خداوند باختر آئے
ہین اب کوئی سرکشی نہ کرے گا اس خیال مین تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو نے
سفید مہرے مین آواز دی کہ ای اہالیان جلسہ بھاگو کہ خداوند کا غضب آیا اس صدا
کے سننے سے میلے مین بھگدڑ پڑی اور فوج جو محصور تھی وہ رہا ہوئی اور مہرخ و بہار وغیرہ

اپنے اپنے مالک کو دیکھکر پاس آئے انکو حکم دیا کہ مہاجنون اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنون کو قتل کرو فی الجملہ یہ فوج لاکھون آدمی ہین ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہین کوئی روکنے والا نہ تھا اور اتنے عرصے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج انجم نے روز روشن پر حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

چو این سبزہ طاؤس جلوہ نمائے	سپید استخوانے ز لب ودانہ ہمائے
شدا از زمہرۂ کاسہ وز خم کوس	خدنگ اندران بیشہ ہا آبنوس

رات کو اندھیرے مین لوٹنا خوب بن پڑا ادھر تو فوج نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ کیا ساحرون نے میلے کے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا پر شور مچانے لگے دھوئین اور شعلے اٹھنے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا سرد چلی اور چار سمت تاریکی ہو گئی بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اس تاریکی مین نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے زمین پر سبزہ زار پر بہار خیابان لالہ وگل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان تھے اور نسرین ونسترن عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر چمنستان بہار مین آئے عاشق وشیدا ہو کر دیوانے ہوئے بہار نے کہا جاؤ اور میلے والون کو قتل کرو وہ بھی جا کر قتل وقمع مین مصروف ہوئے رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق محشر آتی ترچھی ہو کر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلاتی ایک جانب سے مخمور نے جام بلورین کھینچکر مارا ٹھنڈی ہوا چلی جس کے جسم مین ہوا لگی دفعتاً ہاتھ مین لیکر گروہ گروہ ملکر شراب خواری کرنے لگے اور ہولیان گاتے تھے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لانا پیمانہ	شور قلقل ترانہ مستانہ
لب ساغر کو کوئی چومتا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا دخت رز کا سہاگ

ایک طرف سے مہر خمو نے کاکل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحرون مین آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامے مین عمرو نے اول تو باغ جمشید مین جو کچھ مال وغیرہ اور لباس وزیور شاہان طلسم کا پایا اُتار کر نذر زنبیل کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ بارگاہون پر چڑھکر کلس اُتارو عیار لوٹنے لگے فوج ساحران نے بجلیان گرا کر بارگاہون اور خیمون کو جلا کر گرا دیا عیارون نے کلس اُتار لئے عمرو باغ جمشید لوٹ کر

چلا اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آگرا اور سے برق محشر تڑپکر گری ستون اور طناب جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے پھر وہان سے چاہ زمرد پر آیا بوجاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اصل محافظ ملازم شاہ طلسم وہان تھے عمرو نے گلیم اوڑھکر یہان بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر و جواہر کہ چڑھایا گیا تھا جال مین کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر کس پر سحر کرین کیونکہ کوئی نظر نہین آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب ہی جو کچھ کہ نیچے اسکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بلکہ مٹی تک اسکی کھنچ آئی ایک غار پڑ گیا واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور ہی اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہین کوئی سحر کی جگہ نہین ہی اور کچھ خبیث وغیرہ یہان مسکن گزین رہتے ہین کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہین مگر جال عطیہ جناب الیاس ہی اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہین چلتا اگر یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہی اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہی کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی کی کہ جس سے مفر اور رہائی نا ممکن ہوئی پس اسکا عوض یہی چاہیے تصریح اسکی زیادہ کچھ ضرور نہین ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑ گیا اور خبیث وہان کے اور ساحر گھبرا کر فرار ہوئے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیارون نے دست غارت عام و خاص ہر شخص پر دراز کیا اور ساحرون نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمیون کو قتل کیا میلے مین جھمیلا ڈال دیا بجائے خرید و فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ ریسمان حیات کے چھوٹے پڑے تھے رہرو عدم جھولتے زخمون کے پھول کھلے تھے خون سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے داغہائے جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے فرش کشتون کا بچھا تھا خیمے عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا گرا پڑتا تھا تو تلے مین اوپر مین اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانین خالی سناٹا ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال ایسا سی دراز ہو کر پڑتا تھا کہ لاکھون من کی چیز سوا سیر وزن کی ہو کر

پہنچ آتی تھی عمرو نے چوراسی گھنڈیان زنبیل کی کھول دین دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے مجھ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیان آج دلا دین عیار جدا لوٹتے پھرتے صراف اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا فوج نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے لاکھون آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آکر لوٹی تو دم بھر مین بازار مین صاف ہو گئین لیکن جسنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہین جان بچائی ہوا اپنے پاس سے کچھ نہ دین تو مال غنیمت اُنکے لیئے رکھنا مناسب ہے اور دوسرے وہ محاسبہ ضرور لینگے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوے اور مال بھی گیا غرضکہ دو پہر کامل لوٹ و مار و ہنگامہ قیامت زار بپا رہا لاش پر لاش تھی اور سر دھڑ پر سر دھڑ تھا کہ

ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار ۔ غنیمت کشیدند بیش از شمار

سریر و سراپردہ و تاج و تخت ۔ نہ چندانکہ آن بر توانند سخت

طبقہاے بلور و خوانہاے لعل ۔ قطرائف کشان را بہ فرسود نعل

رمان تازی اسپان با زین و زر ۔ خطائی غلامان زرین کمر

نورد ملوکانہ بیش از شمار ۔ شتر بار زرینہ بیش از ہزار

سراسیمگی در منش تاختہ ۔ ز رخت خر و خانہ پرداختہ

ز دل دادن چاوشان دلیر ۔ دلاور شدہ گور بر جنگ شیر

یکے گفت ہوے دو گفت ہان ۔ برآورد سر ہاے ہوے از جہان

ز بس غارت آوردن از ہر شاہ ۔ غنیمت نہ گنجید در عرصہ گاہ

بجز گوہرین جام زرین عمود ۔ بہ خروار گوہر با نبار عود

ہم از زر و کافے ہم از لعل دور ۔ بسے چرم قنطارہا کردہ پر

ز کافور چون سیم صحرا ستوہ ۔ ز سیم چو کافور صد پارہ کوہ

بسے بردہ یونانی و بربری ۔ سبق بردہ بر ماہ و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیارچیان جو نکال دی گئی تھین اس ہنگامہ کو دیکھکر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہین اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیارون نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لین یہ کہکر بصورت مبدل

باغ جمشید مین گئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہین
نہ سیلا نہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہی بھگدر پڑی ہی لوٹ ہو رہی ہی یہ دیکھکر بلبلا کر
اوڑی لیکن لاکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے اکیلی کسکو روکے آخر ستون
بارگاہ تھا مکر رونے لگی یہان مہرخ اور عیار وغیرہ نکلکر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا ای
ملکہ سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھا ئین اور ایسا سحر کر دو کہ ناچ بارگاہ مین ہو
اور پیمانۂ عشرت گردش پذیر رہے بموجب ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سب کے سب شبیہ
کرسیون و دنگلون پر جلوہ گر ہوے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار
ساحر مگر ایسے ویسے بہیر و بنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیئے اور کہا کوئی آفت
آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ **نافرمان** کرکے حکم دیا کہ
کوہ سیاہ مین جاکر فروکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری
رکھنا یہ لوگ **نافرمان** کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچکر خیمہ سیاہ مین سردار
اور مہرا کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر خبر گیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر
ہین مگر ہوشیار ہین اور عمرو گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہی مگر **افراسیاب** کی سُنیئے کہ باغ عشرت
کے قریب جاکر خیال کیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی
ہوگی بس اور عیارون کو چلکر گرفتار کر عمرو اُنکی رہائی کو آئے گا گرفتار کر لینا یہ
سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث و بلاہاے طلسم ہمراہ آئے ہین اُنکو حکم دیا کہ عیارون
کو جاکر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اُسوقت میلے کے لوگ کہ چار سمت
بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اِسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتون اور بچون
کو ساتھ لیئے سر برہنہ خاک اُڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منھ پر بکھراے
ساریان پھٹی ہوئین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پائین سے بدحواس سحر
فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے انھین بلاکر پوچھا تم کون ہو
کیا ماجرا ہی وہ شاہ جادوان کو پہچان کر روئے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے قتل
ہوے اور سب کیفیت عذر بیان کی سُننا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور ہمراہیون
کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا ایک سناٹا
ہر سمت تھا دکانین برباد بارگاہین جلے ہوئے ڈھیر غرض چار طرف اندھیر **حیرت**

جو گریان ونالان ہی اُسکو تسکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیئے دیتا ہون شاہان و معززین طلسم کو ہوشیار کیا اُنھون نے اپنا لٹنا اور میلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین افراسیاب نے فرط ندامت سے انھین رخصت کر دیا سب شاہ وا کابر کوتوال دوربان قلعہائے طلسم وغیرہ جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان حیرت کو لیکر چلا پانچ ہزار مور ساتھ ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہی تازیانہ مار سیاہ ہاتھ مین ہی منھ سے کف جاری ہی یہان تک کہ لشکر مہرخ جہان اُترا رہتا تھا وہان پہونچکر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر جابجا ترنج مارنا شروع کیئے پیکان تیر اور شعلے آتش کے اور سانپ اور بچھو اور تیھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک آئین زمین شق ہوگئی صدائین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ ہمشیبہ سرداران اور رقاصۂ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے تھے جہانتک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استادہ ہون بمجرد حکم پانچ بارگاہ جنمین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین بارہ بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی کی نذرین دین ناچ ہونے لگا حیرت سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سبکو غارت کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اُتار دو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہی اُسکی درستی اور انتظام کرونگا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہانتک بھاگتے پھرینگے سب کو گرفتار کر کے بعذاب الیم مارونگا اب مین باغ سیب مین جا کر بقیہ شب آرام کرتا ہون کس لیے کہ کئی روز سے بیخور د خواب ہون ذرا تم اُس مفتری عیار سے ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ باغ سیب مین جا کر آرام گزین ہوا یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے عمرو جو گلیم اوڑھے یہان موجود تھا اسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دوندۂ بیدرنگ ہی دوڑتا ہوا آن واحد مین مہرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہی دشمن کو قتل کرو مہرخ وغیرہ لشکر جرار تیار کرا کر روانہ ہوئی حیرت یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلائے آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر

کی گل ہوئی یعنے **مخمور** نے بال کھول سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہوگیا
پھر تو اُس اندھیرے مین لشکر فوج **حیرت** پر جا گرا وہی سامان دوشینہ پیش تھا ایک جانب
سے سلین برف کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر اُڑ کر آتے تھے سنگ دلون کو خاک مین ملاتے
تھے قیامت برپا ہوئی ساحر کل لوہا مانے تھے زک اُٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ
کھڑے ہوے ادھر بارگاہین خیمے جلنے لگے **حیرت** مُنھ پیٹ کر باہر نکلی پکاری ارے مشعل
سحر لاؤ ارے **یاقوت** اے **زمرد** کدھر ہو اری فوج کو روک کون سُنتا ہو جال ایسا سی
پڑ رہا ہی بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہو باغ سحر لگا ہو کہین **مخمور** کے بھرسے میخواری
کا چرچا ہی بھگدر پڑی ہی ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہی لشکر **مہرخ** کے طبل
و بوق بجتے تھے کڑکا ہوتا تھا علم بلند تھے پھریرے اُڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون
ساحر بیجان تھے کہ بمقتضائے **نظم**

گر زندگان را دران رستخیز	نہ روے رہائی نہ راہ گریز
سواران ہمہ تیر پرداختہ	گہے تیر وگہ ترکش انداختہ
دران مسلخ آدمی زادگان	زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان
بجان بر و خود ہر کسے گشت شاد	کس از کشتن کس نیاورد یاد
ز بس کشتہ بر کشتہ مردان مرد	شدہ راہ بربستہ بر رہ نورد
بران دجلہ خون بلند آفتاب	چو نیلوفر افگندہ زورق بآب
پراگندگی در سپاہ اوفتاد	ترد ہش در آرزم شاہ اوفتاد

یعنی جسوقت کہ سنان **مہرخ** عالیشان کی چاک ہندوے شب کے کلیجے کے پار گذری اور چشمۂ
آفتاب سے سبقت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے کیے **عمرو** روبفرار لایا **حیرت** ہر سمت
بیتاب پھرتی تھی صبح کو دیکھا کہ میدان مین تھر اُولا شون کا ہی بجاے طائر نوا سنجان صبح
کے زاغ و زغن کا ہجوم اس دشت نامبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھ میلہ مین
لٹنے سے بچا تھا اُسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے
یہ بھی ناچار نالان و گریان باغ **سیب** کی طرف گئی **عمرو** لوٹ مار کر دم سحر اپنا لشکر لیکر
کوہ سیاہ مین آیا مگر **مہرخ** سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاؤ مگر ہمشبیہ اپنے
چھوڑ جاؤ سب نے پتلے اپنی صورتون کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھی گھوڑے خچر

وغیرہ چوپاے ہزارون صحرا مین ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزارون ساحر کہین کدر ریت ویسے گھاٹی مین اور جابجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت آئے تو بھاگ جائین غرضکہ ایسا بند وبست کرکے ہمراہ سرخمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم اوڑھکر یہان ٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کرکے رو رو کر تمام حال بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہان قتل ہوا تھا وہان آیا برباد تباہ اُسے دیکھکر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑکر تین جانب تلاش کنان دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ مین دیکھا کہ ناچ ہو رہے ہین بارگاہ مین سردار بیٹھے ہین لشکر اُترا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی انگشتری جمشید پہاڑ کے سامنے کرکے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ شق ہوگیا اور پہاڑ کے پتھر اُڑکر برسنے لگے اور دریا سے مواج پیدا ہوکر بارگاہ کا ویش اور سب ڈوبنے لگے بھگدر پڑی جنکی قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے دم بھر مین میدان صاف کردیا کہا یہ سب نمک حرام یہان چھپے تھے اور وہان اپنی صورت کے چھوڑ آئے تھے یہ کہکر خیمہ استادہ کرا کر وہان بیٹھا سحر کیا نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور میلے کے لوگ بھاگے ہوئے خدمت شاہ مین آئے انھین تسکین دی دکاندار اہل حرفہ وپیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال وزر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظمون سے حکم دیا کہ باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہین وہ درست کیے جائین اہلکارون نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا اے حیرت مین اب جاوانگا طلسم مین جہان کہین عیار ہونگے اُنکو قید اور بند کرکے لاتا ہون اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی مین جاتا ہون یہ کہکر لشکر اور حیرت کو چھوڑکر روانہ ہوا اور ازبسکہ اس انتظام مین شاہ طلسم سپہر چہارم سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کواکب خیمہ گاہ افلاک مین قیام پذیر ہوا

نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد ۔ سر نافۂ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز غم سیاہ آورد ۔ منش سر سو خوابگاہ آورد

عمرو نے مورخ کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر لیکر آگری لشکریان حیرت پڑی بربادی اور تباہی اُٹھا چلے تھے خیمے گرتے ہی اور بجلیان چمکتے ہی مال واسباب چھوڑکر بھاگ گئے کہ میان جان ہی تو جہان ہی اُنکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اسکے لڑنا ممکن ہو یہ تصور کرکے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مثل خانہ خالی را دیو میگیرد عمرو
نے بہت جلد وہان کا اسباب جو کچھ تھا بار کرا کر اپنا آراستہ کیا اور بدستور اول کوہ سبز مین
انتظام کرکے ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا اور عمرو بھی انکی ساتھ لشکر کے
گیا ادھر افراسیاب عیارون کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے اُنسے حال سُنکر
پھر الیکن وہ عرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدۂ اول کے حیرت لشکر لیکر اُترین حریف بھی
مقابلے مین آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے
شاہ نے اس راے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب مین گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی
از سر نو دیا ساحر نامی ہمراہی ملکہ کے لیئے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر مین ہی لیکن عمرو کوہ سرخ پر
پہونچکر ٹھہرا اسوقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب مین اس ہنگامے مین جان دیتے
تو اچھا تھا اب میرے اُستاد شہنشاہ کوکب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے
عمرو نے کہا ہم وہان جائینگے بتا پھر بتاؤ اُسنے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ
اور دریاے ہفت رنگ ہی آشنا کہنے نہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سر علم ایک
آفتاب نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا
کیا تھا کہ شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہین یہ میرے چچا عشاق جادو ہین یہ سُنکر سب
ٹھہرے اُسوقت ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار شیر سوار اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس
سوار قریب پانچ ہزار کے اور مہنت اور اتیت بے شمار ہین ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر
سوار نمودار ہوا شکیل دوڑکر اسکی خدمت مین گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگا لیا اور سب حال
سُنکر فیل سے اُترا اور لشکر ٹھہرا کر مہرخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھکر تاج سر پہ کلل بجواہر
اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو نا ممکن تھا گوہر شب چراغ ہر جگہ اس
مین روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہوکر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہرخ پاس آیا مگر رعب خواجہ
کا دیکھکر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھاوج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑین اور مہرخ
نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اُسنے کہا وہ کہان ہین کہا یہ کیا ہین اُسنے پہچان کر عمرو سے
ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہی تمام عمر مین یہ تحفہ مین
نے پیدا کیا ہی وہ مین تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب بادشاہ
طلسم ہی اس سے مین مقابلہ نہین کرسکتا یہ باتین کرتا ہوا وہان سے کوچ کرکے مع مہرخ

وغیرہ کے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر حیرت ہمیشہ مقابلہ کیا کرتا اور اُترا کرتا تھا پہونچا
یہان کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ
لشکر مین جاکر پھٹا اور دھوان پیدا ہوا کہ تمام دُنیا سیاہ ہوگئی اس دھوئین کے جسم مین لگتے
سے ملازمان افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اُنکی کھنچوا کر پھکوا دین اور
خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ
ہوئین دکانین کھل گیئن بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گہما گہمی شروع ہوئی اور یہ خبر طائران سحر
نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ حیرت کے
روانہ کیا لشکر حیرت دریا کے اس پار آکر جاے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ صرصر عیارہ بھی
آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدلکر مریخ کے لشکر مین آئی دیکھا
کہ عمرو لشکر کے اُتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے صرصر فی الفور صورت عمرو کی بنی
اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق براے آسایش اور کسل سفر سے آسودہ
ہونے کے لیے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا عمرو کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو
کچھ کام ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر
بارگاہ حیرت مین گئی اسنے قید سحر مین مبتلا کر کے ہوشیار کیا اور کہا اقرار کر کہ عمرو کا ساتھ
نہ دونگا اُسنے کہا اب تو مین بیشک شریک عمرو ہون حیرت نے جلاد کو بلایا اور حکم
قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان عمرو نے بارگاہ مین عشاق کی آسے نہ پایا صورت بدلکر
بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کھڑا رہ موئے اور تیغچہ پکڑ کر دوڑی
عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بھی یہان آیا تھا صرصر کو دیکھکر چھپ رہا
جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گری اُسنے بیہوش کر کے درخت
پر چڑھکر باندھ دیا عمرو نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حاصل یہ کہ
برق صورت مثل صرصر کے بناکر بارگاہ مین گیا مگر ابریق وزیر نے حیرت سے کہا کہ یہ
صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کر کے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون رجوع
قلب سے دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر	تو ئی یاوری دہ توئی دستگیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو مہنت کالون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے شکلین کالی ہیئت ڈرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو بلا کرکے ایک رقعہ دیا اُسنے خط پہچانا کہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم ہوا کہ تمنے عشاق و برق کو مقید کیا ہی ان مہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انکو بھیجدو حیرت خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی بے تامل سحر اپنا دفع کرکے انکو حوالے کیا عمرو و قران مہنت بنکر آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کرکے بھاگے اور عشاق اُڑکے بارگاہ مین آیا حیرت نعرہ سُنکر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہی اُسکو کھلوایا ادھر عشاق نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت کچھ زر و جواہر توڑے روپے اشرفی کے پیش کیے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کو کہا تھا عنایت فرمایئے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے کرکے کہا کہ تم ہر ساحر پر فتحیاب ہوگے اور کسی کا سحر تم پر تاثیر نکریگا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتری جمشید ہی اور صفت اسکی بہت ہی تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اسکو اپنا شریک کرو عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سُنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھ ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضائے

نظم

برآسودہ تا صبحدم بر دمید
ملک بارگہ سوے صحرا کشید
سپیدی شد اندر سیاہی پدید
عنان راہ را داد و منزل برید

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر مخمور کو ہمراہ لیکے عمرو سمت کوکب روانہ ہوا اب یہ دونون تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادۂ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اِس جلد کو ختم کرتا ہی انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرین فسانہ عالی تبار جلد ثانی بھی لکھیگا سراسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہی منشی گری کا دعوے نہین کیا ہی پس میری غلطیون پر نظر نہ فرمایئن اور مجکو دعاے خیر دین

قطعات تاریخ مطبوعہ سابق

از نتائج سخن پناہ مؤلف طلسم ہذا یعنی حضرت جاہ

لکھی جو اے جاہ داستان یہ عجب مزے کی حکایتین ہین
کہین ہی جنگ وجدل کا سامان کہین ہو عیاریون کا چرچا
کسی جگہ پر صفت مکان کی کہین پہ تعریف شہر کی ہی
کہین پہ آمد ہی لشکرون کی کہین لڑائی کا ہی سراپا
کہین ہی نیرنگی طلسمی کہین ہی اسمین بیان جادو
کہین ہی وصف بہار گلشن کہین بیانِ صفاتِ صحرا
کہین ہی جھگڑا جو عاشقون سے تو نازنینون کی پیاری باتین
کہین سراپاے حسن دلبر کہین ہی میلے کا اسمین جلسا
نرالی صورت سے ہر جگہ پر بیان کیا ہی جو ون کا ہونا
تو رات ہونے کے وصف مین بھی نیا ہی انداز ہی نکالا
کہین کسی پر کوئی ہی عاشق تو لطف الفت لکھا گیا ہی
بیان ہجرت جو کوئی دیکھے تو غم کا سامان لکھا ہی کیسا
جو فکر تاریخ سال مین کی تو بولا ہاتف کہ جاہ لکھدے
طلسم عالم مین روح افزا طلسم نادر رواج پایا

از جناب منشی دھنپت راے صاحب محقق لکھنوی خلف منشی جیسکھ راے صاحب خیرآبادی فرمان نویس سلطانی مختار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین صاحب بہادر اسد جنگ

نوشت جاہ در آرد و جو داستان لطیف
پی وضاحت سالش بہ بینات و زبر

عروس طبع متینش در مصفا سفت
طلسم ہوشربا دل فزا محقق گفت
سمبت ۱۹۴۰ بکرماجیت

ایضاً صنعت از حروف منقوطہ

داستان میر حمزہ دلپسند
جاہ بے اشکال و بے عائق نوشت
سال تاریخش محقق فی البدیہہ
داستان خوشتر و فائق نوشت

از شاعر نکتہ آرا جناب منشی رام سہاے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی لکھنوی

نہ کیون ہو میر محمد حسین جاہ کا نام
کہ لکھی نثر پسند جہان بصد اعزاز
جو داستان ہے وہ دلکش جو ذکر ہے وہ نفیس
اگر ہے طرز نرالا تو ہے نیا انداز
ہوا بخیر کتاب بسیط کا انجام
کہ تھا سعید جہان اس فسانہ کا آغاز
یہ حال طبع تمنا بصد تمنا لکھ
طلسم ہوشربا داستان ناز و نیاز

از ہنرپرور جناب منشی مرزا جعفر حسین صاحب قمر لکھنوی شاگرد حضرت جاہ

لکھا جو جاہ نے افسانۂ فصیح و بلیغ
کہ جسپہ خوبی حسن بیان ہوئی ہے تمام
ہر ایک لفظ ہے شیرین ہر ایک حرف ملیح
بیان سب ہے مسلسل زہے وقار نظام
قمر کو فکر جو تاریخ سال ہجری تھی
گرا کے ریک کہا ہے - بہار باغ کلام

تقریظ مع تاریخ از جناب منشی آغا محمد صاحب مہر لکھنوی

نغمہ سنجی ہزار داستان زبان گلشن حمد نخلبند حدیقۂ کون و مکان مین جسقدر ہو کم ہے کیونکہ وہ بمجواے اذا اراد شیأ ان یقول لہ کن فیکون صانع طلسم عالم ہے کہ بیت صانعی کز کمال عز و جلال ؏ در ثنایش زبان ناطقہ لال + و نعت آنجناب سپہر رسالت فخر عالم و آدم اکلیل سر عرش معظم فروغ بخش لوح خاطر روشنضمیران ہے کہ وہ پیشواے رسولان سلف و ریتیم پاکیزہ صدف بحر بے پایان شرف مفتاح کنز عرفان ہے صلی اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین اصحابہ و ازواجہ اجمعین جریر طوطی خامہ معانی نگار شکرریز توصیف شکرستان خوش مقالی حضرت جاہ مین ہے کہ جنھون نے طلسم نادر و لاجواب انتخاب مطبوع طبع ہر شیخ و شاب تحریر فرمایا الحق اعجاز بیان اور نیرنگ قلم دکھایا یہ طلسم ہفت دفتر داستان امیر حمزہ کی جان ہے اس گوہر بے بہا کی کسے پہچان ہے لاریب اسم بامسمے ہے بیشک ہوشربا ہے دفتر مین ایک ایک قصہ فارسی لکھا تھا وہ بھی کسی کو نہ ملتا تھا منشی جاہ نے

اسکو عبارت رنگین مضمون نمکین مین تصریح وار لکھا واللہ کمال کیا تکلف یہ کہ زبان اُردو روزمرہ
عام و خاص کی ہو اُسی مین بیان کیا ہو قافیہ پیمائی اور تک بندی کو چھوڑا ہو پھر اسی طرز مین استعارات
مرغوب بیان حسن و عشق سبحان اللہ کیا خوب کسی بات کو ترک نہ کیا اور دفتر کی شرح مین نہ ایک
حرف کم ہوا کچھ نہ گھٹا نہ بڑھا امیر کا کوہ عقیق مین داخل ہونا اور بدیع کا شکار کو جانا غزال
جادو کی وجہ سے قید ہوکر گشتہ سحر ہونا پھر عمرو کا جاکر شرارہ کو مارنا عشق ملکہ تصویر جادو
بدیع سے اور مارنا دیو طلسم کو پھر قید ہو جانا دہن اژدر مین پھر اسد کا اور عیارون کا طلسم
مین جانا اور عشق ملکہ مہ جبین پھر ذکر شراکت مہرخ اور لشکرکشی فوجون کا جماؤ بہار کا لڑنا
عمرو کی عیاریان ساحرون کو مارنا مخمور کا عشق نور الدہر سے حیرت اور مصور کا مقابلہ
مہرخ سے رعد کا عشق المماس پری چہرۂ دختر مصور سے غرض جو بیان کیا نقشہ اُسکا سارا کھینچ دیا
کہین دشت کی رنگینی وہ گلہاے الفاظ کی گلشن کتاب مین خوشبو بھینی بھینی وہ معشوقون کے
ناز و عاشقون کے شوق آمیز انداز ہر جگہ لڑائیان سحر آزمائیان سبحان اللہ مولف موصوف
نے قلم توڑ دیا ہو فی الحقیقت یہ شاعر شیوا زبان بلبل ہندوستان لا نظر غواص فصاحت
حافظ مراتب بلاغت وزن شناس میزان تقطیع موجد کلام بدیع نخلبند حدیقۂ معانی بہار طبع
بیانی نشاط مرصع زبانی صیرف دار العیار سخندانی ہو واہ واہ کیا کیا حضرت نے نثاری فرمائی
ہو طبیعت داری دکھائی ہو ہر فقرے سے دلآویزی پیدا ہو ہر لفظ سے دقیقہ سنجی ہویدا ہو کہین
عورتون کی زبان ہو بعینہ وہی محاورہ اور ویسا ہی بیان ہو جہان ہجر کی شکایت ہو
کیا فراقیہ دلسوز حکایت ہو ہر حرف نقش اثر رنگ مانی و بہزاد ہو ہر فقرہ کا شانہ کتاب مین
شاد اور آباد ہو سحر کے عجائبات اور غرائبات صنع ندرت طرازی مولف دکھاتی ہو روح سامری
کی شرماتی ہو معرکہ آرائی جنگ و جدال پیر زال کو سام و نریمان و رستم دستان
بناتی ہو فقرون کی چلبلاہٹ شاہد رعناے الفاظ کی اچپلاہٹ حسینان جہان کو اپنے حسن
دلآویز پر لبھاتی ہو ایسے جانان دلفریب و رہزن صبر و شکیب غارتگر متاع خرد و ہوش ہر
صغیر و کبیر برنا و پیر کو یارون نے بہت ڈھونڈھا لیکن مثل گوہر شب چراغ نایاب پایا سچ ہو
کیون نہو النادر کالمعدوم مشہور ہو اچھی چیز کا مشتاق ہر ذی شعور ہو فی الحال جناب ممدوح نے
اس طلسم کی ایک جلد کو مطبع فیض منبع مرجع خاص و عام عالی مقام نامی گرامی اودھ اخبار
خوش اطوار مین طبع کر دیا مالک مطبع قدردان ہر فن خصوصًا فن خلق و مروت مہربان ہنرپرور

علی الخصوص ماہر جود و سخاوت عالی ہمت والا نعمت دقیقہ سنج مرنجا مرنج زبان دہ زباندانان جوہر شناس شاعران سخندان صاحب زر وزور جناب منشی نولکشور ضاعف اللہ اجلالہ و اقبالہ بالتوالے والتواتر نے نہایت عمدگی سے اس معشوقۂ نظر فریب کو حلل گرانمایہ و زیور جوہر بے بہائے طبع سے آراستہ فرمایا ہی خریدار مشتاق یقین ہی کہ خرید کر کے خط کافی اور لطف وافی اٹھاوینگے جب اسے پڑھینگے دنیا کے قصے بھول جائینگے اس افسانہ عجیب و نادر کی کہانتک توصیف کی جائے یہ خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر ہی لہذا ایک قطعہ تاریخ حال اتمام تحریر ہی

قطعہ تاریخ

لکھا یہ جاہ نے افسانۂ فصیح و بلیغ	جو فقرے اسکے ہین رنگین تو ہی بیان سلیس
نثار کیون نہو رنگین بیانیون پر دل	کہ یہ فسانہ دل زار کا ہوا ہی انیس
عجیب شوخی مضمون ہی ماشاء اللہ واہ	عجیب قصہ ہی ہر اہل انجمن کا جلیس
گراکے مہر سراشک کو لکھو تاریخ	زہے حکایت عمدہ و داستان نفیس

از شاعر ذیشان جناب منشی سلطان خان صاحب سلطان لکھنوی شاگرد عبد الغنی خان غنی

عجیب خامہ معجز نگار جاہ ہی واہ	دکھایا جسنے یہ اعجاز حسن اپنا تمام
دکھائی جادو طرازی سے خوب ہی نیرنگ	زبان کلک سے گویا لیا طلسم کا کام
تمام قصہ ہو اس طرح کا فصاحت بیز	نثار جسپہ فصیحون کے دل رہینگے مدام
جو فکر کی پئے تاریخ سال ای سلطان	کہا یہ دل نے کہ ہی گلشن خرد یہ کلام

از نکتہ پرور جناب نواب مرزا محمد اکبر صاحب اکبر لکھنوی شاگرد حضرت زیبا

جناب جاہ کی جادو طرازیان ہین یہ	زبان کلک کے اعجاز کو دیا ہی رواج
طلسم ہوش با واقعی ہی ہوش ربا	کہ اس فسانے کو کہیئے سرور بخش مزاج
پے فصاحت تاریخ سال ای اکبر	سروش غیب یہ بولا کہ کیون ہی تو محتاج
نظر جو پڑتی ہی نیرنگیان دکھاتا ہو	ایاغ بادۂ میخانۂ طلسمی آج

از سخن پناہ جناب مرزا محمد جان صاحب ماہ لکھنوی شاگرد نجم پھپانوی

مہر چرخ برتری ہے یہ فسانہ واہ واہ
کیوں نہو بحر فصاحت کا یہ در بے بہا

کہتے ہیں جادو بیانی اسکو پڑتی ہے نظر
ایک دم میں کشور دل کو مسخر کر لیا

سر کو جادو کے جدا کرکے لکھو تاریخ ماہ
کیوں نہو یہ داستان بستان دلربا

از سخن پناہ جناب میر محمد حسین جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بحروف منقوطہ

بسا ہوا ہے زمانے کا بوی گل سے دماغ
فروغ گل سے چمن میں بھی جل رہے ہیں سراج

کھلے ہیں باغ مضامین کے تازہ تازہ گل
ہو سکہ زر گل کا چمن میں خوب رواج

طلسم ہوش ربا ہے فسانۂ رنگین
معانی اسکے ہیں سب ابرؤنکے سر کے تاج

اسی کی جلد ہے پہلی دوبارہ معرض طبع
دیار حسن کے شاہو نسے کیوں نہ لے وہ باج

لکھو بصنعت منقوطہ جاہ یہ تاریخ
بہار باغ سخن کی ہے دونی رونق آج

قطعۂ تاریخ ثانی از جناب منشی رام سہائے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی

یہ وہ قصہ ہے جسے سحر کا دفتر کہیے
خنجر جادو نیرنگ کا جوہر کہیے

نثر میں سلیقہ زبانی کا جو پیدا ہے اثر
اسکو بیشک رگ جان کے لیے نشتر کہیے

خوبی نثر مسلسل کا بیان ہو کیونکر
زلف سنبل ہے یا گیسوئے دلبر کہیے

لفظ لفظ اسکا فصاحت کی دکھاتا ہے بہار
کیوں نہ اس نثر کو ہر نثر سے بہتر کہیے

کام ہے ایسا کیا جاہ نے سبحان اللہ
ایسے ناثر کو نہ کیوں شاہ سخنور کہیے

اب دوبارہ جو چھپا نسخۂ راحت انگیز
ہے بجا اسکو اگر قند مکرر کہیے

اے تمنا یہ تاریخ بصد لطف و خوشی
قصۂ ہوش ربا دلکش و دلبر کہیے

تاریخ طبع ثانی از طبع وقاد جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب برادر خورد تمنا

یہ داستان ہوش ربا مخزن طلسم
قصوں کی آبرو ہے فسانوں کی جان ہے

نثر اسکی بے نظیر عبارت ہے بے مثال
عمدہ ہے بول چال دل آرا بیان ہے

انشا کے قاعدے سے ہی الفاظ کی نشست	کل روزمرہ صاف ہو شستہ زبان ہی
باغ طلسم و جادو و نیرنگ ہین سطور	جو صفحہ ہی وہ سحر و فسون کا مکان ہی
ہر جملہ اسکا ہی صدف گوہر کمال	نقطہ ہر اک جواہر خوبی کی کان ہی
ہر حرف سے ہین جوہر انشا گری عیان	ایک ایک لفظ جسم فصاحت کی جان ہی
یہ قصۂ نفیس جو بار دوم چھپا	گلچین بوستان معانی جہان ہی
آئی لب آفق سے ندا ہر سال طبع	نایاب قصہ ہوش ربا داستان ہی

تاریخ طبع سابق از جناب میر وارث علی صاحب صبیح تلمیذ میر عشق مرحوم

ہوئی وہ طبع کتاب طلسم ہوش ربا	ہر ایک جسکا ورق طبقۂ پرستان ہی
نہین ہی نثر ظہوری کی کچھ شمار اسپر	کہ نسر طائر گردون بھی جسپہ قربان ہی
جہان ہی نثر وہان بوستان کا ہی عالم	ہر ایک شعر ہی یا گلبن گلستان ہی
جہان پہ آگیا ہی ذکر رزم صل علے	ظہور رستم دستان کی جنگ کا وان ہی
کیا ہی ساحرون کے سحر کا بیان جسجا	تو جنگ حضرت موسیٰ وہان نمایان ہی
پری وشون کا کہین تذکرہ اگر آیا	تو وانہ صاف عیان صورت پرستان ہی
کہین ہی بزم کا رنگ اور کہین ہی رزم کا ڈھنگ	کسی مقام پہ عیاریون کا سامان ہی
مؤلف اسکے محمد حسین جاہ جو ہین	کہ داستان کا جنکی ہر اک ثنا خوان ہی
کہی صبیح نے تاریخ اسکے ایما سے	کہ جسکو سنکے ہر اک اہل ہوش ثنا دان ہی
یہ وہ کتاب چھپی ہی بشر تو ایک طرف	پکارتے ہین پری رو بھی اپنا ایمان ہی

از نتیجہ طبع رسا مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

ایجنٹ سابق مطبع ہذا

چو طبع گشت بآئین خوب طرز ہمین	ز جاہ قصہ ربا و داستان حسین
نوشت مصرع تاریخ طبع او عاقل	طلسم ہوش ربا دلکش و طرب آگین

ایضاً

لکھی ہی یہ وہ داستان جاہ نے — ہزار ون بھری جسمین ہین خوبیان
لکھا کلک عاقل نے مصرع طبع — لکھی داستان کیا ہی حیرت بیان

از نتیجۂ فکر ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

لکھی یہ داستان ہی اُسنے حامد — کہ جواب طوطی شکر فشان ہی
ہی رنگین جس طرح اسکی عبارت — بتاؤ دوسری ایسی کہان ہی
لکھی یہ داستان اُسنے ہی ایسی — کہ عاشق جسپہ ہر پیر و جوان ہی
طبیعت اُسکی ہی اک بحر ذخار — سمندر کی طرح ہر دم روان ہی
زبان مین اُسکی سحر سامری ہی — حقیقت مین بڑا جادو بیان ہی
مراد دل ملی ہر قصہ خوان کو — جسے دیکھو وہ از بس شادمان ہی
غرض چھپکر ہوئی تیار جب یہ — کہ جو خوبی مین ممدوح جہان ہی
پئے تاریخ کی تب فکر مین نے — کہ یہ معمول طبع شاعران ہی
مری فکر رسا نے مجھسے حامد — جو خضر جادۂ گم گشتگان ہی
یہ فرمایا نہ کر کچھ فکر تاریخ — یہ لکھدے۔ فرحت افزا داستان ہی

از راحت جان محمد ناظم حسین خان ناظم مصحح خلف اکبر حضرت حامد

جاہ نے جیسا یہ قصہ ہی لکھا ای ناظم — ایسا آنکھون نے دیکھا ہی نہ کانون نے سُنا
ہر سخنور نے اسے دیکھ کے یہ فرمایا — حبذا اصل علے اصل علے اصل علے
نثر وہ جسپہ ہوئی نثر ثریا صدقے — نظم وہ جان سے جس پر در یکتا ہین فدا
قوت ناطقہ تعریف مین ہی اسکی لال — وصف مین اسکے ہی خاموش زبان گویا
جس قدر مدح کرون اُسکی مین تحریر ہو کم — مختصر یہ ہی کہ ثانی نہین دیکھا اِسکا
اُسکے مطبع مین چھپا جو ہی امیر اعظم — نام معلوم ای ہر فرد بشر کو جسکا

چھپ چکا جب تو ہوئی سال کی مجھسے درخواست
مین نے تاریخ لکھی نسخۂ بیمثل چھپا

ولہ

سب اسے دیکھ کے کہتے ہین یہی ہی ناظم
آج تک دیکھا نہین ایسا ہی واللہ طلسم
مین نے بھی دیکھ کے اسکو یہ کہا برجستہ
سب طلسمون کا ہی بیشک یہ شہنشاہ طلسم
جاہ نے اسکو بنایا ہی بڑی صنعت سے
ہی بجا کہیے اگر اسکو ہی باجاہ طلسم
واسطے اُنکے زمانے مین جو ہین قصہ خوان
سچ اگر کہیئے تو ہی یہ خضر راہ طلسم
مین نے منقوطہ مین تاریخ لکھی چھپنے کی
حضرت جاہ کا معقول چھپا واہ طلسم

از جناب منشی محمد احمد حسین خان صاحب احمد شاہ آبادی خلف حافظ غلام علی خان صاحب

داستانین تو ہزارون ہی چھپین ہی احمد
داستان ایک بھی لیکن ہی نہین اسکے مثل
مین نے تاریخ کی کی فکر یکایک آئی
لب ہاتف پہ ندا۔ دفتر اول بے مثل

از منشی نرائن بخش راقم خلف منشی گوبند پرشاد صاحب فضا لکھنوی

جب طبع ہوئی یہ جاہ کی نثر
جسمین قصہ لکھا ہی کیا خوب
فقرہ فقرہ ہی جس کا دلکش
مصرع مصرع ہی جسکا محبوب
نیرنگ و طلسم دیکھ اس کے
عیارون کے ہون حواس سلوب
دیکھی نہ سُنی کوئی حکایت
ہی جیسی یہ داستان خوش اسلوب
تیار ہوئی یہ چھپ کے جسدم
تاریخ تھی اسکی دل کو مطلوب
بہر طبع جدید مجھکو
ہاتف نے بتایا مادہ خوب
ہجری تاریخ اس کی فی الفور
لکھ دے راقم۔ بیان مرغوب

تاریخات طبع سابق

از نتیجہ طبع نقاد سخنداں کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ سابق مطبع

ہر اک اہل نظر ہوتا ہے شاداں اسکے پڑھنے سے
عبث ہے فکر تمکو سال تاریخ مسیحی کی

کیا ہے جاہ نے تالیف کیسا دلنشیں قصہ
لکھو عاقل کہ زیبا خوشنما راحت گزیں قصہ ۱۹۰۸ع

ولہ

داستان امیر حمزہ سے
سال ہجری یہی لکھو عاقل

جاہ نے خوشنما لکھا قصہ
فرحت انگیز دلکشا قصہ ۱۳۲۶ھ

از اسوۂ سخنوراں مولنا محمد حامد علیخاں حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح مطبع ہذا

پانچوین بار فضل حق سے چھپی
مصرع سال لکھا حامد نے

کیسی اچھی طلسم ہوش رُبا
خوب لکھی طلسم ہوش ربا

ولہ

عجیب قصہ دلچسپ جاہ نے لکھا
جو کوئی سائل تاریخ طبع ہو حامد

بھرے ہین جسمین مضامین خوب سرتاپا
خوب لکھی طلسم ہوش رُبا

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ فسانۂ لاجواب و رنگین سراسر فرحت آگین شاہد معنی دلرُبا المسمےٰ جلد اوّل طلسم ہوش رُبا مؤلفہ موجد داستان گوئی منشی میر محمد حسین جاہ لکھنوی بصحت تمام وسعی مالاکلام مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب الحکم عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع بماہ ستمبر ۱۹۳۰ع آٹھوین مرتبہ چھپکر شائع ہوئی۔

کتاب	قیمت
بوستان خیال - جلد دوم	عہ/
″ جلد سوم	للعہ/
″ جلد چہارم	لعہ/
″ جلد پنجم	سے
″ جلد ششم	ہے/
″ جلد ہفتم	ہے/
″ جلد ہشتم	ے/
″ جلد نہم	عہ/
سوانحمری عمرو عیار - نہایت دلچسپ قصہ ہے	عہ/
جادو کا تسخیر نیرنگ فسانہ عجائب -	عہ/
سنگاسن بتیسی	۴/
گل بکاولی -	۳/
قصۂ گل صنوبر -	۲/
قصۂ اگر گل -	۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ -	۰۶/
سیر مقبول -	۱۲/
لطائف ہندی - نہایت دلچسپ لطیفے -	۲/
فسانۂ معقول -	۱/

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
فسانۂ الہ دین ولیلی	۱۲/
فریب حسن	۱۲/
فسانۂ سوزن عشق	عہ/
فسانۂ لارنس وروتھ	عہ/
فسانۂ حسرت وصل	۵/
مارگیرٹ	۶/
روز البمبرٹ	للعہ/
ناول اسرار	عاسہ/
ویگزونسیڈا	۱۲/
شام جوانی حصۂ اول	عہ/
″ حصۂ دوم	۹/
دھوکا یا مسمی فانو -	عہ/

دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تسخیر	عہ/
خون ناحق	۶/
شاہد طرار	۸/
طلسم خیالات	۱۱/
ثمرۂ نیکی	للعہ/
قصہ حاجی بابا اصفہانی	عہ/
کرشمۂ تقدیر	۰۷/
لال کپتان	۰۵/
نیرنگ فرنگ	۱۴/
شہید جفا	عہ/
سیتا	سے
ہنگامہ عشق	۲/

ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

کتاب	قیمت
خوبی قسمت	۱۱/
بوالہوس	۱۲/
جوش خون	۱۴/
چابک سوار معشوقہ	۲/
بادشاہ سلامت	۱۵/
خلق مجسم	۱۴/
ورعلین کامل ہر دو حصہ	۱۳/

متفرق ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تگڈم	۹/
الو کی دم فاختہ	۵/
کلجگ کی کھونٹی	۵/

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ دنیازاد لطرز ناول	۱۲
معشوقۂ فرنگ	۵ ر
اسرار ہند	۹ ر
منارۂ قیصری	۱۰ ر
مجموعۂ افسانہ دلپذیر	عہ ر

بنگالی ناولون کے ترجمے

نام کتاب	قیمت
بنگالی دولہن	۱۰ ر
پرتاب	۱۰ ر
روہنی	۸ ر
مار آستین	۸ ر
مرنالنی	۸ ر

اور یجنل ناول

نام کتاب	قیمت
حرمان خانم	۴ ر
خوش نصیب	۶ ر
خواتین ثلاثہ مستورات کے واسطے نہایت عمدہ نصیحت آموز ناول ہے	عہ ر
جام زہر	۱۰ ر
راز عشق	۹ ر

نام کتاب	قیمت
طویلہ کی بلا بندر کے سر	۲ ر
طلسم خیر رعرف گلاب کنور	۱۲ ر
عیارون کا عیار	عہ ر
فریب نیرنگ	۴ ر
مفید خاص وعام	۱۴ ر
ناشاد	۶ ر
نئی نویلی	۳ ر
نئے بگڑے	۵ ر
وقائع نادری	۵ ر
ہم خرما وہم ثواب	۵ ر
شمس وقمر	۶ ر
خواب کلکتہ حصۂ سوم وچہارم	۱۲ ر
سبز باغ	۵ ر
التمش	عہ ر
سندر شانشا کامل چار حصہ	عہ ر
بزم اکبری ہر دو حصہ	۱ ر
مکاری کا پتلہ	۱۰ ر
جفا و فا	۱۰ ر
دلچسپ حصہ اول	۴ ر
بلاس کماری	۱۲ ر

نام کتاب	قیمت
پھول وتی عرف سندر شانتا	۶
دربار اودھ حصۂ دوم	۹ ر
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث	۲
کرشن کا نتا ہر دو حصہ	۲
شوکت آرا بیگم حصۂ اول ودوم مجلد کاغذ گندہ	صہ
" بلا جلد کاغذ معمولی	ے
" حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ	
" " بلا جلد کاغذ رسمی	ے
ملا ز اغلول	
خاتون اودھ	
منصور و منیرہ	"
ویر پرتاب	
لال جبین	
فرمان قضا	
عائشہ بیگم	
سیف کمال	
حامد محمود	

المشتہر

مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنو